AJMERE
16 JA 99
8.30 AM

19 JA 99

[illegible]

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

ہر ہفتہ چھپتا ہے

نمبر ۱ | قادیان دار الامن والامان مورخہ ۱۰ر جنوری سنہ ۱۸۹۹ء | جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبے اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل برفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجادیں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کی مدد [illegible] ہوجائیں اور سو سو ٹریکٹ [illegible] فیصدی کے حساب سے خریدلیں تو [illegible] ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہوسکتا ہے اور ہم ہفتہ وار [illegible] مفت تقسیم کروایا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں [illegible] ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہوجایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی چھپا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبروں میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کردیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملاکر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری تعداد خواہش جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے
بالکل کھرا سودا

اگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو فوراً واپس کرو۔ اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔؟

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سیکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازار بند پراندے سیج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کی۔ ازار بند ۸ سے لیکر [illegible] روپیہ تک۔ پراندے ۴ سے لیکر [illegible] روپیہ تک۔ سیج بند [illegible] روپیہ سے لیکر [illegible] روپیہ تک۔

۳۔ زیورات میں ڈورے جس قسم کے چاہیں ڈالدیے جائیں گے۔

۴۔ دریائی کا کام ہر ایک قسم کا۔

۵۔ ہر چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لیکر روانہ ہوسکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ یہ باہمی فائدہ کیلئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف صاف خوشخط تحریر ہو۔ ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد والٰہی بخش علاقہ بند
مالکان احمدیہ ایجنسی
کٹرہ باگھ سنگھ۔ ہاتھی دروازہ **امرتسر**۔ پنجاب

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

ناظرین کو نیا سال مبارک ہو۔

سالگذشتہ کے واقعات پر ریویو کرتے ہوئے ہمیں اندیشہ ہے کہ عام حالت ملک کے لحاظ سے اور بوجہ اون بلیات کے جو طاعون اور خوفناک شکلوں میں نمودار ہوئیں ہمیں اپنی ناظرین کو بہت سے پر درد واقعات دکھانے پڑیں گے۔ گو یہ ہم جانتے ہیں کہ جنکو ہم آفات اور بلیات سے تعبیر کرتے ہیں دراصل وہ ہی اللہ تعالیٰ کی شان رحیمی کے کا ایک کرشمہ ہیں جسکے کنہ اور کیفیت سے وہ لوگ اطلاع پاتے ہیں جنکے دل ظلمانی حجابوں سے نکل آئے ہوں تاہم ہم چاہتے ہیں کہ ہم اس فرض کو کسی دوسرے اشو تک ملتوی کریں۔

جدید وایسرائے۔ ہم نہایت مسرت اور بہجت سے ظاہر کرتے ہیں کہ ۱۸۹۹ء کے آتے ہی ہمارے جدید وایسرائے صاحب **لارڈ کرزن** تشریف لے آئے۔ چہ ماہ حال کو آپ نے اپنے عہدہ کا باضابطہ چارج لے لیا۔ انڈیا کی ٹیکس گذار رعایا امید کرتی ہے کہ آئندہ ۵ سال تک جس وایسرائے کے ساتھ ہماری قسمتیں وابستہ ہیں اسکی **معاملہ فہمی۔ دوراندیشی** اور **سلیم الفطرتی** عام لوگوں کے لئے ایک برکت کا موجب ہوگی۔ ہم عام مسلمانوں کی طرف سے عموماً اور اُس پاک گروہ جس کا مشن اس وقت دنیا میں امن اور صلحکاری پھیلانا اور پاکیزگی اور پاک باطنی کی تعلیم دینا ہے) کی طرف سے خصوصاً لارڈ اور لیڈی کرزن صاحبہ کا تہ دل سے خیر مقدم کرتے ہیں۔

ہم اپنے محتشم ناظرین کی خدمت میں جنوری ۱۸۹۹ء کا پہلا اشو موعودہ نمونہ کی صورت میں پیش کرتے ہیں اگر وہ اس کاغذ کو پسند فرما دیں تو ہمیں اطلاع دیں۔ تاکہ آئندہ کے لئے یہی کاغذ رکھا جاوے اور اگر سفید کاغذ پسند کریں تو سفید کر دیا جاوے ہمارے اپنے خیال میں یہ کاغذ مضبوط ہے اور علاوہ ہمارے مخدوم شیخ عطا محمد صاحب کی تجویز کے متعلق اکثر خطوط ہمارے پاس پہونچے ہیں مگر تاہم امید سے بہت کم اس لئے ہم اس نمبر کو نمونۃً پیش کر کے چاہتے ہیں کہ وہ ناظرین براہ کرم اطلاع دیں جو معمولی اور رسمی کاغذ پر اخبار لینا چاہتے ہیں اور اُن احباب کو اطلاع دینے کی ضرورت نہیں جو اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر اخبار لیں گے۔

اکثر احباب ہم سے دریافت کرتے ہیں کہ اخبارات میں جو خبر گشت کر رہی ہے کہ مرزا صاحب اور محمد حسین بٹالوی کے نام حفظ امن ضمانت کے لئے نوٹس جاری ہوئے ہیں اسکی اصل حقیقت کیا ہے۔ ہم اپنے ناظرین کو اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ یہ ایک معمولی سا امر ہے۔ محمد حسین بٹالوی نے کچھ عرصہ ہوا مرزا صاحب کے اشتہار مورخہ ۲۱ ر نومبر ۱۸۹۸ء کے شایع ہونے پر شیخیت نمائی کے طور پر ایک چھری رکھ لی تھی اور اکثر لوگوں کو دکھاتا پھرتا تھا۔ اس پر ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ نے اُس کی چھری کو دیکھ کر رپورٹ کر دی کہ نقض امن کا اندیشہ ہے مرزا صاحب اور محمد حسین سے ضمانت لی جاوے اس پر صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع نے ۱۳ ر دسمبر کو نوٹس جاری کئے ۱۸ ر دسمبر ۱۸۹۸ء پہلی تاریخ پیشی تھی بدون کسی کارروائی کے مقدمہ ۵ ر جنوری ۱۸۹۹ء پر ملتوی ہوا۔ محمد حسین نے جو وکیل کہا جاتا ہے مسلمانوں سے چندہ لے کر کیا تھا اُس نے اپنی کسی مصروفیت کیوجہ سے ۵ ر جنوری ۱۸۹۹ء کی تاریخ تبدیل کرائی اور اب مقدمہ کل ۱۱ ر جنوری ۱۸۹۹ء کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کے اجلاس میں پیش ہوگا اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں ہے۔

یہ مقدمہ ایک بڑی دلچسپی سے دیکھا جارہا ہے اور پبلک میں مختلف قسم کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ ہم نہ تو ضرورت سمجھتے ہیں اور نہ مناسب کہ اُس کی نوعیت پر کسی قسم کی رائے دیں مقدمہ ایک دور اندیش حاکم مجاز کے سامنے ہے بعد کل کارروائی کے ہمارا حق ہوگا کہ ہم اُس پر رائے زنی کریں۔ ہاں اتنا کہدینا شاید بے محل نہو گا کہ مرزا صاحب کی

اشتہارات مورخہ ۲۱ ر نومبر ۱۸۹۸ء ۳۰ ر نومبر ۱۸۹۸ء اور رسالجات کشف الغطاء وغیرہ کا مطالعہ ہمارے بیدار مغز ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو اصل معاملہ کی تہ تک پہونچنے کے لئے بہت مدد دیں گے۔

مسلمانوں اور گورنمنٹ کی توجہ طلب

عام اہل اسلام اور گورنمنٹ عالیہ کے حضور ہم ایک عرض طلب امر پیش کرنا چاہتے ہیں کہ توجہ کی امید کیجاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ

محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ۔ گورنمنٹ عالیہ کو آجتک یہ بتلاتا رہا کہ مہدی خلیفۃ اللہ آنیوالا کوئی نہیں اور مسلمانوں کے اُس گروہ کے سامنے جو اہل حدیث کہلاتا ہے اور جسکا ایڈووکیٹ اور سرگروہ ایڈیٹر مذکور ہے اقرار کرتا رہا بلکہ عام مسلمانوں کیطرح خونی مہدی کے نہ ماننے والے پر کفر کا فتویٰ لگاتا رہا اب جبکہ اُسکی وہ تحریریں جنہیں مہدی کے سے انکار کیا ہے علماء اہل حدیث نے اُس پر خارج از اہل سنت ہونیکا فتویٰ دیا عام مسلمانوں اور گورنمنٹ کو ایسے شخص کے وجود سے

LIBRARY
LAHORE

پاک شاعری

فی المحبۃ امام الزمان سلمہ اللہ الرحمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی تو ہے سننے والا دعا کا ؞
؞ خشوع و خضوع ابتہال التجا کا ؞
ایا ربنا افتح لنا بین قوم ؞
؞ معزز ہمیں فیصلہ ہے خدا کا ؞
پڑے مار ذلت کی ظالم کے اوپر ؞
؞ بڑھے مرتبہ صاحب اتقا کا ؞
مرے پیارے احمد سے کاٹے جو رشتہ ؞
؞ وہ ہے کاٹنے والا حبل خدا کا ؞
یہاں اس مغضوب و ضالین نہیں ہے ؞
؞ میں ہوں طالب دید راہ ہدا کا ؞
صراطاً کہ ہے صفتہ مستقیم ؞
؞ مقدم وظیفہ ہوا اھدنا کا ؞
اطاعت محمدؐ کی ۔ احمد کی بیعت ۔ ؞
؞ ازل میں تہا اللہ نے جس کو تاکا ؞
میں سو جاں دل سے ہوں احمد کا عاشق ؞
؞ مسیح زماں اور امام الورا کا ؞
ہزاروں ہی بیگانوں سے رشتے کاٹے ؞
؞ فدا جان سے ہوں یک تن آشنا کا ؞
تصور شب و روز رہتا ہے تیرا ؞
؞ عجب ہی کھنچا آنکھ پر ایک خاکا ؞
ترا ذکر در اصل ہے ذکر خالق ؞ ؞
؞ بجا یہہ! کہ مشرک ہوا میں خدا کا ؞
ترے ید قدرت میں دل ہے یہہ میرا ؞
؞ ٹھکانا نہیں کوئی اب ماسوا کا ؞
تو چاہے جدہر پھیر دے میرے احمدؐ ؞
؞ مقلب تو ہی ہے کلید خدا کا ؞
تو احمد وہ ہے جس نے روکا قلم کو ؞
؞ بہلا کون ہے اب ترے جابجا کا ؞
قلم سے گرے روشنائی کے قطرے ؞
؞ معصفر ہوا رنگ تیری قبا کا ؞ †

شہادت بہی اس پر صحابہ نے دی ہے ؞
؞ یہہ کیسا کرشمہ ہے رب العلا کا ؞
ولا تشک فیہا ولا ریب فیہا ؞
؞ کہ خادم ہوں میں خادم میرزا کا ؞
ہیں سطور قرآں میں حق و علابہا ؞
؞ ازل میں تہا اللہ نے جس کو تاکا ؞
اٹھو خواب غفلت سے بیدار ہو کر ؞
؞ زمانہ یہہ آیا ہے اب ابتلا کا ؞
کیا مرگ عیسے کو قرآن سے ثابت ؞
؞ کہ جھگڑا تہا امت میں یہہ اس بلا کا ؞
بصیرت کی کہولو! ذرا دل سے آنکہیں!! ؞
؞ نظارہ کرو بندہ حق نما کا ؞
عشیق! اب ذرا تہام لیجے قلم کو ؞
کہ مضمون لکہنا ہے خذ ما صفا کا ؞

* * *

دیگر

محظ آدم زاد افتادہ آلہی در جہاں ؞
ہیچ شخصے نیست کامل ہم ز خورد و ہم کلاں
آدمیت نیست اندر ہر کس ایں ناکساں
صورت انسان لیکن خوئی ایشاں چوں سگاں
بیخبر از قول و فعل اصفیائے کاملاں ؞
پا در آب و گل نہادہ ایں ہمہ مثل خراں
تازیانہ پُر ادب گر ساق ایشانرا زنند ؞
مے نجنبانند گوشے از جہول ایں ظالماں
بندگانِ مرد خدا را ایں سگاں عوعو کنند
بد نہاد و بد سرشت و بد زبان و بدگمان
نور خورشید آلہی مے درخشد تحت و فوق ؞
یمین و یسیر و قبل و بعد و در زمین و آسمان
گر نشانِ نو زاد جوئی نمایم مر ترا ؞
مے درخشد چوں قمران از منارِ قادیاں
آں امام الوقت ہست و پیشوائے راہ حق ؞
رہنمائے دین احمد ہادی دورِ زماں
اسم او اسم مبارک ابن مریم مے نہند
آں غلام احمد است و میرزائے قادیاں
گر کسے آرد شکے در شان او آں کافر است
جائے او باشد جہنم بے شک و ریب و گماں

یا الٰہی انت احفظ وانت سلّم بالالہام ؞ من عشیق عاجز کان الدعا فی کل شان ؞

دیگر

السلام اے مہدی فرخندہ فال ؞
السلام اے صاحب الوقت و حال
السلام اے رہنمائے راہ حق ؞
السلام اے ہادی ذو المجد و عال
والسلام والصلوٰۃ ہم درود ؞
بر تو بادا اے صاحب عز و جلال
وازخدائے ذو الکرم حق آمد است
باطلاں رسوا شدہ از انفعال
ان جاء الحق و زہق باطل
ان باطل کان زاھق فی الزوال
مبطلاں در رنگ شیطاں آمدند ؞
حق پسنداں صبغۃ اللہ الفعال
سرنگون و خیرہ شد لیلالوی ؞
سربلند و ہوشیار آن اہل حال
تبتی از کوہ در آمد سرنگوں ؞
قادیانی در رسیدہ بر جبال
ایں زتلی ژاژ خا بسیار گو
آں محمدؐ خوش زباں شیریں مقال
ایں ہمہ چوں تودہ گل آمدند ؞
آں یکے پُر نور و روشن چوں ہلال
ایں ہمہ چوں خر نہادہ پا بگل
آں نشستہ بر براق ذو الجلال
ایں ہمہ خبطیاں چوں سگ شدند
آں چو انساں پُر ز دانش و پُر کمال
بوئے از باغ محبت نشنوند ؞
در مشامے پنبہ کردہ از ملال
قایل آں مہدیٔ ملت نیند ؞
صوت منکر مے کشند ایں خرمثال
بر سر دنیائے جیفہ مے جہند
مے نمائند ایں تمام اہل ضلال
والسلام الف الف و السلام ؞
من عشیق عاجزی کل حال

* * *

نعت شریف

---

† یہہ ایک کشف کیطرف اشارہ ہے جو سُرمہ چشم آریہ میں درج ہے ۔ اڈیٹر

شیشۂ دل صاف اب حق نما ہونے کو ہے
عاشق روئے محمد با خدا ہونے کو ہے
دل مرا آپے سے باہر یا جدا ہونے کو ہے
یہ گذرگاہ خدا اب یا خدا ہونے کو ہے
کشتیٔ عمر رواں اب آشنا ہونے کو ہے
نا خدائے روح انساں با خدا ہونے کو ہے
فتح باب دین ہو گا جب ہوا کسر الصلیب
وعدۂ معہود ربی اب وفا ہونے کو ہے
کل مذاہب پہ ہوا دین الٰہی کا ظہور
ظلمت کفر اُٹھ گئی کشف الدجیٰ ہونے کو ہے
حضرت خیر الامم کیسے عظیم الخلق ہیں
کافروں سے تو جفا۔ اپنے وفا ہونے کو ہے
لات وعزےٰ گر گئے۔ اور کعبۃ اللہ بنگیا
مجھکو شوق دیدن اُم القریٰ ہونے کو ہے
یا محمد لطف ہے اسم مبارک میں یہہ کیا
ہر زباں عام سے صلِّ علیٰ ہونے کو ہے
نو زبادہ سے سوز جام جسم ہو جلد تر
مجلس مولود احمد ساقیا ہونے کو ہے
یا عشیق کل شیٔ ھالک الا وجھہٖ
یعنے دائم ہے وہی جو بالبقا ہونے کو ہے۔

راقم
خاکسار خواجہ عبد الستار عشیق قصوری

اشتہار قابل توجہ گورنمنٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

اس میں کچھ بیان ہے کہ پیشگوئی مندرجہ اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء جسکا خلاصہ یہہ تہا کہ جزاء سیئۃ بمثلہا وترھقھم ذلۃ آج پوری ہوگئی۔ اس پیشگوئی کا حاصل مطلب یہی تہا کہ فریق ظالم نے فریق مظلوم کو جس قسم کی ذلت پہنچائی ہے اُسی قسم کی ذلت فریق ظالم کو پہنچیگی اور ضرور پہنچیگی کوئی اُسکو روک نہیں سکتا سو وہ ذلت فریق ظالم کو پہنچ گئی ۔

آج میں اُس خدائے قادر قدوس کے ہزار ہزار شکر کے بعد جو مظلوموں کی فریاد کو پہنچتا اور سچائی کی حمایت کرتا اور اپنے پاک کلمات کو پورے کرتا ہے عام مسلمانوں اور دوسرے لوگوں پر یہہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ جو میں نے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کے مقابل پر اُس کی بہت سی گالیوں اور بہتانوں اور دجال کذاب کافر کہنے کے بعد اور اُس کی اس پلید گندہ زبانی کے بعد جو اُسنے خود اور اپنے دوست محمد بخش جعفر زٹلی وغیرہ کے ذریعہ سے میری نسبت کی تہی۔ ایک اشتہار بطور مباہلہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو لکہا تہا۔ اور اُس میں فریق ظالم اور کاذب کی نسبت یہہ الہام تہا کہ **جزاء سیئۃ بمثلہا وترھقھم ذلۃ**۔ یعنے جس قسم کی فریق مظلوم کو بدی پہنچائی گئی ہے اُسی قسم کی فریق ظالم کو جزا پہنچیگی۔ سو آج یہہ پیشگوئی کامل طور پر پوری ہوگئی۔ کیونکہ مولوی محمد حسین نے بدزبانی سے میری ذلت کی تہی۔ اور میرا نام کافر اور دجال اور کذاب اور ملحد رکہا تہا۔ اور یہی فتوے کفر وغیرہ کا میری نسبت پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں سے لکہوایا۔ اور اسی بنا پر محمد حسین مذکور کی تعلیم سے اور خود اس کے لکہوانے سے محمد بخش جعفر زٹلی لاہور وغیرہ نے گندی بہتان میرے پر اور میرے گہر کے لوگوں پر لگائے۔ سو اب یہی فتوے پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں بلکہ خود محمد حسین کے اُستاد نذیر حسین نے اُسکی نسبت دیدیا۔ یعنے یہہ کہ وہ کذاب اور دجال اور مفتری اور کافر اور بدعتی۔ اور اہل سنت سے خارج بلکہ اسلام سے خارج ہے۔ اور اس فتوے کا باعث یہہ ہوا کہ محمد حسین مذکور نے تمام علماء پر اپنا عقیدہ یہہ ظاہر کر رکہا تہا کہ وہ ان کی طرح اُس مہدی موعود کا منتظر ہے۔ جو بنی فاطمہ میں سے خلیفہ ہوگا۔ اور کافروں سے لڑیگا۔ اور مسیح موعود اُسکی مدد کے لئے اور اُس کی خونریزی کے کاموں میں ہاتہ بٹانے کے لئے آسمان سے اُترے گا۔ اور اُس نے علماء کو یہہ بہی کہا تہا کہ پہلے میں نے غلطی سے ایسا خیال کیا تہا کہ مہدی کے آنے کی حدیثیں صحیح نہیں ہیں۔ مگر مینے اب اس قول سے رجوع کر لیا ہے۔ اور اب میں پختہ اعتقاد سے جانتا ہوں کہ ایسا مہدی ضرور آئیگا۔ اور عیسائیوں اور دوسرے کافروں سے لڑیگا۔ اور اُس کی تائید کے لئے عیسٰے علیہ السلام آسمان سے اُترینگے۔ تا دونوں ملکر کافروں کو مسلمان کریں یا مار ڈالیں۔ یہہ اعتقاد اُسوقت محمد حسین نے مولویوں میں جوش پہیلانے کے لئے ظاہر کیا تہا جبکہ اُسنے میری کافر ٹہہرانیکے لئے ایک فتوے لکہا تہا۔ اور بیان کیا تہا کہ یہہ شخص مہدی موعود کے آنے سے اور اُسکی لڑائیوں سے منکر ہے۔ لیکن جب ان دنوں میں محمد حسین✤ کو گورنمنٹ سے زمین لینے کی ضرورت پیش آئی۔ تو اُسنے پوشیدہ طور پر* ۲۴ر اکتوبر ۱۸۹۸ء کو انگریزی میں ایک فہرست شایع کی جسمیں اُسنے گورنمنٹ کو اپنا یہہ احسان جتلایا ہے کہ میں اس مہدی موعود کو نہیں مانتا جسکے مسلمان منتظر ہیں۔ اور وہ تمام حدیثیں جہوٹی ہیں جنمیں اُس کے آنے کی خبر ہے۔ اور اُس کی بدقسمتی سے اس انگریزی فہرست کی مسلمانوں کو اطلاع ہوگئی۔ تب لوگوں نے بڑا تعجب کیا کہ یہہ کیسا منافق ہے کہ اپنی قوم کے آگے مہدی موعود کے آنیکے بارے میں اپنا اعتقاد ظاہر کرتا ہے۔ اور گورنمنٹ کو یہہ سناتا ہے کہ میں اس اعتقاد کا مخالف ہوں۔ تب میں نے اُسکے بارے میں ایک استفتا۔ لکہا اور فتوے لینے کے لئے پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں کے سامنے پیش کیا۔ تب مولویوں اور نذیر حسین اُس کے اُستاد نے بہی وہ استفتاء پڑہکر اُسی طرح محمد حسین کو کافر اور دجال ٹہہرایا جیسا کہ مجہے ٹہہرایا تہا۔ اور اُسی طرح ذلت کے الفاظ اُسکی نسبت لکہے۔ جیسا کہ محمد حسین نے میری نسبت لکہے تہے۔ سو وہ اُسی طرح ذلیل کیا گیا۔ جیسا کہ اُسنے جہوٹے فتووں سے مجہے ذلیل کیا تہا۔ سو اسطرح پر یہہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ یہہ سچ ہے کہ میں ایسے خونی مہدی کو نہیں مانتا۔ کہ جو تلوار سے لوگوں کو اسلام میں داخل کرنا چاہے گا۔ اور نہ ایسے مسیح کے آسمان سے اُترنے کا میں قایل ہوں جو ناحق اس خونریزی میں شریک ہوگا اور مینے دلایل قویہ سے ثابت کر دیا ہے کہ یہہ اعتقاد خونی مہدی اور ایسے مسیح کے آسمان سے اُترنیکا سراسر جہوٹ اور لغو اور بے اصل ہے۔ اور قرآن اور حدیث سے سراسر مخالف ہے ہر ایک سوچ سکتا ہے کہ اس منافقانہ کارروائی سے جو محمد حسین گورنمنٹ کو تو کچہہ کہتا رہا اور پوشیدہ طور پر لوگوں کو کچہہ کہتا رہا۔ کامل درجہ پر اُسکی ذلت ہوگئی ہے۔ اور مولویوں کی طرف سے وہ بُرے خطاب بہی اُسکو مل گئے ہیں جو سراسر ظلم سے اُسنے مجہے دیتے تہے۔ یعنے ہر ایک نے اُسکو کذاب اور دجال سمجھ لیا ہے

---

* اصل عبارتیں مفصل اشتہار میں درج کی گئی ہیں جو عنقریب شایع ہوگا۔ منہ

✤ یہہ شخص یعنے محمد حسین اپنے تئیں اہلحدیث علماء کا سرگروہ اور ایڈیکیٹ ظاہر کرتا ہے۔ اس صورت میں ضروری ہے کہ جو گروہ کا اعتقاد ہو وہی سرگروہ کا ہو۔ چنانچہ وہ خود بہی رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۵۔ جلد ۱۲ میں مہدی خونی کی نسبت اپنا اعتقاد ظاہر کرتا ہے۔ منہ

رہا یہہ امر کہ اب گورنمنٹ عالیہ اسکی نسبت کیا رائے رکہتی ہے سو ہماری دانا گورنمنٹ ادنیٰ توجہ سے سوچ سکتی ہے کہ ایسا منافق جسنے گورنمنٹ کے سامنے یہہ جہوٹ بولا کہ میں یہہ کارروائی کر رہا ہوں کہ خونی مہدی کے آنے کے خیالات لوگوں کے دل سے شا دوں۔ اور مولویوں کو یہہ لکہہ لکہہ کر دیتا رہا کہ اس اعتقاد پر پختہ رہو کہ مہدی خونی فاطمہ کی اولاد کو ضرور آئے گا۔ اور کہتا رہا کہ جو شخص یہہ اعتقاد چہوڑتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ ایسے منافق کے قول اور فعل کا کیا اعتبار ہے؟ اور کونسا فائدہ اسکے وجود سے گورنمنٹ کو پہنچ سکتا ہے؟

پہر دوسری خیانت جو اسکی ذلت کا موجب ہے یہہ ہے کہ اُسنے گورنمنٹ پر یہہ ظاہر کیا ہے کہ میں سلطان روم کو خلیفہ برحق نہیں سمجہتا۔ کیونکہ وہ قریش میں سے نہیں ہے۔ اور پہر اپنی اشاعۃ السنہ نمبر ۵ جلد ۱۸ صفحہ ۱۴۲ سطر ۶ میں میری مخالفت کے لئے مسلمانوں کو یہہ تعلیم دی ہے کہ حضرت سلطان المعظم مسلمانوں کے مذہبی پیشوا اور خلیفہ برحق ہیں ان سے استغنا موجب کفر ہے۔ اب اس جگہہ اُسنے سلطان روم کو خلیفہ برحق مان لیا۔ اور انگریزوں کی سلطنت کی نسبت اسی صفحہ میں یہہ رائے ظاہر کی ہے کہ اُن کی اطاعت پولیٹیکل نظر سے یعنے محض منافقانہ طور پر اور مصلحت وقت کے لحاظ سے کرنی چاہیئے۔ مگر مذہبی نظر سے یعنے دلی اخلاص سے صرف سلطان ہی واجب الاطاعت ہے؟" اس تقریر میں اُس نے یہہ خیانت کی ہے کہ جو مذہبی آزادی اور جو مذہبی فوائد ہمیں سلطنت انگریزی سے پہنچے ہیں۔ ان سب کا انکار کر دیا ہے اور سرکار انگریزی کے ایک ثابت شدہ احسان کا خون کر دیا ہے اور یہہ نہیں سوچا کہ سکہوں کے وقت میں جب ہمارے تمام دینی فرایض روکے گئے تہے اور مذہبی احکام کے بجا لانے میں ہر وقت جان اور مال اور عزت کا اندیشہ تہا۔ یہانتک کہ بلند آواز سے بانگ نماز دینے سے مسلمانوں کے خون بہائے جاتے تہے۔

اُسوقت سلطان روم کہاں تہا؟ آخر انگریز ہی ہے جو ہمارے چہڑانے کے لئے عقاب کی طرح دوڑ کر آئے اور صدہا دینی روکوں سے ہمیں آزادگی دی۔ یہہ بڑی بدذاتی ہوگی کہ ہم اس سے انکار کریں کہ گورنمنٹ انگریزی کے وجود سے دینی فائدہ ہمیں کچہہ بہی نہیں پہنچا ہے بلکہ سلطان روم سے زیادہ پہنچا ہے۔ اس گورنمنٹ کے آنے سے ہم اپنے فرایض مذہبی آزادی سے ادا کرنے لگے۔ ہمارے مذہبی مدرسے کہل گئے۔ ہمارے واعظ خوب تسلی سے وعظ کرنے لگے جبکہ سکہوں کے وقت کسی ہندو کو مسلمان کرنے سے اکثر خون ہو جاتے تہے صدہا مسلمان اسی وجہہ سے قتل کئے گئے۔ بلکہ آگ میں جلائے گئے۔ اور صدہا ندیوں کے کنگے ڈالے گئے۔ اب انگریزی عملداری کا جہنڈا ہمارے ملک میں کہڑا ہونے سے ہزارہا ہندو مسلمان ہو گئے۔ ہزارہا دینی کتابیں شایع ہو گئیں اور مسلمانوں نے اعلیٰ درجہ تک دینی علوم میں ترقی کی۔ اور ہمیں اس گورنمنٹ کے آنے سے وہ دینی فائدہ پہنچا کہ سلطان روم کے کارناموں میں اسکی تلاش کرنا عبث ہے۔ اب کسقدر ناشکری بلکہ بدذاتی ہوگی کہ ہم ان تمام احسانوں کو اندر ہی اندر دبا دیں اور اس شکر کا اقرار نہ کریں جو انصاف کی رو سے ہمیں کرنا لازم ہے۔ کیا یہہ سچ ہے کہ انگریزی سلطنت سے ہمیں آزادی اور دینی فائدہ نہیں پہنچا؟ ہرگز سچ نہیں۔ پہر محمد حسین کا یہہ قول کہ وہ یہہ تمام احسانات سلطان روم کی طرف منسوب کرتا ہے۔ کسقدر بے انصافی اور ظلم پر مبنی ہے۔ وہ لکہتا ہے کہ ہم لوگ انگریزوں کی اطاعت محض پولیٹیکل نظر سے کرتے ہیں۔ اور ورنہ دینی حمایت اُن کی طرف سے کچہہ بہی نہیں۔ یہہ سب سلطان کی طرف سے ہے۔" یہہ دونوں فقرے اُسکے ایسے بُرے اور گندے اور فتنہ انگیز ہیں کہ اگر میرے موہنہ سے بہی نکلتے تو میں ضرور اپنے اوپر فتوے دیتا کہ میں نے سرکار انگریزی کے بیشمار دینی احسانوں کے مقابل سخت ناشکر گذاری اور نمکحرامی کا کلمہ استعمال کیا ہے۔ ان لوگوں نے اسی بنا پر مجہہ کو کافر ٹہرایا تہا جبکہ میں نے سلطان روم کے مقابل پر گورنمنٹ انگریزی کے احسانات کو ترجیح دی تہی جس کی نسبت **سید احمد خاں صاحب** کے سی۔ ایس۔ آئی نے اپنے علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ معہ تہذیب الاخلاق ۲۴ جولائی ۱۸۹۷ء میں میری گواہی دی تہی۔

اب خلاصہ کلام یہہ ہے کہ حیادار آدمی کے لئے یہہ ذلت بہی کچہہ تہوڑی نہیں کہ گورنمنٹ کے سامنے جہوٹ بولا اور اپنی قوم سے بہی اپنی نسبت کافر اور کذاب اور مفتری کا فتوے سنا۔ سو بلاشبہ وہ الہامی پیشگوئی اُس پر پوری ہو گئی۔ ...... جس میں لکہا تہا کہ فریق ظالم اسی قسم کی ذلت دیکہیگا جو اُسنے فریق مظلوم کی کی۔ اب ذیل میں مولویوں کا وہ فتوے جسمیں مولوی نذیر حسین محمد حسین کا استاد بہی شامل ہے۔ لکہتا ہوں اور ناظرین پر اسبات کا انصاف چہوڑتا ہوں کہ میرے الہام ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو غور سے پڑہکر خود گواہی دیں کہ خدا تعالےٰ نے کیسے وہی الفاظ محمد حسین کی نسبت مولویوں کے موہنہ سے نکالے جو محمد حسین نے میری نسبت کہے تہے۔ اور یہی معنے اس الہامی فقرہ کے ہیں کہ جزاء سیئۃ بمثلہا نقل فتوے شامل ہذا ہے

راقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان
۳ جنوری ۱۸۹۹ء

استفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ ایک شخص مہدی موعود کے آنے سے جو آخری زمانہ میں آئے گا اور بطور ظاہر و باطن خلیفہ برحق ہوگا۔ اور بنی فاطمہ میں سے ہوگا۔ جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے قطعاً انکار کرتا ہے۔ اور اس جمہوری عقیدہ کو جس پر تمام اہلسنت دلی یقین رکہتے ہیں سراسر لغو اور بیہودہ سمجہتا ہے۔ اور ایسا عقیدہ رکہنا ایک قسم کی ضلالت اور الحاد خیال کرتا ہے کیا ہم اسکو اہلسنت میں سے اور راہ راست پر سمجہہ سکتے ہیں۔ یا وہ کذاب اور اجماع کا چہوڑنے والا اور ملحد اور دجال ہے۔ بینوا توجروا۔

المرقوم ۲۹ دسمبر ۱۸۹۸ء مطابق ۱۵ شعبان المبارک ۱۳۱۶ھ
السائل المعتصم باللہ الاحد مرزا غلام احمد
عافاہ اللہ وایدہ

الجواب

(۱) جو شخص عقیدہ ثابتہ مسلمہ اہلسنت وجماعت سے خلاف کرے تو وہ صریح اور بیشک اس آیت کریمہ کے وعید کا مستحق ہے۔

قال عز من قائل ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولیٰ ونصلہ جہنم۔ وساءت مصیرا

قال صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ رواہ احمد وابو داؤد

قال صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجہ

قال صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ ویداللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار رواہ الترمذی۔ اور جمہور اہلسنت اسپر متفق ہیں

کہ مہدی علیہ السلام اخیر زمانہ میں تشریف لاوینگے۔ اور بنی فاطمہ سے ہونگے۔ اور انکے ہاتھ سے دین غالب ہوگا۔ اور ظاہری باطنی خلافت کرینگا.

حررہ عبد الحق الغزنوی تلمیذ مولوی عبد اللہ غزنوی

(۳) ارباب مہدی موعود و نزول عیسے ابن مریم رسول اللہ و خروج دجال اکبر احادیث متواترہ وارد اند۔ و بریں است اجماع اہلسنت وجماعت منکر احادیث متواترہ کافر و مخالف اہلسنت وجماعت مبتدع و ضال و مضل است۔ فقط

عبد الجبار بن عبد اللہ الغزنوی عفی اللہ عنہما

(مہر)

(۴) اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ ایسا شخص جس کا ذکر سوال میں مندرج ہے مبتدع اور دائرہ اہلسنت وجماعت سے خارج ہے۔ کما حررہ المجیب وانا عبد اللہ الغنی ابو محمد زبیر غلام رسول الحنفی والقاسمی عفی عنہ

(۴) جو کچھ مولوی عبد الحق صاحب نے جواب میں لکھا ہے میرا اس سے اتفاق ہے۔ ایسے آدمی کے ملنے والوں سے پرہیز چاہیئے ونشست برخاست ترک کرنی چاہیئے

احمد اللہ عفی عنہ امرتسری (مہر)٭

(٭ یہہ مہر انجمن تائید الاسلام امرتسر کی ہے جسکے ممبر ۳۰۰ کے قریب علماء اور رئیس وغیرہ ہیں۔)

(۵) علمائے عظام کا جواب صحیح ہے۔ بیشک شخص مذکور بالسوال ضال اور مضل ہے اور اہلسنت سے خارج ہے

فقیر غلام محمد البگوی عفا عنہ امام مسجد شاہی لاہور
بقلم خود

(۶) امام مہدی علیہ وعلی آبائہ الصلوۃ والسلام کا قرب قیامت میں ظہور فرمانا اور دنیا کو عدل وانصاف سے پُر کرنا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے۔ اور جمہور امت نے اُسے تسلیم کیا ہے۔ اس امام موصوف کے تشریف لانے کا انکار صریح ضلالت اور مسلک اہلسنت والجماعۃ سے انحراف کرنا ہے۔

عن عبد اللہ بن مسعود۔ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تذھب الدنیا حتے یملک العرب رجل من اھلبیتی یواطی اسمہ اسمی رواہ الترمذی وابوداؤد وفی روایۃ لہ قال لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطول اللہ ذلک الیوم حتے یبعث اللہ فیہ رجلا منی او من اھلبیتی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی یملاء الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا ٥ مشکوۃ شریف قال العلامۃ التفتازانی فی المقاصد قد وردت الاحادیث الصحیحۃ فی ظھور امام من ولد فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنھا یملاء الدنیا قسطا وعدلا کما ملئت جورا وظلما۔ ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ العبد المذنب مفتی

محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ ٭

(۷) یہہ شخص مذکور سوال مفتری کذاب وضال ومضل وخارج اہلسنت سے ہے۔ الراقم سید محمد نذیر حسین بقلم خود (مہر)

(۸) الجواب صحیح وصواب

محمد یعقوب

(۹) جو عقیدہ خلاف اہلسنت والجماعت ہو وہ اہل اسلام کے نزدیک کسطرح معتبر ہو سکتا ہے۔

فقیر حشمت العلی عفی اللہ عنہ
(مہر)

(۱۰) صح الجواب

حمزۃ النقوی الدہلوی غفرہ اللہ القوی
مہر سید محمد عبد السلام غفرلہ
مہر سید محمد ابو الحسن
مہر محمد عبد الغفار ابو الیسار
مہر ابو الحسن محمد اسمعیل
مہر خلیل الرحمن المنان غفرلہ

٭ (یہہ مواہیر دہلی کے علماء کی ہیں.

(۱۱) جو شخص مہدی علیہ السلام کا انکار کرے وہ گمراہ ہے اور احادیث نبی صلعم کا منکر ہے۔

العبد النحیف محمد وصیت علی مدرس مدرسہ حسین بخش صاحب (مہر)

(۱۲) اصاب من اجاب محمد شاہ عفی عنہ (مہر)

(۱۳) جو شخص کہ احادیث صحیحہ سے اور اجماع سے انکار کرے۔ اُس کی ضلالت اور گمراہی میں کچھ شک نہیں کیونکہ سینکڑوں حدیثوں سے امام مہدی علیہ السلام کا آنا اخیر زمانہ میں ثابت ہے اور یہہ شخص کذاب اور دجال ہے۔

فقط محمد یونس مدرس مدرسہ مولوی عبد الاحد صاحب
(مہر)

(۱۴) الجواب صحیح۔ فتح محمد مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی
(مہر)

(۱۵) جو شخص مہدی علیہ السلام کا انکار کرے وہ گمراہ ہے۔ عبد الغفور مدرس مدرسہ حسین بخش (مہر)

(۱۶) جو شخص حضرت مہدی علیہ السلام کے وجود باجود کا انکار کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ایسے مغشوش الرائے یاوہ گو و عبد الدنیا کے کلام کا اعتبار نہیں۔ ایسا شخص منکر احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسکا مقام نار ہے:

محمد عبد الغنی

(۱۷) واقعی یہہ شخص مخالف حدیث نبوی کے عقیدہ رکھتا ہے ایسے شخص کا مقام بلاشک نار ہی۔ کیونکہ یہہ فعل اہل بدعت کا ہے

محمد ہدایت اللہ عفی عنہ

(۱۸) جو شخص امام مہدی علیہ السلام کا انکار کرتا ہے۔ وہ گمراہ ہے۔ اور احادیث صحاح کا منکر ہے۔ مثلاً ترمذی وغیرہ میں یہہ حدیثیں موجود ہیں۔ عبد اللہ خاں کہیراونی بقلم خود

(مہر)

(۱۹) الجواب الصحیح واقعی حدیث نبوی صلعم کا منکر ہے۔ اور ایسے عقیدہ کا شخص کذاب لوگوں میں سے ہے۔

مولوی محمد عبد الرزاق خلف حاجی خدا بخش
المتخلص ناچیز۔ ساکن قصبہ خورجہ ضلع
بلند شہر

(۲۰) الجواب اقول وبا اللہ التوفیق معلوم ہو کہ انکار ظہور امام مہدی سے جیسے احادیث میں ہے اور سلفاً وخلفاً اہل اسلام کے نزدیک مسلم ہے صرف ضلالت اور گمراہی ہے اور یہہ انکار کسی دجال کا کام ہے۔ فقط واللہ یہدی من یشاء الی صراط المستقیم دستخط الراقم عبد العزیز عفی عنہ لودہیانوی

◆

امام الزمان کی ڈایری

یکم جنوری ۱۸۹۹ء الحمد للہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام و مخلصین مقیم قادیان بخیریت ہیں

حسب معمول نماز پنجگانہ باجماعت ہوئی۔ قبل از نماز عشاء حضور نے فرمایا کہ رات یعنے ۳۱ دسمبر ۱۸۹۸ء کی شب کو الہام ہوا "السہیل البدری"۔ پھر فرمایا کہ سہیل وہ ستارہ ہے جسکو ولد الزنا کش بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ جب وہ طلوع ہوتا ہے تو حکونی کیڑے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ ابو الفضل نے اسی ستارہ کی نسبت لکھا ہے۔

ع

ولد الزنا کش آمد چو ستارہ یمانی

پھر اور امور کی باتیں ہوتی رہیں۔ اور تین آدمی داخل بیعت ہوئے اور پھر نماز عشاء ادا کی گئی۔ اور سب اخیر تشریف لیگئے

الہام السہیل البدری ۵ صفحہ

٭ پروفیسر اورینٹل کالج لاہور و پریسیڈنٹ انجمن حمایت الاسلام لاہور و سیکریٹری انجمن مستشار العلماء

۲ جنوری ۱۸۹۹ء } خدا کا فضل ہے کہ حضرت امام ہمام مع جمیع خدام مع الخیر بشاش ہیں۔

حسب معمول پنجگانہ نماز با جماعت ہوئی۔ ۸ بجے دن کے آپ ایک کثیر التعداد احباب کی ہمراہ سیر کو تشریف لے گئے۔ اثناء سیر میں فرمایا کہ یہ تکالیف اور ایذائیں جو مخالف کبھی بدزبانیوں کے رنگ میں۔ اور جھوٹ اور افترا سے بھرے ہوئے اشتہاروں کے ذریعے۔ اور کبھی گورنمنٹ اور حکومت کو خلاف واقع اور محض جھوٹی باتوں کے بیان کرنے سے بدظن کر کے ہم کو پہنچاتے ہیں اگر ہماری اپنی ہی ذات تک محدود اور مخصوص ہوتی ہیں تو خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ہم کو ذرا بھی خیال نہ ہوتا کیونکہ ہم تو قربانی کے بکرے کی طرح اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر وقت تیار ہیں۔ مگر اسکا اثر ہماری قوم پر پہنچتا ہے۔ اور بعض لوگ ابھی ایسے کمزور بھی ہیں۔ جو ابتلا برداشت نہیں کر سکتے۔ اسلئے ہمنے مناسب سمجھا ہے کہ ان کل حالات کو چھاپ کر گورنمنٹ کے پاس بھیج دیں۔ کیونکہ اگر ہم خاموش رہیں تو ادھر مخالف ریشہ دوانیاں کرتے ہیں۔ پھر اسکا اثر اچھا نہیں پڑتا۔ چونکہ ہمارے دل صاف ہیں۔ اور ہم بدباطن لوگوں کی طرح نفاق۔ اور مداہنت سے کام نہیں لیتے۔ اسلئے ہم کو کامل امید ہے کہ یہ رسالہ کشف الغطاء گورنمنٹ عالیہ کو ہمارے حالات اور ہمارے تعلیمات سے اطلاع دیگا۔ اور ہمارے ہر دوست کے پاس بطور سارٹیفکیٹ کے رہیگا۔ آج ہی دو آدمیوں نے بیعت کی۔

۳ جنوری ۱۸۹۹ء } الحمد للہ! آج بھی خدا تعالیٰ کے بے انت احسانوں سے امام صاحب اور حضور کی پاک جماعت نے حصہ لیا اور شکر گذاری کے سجدے کیے۔ چند روز پیشتر سے محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ نے کسی مصلحت سے مہدی کے انکار پر کوئی مضمون کبھی لکھا تھا۔ مگر اپنے ہم پیشہ مولویوں کے سامنے اس مسئلہ سے رجوع کا اقرار کیا۔ اور یہ اقرار ضروری تھا۔ ورنہ وہ ان کا سرگروہ اور ایڈووکیٹ کیونکر ہو سکتا تھا۔ بہرحال محمد حسین کی انگریزی فہرست اتفاقاً مل گئی تھی جسمیں گورنمنٹ کے سامنے اس خدمت کا گویا احسان جتلایا تھا۔ اسپر حضرت عزیز احمد صاحب نے ایک استفتاء تیار کیا ہوا تھا۔ کہ جو شخص مہدی خلیفۃ اللہ کے آنے کا انکار کرے۔ اسکے حق میں علماء دین متین کیا فتوے دیتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد اسمعیل صاحب گوڑیانی یہ استفتاء لیکر۔ امرت سر۔ لاہور۔ دہلی گئے تھے۔ چنانچہ آج وہ فائز المرام واپس آئے۔ اور علماء نے ایسے شخص کی تکفیر کا فتویٰ دے دیا۔ الحمد للہ! آج حضرت اقدس کی ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کے اشتہار والی پیشگوئی بالکل پوری ہو گئی اور جزاء سیئۃ بمثلہا کا الہام سچا ثابت ہوا۔ اب اس پیشگوئی کا انکار کرنا عقلمندی نہیں۔ اور ایسا ہی آئندہ انتظار خلاف دانشمندی۔ والحمد للہ علیٰ ذالک

۴ جنوری ۱۸۹۹ء } کل مقدمہ کی تاریخ ہے اسلئے گورداسپور جانے کے لئے آج ہی روانہ ہونا مناسب سمجھا گیا تھا۔ بعد نماز صبح حضرت اقدس نے نو آدمیوں کو ساتھ جانے کا حکم دیا۔ حضور تو پالکی میں بیٹھ کر براہ راست گورداسپور روانہ ہوئے۔ اور باقی مخلصین جنکو حکم ہوا تھا براہ بٹالہ روانہ ہوئے۔ خدا تعالیٰ کا کمال احسان ہے کہ امام صاحب اور خدام حضور بہمہ وجوہ شاداں و فرحاں ہیں۔

۵ جنوری ۱۸۹۹ء } آج گورداسپور میں نماز فجر جماعت کے ساتھ پڑھی گئی۔ احباب سچے اخلاص اور محبت کے جوش میں لودہیانہ کپورتھلہ۔ امرت سر۔ لاہور۔ شملہ۔ جموں۔ بددوملی وغیرہ مقامات سے آ کے جمع ہو گئے تھے۔ اور جماعت میں سو کے قریب آدمی شامل ہوئے۔ بعد نماز صبح مولوی قطب الدین صاحب بددوملی نے مندرجہ ذیل اعتراض کیا۔

(سوال)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کتفین مبارک کے درمیان جو مہر نبوت بتلائی جاتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ رسولی کی طرح تھی۔ اس کی اصل حقیقت کیا ہے؟

(تقریر حضرت اقدس)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کے متعلق جو اعتراض کیا جاتا ہے ہمارے خیال میں یہ ایک فروعی بات ہے۔ مگر میں یہ بات اپنے سچے جوش اور اخلاص سے کہتا ہوں کہ میرا ایمان یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نشان نبوت کو رسولی وغیرہ الفاظ سے نسبت دینا ایک مومن اور سچے مسلمان کا کام نہیں۔ یہ گستاخی اور شوخی ہے جو کفر کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ ہم کو ایسے معاملات میں زیادہ تفتیش اور چھان بین کی ضرورت نہیں کہ وہ مہر نبوت کیا تھی؟ اور کیسی تھی؟ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ نے بیشمار نشانات بین اور واضح طور پر رکھے تھے۔ ان میں سے ایک مہر نبوت بھی تھی اصل بات یہ ہے کہ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود سے انبیاء علیہم السلام کو ایسی ہی نسبت ہے جیسی کہ ہلال کو بدر سے ہوتی ہے ہلال کا وجود ایک تاریکی میں ہوتا ہے لیکن جب وہ اپنے کمال کو پہنچ کر بدر بنجاتا ہے۔ تو وہ بدر اپنی پہلی حالت ہلال کا مثبت اور مصدق ہو جاتا ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ آتے تو پہلے نبی اور انکی نبوتوں کے پہلو مخفی رہتے۔ اب سوچو اور بتلاؤ کہ کیا موجودہ اناجیل سے انسان طریق توحید کا پتہ لگا سکتا ہے۔ یہ کیسی حیران کرنے والی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کا نبی اسکی توحید کو قائم کرنے آیا کرتا ہے یا اپنی خدائی منوانے؟ پس اب موجودہ انجیل نے یہی نہیں کہ طریق توحید کو گم کیا۔ بلکہ ساتھ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت اور نبوت کو اڑا دیا۔ اور چہ جائے کہ وہ خدا یا ابن خدا بنتے۔ ان کو نبی کے درجہ سے بھی گرا کر معاذ اللہ بہت برے درجہ کا آدمی بنا دیا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات نے آ کر ان کی تعلیم کو زندہ کیا۔ اور خود مسیح کی اپنی ذات اور وجود کے لئے مسیحائی کی کہ اس کو مُردوں سے نکال کر اس زندگی میں داخل کیا جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں اور رسولوں کو دیجاتی ہے۔ تعلیم وہی کامل ہو سکتی ہے جو انسانی قویٰ کی پوری مربی اور متکفل ہو نہ یہ کہ ایک ہی پہلو پر واقع ہوئی ہو۔ انجیل کی تعلیم کو دیکھو کہ وہ کیا کہتی ہے۔ اور اسکے بالمقابل قویٰ کیا تعلیم دیتے ہیں انسانی قوےٰ اور فطرت خدا تعالیٰ کی فعلی کتاب ہے پس اسکی قولی کتاب جو کتاب اللہ کہلاتی ہے۔ یا اسے تعلیم الٰہی کہو اسکی ساخت اور بناوٹ کے مخالف اور متضاد کیونکر ہو گی؟ الحاصل اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ آتے تو انبیاء گذشتہ کے اخلاق۔ ہدایات۔ معجزات اور قوت قدسیہ پر اعتراض ہو جاتے مگر حضور نے آ کر ان سب کو پاک ٹھہرایا۔ اسلئے آپ کی نبوت کے نشانات سورج سے زیادہ روشن ہیں۔ اور بے انتہا اور بیشمار ہیں۔ پس آپکی نبوت یا نشانات نبوت پر اعتراض کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی دن چڑھا ہو۔ اور کوئی احمق نابینا کہدے کہ ابھی تو رات ہی ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ دوسرے مذاہب تاریکی ہی میں رہتے۔ اگر اب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ آتے ایمان تباہ ہو جاتا اور زمین لعنت اور عذاب الٰہی سے تباہ ہو جاتی۔ اسلام شمع کی طرح نور ہے جسنے دوسروں کو بھی تاریکی سے نکالا ہے۔ توریت کو پڑھو تو بہشت اور دوزخ کا پتہ ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ انجیل کو دیکھو تو توحید کا نشان نہیں ملتا۔ اب بتلاؤ کہ اسمیں تو شک نہیں کہ یہ دونوں کتابیں

---

* دریں چہ شک ہے حضور کا ارشاد ہے ؎ نے باید مرا یک ذرہ عزت ہائے این دنیا ؛ منہ از بہر ما کرسی کہ ماموریم خدمت را ؛ ایڈیٹر

اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہیں اور ہیں۔ لیکن ہمیں کونسی روشنی ملی تھی ہے۔ سچی روشنی اور سچی ... کے لئے مطلوب ہے وہ اسلام ہی میں ہے۔ توحید ہی کو دیکھو کہ جہاں سے قرآن کو کھولو وہاں ایک شمشیر برہنہ نظر آتی ہے کہ شرک کی جڑ کاٹ رہی ہے۔ ایسا ہی نبوت کے تمام پہلو ایسے صاف اور روشن نظر آتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ ختم نبوت کے دلائل سمجھ سکتے ہیں کہ جہاں تک دلائل اور معرفت طبعی طور پر ختم ہو جاتے ہیں وہ وہی حد ہے جسکو ختم نبوت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اسکے بعد ملحدوں کی طرح نکتہ چینی کرنا بے ایمانوں کا کام ہے۔ ہر بات میں بینات ہوتے ہیں۔ اور ان کا سمجھنا معرفت کاملہ اور تدبر پر موقوف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے ایمان اور عرفان کی تکمیل ہوئی۔ دوسری قوموں کو روشنی نہ پہنچی۔ کسی اور قوم کو بیّن اور روشن شریعت نہیں ملی۔ اگر ملتی تو کیا وہ عرب پر اپنا کچھ بھی اثر نہ ڈال سکتے۔ عرب سے وہ آفتاب نکلا کہ اس نے ہر قوم کو روشن کیا۔ اور ہر بستی پر اپنا نور ڈالا۔ یہہ قرآن کریم ہی کو فخر حاصل ہے کہ وہ توحید اور نبوت کے مسئلہ میں کل دنیا کے مذاہب پر فتحیاب ہو سکتا ہے۔ یہہ فخر کا مقام ہے کہ ایسی کتاب مسلمانوں کو ملی ہے۔ جو لوگ حملہ کرتے ہیں۔ اور تعلیم و ہدایت اسلام پر معترض ہوتے ہیں وہ بالکل کور باطنی اور بے ایمانی سے اور ... ہیں۔ جیسا کثرت ازدواج پر اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام نے بہت عورتوں کی اجازت دی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ کیا کوئی ایسا دلیر اور ... معترض ہے جو ہمکو یہہ دکھلا سکے کہ قرآن کہتا ہے ضرور ضرور ایک سے زیادہ عورتیں کرو۔ ہاں یہہ ایک سچی بات ہے۔ اور بالکل طبعی امر ہے کہ اکثر اوقات انسان کو ضرورت پیش آجاتی ہے کہ وہ ایک سے زیادہ عورتیں کرے۔ مثلاً عورت اندھی ہوگئی یا کسی اور خطرناک مرض میں مبتلا ہو کر اس قابل ہوگئی کہ خانہ داری کے امور سرانجام نہیں دے سکتی۔ اور مرد از راہ ہمدردی یہہ بھی نہیں چاہتا کہ اسے علیحدہ کرے۔ یا رحم کی خطرناک بیماریوں کا شکار ہو کر مرد کی طبعی ضرورتوں کو پورا نہیں کر سکتی۔ تو ایسی صورت میں اگر نکاح ثانی کی اجازت نہ ہو تو بتلاؤ کیا اس سے بدکاری اور بد اخلاقی کو ترقی نہ ہوگی؟ پھر اگر کوئی مذہب کثرت ازدواج کو روکتا ہے تو یقیناً وہ بدکاری اور بد اخلاقی کی مؤید ہے۔ لیکن اسلام جو دنیا سے بد اخلاقی اور بدکاری کو دور کرنا چاہتا ہے اجازت دیتا ہے کہ ایسی ضرورتوں کے لحاظ سے ایک سے زیادہ بیویاں کرے۔ ایسا ہی اولاد کی نہ ہونے پر جبکہ لاولد کے پس مرگ تمام خاندان میں بہت سے تنازعات اور کشت و خون ہونے تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ ایک ضروری امر ہے کہ وہ ایک سے زیادہ بیویاں اسلئے اولاد پیدا کرے۔ بلکہ ایسی صورت میں نیک اور شریف بیبیاں خود اجازت دیدیتی ہیں۔ لیکن حقیقت میں غور کرو تو یہہ مسئلہ صاف اور روشن نظر آئیگا۔ عیسائی کو تو حق ہی نہیں پہنچتا کہ اس مسئلہ پر نکتہ چینی کرے۔ کیونکہ ان کے مسلمہ نبی اور ملہم بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بزرگوں نے سات سات سو اور تین تین سو بیبیاں کیں اور اگر وہ کہیں کہ وہ فاسق فاجر تھے۔ تو پھر ان کو اسبات کا جواب دینا مشکل ہوگا کہ ان کے الہام خدا کے الہام کیونکر ہو سکتے ہیں۔ عیسائیوں میں بعض فرقے ایسے بھی ہیں جو نبیوں کی شان میں ایسی گستاخیاں جائز نہیں رکھتے۔ علاوہ ازیں انجیل میں صراحت سے اس مسئلہ کو بیان ہی نہیں کیا گیا۔ لنڈن کی عورتوں کا زور ایک باعث ہو گیا کہ دوسری عورت نکریں۔ پھر اسکے نتایج خود دیکھہ لو کہ لنڈن۔ اور پیرس میں عفت اور تقوے کی کیسی قدر ہے ایسا ہی دوسرے مسائل غلامی اور جہاد پر بھی ان کے اعتراض درست نہیں۔ کیونکہ توریت میں ایک لمبا سلسلہ ایسی جنگوں کا چلتا ہے۔ حالانکہ اسلام کی لڑائیاں ڈیفنسو (دفاعی) تہیں۔ اور وہ صرف دس سال ہی کے اندر ختم ہو گئیں میں دعوے سے یہہ کہتا ہوں کہ یہہ مسائل ان کی کتابوں میں نکال سکتا ہوں۔ اور ایسے ہی میرا دعوے ہے کہ تمام صداقتیں قرآن کریم میں موجود ہیں۔ اگر کوئی مدعی ایسی صداقت پیش کرے کہ وہ قرآن میں نہیں میں اسے نکال کر دکھانے کو تیار ہوں۔ اسلامی شریعت نے وہ مسایل لئے ہیں جو طبعی اور فطرتی طور پر انسان کے لئے مطلوب ہیں اور جو ہر پہلو سے اسکے قواے کی تربیت کرتی ہیں ان پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ ہاں! اسلام کی جو اعتراض غیر مذاہب پر ہیں وہ ان کا جواب نہیں دے سکتے۔ پس میں پھر کہتا ہوں کہ بڑی باتوں کو استخفاف اور استہزاء کی نظر سے نہ دیکھیں۔ استہزاء سے کفر کا اندیشہ ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا ادب اور خوف ہونا چاہئیے۔ ہر ایک عارف ان باتوں کے ہزارہا جواب دے سکتا ہے۔ کیا ہم چہروں میں ایسی علامات نہیں ہوتیں۔ جنکو دیکھکر ہم ایک سعید اور شقی۔ بدمعاش اور خوش اطوار میں تمیز کر سکتے ہیں۔ اور پہچان لیتے ہیں ٭ ٭ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت لکھا ہے کہ ایک شخص نے آپکو دیکھکر کہا کہ یہہ جھوٹوں کا مونہہ نہیں۔ اب وہ کونسا نشان تھا جو جھوٹوں میں ہوتا ہے۔ اور آپ میں نہ تھا۔ ایک امتیاز تو تھا جسکو بصیرت والا انسان دیکھہ سکتا ہے۔ ایسا ابلہ اور احمق کون ہے۔ جو نیک اور بد کو چہرہ سے دیکھکر تمیز نہیں کر سکتا مومن کا چہرہ اور ہر عضو اسکو ایک امتیاز بخشتا ہے۔ اور اس کے باخدا ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ پھر اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت میں ایک خصوصیت ہو تو بتلاؤ اس سے کیا استبعاد لازم آتا ہے۔ سب کچھ ممکن ہے۔ بالآخر یاد رکھو کہ یہہ ایک فروعی بات ہے۔ ہم کو ضرورت نہیں کہ ان باتوں میں پڑیں۔ اصول پر بحث ہونی چاہئیے۔ اصول کے اثبات پر فرع خود ہی ثابت ہو جاتی ہے۔ ایمان لانا ضروری ہے اسکی کیفیت اور کنہہ تک پہنچنے کی کوشش کرنا ضروری نہیں۔ دشمن اگر گفتگو کرے تو ہم اس کو روک سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اسکی صفات پھر ملائکہ اور اللہ تعالیٰ کی کتابوں اور انبیاء علیہم السلام وغیرہ امور ایمانی پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور ان سب باتوں کا ماننا اصول ہے۔ اور باقی امور ان پر متفرع ہیں۔ اور یہہ سب صفائی کے ساتھہ ثابت شدہ صداقتیں ہیں۔ تعلیم اسلام ایسی تعلیم ہے کہ ہر قوت کو اعتدال اور معین محل پر رکھتی اور تربیت کرتی ہے۔ اور عظیم الشان معجزہ ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ دوسری تعلیمیں ایسی نہیں کسی کا ناک نہیں تو کسی کے کان نہیں ہیں۔ غرض وہ ناقص اور ادہوری ہیں۔ مکمل خلقت تعلیم اسلام ہی کی ہے توحید صفات باریتعالیٰ۔ نبوت اور اخلاق فاضلہ تکمیل نفس وغیرہ ضروری امور جنکا انسان محتاج ہے۔ وہ ایسے کامل اور روشن طور پر بیان ہوئے ہیں کہ ان میں زیادہ بحث کی ضرورت نہیں پڑتی۔ باقی امور کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر کہاتے تھے۔ کتنے بڑے نوالے لیتے تھے؟ ان جھگڑوں میں پڑنے کی مومن کو کیا ضرورت ہے؟ مدار نجات ان باتوں پر نہیں ہے۔ ایسی باتیں جو اتفاقیہ طور پر لکھی گئی ہیں۔ اگر وہ نبوت حقہ کے خلاف نہیں بلکہ متشابہ ہیں تو ایمان لائیں۔ ورنہ تاویل کریں۔ کچھ ضرورت نہیں کہ اس پر چھان بین کر کے لمبی اور فضول بحثوں میں پڑیں۔

ختم نبوت کے متعلق میں یہہ کہنا چاہتا ہوں کہ خاتم النبیین کے بڑے معنے یہی ہیں کہ نبوت کے امور کو آدم علیہ السلام سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کیا۔ یہہ تو موٹے اور ظاہر معنے ہیں۔ دوسرے یہہ معنے ہیں کہ کمالات نبوت کا دائرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا۔ یہہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ قرآن نے ناقص باتوں کا کمال کیا۔ اور نبوت ختم ہو گئی۔ اس لئے

الیوم اکملت لکم دینکم کا مصداق اسلام ہوگیا۔ غرض یہہ نشانات نبوت ہیں۔ ان کی کیفیت اور کنہ پر بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ بہ دل صاف اور روشن ہیں۔ اور وہ ثابت شدہ صداقتیں کہلاتی ہیں)۔ ان باتوں میں مومن کو ضروری نہیں ایمان لانا ضروری ہے۔ اگر کوئی مخالف اعتراض کرے تو ہم اس کو روک سکتے ہیں۔ اگر وہ بند نہو تو ہم اس کو کہہ سکتے ہیں کہ پہلے اپنے جزئی مسائل کا ثبوت دے۔ الغرض معجزہ نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نشان نبوت میں سے ایک نشان ہے جس پر ایمان لانا ہر مسلمان مومن کو ضروری ہے۔ ——

(اسکے بعد ایک اور سوال کیا گیا جسکا جواب حضرت اقدس نے دیا لوجہہ عدم گنجایش اسکو دوسرے اشیو پر ملتوی کرتے ہیں)

دس بجے حضرت اقدس مع احباب کچہری ضلع کی طرف تشریف لے گئے لوگوں کا اژدحام اور انبوہ اُس کے مرجع خلائق ہونے کا ثبوت دیتا تھا۔ بارہ بجے تک حضور وہیں تشریف فرما رہے۔ ۱۲ بجے کے ساتھ ہی صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور نے بلاکر اطلاع دی کہ مقدمہ ۱۱ جنوری ۹۹ء پر ملتوی ہوگیا ہے۔ حضرت اقدس نے مع احباب اُسی میدان عدالت میں کہانا تناول فرمایا۔ اور پہر مخلصین کی کثیر تعداد کے ہمراہ فرودگاہ پر تشریف لائے۔ اور نماز ظہر و عصر ادا کی۔ بعد ازاں بندگان عالی مع چند احباب بسواری یکہ براہ راست دارالامان کو روانہ ہوئے۔ اور باقی خدام حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ کے ہمراہ بسواری ریل براہ بٹالہ دارالامان کو چلے۔

گورداسپور ریلوے سٹیشن کا نظارہ

دو بجے تک ریلوے سٹیشن گورداسپور پر حضرت اقدس کے خدام کی ایک کثیر تعداد بغرض روانگی جمع ہوگئی محمد حسین بٹالوی بہی چند آدمیوں کی ہمراہ پلیٹ فارم پر آپہنچے۔ اور یہہ بتلانے کے لئے کہ آپ ایک بڑے انفلوئنشل آدمی ہیں۔ ویٹنگ روم میں جا گہستے۔ کبہی اندر جاتے اور کبہی باہر آتے۔ غرض ادہر اُدہر پہرتے رہے تہوڑی دیر کے بعد حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ بہی تشریف لے آئے۔ سٹیشن پر بعض عمائد اور مقامی حکام بہی کسی تقریب سے موجود تہے۔ مولوی نور الدین صاحب نے ان کے سامنے ایک مختصر سی تقریر کی جو حضرت اقدس کی صداقت پر مشتمل تہی۔ اسکو تجربہ شدہ اور مشاہدہ میں آئی ہوئی حیرت انگیز دلایل سے مدلل کیا۔ خود ہم سے ایک معزز افسر پولیس سے مندرجہ ذیل گفتگو ہوئی۔ جبکہ ہمارے ایک دوست نے ان سے ہمکو انٹروڈیوس کرایا۔

(افسر پولیس)۔ ایڈیٹر صاحب! اصل بات کیا ہے؟

(ایڈیٹر الحکم۔ یعنے ہم)۔ جناب بندہ! اصل یوں ہے کہ یہہ تو ایک استمراری عادت اللہ ہے کہ جب کوئی کبہی کوئی مامور من اللہ یا بہلا آدمی دنیا میں آکر اہل زمین کی اخلاقی کمزوریوں اور روحانی بیماریوں کا علاج کرنا چاہتا ہے تو کوئی نہ کوئی انسان بالمقابل اُٹھکر اُس پر نکتہ چینی کرتا۔ اور اُس کی مخالفت کا شور مچاتا ہے۔ اور اُس کی ہزارہا نظیریں دنیا میں موجود ہیں۔ ظلمت اور نور کا مقابلہ ہم رات دن دیکھتے ہیں چنانچہ میرزا صاحب نے بہی جب دنیا کی اصلاح کا بیڑا اُٹھایا تو ایسی طبیعتیں جو مخالفت حق کا مادہ رکہتی تہیں۔ مخالفت کے لئے جوش میں آئیں۔ اور اپنی ممکنہ طاقتوں سے اُنہوں نے کوشش کی کہ مرزا صاحب کو نیچا دکہائیں۔ مگر خدا جسکے ساتھہ ہو وہ ذلیل نہیں ہوسکتا غرض مرزا صاحب کو ہر میدان میں کامیابی ہوتی رہی۔ چونکہ آپنے صرف اس مقدمہ کے متعلق استفسار فرمایا ہے میں اس لمبے سلسلے میں پڑنا نہیں چاہتا۔ اول ہی اول جو لوگ مرزا صاحب کے مخالف تہے۔ محمد حسین نے جو اسوقت ایک فریق مقدمہ ہے۔ مرزا صاحب کی تصدیق کی اور اپنے رسالجات میں اپنی ذاتی واقفیت اور علم کی بنا پر مرزا صاحب کو اپنے دعاوی میں راستباز اور خیرخواہ اسلام ثابت کیا۔ اور مخالف مولویوں کے حملوں اور اعتراضوں کا مبسوط جوابدیا۔ یہانتک کہ گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں بہی ظاہر کیا کہ یہہ شخص یعنے مرزا صاحب اور اُن کا خاندان ہمیشہ سے ارادتمند اور فرمان پذیر ہے بلکہ وہ خدمات اور خوشنودی مزاج کے پروانے بہی اپنے رسالے میں شایع کئے جو حضرت مرزا صاحب کے بزرگوں کو اُس امداد کی وجہہ سے جو اُنہوں نے عین طوفان بے تمیزی یعنے غدر ۱۸۵۷ء کے دوران میں دی تہی ملے تہے۔ الغرض ایک عرصہ تک وہ اُن کا مصدق اور مؤید رہا۔ پہر بعض نفسانی خواہشوں کی وجہہ سے اُسنے مخالفت کی اور آجتک مخالفت کر رہا ہے مرزا صاحب چونکہ شروع سے ایک گوشہ نشین خلوت گزین آدمی ہیں۔ اُنہوں نے ان باتوں پر جو مخالفوں کی طرف سے ہوتی رہیں ہمیشہ صبر کیا ہے۔ اس شخص نے جب مخالفت میں کامیابی نہ دیکہی اور دلایل و براہین سے غالب نہ آسکا۔ تو پہر اپنی تحریروں میں ایسے الفاظ استعمال کئے جو مرزا صاحب اور اُن کے دوستوں کی ازالہ حیثیت عرفی تک پہنچے۔ چونکہ ادہر سے کوئی کارروائی نہ تہی۔ اسلئے اور لوگوں کو شامل کرکے بہکڑ بازی کو حد تک پہنچایا۔ اور فحش حملے کئے گئے قوم کو تو اسلئے بہڑکایا کہ یہہ شخص مہدی اور مسیح ہونے کا مدعی ہے۔ اور کسی خونی مہدی کا منکر ہے۔ اور اسطرح پر ایک فتوے طیار کرایا۔ جسمیں لکہا کہ مرزا صاحب واجب القتل ہیں۔ اور ان کے مال و اسباب اور بیویاں چہین لیجاویں وغیرہ وغیرہ اب آپ ہی خیال فرماویں کہ اس سے اصل غرض کیا تہی۔ ادہر گورنمنٹ کو باوصفیکہ خود مقر تہا کہ یہہ شخص گورنمنٹ کا وفادار اور عقیدت کیش خاندان کا ممبر ہے۔ یہہ بتلایا کہ وہ باغی ہے یا کیا کچھہ ہے۔ ان ساری اذیتوں اور تکلیفوں پر بہی صبر کیا گیا۔ آخر میری معرفت ہمارے دوستوں نے چاہا کہ مرزا صاحب سے کہا جاوے کہ مباہلہ (جو مسلمانوں کے نزدیک حق و باطل کا آخری فیصلہ ہے اور جو ایک قسم کی دعا ہے) محمد حسین سے کریں۔ مرزا صاحب نے اپنے دوستوں کی اس درخواست کو منظور کیا اور فرمایا کہ محمد حسین سے منوا لو۔ ہم طیار ہیں۔ غرض محمد حسین کو خطوط لکہے گئے۔ اور بذریعہ اخبار اطلاع دی گئی۔ آٹہہ صد روپیہ تک سچے کے لئے انعام تجویز کیا۔ مگر کوئی جواب نہ دیا۔ اور کوئی جواب آیا تو ایک گندی گالیوں سے بہرا ہوا اشتہار۔ مرزا صاحب اگر چاہتے تو استغاثہ کرکے عدالت سے فیصلہ چاہتے۔ مگر اُنہوں نے خدا سے فیصلہ چاہا۔ اور دعا کی کہ اے اللہ! جہوٹے کو ذلیل کر۔ اگر میں جہوٹا ہوں تو مجھے ذلیل کر وغیرہ وغیرہ تو پہر ان کو الہام ہوا کہ جزاء سیئة بمثلہا۔ یعنے ظالم نے مظلوم کو جس قسم کی بدی پہنچائی ہے۔ اسی قسم کی ذلت پہنچیگی۔ غرض یہہ لفظ صاف ہیں سب سے اول محمد حسین نے مرزا صاحب کی تذلیل یوں کی تہی کہ یہہ شخص جاہل ہے۔ اور علوم عربیہ سے ناواقف ہے۔ گو اسکے بعد مرزا صاحب نے متعدد کتابیں نظم و نثر عربی میں لکہیں۔ مگر ان الہامات میں التعجب لامری بہی ایک الہام تہا۔ آپ جانتے ہیں کہ ایک عالم آدمی جو اپنے علم و فضل پر نازاں اور غرہ ہو۔ اگر ایسی غلطی کہائے۔ جو ایک معمولی طالبعلم بہی نہ کرسکے تو اُسکی کتنی بڑی ذلت ہے۔ اسپر افسر موصوف نے فرمایا بالکل ٹہیک ہے

ہم نے اسپر کہا کہ التعجب لامری کا الہام جب شایع ہوا تو محمد حسین نے یہہ اعتراض کیا کہ دیکھو خدا کا الہام بھی غلط ہوتا ہے التعجب من امری چاہیئے۔ اور اس غلطی کو بڑے شد و مد سے بیان کیا گیا۔ اسپر جناب مرزا صاحب نے فی الفور بذریعہ اشتہار قواعد نحو کی رو سے اور اہل زبان کے کلام سے ثابت کیا کہ لام جو التعجب کا صلہ ہے فصیح ہے۔ من فصیح نہیں۔ چنانچہ حماسہ مشہور شاعر کے پانچ شعر اور نحو کی کتابوں کی مثالوں سے۔ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی حدیث ہلاہ سے ثابت کیا۔ اور ایک مبسوط اشتہار فوق الخلافت کے عنوان سے شایع کیا اور ثابت کیا کہ یہہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ اب آپ خیال فرماویں کہ کیا یہہ جزاء سیئۃ بمثلہا ہے یا نہیں؟

(افسر پولیس) ہاں ہے۔

(ایڈیٹر)۔ پھر اس شخص نے سب سے بڑا زور مرزا صاحب کے فتوے کفر کی طیاری میں لگایا تھا۔ چنانچہ شمالی ہندوستان میں پھرتا رہا۔ اور فتوے کفر کو طیار کرایا۔ گو غیر مقلدین پر پہلے سے کفر کا فتوے لے تھا۔ مگر اب اس رنگ میں بھی اس کو ذلت پہنچتی تھی۔ چنانچہ محمد حسین کی ایک انگریزی فہرست جو ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو اسنے وکٹوریہ پریس لاہور میں طبع کرائی۔ کسیطرح مسلمانوں کو مل گئی۔ جس میں گورنمنٹ کے سامنے اپنی خدمات کا اظہار کیا ہے۔ اور اپنے رسالہ کے حوالجات دیئے ہیں۔ منجملہ انکے باتوں کے ایک یہہ بھی ہے کہ مہدی کے آنے کے خیال کو غلط ثابت کیا ہے۔ (لفظ اور ہوں گے مطلب یہی ہے) حالانکہ اپنے آپکو طبقہ اہل حدیث کا سرگروہ بتلاتا ہے۔ اور ایڈوکیٹ کہلاتا ہے۔ اور اہل حدیث اس بات کو صحیح نہیں سمجھتے وہ خلیفہ مہدی کے قائل ہیں کہ وہ آئے گا۔ بلکہ اسی بنا پر مرزا صاحب پر کفر کا فتوے دیا گیا۔ القصہ وہ تحریر مرزا صاحب کے پاس پہنچی۔ جسپر انہوں نے استفسار تیار کیا۔ اور ان عالموں سے ہی فتوے حاصل کیا۔ جنہوں نے مرزا صاحب کو کافر ٹھیرایا تھا۔ انہوں نے اسکے حق میں بھی وہی فیصلہ دیا۔ چنانچہ وہ فتوے یہہ ہے۔ (فتوے دکھایا گیا) یہانتک کہ آپ دیکھتے ہیں نذیر حسین جو اسکا استاد اور شیخ الکل کہلاتا ہے۔ آپ دیکھیئے اسکے دستخط بھی موجود ہیں اس ذلت سے یہہ پیشگوئی بالکل پوری ہوگئی۔ یہہ بات گورنمنٹ خود سمجھ لیگی کہ اس شخص کا وجود کیسا ہے۔ ایک طرف تو مہدی بننے والے کو کافر ٹھہراتا ہے۔ اور ان مولویوں اور لوگوں کا امام اور سرگروہ بنتا ہے جو مہدی کے آنے کے منتظر ہیں کہ وہ آکر لڑائیاں کریگا۔ دوسری طرف گورنمنٹ کو جتلاتا ہے کہ میں نے اس عقیدہ کو باطل ثابت کیا ہے۔ یہہ کیسی خطرناک پلٹ ہے۔ اور ہم کو ان باتوں سے کیا۔ خود زمانہ فیصلہ کردیتا ہے کہ حق پر کون ہے۔ نفاق اور مداہنت سے آدمی کامیاب نہیں ہوسکتا۔

(افسر پولیس) یہہ فتوے مکمل چھپ جاوے۔ تو مجھے ضرور بھیجا جاوے

(ایڈیٹر) بہت بہتر!

اسکے بعد ہم افسر مذکور سے رخصت ہوکر آگئے۔ اور مولوی صاحب سے ان کا انٹروڈیوس کرایا اور پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگے۔ گاڑی بھی آپہنچی تھی۔ ان عمائد اور مقامی حکام سے جن سے کہ مولانا مولوی نور الدین صاحب نے گفتگو کی تھی۔ محمد حسین نے بھی باین خیال کہ مبادا کوئی یہہ نہ سمجھ لے کہ انکو کسی نے پوچھا نہیں۔ ان سے گفتگو کی۔ اور یوں کہا کہ اسنے ۲۰۲ علماء اسلام اور سجادہ نشینوں کو مباہلہ کے لئے بلایا تھا۔ مگر انہوں نے قسم نہ کہائی۔ نہیں تو ان کا بھی فیصلہ کردیتا۔ میں نے پستول کے لئے درخواست دی ہے۔ اور جس روز لاٹ صاحب گورداسپور میں تھے۔ میں یہاں آیا تھا۔ اور درخواست دے گیا تھا۔ کمشنر صاحب سے بھی اسی لئے ملا تھا کیونکہ میں پھرتا رہتا ہوں۔ کبھی لاہور۔ کبھی بٹالہ کبھی لودہیانہ۔ کبھی شملہ۔ اسلئے کل پنجاب کے لئے اگر لائیسنس لینا ہو تو صاحب کمشنر سے درخواست کی جاتی ہے۔ الخ

ان عماید اور حکام میں سے ایک نے جو پولیس کے عہدہ دار تھے محمد حسین سے کہا کہ ہاں میں نے بھی آپکو دیکھا تھا۔ جب آپ کمشنر سے ملے تھے۔ محمد حسین نے کہا۔ ہاں!!!

(عہدہ دار پولیس) کیا آپکے بھی مرید ہیں؟

(محمد حسین) یہہ سلسلہ تو ان کا ہے میرے مرید نہیں۔ میں تو واعظ اسلام ہوں اور اسی لیئے پھرتا رہتا ہوں۔

چونکہ ہم بھی اسی مجمع میں تھے۔ گو محمد حسین نے جھینپتے اور جھجکتے ہوئے یہہ لفظ نکالے۔ مگر کہا کہ میں واعظ اسلام ہوں۔

اسپر ہمنے نوٹ بک نکال کر اس فقرہ کو نوٹ کیا۔ تو عہدہ دار مذکور نے جو ہم سے واقف نہ تھا کہا۔ کیا نوٹ کیا ہے؟

(ایک شخص) یہہ اخبار کے ایڈیٹر ہیں۔ ایڈیٹروں کا یہی کام ہے۔

(عہدہ دار پولیس) آپ کا کونسا اخبار ہے اور کہاں سے نکلتا ہے؟

(ہم) اخبار "الحکم" جو قادیان سے نکلتا ہے اس اخبار کے ساتھ مرزا صاحب کا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں۔ نہ وہ مینیجر ہیں نہ ایڈیٹر۔ نہ مالک۔ یہہ اخبار پہلے امرتسر سے نکلتا تھا۔ اور میں عرصہ سے جرنلیسٹک لاین (اخبار نویسی کے سلسلہ) میں کام کرتا ہوں محمد حسین مجھے خوب جانتا ہے۔

(عہدہ دار پولیس) کیا یہہ سچ ہے کہ مرزا صاحب کا پیری مریدی کا سلسلہ ہے؟

(ہم) بیشک! یہہ سچ ہے۔ مرزا صاحب کے مرید ہیں۔ اور وہ ایسے واعظ اسلام نہیں جو در بدر مارے پھریں۔ (اسپر ایک فرمایشی قہقہہ لگا)۔ اسی اثنا میں کوئی امرتسری جو محمد حسین کا رفیق تھا۔ بولا۔ اوہو! یہہ ضرورت کے لئے ہے۔ مرزا صاحب کو جب گھر بیٹھے سب کچھ ملجاوے ان کو باہر نکلنے کی کیا ضرورت ہے؟

ہم نے کہا یہی تو خدا کا فضل ہے۔ پھر اسی سلسلہ میں ہمنے کہا کہ مرزا صاحب کے مرید کوئی معمولی آدمی نہیں بڑے بڑے عالم۔ وکیل۔ تعلیم یافتہ۔ ایم اے۔ بی اے۔ ڈاکٹر گورنمنٹ عالیہ کی معتمد عہدہ دار۔ اکسٹرا اسسٹنٹ تحصیلدار وغیرہ۔ اور بڑے بڑے رئیس۔

ابھی یہہ تقریر ہو ہی رہی تھی کہ گاڑی نے روانگی کا وہسل دیا اور ہم دوڑ کر سوار ہوگئے۔

الاصیلی سے حاصل کی۔ شاعری اور انشاپردازی میں اُسکو خاص ملکہ حاصل تہا۔ اور اسی بنیاد پر وہ غرناطہ کے گورنر ابوسعید عثمان بن عبدالمومن کا سکریٹری ہو گیا تہا۔ پہر ایک خاص سبب سے جسکو ہم آگے چلکر بیان کریں گے ملازمت کو ترک کیا اور حج کا ارادہ کیا۔ وزیر لسان الدین بن الخطیب نے لکہا ہے کہ اس کے اور اس کے چند ہمعصر ادیبوں اور انشاپردازوں کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی اس سے اسکی کمال انشا پردازی اور شاعری کا ہمکو اقرار کرنا پڑتا ہے۔

ابن جبیر کو شاعری اور انشاپردازی کے علاوہ حدیث میں جو توغل تہا اس کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ اُس نے اس فن کی تکمیل کے لئے ہزاروں میل خشکی اور تری کا سفر کیا۔ ہم اس کے شیوخ اور تلامذہ کے نام آگے چلکر گنوائیں گے۔ یہاں صرف یہ بتا دینا ضروری ہے کہ اسکو فلسفہ اور طبیعات سے نفرت تہی۔ چنانچہ ہم اس مقام پر اُس کے چند اشعار اس مضمون کے نقل کرتے ہیں[1]

قد ظهرت فی عصرنا فرقة ظهورها شوم على العصر
لا تقتدی فی الدین الا بما سن ابن سینا و ابو نصر

یعنے ہمارے زمانہ میں ایک فرقہ پیدا ہوا ہے جو زمانہ کے لئے منحوس ہے۔ اس فرقہ کے لوگ دین میں ابن سینا اور ابو نصر فارابی کے سوا کسی کی بات نہیں مانتے۔

ضلت بافعالها الشنیعة طائفة من هدی الشریعة
لیست تری فاعلا حکیما تفعل شیئا سوی الطبیعة

یعنے ایک گروہ ہے جو اپنی بدکاریوں کے سبب سے شریعت کی سیدھی راہ سے بہٹک گیا ہے۔ اس گروہ کے لوگ طبیعت یعنے نیچر کے سوا کسی فاعل حکیم کے قائل نہیں ہیں جو دنیا میں ذرا بھی دخل دے سکے۔

اس میں شک نہیں کہ ابن جبیر کو فلسفہ اور طبیعات سے جو نفرت تھی اس کا باعث یہ تہا کہ اس زمانہ میں افریقہ کے شمال اور اندلس کے مشرق میں مرابطین کی حکومت پھیل گئی تھی اور انکو فلسفہ اور طبیعات کے پڑھنے والوں سے خاص عداوت تہی۔ منصور اور مامون جو اس خاندان کے نامور فرمانروا ہوئے انھوں نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر فلسفیوں اور حکیموں کو قتل کیا یا قید کیا یا جلاوطن کر دیا اُس زمانہ سے ملک اندلس سے فلسفہ اور اہل فلسفہ کا نام و نشان مٹ گیا۔ اور جو لوگ بچے کھچے رہ گئے وہ اُس کی خفیہ تعلیم دیتے تہے۔ مگر یہ جرأت کرنی بہی خطرناک تہی۔ اس لئے عام طور پر فقہ و حدیث اور ادب کا چرچا باقی رہگیا تہا۔

اسکی شادی وزیر ابوجعفر الوقشی کی بیٹی عاتکہ سے ہوئی۔ جسکی کنیت ام المجد تہی۔ وہ اپنی بیوی کے ساتھ نہایت محبت سے پیش آتا تہا۔ اور جب سبتہ میں جو شمالی افریقہ کا بندرگاہ ہے اس نے وفات پائی تو ابن جبیر کے دلپر نہایت صدمہ ہوا۔ اور اُس نے کئی مرثیے لکہے۔ پھر حج کے ارادہ سے مکہ کو چلا گیا۔ مصر میں پہونچکر اُس نے ابن الخطیب کو جو سبتہ میں قاضی ہو کر آیا تہا یہ اشعار لکھے[2]

بسبتة لی سکن فی الثری وخل کریم الیها اتی
فلو استطیع رکبت الهوا فزرت بها الحی والمیتا

یعنے سبتہ میں میرا ایک دوست زمین میں دفن ہے اور ایک بزرگ دوست اسمیں آیا ہے۔ اگر میرا قابو چلتا تو ہوا پر سوار ہوتا اور سبتہ میں ایک زندہ اور ایک مردہ کی زیارت کرتا۔

ابن جبیر جسطرح اپنے گھر والوں کے ساتھ محبت سے پیش آتا تہا اسی طرح وہ اپنے دوستوں کے ساتھ اخلاق اور مروت کا برتاؤ کرتا تہا۔ اور انکی مطلب برآری سے خوش ہوتا تہا۔ علامہ مقری نے نفح الطیب میں مصنف کتاب ملتمس کی زبانی یہ روایت بیان کی ہے کہ میری بڑی آرزو تہی کہ غرناطہ کا قاضی ابومحمد عبدالمنعم مجھے اپنی دامادی میں قبول کرے۔ میں نے ابن جبیر سے سفارش کرائی اور شادی ہو گئی۔ مگر چند روز کے بعد مجھ میں اور میری بیوی میں ایسی ناچاقی ہوئی کہ میں طلاق دینے پر مجبور ہوا۔ میں نے اس کام کے لئے بھی ابن جبیر کو تکلیف دی کہ وہ قاضی سے کہہ سنکر میری نجات کرا دیں۔ ابن جبیر نے کہا میری غرض تم دونوں کے نکاح سے سوائے اسکے کچھہ نہ تہی کہ میں تمہاری رضامندی حاصل کروں اور اب تم دونوں میں جدائی کرانا بھی نہیں چاہتا۔ لیکن چونکہ تم اسی میں خوش ہو اس لئے میں اس کام میں بہی کوشش کرونگا۔ یہ کہکر وہ گھر سے باہر نکلے اور قاضی سے کہہ سنکر فیصلہ کرا دیا میں نے دونوں دفعہ ابن جبیر کے چہرے پر غور کیا تو اسپر کوئی علامت احسان جتانے یا ناگوار گذرنے کی نہیں پائی اس کام سے فراغت پاکر وہ میرے مکان پر آئے اور دروازہ کھٹکہٹایا۔ میں نے دروازہ کھول دیا۔ وہ گھر میں چلے آئے اور ایک تھیلی جس میں سو دینار تھے میرے سامنے رکھدی اور کہا بھائی اس شادی کا باعث میں ہی ہوا تہا اور مجھکو ذرا بھی شک نہیں ہے کہ اس شادی میں تم کو اتنے ہی مال کا خسارہ ہوا ہوگا جتنا کہ اس تھیلی میں ہے۔ اگر تم اسکو قبول کرو تو میری خوشی کا باعث ہوگا۔ میں نے کہا جناب میں آپ سے اس بات کے کہنے میں ذرا شرم نہ کرونگا کہ اگر میں اس روپیہ کو قبول کرتا ہوں تو مجھکو اندیشہ ہے کہ یہ بھی اسی طرح برباد ہو جائے گا جس طرح میں نے اپنے باپ کا ترکہ جوانی میں غارت کیا۔ میں نے صاف صاف کہدیا اور مجھکو یقین ہے کہ اس کے بعد آپ اصرار نہیں کریں گے۔ ابن جبیر میری بات سنکر مسکرائے اور یہ کہکر اٹھہ کھڑے ہوئے کہ تمہیں احسان سے بچنے کے لئے اچھا حیلہ ہاتھہ آیا۔ فقط[3]

کتاب ایام الصلح فارسی اور اردو دونوں مکمل ہو کر شایع ہو گئی ہیں ایک ایک روپیہ قیمت پر مہتمم مطبع ضیاء الاسلام قادیاں سے مل سکتی ہے۔

آزاربند ریشمی ہر قسم کے کلانور سے ضلع گورداسپور دوکان شیخ غلام غوث و شیخ فضل الٰہی پر مل سکتے ہیں۔

---

[1] نفح الطیب مطبوعہ یورپ جلد اول صفحہ ۷۱۶۔

[2] نفح الطیب مطبوعہ یورپ جلد اول صفحہ ۶۹۳

[3] نفح الطیب مطبوعہ یورپ جلد دوم صفحہ ۲۰۰ و ۲۰۱۔

خطبہ (موعظت)

نمبر ۲

جو ۳۰ دسمبر ۱۸۹۸ء کو بروز جمعہ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھا

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد امین وآلہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال ھل علمتم ما فعلتم بیوسف واخیہ اذ انتم جاھلون۔ قالوا ءانک لانت یوسف قال انا یوسف وھذا اخی قد من اللہ علینا انہ من یتق ویصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔ قالوا تاللہ لقد آثرک اللہ علینا وان کنا لخطئین۔ قال لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الرحمین۔

یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا کیا تمکو معلوم ہے کہ تم نے یوسف اور اُسکے بھائی سے کیا کرتوت کی تھی جبکہ تم اسکی عظمت کو نہیں پہچانتے تھے اور تمہیں اس کا انجام معلوم نہ تھا؟ انھوں نے کہا ایں! کیا تو یوسف ہے؟ یوسف نے جواب دیا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ اللہ تعالے نے ہم پر احسان کیا ہے (اور یہ کوئی نرالی اور انوکھی بات نہیں) اسکی سنت اور عادت یونہی ہے کہ وہ صبر کرنے والے اور متقی پر احسان کرتا ہے یا یوں کہو کہ یہ اُس کا پختہ قانون ہے کہ وہ محسنوں کے اجر کو ضایع نہیں کرتا۔ اس آیت میں غور کرنی چاہیے ایک طرف تو ایک چھوٹا بھولا بھالا بچہ ہے اور دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو نحن عصبہ کہتے ہیں یعنی جنکو اپنی طاقت و قوت پر بھروسا ہے اور اپنی پر شوکت جماعت کے اتحاد باہمی پر ناز ہے۔ لیکن باوجود اس بات کے ایک ضعیف اور مسکین بچہ۔ ناتوان بچہ۔ اس متکبر رعونت والی جماعت کو کیسی ذلت کا روز بد دکھاتا ہے۔ وہ کیا بات ہے کہ ایک ناتوان اور بے کس بچہ تو عزت اور عظمت اور جلال کی کرسی پر بیٹھتا ہے اور اسکو معدوم اور تباہ کرنے والی رعونت مجسم جماعت نحن عصبہ کہنے والا گروہ ذلت کا لباس پہنکر اُسی کے سامنے آتا ہے۔ خدا تعالے نے کیوں اس بچہ کی مدد کی اور جماعت کو ذلیل کیا؟ بے شک یہہ امر غور کرنے کے قابل اور فکر کے لایق ہے۔

اُن حاسدوں نے جو آج ذلیل ہو کر یوسف کے سامنے کھڑے ہیں اس معصوم اور بے خبر بچے میں کیا قصور دیکھا تھا؟ وہ کونسا جرم اور کاٹ دینے والا گناہ تھا جو اس بھولے بچے سے سرزد ہوا کہ انھوں نے اُسکی ہلاکت کا زبردست اور خطرناک منصوبہ گانٹھا؟ کوئی تاریخ بتلا نہیں سکتی کہ وہ کوئی مقصور تھا۔ ہاں صادق تاریخ خدا کی بے عیب کتاب میں ان کا اپنا اعتراف اور اقرار موجود ہے کہ وہ اسکے جرم کو ان لفظوں میں ظاہر کرتے ہیں کہ احب الی ابینا منا یعنے ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ بھاتا اور پیارا لگتا ہے۔ بس یہی بڑا جرم تھا کہ باپ اُسکو پیار کرتا تھا۔ خدا تعالے کی عزیز اور حکیم کتاب میں جو یہ واقعات درج ہیں اس لئے نہیں کہ وہ کوئی قصہ کہانی ہے نہیں نہیں بلکہ اس لئے کہ ہر ایک شخص ان واقعات پر غور کرکے خدا تعالے اُس عادت مستمرہ کو سمجھ لے جو راستبازوں اور اُسکے برگزیدہ بندوں کے ساتھ ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ کیونکر خدا کا محبوب اور مقبول بندہ جسے وہ پیار کرتا ہے دشمن کوتاہ بین کی نظر میں کانٹا سا کھٹکنے لگتا ہے چنانچہ اس مقام پر یوسف کا کوئی گناہ نہیں جس پر اُسکے بھائی اُسکو وہ جانکاہ صدمہ پہونچاتے میں برسر حق ہوں۔ ہاں اتنی بات ہے کہ وہ باپ کا عزیز اور چہیتا ہے۔ اور خود بھائی مانتے ہیں کہ وہ ہماری نسبت عزیز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا کے محبوب کے لئے ضرور ہے کہ ابتداءً وہ حاسدوں اور بدخواہوں کی نظر میں کھٹکے اور اُنکے بُرے اور ناپاک منصوبوں کا آماجگاہ ہو۔ اس فقرہ نے دکھا دیا کہ راستبازوں اور مامورین کا یہی تصور ہوتا ہے کہ وہ خدا کی نظر میں عزیز ہوتے ہیں۔ احب الی ابینا منا میں غور کرنے سے عیاں ہوتا ہے کہ ان الفاظ ہی میں اُن ناعاقبت اندیشوں کے ملزم کرنے کی مدلل اور موجہ وجہ موجود ہے۔ باپ کا ایک کو چن لینا اور کنار محبت و ایثار میں پرورش کرنا اُنکے لئے قرینہ مرجحہ اور حجت قویہ تھی کہ وہ اس ایثار کو عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھتے اور سر تسلیم اسکے آگے نواتے۔ اس لئے کہ باپ یعقوب سا باپ تھا اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے وجود میں ایک راست باز بے غرض لوث دنیا سے پاک اور صادق امین انکو نظر آیا آنا چاہیے تھا۔ کیا ہم اس بات کے یقین کرنے کی کوئی کوئی وجہ پاتے ہیں کہ وہ اپنے باپ کو خود غرض مکار بے تمیز اعتقاد کرتے تھے۔ کس قدر ضرور اور حق تھا کہ وہ معاً اپنے نفسوں میں گمان کرتے کہ باپ کے ایثار میں لازماً اسباب اور اسرار ہونگے اور ایسے باریک در باریک مصالح ہونگے جنکو ہم نہیں سمجھ سکتے۔ پر نادانوں نے ہوائے نفس کو ایثار پر مقدم کر لیا۔ احب الی ابینا منا کے الفاظ خدا نے اُنکے مونہہ سے نکلوا کر ایک وجہ بتا دی ہے کہ کیوں راست باز اور محبوب خدا کے دشمن مورد الزام ہو سکتے ہیں۔ اس علیم و حکیم خدا کے کلام میں ایسا نظام ہے کہ کوئی لفظ اور جملہ حکیمانہ باتوں سے خالی نہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا یوسف کو پیار کے لئے انتخاب کر لینا قطع نظر اور دلائل اور بینات کے جو اُسوقت کچھ بھی نہوں اور نہ تھے یوسف کی ہزار خوبی کے بیان کرنے کا ناطق وکیل ہے۔ مگر بہرحال کوئی جمال کوئی ادا ظاہری تو وہ بھی دیکھ سکتے تھے اور قائل بھی ہونگے جو خود ان میں موجود نہ تھی۔ یہ ایک بدیہی بات تھی۔ عرب میں ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی رسالت کا اظہار کیا تو احمقوں نے ظاہر حالت کو دیکھکر کہا۔ لولا انزل ھذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم۔ یعنے کیا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی رہ گیا تھا کہ اُس پر قرآن نازل ہوتا۔ یہ تو چاہیے تھا کہ مکہ یا طائف کے کسی عظیم الشان آدمی پر نازل ہوتا۔ یہ ایک بندھا ہوا قانون الٰہی ہے کہ جب جب کوئی مامور دنیا میں آتا اور وہ پکار پکار کے کہتا ہے کہ میں خدا تعالے کی طرف سے آیا ہوں تو ناخداترس اور کوتاہ نظر لوگ جلدی کر کے کہہ اٹھتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر فلاں عزت و اقتدار میں ممتاز ہے وہ مامور ہونا چاہیے تھا۔ جسطرح یوسف کی محبت کو بھائی اور ناعاقبت اندیش بھائی دیکھ نہیں سکتے تھے۔ عرب کے زندہ کرنے والے نہیں بلکہ کل دنیا کو زندہ کرنے والے ہادی کامل علیہ الصلوۃ والسلام کے دعاوی کو سنکر یا یوں کہو کہ محبوبیت کا خلعت ان پر دیکھ کر حاسد بھائیوں نے ویسا ہی شور مچایا۔ آج اس زمانہ میں بھی یوسف کے بھائیوں کے مثیل اور لولا انزل کہنے والوں کے ہم خیالوں کے پیٹ میں وہی حسد بل ڈال رہا اور تپنے

والے راستباز کی مخالفت اور بیجا عداوت کے لئے ابھارتا ہے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ قادیان جیسے ایک گاؤں کا رہنے والا جہاں نہ توسیع معلومات کا ذریعہ نہ تبادلہ خیالات کے وسائل نہ مختلف علوم وفنون کے تذکرے ہیں۔ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے ایک شخص کو خدا نے پیار کیا اور بہتوں سے چن کر مسیح موعود کے اعزاز سے ممتاز فرمایا۔ وہ یوسف کیطرح باپ کی نظروں میں عزیز اور پیارا سمجھا جانے لگا اور ہم جو نحن عصبہ کے مصداق ہیں اس اعزاز سے محروم ہیں۔ بہتیرے اخوان یوسف کی طرح حسد کی آگ سے پھُنک کر جلے اور تجویز کرتے کہ کیوں مسیح موعود کا پیارا خطاب شیخ الکل کو نہ دیا گیا؟ کیوں مجددیت اور خلافت حقہ کی پگڑی کسی محمد حسین وغیرہ کے سر پر نہ رکھی گئی یہی ایک بات ہے جو انکو اندر ہی اندر دیمک کی طرح چاٹ رہی ہے۔ وہ نادان اتنا نہیں سوچتے کہ کیا خدا تعالے کا انتخاب کسی میونسپل کارپوریشن یا لوکل باڈی کا انتخاب ہے کہ بذریعہ ووٹ (رائے) کسی میر مجلس کو منتخب کرے؟ ایسا ہرگز نہیں وہ آسمان وزمین کا مالک کل جو پورا اقتدار اور اختیار اور معاً حکمت وعلم کامل رکھتا ہے آسمان پر بدون کسی مشورہ اور صلاح کے اپنی ذاتی حکمت اور علم سے جسکو چاہتا ہے مجتبیٰ کرتا اور مصطفےٰ بنا کر خلافت کا تاج اسکے سر پر رکھدیتا ہے۔ پس اُس خدا کا منتخب کرنا انسانوں کے لئے کافی دلیل ہونی چاہیے تھی جیسے کہ یوسف کے بھائیوں کے لئے یہی بڑی حجت تھی کہ باپ نے یوسف کو چن لیا ہے وہ باپ جو اپنی راستبازی میں مشہور بیجا پاسداری اور ضد کے ناپاک صفات سے متصف نہ تھا۔ جس کا تجربہ وسیع۔ خیالات انجام بین تھے۔ خدا کا انتخاب اور اجتبیٰ یہی ہے کہ وہ منتخب شدہ برگزیدہ خود کہتا ہے کہ میں خدا تعالے کی طرف سے آیا ہوں۔ یوسف کا بھولا پن اُسکی خوبصورت ادا اور آن باریک نگاہ سے دیکھنے کے قابل ہے۔ خبیر وبصیر خدا کا خلیفہ یعقوب تو شروع سے جانتا تھا مگر کیا وہ اس جمیل وشکیل بچہ کا حسن وجمال فوق العادہ کافی عذر خواہ نہ تھا کہ وہ مخالفت اور حسد بیجا کا نشانہ نہ بنایا جاوے میں مان لیتا ہوں کہ چودھویں صدی کے روحانی خلیفہ کے مجتبیٰ اور منتخب ہونے پر اگر مخالف تیز نگاہ نہیں رکھتا۔ بصیرت کی آنکھ سے دلائل کو نہیں دیکھ سکتا اور بیجا حسد اور عداوت نے اسکی آنکھوں کا نور چھین لیا ہے تو کیا اُسکا پاک چال چلن۔ اُس کا خیرخواہ دین ہونا۔ اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے سچی غیرت۔ بنی نوع انسان کے ساتھ ناصحانہ دلسوزی اور ہمدردی اور ان سب پر قبل از دعوی مسیح موعود براہین احمدیہ کا مولف ہونا کیا یہ شکل یہ آن بان کافی دلیل اور سچا وکیل نہ تھی کہ اُسکی تکذیب سے مونہہ بند کیا جاتا جیسے یوسف کا جمال اسکے باپ کی نظروں میں عزیز ہونے کی دلیل روشن اور قرینہ قویہ تھا۔ اسی طرح براہین احمدیہ کے مولف کا جانی۔ مالی۔ لسانی اور حالی طور سے خیرخواہ دین اور ناصر اسلام ہونا تو راس المخالفین اپنے مونہہ سے مان چکا تھا خود اسکے ہی الفاظ اور اسکے مونہہ کی باتیں اسکے ملزم کرنے کو حجت قوی اور قرینہ قویہ ہیں۔ یقیناً یاد رکھو کہ اب کوئی عذر باقی نہیں رہا حجت تمام ہوچکی۔ احمق نادان کہتا ہے کہ ایسے اختلافات والتباسات میں کہ بالکل ظلمت ہے اور حق وباطل مخلوط ہے حق کو کیونکر تمیز کریں؟ یہ بالکل غلط بات ہے۔ خدا تعالےٰ جو حق کا حامی اور معاون ہے اور جو بالطبع چاہتا ہے کہ حق بلند ہو کبھی بھی پسند نہیں کرتا کہ التباس ہو۔ معمولی سکوں کے لئے تو معیار ہوں اور کھوٹے کھرے سونے اور ملمع چیزوں کے پرکھ کے لئے کسوٹیاں موجود ہوں اور حق وباطل کے امتیاز کے لئے کوئی بھی معیار نہ ہو اور سچائی کے لئے ہاں روحانی باتوں کے لئے جو انسانی زندگی کی غایت اور مقصود ہیں کوئی معیار نہ ہو۔ دوستو یاد رکھو! ہماری فراستوں نے مغالطہ نہیں کھایا اس سے قبل ہزاروں ہزار عالموں کو ہم نے دیکھا کسی کی نسبت ہمارا نیک گمان تھا اور کسی کا ہماری نسبت حسن ظن تھا۔ کسی کے ہم مرید تھے اور کوئی ہمکو پیشوا سمجھتا تھا پھر کس بات نے علی وجہ البصیرۃ ہمکو بتلا دیا کہ یہ مسیح موعود کا دعوی کرنے والا مجدد اپنے دعوے میں سچا ہے اور ضرور ضرور خدا تعالےٰ ہی کی طرف سے مامور ہوکر آیا ہے؟

کیا اگر کوئی ما بہ الامتیاز اور معیار نہیں تو یہ سب کے سب لوگ جنمیں بڑے بڑے عالم نکتہ رس فاضل شامل ہیں جو اپنی قوم میں ممتاز اور مشار الیہ ہیں نابینا ہیں؟ ایسا نہیں اگر اُن خدمات کو جو اُس نے اسلام اور اہل اسلام کی بہی خواہی اور غیرت کے جوش میں کی ہیں جنکا اعتراف یوسف کے بھائیوں مخالفوں کو بھی ہے چھوڑ دیا جاوے تو اسکے علاوہ ایک اور عظیم الشان قرینہ اور حجت ہے جس سے راستباز کی صداقت اور سچائی کا پتہ لگ جاتا ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد کہ **قد لبثت فیکم عمرا من قبلہ** موٹی سمجھ کے آدمیوں امیوں اور سطحی خیالات والوں تک کو مان لینے پر مجبور کردیتا ہے **ناعاقبت اندیشو!** سوچو تو سہی! یہ دعوی ٹہرا ہوا ہے کیا اب ہم نے افترا کیا ہے؟ اس سے پیشتر چالیس برس تک جو عمر کا ایک بڑا حصہ ہے اور جذبات اور نفسانی جوشوں کا زمانہ ہے اور فی الحقیقت جوش شباب ہر قسم کے عہد وپیمان راستی کا رہزن ہوتا ہے الا ماشاء اللہ کا زمانہ ہی اور تمہارے نزدیک ہیں بالاتفاق **آمین** اور **مامون** ثابت ہوا تو کیا اب اس آخری حصہ زندگی میں جبکہ عادتاً نفسانی جذبات اور جوش کم ہوچکتے ہیں مفتریانہ زندگی بسر کرونگا قیاس میں بھی یہ بات نہیں آسکتی یہ دلیل ایک مسکت دلیل ہے ان لوگوں کے لئے جو گردپیش کی زندگی جانتے ہیں اور اس بات کا علی رؤس الاشہاد رسالوں اور اشتہاروں میں اقرار کرچکے ہیں کہ ہم **مولف براہین احمدیہ کے حالات سے جسقدر واقف ہیں** اور کوئی کم ہوگا۔ باوجود ایسے اقراروں اور اعترافوں کے پھر بھی اُسکو **مفتری** اور **کذاب** کہنا کیا اپنے ہی افترا اور کذب کا پتہ دینا نہیں ہے؟ کیا وہ جو اپنی زندگی ایچاپیچیوں سے بسر کرتا ہے؟ ذرا سی بات پر آپے سے نکل جاتا اور پاؤں سے اُکھڑ جاتا غصہ اور غیظ کی آگ میں جلتا اور اندر ہی اندر ابلتا ہے ذرا بھی نہیں سوچ سکتا کہ میں اس قابل نہیں **مسیح موعود** ہوسکوں؟ پھر جبکہ وہ موعودیت کے مدعی کے حالات سے واقفیت تامہ کا اظہار کرچکا اور خدمات متعلقہ خیرخواہی اسلام کا اعتراف اور اعلان کرچکا اب اس دعوی مسیح موعود پر **مفتری** کا شور مچانا کونسی دانشمندی تھی اس میں شک نہیں کہ یہ دعوی کہ میں خلیفہ ہوکر آیا ہوں میں مسیح کے نام سے آیا ہوں ایک نظری بات تھی مگر اُس کا عام **چال چلن** اُسکی **مالی جانی لسانی حالی** مسلمہ خدمات

مشاہیر اسلام کے سفرنامے

حضرت ابن جُبَیر کا سفرنامہ

یہ امر تمام قوموں کے نزدیک تسلیم شدہ ہے کہ مسلمانوں کو سیر و سیاحت کا بہت شوق تھا۔ اور اس سیر و سیاحت کرنیوالی جماعت میں زیادہ تعداد اُن بزرگوں کی ہے جنکی غرض سیر و سیاحت سے علم کا حاصل کرنا یا اصلاح نفس ہوتی تھی۔ اور تمام علوم کا مقصد علم دین تھا اور باقی علوم صرف اس دنیا اور آخرت میں مستفید اور عزیز کر دینے والے علم کے مکمل کرنے کی غرض سے پڑھے جاتے تھے۔ جہاں کسی علم کا ماہر فن پاتے صرف سچی ارادت اور خالص طلب کو ساتھ لیکر چل دیتے۔ آگے پڑھانے والے بھی ایسے کہ ماں باپ سے زیادہ ہمدرد اور زیادہ غمخوار اور اس بات کے بہت بڑے حریص کہ اگر اُن کا بس چلے تو بنی نوع میں سے کسی کو بھی اس نعمت عظمیٰ سے بے نصیب نہ رہنے دیں۔ ایسے متعلموں اور معلموں کی خالص نیتوں کا نتیجہ یہ نکلتا تھا کہ وہ متعلم اپنے اور اپنے بعد کے زمانے کے لوگوں کے علم اور عمل دونوں باتوں میں امام اور مستند بنتے تھے۔ برخلاف زمانہ حال کہ اول تو علم کا شوق ہی جاتا رہا۔ اگر ہے تو صرف انگریزی علوم کا جس کے اخراجات اسکی تعلیم گاہوں کے بہت وسیع اور کثیر المصرف ہونے کی وجہ سے اس قدر بڑھے ہوئے ہیں کہ غریب اور اوسط درجہ کے لوگ تو اسکو حاصل کرہی نہیں سکتے اور وہ بھی اپنی ذات کے واسطے اور محض دنیا کے واسطے۔ لیکن علم دین کے حاصل کرنے کے واسطے جسکی تعلیم گاہیں بھی قریب اور صرف بھی قلیل تقریباً بالکل کوشش نہیں کرتے بلکہ بالکل بے فکر اور بے پروا ہیں۔ اے بزرگوں اور دوستوں کی پیاری اولاد! علوم انگریزی کے ساتھ تمہاری ایسی محبت اور ایسی دل چسپی اور علم دین کی طرف سے ایسی بے پروائی اور بے فکری تمہارے لئے یاد رکھو خیر کا باعث نہیں ہے بلکہ سخت خطرے اور اندیشے کا باعث ہے اور اس خطرے اور اندیشے کے پیدا ہونے کا زمانہ اور وقت کوئی بعید نہیں۔ کسی سچے خیرخواہ نے کیسا اچھا کہا۔ بروز حشر شود ہمچو روز معلومت۔ کہ باکہ باختۂ عشق در شب دیجور۔

ناظرین کی عبرت کے واسطے حضرت ابن جبیر کا سفرنامہ جو رسالہ معارف میں درج کیا گیا ہے نقل کیا جاتا ہے۔

ابن جبیر کا نام محمد اور کنیت ابوالحسین ہے وزیر لسان الدین ابن الخطیب نے احاطہ بما تیسر من تاریخ غرناطہ میں اس سلسلہ کا نسب اس طرح بیان کیا ہے۔ محمد ابن احمد بن جبیر بن سعید بن جبیر بن سعید بن جبیر بن محمد بن عبد السلام بن جبیر الکنانی مگر علامہ مقریزی نے مصر کی تاریخ المقفیٰ میں یہ سلسلہ درج کیا ہے۔ محمد بن احمد بن جبیر بن محمد بن جبیر بن سعید بن جبیر بن سعید بن جبیر بن سعید بن جبیر بن محمد بن مروان بن عبد السلام بن مروان بن عبد السلام بن جبیر الکنانی۔ پہلے سلسلہ سے ابن جبیر بن عبد السلام بن جبیر الکنانی کی نویں پشت میں اور دوسرے سلسلہ سے سولھویں پشت میں قرار پاتا ہے۔ بہرحال یہ امر مسلم ہے کہ وہ اسی عبد السلام بن الکنانی کی اولاد میں ہے جو اسکے آبا و اجداد میں سب سے پہلے ملک اندلس میں داخل ہوا تھا۔ لسان الدین ابن الخطیب نے عبد السلام کی نسبت تصریح کی ہے کہ وہ ۱۲۳ھ ہجری میں بلج بن بشر القشیری کی فوج کے ساتھ جو بنو امیہ کی طرف سے اندلس کا گورنر تھا اسپین میں آیا اور شذونہ میں اترا۔ اندلس کے فتح ہونے کے بعد عرب کے بہت سی قبائل اطراف ملک میں پھیل گئے تھے۔ ابن حزم نے لکھا ہے کہ قبیلہ بنو کنانہ کے اکثر لوگ طلیطلہ اور اس کے نواح میں آکر آباد ہوئے تھے۔ انہیں سے قاضی ابوالولید اور وزیر ابوجعفر اور ابن جبیر اس قبیلہ کے مشہور اعیان اور علما میں شمار ہوتے ہیں[1]۔

ابن حزم کے بیان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ابن جبیر کے اسلاف بھی طلیطلہ یا اس کے نواح میں کبھی آباد ہوئے تھے۔ اس لئے ہم ابن خطیب کی روایت کو تسلیم کرتے ہیں۔ ابن جبیر کو بعض مورخوں نے بلنسی الاصل لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکی ولادت بلنسیہ میں ہوئی تھی۔ اور مقریزی نے تو صاف یہ لکھدیا ہے کہ وہ بلنسیہ میں پیدا ہوا تھا۔ اسکے ساتھ ہی مقریزی نے اور دوسرے مورخوں نے بالاتفاق اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ "ابن جبیر نے اپنے باپ احمد بن جبیر سے فن حدیث شاطبہ میں حاصل کیا ہے"۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن جبیر کے بزرگ پہلے شذونہ میں پھر بلنسیہ میں اور پھر شاطبہ میں آباد ہوئے۔ شاطبہ صوبہ بلنسیہ کا ایک شہر ہے جو بلنسیہ کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ ابن جبیر کے باپ احمد بن جبیر نے بلنسیہ کو چھوڑ کر اسی شہر میں سکونت اختیار کی تھی اور یہاں کے رئیسوں اور عالموں میں شمار ہوتا تھا[2]۔

ابن جبیر کی ولادت بلنسیہ میں جو اسپین کے مشرق میں سمندر کے کنارے پر واقع ہے سنہ ۵۴۰ھ میں ہوئی اور جب اس کا باپ بلنسیہ کو چھوڑ کر شاطبہ میں آیا تو اُسکو اپنے ساتھ لے آیا ہوگا۔ ابن جبیر نے اس شہر میں فن حدیث اپنے باپ سی حاصل کیا۔ اُس وقت شاطبہ زیبائی اور خوشنمائی اور آب و ہوا کی لطافت کے لحاظ سی مشہور تھا ایک شاعر کہتا ہے[3]

نعم ملقى الرحل شاطبة ۔ لفتى طالت به الرحلُ
بلدة أوقاتها سحرٌ ۔ وصبا في ذيله بللُ
ونسيمٌ عَرْفه أرِجٌ ۔ ورياض غصنها ثمل
ووجوه كلها غرر ۔ وكلام كله مثل

یعنے جوان آدمی کے ٹھہرنے کے لئے جس کو سفر کرتے مدت گذر گئی ہو شاطبہ نہایت عمدہ مقام ہے۔ وہ ایک ایسا شہر ہے جس میں ہر وقت صبح کا وقت ہوتا ہے اور صبا کا دامن تر رہتا ہے۔ نسیم خوشبو آمیز چلتی ہے اور باغوں میں درختوں کی شاخیں مستانہ جھومتی ہیں۔ تمام لوگوں کے چہرے چمکتے ہیں اور اُنکی بات بات ضرب المثل ہے۔

باوجود اس کے ابن جبیر نے غرناطہ میں رہنا پسند کیا اور اُسکو شاطبہ پر ترجیح دی کیونکہ اسوقت غرناطہ علم و فضل کا مرکز تھا اور اس میں بڑے بڑے علماء و فضلاء رہتے تھے اور منظر کی خوبی و خوشنمائی کے لحاظ سے تو شاطبہ کو اُس سے کچھ نسبت نہیں تھی۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے[4]

غرناطة ما لها نظير ۔ ما مصر ما الشام ما العراق
ما هي إلا العروس تجلى ۔ وتلك من جملة الصداق

یعنے غرناطہ کے ساتھ کوئی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتا نہ مصر نہ شام نہ عراق۔ وہ ایک دلہن ہے جو منظر عام میں جلوہ افروز ہے اور یہ تمام ملک اسکی رونمائی کی نذر ہیں

غالباً یہیں رہکر اس نے قرأت حدیث لغت ادب اور شاعری میں کمال پیدا کیا۔ فن قرأت ابوالحسن بن ابی العیش سے۔ عربیت اور ادب ابوالحجاج بن یسعون سے۔ حدیث اور فقہ ابوعبداللہ بن عروس اور ابوعبداللہ

(صفحہ نمبر ۱۱)

---

[1] نفح الطیب مطبوعہ یورپ جلد اول صفحہ ۱۸۵ ۔

[2] نفح الطیب مطبوعہ یورپ جلد اول صفحہ ۲۹۷ ۔

[3] 〃 〃 〃 〃 صفحہ ۱۱۴ ۔

[4] 〃 〃 〃 〃 صفحہ ۱۴۹ ۔

صفحوں کی ترتیب میں غلطی ہوگئی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایک پیشگوئی کا پورا ہونا

جس سے علماء پنجاب و ہندوستان دینی و اخلاقی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں

اے علماء پنجاب و ہندوستان خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے حال پر رحم کر کر آپکو معلوم ہو کہ اس وقت اس خدا نے جو سچائی کو پسند کرتا اور نفاق اور جھوٹ سے نفرت کرتا ہے آپ لوگوں کے لئے بڑا عمدہ موقعہ دیا ہے کہ آپ اس فتویٰ کو نظر کر کے جو آپ نے ۱۵ شعبان ۱۳۱۶ھ کے استفتاء کے پیش ہونے کے وقت دیا ہے آیندہ اس طریق کو اختیار کریں جو تقویٰ اور دیانت اور امانت کے مناسب حال ہے۔

اس امر کی تفصیل یہ ہے کہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ مولوی محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ جو آپ لوگوں کا سرگردہ کہلاتا ہے کئی سال سے مجھے مہدی معہود کا منکر قرار دیکر کیسی بدگوئی اور بدزبانی کی کارروائی میری نسبت کر رہا ہے۔ یہانتک کہ اب اس نے گالیوں اور طرح طرح کے افتراؤں اور تہمتوں کو انتہا تک پہونچا دیا اور میری توہین اور ازالہ حیثیت عرفی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا اور ایک شخص محمد جعفر زٹلی نام کو کئی قسم کی طمع دیکر اس بات کیلئے مقرر کیا کہ وہ اس بات کا برابر سلسلہ جاری رکھے کہ طرح طرح کے گندی اشتہار گالیوں سے بھرے ہوئے میری نسبت جاری کرے۔ پس جب یہ سلسلہ گالیوں اور بدزبانیوں اور بیجا تہمتوں کا کمال تک پہونچ گیا اور ہر ایک طرح سے میری بےعزتی اور توہین اور ازالہ حیثیت عرفی میں کوشش کی گئی اور اب تک برابر بلاناغہ یہ سلسلہ جاری رہا اور بار بار اشتہاروں اور خطوط کے ذریعہ سے مباہلہ کی درخواست بھی کی گئی تو مجھے اندیشہ ہوا کہ یہ ناپاک کارروائی محمد حسین اور اسکے رفیقوں کی کسی فتنہ کی موجب نہ ہو اور میرے گروہ کو اس سے اشتعال پیدا نہ ہو اسلئے میں نے اپنی جماعت کو گورنمنٹ میں ایک میموریل بھیجنے کی صلاح دی تا گورنمنٹ کی طرف سے انتظاماً اس گندی کارروائی کے انسداد کیلئے کوئی حکم جاری ہو۔ اور اسطرح پر ایک مظلوم فرقہ اپنا انصاف پاکر خاموشی اختیار رکھے۔ لیکن گورنمنٹ کی طرف سے اس میموریل کا صرف اسقدر جواب آیا کہ بذریعہ عدالت چارہ جوئی کرنی چاہیئے۔ اور اس جواب کا یہ نتیجہ ہوا کہ محمد حسین اور رفیق محمد بخش نے اپنی بدگوئی کے اشتہار شایع کرنے میں اور بھی ترقی کی۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ عدالت میں نالش کرنا ہمارا طریق نہیں ہے۔ سو انہوں نے پہلے سے بھی زیادہ تیزی اور گندہ زبانی سے میری نسبت گالیوں سے بھرے ہوئے اشتہار شایع کرنے شروع کر دئے اور اسپر جعفر زٹلی محمد حسین کی ایما سے مباہلہ پر بھی زور دیتا رہا۔ چنانچہ کئی اشتہار مباہلہ کیلئے بھیجے اور ہمارے دلکو بار بار دکھایا۔ چونکہ ان فتنہ انگیز تحریروں کے بد اثر کا اندیشہ تھا اسلئے میں نے ان فتنوں کے روکنے کی غرض سے یہ مصلحت سمجھی کہ مباہلہ کے طور پر نہایت نرم الفاظ میں ایک اشتہار لکھوں۔ سو میں نے ایک اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو شایع کیا اس اشتہار کا خلاصہ مطلب صرف ایک دعا تھی یعنی یہ کہ ہم دونوں فریق میں سے جو ظالم ہے خدا اسکو ذلیل کرے۔ اور اس دعا پر ایک الہام ہوا تھا جسمیں ارادہ الٰہی ان الفاظ سے بتلایا گیا تھا جزاء سیئۃ بمثلھا وترھقھم ذلۃ۔ یعنے جس فریق ظالم کی طرف سے فریق مظلوم کو کوئی بدی پہونچی ہے اسی قسم کی بدی فریق ظالم کو پہونچے گی۔ سو یہ پیشگوئی محمد حسین کے حق میں بہت جلدی پوری ہو گئی کیونکہ پیشگوئی کا اصل مطلب اس شخص کو ذلت پہونچانا تھا جو کاذب اور ظالم ہو۔ اور الہام الٰہی میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ اسی قسم کی ذلت اسکو پہونچے گی جو اس نے پہونچائی ہو۔ سو یہ الہام کامل طور پر ۲۹ دسمبر ۱۸۹۸ء کو پورا ہو گیا۔ کیونکہ اس پیشگوئی کے شایع کرنے کے بعد تاریخ مذکورہ میں محمد حسین کی یہ ایک خیانت آمیز کارروائی پکڑی گئی کہ اس نے محض دروغگوئی کی رو سے گورنمنٹ عالیہ انگریزی کو یہ یقین دلایا کہ وہ اس مہدی کے آنیکا منکر ہے جو بنی فاطمہ میں سے آئیگا اور کافروں سے لڑیگا اور اس بارہ میں زمین کی طمع کیلئے ایک تحریر انگریزی میں ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو شایع کی اور اسمیں گورنمنٹ کو اپنا یہ احسان جتایا کہ میں مہدی کے آنیکی تمام حدیثیں غلط سمجھتا ہوں اور پہلے سے گورنمنٹ کو یہ دھوکہ بھی دے رکھا ہے کہ میں اہل حدیث کا سرگردہ ہوں جنکے میرا اور انکا ایک عقیدہ ہے اور ادہر پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں کو یوں خراب کیا کہ انکو بار بار یہی سبق دیا کہ مہدی معہود ضرور آئیگا اور وہ خلیفہ وقت اور صاحب السیف والامر ہوگا۔ سو ان علماء کو بھی کہتا رہا کہ میرا اور تمہارا مہدی کے بارہ میں عقیدہ ایک ہے۔ اور میں اس مہدی کا قایل ہوں جو تلوار کے ساتھ دین کو پھیلائیگا اور خلیفۃ المسلمین ہوگا اور اسی بنا پر اس نے میری تکفیر کیلئے استفتاء طیار کر کے شور قیامت برپا کیا۔ سو جب مولوی محمد حسین کا اس قسم کا رسالہ مجھے دستیاب ہوا تو اسی وقت میں نے سمجھ لیا کہ اب اس بنا پر پیشگوئی اشتہار مباہلہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کامل طور پر پوری ہو گئی۔ تب میں نے بلاتوقف اسی تاریخ یعنے ۲۹ دسمبر ۱۸۹۸ء کو ایک استفتاء لکھا اور علماء پنجاب اور ہندوستان سے یہ فتویٰ طلب کیا کہ ایسا شخص جو مہدی کے وجود کا منکر ہے اسکے حق میں تمہارا کیا فتویٰ ہے۔ سو نذیر حسین دہلوی اسکے اُستاد نے جیسا کہ مجھے کذاب دجال مفتری لکھا تھا ایسا ہی بلا توقف محمد حسین کی نسبت فتویٰ دیدیا کہ وہ کذاب دجال مفتری ہے۔ اور مولوی عبد الجبار غزنوی نے اسکی نسبت یہ فتویٰ دیا کہ وہ کافر اور گمراہ اور ضال مضل ہے۔ اور عبد الحق غزنوی نے اپنی فتویٰ میں اسکو جہنمی اور گمراہ ٹھہرایا۔ اور مولوی احمد اللہ امرتسری نے اپنی فتویٰ میں عبد الحق سے اتفاق کیا مگر اسقدر زیادہ لکھا کہ ایسی گمراہ کے ساتھ میل ملاقات اور نشست برخواست جائز نہیں۔ لدھیانہ اور لاہور کے مولویوں نے بھی ان فتووں سے اتفاق کیا۔ اور مولوی عبد اللہ صاحب پروفیسر لاہور نے بڑی شد و مد سے حدیثوں کے حوالہ سے اس خیانت پیشہ کی خبر لی۔ اور مولوی عبد العزیز لدھیانوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی محمد یعقوب دہلوی اور دیگر علماء نامدار نے جیسا کہ ایسے شخص کی سزا تھی بڑی شد و مد سے فتوے لکھے ہیں اور تمام علماء کے فتووں کا خلاصہ یہی ہے کہ انہوں نے اس خیانت پیشہ اور مہدی معہود کے منکر کو کافر دجال بے ایمان مفتری کذاب جہنمی دائرہ اسلام سے خارج گمراہ ضال مضل اور ایسا ہی دوسرے الفاظ سے یاد کیا۔ اور اسطرح پر اس پیشگوئی کو اپنے ہاتھوں سے پورا کیا کہ جو میں نے اشتہار مباہلہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں شایع کی تھی۔

اب میں ان تمام مولویوں کو جنہوں نے منکر مہدی معہود کی نسبت یہ فتویٰ دیا ہے یہ نیک صلاح دیتا ہوں کہ اگر وہ یہ چاہتے ہیں کہ انپر منافقانہ طریق کا کوئی دھبہ نہ لگے اور انکی دیانت اور امانت اور تقویٰ اور دینداری میں فرق نہ آوے تو وہ بلاتوقف ایک جلسہ کر کے محمد حسین بٹالوی صاحب اشاعۃ السنہ کو اس جلسہ میں بلادیں اور اسکو صاف طور پر کہدیں کہ آجتک تم ہم سب پر یہہ اپنا اعتقاد ظاہر کرتے رہے ہو کہ تمہارا یہی عقیدہ ہے کہ تم اس مہدی معہود کے قایل ہو جو بنی فاطمہ میں سے آئیگا اور لڑائیاں کریگا اور دین کو پھیلائیگا۔ اور اب تمہاری نسبت یہہ بیان کیا گیا ہے کہ تم نے زمین لینے کی طمع سے گورنمنٹ کو یہ احسان جتلانا چاہا ہے کہ تم ان تمام حدیثوں کو جو مہدی معہود کے بارے میں آئی ہیں جھوٹی سمجھتے ہو اور تم نے صریح طور پر ایک انگریزی فہرست مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۸ء میں مہدی کی حدیثوں کی نسبت لفظ موضوع لکھکر اپنا عقیدہ انکار مہدی ظاہر کر دیا ہے۔ اب یا تو صاف طور پر اپنا توبہ نامہ چھاپ کر شایع کرو تا گورنمنٹ عالیہ کو بھی تمہارے اندرونی حالات معلوم ہوں اور یا اس بات کو مان لو کہ تم اس ہمارے فتوے کے مستحق اور اہل حدیث کے عام عقیدہ کے مخالف اور دجال اور کذاب اور ملحد اور بے دین ہو۔ (باقی آئندہ)

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست۔ اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چندروز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بڈھے تک یہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ ہے، خالص ممیرہ فی ماشہ عــہ روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی وجعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھہ کا آنا کہتے ہیں۔ جلن۔ کمزوری نظر۔ ناخونہ یعنی اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے
راقم ڈاکٹر ڈی ایم سانگلے صاحب بہادر۔ ایم بی ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲۔ میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے طیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مساۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے۔ آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا ہی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر وآنریری مجسٹریٹ لاہور۔ سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم۔ شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا۔ میرے ایک دوکاندار مسمی دولامل کی آنکھوں پر پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہوگیا اور پتلی صاف وشفاف ہوکر نظر بدستور قائم ہوگئی اور مریض دعاگو ہے بندہ بھی بصد شکرگذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص وعام خلق خدا پر بہت احسان [illegible] مہذب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص وعام بلاتعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم میرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں۔ لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرمادیں۔ راقم ڈاکٹر [illegible] سنگھ اسپشل اسسٹنٹ کورٹ گڈہ۔ ڈسپنسری شملہ

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکما، اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے۔ ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان۔

۶ر مارچ ۱۸۹۶ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریباً بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جو لاہور کے الائنس بنک میں [illegible] ۱۸۹۶ء کو جمع کیا گیا ہے۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر وپروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

نمبر ۲ | قادیان دار الامن والامان مورخہ ۱۷ر جنوری سنہ ۱۸۹۹ | جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو، اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں، اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبے اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجاویں۔ ہر ٹریکٹ چار صفحوں سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہوجائیں اور سو سو ٹریکٹ عہ فیصدی کے حساب سے خرید لیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہو سکتا ہے اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کیا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ کا ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہوجایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کردیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری تعداد درخواستیں جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ منیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے
بالکل کھرا سودا

مگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو فوراً واپس کردو۔ اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔؟ مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سیکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازاربند۔ پراندے۔ سیج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کی۔ ۱۵۔ ۱۲ سے لیکر صہ روپیہ تک۔ پراندے ۴ سے لیکر صہ روپیہ تک۔ سیج بند ے روپیہ سے لیکر صہ روپیہ تک۔

۳۔ زیورات میں ڈوے جس قسم کے چاہیں ڈالدیئے جائیں گے۔

۴۔ دریائی کا کام ہر ایک قسم کا۔

۵۔ ہر چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہوسکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ یہ باہمی فائدہ کیلئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و الٰہ بخش علاقہ بند
اینڈ کمپنی
کٹرہ باگھ سنگھ ہاتھی دروازہ **امرتسر پنجاب**

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اشتہار ضروری متعلق فتویٰ کفر
شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ مولوی عبد الحق غزنوی اور مولوی عبد الجبار غزنوی اور مولوی سید نذیر حسین دہلوی وغیرہ نے ایک استفتا پر اپنے دستخط اور مہروں سے یہ فتویٰ دیا تھا کہ جو شخص مہدی [illegible] کہ جو قریش میں سے ظاہر ہوگا اور ظاہری اور باطنی خلافت سے سرفراز ہوگا وہ جہنمی اور کافر اور کذاب اور مفتری اور اہل سنت سے خارج اور ضال اور مضل ہے اور یہ فتویٰ مولوی محمد حسین بٹالوی کی نسبت تھا کیونکہ اس نے حال میں انگریزی میں ایک رسالہ حکام کے دکھلانے کے لئے شائع کیا ہے اور بمقام لاہور وکٹوریہ پریس میں وہ رسالہ چھپا ہے اور ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو پوشیدہ طور پر شائع ہوا ہے۔ اس رسالہ میں محمد حسین صاف طور پر لکھتا ہے کہ مہدی موعود کے آنے کی حدیثیں سب کی سب نادرست اور موضوع اور غلط ہیں اور اس طرح گورنمنٹ کو یہ جتلاتا ہے کہ میں مہدی موعود کا منکر ہوں۔

اب مولوی عبد الحق غزنوی نے ایک اشتہار نکال کر اپنی قدیم گندی عادت کے موافق حضرت مرزا صاحب کو بہت گالیاں دی ہیں کہ استفتا میں محمد حسین کا نام ہم نے ظاہر نہیں کیا۔ اور اس سے مطلب ان کا یہ ہے کہ اگر معلوم ہوتا کہ محمد حسین کیلئے یہ فتویٰ طلب کیا گیا ہے تو اسکو دجال کذاب کہتے۔ اس اشتہار سے اگرچہ یہ ثابت ہوتا ہے تو یہی کہ محمد حسین منافقانہ طور پر آگے یہی کہتا رہا کہ میں ایسا ہی عقیدہ رکھتا ہوں اور محض گورنمنٹ کو دھوکہ دینے کیلئے نفسانی اغراض کی وجہ سے حکام پر انکار مہدی ظاہر کرتا رہا۔ ورنہ کیا وجہ کہ محمد حسین کی نسبت مولوی عبد الحق نے کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں کیا جس سے معلوم ہوتا کہ محمد حسین سے اس عقیدہ کی وجہ سے خوش نہیں ہے بلکہ عبد الحق نے اپنے اشتہار میں سوال کرنے والے کو دجال اور بے ایمان قرار دیا ہے حالانکہ سائل نے صورت سوال کے بیان کرنے میں کوئی خیانت نہیں کی۔ اگر محمد حسین کے اس عقیدہ میں شک ہو تو اسکے انگریزی رسالے کو جو وکٹوریہ پریس میں چھپا ہے کسی سے منگوا کر یا لاہور جا کر دیکھ لینا چاہیئے۔ عبد الحق کا یہ اشتہار اس بات پر کافی دلیل ہے کہ وہ تقویٰ اور حق پسندی سے کچھ سروکار نہیں رکھتا۔ سائل کو اس نے دجال اور بے ایمان قرار دیا۔ [illegible] سوچ سکتے ہیں کہ جن لوگوں کے فتووں کا یہ حال ہے کہ اگر [illegible] ہو تو فی الفور اسپر کفر کا فتویٰ لگا دیں اور اگر دوست ہو تو باوجود اسی اعتقاد کے اسکا ایماندار کہتے رہیں وہی لوگ ایسے [illegible] ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جو حدیث تحت [illegible] ہیں جسکو حضرت علی سے بیہقی نے روایت کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ سائل کا کیا گناہ ہے جس نے صورت مسئلہ صحیح طور پر بلا کم و بیش کی ہے۔ ایسے سائل کو کیوں دجال اور بے ایمان کہا جائے بلکہ بے ایمان اور دجال تو ایسے مولوی ہیں جنکا فتویٰ ایک ہی صورت سوال میں اپنے دوستوں کی نسبت کچھ اور ہے اور دشمنوں کی نسبت کچھ اور۔ خدا ایسے مولویوں سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ بالآخر ہم عبد الحق اور اس کے محرک عبد الجبار سے پوچھتے ہیں کہ کیا آپ لوگوں کی یہی دیانت اور ایمانداری ہے کہ باوجودیکہ محمد حسین کے انگریزی رسالہ کا پتہ دیدیا اور دوسرے اشتہار میں اس رسالہ کی عبارتیں بھی لکھ دیں پھر بھی آپ نے درندگی کے دانت سائل کو دکھلا کر اور اس بھلے مانس سے دریافت نہ کیا کہ تمہارا کیا حال ہے کہ مہدی کے بارے میں ہمکو تو کچھ کہتے ہو اور گورنمنٹ پر کچھ ظاہر کرتے ہو۔ جبکہ محمد حسین کی تحریر کا صاف صاف ثبوت دیا گیا تھا تو الٹے سائل پر زباندرازی کرنا اور گالیاں دینا کن لوگوں کا کام ہے؟ انصاف پسند لوگ خود سوچ لیں۔ فتویٰ پوچھنے کے وقت سائل زید ہو یا بکر ہو اس سے دیانتدار مفتی کو کیا کام ہے۔ ان باتوں پر تو ان لوگوں کی نظر ہوتی ہے جو فتویٰ فروش ہوتے ہیں نہ فتویٰ نویس۔ ان لوگوں کی دیانت کا یہی نمونہ کافی ہے۔ مولوی عبد الحق اور مولوی عبد الجبار غزنوی خوب یاد رکھیں کہ اس طریق تزویر سے انکی کبھی مخلصی نہیں ہوگی اور ایسے اشتہاروں سے جو سراسر دجل اور خیانت سے بھرے ہوئے ہوں انصاف پسند لوگ کبھی خوش نہیں ہونگے بلکہ سب پر کھل جائیگا کہ یہ اس زمانہ کے مولوی اس ملا کی طرح ہیں جس نے محض شرارت سے چند بیچارہ لوگوں کی نسبت ایک سخت فتویٰ دیا تھا مگر جب معلوم ہوا کہ اس کا بیٹا بھی ان لوگوں کا شریک ہے تب فتویٰ کو بہت نرم کر دیا اور آسان صورت پر بدل دیا۔ یہ کیسا نابکار عذر ہے کہ کیوں یہ اطلاع نہیں دی گئی کہ یہ فتویٰ محمد حسین کی نسبت طلب کیا گیا ہے۔ کیا اس تقریر سے کچھ اور بھی سمجھا جاتا ہے کہ تمام غصہ اور سیاپا اسوجہ سے ہے کہ اگر خبر ہوتی کہ محمد حسین کی نسبت فتویٰ ہے تو اسکو دجال اور کافر ہرگز نہ کہتے۔ ظاہر ہے دیانتدار مولویوں کا یہ کام نہیں ہے۔ ایسا دنیا میں کون ہے کہ اس قسم کے عذرات سے یہ سمجھ لیگا کہ یہ مولوی صاحب کیا صورت سوال پر فتویٰ ہوتا ہے یا یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ یہ فتویٰ کسکی نسبت طلب کیا گیا ہے۔ مفتی کیلئے نہ سائل کے نام کی ضرورت ہے نہ اس شخص کے نام کی ضرورت جسکے بارہ میں استفتا ہے۔ مفتی تو صورت مسئلہ پر نظر کریگا اور نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے موافق فتویٰ لکھے گا۔ پس یہ ایک قسم کی بددیانتی کی ہے کہ اس پر غصہ کیا جاتا ہے کہ محمد حسین کا نام ظاہر نہیں کیا گیا۔ اس سے تو بہتر تھا کہ چپ رہتے۔ اب بجز اسکے اور کوئی طریق صفائی نہیں کہ محمد حسین کو ایک عام جلسہ میں بلا دیں اور وہ رسالہ ایک انگریزی خوان اسکے روبرو پڑھایا جاوے اور اگر انکار کرے تو مالک مطبع سے حلفاً پوچھیں کہ کس نے یہ چھپوایا ہے اور کس نے شائع کیا ہے۔ غرض ایمان اور دیانت سے کام لیکر پوری تحقیقات کریں پھر اگر اس کی صفائی ثابت ہو تو یہ اشتہار چھاپ دیں کہ وہ انگریزی رسالہ ایک مجمع میں پڑھا گیا اسمیں محمد حسین کی طرف سے یہ تحریر پائی نہیں گئی کہ مہدی موعود کی آنیکی تمام حدیثیں غلط اور نادرست اور موضوع ہیں اور وہ عبارتیں صحیح ترجمہ کے ساتھ مشتہر کر دیں۔ اور اگر اس رسالہ سے ثابت ہو کہ محمد حسین نے کسی نفسانی طمع کی غرض سے مہدی معہود کے آنے سے درحقیقت انکار کیا ہے اور اسکے متعلق کی حدیثوں کو موضوع قرار دیدیا ہے تو اس سے توبہ نامہ لکھا دیں اور وہ توبہ نامہ چھاپ کر شائع کر دیں اور اگر یہ بھی نہ کر سکیں تو بالآخر یہ شائع کر دیں کہ ہم اپنے فتویٰ پر قائم ہیں اور ایسے اعتقاد کے شخص کو کافر اور دجال کہتے ہیں۔ غرض اب بیہودہ باتوں سے نجات نہیں فتویٰ پنجاب اور ہندوستان میں شہرت پا چکا ہے اور محمد حسین کا انگریزی رسالہ بھی شہرت پا چکا ہے جب تک دیانت سے محمد حسین سے دریافت کر کے اور اسکی تحریر کا اشتہار نہیں دیا جائیگا تب تک ایسی تحریریں خواہ عبد الحق کی طرف سے شائع ہوں اور خواہ عبد الجبار کی طرف سے انکو اور بھی رسوا کرتی ہیں اور انکی دیانت کی حقیقت ظاہر کرتی ہیں اور قابل شرم تحریروں سے صاف طور پر ہر ایک شخص سمجھتا ہے کہ یہ آخری زمانہ کے مولوی کس قماش کے آدمی ہیں۔ مگر کیا عبد الحق یا اسکے دوسرے ہم جنسوں پر امید ہو سکتی ہے کہ وہ انصاف اور دیانت کو مد نظر رکھ کر پوری تحقیق کے بعد بند شدہ دروازہ کی طرح محمد حسین کی کوئی کھلی کھلی تحریر لیکر اشتہار شائع کریں گے۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ یہ امید [illegible] اسوقت [illegible] کا موضوع [illegible] کے تمام فتوی [illegible]

[illegible]

بقیہ خطبہ نمبر ۲

خدا تعالیٰ کی مصلحت اور گورنمنٹ بے تمیز گورنمنٹ نہیں اس نے مجھکو نہیں چنا۔ اسکو نہیں چنا۔ کسی بیٹھے ہوئے شیخ الکل یا خانہ ساز پیر طریقت کو برگزیدہ نہیں کیا۔ کیوں؟ وہ اس قابل نہ تھے۔ یوسف کیوں عزیز بنتا ہے؟ باپ کا لاڈلا اور چہیتا اور باقیوں میں سے ممتاز کیوں ہوتا ہے؟ اسکی ظاہری خوبیوں اور شمائل کے علاوہ وہ نہاں در نہاں علم تاویل الاحادیث اور وہ شوکت ہے جو حضرت یعقوب کو نظر آتی ہے کہ وہ بادشاہ مصر ہونے والا ہے اور یہ سب اسکے آگے ہاتھ جوڑنے والے ہیں۔ اب یہی لوگ اپنے درمیان کے راستباز کے پسندیدہ شمائل اور فضائل کا اعتراف کرتے اور پاک کاموں کو دیکھتے ہیں مگر گہری اور دوربین نظر سے نہیں دیکھ سکتے۔ افسوس یہ لوگ انسانوں کی شکلیں تو ہیں مگر اندر ممسوخ ہیں۔ چاہیے تھا کہ اپنے بھائی پر نیک گمان کرتے اور اسکے ایثار پر حسد نہ کرتے خدا تعالےٰ نے عائشہ صدیقہ پر افک باندھنے والونکو تہدید و توبیخ کے پیرایہ میں یہی فرمایا کہ کیوں سنتے ہی تم نے اپنے بھائیوں اور بہنوں کی نسبت نیک گمان نہ کیا اور خود بخود فیصلہ کر نہ لیا الخبیثات للخبیثین یعنی ناپاک الزام کے مورد ناپاک زندگی بسر کرنے والے لوگ ہوا کرتے ہیں۔ پاکوں کے حق میں پاک باتیں کہنی مناسب ہیں۔ اللہ اللہ! ایسے شخص کو آخر کار کذاب دجال اور مفتری کہا جس سے پہلے مان چکے تھے کہ وہ اسلام کی خدمتمیں بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک شخص ہے اور جو براہین میں دعوےٰ کر چکا ہے "قد لبثت" الخ کیسا ظلم عظیم ہے۔ الغرض موعود کے ماننے کے لئے یا یوں کہو اسکے محبوبین کو قبول کرنے کے لئے قرینہ قویہ موجود ہے۔ ہم دعوے سے چیلنج کرکے کہتے ہیں کہ کیا یہ نادان مخالف ہمارے سید و آقا! امام کا کوئی جرم بتا نہیں سکتے اور کبھی گواہی نہیں دے سکتے کہ اس نے کسی زمیندار کی زمین کو ضبط کیا ہو؟ یا شراب خانہ میں جاکر وہ کبھی شامل ہوا ہو؟ یا کسی اور بری اور ناپاک صحبت میں شریک رہا ہو؟ وہ کہہ کیونکر سکتے ہیں جبکہ انکے اعتراف اسکی صلاح و تقویٰ کی نسبت موجود ہیں۔ تو بس اس کا جرم وہی ہے جو یوسف کا تھا کہ وہ باپ کی نظروں میں عزیز ہو گیا ہے۔ مگر وہ نادان دیکھ لیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی نظروں میں کسی چالاکی اور پالیسی سے عزیز نہیں ہوا۔ بلکہ اس کا اصل الاصول یہی یوسف علیہ السلام کے اس قصہ میں خدا تعالیٰ نے خود اسی صدیق یوسف کے مونہہ سے نکلوایا ہے۔ اور بطور قاعدہ کلیہ کے بتلا دیا ہے کہ کون اللہ تعالےٰ کی نظر میں عزیز ہو سکتا ہے؟ یوسف علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی اس نوازش اور احسان عظیم کی وجہ بتلاتے ہیں کہ انہ من یتق و یصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔ اللہ تعالیٰ متقی اور صابر کے اجر کو ضایع نہیں کرتا۔ متقی اور صابر کو آیت کے آخر میں محسن کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ قیاس چاہتا تھا کہ یوں ہوتا فان اللہ لا یضیع اجر المتقین والصابرین۔ مگر محسنین کے ارشاد سے واضح کر دیا کہ اتقاء اور صبر انسان کو احسان کے درجہ تک پہونچا دیتا ہے یا یوں کہو کہ صفت احسان سے تقوی اور صبر پیدا ہوتا ہے۔ احسان کی تعریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمائی ہے کہ عبادت کرنیوالا اللہ تعالیٰ کو دیکھے یا کم از کم یہ یقین ہو کہ اللہ تعالےٰ مجھے دیکھتا ہے پس کوئی شخص متقی اور صابر نہیں ہو سکتا جب تک وہ احسان کی صفت حاصل نہ کرے۔ اس اصول نے قیامت تک بشارت دیدی اور ڈرا بھی دیا۔ میری روح میں اسوقت ایک خاص لذت اور جوش ہے اور دل چاہتا ہے کہ ایک ایک لفظ کے وہ معارف بیان کروں جو اسکی ترکیب میں خدا تعالےٰ کے فضل سے مجھے اسوقت نظر آتے ہیں مگر میں دیکھتا ہوں کہ خطبہ اسکا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میں اپنے احباب سے چند باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ بہر نمط صبر اور تقوی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ممتاز کیا ہے۔ قیامت تک یہ اصول مومنین کے لئے ہو گیا ہے۔ میں اس خیال میں آج سوچتا رہا کہ صبر کے کیا معنے ہیں بہت سی باتیں حل کرنے کے لئے پیدا ہوئیں مگر میں نے ایک عرصہ دراز کے تجربہ اور غور کے بعد قرآن کریم کے حل لغات اور ادراک حقایق کے لئے حضرت امام زمان علیہ السلام کی طرز زندگی کو بہترین ذریعہ پایا ہے۔ مجھے اس اصول سے مزا آیا ہے اور میں امام کے فعل کو اپنے لئے تفسیر اور خطا نہ کرنے والی ڈکشنری پاتا ہوں۔ میں نے امام کی طرز زندگی ہی میں صبر کے معنے سوچے تو معلوم ہوا کہ صبر کے معنے عظیم الشان ہونے چاہییں اسلئے کہ نبوت کے مقامات عالیہ میں فتح باب کی کلید صبر ہی لکھا ہے۔ شہوات پر صبر کرنا مصیبتوں اور دکھوں پر صبر کرنا چھوٹی بات ہے۔ خدا کے راستباز بندے صدیق اور مامورین کی طبیعت ایسی نہیں ہوتی کہ انکو شہوات کی طرف کشاں کشاں لیجائے اور پھر ذرا انکو صبر کرنا پڑے۔ میرے نزدیک صبر کی حقیقت ہے بار رسالت کے اٹھانے کے لئے ہر قسم کے فتن اور ابتلا و امتحان کو بطیب خاطر سہنا اور اپنی عزت و زندگی کے لوازم بقا کی کوئی بھی پروا نہ کرنا۔ کیا اس زمانہ میں امن اور چین کی زندگی بسر نہیں ہو سکتی؟ بیشک ایسی تالیفیں ہو سکتی ہیں کہ کسی کو کچھ کہنے کا موقعہ نہ ملے کوئی نکتہ چینی اور انگشت رکھنے کی جگہ نہ ہو لکھنے والے کا قلم اسکے ماتحت ہی میں کبھی نہیں مانتا کہ وہ روح اور اسکے جذبات پر سبقت لیجاوے بڑے بڑے لوگ اعلاء کلمۃ اللہ میں ہزار ہا پس و پیش دیکھتے ہیں۔ اگر کسی انجمن برائے نام حمایت اسلام کا مثلاً کوئی رافضی پریسیڈنٹ ہے تو بڑی احتیاطیں کرتے ہیں کہ مبادا کوئی کلمہ اسکے خلاف نہ نکل جائے۔ پس ایسے کور فطرت مداہن جیفہ دنیا کو پسند کرنے والے صابر کہلا سکتے متقی بن سکتے یوسف کی طرح محسود اخوان ہو سکتے سیدنا ابراہیم علیہ السلام مبطلوں کو کہہ سکتے ہیں کہ انا برآؤ منکم الآیہ۔ اسی لئے تو وہ خدا سے نصرت نہیں پا سکتے۔ یہ حق عظیم نصرت و تائید الٰہی ہراولوں کا حصہ ہوتا ہے کہ وہ مداہنہ سے پاک اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اسکے اعلاء کلمہ میں پہلے ہی سے یہ مان لیتے ہیں کہ پاش پاش کیوں نہ ہوں! بال بچے ذبح کئے جاویں تو بھی وہ اظہار حق سے رک نہیں سکینگے۔ اس کا بال بال پکارتا ہے کہ

نمی باید مرا یکذرہ عزتہائے این دنیا
منہ از بہر ما کرسی کہ ماموریم خدمت را
ہمہ در دور این عالم امان و عافیت خواہند
خلاف من کہ میخواہم برائے یار ذلت ہا

وہ دنیا اسکی جھوٹی عزتوں کی جہاں پرواہ نہیں کرتا وہاں اسے دنیا اور اسکی خود تراشیدہ ذلتوں کا بھی خیال نہیں ہوتا بلکہ اس کا عمل خود بتا دیتا ہے کہ وہ ان اشعار مذکورہ کے کہنے میں بالکل راستباز ہے اور موتوا قبل ان تموتوا پر اس کا عمل ہے یہ ایک راز الٰہی ہے کہ وہ ذبح جاوے اور اس ذلت سے

عزت اور ہلاکت سے زندگی پاجاوے مگر وہ اپنی قنات میں روح کے پورے جذب اور جوش سے ان تمام مصائب اور آلام کو اٹھانے کو بطیب خاطر طیار ہوتا ہے۔ کیا وہ گولمول تحریریں شایع نہیں کرسکتا کہ جس سے مخالفوں کو بھی خردگیری کا موقع نہ ملے اور موافق بھی خوش ہوجاویں مگر وہ اسکو پسند نہیں کرتا وہ اعلائے کلمہ اس میں نہیں دیکھتا اور ایک عارضی اور نمایشی دکھہ کی پرواہ فطرتاً نہیں کرسکتا۔ پس یہ صبر ہے خواہ کتنی ہی مصائب اور دُکھ پہونچیں مگر وہ خدا تعالی کی صفات کے پھیلانے اور اظہار کے لئے انکی پرواہ نہیں کرتا۔ پس وہ کامیاب ہوجاتا ہے۔ ایک طرف تو وہ یوسف کی طرح یکہ و تنہا ہے اور دوسری طرف بدخواہ حاسد بھائیوں کی ایک جماعت جنکو اپنی شوکت و طاقت پر گھمنڈ اور ناز ہوتا ہے دعوے سے محض عصبہ کہتے ہیں۔ مگر وہ ایک کامیاب ہوجاتا ہے کیوں؟ اس کا صبر اور اتقاء اللہ تعالی کی نظر میں اُسکو محبوب بنا دیتا ہے اور اسکے خلاف میں کیسی ہی جماعت کیوں نہ ہو کامیاب نہیں ہوتی۔

مولوی اور پیرزادے کہلانے والے اعلاء کلمۃ اللہ کے قابل نہیں کیونکہ انکو برادری کے اصولوں سوسائٹی کے قواعد ابنائے جنس کی ملامتوں کا اندیشہ اور بڑے بڑے لوگوں کی خاطرداریاں اجازت نہیں دیتیں کہ حق کہیں وہ قوم سے کچھ کہتے اور حکام سے منافقانہ طور پر کچھ کہتے ہیں قوم اور اپنے مولویوں کے طبقہ میں تو مہدی کے آنے کا اعتراف کرتے اور **خونی مہدی** کا انتظار کرتے ہیں اور صلحکاری اور امن پھیلانے والے مدعی مہدی کا انکار کرتے اور کفر کا بلکہ **قتل** کا فتوی دیتے ہیں۔ لیکن گورنمنٹ کو دھوکہ دینے کے لئے چند بیگہ زمین کی خاطر چند پرچے چھپوا کر اپنی خدمات کے ذیل میں مہدی کا انکار کرتے ہیں اور دھوکہ دیکر گورنمنٹ کو ایک طرف قوم کو دوسری طرف مغالطہ میں ڈالنا چاہتے ہیں تکلف اور آرام چاہتے ہیں عزت کے خواہشمند ہوتے ہیں مگر اس جاہ طلبی اور عزت کی خواہش سے ذلت نکلتی ہے خدا کا مامور دنیا کی ذلت کی پرواہ نہیں کرتا وہ قومی خطاب کا خواہشمند نہیں۔ اُسے خدا خود خطاب دیتا ہے۔ غرض سنت اللہ اسی طرح چلی آتی ہے۔ وہ جو یوسف کے بدخواہ تھے اور ذلت چاہتے تھے خود ہی ذلیل ہوئے اور وہ عزیز مصر ہوگیا۔ پھر بالآخر پھر اپنی جماعت کی طرف خطاب کرکے کہتا ہوں کہ اُنپر حجت پوری ہوچکی جنہوں نے تسلیم نہیں کیا انکا معاملہ خدا سے ہے مگر ہم نے تو سمجھ لیا اور پرکھ کر مان لیا ہے۔ ہم بڑے ذمہ دار ہیں اگر ہم خدا تعالے سے نصرت چاہتے ہیں اور ضرور چاہتے ہیں تو چاہیے کہ صابر اور متقی بنجاویں۔ اللہ تعالے صادقوں کی ذلت چاہنے والوں کو عزیز نہیں بناتا خدا تعالے مجھے اور آپ سب کو متقی اور صابر بناوے اور وہ کامیابیاں دکھلائے جو متقیوں اور صابروں کو دیجاتی ہیں۔ آمین۔

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

نمبر پانزدہم

سورۃ البقرہ رکوع (۴)

رکوع ۴ کے عام مطالب اس رکوع میں اللہ تعالے نے انعمت علیہم کی تفسیر شروع کی ہے اور اسکو ایک سعید اور راستباز کے قصہ کے پیرایہ میں بیان فرماتا ہے اور یہ اس لئے کہ مثال کے لباس میں ایک بات اچھی طرح سے سمجھ میں آسکتی ہے۔ اور اس رکوع میں امور مندرجہ ذیل پر اللہ تعالے نے بحث فرمائی ہے۔

(الف) دنیا میں جب کوئی کام اللہ تعالے کیا چاہتا ہے تو سب سے پہلے اسکی اطلاع ملاء اعلی کے رہنے والے پاک روحوں کو جنہیں ملائکہ کہتے ہیں دیجاتی ہے۔

(ب) اللہ تعالے شروع سے انسان کی اصلاح اور تہذیب نفس کی خاطر عین ضرورت کے وقت کوئی خلیفۃ اللہ فی الارض مقرر کرتا رہا ہے جو خاص طور پر دبستان الہی کا ہی تعلیم یافتہ ہوتا ہے۔

(ج) خلیفۃ اللہ فی الارض کو بسطت فی العلم کا تاج پہنایا جاتا ہے اور اُسکے معلومات کو عظیم الشان وسعت دیجاتی ہے۔

(د) تسبیح و تقدیس الہی موجب ازدیاد علم ہے پس توسیع علم کے لئے ضروری ہے کہ انسان اللہ تعالی کی تسبیح اور تقدیس میں بدرجہ غایت معروف ہو۔ اور یہی راز ہے **رب زدنی علما** میں اور بسطت فی العلم جو خلیفۃ اللہ کو ملتی ہے اسمیں بھی یہی ستر ہے۔

(ہ) جو شخص خلیفۃ اللہ ہوکر آتا ہے نفس الامر میں وہی اس قابل ہوتا ہے کہ خلیفۃ اللہ کہلائے کیونکہ اللہ تعالے **علیم** اور **حکیم** ہے۔ اسکی صراحت دوسرے مقام پر ہے جہاں فرمایا **واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ**۔

(و) ملائکہ اور سعید لوگ اسکے ساتھ ہوجاتے ہیں اور اسکی اطاعت سے فائز المرام ہوتے ہیں۔

(ز) خلیفۃ اللہ کی مخالفت اور بھی مخالف کرنے کے لئے کوئی ناپاک روح ضرور طیار ہوجاتی ہے مگر آخر کار اس جنگ میں وہ پاک روح مظفر و منصور ہوجاتی اور **خدا تعالے** سے دور ہلاکت مجسم **روح** شقاوت کا نتیجہ پاتی اور ہلاک ہوتی ہے۔ گویا یہ ایک سنت اللہ ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ بھلوں اور بدوں میں جنگ ہوتی ہے

(ح) پہلا گناہ جو دنیا میں پھیلا وہ تکبر سے شروع ہوتا ہے۔ متکبر انعام الہی کی قدر کرنے کے ناقابل ہوکر مورد انعام اللہ نہیں ہوسکتا۔

(ط) خلیفۃ اللہ کو ایک عظیم الشان جہاد اول اپنے نفس سے کرنا پڑتا ہے اور اوسے ظالم لنفسہ ہونا پڑتا ہے۔ بدون اس کے وہ **اورثنا الکتاب** کا مصداق نہیں ہوتا۔

(ی) شیطان یا خبیث روح کبھی ہی مومن پر قابو نہیں پاسکتی۔

(ک) انسان اس زمین ہی میں مرتا اور جیتا ہے۔ آسمان پر یا کسی اور جگہ بہ این جسد العنصری نہیں جاسکتا۔

(ل) خدا تعالی ہی کا فضل انسان کو بچا سکتا ہے۔

(م) ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خدا تعالی کی ہدایت کا سلسلہ دنیا میں جاری ہے۔

(ن) راستباز ہمیشہ ہر میدان میں کامیاب ہونگے اور شریر مکذب ناکام و نامراد رہیں گے۔

اب ہم قرآن کریم سے اس قصہ کو بیان کرتے ہیں۔

واذ قال ربک للملئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا

وبسفك الدماء ونحن نسبح بحمدك و نقدس لك قال انی اعلم ما لا تعلمون ۰ یعنے جبکہ تیرے رب نے بتلا دیا ملائکہ کو کہ میں الارض میں ایک خلیفہ ٹھہرانے والا (مقرر کرنے والا) ہوں تو انھوں نے یہ عرض کیا۔ (یہ عرض کرنا خلیفہ کے تقرر پر تھا کیونکہ خلیفہ کا وجود باوجود تو اصلاح خلق کے لئے اور مفسدوں۔ شریروں۔ خونریزوں کی شرارتوں کے روکنے کے لئے ہی ہوتا ہے پس ملائکہ نے اسکے مطابق عرض کیا کہ کیا تونے کسی قوم مفسد اور خونریز کو مجرم قرار دیدیا ہے تو ہم ہی اس خلیفہ اللہ کے ناصر و معین بنجاویں کیونکہ ہم بھی تو تیری تحمید و تسبیح و تقدیس ہی چاہتے ہیں پس تیرے خلیفہ کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو جائیں تو جناب باری نے فرمایا کہ اس خلیفہ کے بنانے میں اور اور حکمتیں بھی ہیں جنکی تمکو خبر تک نہیں۔

قال سے بزبان گفتن مراد نہیں قال سے یہ مراد نہیں ہے کہ زبان (جو ایک مضغۂ گوشت ہے) سے ہی کہا جاوے۔ بلکہ کلام سے ہی جبتک اس کے بعد تکلیما بیان نہ ہو بزبان گفتن ضروری مراد نہیں ہوتی اسلئے قال کے معنے ہیں بتلا دیا۔

ربك میں نکتہ اس مقام پر اللہ تعالے نے اذ قال ربك فرمایا۔ ہو سکتا تھا کہ اذ قال الهك فرماتا۔ اصل یوں ہے کہ رب اللہ تعالی کی وہ صفت ہے جسکے تقاضا سے تمام چیزوں کی بلا امتیاز ذی روح وغیر ذی روح عرش سے لیکر فرش تک تربیت اور تکمیل ہو رہی ہے۔ اور چونکہ تقدم طبعی اس صفت ربوبیت کو حاصل ہے اس لئے خدا تعالی نے اللہ جو ایک ذاتی نام ہے اسکے بجائے رب کا لفظ استعمال فرمایا جو تکوین عالم کا مقتضی ہے۔

ملائکہ ملائکہ سے مراد اگر وہ مخلوق لی جاوے جو اپنی تحمید اور تقدیس کی وجہ سے روحانیت کے اعلی مدارج طے کر چکے ہوں اور سفلی اور ارضی باتوں سے ممتاز ہو کر علوی اور آسمانی سلسلہ میں شامل ہوں تو بظاہر کوئی مشکل نہیں رہتی اس صورت میں یہ مراد ہوگی کہ الارض کے پہلے عارف باللہ لوگوں کو اللہ تعالے نے بالہام الہی یہ مژدہ سنایا کہ تم میں ایک خلیفہ مقرر کرتا ہوں۔ اور یہ ایک عام قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی مامور من اللہ دنیا میں نازل ہوتا ہے اسوقت علی العموم لوگوں کو قبل از وقت اس کے آثار و اظلال کا پتہ ملتا ہے۔ رؤیائے صحیحہ اور مختلف ذریعوں سے آنے والے خلیفۃ اللہ کی بشارتیں ملتی ہیں۔ جیسے آفتاب نکلنے سے پہلے ہی اسکے آثار معلوم ہو جاتے ہیں۔ یہی سنت اور طریق روحانی دنیا میں جاری ہے۔ یعنے آدم علیہ السلام کے خلیفہ ہونے سے پیشتر مختلف پیرایوں میں صلحاء اور اتقیاء پر جو الارض میں رہتے تھے اسکی بعثت کی بشارت دی۔ لیکن اگر ملائکہ سے وہ نفوس قدسی مراد ہیں جو ایک دوسری قسم کی مخلوق ہے جنکو فرشتے کہا جاتا ہے تو اس صورت میں ضروری ہوگا کہ ہم ملائکہ کے ثبوت پر مختصر سی بحث کریں۔

ثبوت ملائکہ ملائکہ کے ثبوت پر ہم اس وقت کوئی طویل بحث نہ کرینگے بلکہ مختصر طور پر اسکو بیان کریں گے۔

اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ نظام جسمانی میں ہم خدا تعالے کا ایک بندھا ہوا قانون دیکھتے ہیں کہ کسی نہ کسی توسط اور توسل کے ذریعہ ہم خدا تعالی کا ہر ایک فیض حاصل کرتے ہیں۔ گو یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ اس فیض کے حاصل کرنے کے لئے ہم اپنے اندر بھی قویٰ رکھتے ہیں لیکن وہ قوی بدون امداد توسط خارجی بیکار محض ہیں جیسے آنکھ اپنے اندر ایک روشنی اور نور رکھتی ہے لیکن وہ نور اور روشنی کچھ کام نہیں دے سکتی جبتک کہ آفتاب کی روشنی اسکی ممد و معاون نہ ہو۔ اسی طرح ہر کان کے اعصاب شنوائی کی ایک حس رکھتے ہیں لیکن ہوا کے بدون دوسری آوازیں ہم تک پہونچ نہیں سکتیں۔ پس جبکہ نظام اور حواس کی تکمیل کے لئے یہ قانون الہی ہے تو روحانی نظام میں تو بدرجہ اولی یہ قانون کام کر رہا ہے پس نظام روحانی اور جسمانی بالائی میں علل متوسط کا نام ملائکہ رکھا جاتا ہے اور علل متوسطہ کے رکھنے سے اللہ تعالے کو انسان کے معلومات کا وسیع کرنا مقصود ہے ورنہ اللہ تعالے کو اپنے مقاصد کی تکمیل میں کسی شے کی حاجت نہیں۔

جاعل بنانے والا ہوں جیسے فرمایا جعل الظلمت والنور۔ جعل کے معنے ٹھہرانے اور مقرر کرنے کے بھی ہیں اور اعتقاد کرنے کے بھی آئے ہیں جیسے و جعلوا الملائکة الذین هم عباد الرحمن اناثا۔ غرض یہاں جعل کے معنے مقرر کرنے اور ٹھہرانے کے ہیں۔

فی الارض الارض پر الف لام تخصیص کا ہے کیونکہ آگے چلکر اسی رکوع میں جہاں ہبوط آدم علیہ السلام کا ذکر ہے وہ صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ جس مقام پر آدم علیہ السلام خلیفہ بنائے گئے تھے وہ کوئی اور ملک تھا اور جہاں انکو ہجرت کر کے جانا پڑا وہ کوئی اور سرزمین تھی۔ اور اسکی توضیح اور بھی ہو جائے گی جب اس جنت کی تحقیقات ہوگی جہاں آدم علیہ السلام رکھے گئے تھے۔

خلیفہ خلیفہ کے معنے ہیں کسی قوم کے پیچھے آنے والا یا کسی قوم کو پیچھے چھوڑنے والا جیسے جعلنا کم خلائف فی الارض سے ثابت ہے۔

مامور من اللہ کو بھی خلیفہ کہتے ہیں اور سلطان اعظم بھی خلیفہ کہلاتا ہے جیسے لیستخلفنهم فی الارض سے معلوم ہوتا ہے۔

خلیفہ کے لفظ سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ وہ بین الحق والباطل فیصلہ کرے اور لوگوں کے تنازعات باہمی کو نپٹائے جیسے فرمایا یا داؤد انا جعلناك خلیفة فی الارض فاحکم بین الناس بالحق۔ یعنے اے داؤد ہم نے تمکو زمین میں خلیفہ بنایا ہے پس لوگوں میں صحیح صحیح فیصلہ فرما۔

اور مخلوقات کو بھی کبھی خلیفہ کہتے ہیں اس لئے بعض صحابہ بھی خلیفہ کہلاتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں روحانی اور جسمانی نظام کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے تھے اور حکم تھے اس لئے خلیفہ کہلائے۔ انکی نسل جاری ہوئی اور قائم رہی اس لئے بھی خلیفہ تھے۔ انسے پیشتر دنیا میں بعض شریر النفس قومیں بن۔ جن۔ طم۔ رم وغیرہ آباد تھیں۔ چونکہ وہ انکے پیچھے بلحاظ زمانہ آنے والے تھے اس لئے انکو خلیفہ فرمایا۔ اس مقام پر امام کا لفظ نہیں فرمایا جسکی وجہ کچھ تو مذکورہ بالا امور پر نظر غور کرنے سے معلوم ہو سکتی ہے اور کچھ خلیفہ اور امام میں جو فرق ہے اسکو ہم اس مقام پر بیان کرینگے جہاں امام کا لفظ آیا ہے (انشاء اللہ تعالے)

فی الارض خلیفہ سے کون مراد ہے اس پر بہت بحث کی گئی ہے۔ اکثر مفسرین کے نزدیک [illegible] انسانی مراد ہے جن میں سے آدم ایک [illegible]

کے نزدیک خلیفۃ اللہ فی الارض سے مراد ایک شخص واحد مراد ہے جو سیدوں کا مورث اعلیٰ ہے اور آدم (علیہ السلام) کے نام سے موسوم ہے۔

الغرض

اللہ تعالے نے ایک خاص ملک اور سرزمین آدم علیہ السلام کو دینی اور دنیوی امور میں حکم بنانے کی اطلاع الہامًا بشارت کے طور پر ملائکۃ اللہ گویا اس سرزمین کے صلحا و اتقیا کو دی۔

اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک۔ حضور! کیا اُسکو خلیفہ بنائیں گے جو زمین میں خونریزیاں اور فتنہ پردازیاں کرے گا اور ہم تو جناب کی ذات کو جو جمیع صفات حسنہ کی جامع اور تمام بدیوں سے منزہ ہے پاک سمجھتے ہیں اور تیری تقدیس کرتے ہیں۔

آدم علیہ السلام کے قصے پر کسی نافہم نے بہت سی ناپاک اور گستاخانہ اعتراض کئے ہیں جن کا جواب تصدیق میں کافی طور پر دیا گیا ہے۔ اس لئے ہم اُن اعتراضوں پر توجہ ہی نکریں گے بلکہ جسقدر ممکن ہے ان آیات کے ترجمہ کو ایسے طریق پر کرنے کی کوشش کرینگے کہ کوئی اعتراض وارد نہ ہو اور وہ قرآن شریف کے منشاء کے خلاف بھی نہ ہو۔

پہلی توجیہ اگر آیت کے وہ معنے کئے جاویں جو اوپر بیان کئے تو بھی کوئی اعتراض لازم نہیں آتا۔ وہ صلحاء چونکہ ایک محدود علم رکھتے تھے اس لئے وہ اتجعل فیہا بول اٹھے لیکن اللہ تعالے نے انی اعلم ما لا تعلمون کہکر اُنکی غلطی اُنپر ظاہر کی اور بوجوہات قویہ اُنپر اپنی وسعت علم ثابت کی جیساکہ آگے آئیگا۔

دوسری توجیہ چونکہ خلیفۃ اللہ کی بعثت اُسوقت ہوتی ہے جب کہ دنیا میں فساد اور سفک الدم ہو یعنے جب دنیا میں خونریزیاں اور فتنہ پردازیاں ہونے لگتی ہیں ایسے وقت میں جب انھوں نے بعثت آدم علیہ السلام کی خبر سنی تو انھوں نے کہا کہ کیا دنیا میں کوئی مفسد اور خونریز ٹھہرایا گیا ہے یعنے کوئی شریر النفس قرار پاگیا ہے جسکی سرکوبی اور استیصال کے لئے کوئی مامور من اللہ ہوتا ہے۔ اور اگر ایسا ہے تو ہم بھی مامور من اللہ کی امداد کیلئے طیار ہو جاویں اور یہ ایک طرز کلام ہے شاہانہ دربار میں اپنی خدمات پیش کرتے وقت حمد و ثنا ہی کیا کرتے ہیں۔

سرسری نظر

حالات مقدمہ

جو مقدمہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کے اجلاس میں زیر دفعہ ۱۰۷ دائر ہے اور جس میں حضرت اقدس جناب مرزا صاحب اور محمد حسین بٹالوی بطور فریق ثانی ہیں عام طور پر نہایت دلچسپی سے دیکھا جاتا ہے۔ ۱۱ر جنوری ۱۸۹۹ء کو مقدمہ مذکورۃ الصدر گورداسپور میں باجلاس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب پیش ہوا۔ مرزا صاحب کی طرف سے مسٹر براون صاحب اور مولوی فضل الدین صاحب لاہور سے اور خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر پشاور سے اور مولوی شیخ علی احمد صاحب لوکل پلیڈر بطور پیروکار پیش ہوئے محمد حسین کی طرف سے بھی دو وکیل پیش ہوئے۔ جنمیں ایک صاحب بہادر لاہور سے آئے تھے اور دوسرے صاحب گورداسپور ہی کے وکیل تھے۔ مقدمہ کی روئداد ہم کسی اگلے نمبر میں شایع کریں گے۔

۱۱ر جنوری کو جناب مرزا صاحب۔ محمد حسین ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ۔ انسپکٹر پولیس گورداسپور کے بیانات ہوئے اور مقدمہ ۲۷ر جنوری ۱۸۹۹ء پر ملتوی ہوا جو بمقام دھاریوال پیش ہوگا۔

جیسا ہم نے پہلے بھی لکھا تھا کہ ہم مقدمہ کی نوعیت پر کسی قسم کی رائے ابھی دینا قبل از وقت سمجھتے ہیں۔ لیکن ہم نے اس سے پیشتر ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ کے وقت بھی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کو اصلیت تک پہونچنے کے لئے یہ بات پیش کی تھی کہ وہ اس معاملہ پر کامل توجہ فرماویں کہ مرزا صاحب اور عام مولویوں کے درمیان بنائے مخاصمت کیا ہے؟

بہرحال ہم کو امید ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب بہادر اس معاملہ پر پوری توجہ فرماویں گے۔ ہمکو یہ دیکھکر خوشی ہوئی ہے کہ صاحب موصوف نہایت متانت اور غور سے کام کرتے ہیں۔

آسمانی نشان

ہمارے محترم مخدوم جناب مولوی عبدالکریم صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ جناب میر ناصر نواب صاحب دہلوی نبیرہ خواجہ میر درد صاحب مرحوم نے لیکھرام پشاوری کی پیشگوئی اور اُسکے کل واقعات کو نہایت سلیس اور لطیف اردو میں نظم کیا ہے کل واقعات کا نقشہ ایسے لطیف طور پر کھینچا ہے کہ اس سے بہتر ممکن نہیں اور زبان ایسی صاف اور پاکیزہ ہے کہ اسکے متعلق مصنف کا دہلی نژاد ہونا ہی کافی شہادت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ رسالہ لڑکوں اور لڑکیوں کو پڑھایا جاوے کیونکہ اس میں خداتعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں اور اسرار پر بحث کی گئی ہے۔ مصنف صاحب کو اس رسالہ کے چھپوانے کے لئے تحریک کی گئی ہے۔ اس لئے ہمارے احباب جسقدر جلدیں اس رسالہ کی خریدنا چاہیں اطلاع دیں تاکہ اسی اندازہ کے موافق طبع ہونا شروع ہو۔ قیمت فی کاپی ۲ر ہوگی۔ تمام درخواستیں میرے نام آنی چاہییں۔

عبدالکریم سیالکوٹی حال وارد قادیان

مسیح موعود

اس نام کا ایک فارسی منظوم رسالہ مولوی نور احمد صاحب لودی ننگل نے حال میں تصنیف کیا ہے۔ جس میں بہت سی لطیف مضامین پر بحث کی گئی ہے اور نہایت ہی عمدہ اور نرالی طرز پر حضرت اقدس کے مسیح موعود ہونیکا ثبوت دیا ہے۔ جو صاحب جسقدر جلدیں خریدنا چاہیں اطلاع دیں قیمت فی جلد ۳ر۔ درخواستیں ایڈیٹر الحکم کے نام آنی چاہییں۔

ہم نہایت خوشی سے ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے کرم فرما جناب خواجہ یوسف شاہ صاحب آنریری مجسٹریٹ امرتسر کو شروع سال ہی خانبہادر کا خطاب عطا ہوا۔ خواجہ صاحب امرتسر کے مسلمانوں میں ایک سربرآوردہ رئیس ہیں اور خانبہادر شیخ غلام حسن صاحب مرحوم کے بعد انکا دم غنیمت ہے۔ خواجہ صاحب بڑی تجربہ کار اور گرم و سرد روزگار آزمودہ بزرگ ہیں۔ ہمکو بہت خوشی ہوگی اگر اب کے امرتسر میونسپلٹی میں خواجہ صاحب وائس پریزیڈنٹ مقرر کئے جاویں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پنجاب اور ہندوستان کے اُن مولویوں کی ایمانداری کا نمونہ جنہوں نے میری نسبت کفر کا فتویٰ دیا تھا۔ خاصکر مولوی نذیر حسین دہلوی اُستاد شیخ ابوسعید محمد حسین بٹالوی کے تقوے اور دیانتداری کی حقیقت اور ابوسعید محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کا گورنمنٹ عالیہ انگریزی کو صریح جھوٹ بول کر سخت دھوکہ دینا۔ اور اسکے گروہ کی اس قابل شرم کارروائی سے اس میری پیشگوئی کا پورا ہونا

جو

اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء میں شایع کی گئی تھی

یعنے یہ پیشگوئی کہ

جزاء سیئۃ بمثلہا وترھقھم ذلۃ مالھم من اللہ من عاصم

یعنی

فریق ظالم کو اسی قسم کی ذلت پہنچیگی جو اُس نے فریق مظلوم کو پہنچائی ہو۔

مبادا دلِ آں فرومایہ شاد
کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد

اس بات سے تو ہم کو بہت خوشی ہوئی کہ مولوی نذیر حسین دہلوی اور عبد الجبار غزنوی اور عبد الحق غزنوی اور رشید احمد گنگوہی۔ اور دوسرے علماء اُن کے ہم مشربوں نے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کو جسنے مہدی خونی کے آنے کی نسبت حضور گورنمنٹ عالیہ میں اپنا انکار ظاہر کیا۔ بوجہہ اسکے اس عقیدہ کے اسکو کذاب اور مفتری اور دجال اور کافر اور دائرہ اسلام سے خارج اپنے فتووں میں لکھا۔ اور اسطرح پر اُس کو ذلیل کر کے ہماری وہ پیشگوئی پوری کی۔ جو اشتہار مباہلہ ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء میں شایع کی گئی تھی۔ اور نیز اُن احادیث نبویہ کو بھی پورا کیا جو آخری زمانہ کے بارے میں ہیں۔ اور اپنے طریق عمل سے اُن کی صحت پر گواہی دیدی۔ مگر اس دوسری بات کے خیال کرنے سے ہمیں رنج بھی ہوا کہ ان لوگوں کے یہ فتوے دیانت اور ایمانداری پر مبنی نہیں بلکہ یہود کے علماء کی طرح اپنی نفسانی اغراض اور تعصبات اور کینہ وری پر مبنی ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں کی یہی کارروائی انکے حالات باطنی پر کافی گواہ ہے جو ہمارے **استفتاء** مورخہ ۲۹ر دسمبر ۱۸۹۸ء میں ان سے ظہور میں آئی۔ ان سے یہہ فتوے طلب کیا گیا تھا کہ اُس شخص کی نسبت آپ لوگ کیا فرماتے ہیں جو اس **مہدی** کے آنے کا منکر ہو جس کی نسبت آپ لوگوں کا اعتقاد ہے کہ وہ ظاہری اور باطنی خلیفہ ہوگا۔ اور بذریعہ لڑائیوں کے دین کو غالب کریگا تو ان مولویوں نے اپنے دلوں میں یہہ خیال کر کے کہ ایسے اعتقاد کا پابند تو یہی شخص یعنے یہہ عاجز ہے۔ محض شرارت کی راہ سے یہہ تجویز کی کہ آؤ اب بھی اس فتوے کی رو سے اسکو کافر اور دجال اور مفتری قرار دیں۔ تب فی الفور یہہ گندے اور پلید فتوے لکھ مارے۔ اور اگر اُن کو پہلے سے خبر ہوتی کہ یہہ **استفتاء** شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کے لئے لکھا گیا ہے۔ تو ہرگز یہہ فتوے نہ دیتے۔ اب اس حقیقت کو سنکر کہ وہ شخص جسکی نسبت فتوے طلب کیا گیا تھا ان کا دلی دوست محمد حسین ہے۔ جس قدر ان کو ندامت ہوگی اُسکا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ یہی علمائے دین اور حامیان شرع متین ہیں جنکی دیانت پر لوگ بہروسہ کئے بیٹھے ہیں۔ اور جنکی نسبت عوام خیال کرتے ہیں کہ وہ دین کے پیشوا اور دیندار بلکہ شیخ الکل ہیں۔ اب خدا نے غیور کی غیرت نے ان سب کے پردے پھاڑ دیئے۔ خدا کے الہام میں ایک فقرہ یہہ بھی تھا کہ **شاھت الوجوہ**۔ سو پورا ہو گیا۔

اس اجمال کی تفصیل یہہ ہے کہ شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کی بعض خفیہ تحریریں ہمارے ہاتھ آگئی ہیں جنمیں وہ **گورنمنٹ** کے سامنے زمین لینے کی طرح سے یہہ بیان کرتا ہے کہ **جس مہدی قریشی کی لوگوں کو انتظار ہے جو اُن کے زعم میں خلیفہ ظاہر و باطن ہو گا۔ اُس مہدی کے بارے میں جسقدر حدیثیں ہیں وہ سب موضوع اور غلط اور نادرست ہیں یعنے میں ان کو نہیں مانتا۔ دیکھو محمد حسین کی فہرست انگریزی**۔ مورخہ ۱۴ر اکتوبر ۱۸۹۸ء جس کو ابھی محمد حسین نے **پوشیدہ** طور پر شایع کیا ہے اور **گورنمنٹ عالیہ انگریزی** کو یہہ جتلانا چاہا ہے کہ **میں اس مہدی کے آنے سے منکر ہوں**۔ سو محمد حسین کا یہہ وہ عقیدہ ہے **جسکے لئے مولویوں** سے فتوے طلب کیا گیا تھا۔ اور اُنہوں نے اس عقیدہ کی وجہ سے اسکو **کافر** اور کذاب اور دجال اور **مفتری** قرار دیا۔ اور خداتعالیٰ کی پیشگوئی کو اپنے ہاتھوں سے پورا کیا۔ محمد حسین نے نہایت پوشیدہ طور پر یہہ اپنا عقیدہ گورنمنٹ پر ظاہر کیا تھا۔ مگر خدا نے اُسکا پردہ پھاڑا۔ یہہ شخص یعنے محمد حسین دوسرے مولویوں کو یہی کہتا رہا کہ میں تمہارا ہی ہم عقیدہ ہوں۔ اور گورنمنٹ پر یہہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ میں ان حدیثوں کو نہیں مانتا۔ اور ظاہر ہے کہ دو **مختلف اور متناقض عقیدے ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتے** لہٰذا یقیناً یہی سچ ہے کہ جو عقیدہ اُسنے اب انگریزی رسالہ میں گورنمنٹ کے سامنے ظاہر کیا ہے یہی اسکا عقیدہ ہے سو اسکی رو سے **کفر کا فتوے اُس پر لگ گیا**۔ کیونکہ جبکہ محمد حسین کے نزدیک وہ تمام حدیثیں جو مہدی کے آنے کے متعلق ہیں موضوع اور غلط اور جھوٹی ہیں۔ جیسا کہ وہ بطور احسان نمائی کے گورنمنٹ برطانیہ پر ظاہر کرتا ہے۔ تو بلاشبہ اس منافق کا یہی مذہب ہے کہ ایسا مہدی ہرگز نہیں آئے گا۔ **تو اس صورت میں اُن مولویوں کا یہہ فتویٰ اُسپر بلاشبہہ وارد ہو گیا کہ وہ کافر اور کذاب اور دجال اور مفتری اور دائرہ اسلام سے خارج ہے**۔ لیکن ایک قلمی تحریر جو مولوی **احمد اللہ امرتسری** سے میرے ایک دوست کو ملی ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس فہرست انگریزی سے پہلے مولوی محمد حسین نے مولوی احمد اللہ کے آگے ایک تقریب پر اشارۃً یہہ ظاہر کر دیا تھا جس سے یہی معنے نکلتے تھے کہ اب میں نے اعتقاد انکار مہدی سے رجوع کر لیا ہے٭ یہہ تحریر جو مولوی احمد اللہ صاحب سے ملی ہے ثابت کرتی ہے کہ یہہ شخص بہت ہی **فریبی** اور دھوکہ دہ آدمی ہے۔ کیونکہ اس رجوع کے بعد پھر اس نے وہی اعتقاد انکار مہدی گورنمنٹ پر ظاہر کیا۔ اور ثابت ہوا

٭ اس جگہہ ہم رقعہ دستخطی مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری کو اطلاع ناظرین کے لئے ذیل میں لکھتے ہیں جسمیں مولوی احمد اللہ صاحب نے محمد حسین کے اعتقاد مہدی کی نسبت بذیل ہو کر اس سے دریافت کیا تھا۔ وہ رقعہ یہہ ہے۔ "۹ر ذیقعد ۱۳۱۵ھ کے مطابق ۵ر مئی کو میرے سامنے مولوی محمد حسین صاحب نے میری طلب صاف ظاہر کیا کہ میں حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کا معتقد ہوں۔ یعنے اب معتقد ہو گیا ہوں۔ مانتا ہوں جو وہ سوا حضرت مسیح علیہ السلام کے ہیں۔ جن کے بعد حضرت مسیح آویں گے" (منہ)

تمام تحریریں گورنمنٹ انگریزی کو دہوکہ دینے کے لئے اُسنے شایع کی ہیں - اس خیال سے کہ گورنمنٹ ایسے لوگوں کو خطرناک سمجہتی ہے جو ایسے مہدی کے آنیکا اعتقاد رکہتے ہیں - لیکن بلاشبہ اُسنے یہہ سخت فریب کی کارروائی کی ہے - اور یہہ اُن شریف اور نیک طینت انسانوں کا کام نہیں ہے جن کا ظاہر و باطن ایک ہوتا ہے - ہاں ہم یہہ بہی کہتے ہیں کہ بلاشبہ سچا اور صحیح اعتقاد یہی ہے کہ ایسے مہدی کے آنے کی نسبت کوئی حدیث صحت کو نہیں پہنچی - اور جس قدر صحاح ستہ میں حدیثیں لکہی گئی ہیں اُن میں سے کوئی بہی جرح سے خالی نہیں - اور اگر جاہل اور بیوقوف اور خاین اور نام کے مولوی جو دیانت اور ایمانداری اور راستگوئی سے خالی ہیں - ایسی مرفوع اور مجروح حدیثوں کے رد کرنے والے اور ایسے مہدی کی نسبت کافر اور دجال اور کذاب اور مفتری ہونیکا فتویٰ دیں - جیسا کہ نذیر حسین اور عبد الجبار اور رشید احمد اور عبد الحق وغیرہ نے فتوے دیا تو یہہ فتوے محض بددیانتی کی راہ سے ہے - لیکن محمد حسین نے جس پیمانہ سے ہمیں ناپ کر دیا تہا خدا نے وہی پیمانہ اُسکی ذلت کے لئے اُسکے آگے رکہا. تا الہام جزاء سیئة بمثلہا کامل طور پر پورا ہو جائے -

غرض محمد حسین کو صرف یہی سزا نہیں ملی کہ اُسکے دوستوں نے ہی اُسکا نام کافر اور دجال رکہا - بلکہ جس تعدی اور زیادتی کے ساتہہ میری نسبت اُسنے فتوے دلائے تہے - اسی طرح فتویٰ دینے والوں نے اسکے ساتہہ بہی اپنے فتووں میں تعدی اور زیادتی کی تا دونوں پہلو سے مثل کی شرط پوری ہو جائے جو الہام جزاء سیئة بمثلہا میں پائی جاتی تہی.

ان مولویوں کے لیئے جنہوں نے یہہ فتویٰ دیا کہ مہدی معہود کے انکار کرنے والا کافر اور دجال اور مفتری اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے - بہتر طریق یہہ ہے کہ ایک جلسہ کر کے اس جلسہ میں محمد حسین کو طلب کریں - پہر اگر وہ صاف طور پر اقرار کرے کہ وہ بہی اس خونی مہدی کے آنے کا منتظر ہے جو اسلام کو تلوار کے ذریعہ سے پہیلائیگا - تو اُسکی دستخطی تحریر لیکر چہپوا دیں - اور یاد رکہیں کہ وہ ہرگز ایسی تحریر نہیں دیگا اگرچہ یہہ لوگ اُسکو ذبح کر دیں - کیونکہ یہہ اُسکے دنیوی مقاصد کے برخلاف ہے اور اگر وہ ایسا کرے تو پہر گورنمنٹ کو کیا مونہہ دکہلاوے ؟ بہی تو وہ لکہہ چکا ہے کہ وہ تمام حدیثیں جہوٹی ہیں تو پہر اب اُنکو صحیح کیونکر بناوے - لہذا ممکن نہیں کہ ایسا کرے بس اگر یہہ علماء جو اُسکو کافر اور دجال اور مفتری اور جہنمی ٹہہرا چکے ہیں بغیر ایسی تحریر شایع کرانے کے اُس سے اختلاط رکہیں اور حسب منشاء اپنے فتووں کے اُسکو کافر اور دجال اور کذاب اور مفتری نہ سمجہیں - اور اُسکی ملاقات سے پرہیز نہ کریں. تو پہر یہہ خود دجال اور مفتری ہیں - لیکن ہم نہایت نیک نیتی سے گورنمنٹ عالیہ کو اس بات کیطرف توجہہ دیتے ہیں کہ وہ محمد حسین کے چال چلن سے خبردار رہے - اور اُسوقت تک اُسکی حالت کو قابل اعتماد نہ سمجہے جب تک وہ اُن مولویوں سے جو ایسے خطرناک مہدی کے منتظر ہیں - بکلی علیحدگی اختیار نہ کرے - گورنمنٹ عالیہ سمجہہ سکتی ہے کہ کیسا ان لوگوں کا خطرناک عقیدہ ہے. کہ ایسے خونی مہدی کے منکر کو کافر قرار دیتے ہیں - اور کذاب اور دجال اور مفتری نام رکہتے ہیں - اور میں گورنمنٹ کو یقین دلاتا ہوں کہ محمد حسین مذکور کا یہہ کہنا کہ میں ایسے مہدی کے آنیکا قایل نہیں میں ایسی حدیثوں کو صحیح نہیں سمجہتا - بالکل منافقانہ پیرایہ میں ہے - اور وہ انکار مہدی میں سراسر منافقانہ طریق اختیار کرتا اور گورنمنٹ کو دہوکہ دیتا ہے یہی وجہہ ہے کہ گورنمنٹ دیکہہ لیگی کہ یہہ فتوے جو **منکر مہدی** کی نسبت مولویوں نے لکہا ہے. یہہ محمد حسین کی نسبت ہرگز جاری نہیں کیا جاوے گا کیونکہ وہ درپردہ فی الفور اُن کو کہدے گا کہ میں اُس خونی مہدی کے آنے کا قایل ہوں - اور یہہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اسقدر اختلاف کے ساتہہ کہ وہ مہدی کے آنے سے انکاری ہو اور وہ لوگ اُسکو کافر اور دجال کہیں اور مفتری اور کذاب اور جہنمی اُس کا نام رکہیں اور پہر اُن کا باہمی میل ملاقات جاری رہے - بجز اس صورت کے کہ درپردہ ایک ہی اعتقاد پر متفق ہوں وہ تو فتوے میں یہہ بہی لکہہ چکے ہیں کہ ایسے آدمی کے ساتہہ کہ اُس خونی مہدی کے آنے کا منتظر نہیں میل ملاقات ہرگز جایز نہیں - کیونکہ وہ کافر ہے - غرض اب اگر اسکے بعد مولوی محمد حسین کے تعلقات اُن مولویوں کے ساتہہ قایم نہ رہے - اور میل ملاقات سب ترک ہو گیا - اور ایک دوسرے کو کافر کہنے لگے - تب تو اس بات کو مان لیا جائیگا کہ محمد حسین کا گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں یہہ ظاہر کرنا کہ میں اُس مہدی کا آنا نہیں مانتا جو بزعم اہل حدیث خلیفہ اور بادشاہ ہو کر آئے گا - اور سخت لڑائیاں کریگا درست اور صحیح ہے - لیکن اگر محمد حسین مذکور کا میل ملاقات اُن فتوے دینے والوں سے موقوف نہوا اور بدستور باہم شیر و شکر رہے تو پہر گورنمنٹ عالیہ کو یقینی اور قطعی طور پر سمجہنا چاہیئے کہ اُن کے باہمی تعلقات قایم ہیں - اور یہہ سب اُس خونی مہدی کے منتظر ہیں.

اور عام مسلمانوں کو چاہیئے کہ خدا تعالیٰ سے ہی خوف کر کے اُن مولویوں کے ایسے چال چلن پر غور کریں کہ یہہ ان کے کشتیبان کہلاتے ہیں - اور سوچیں کہ کیا ایسے لوگوں کی پیروی کر کے کسی نیکی کی امید ہو سکتی ہے. اب ذرا فتوے ہاتھ میں لیکر نذیر حسین کو پوچہیں کہ کیا ہم محمد حسین کو کذاب دجال مفتری کہیں - پہر عبد الجبار کے پاس جائیں اور اُس سے دریافت کریں کہ کیا آپ کے فتوے کی مطابق محمد حسین کو مسلم کافر قرار دیں ؟ اور پہر عبد الحق غزنوی کو بہی اُسی جگہ مل لیں اور اُس سے پوچہیں کہ کیا تمہارے فتوے کی رو سے ہم محمد حسین کو جہنمی اور ناری کہا کریں . اور پہر ذرا تکلیف اُٹہا کر اُسی جگہ امرتسر میں مولوی احمد اللہ صاحب کے پاس جا ملیں. اور اُن سے دریافت کریں کہ کیا یہہ سچ ہے کہ آپ کا فتوے عبد الحق کے فتوے کے مطابق ہے ؟ کیا ہم آیندہ محمد حسین کو جہنمی کہا کریں ؟ اور کیا ہم آیندہ محمد حسین کی ملاقات چہوڑ دیں ؟ اے مسلمانو! یقیناً سمجہو کہ یہہ وہی مولوی ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈرایا ہے - تم ان کو اسی نمونہ سے شناخت کر لوگے - کہ بعد اسکے جو انہوں نے شیخ محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کو کافر اور دجال اور مفتری اور جہنمی قرار دیا - پہر کیا حقیقت میں اُس کو ایسا ہی سمجہتے ہیں - یا وہ صرف دکہلانے کے دانت تہے ؟

اب میں وہ استفتاء جو ایسے شخص کے کافر اور دجال ہونے کی نسبت مولویوں نے فتوے لکہے ہیں گورنمنٹ عالیہ کے گوش گذار کرنے کے لئے ذیل میں میں لکہتا ہوں - تاکہ گورنمنٹ کو یاد رہے کہ یہہ لوگ ان خیالات کے آدمی ہیں فقط

الراقم
خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان
(۱۰ر جنوری ۱۸۹۹ء)

(اسکے بعد وہ فتوے درج کیا ہے جسکو ہم پہلے نمبر میں درج اخبار کر چکے ہیں - ایڈیٹر)

پس اگر ہم محمد حسین کی طرح یہہ اعتقاد رکہیں کہ ہم صرف پولٹیکل طور پر اور ظاہری مصلحت کی لحاظ سے یعنے منافقانہ طور پر انگریزوں کے مطیع ہیں۔ ورنہ دل ہمارے سلطان کے ساتھ ہیں کہ وہ خلیفۃ اسلام اور دینی پیشوا ہے۔ اُسکے خلیفہ ہونے کے انکار سے اور اُس کی نافرمانی سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ تو اس اعتقاد سے بلاشبہ ہم گورنمنٹ انگریزی کے چھپے باغی۔ اور خدا تعالےٰ کے نافرمان ٹھہرینگے۔ تعجب ہے کہ گورنمنٹ ان باتوں کی تہہ تک کیوں نہیں پہنچتی۔ اور ایسے منافق پر کیوں اعتبار کیا جاتا ہے؟ کہ جو گورنمنٹ کو کچھہ کہتا ہے اور مسلمانوں کے کانوں میں کچھہ پہونکتا ہے۔ میں گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں ادب سے التماس کرتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ غور سے اُس شخص کے حالات پر نظر کرے۔ کہ یہہ کیسے منافقانہ طریق پر چل رہا ہے۔ اور جن باغیانہ خیالات میں آپ مبتلا ہے۔ وہ میری طرف منسوب کرتا ہے۔

بالآخر یہہ بھی لکہنا ضروری ہے کہ جسقدر اس شخص نے مجھہ گندی گالیاں دیں اور محمد بخش جعفر زٹلی سے دلائیں اور طرح طرح کے افترا سے میری ذلت کی۔ اس میں میری فریاد جناب الٰہی میں ہے۔ جو دلوں کے خیالات کو جانتا ہے۔ اور جسکے ہاتھ میں ہر ایک کا انصاف ہے میں خدا سے یہی چاہتا ہوں کہ جس قسم کی میری ذلت جھوٹے بہتانوں سے اس شخص نے کی۔ یہانتک کہ گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں مجھہ باغی ٹھہرانے کے لئے خلاف واقعہ باتیں بیان کیں۔ وہی ذلت اُس کو پیش آوے۔ میرا یہہ ہرگز مدعا نہیں ہے کہ بجز طریق جزاء سیئۃ بمثلہا کے کسی اور ذلت میں یہہ مبتلا ہو۔ بلکہ میں مظلوم ہونے کی حالت میں یہی چاہتا ہوں کہ جو کچھہ میرے لئے اُسنے ذلت کے سامان کئے ہیں۔ اگر میں اُن تہمتوں سے پاک ہوں تو وہ ذلتیں اُس کو پیش آویں۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ یہہ گورنمنٹ بہت حلیم اور حتے المقدور بہت چشم پوشی کرنے والی ہے۔ لیکن اگر میں بقول محمد حسین باغی ہوں یا جیسا کہ میں نے معلوم کیا ہے خود محمد حسین کے ہی باغیانہ خیالات ہیں۔ تو گورنمنٹ کا فرض ہے کہ کامل تحقیقات کرکے جو شخص ہم دونوں میں سے درحقیقت مجرم ہے اُس کو قرار واقعی سزا دے تا ملک میں ایسی بدی پہیلنے نہ پاوے۔

حفظ امن کے لئے نہایت سہل طریق یہی ہے کہ پنجاب اور ہندوستان کے نامی مولویوں سے دریافت کیا جاوے کہ یہہ شخص جو اُن کا سرگروہ اور ایڈووکیٹ کہلاتا ہے اسکے کیا اعتقاد ہیں؟ اور کیا جو کچھہ گورنمنٹ کو اپنے اعتقاد بتلاتا ہے اپنے گروہ کے مولویوں پر بھی ظاہر کرتا ہے؟ کیونکہ ضروری ہے کہ جن مولویوں کا یہہ سرگروہ اور ایڈووکیٹ ہے اُنکے اعتقاد بھی یہی ہوں جو سرگروہ کے ہیں۔

بالآخر ایک اور ضروری امر گورنمنٹ کی توجہہ کے لئے یہہ ہے کہ محمد حسین نے اپنی اشاعۃ السنہ جلد ۱۸ نمبر ۳ صفحہ ۹۵ میں میری نسبت اپنے گروہ کو اکسایا ہے کہ یہہ شخص واجب القتل ہے پس جبکہ ایک قوم کا سرگروہ میری نسبت واجب القتل ہونے کا فتوےٰ دیتا ہے تو مجھے گورنمنٹ عالیہ کی انصاف سے امید ہے کہ جو کچھہ ایسے شخص کی نسبت قانونی سلوک ہونا چاہیئے۔ وہ بلاتوقف ظہور میں آوے۔ تا اُسکے معتقد ثواب حاصل کرنے کے لئے اقدام قتل کے منصوبے نکریں۔

۲۷ دسمبر ۱۸۹۸ء

راقم خاکسار مرزا غلام احمد
از قادیان

نوٹ*: محمد حسین نے اس قتل کے فتوے کے وقت
یہہ جھوٹا الزام میری پر لگایا ہے کہ گویا میں نے حضرت عیسےٰ
علیہ السلام کی توہین کی ہے اسلئے میں قتل کرنے کے
لائق ہوں مگر یہہ سراسر محمد حسین کا افترا ہے جس حالت
میں مجھہ دعوےٰ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں
اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے مجھہ مشابہت
ہے تو ہر ایک شخص سمجھہ سکتا ہے کہ
میں اگر نعوذ باللہ حضرت عیسےٰ
علیہ السلام کو بُرا کہتا تو اپنی
مشابہت اُن سے
کیوں بتلاتا؟
اس سے تو خود
میرا بُرا ہونا لازم آتا ہے منہ

دلچسپ چٹھیاں

(نمبر ۹)

ایک شیعہ سے خط و کتابت

سوال اول

معنی اہلسنت والجماعت کیا ہیں۔ یہہ کب سے اختراع ہوا؟ جناب خاتم الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام بھی اہل سنت والجماعت تھے۔ یا آنحضرت صلعم سے اس کی تصدیق پر کچھہ وارد ہوا ہے؟

جواب

اہلسنت والجماعت کا کلمہ چند الفاظ کا مجموعہ ہے۔ جسمیں پہلے اہل کا لفظ ہے۔ یہہ لفظ اہلبیت میں بھی موجود ہے۔ میں ضرور ہے کہ ایک شیعہ انسان اس لفظ کو خوب جانتا ہوگا بہر حال اسکے معنے ہیں صاحب۔ اور والا۔ اہلبیت کے معنے گہر والا۔ صاحب خانہ۔ پس اہل کے معنے معلوم ہوئے کہ صاحب اور والا کے ہیں۔ دوسرا السنۃ کا لفظ ہے۔ السنۃ السیرۃ والطبیعۃ۔ ومن اللہ حکمہ وامرہ ونہیہ (قاموس اللغۃ)
کلینی کے اصول صفحہ ۴۴ و صفحہ ۳۵۔

علی عن محمد بن عیسے عن یونس عن حماد عن ابی عبد اللہ (جعفر صادق) علیہ السلام قال سمعتہ یقول مامن شیئ الا وفیہ کتاب او سنتہ۔ (۵۱)

عن سماعۃ عن ابی الحسن موسیٰ علیہ السلام قال قلت اکل شیئ فی کتاب اللہ او سنۃ نبیہ آگے اسکے کلینی صفحہ ۴۰ میں ہے
عن امیر المومنین علی علیہ السلام۔ السنۃ سنتان سنۃ فی فریضۃ الاخذ بہا ہدی وسنۃ فی غیر فریضۃ الاخذ بہا فضیلۃ وترکہا الی غیر خطیئۃ

تیسرا لفظ السنۃ میں ال ہے جو عہد کا ہے۔ جس کے باعث السنۃ کے معنی سنت اللہ بلکہ سنت النبی کے ہوئے۔ چوتہا لفظ واؤ ہے (اہل السنت والجماعۃ)۔ اسکے معنے ہیں اور۔ پانچواں لفظ الجماعۃ ہے۔ جماعۃ کے معنے گروہ اور اکٹھے لوگوں کے ہیں۔ یہہ لفظ جماعۃ کا قرآن کی اس آیت میں ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا۔

(باقی آئندہ)

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر + نہ رہے کوئی لاولد مضطر + اعنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر + لعل دُرِّ یتیم سے بڑھکر

اگر قدردان علم و ہنر + غور سے کیجیے ادھر بھی نظر

جس جگہ ہو فضل ایزد داور + کیوں نہ ہوں اس سے بامراد اکثر

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین امرتسر

اظہار بشارت:- ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسناد مشتہار سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں + اور گنگنا جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راستبازی سے کام ہے۔ مرد میدان بن کر آئیں۔ شرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا۔ اور سچوں کو جھوٹا نہ بنائیں۔

معیار صداقت:- بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے جسکو اس پر بھی یقین نہ آوے۔ وہ مچلکہ لکھوا لے۔ اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو۔ صحت کے طالبو! اولاد کے آرزومندو! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خداداد کی منادی۔ عام مبارکبادی ہے۔

اس خادم الاطباء کو ۲۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات مولودہ و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر ع خدا پنج انگشت یکسان نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار کر دیا ہے تو دہی ہو نگی۔ مگر نمبر اول۔ کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لیجائیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یکماہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جائے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدے۔ بشرط پیدائش نرینہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے (۵) زر شرطیہ فریقین کسی معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو تو مچلکہ شرطیہ لکھا لیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ جرمانہ حسب اقرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کر لو۔ مراد پانے پر دنیا کی کوئی گران فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں ہے برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست دیہ جہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیجکر منگوا لیجئے۔ جن بانصیبوں نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد بر آئی۔ اُنکی تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا و پرہیز ٹکٹ لفافہ دبیہ سے واضح ہو گا۔ والیان ریاست و امراء حسب مقام خود شرکیہ مندرجہ سے مستثنے ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم						
			۱۰	قولنج دوری	ص	۱۳	لقوہ	عہ
۱	جس کی اولاد نہ ہو	۵۵	۱۱	سوزاک				
۲	جس کی اولاد چھوٹی مرجاوے	ص	۱۲	سرعت	ص	۱۴	بھگندر	عہ
۳	جس کے لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوں	ص	۱۳	جریان	عہ	۱۵	ناسور	عہ
۴	جس کا حمل ۶ یا ۸ ماہ میں گرجاوے	ص	۱۴	غلط کاری	ص	۱۶	ارسیر خونی و بادی	عہ
۵	کمزوری	عہ	۱۵	گٹھیا	ص	۱۷	ادہرنگ	عہ
۶	مرگی	ص	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۱۸	ضیق النفس	عہ
۷	تپ دق	عہ	۱۷	ضعف بصر	عہ	۱۹	آتشک ص (۲۰) پیچش ص (۲۱) آتشک کی بیماری	عہ
۸	ضعف باہ	ص	۱۸	سبل	عہ	(۲۲) نل رترنا ص (۲۳) قولنج ص (۲۴) خضاب سیاہ		
۹	ضعف جگر	ص				(۲۵) نزلہ زکام ص - (۲۶) استیصال ودود	عہ	

(۲۷) سعیدہ مجرب المجرب ص سرسام عہ

المشتہر شیخ حکیم نظام الدین حکیم امرتسر ڈیوڑھی مرمون شفاخانہ یونانی

میرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ سے - خالص میرہ فی ماشہ عٰہ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۴؍ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے - **المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ یعنی اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اسکا استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے
راقم ڈاکٹر ڈی ایم سالکلے صاحب بہادر - ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲ - میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے طیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مساۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا ہی نہیں پرو سکتی تھی - اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور - سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم - شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - یعنے ایک دوکاندار مسمی دولامل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی اور مریض دعا گو ہے - بندہ بھی بصد شکرگذاری جوش محبت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان بلکہ ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم میرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرما دیں - راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ - ڈسپنسری شملہ

۴ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی بصارت چشم میں ہے - ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل
خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان
۶ مارچ ۱۸۹۶ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا - جو اہود کر الائنس بنک میں مارچ ۱۸۹۸ء کو جمع کیا گیا ہے -

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

[illegible]

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

[illegible]

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

[illegible]

نمبر ۲ | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۱۴ جنوری سنہ ۱۸۹۹ | جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جن سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر دفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے موید ہوجائیں اور سو سو ٹریکٹ عہ فیصدی کے حساب سے خرید لیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہوسکتا ہے اور ہم ہر ہفتہ وہ اڑھائی ہزار چھاپکر مفت تقسیم کیا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہوجایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ منیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے
بالکل کھرا سودا

اگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو فوراً واپس کرو۔ اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔؟ مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سینکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازار بند۔ پراندے۔ سیج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کی۔ ۱۵۱ ۸ر سے لیکر صہ روپیہ تک۔ پراندے ۴ر سے لیکر صہ روپیہ تک۔ سیج بند صہ روپیہ سے لیکر عہ روپیہ تک۔

۳۔ زیورات میں ڈبے جس قسم کے چاہیں ڈالدیئے جائیں گے۔

۴۔ دریائی کا کام ہر ایک قسم کا۔

۵۔ ہر چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہوسکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ یہ باہمی فائدہ کیلئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و الٰہی بخش علاقہ بند
احمدیہ ایجنسی
کٹڑہ باگھ سنگھ۔ ہاتھی دروازہ امرتسر۔ پنجاب

◆

حکمت جواہرات سے بہتر ہے (سلیمانؑ)

◆

ایمان والو! اللہ سے ڈرو! اور صادقون کے ساتھ ہو (القرآن)

◆

مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے محفوظ رہیں - (النبی الامی فداہ ابی وامی)

◆

بدبختی مفلسی اور گناہ کا ماخذ شراب ہے (خلیفہ عمرؓ)

◆

شراب انسان کو شیطان کے ساتھ ملانے کا رستہ ہے (بایزیدؒ)

◆

خدا نے ہم کو ایسی طاقتیں دی ہیں جنکے ذریعے سے ہم کامل خوشی کے چشموں تک پہنچ سکتے ہیں۔ (جیفرسن)

◆

منافقت یہہ ہے کہ باطن ظاہر کے خلاف ہو۔ طمع فقر ہے۔ اور بےغرضی غناء (خلیفہ عمرؓ)

◆

خوش رہنے کے دو طریق ہیں۔ یا وسایل آمدنی کو وسیع کرو۔ یا اخراجات کم (فرینکلن)

◆

حضرت داؤد سے ایک شخص نے پوچھا کہ کون شخص سب سے زیادہ بہشت کا مستحق ہے؟ آپ نے فرمایا جو سچ بولتا ہے۔

◆

جب کسی معاملہ میں اپنی غرض ہوتی ہے یا دوسرے کی رعایت منظور ہوتی ہے تو سچائی کا خون ہو جاتا ہے۔

◆

اگر دعا نہ ہوتی تو کوئی انسان خداشناسی کے بارہ میں **حق الیقین** تک نہ پہنچ سکتا۔ دعا سے الہام ملتا ہے۔ دعا سے ہم خدا تعالے سے کلام کرتے ہیں۔ جب انسان اخلاص۔ اور توحید اور محبت اور صدق اور صفا کے قدم سے دعا کرتا کرتا فنا کی حالت تک پہنچ جاتا ہے تب وہ **زندہ خدا** اُسپر ظاہر ہوتا ہے جو لوگوں سے پوشیدہ ہے (جناب میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود)

◆

خدا سے صلح کرو۔ سچی پرہیزگاری سے کام لو۔ آسمان اپنے غیر معمولی حوادث سے ڈرا رہا ہے۔ زمین بہت سے انداز کر رہی ہے۔ مبارک وہ

[illegible]

◆

ڈایری حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

تتمہ ۵ر جنوری ۱۸۹۹ء ۔ بقیہ تقریر حضرت اقدس سلمہ اللہ

(سوال مولوی قطب الدین) اور روح کا جو تعلق قبور سے بتلایا گیا ہے۔ اُسکی اصلیت کیا ہے؟

(جواب از امام الزمان) اصل بات یہہ ہے کہ جو کچھہ ارواح کے تعلق قبور کے متعلق احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آیا ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ ہاں یہہ دوسرا امر ہے کہ اُس تعلق کی کیفیت اور کنہہ کیا ہے؟ جس کے معلوم کرنے کی ہم کو ضرورت نہیں۔ البتہ یہہ ہمارا فرض ہو سکتا ہے کہ ہم ثابت کر دیں کہ اس قسم کا تعلق قبور کے ساتھہ ارواح کا ہوتا ہے۔ اور اسمیں کوئی محال عقلی لازم نہیں آتا۔

اور اسکے لئے ہم اللہ تعالے کے قانون قدرت میں ایک نظیر پاتے ہیں۔ درحقیقت یہہ امر اُسی قسم کا ہے۔ جیسے ہم دیکھتے ہیں کہ بعض امور کی سچائی اور حقیقت صرف زبان ہی سے معلوم ہوتی ہے۔ اور اسکو ذرا وسیع کر کے ہم یوں کہتے ہیں کہ **حقایق الاشیاء** کے معلوم کرنے کے لئے اللہ تعالے نے مختلف طریقے رکھے ہیں۔ بعض خواص آنکھہ کے ذریعے معلوم ہوتے ہیں۔ اور بعض صداقتوں کا پتہ صرف کان لگاتا ہے۔ اور بعض ایسی ہیں کہ حس مشترک سے اُن کا سُراغ چلتا ہے۔ اور کتنی ہی سچائیاں ہیں کہ وہ مرکز قلب یعنی دل سے معلوم ہوتی ہیں۔ غرض اللہ تعالے نے صداقت کے معلوم کرنے کے لئے مختلف طرق اور ذریعے رکھے ہیں۔ مثلاً **مصری** کی ایک ڈلی کو اگر کان پر رکھیں تو وہ اسکا مزہ معلوم نہ کر سکینگے اور نہ اُسکے رنگ کو بتلا سکینگے۔ ایسا ہی اگر آنکھہ کے سامنے کرینگے تو وہ اُسکے ذائقہ کے متعلق کچھہ نہ کہہ سکیگی۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ **حقایق الاشیاء** کے معلوم کرنیکے لئے مختلف قوے اور طاقتیں ہیں۔ اب آنکھہ کے متعلق اگر کسی چیز کا ذائقہ معلوم کرنا ہو اور وہ آنکھہ کے سامنے پیش ہو تو کیا ہم یہہ کہینگے کہ اس چیز میں کوئی ذائقہ ہی نہیں۔ یا آواز نکلتی ہو۔ اور کان بند کر کے زبان سے وہ کام لینا چاہیں تو کب ممکن ہے۔ آجکل کے فلسفی مزاج لوگوں کو یہہ بڑا دہوکہ لگا ہوا ہے کہ وہ اپنے عدم علم کی وجہہ سے کسی صداقت کا انکار کر بیٹھتے ہیں۔ روزمرّہ کے کاموں میں دیکھا جاتا ہے کہ سب کام ایک شخص نہیں کرتا بلکہ جداگانہ خدمتیں مقرر ہیں۔ سقہ پانی لاتا ہے۔ دہوبی کپڑے صاف کرتا ہے۔ باورچی کہانا پکاتا ہے غرضکہ **تقسیم محنت** کا سلسلہ ہم انسان کے خود ساختہ نظام میں پاتے ہیں۔ پس اس اصل کو یاد رکھو کہ مختلف قوتوں کے کام ہیں۔ انسان بڑے قوے لیکر آیا ہے۔ اور طرح طرح خدمتیں اُسکی تکمیل کے لئے ہر ایک قوۃ کے سپرد ہیں۔ نادان فلسفی ہر بات کا فیصلہ اپنی عقل خام سے چاہتا ہے۔ حالانکہ یہہ بات غلط محض ہے۔ تاریخی امور تو تاریخ ہی سے ثابت ہونگے۔ اور خواص الاشیاء کا تجربہ بدون تجربہ صحیحہ کیونکر لگ سکیگا۔ امور قیاسیہ کا پتہ عقل دیگی۔ اسیطرح پر متفرق طور پر الگ الگ ذرائع ہیں۔ انسان دہوکہ میں مبتلا ہو کر **حقایق الاشیاء** کے معلوم کرنے سے تب ہی محروم ہو جاتا ہے۔ جبکہ وہ ایک ہی چیز کو مختلف امور کی تکمیل کا ذریعہ قرار دے لیتا ہے۔ میں اس اصول کی صداقت پر زیادہ کہنا ضروری نہیں سمجھتا۔ کیونکہ ذرا سے فکر سے یہہ بات خوب سمجھہ میں آجاتی ہے۔ اور روزمرہ ہم ان باتوں کی سچائی کو دیکھتے ہیں۔ پس جب روح جسم سے مفارقت کرتا ہے یا تعلق پکڑتا ہے تو ان باتوں کا فیصلہ عقل سے نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو فلسفی اور حکما ضلالت میں مبتلا نہ ہوتے۔ اسیطرح پر قبور کے ساتھہ جو تعلق ارواح کا ہوتا ہے یہہ ایک صداقت تو ہے۔ مگر اسکا پتہ دینا اس آنکھہ کا کام نہیں یہہ **کشفی آنکھہ** کا کام ہے کہ وہ دکہلاتی ہے۔ اگر محض عقل سے اس کا پتہ لگانا چاہو تو کوئی عقل کا پتلا اتنا ہی تبلائے کہ روح کا وجود بہی ہے یا نہیں؟ ہزار اختلاف اس مسئلہ پر موجود ہیں اور ہزار فلاسفر دہریہ مزاج موجود ہیں جو منکر ہیں۔ اگر نری عقل کا یہہ کام ہوتا تو پہر اختلاف کا کیا کام ہے؟ کیونکہ جب آنکھہ کا کام دیکھنا ہے تو میں نہیں کہہ سکتا کہ زید کی آنکھہ تو **سفید چیز** کو دیکھے اور بکر کی ویسی ہی آنکھہ اُس **سفید چیز** کا ذائقہ بتلاوے۔ میرا مطلب یہہ ہے کہ نری عقل روح کا وجود بہی یقینی طور پر نہیں بتلا سکتی۔ چہ جائیکہ اس کی کیفیت اور تعلقات کا علم پیدا کر سکے۔ فلاسفر تو روح کو ایک سبز لکڑی کی طرح مانتے ہیں اور روح فی الخارج اُن کے نزدیک کوئی چیز ہی نہیں۔ یہہ **تفاسیر** روح کے وجود اور اُسکے تعلق وغیرہ کی **چشمہ نبوت** سے ملی ہیں۔ اور نرے عقل والے تو دعویٰ ہی نہیں کر سکتے۔ اگر کہو کہ بعض فلاسفروں نے کچھہ لکھا ہے تو یاد رکھو کہ اُنہوں نے منقولی طور پر چشمۂ نبوت سے کچھہ لیکر کہا ہے۔ پس جب یہہ بات ثابت ہو گئی کہ روح کے متعلق علوم چشمۂ نبوت ہی سے ملتے ہیں

توپہ امر کہ ارواح کا قبور کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ اُسی چشم سے دیکھنا چاہئیے اور کشفی آنکھ نے بتلایا ہے کہ اس تودہ خاک سے روح کا ایک تعلق ہوتا ہے اور السلام علیکم یا اھل القبور کہنے سے جواب ملتا ہے۔ پس جو آدمی اُن قوتوں سے کام لے جن سے کشف قبور ہو سکتا ہے وہ اُن تعلقات کو دیکھ سکتا ہے۔

ہم ایک بات مثال کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ ایک نمک کی ڈلی اور ایک مصری کی ڈلی رکھی ہو۔ اب عقل محض اُن پر کیا فتوےٰ دے سکیگی۔ ہاں! اگر اُن کو چکھینگے تو دو جداگانہ مزوں سے معلوم ہو جاویگا کہ یہ نمک ہے اور وہ مصری ہے لیکن اگر حس لسان ہی نہیں تو نمکین اور شیرین کا فیصلہ کوئی کیا کریگا؟ پس ہمارا کام صرف دلایل سے سمجھا دینا ہے آفتاب کے چڑھنے میں جیسے ایک اندھے کے انکار سے فرق نہیں آسکتا اور ایک مسلوب القوۃ کے طریق استدلال سے فائدہ نہ اُٹھا لینے سے اُس کا ابطال نہیں ہوسکتا اسی طرح پر اگر کوئی شخص کشفی آنکھ نہیں رکھتا تو وہ اُس تعلق ارواح کو کیونکر دیکھ سکتا ہے؟ پس اُسکے انکار سے محض اسلئے کہ وہ دیکھ نہیں سکتا۔ اُسکا انکار جائز نہیں ہے۔ ایسی باتوں کا پتہ نری عقل اور قیاس سے کچھ نہیں لگتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسلئے انسان کو مختلف قوتے دیئے ہیں۔ اگر ایک ہی سب کام دیتا تو پھر اسقدر قوتوں کے عطا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ بعض کا تعلق آنکھ سے ہے اور بعض کا کان سے۔ بعض زبان سے متعلق ہیں۔ اور بعض ناک سے۔ مختلف قسم کی حسیں انسان رکھتا ہے۔ قبور کے ساتھ تعلق ارواح کے دیکھنے کے لئے **کشفی قوت اور حس کی ضرورت ہے**۔ اگر کوئی کہے کہ یہ ٹھیک نہیں ہے تو وہ غلط کہتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی ایک کثیر تعداد کروڑہا اولیاء و صلحاء کا سلسلہ دنیا میں گذرا ہے اور مجاہدات کرنے والے بیشمار لوگ ہو گذرے ہیں۔ اور وہ سب اس امر کی زندہ شہادت ہیں۔ گو اُسکی ہمیت اور تعلقات کی وجہ عقلی طور پر ہم معلوم کر سکیں یا نہ۔ مگر نفس تعلق سے انکار نہیں ہوسکتا۔ غرض کشفی دلایل ان ساری باتوں کا فیصلہ کردیتے ہیں کان اگر دیکھ نہ سکیں تو اُن کا کیا قصور؟ وہ اور قوت کا کام ہے ہم اپنے **ذاتی تجربہ سے گواہ ہیں** کہ روح کا تعلق قبر کے ساتھ ضرور ہوتا ہے۔ انسان میت سے کلام کر سکتا ہے۔ روح کا تعلق آسمان سے بھی ہوتا ہے جہاں اُسکے لئے ایک مقام ملتا ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ یہ ایک ثابت شدہ **صداقت** ہے۔ ہندوؤں کی کتابوں میں بھی اسکی گواہی موجود ہے یہ مسئلہ عام طور پر مسلم مسئلہ ہے بجز اُس فرقہ کے جو نفی بقائے روح کرتا ہے۔ اور یہ امر کہ کس جگہ تعلق ہے یہ کشفی قوت خود ہی تبلادیگی۔ جیسا جیالوجیسٹ (عالم علم طبقات الارض) تبلادیتے ہیں کہ یہاں فلاں دھات ہے۔ اور وہاں فلاں کان ہے۔ دیکھو ان میں یہ ایک قوت ہوتی ہے جو مخفی امور تبلادیتی ہے پس یہ بات ایک سچی بات ہے کہ **ارواح کا تعلق قبور سے ضرور ہوتا ہے**۔ یہاں تک کہ اہل کشف توجہ سے میت کے ساتھ کلام بھی کر سکتے ہیں۔ اور اوہام اور اعتراضوں کا سلسلہ تو ایسا لمبا ہے کہ ختم ہی نہیں ہوتا۔

دلچسپ چٹھیاں

ایک شیعہ سے خط و کتابت

(نمبر ۱)

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور اہلبیت میں سے اس لفظ کے متعلق ابن عباس سے یوں مروی ہے عن بن عباس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من رای من امرہ شیئا یکرھہ فلیصبر علیہ فانہ من فارق الجماعۃ شبرا فمات الامات میتۃ جاھلیۃ دیکھو قسطلانی جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۳۔

وعن مسروق قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یحل دم امراء مسلم یشہد ان لا الہ الا اللہ و انی رسول اللہ الا باحدی ثلاث النفس بالنفس والثیب الزانی والمارق من الدین التارک الجماعۃ

ان احادیث صحیحہ سے صاف معلوم ہوتا ہے جو شخص سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع اور آپ کے قوانین کا پابند ہو اور وہ اس جماعت کا ساتھ دیوے جسکی نسبت اللہ کریم نے فرمایا ہے فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ وہ اہلسنت والجماعۃ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی چونکہ اپنے پاک اقوال پر عمل کرنے والے تھے۔ اور سنت الہیہ کے سچے پابند تھے (جنکا ذکر سنۃ اللہ میں ہے) اور ایک عظیم الشان جماعت مومنین و مسلمین کے پاک سردار تھے۔ اور وہ جماعت آپکی بھی وہ جماعت تھی جسکا ذکر قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ جل شانہ نے فرمایا ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم الی الآخرۃ۔

پس جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اہلسنت والجماعۃ تھے اور ضرور تھے۔ اور اُسدن سے تھے جس دن سے السنۃ کے اہل اور ایک جماعت کے سردار ہوئے۔ یعنی صاحب ہوئے۔ بات مشکل ہے تو اُس قوم کو ہے جس نے اپنا نام خلاف قرآن اور حدیث کے شیعہ رکھ لیا ہے کیونکہ اگرچہ یہ لفظ قرآن کریم میں کہیں اچھے معنوں میں آیا ہے۔ جیسے وان من شیعتہ لابراھیم میں۔ مگر اچھے معنوں میں نہیں آیا۔ غور کرو۔ اللہ کریم فرماتا ہے ثم لننزعن من کل شیعۃ ایھم اشد علی الرحمن عتیا۔ اور فرماتا ہے ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا لست منھم فی شیء اور پھر فرماتا ہے ان فرعون علا فی الارض وجعل اھلھا شیعا

پس اس پاک لفظ کو چھوڑ کر جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ جہاں فرمایا سماکم المسلمین کوئی اور لفظ اپنے لئے مقرر کر لینا جسکا ثبوت اہل اسلام کے لئے قرآن میں موجود نہیں۔ نہ تصریحاً نہ کنایۃً۔ اور پھر کسی دوسرے پر اعتراض کرنا کیسی غلطی ہے پس خواہ مخواہ وقت کو ضایع مت کرو۔

سوال دوم

خلافت جناب رسالتماب امور دینی سے ہے یا دنیوی سے ہے؟

جواب

انبیاء علیہم السلام ہمارے دنیا و دین دونوں کی اصلاح کے لئے دنیا میں تشریف لاتے ہیں۔ اور آپ کے جانشین خلیفۃ الائمۃ بھی رضوان اللہ علیہم چونکہ اُس پاک جماعت کے قایم مقام ہوتے ہیں اسلئے وہ بھی ہمارے دین و دنیا دونوں کی اصلاح فرمایا کرتے ہیں اللہ کریم فرماتا ہے انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا۔ مگر حیرت ہے کہ اس سوال کا فائدہ کیا ہوا؟

سوال سوم

احادیث ذیل میں علماء اہل السنن کی کیا مراد ہے۔ حدیث الثقلین حدیث سفینہ۔ حدیث من کنت مولاہ۔ حدیث منزلۃ۔ حدیث الثقلین میں تمسک و حدیث سفینہ سے کیا یہی مراد ہے کہ اصول و فروع میں انکے افعال کہیں حجت نہ سمجھے جائیں سوائے ان کے خاص علی مرتضےٰ کے لئے انا مدینۃ العلم و علی بابھا ارشاد فیض بنیاد جناب پیغمبر صلعم ہے باوجود اسکے ان کے اقوال بلا تمول راوی غیر معتبر سمجھے گئے ہیں کیا باعث ہے؟

جواب

علمائے سنن نے صحابہ کرام اور تابعین عظام اور تبع تابعین علیہم الرضوان

و اسلام اور ائمہ اربع ابوحنیفہ۔ مالک۔ شافعی۔ احمد حنبل۔ اور امام بخاری مسلم و امثالہم۔ ان علمائے سنت کے اعلیٰ الطبقہ حدیث و فقہ میں جیسے غور کی ہے تو کہیں نہیں پایا کہ انہوں نے ان الفاظ سے کسی حدیث کو معنون کیا ہو۔ فقہ اکبر امام [illegible] رحمۃ اللہ علیہ۔ موطا امام مالک رحمۃ اللہ کی مسند امام [illegible] کی مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ۔ بلکہ کتب امام ابو یوسف [illegible] موجود ہیں۔ صحیح بخاری اور مسلم ہمارے پاس موجود ہیں۔ [illegible] ہدایہ کتاب الروض موجود ہیں۔ انمیں بھی نہیں۔ پھر اسکا کیونکر جواب دیا جاوے کیونکہ جب آپ کے اصول سوال نادارد ہیں تو فروع پر کیا بحث کیجاوے

ثقلین کا لفظ قرآن کریم میں موجود ہے جیسے سورہ رحمن پر آیا ہے ایھا الثقلان۔ مگر وہاں جن اور انس مراد ہے۔ اور وہ دونوں علی العموم تمسک کئے نہیں۔ بعض احادیث میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو بھی ثقلین فرمایا ہے۔ مگر جیسے گذرا۔ اہل السنۃ قرآن اور حدیث کو بصدق دل مانتے ہیں۔ اگر ثقلین کے کوئی اور معنے ہیں تو گول مول بات کہنا مناسب نہیں کھول کر سنانا چاہیئے۔ بعض اہل تشیع ثقلین میں اہلبیت کو شامل کرتے ہیں۔ مگر اہل السنۃ کو اس سے کیا رنج ہے۔ تمام اہلبیت اہل السنۃ والجماعۃ کے نور بصر ہیں مشکل ہے تو اہل شیعہ کو۔ کیونکہ وہ اہلبیت سے کھلی عداوت رکھتے ہیں۔ غور کریں اہلبیت رسول اللہ میں بیبیاں امہات المومنین اصل طور پر شامل ہیں۔ مگر ان کا ادب میں جو کچھ خصوصاً عائشہ صدیقہ و حفصہ کے حق میں شیعوں کا اعتقاد ہے ناگفتہ بہ ہے

محمد بن حنیفہ یحیٰی بن زید بن علی۔ ابراہیم بن موسے کاظم حسن بن حسن مثنے۔ عبداللہ بن حسن۔ محمد ملقب بنفس زکیہ۔ ابراہیم بن عبداللہ۔ زکریا بن محمد باقر۔ محمد بن عبداللہ بن الحسین بن الحسن محمد بن قاسم بن حسن۔ یحیٰی بن عمر۔ ان سب بزرگان اہلبیت میں کاذب دعاوی امامت اور جھوٹا یقین کرتے ہیں۔ یہ عترت ثقلین ہے۔ پس اس تمام کشتی میں کیسے سوار ہیں؟

عباسی خلفائے اہلبیت سے ہیں انکو برا کہتے ہیں۔

حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ کو دعوے امامت میں صادق نہیں جانتے۔

جناب صادق علیہ السلام کی تمام اولاد کو اپنے دعاوی میں سچا نہیں مانتے

ایسا ہی سفینہ سے مراد اگر اہلبیت کرام ہیں۔ تو اہل سنت بوجہ احسن اس کشتی میں سوار ہیں۔ کسی ایک کو اہل بیت میں برا نہیں جانتے۔ بیبیاں ہوں یا عباسی اولاد علی ہوں یا اولاد عثمان رضی اللہ عنہ۔ جناب علی المرتضےٰ داماد سرور انبیاء۔ تو اہل السنۃ کے نزدیک وہ شخص ہیں جنکی محبت کو وہ ایمان یقین جانتے ہیں۔ ان کے باب العلم ہونے میں اہل السنن کو کیا تامل ہو سکتا ہے۔ تمام کتب احادیث ان کے اقوال اور روایات سے پر ہیں۔ اور انتخاب اہل السنۃ برابر علوم نبویہ لیتے ہیں مگر کلمہ حصر انما کوئی نہیں۔ اور نہ ایسے معنے اپنا صحیح [illegible] کیونکہ اگر حضرت علی رضی اللہ ہی باب ہوں تو تمام وہ مسایل جو ان کے علاوہ ائمہ اہلبیت سے کتب احادیث شیعہ و سنیہ میں موجود ہیں۔ باطل ہوتی ہیں۔ علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے اقوال اگر ان کی جناب سے ثابت ہو جاویں تو کسی مادی کے قول کی ہرگز حاجت نہیں۔ اور یہ غلط ہے کہ آنجناب کی روایت بدون سئول راوی غیر معتبر ہے۔

سوال چہارم

دلائل النصوص استحقاق خلافت حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کیا حضرت علی سے زیادہ ہیں؟ کتب معتبرہ سے بیان ہو۔

جواب

ابوبکر کی خلافت کی دلیل تو یہ ہے کہ اللہ کریم نے اسکو وہ تائید اور نصرت دی کہ وہ خلیفہ ہو گیا۔ اور جناب امیر علیہ السلام نے یا کسی نے اہلبیت سے انکا مقابلہ نکیا۔ اللہ کریم کا اپنا کام ہے کہ کسی کو خلیفہ بنا دے۔ بندوں کے خلیفہ بنانے سے کوئی خلیفہ نہیں بنتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسیکو خلیفہ بنا دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ سو جس کو اُسنے چاہا اور خلیفہ بنانا تہا اُسے بنا دیا ہمارے یا کسی اور کے دلائل کی کوئی حاجت نہیں۔ خلیفہ ہونے والے خلیفہ ہو چکے۔ اگر اب کوئی اذان میں یا کلمہ طیبہ کے ساتھ کہدے کہ خلیفہ بلافصل علی المرتضے تھے۔ تو وہ خود ہی انصاف اور غور کرے کہ اُسکا قول واقعات کے لحاظ سے کہاں تک صحیح ہے کوئی شخص [illegible] دلائل سے نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کے بنانے سے خلیفہ بنتا ہے۔ دلائل صحیحہ اور قویہ سے کوئی کسیکو خلیفہ بنا نہیں سکتا۔ اور نہ بدون تائیدات الٰہیہ کوئی خلیفہ بن سکتا ہے دلائل سے کسیکو خلیفہ بنانا میری سمجھ میں نہیں آتا۔ مثلاً اب کوئی شخص دلائل قویہ سے حضرت علی المرتضےٰ علیہ السلام کو خلیفہ بلافصل ثابت کر دے تو کیا وہ اُن کو خلیفہ بنا لیگا؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔

سوال پنجم

وقضیہ فدک میں غصب حقوق اہلبیت علیہم السلام و غضبناک ہونا حضرت بضعۃ رسول صلوات اللہ علیہ وسلامہ علیہا میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب

فدک وہی جسکا ذکر سورۂ حشر میں ہے۔ یہ باغ بحکم آیات الٰہیہ کسی ایک کا مال نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ اللہ۔ اور رسول اور ذوی القربیٰ اور یتامیٰ۔ اور مساکین اور ابناء السبیل اور مہاجرین کے لئے تہا اور پہر صرف ان متقیوں کے لئے جو پہلے اخوان کے حق میں دعا کرتے اور تبرہ بازی نہیں کرتے۔ غور کرو ان آیات الٰہیہ میں ما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القری فللہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتمیٰ والمساکین وابن السبیل کیلا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب للفقراء المھاجرین الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا وینصرون اللہ ورسولہ اولئک ھم الصدقون والذین تبوؤ الدار والایمان من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم ولا یجدون فی صدورھم حاجۃ مما اوتوا ویوثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ ومن یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون۔ والذین جاؤا من بعدھم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رءوف الرحیم۔ اور یہی بات ہے جس کے باعث جناب امیر علیہ السلام نے اپنی خلافت کے وقت یہ بستیاں جناب بتول کے ورثہ کی کسیکو نہیں دیں۔ نیز ازواج مطہرات اور عباس رضی اللہ عنہ اور بتول رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو بطور وراثت یہ باغ مل نہیں سکتا تہا۔ ہاں جناب بتول نے دعوے فدک کر کے لوگوں پر یہ امر ضرور ظاہر فرمایا ہے کہ ابوبکر بالکل حق پرست اور ان کے بابکے جانشین تھے۔ اسبات کو ظاہر کرنے کے لئے پہلے دعوٰی کیا۔ پہر بظاہر ناراضی بھی ظاہر فرمائی کہ آیا ابوبکر لحاظ داری کرتا ہے یا حق پرستی کرتا ہے۔ یہی معاملہ ٹھیک اسیطرح کا تہا۔ جیسا جناب عائشہ صدیقہ بمقابلہ جناب امیر علیہ السلام کوفہ کیطرف تشریف لیگئی تہیں تو جناب امیر علیہ السلام نے عمار بن یاسر کو کوفہ روانہ کیا کہ لوگوں کو سمجھاویں۔ انھا زوجۃ نبیکم فی الدنیا والاخرۃ ولکن اللہ ابتلاکم لیعلم ایاہ تطیعون ام ھی۔ (دیکھو بخاری کتاب الفتن) کیا معنے؟ عائشہ نے رب تمہارے نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی بی بی دنیا اور آخرۃ میں ہے۔ الا اسکا یہاں تشریف لانا [illegible] ہے کہ اس ابتلاء میں تم حق [illegible] ہو یا لحاظ داری کرتے ہو؟ اگر [illegible] ہو جاوے کہ جناب بتول ناراض [illegible] میں تو یاد رکھو

کرو، ظاہر ہوگی۔ اور وہ تبلیغ کے لئے ہے ورنہ کیا وہ جانتی نہ تہیں کہ قرآن کریم میں اللہ کریم فرماتا ہے۔ السابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ - پس بتول کو بحکم قرآن مہاجر و انصار کا اتباع چاہیئے تہا۔ اور ظاہر ہے کہ مہاجر اور انصار تو سب ابوبکرؓ کی اطاعت میں تہے پہر کوئی مسلمان کس طرح کہہ سکتا ہے کہ رسول کی بیٹی خلاف حکم الٰہی اس اطاعت سے باہر ہو گئیں۔

حضرت بتول کی طرف سے بہی ایک عذر معقول ممکن ہے جس کی نظیر جناب علی کے قول و فعل سے پائی جاتی ہے

سوال ششم

مسئلہ قرطاس میں قول حضرت عمرؓ حسبنا کتاب اللہ کے معنے میں جناب ختمی مآب سے سوء ادبی واقع ہوئی یا نہ؟

جواب

خود اہلبیت نے کاغذ کے لکہنے سے مضایقہ کیا تہا۔ اور جناب عمرؓ کو جو کہ اہلبیت سے محبت اور اخلاص و پیار تہا۔ ان کا ساتہہ دیا۔ دیکہو بخاری کتاب المرض والطب - باب قول المریض قوموا عنی۔ عن ابن عباسؓ قال لما حضر رسول اللہ صلعم وفی البیت رجال فیہم عمر بن الخطاب فقال النبی صلعم ہلموا اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی - فقال عمر ان رسول صلعم قد غلب علیہ الوجع وعندکم القرآن حسبنا کتاب اللہ فاختلف اہل البیت واختلفوا فمنہم من یقول قربوا یکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدہ ومنہم من یقول ما قال عمرؓ اور اس میں وجہ یہہ تہی کہ جناب سرور عالم نے ابوبکر کے لئے تحریر کا انتظام اس سے پہلے اختیار فرمایا تہا۔ لقد ہممت او اردت ان ارسل الی ابی بکر وابنہ فاعہد ان یقول القائلون او یتمنی المتمنون ثم قلت یابی اللہ ویدفع المومنون الخ دیکہو بخاری جلد رابع صفحہ ۲۰۲ کتاب الاحکام باب الاستخلاف

اسی طرح جناب عباسؓ کو جناب علیؓ پہلے منع فرما چکے تہے دیکہو بخاری باب مرض النبی صلعم - حضرت عباس جناب امیر کو فرماتے ہیں اذہب بنا الی رسول اللہ صلعم فلنسالہ فیمن ہذا الامر ان کان فینا علمنا ذلک وان کان فی غیرنا علمناہ فاوصی بنا فقال علی انا واللہ لئن سالناہا رسول اللہ صلعم فمنعناہا لا یعطیناہا الناس بعدہ وانی واللہ لا اسالہا رسول اللہ صلعم - تو سمجہے کہ حضرت عمرؓ کا قول [illegible] پر مبنی تہا کہ رسول اکرم صلعم نے [illegible]

اور لن تضلوا کہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ اور حضرت عمر تاڑ گئے کہ قرآن پر عمل کی تاکید فرماتے ہیں کیونکہ قرآن کریم ہی ضلال اور گمراہی سے بچانے والا ہے جیسے فرمایا مولیٰ کریم نے یبین اللہ لکم ان تضلوا اللہ بیان فرماتا ہے کہ گمراہ نہ ہو جاؤ۔ پس حضرت عمر نے آپ کا ارادہ سمجہکر اصل منشا کی تصدیق کر دی کہ حسبنا کتاب اللہ اور یہہ فرمانا عمر کا قرآن مجید کے مطابق تہا جیسے فرمایا اللہ تعالےٰ نے اولم یکفہم انا انزلنا علیک الکتاب تتلی علیہم - اسی واسطے نبی کریم نے آئندہ سکوت فرمایا اور جناب امیر علیہ السلام اور جناب عباس سب خاموش ہو گئے اگر یہہ امر ہوتا تو جناب علی و حضرت عباس عمر کو دہکے دیکر نکال دیتے - اور لکہوا لیتے۔ پس بات یہہ تہی جس پر سب نے سکوت فرمایا۔ گو بعض نا اہل نکتہ لگے جب قرآن ابن عباس رزیتہ کل الرزیہ ہو۔

سوال ہفتم

احراق قرآن اور تصرف بیت المال حضرت عثمان سے کیونکر روا تہا

جواب

عثمان رضی اللہ عنہ انسان تہے نبی معصوم نہ تہے - ان صحابہ کرام کے حق میں اللہ کریم فرماتا ہے لاکفرن عنہم سیئاتہم - پہر جنکی سیئات اور خطاؤں کو اللہ تعالےٰ معاف کرانے کا ذمہ دار ہے ان پر طعن کرنے والا اللہ تعالےٰ سے لڑائی کرے - پہر یہہ بات بہی غلط ہے کہ عثمان نے قرآن کو جلایا۔ بلکہ انہوں نے تو قرآن کی بہت خدمت کی - چنانچہ اب تک ان کو جامع القرآن کہا جاتا ہے - قرآن کی حفاظت اللہ تعالےٰ کا کام ہے پہر اللہ تعالےٰ کی محفوظ چیز کو کون جلا سکتا۔ یہہ تعریضات ہیں اور بس - بیت المال پر تصرف خلیفہ کا کام ہے پہر جب مصلحت اس نے بیت المال کو خرچ کیا تو کیا مضایقہ کیا کوئی مخالف عثمان کہہ سکتا ہے کہ جناب علی نے اس بارہ میں عثمان سے مطالبہ یا استفسار کیا اگر علی نے نہیں کیا تو آج کون ہے جو نکتہ چینیاں اور طعن کرتا ہے

سوال ہشتم

مسئلہ لف حریر جو کتب احناف میں موجود ہے کیا باعث ہے؟

جواب

یہہ ایک لغو سوال ہے جسکے پوچہنے میں ایک بازاری لچا بہی [illegible] سے مضایقہ کرتا ہے - نعوذ باللہ [illegible] نتیجہ نکل سکتا ہے ملت حنفیہ اور ایسا مستبعد ہوں - یہہ سراسر بہتان اور افترا ہیں - توبہ کرو خدا سے ڈرو ❀

خیر و سعادت کی فلاسفی

اس بات کے بیان میں کہ خیر و سعادت کیا چیز ہے جسکو نیک انسان اپنی ذات کا اصلی مقصود سمجہتا ہے

دانشمند لوگ اور روشن رائے فرزانہ اپنے متواتر تجربوں کی بنا پر اس امر کو ایک کلیہ قاعدہ سمجہتے ہیں کہ ہر ایک فعل سے ایک غرض ہوتی ہے۔ اور ہر ایک کام کی ایک غایت پس نفس انسانی کے کمال کے لئے بہی ایک خاص غرض ہے اور بڑی چہان بین سے ثابت ہوا ہے کہ اس کے کمال سے اس کی سعادت غرض ہے اور یہہ بات بہی ضروری ہے کہ اسکو سعادت کے حاصل کرنے سے خیر بہی میسر ہو جاتی ہے - اس صورت میں یہہ امر قرین مصلحت ہے کہ پہلے خیر و سعادت کی فلاسفی پر گفتگو کیجاوے - تاکہ اس کی واقفیت سے اسکے حاصل کرنے کی کوشش اور سعی کی جاوے۔ اور اس کے مانع سے احتراز کیا جاوے -

پرانے زمانہ کے ایک نامی گرامی حکیم ارسطاطالیس نے جو ہمارے زمانہ کی نسبت دو ہزار دو سو ستر برس پہلے ہو گذرا ہے۔ اپنی کتاب مقولات عشر نام کا آغاز جو علم اخلاق کے باب میں ہے ایسی عمدہ بحث سے کیا ہے۔ ہمارے عہد کے مشہور حکماء میں سے اکثروں مثل طامسن جیکب وغیرہ نے اس مشہور و معروف فیلسوف کی صائب رائے کو قابل تسلیم اور پذیرائی کے لائق تصور کیا ہے - بلکہ مذکورہ رائے کو پسند کرکے اوپر اور عمدہ عمدہ دلائل لکہی ہیں۔ چنانچہ وہ لکہتے ہیں کہ دانشمندی کا شیوہ اور زیرکی کا تقاضا اسی امر پر موقوف ہے کہ ہر ایک امر کے آخر یا انجام کا اول فکر ہو - اور فکر کا آخر عمل کا اول - جیسا کہ ہر ایک صنعت اور فن میں یہی دستور ہے - چنانچہ بڑہئی جب تک کہ میز یا چوکی کے فائدے کو خیال میں نہیں لاتا - اسوقت تک اپنے فکر کو عمل کی حالت میں نہیں لاتا۔ اسی گولڈن رول پر شیراز کا ایک مشہور حکیم سعدی جو علم اخلاق گرامی قدر تصنیفات کا مصنف ہے کہتا ہے - اے مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست۔

ہم بہی بڑہئی کے عمل کی طرف رجوع کرکے کہتے ہیں کہ یہہ امر تجربہ کی محک پر کامل العیار ثابت ہو چکا ہے

کہ جب تک اسکا عمل انجام کو نہیں پہنچتا۔ چوکی یا میز کا فائدہ جو کاریگر کا مکر ہے۔ اول ظہور پذیر نہیں ہوتا چنانچہ اس دلیل کو قایم کرکے۔ اور پرانے زمانے کے حکیم کی رائے سے مطابقت کرکے ہم کہتے ہیں کہ اسی طرح سے دانشمند انسان تا وقتیکہ خیر و سعادت کا تصور جو نفس انسانی کے کمال کے نتیجے ہیں۔ اپنے ذہن میں نہیں کرتا۔ اُسکے حاصل کرنے میں دلسوزی کو کام میں نہیں لاسکتا اور سچ ہے کہ جب تک ان اخلاق کو حاصل نکیا جاوے خیر و سعادت کا حاصل کرنا محال بلکہ ناممکن کے قریب قریب ہے۔

ہر چند ایک فیلسوف **فرفوریوس** نام جو اس زمانہ کی نسبت ایکہزار چھہ سو چالیس سال پیشتر اس غدار دنیا پر تھا۔ **ارسطاطالیس** کی رائے سے مخالفت کرتا ہے مگر زمانۂ حال کے فیلسوفوں **استرلی** وغیرہ نے بدلایل اس مخالفت کی تطبیق دی۔ اور اس باب میں **فرفوریوس** کے انتخاب کو جو اُسنے اکثر نامی گرامی حکیموں کی تجربہ کاریوں سے کیا ہے۔ معتبر سمجھا ہے۔ چنانچہ اس گروہ کی تحقیقات سے جو بہت سرگرمی اور دلسوزی سے کی گئی ہے۔ یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ **خیر** چار قسم پر ہے۔

اولاً خیر شریف:۔ اور اس سے یہہ مراد ہے کہ اسکو ذاتی شرف بذاتہ حاصل ہو۔ اور اور خیر اسی خیر شریف کی باعث اُسکو حاصل ہوں۔ اور اور خیر سے اس مقام پر عقل اور حکمت سے مراد ہے۔

ثانیاً خیر ممدوح:۔ اس سے یہہ غرض ہے کہ جسکے حاصل ہونیسے شخص موصوف ستایش و تعریف کے قابل ہوتا ہے پُرانے اور نئے زمانے کے حکیموں نے اس امر کو بھی تسلیم کیا ہے کہ یہہ چار فضیلتیں ہیں۔ حکمت۔ شجاعت۔ عفت۔ عدالت۔ اور **خیر ممدوح** ان چار عناصر کا گویا نتیجہ یا روح ہے۔

ثالثاً۔ خیر بالقوۃ:۔ اس سے یہہ مُراد لی گئی ہے کہ کمال کے اکتساب حصول میں قابلیت اور استعداد رکھتا ہو

رابعاً خیر نافع:۔ اس سے تین امر مندرجہ حاشیہ مراد ہیں

۱۔ تونگری
۲۔ قوت
۳۔ شوکت

اسمیں بھی کچھ شبہہ نہیں کہ متاخرین میں سے بعض دانشمندوں نے خیر کی تقسیم دو طور پر کی ہے اول **خیر تام**۔ دوم **خیر غیر تام**

خیر تام اُنکے نزدیک وہ ہے جب کسی کو حاصل ہو تو اُسمیں زیادتی متصور نہ ہو۔ جیسا کہ اپنے پروردگار کی رضا اور مشیت پر رضا جس سے زیادہ کوئی امر فوقیت نہیں رکھتا۔ اور **غیر تام خیر** وہ ہے کہ وہ حاصل ہوکر دوسری خیر کا وسیلہ ہو۔ چنانچہ بدن کی صحت اور مرض کا دُور کرنا۔ اور مال کا موجود ہونا جس سے جسمانی اور روحانی فضیلتوں کا حاصل کرنا مقصود ہے۔ بہر حال یہہ تقسیم بھی پسند کے قابل ہے۔

جہانتک تحقیقات کے سلسلے کو طول دیا جاتا ہے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ہر زمانہ میں فیلسوفوں کو **سعادت** کی تحقیق و تدقیق میں بہت کچھ اختلاف ہے۔ بحث کے قابل اس عالی دماغ گروہ کے نزدیک یہہ امر ہے کہ آیا **سعادت تام** انسان کو اُسکے ایام حیات میں میسر ہوتی ہے یا بعد نیست و نابود ہونے اُسکے جسم فانی کے ملتی ہے۔ چنانچہ جن زیرک فیلسوفوں نے سعادت کو **نفسانی فضایل** پر موقوف رکھا ہے وہ یوں کہتے ہیں کہ نفس ناطقہ یا انسانی روح کو جب تک کہ بدن سے تعلق ہے۔ جسمانی امور یعنے کھانے پینے سے اُسکو چارہ نہیں۔ اور اس حالت میں اُسکو اس وجہہ سے کہ **حقایق الاشیاء** کے معلوم کرنے اور معلوم کرلینے سے ایک پردہ حایل رہتا ہے **سعید مطلق** نہیں کہہ سکتے۔ اور جب بدن سے مفارقت کرتا ہے تب **جسمانی کدورت** سے فارغ ہوکر **الٰہی انوار** کے قابل ہو جاتا ہے۔ اسوقت اس عظیم مرتبہ کے لایق اور قابل ہو جاتا ہے۔ کہ اُسپر **عقل یا عقیل** کا نام استعمال میں لاویں۔ اور بیشک اُسکو سعید مطلق ہی کہینگے نہیں تو سعید مطلق نہیں کہہ سکتے۔ مگر پرانے زمانے کے فیلسوفوں کا ایک مشہور گروہ یعنے **ارسطاطالیس** **فیثاغورث** اور **سقراط** اور خصوصاً **پلیٹو** (افلاطون) کہتا ہے کہ یہہ امر دقیق فکر اور خورده دان عقلا کے نزدیک بہت ناپسند ہے کہ انسان اس **فانی جہان** میں جو **غیر فانی جہان** کا نمونہ ہے طرح طرح کے **فضایل اور علمی و عملی کمالات** سے موصوف ہوکر **ناقص کہلائے۔ اور خالی رہے!!** آیا ہوسکتا ہے کہ یہہ خاکی پُتلا خاک میں مل جاوے۔ تب یہہ حسنہ افعال اور حمیدہ اعمال اُس سے منقطع ہو جاویں!۔ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ بلکہ صحیح امر یوں ہے کہ انسان کی **سعادت** کے درجے اور مرتبے بہت ہیں۔ اور اُسکی دلسوزی اور سرگرمی کے موافق اُسکے حین حیات میں رفتہ رفتہ **علمی و عملی فضیلتیں** حاصل ہوتی ہیں۔ یہانتک کہ اعلیٰ درجہ تک پہنچتا اور **سعادت تامہ** حاصل کرلیتا ہے اور جب یہہ خاکی پُتلا اپنی **ذاتی خاصیت** کے سبب سے خاک برابر ہو جاتا ہے۔ تب وہ **ابدی فضایل** جو ابدی اور **غیر فانی روح** کے نتایج ہیں اور اپنی اصلی خاصیت کے باعث زایل اور برباد نہیں ہوتے بلکہ ابد الاباد تک لازوال روح کے ساتھہ قایم رہتے ہیں۔

(باقی دوسرے نمبر میں)

فٹ نوٹ } یہہ مضمون ہم خدا تعالیٰ توفیق دے تو دو صورتوں میں لکھنا چاہتے ہیں۔ ایک تو یہی طرز جو فلسفیانہ رنگ رکھتا ہے۔ اور دوسرا طریق اس مضمون کے لکھنے میں ہم وہ رکھنا چاہتے ہیں جو **صوفی ازم** کا معراج قرار دیا جاتا ہے۔ بظاہر یہہ بڑے دعوے قرار دئیے جاسکتے ہیں۔ اور **فی الحقیقت** ہم اپنے اندر وہ **تاب و طاقت** نہیں پاتے کہ ایسے بار عظیم کے اُٹھانے کا حوصلہ کریں۔ مگر تاہم اللہ تعالےٰ کے فضل پر بھروسہ کرکے اسکو شروع کیا ہے اور اُسی سے اُمید ہے کہ وہی ختم کرا دیگا ع **آغاز** کردہ ام تا رسانی باتمام۔

ہم اپنے **فرزانہ مزاج** اور روشن رائے ناظرین کو بھی توجہہ دلانا چاہتے ہیں کہ وہ بھی اس مضمون پر **قلم** اُٹھائیں۔ اور اپنے نادر اور گرانقدر **خیالات** کو ظاہر کریں۔ ہماری آرزو پوری ہوگی اگر ہم اپنے اس مضمون پر بطور **ریویو** بعض تحریریں حاصل کرنے کے قابل ہو سکینگے!!!

(ہیمیرز ایڈیٹر)

مختصر نوٹ اور خبریں

۱۰؍ جنوری کا **الحکم** جس کاغذ پر شایع کیا گیا ہے اُسکے متعلق ہم ناظرین کو اطلاع دے چکے ہیں کہ جو اس کاغذ پر اخبار لینا پسند نہیں کرتے۔ بلکہ معمولی سفید کاغذ پر اخبار کی خریداری پسند کرتے ہیں وہ ہم کو اطلاع دیدیں تا کہ اُن کے لئے اُسی معمولی کاغذ پر چھاپنے کا انتظام کیا جاوے۔ ہم ایسے خطوط کا آخیر جنوری تک انتظار کرینگے۔ اُسکے بعد شروع فروری سے مجوزہ کاغذ پر اخبار شایع ہوا کرے گا۔ جو صاحب اس کاغذ کو پسند کرتے ہوں۔ اُنکو لازم ہے کہ وہ ہم کو اپنی رائے سے اطلاع بخشیں۔

ISLAM COLLEGE
LIBRARY

عباد الرحمٰن

نمبر (ثالث) ۳

(سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم مورخہ [illegible])

پچھلے دو نمبروں میں ہم نے عباد الرحمٰن کی دو صفتوں پر بحث کی ہے اور آج اسی سلسلہ میں ہم تیسری صفت پر بحث کرتے ہیں۔

عباد الرحمٰن کی تیسری صفت والذین یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جہنم ان عذابہا کان غراما انہا ساءت مستقرا ومقاما۔

(پھر عباد الرحمٰن کی ایک یہ بھی صفت ہے) کہ انکی دعا ہے " اے ہمارے رب! ہم سے دوزخ کا عذاب دور کر دے! اسکا عذاب تو دائمی ہلاکت ہے۔ اور دوزخ تو بڑی تکلیف کی جگہ اور برا مقام ہے۔"

اس آیت کو پہلی آیت [illegible] سے [illegible] کیا تعلق ہے؟ [illegible] کریم کے اس رکوع پر غور کرنے والا ممکن ہے یہ کہہ اٹھے کہ عباد الرحمٰن کی صفات کا تو بیان شروع کیا تھا یعنی ان اخلاق فاضلہ کا سلسلہ چھیڑا تھا جو ایک کامل انسان میں ہونے چاہییں۔ لیکن ضمناً اس دعا کا ذکر کیوں کر دیا؟ جبکہ آگے ہم دیکھتے ہیں کہ پھر وہی سلسلہ ان اخلاق فاضلہ کے اظہار کا چلتا ہے جیسے والذین اذا انفقوا الآیہ۔ اگر غور اور سلامت روی سے نظر کیا جاوے تو اس آیت کا پہلی آیت سے ایسا لطیف تعلق معلوم ہوگا کہ اس کے سوا اور کوئی آیت یہاں موزوں ہی نہ ہوتی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ایک منظم اور مرتب کلام ہے اور اپنی تفسیر اپنے اندر رکھتا ہے اس لئے اوپر کی آیت میں ہی اس آیت کی تفسیر موجود ہے والذین یبیتون لربہم سجدا وقیاما یعنے عباد الرحمن اپنے رب کے حضور سجدے اور قیام ہی میں راتیں گذار دیتے ہیں۔ اب رب کے حضور راتیں کیونکر بسر کرتے ہیں اس کا جواب اس آیت میں موجود ہے۔ یعنے سجدے اور قیام مختصر نشست و برخاست کے طور پر نہیں کیا کرتے بلکہ ان سجود و قیام میں نکلے پر سوز دل سے یہ دعا نکلتی ہے کہ اے رب ہمارے ہم سے جہنم کے عذاب کو دور کر دے جو ایک دائمی ہلاکت ہے اور جو بری جگہ اور مصیبت کا گھر ہے۔

سجود و قیام میں دعا کرو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کا مغز اور روح چونکہ دعا ہی ہے اس لئے سجدہ اور قیام اور قعدہ غرض ہر حرکت میں دعا کرنی چاہیے۔

سورہ فاتحہ پر نظر اس کے علاوہ ہم ایک اور بات بھی اس موقع پر اسی آیت کے تعلق پر کہنا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ **ام الکتاب** یعنے سورہ فاتحہ کا نقشہ قرآن کریم کے ہر ایک مقام پر موجود ہے اگر سورہ فاتحہ کی ترتیب واضح طور پر ذہن نشین ہو جائے تو قرآن کریم کے اکثر مقامات پر جو ترتیب طبعی کے مشکلات پیدا ہوتے ہیں۔ ہماری رائے میں انکا حل بخوبی ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس مقام کی صراحت مزید کے لئے ہم اپنے ناظرین کو سورہ فاتحہ کی ترتیب کی طرف لے جاتے ہیں۔

الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین۔ ایاک نعبد وایاک نستعین

اس خیال سے کہ یہ امر خوب طور پر سمجھ میں آجائے ہم نے ہندسوں کے نشان دے دیئے ہیں **ایاک نعبد** جہاں سے عبادت کی بنا پڑتی ہے اور دعا چونکہ بجائے خود ایک عبادت ہے (اس سے کوئی نادان یہ نہ سمجھ لے کہ عبادت کا ذکر کیا ہے نہ دعا کا دعا ضمناً شامل ہے) وہ الحمد للہ کے بالمقابل پڑا ہوا ہے۔ اور **استعانت** کا سلسلہ یا ہم اسکی توضیح کر کے یوں کہہ سکتے ہیں کہ **دعا** کا سلسلہ علی الخصوص اللہ تعالیٰ کی صفت رب العالمین کے محاذ پڑا ہوا ہے اور یہ ایک باریک بحث ہے کہ **عبادت۔ استعانت۔ ہدایت** کے تعلقات باہمی کیا ہیں؟ جو اس مضمون میں ہم بیان نہیں کر سکتے۔

بہر حال اس ترتیب میں جو ایک طبعی اور فطرتی نظام اپنے اندر رکھتی ہے غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ **ایاک نستعین** یعنے استعانت کا دریا رب العلمین کے منبع اور چشمہ سے نکلتا ہے۔

پس اب اس مقام پر ذرہ تدبر سے نگاہ کرو تو معلوم ہوگا کہ اس آیت کو پہلی آیت سے کیسا لطیف تعلق ہے۔

نکتہ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ قرآن کریم کے مختلف مقامات پر جہاں جہاں دعا کی تعلیم ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگی گئی ہے وہ علی العموم ربنا ہی کہکر مانگی گئی ہے جیسے ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا۔ ربنا لاتؤاخذنا ان نسینا وغیرہ۔

اس میں یہی راز معلوم دیتا ہے کہ دعا استعانت ہے اور استعانت کا سلسلہ رب العالمین سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے جب تک ربوبیت تامہ کا پرتو نہ ہو اعانت کہاں سے لے سکتا ہے۔

ہم پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ سورہ فاتحہ میں جیسا کہ رب العالمین کے بالمقابل ایاک نستعین پڑا ہوا ہے۔ اس مقام پر بھی اسی ترتیب سے کام لیا گیا ہے۔ ایاک نعبد کے بالمقابل اس مقام پر والذین یبیتون لربہم سجدا وقیاما موجود ہے اور ایاک نستعین کے بجائے یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جہنم وارد ہے۔ ہم بہ تغیر الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ آفتاب وہی ہے مگر مطلع اور ہے شمس تو وہی ہے مگر فانوس دوسرا ہے۔

والذین یبیتون لربہم میں تو جہاد بالنفس کی تعلیم فرمائی ہے۔ کیونکہ قانون قدرت یہی ہے کہ اگر کسی قوت کو بیکار چھوڑ دینگے تو وہ زایل ہو جاتی ہے۔ اس لئے عبادت الہی کے لئے اپنے اندر ایک مستعدی پیدا کرنی چاہیے۔ جو عباد الرحمن میں ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ انسان تکمیل اور تبلیغ اور سچی تربیت کا محتاج ہے اور اسمیں استعانت تعاون کی روح خود کام کر رہی ہے کہ ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتا پس جیسے خود اسکی آرگنیزیشن (بناوٹ) اسی استعانت کی طرف توجہ دلاتی ہے اس لئے وہ یہی استعانت رب العالمین ہی سے طلب کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہی ایک صفت ہر ایک فعل کو کامل کرتی ہے۔ پس وہ یبیتون لربہم کے فعل میں بدرجہ کمال تب ہی پہونچ سکتا ہے جب کہ یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جہنم اسکے اندر سے بطور افواہ نہیں بلکہ ایک اخلاص اور جوش کے رنگ سے

دل ہمی گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن

کا مصداق ہو کر نکلے۔

اس امر کا اظہار بھی اچھا ہوگا۔ تا مناسب نہ ہوگا کہ چونکہ عباد الرحمن پر جب اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کا کامل پرتو پڑتا ہے تو اسکو ایک نور مکالمہ الٰہیہ کا ملتا ہے اور رب کی صفت کے تحت میں رحمان کی صفت کام کرتی ہے۔ لہذا اس نور اور کلام کو پاکر اسکے حاصل کرنے کے لئے استعانت رب العالمین ہی سے ہونی چاہیئے۔

اس دعا میں کیا راز ہے؟

جب یہ تعلق بخوبی سمجھ میں آگیا تو اسکے بعد دوسرا خیال جو انسان کے دل میں گذر سکتا ہے وہ یہ ہے کہ عذاب جہنم سے بچنے کے لئے دعا کیگئی ہے۔ کوئی اور دعا جو دنیوی آسایش یا دینی معارف سے واقفیت تامہ کے ہوتے کی جاتی؟

ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ معرفت الٰہی کا یہ ایک باریک راز ہے۔ جبتک انسان میں پوری عبودیت اور تذلل پیدا نہ ہو وہ مورد انعامات الٰہیہ نہیں ہوسکتا۔ اس امر کو ہم نے ”قرآن کریم پر لطیف نوٹ“ والے مضمون میں بھی اور اسی مضمون کے ابتدا میں بھی مختصراً بیان کیا ہے کہ جیسے ایک بیج کو نشوونما پانے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے وہ با خاک پیوست ہو کر اسی کا رنگ و روپ دھارن کرے۔ اسیطرح پر کسی انسان کو بارور ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ کامل عبودیت جو ایک قسم کی نیستی ہے اپنے اندر پیدا کرے تاکہ ربوبیت تامہ کا پرتوہ پڑکر اسکو سرسبز کردے۔ کیونکہ ربوبیت اپنی ذات میں اپنے فیضان کے لئے عدم محض یا مشابہ بالعدم کو چاہتی ہے۔

پس عبدالرحمن بھی چونکہ اپنے مقام پر پہونچکر ایک خاص نور حاصل کرتا ہے اس لئے جب تک کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں کھویا نہ جاوے اس مرتبہ کو حاصل نہیں کرسکتا۔ اور اس عبودیت تامہ کا یہ تقاضا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی غنا ذاتی سے ہر آن لرزان و ترسان رہے۔ ان ساری باتوں کے علاوہ یہ دعا انسان کی تمام خواہشوں اور آرزوؤں کی جامع بھی ہے۔ کیونکہ یہ بات ہم نے کئی بار لکھی ہے اور یہ ایک فیکٹ ہے کہ بہشتی یا جہنمی زندگی اسی دنیا سے شروع ہوجاتی ہے۔

پس عذاب جہنم سے بچنے کی دعا کرنے کے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک قسم کی بدی اور بدروی سے محفوظ رکھیو کیونکہ ہر ایک قسم کی تکلیف اور مصیبت عذاب جہنم کا ایک شعبہ ہے۔ اس دعا میں تمام اخلاق فاضلہ کے لئے دعا ہے کیونکہ غصہ۔ غضب۔ کینہ۔ ریا۔ کذب۔ شہوت۔ بخل۔ جبن وغیرہ جو شدید اخلاق رذیلہ ہیں وہ سب کی سب ایک قسم کی آگ جو آتش جہنم کا نمونہ ہوتی ہے انسانی دل پر جو مرکز قویٰ ہے بھڑکاتے ہیں اور انسان کی راحت بھسم ہو کر تکلیف ہی تکلیف رہ جاتی ہے لہذا اس دعا میں بظاہر عذاب جہنم سے بچنے کے لئے دعا ہے۔ لیکن جہنم کے لفظ کی تہہ میں وہ تمام اسباب اور امراض موجود ہیں جو جہنم کو پیدا کردیتے ہیں۔ ہر ایک دکھ اور مصیبت اپنے اسباب کا نتیجہ ہوتا ہے اور جہنم بھی ایک نتیجہ ہے افعال بد کا۔

اب اس دعا کا مضمون ایک سلیم الفطرت انسان خوب سمجھ سکتا ہے کہ اسکے صاف معنے یہی ہیں کہ اے رب العالمین ہمکو تمام ہجوم افکار سے جو جہنم کا نمونہ ہیں اور تمام بد افعالیوں اور بری کرتوتوں سے جو جہنم کا باعث ہیں نجات دے یعنے سکھ عطا فرما۔ یا یہ کہو کہ اعمال حسنہ اور افعال صالحہ کی توفیق عطا کر۔ (اللہ تعالےٰ ہمکو اور ہمارے پڑھنے والوں کو یہ توفیق عطا کرے اور سچا سکھ نصیب کرے۔ آمین)

اسکے بعد اس عذاب جہنم کی فلاسفی شروع ہوتی ہے۔ یعنے ان اسباب کو بیان کیا ہے جو ایک طرف جہنم اور دوسری طرف جنت پیدا کرتے ہیں جسکو ہم انشاء اللہ اگلے نمبر میں بیان کرینگے۔

(باقی چوتھے نمبر میں)

یادگار سعدی

[جو ہندوستان کے سرپرست علوم ہز ہائنس نواب صاحب بہادر والئے رامپور کے نام پر ڈیڈیکیٹ کی گئی ہے۔]

ایشیا کے اس بے مثل اور مقبول مصنف کے نام کو جسقدر ہر دلعزیزی اور مقبولیت حاصل ہے وہ کچھ قابل بیان نہیں۔ دنیا کی ہر ایک مہذب زبان میں اسکی کلام کے متعدد ترجمے ہوئے اور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن اردو میں ابتک ایسی کوئی کتاب نہ تھی جس میں اس سکندر تصنیف کے منتخبہ کلام کو جمع کیا گیا ہو۔ لہذا اس اشد ضرورت اور کمی کے پورا کرنے کے لئے مولانا فیروز الدین صاحب مالک اخبار شیر ہند لاہور نے اردو میں یادگار سعدی کے نام سے ایک ایسی جامع کتاب لکھی ہے جسمیں شیخ رح کے سوانح عمر اسکے صوفیانہ مواعظ گلستان کی چیدہ حکایات حکام و سلاطین کے قابل عمل آئین و قوانین عوام و خواص کے لئے قیمتی نصایح بوستان کی منتخبہ حکایات اسکی لاجواب شاعری کا عطر اور اسکی موضوعہ ضرب الامثال وغیرہ کو نہایت عمدگی اور بسط سے جمع کیا ہے۔ تین سو صفحہ کی ضخامت چھپائی لکھائی نفیس اور قیمت صرف بلا محصولڈاک عمہ/ بذریعہ وی پی مع محصول ڈاک ہمہ۔ اگر دین و دنیا میں نیک نام اور کامیاب ہونا چاہتے ہو تو اس کتاب کو ضرور ہی خرید و۔ اور اپنا دستور العمل قرار دو۔ درخواست ہو بنام

دین محمد منیجر صدائے ہند بک ایجنسی اخبار پریس لاہور

مولوی عبداللہ ٹونکی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور و پریزیڈنٹ انجمن حمایت اسلام لاہور و سکریٹری انجمن مستشار العلما اور مولوی غلام محمد صاحب بگوی نے نہایت دور اندیشی اور انصاف سے کام لیکر آخر یہ لکھدیا کہ جو استفتا در بارہ **منکر مہدی** ہم نے دیا ہے اس جواب دینے میں کسی قسم کا دھوکہ اور فریب نہیں کھایا ہے اور میرے نزدیک اسوقت بھی استفتائے مذکور کا یہی جواب ہے الی آخرہ۔ ایسا ہی مولوی غلام محمد صاحب بگوی امام مسجد شاہی لاہور نے صاف لکھدیا ہے کہ اسمیں کسی شخص کا کسی قسم کا دھوکہ نہیں۔ اب غزنوی عبدالحق جو انکا فتویٰ دیتا ہے پھر اسے دھوکہ بتلاتا ہے ذرہ غور کرے اور ان مولویصاحبان سے پوچھے کہ وہ کیا کہتے ہیں۔

کامیابی

ہم نہایت خوشی سے ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے عنایت فرما مولوی محمد علی صاحب ایم اے پروفیسر اورینٹل کالج لاہور امتحان ایل ایل بی میں کامیاب ہوئے۔

طرابلس الغرب کے عربی اخبار **الترقی** نے صنعت و حرفت کی تعلیم کی جو ضرورت اپنے ملک میں محسوس کی ہے۔ اُسے اُسنے مندرجہ ذیل الفاظ میں ظاہر کیا ہے۔

" چونکہ یہاں کے مدارس رشدیہ میں (یہہ مدارس یہاں کے مڈل اور ہائی مدارس کے مشابہ ہیں) دیگر مضامین علمی کے علاوہ صرف ریاضی سکہائی جاتی تہی۔ صناعیہ اور زراعیہ تعلیم کا کوئی انتظام نہ تہا۔ غرباء اپنی اولاد کو ان مدارس میں تعلیم نہیں دلا سکتے تہے۔ کیونکہ وہ اگر اپنی اولاد کو چہوٹی عمر میں اپنی اپنی حرفت جن پر اُن کی معاش منحصر ہے نہ سکہائیں تو پہر بڑے ہو کر نہیں سیکہہ سکتے۔ اسلئے اُن کو مدارس میں نہیں بہیج سکتے تہے۔ اور یہہ ظاہر ہے کہ ہر جگہہ غربا کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ اسطرح گروہ کثیر تربیت و علوم سے محروم رہتا تہا۔ جو امر پستی و ذلت کا سب سے بڑا باعث ہے۔ یہہ حرمان ہمارے ملک کے لئے سخت بدنصیبی تہی مہذب ممالک میں کوئی ملک ایسا نہیں جہاں یہہ حالت ہو۔ اور جس میں غرباء کے بیٹوں کے لئے اُن کے حسب حال کتابی و علمی تعلیم کے ساتہہ ہی صنعت و زراعت سکہانے والے مدارس نہوں۔ پس ہمارے گورنر جنرل نے غرباء کے حال پر رحم کہا کر مکتب صنایع کے جاری کرنے پر کمر باندہ لی۔ تاکہ وہ علوم متداولہ سے بہی بہرہ یاب ہوں اور ساتہہ ہی اپنی اپنی دستکاریوں میں بہی علمی اصول کے مطابق مہارت پیدا کر سکیں۔ جنہیں اُن کو پہلے صرف اُسی قدر مہارت ہوتی تہی جو محض طبیعت اور فطرت کی راہ نمائی سے پیدا ہو سکتی ہے۔

ہم یہہ خواہش ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ لاریب اسوقت قومی اور ملکی افلاس کے اسباب میں ایک سبب عظیم صنعتی امور اور اشغال سے کمال بے رغبتی اور عدم توجہگی ہے جس کی اصلاح کی علی الخصوص مسلمانوں کو ضرورت ہے۔ جہاں ہم مسلمانوں کی تعلیم [illegible] کو اس ضروری امر کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت سمجہتے ہیں ہم ایک سچی دلسوزی اور ہمدردی سے اپنے مدرسہ **تعلیم الاسلام** کی مجلس منتظمہ کو خاص طور پر متوجہ کرتے ہیں کہ وہ اس امر پر غور کرینگے کہ مدرسہ میں صنعتی تعلیم کی کسقدر ضرورت ہے۔

ہم اس معاملہ پر زیادہ وضاحت سے بحث کرنے کو طیار ہونگے۔ اگر ہماری واجب الاحترام کمیٹی میں اس سوال پر غور شروع ہوئی جس کی ہم امید کرتے ہیں

ہمارے ناظرین کو شاید اس امر کی اطلاع نہو کہ فاتح سوڈان سردار کچنر نے خرطوم میں ایک عظیم الشان کالج قایم کرنے کا ارادہ کیا ہے جسکے لئے چندہ کیا گیا۔ اور صاحب موصوف کو پوری کامیابی ہوئی۔ یہہ تو ایک ظاہر امر ہے کہ اُس کالج کے اجراء سے کیا منشاء ہو سکتا ہے۔ اور اُسکے پروفیسر اور مدرس کون لوگ ہونگے۔ اسکا جواب ہم دو لفظوں میں دینا چاہتے ہیں۔ عیسائیت اور عیسائی۔ اب لیورپول کے نو مسلموں نے ایک عام جلسہ کر کے ریزولیوشن پاس کیا ہے کہ خرطوم کے مجوزہ کالج میں مسلمان مدرس اور پروفیسر مقرر کئے جائیں۔ اگر عیسائی مدرس رکہے گئے تو سوڈانیوں کو اپنے لڑکے اُس میں بہیجنے سے بہت کچہہ تامل ہوگا۔ مصر۔ ٹرکی۔ ہندوستان۔ اور خود انگلستان میں مسلمان تعلیم یافتگان بکثرت موجود ہیں۔ اور اُن میں سے حسب منشاء انتخاب کیا جا سکتا ہے اس ریزولیوشن کی ایک نقل سر ہربرٹ کچنر محرک مجوزہ کالج کے پاس بہیجی گئی ہے

حبل المتین کا نامہ نگار بہی ہمارے اس بیان کی تصدیق کرتا ہے کہ قسطنطنیہ میں اس انگریزی کالج کی تجویز سے بہت بے چینی اور تردد پیدا ہو رہا ہے اور وہاں کے اکثر عالی ہمت مسلمان سوڈانی مسلمانوں کو مسیحانہ یا غیر مذہبی تعلیم کے بد اثروں سے محفوظ رکہنے کے لئے خرطوم میں ایک اسلامی مدرسہ قایم کرنیکی تجویز کر رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اہالی جرمنی کا بہی وہاں ایک جرمن مدرسہ قایم کرنیکا منشاء ہے۔

مقبوضات بعیدہ کی کثرت اور بحری اقتدار کے لحاظ سے سولہویں و سترہویں صدی عیسوی میں ہسپانیہ کو دیگر دول پر وہی امتیاز حاصل تہا جو آجکل انگلستان کو حاصل ہے۔ رفتہ رفتہ اُسکا اقتدار اور مقبوضات کم ہونے شروع ہو گئے۔ حتیٰ کہ امریکہ سے شکست کہانے کے بعد اُنیسویں صدی کے اخیر میں ہسپانیہ کے پاس اب کوئی بعیدی مقبوضہ یا نوآبادی نہیں رہگئی۔ الہ آباد کا پائنیر سرکاری انگریزی اخبار اس تنزل کے اسباب کو بالوضاحت بیان کر کے تحریر کرتا ہے کہ ہسپانیہ کے عروج و تنزل کی تاریخ بزبان حال انگلستان کو مندرجہ ذیل نصیحتیں کرتی ہے۔

" اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری سلطنت قائم رہے تو اپنی بحری طاقت کو کم نہونے دینا۔ پادریوں کو اُن کے کوتکوں کی خواہ کیسی ہی تراش ہو اپنی حکومت میں ہرگز دخل نہ دینے دو۔ نسلوں کے اختلاط و تناسل (یعنے بالخصوص انگریز مردوں کی محکوم اقوام کی عورتوں سے شادی) کو روکتے رہو۔ اور بالآخر اسے کبہی فراموش نکرو کہ فے الحقیقت انگلستان کے صناع انگریز تاجر اور انگریز انجنیئر ہی انگریزی عظمت کے بڑے عنصر ہیں

ان کے علاوہ ہسپانیہ کی افتاد سے ایک اور سبق حاصل ہو رہا ہے۔ جو ہم انگریزوں کے لئے یہاں ہندوستان میں باقی کل سبقوں سے زیادہ قیمتی ہے ہسپانیہ اپنی محکوم رعایا کے ساتہہ علی العموم نا منصفانہ برتاؤ کرتی تہی۔ وہ اُن کی گویا سوتیلی ماں تہی۔ اور بالخصوص ایسے مقدمات میں جو غالب اور مغلوب قوم کے افراد کے درمیان ہوں۔ اُس سے انصاف کی قطعًا توقع نہیں ہوتی تہی۔ پس پولیٹیکل حقوق سے قطع نظر کر کے جو ماتحت اقوام کو فاتح قوم کے برابر فے الفور عطا کر دینے ہرگز مناسب نہیں یہہ صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ جو سلطنت ہسپانیہ کیطرح برباد ہونا نہیں چاہتی۔ اُسے انصاف کے معاملہ میں بلا خوف و خطر کسی شخص کی خواہ وہ کسی قوم میں سے ہو۔ طرفداری نکرنا قطعًا لازمی ہے اور اُسپر فرض ہے کہ اگر وہ اپنے وجود کا قیام چاہتی ہے تو اپنی منصف مزاجی کے دعوے میں صادق بننے کی کوشش کرتی رہے۔ فی زماننا فوجی طاقت کے استحکام و اضافہ کے متعلق بڑی لمبی چوڑی تجویزیں کی جا رہی ہیں۔ لیکن اسے کبہی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ ہندوستان میں ہماری حکومت کے حقیقی استحکام کا دار و مدار بالآخر خالص و مشفقانہ ملکی انتظام پر ہی منحصر ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ پائنیر کی یہہ قابل قدر نصیحت اُن انگریز حکام پر جن کے ہاتہہ میں ملک کی انتظامی اور جوڈیشل صیغوں کی عنان ہے۔ پورا پورا اثر کرنے سے خالی نہیں رہیگی۔

سمرنا کے صنعتی مدرسہ کے پرنسپل سعادتلو احمد ملک آفندی نے بالعالی سے قصبہ کو کاریہ لی سے براہ اورلہ چیشمہ اور سفری حصار تک دخانی یا کہربائی طاقت سے چلنے والی ٹرموے بنانیکا اجازہ ملنے کی درخواست کی ہے۔ اور لکہا ہے کہ سرکاری اعانت کی احتیاج نہیں یہہ مجوزہ لاین تخمیناً [illegible] میل لمبی ہوگی مگر یہہ معلوم نہیں ہوا کہ آیا آفندی صاحب (جیسا کہ عمومًا ہوتا ہے) صرف برائے نام خواستگار ہیں اور در اصل کوئی یورپین کمپنی اجارہ کی مستدعی ہے یا کہ فی الحقیقت آفندی صاحب نے اس کام کے [illegible] اطلاع دینے سے دریغ نہیں کرینگے۔

اعلان اگر آپکو نہایت خوبصورت ریشمی و سوتی کمربند و پراندے وغیرہ درکار ہوں تو اس پتہ سے طلب کرو۔
شیخ غلام غوث و شیخ فضل الٰہی دوکان دار ریشم کلانور ضلع گورداسپور

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست۔ اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کافی تولہ ۳ے، خالص ممیرہ فی ماشہ ۲۰ روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔

المشتھر پروفیسر میا سنگھ اھلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں۔ جلن۔ کمزوری نظر۔ ناخونہ وغیرہ اندرکی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اسکا استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے

راقم ڈاکٹر ڈی ایم سالگلے صاحب بہادر۔ ایم بی ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے طیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے۔ آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگہ ہی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر وآنریری مجسٹریٹ لاہور۔ سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم۔ شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا۔ میرے ایک دوکاندار مسمی دولامل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہوگیا اور پتلی صاف وشفاف ہوکر نظر بدستور قائم ہوگئی اور مریض دعاگو ہے۔ بندہ بھی بصد شکرگذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص وعام خلق خدا پر بہت احسان عظیم اور ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص وعام بلاتعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا عرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم ممیرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں۔ لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں۔ راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہسپتال اسسٹنٹ کوٹ گڈھ۔ ڈسپنسری شملہ

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے۔ ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان۔

۶ مارچ ۱۸۹۷ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کی سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جو لاہور کی الائنس بنک میں مارچ ۱۸۹۸ء کو جمع کیا گیا ہے۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر وپروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

GUJRANWALA 8 FE 99
WAZIRABAD
D.L.O. LAHORE 10 FE 99
KADIAN

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

نیک باش برادر ہمہ ارا کہن باک

الحکم

نمبر ۴ قادیان دار الامن والامان مورخہ ۳۱ جنوری سنہ ۱۸۹۹ جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں، اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل برفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحے سے آٹھ صفحے تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے موید ہوجائیں اور سو سو ٹریکٹ ۴ فیصدی کے حساب سے خرید لیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہو سکتا ہے اور ہم ہفتہ وار ڈیڑھ ہزار چھاپکر مفت تقسیم کردیا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ کا ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہوجایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبروں میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کردیں گے۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری تعداد درخواستیں جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ منیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے
بالکل کھرا سودا

مگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو فوراً واپس کرو۔ اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔؟

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سیکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازار بند پراندے پیچ بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کی ۱۰/ سے لیکر صہ روپیہ تک۔ پراندے ۴/ سے لیکر صہ روپیہ تک۔ پیچبند ے روپیہ سے لیکر صہ روپیہ تک۔

۳۔ زیورات میں ڈبے جس قسم کے چاہیں ڈالدیئے جائینگے۔

۴۔ دریائی کا کام ہر ایک قسم کا۔

۵۔ ہر چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہوسکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں یہ انہی کے فائدہ کیلئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر تمام پتہ صاف صاف خوشخط تحریر ہو ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و الٰہ بخش علاقہ بند
کٹرہ باگھ سنگھ۔ ہٹی [illegible] امرتسر پنجاب

تذکرہ

ابوبکر صدیق رض

نام وحلیہ وغیرہ - عبد اللہ ابن ابی قحافہ - عام فیل سے دو برس بعد پیدا ہوئے - جسم مبارک دُبلا تہا - آنکہیں ذرہ اندر بیٹھی ہوئی تھیں - خوبصورت تھے - اور چہرہ کسیقدر گول تہا اور فصیح اللسان تھے -

عام باتیں - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں دو برس چھوٹے تھے - آزاد مردوں میں سب سے پہلے مشرف باسلام ہوئے اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق فرمائی - اور اوروں کو ترغیب دلائی آپ عشرہ مبشرہ اور اصحاب کبار میں داخل ہیں - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کمال ایمان کی وجہ سے صدیق کہلاتے ہیں - وسیع الاخلاق تھے - حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے اسقدر محبت تھی کہ غار میں جب آپ تشریف لے گئے تو جناب ابوبکر رض کے سوا دوسرا کوئی ساتہہ نہ تہا - اسی وجہ سے آپ کو یار غار بھی کہتے ہیں - تمام لڑائیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور آپکے جسم مبارک کی گویا سپر ہوا کرتے تھے - اشاعت اسلام کے لئے اپنا کل اثاث البیت خرچ کر دیا - مسلمانوں کی ہمدردی اور غمخواری میں ہمیشہ محو رہتے تھے - آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک اور عظیم الشان تعلق بھی تہا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ زوجہ مطہرہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ ہونے کا فخر آپ ہی کو تہا - حضرت ابوبکر صدیق کی شان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث عام طور پر مشہور ہے کہ انبیاء کے بعد ابوبکر کے سوا کسی دوسرے پر سورج نے طلوع اور غروب نہیں کیا -

خلافت اور وفات - سنہ ۱۱ ربیع الاول کے مہینے میں آپ حسب وعدہ الٰہی بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوّل خلیفۂ امت ہوئے اور مسلمانوں نے آپ کے ہاتہہ پر بیعت کی - دو برس تین مہینے نو دن خلافت کے فرائض ادا کرکے جمادی الثانی کے مہینے میں اڑسٹھ ۶۸ برس کی عمر میں وفات پائی - آپ نے اپنے زمانہ خلافت میں اہل ارتداد کو نہایت حکیمانہ طور پر سیدھا کیا اور عرب کے باہر دین اسلام کے پھیلانے میں کامیابی حاصل کی - آپ رسول الثقلین کے پہلو میں دفن ہوئے - ایکسو بیالیس حدیثیں آپ سے مروی ہیں -

ابوبکر باقلانی

(ابوبکر باقلانی) محمد ایک بڑے متکلم کا نام ہے - جنہوں نے ابوالحسن الاشعری کے مسلک کو اختیار کیا - الملل والنحل آپکی مشہور کتاب ہے سنہ ۴۰۳ھ میں بمقام بغداد وفات پائی -

ابوبکر رازی

(ابوبکر رازی) احمد بڑا حکیم اور طبیب تہا حکیم رازی بھی اسکو کہتے ہیں - سنہ ۲۵۱ھ میں پیدا ہوئے - تحصیل علم کے واسطے عراق - شام - مصر اور اندلس میں گئے تھے - بغداد میں بیمارستان کے مدیر اور طبیب رہے تھے - علم کیمیا - طب ریاضی اور ہیئت کے اندر آپ نے بہت خدمتیں کی تھیں - ان فنوں میں آپ کی بہت سی تالیفات ہیں - مرض چیچک پر اوّل ہی اوّل جو رسالہ لکہا گیا وہ ابوبکر رازی ہی کی تصنیف ہے - ابن رشد اور ابن سینا کی تالیفات کی طرح اُنکی کتابوں کا بھی لیٹن میں ترجمہ ہوا ہے اور یوروپ کے دار العلوموں میں مدت تک وہ پڑھائی گئی ہیں - سنہ ۳۲۰ھ میں وفات پائی - انکی بہت مشہور کتاب کا نام (الحاوی) ہے جو تیس جلدوں میں ہے - اور علم طب کی سب شاخوں پر اس میں بحث کی ہے -

تاریخی اور علمی باتیں

بلنسیہ

بلنسیہ جسکو آجکل یوروپ کے نقشوں میں والنشیا لکھتے ہیں اسپین کا مشہور شہر ہے جو اس کے مشرق میں سمندر سے ۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے - وادی الکبیر جو اسپین کا مشہور دریا ہے اور جسپر پانچ پل بنے ہیں اسکے شمال میں لہریں مارتا ہوا سمندر میں جا ملتا ہے - دریا کا منظر نہایت عجیب ہے - اسکے دونوں کناروں پر سرسبز درخت جھوم رہے ہیں - اور دریا کا نیلگون پانی ان کے درمیان سے گذرتا ہے - بلنسیہ اسپین کے دار الحکومت شہر مڈرڈ سے جسکو مسلمانوں کے عہد حکومت میں مجریط کہتے تھے ۱۹۱ میل کے فاصلہ پر جنوب مشرق میں آباد ہے - شہر کے گرد ایک فصیل ہے جو ۳۰ فٹ بلند اور ۱۰ فٹ چوڑی ہے اور اسمیں آٹھ دروازے ہیں جن سے شہر میں داخل ہوتے ہیں شہر کے باہر کی عمارتیں خوشنما اور منظر دلکشا ہے - مگر اندر کے مکانات اونچے اور تاریک ہیں - بازار تنگ اور اسمیں دور تک سڑکیں پیچ وخم کے ساتہہ چلی جاتی ہیں - آجکل اس شہر میں شیشے لوہے اور ریشم اور کتان کی صنعت جاری ہے - اور ریشم - شراب انگور اور زعفران کی تجارت ہوتی ہے - نارنگیاں تو اس کثرت سے ہوتی ہیں کہ ایک فصل میں انکے ۱۶۲۳ جہاز دوسرے ملکوں کو روانہ ہوتے ہیں ہر سال تین ہزار جہاز اس بندرگاہ میں آتے ہیں[1]

بلنسیہ نہایت قدیم شہر ہے - جس کو ادیتانہ قوم نے آباد کیا تہا - اگرچہ پومپی نے اسکو ویران کر دیا تہا مگر کچھ عرصہ کے بعد از سر نو آباد ہوا - مسلمانوں نے سنہ ۷۱۲ء میں جب اس کو فتح کیا تو اسپر قوم گاتھ حکمران تھی - سنہ ۱۰۹۴ء میں عیسائیوں نے اس شہر پر حملہ کیا اور وہ مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گیا -

---

[1] بنیس جیوگرفکل ڈکشنری -

لشبین کی فوج نے دوبارہ اُسکو پامال کیا مگر ۱۲۳۸ء میں اسپین کے عیسائی حکمران اُسپر ہمیشہ کے لئے قابض ہو گئے [1]

سلمانوں کے عہد حکومت میں بلنسیہ ایک صوبہ تھا اور اس کا دار الحکومت شہر بلنسیہ نہایت آباد و پر رونق و شاندار اور فضل و کمال کا مرکز تھا۔ تاریخ۔ جغرافیہ اور ادب اور رجال کی کتابوں کے ہزاروں صفحے الٹ جاؤ ہر جگہ بلنسیہ کے باغوں۔ سیرگاہوں اور عمارتوں اور وہاں کے علماء اور شعرا کے تذکرے پاؤگے۔

آجکل کی طرح اُس زمانہ بھی شہر کا بیرونی حصہ نہایت پرفضا اور آباد تھا اور سمندر کی سطح پر آفتاب کے چمکنے سے یہ حصہ نہایت منور تھا مگر اس کا اندرونی حصہ صفائی کے نہ ہونے سے تنگ و تاریک تھا اور اس میں پسوؤں اور مچھروں کی کثرت تھی اور ہر طرف کوڑیوں کے ڈھیر نظر آتے تھے۔ چنانچہ غرناطہ کا ایک مشہور شاعر ابوجعفر بن مسعدہ کہتا ہے

هي الفردوس في الدنيا جمالا ۔ لساكنها مثار بها البعوض

یعنے بلنسیہ اپنے جمال اور لطافت کے لحاظ سے رہنے والوں کے لئے دنیا میں بہشت ہے مگر اس میں مچھروں کی مصیبت ہے۔ ایک اور شاعر کہتا ہے۔

رقص البراغيث فيها　　على غناء البعوض

یعنے بلنسیہ میں مچھر گیت گاتے ہیں اور پسو ناچتے ہیں [2]
اندلس کا ایک اور شاعر ابن سمیر کہتا ہے۔

بلنسية بلدة جنة　　وفيها عيوب متى تختبر
فخارجها زهر كلة　　وداخلها برك من قذر

یعنے بلنسیہ بہشت ہے اور اگر جاکر دیکھو تو اس میں کچھ عیب بھی ہیں۔ باہر کا حصہ تو پھولوں سے چھایا ہوا ہی مگر اندر کثافت کے حوض ہیں [3]

اُس زمانہ میں بلنسیہ کے باہر باغات کی کثرت تھی۔ ہر طرف سبزہ زار لہلہاتے اور چشمے لہراتے تھے اس حصہ میں رصافہ اور منیۃ المنصور دو نہایت مشہور سیرگاہ تھے۔ اُنکے درمیان سے نہریں گذرتی تھیں اور نہروں پر پل تھے۔ جہانتک نظر کام کرتی تھی زعفران کے سنہری کھیت یا نارنگیوں کے ہرے بھرے درخت نظر آتے تھے۔ ایک مورخ نے لکھا ہے کہ بلنسیہ رصافہ اور پل کے اعتبار سے رونق اور لطافت میں بغداد کے ساتھ ہمسری کرتا تھا۔ اور سبزہ زاروں اور باغوں اور چشموں کی کثرت سے مطیب الاندلس یعنے اسپین کا سیرگاہ کہلاتا تھا [1]

اسپین کے شاعروں نے بلنسیہ کے شاندار منظر کی تصویر اپنے اشعار میں کھینچی ہے۔ مگر جن کو عربی زبان کی شاعری کا مذاق نہیں ہے وہ اشعار کی اصلی آب و تاب اور لطافت سے محروم رہیں گے اس لئے ہم انکے مضمون پر اکتفا کرتے ہیں۔

بلنسیہ کا شاعر ابن زقاق کہتا ہے " انصاف کی بات تو یہ ہے کہ بلنسیہ اپنی خوبیوں کے لحاظ سے تمام شہروں پر سبقت لیگیا ہے۔ میرے اس دعوے کی دلیل خود بلنسیہ ہے جس کا جمال آنکھوں کے سامنے جلوہ گر ہے۔ اسکو خدا نے حسن کا خلعت پہنایا ہے۔ اور اسپر دریا اور سمندر نقش و نگار ہیں۔"

بلنسیہ کا تاجدار مروان کہتا ہے " بلنسیہ ایک نوجوان معشوق ہے اور سندس سبز کا لباس اسکے زیب تن ہے اگر تم اس کے پاس جاؤ تو وہ اپنے تئیں پھولوں اور شگوفوں میں چھپا لیتا ہے۔

بلنسیہ میں کبھی کبھی قحط ہو جاتا تھا اور سرحد کے عیسائی آئے دن اسپر حملہ کرتے تھے۔

ابوالحسن بن حریق اس بات کا اشارہ کرتا ہی اور کہتا ہے " بلنسیہ ہر قسم کے حسن کا مرکز ہے اور یہ بات مشرق و مغرب میں مسلم ہے۔ اگر کوئی کہے کہ اس میں قحط کی آفت برپا ہوتی ہے اور تلواروں اور برچھیوں کا مینہ برستا ہے تو اُس سے کہدو کہ بلنسیہ بہشت تو ہے مگر قحط اور جنگ کی دو مصیبتوں کی اوٹ میں ہے۔

ابن زقاق اپنے وطن کی تعریف اسطرح کرتا ہے " بلنسیہ بہشت برین ہے۔ اسمیں انگور کی بیلیں جھک پڑی ہیں اور رحیق اور سلسبیل کے چشمے جاری ہیں اور آب حیات کا چشمہ تو رات دن بہتا ہے۔

بلنسیہ کا شاعر علی بن احمد رصافہ کے جلسوں کا ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے اٹھو اور جام کو گردش میں لاؤ۔ تمام باغ شگوفوں کا ریشمی لباس پہنے ہوئے ہیں جنکو موسم بہار کے بادلوں نے تیار کیا ہے۔ مجلس محبوب کے چہرے سے جو چودھویں رات کے چاند کی مانند ہے آسمان کی طرح چمک اٹھی ہے آفتاب نے اپنا پیراہن زعفرانی کر لیا اور زمین کا سبز لباس شبنم سے تر ہو گیا۔ نہر کہکشاں کی مانند ہے جسکے گرد یاران ہم مشرب چمکتے ستاروں کی مانند ہیں [1]

آجکل کی طرح اُس زمانہ میں بھی ریشم کے کیڑے یہاں پرورش کئے جاتے تھے۔ اور انکو سوداگر یہاں سے دور دور تک لے جاتے تھے۔ ایک خاص قسم کا کپڑا بھی یہاں طیار ہوتا تھا جو نسیج بلنسی کے نام سے مشہور تھا اور شمالی افریقہ میں بہت فروخت ہوتا تھا [2]

بلنسیہ تاریخ میں علم و فضل کے اعتبار سے بہت نامور تھا اور اس میں بیشمار شعرا اور علما ہو گذرے ہیں۔ یہاں کے مسلمان عام طور پر مذہب کے سچے اعتقاد کے پکے اور سنی کے پورے۔ فیاض اور مہمان نواز اور علم دوست تھے۔

اس موقع پر ہم ایک مجمل فہرست ان نامور عالموں اور شاعروں کی درج کرتے ہیں جو بلنسیہ کے مردم خیز زمین سے پیدا ہوئے [3]

سعد الخیر۔ المتوفی سنہ ۵۴۱ھ۔ حدیث کی تلاش میں چین تک سفر کیا بغداد میں امام ابو حامد غزالی سے فقہ حاصل کی۔ ادب ابو زکریا تبریزی سے سیکھا ابن عساکر۔ ابن سمعانی۔ ابو موسیٰ المدینی۔ علامہ ابوالفرج بن جوزی جو فن حدیث کے امام ہیں انہی کے شاگرد تھے۔ بغداد میں امام احمد بن حنبل کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

ابوالمطرف بن عمیرہ۔ ولادت سنہ ۵۸۰ھ وفات

---

[1] دائرۃ المعارف
[2] نفح الطیب جلد اول صفحہ ۱۱۰
[3] معجم البلدان (بلنسیہ)

[1] نفح الطیب جلد اول صفحہ ۱۰۰ و ۱۱۰ و جلد دوم صفحہ ۱۴۹

[1] یہ اشعار معجم البلدان اور نفح الطیب کے مختلف مقامات سے لئے گئے ہیں۔
[2] نفح الطیب جلد اول صفحہ ۱۰۰ و جلد دوم صفحہ ۱۴۹
[3] یہ فہرست نفح الطیب کے مختلف مقامات سے ماخوذ ہے۔

سنہ ۶۵۸ھ۔ مشہور محدث ہیں۔ ادب اور انشاء میں خاص ملکہ تہا۔ سلاطین بنوحفص اور موحدین کو اندلس کی تباہی پر امداد کی طلب کے لئے جو فصیح و بلیغ عریضے مسلمانوں نے بھیجے وہ اُن ہی کے قلم سے نکلے تھے مختلف مقامات میں قاضی رہے۔ علامہ ابن جوزی کے طریقے پر وعظ کہتے تھے۔ انکی تصنیفات یہ ہیں تاریخ جزیرہ میورقہ (میجورکا)۔ اختصار تاریخ ابن [illegible] الصلوٰۃ وغیرہ۔

ابو احمد جعفر الخزاعی۔ المتوفی سنہ ۶۴۴ھ۔ مشہور محدث اور فقیہ ہیں۔

ابو عبد اللہ بن تعیش۔ محدث

ابو العباس بن امیہ۔ شاعر

ابن محرز۔ ولادت سنہ ۵۶۹ھ وفات سنہ ۶۵۵ھ حدیث اور فقہ کے بہت بڑے عالم اور ادیب اور شاعر تھے۔

ابن حجاف۔ شاعر

ثابت الخشنی۔ المتوفی سنہ ۵۴۵ھ

ابو جعفر بن عبد الولی۔ شاعر

ابو الحکم۔ شاعر

ابن عمار۔ شاعر۔ فقیہ۔ تونس میں عہدۂ قضا پر ممتاز تھے۔

ابن معقس۔ المتوفی سنہ ۶۲۷ھ۔ شاعر۔ لغوی۔ ادیب مصر میں جا رہے تھے۔

ابن ہاجر۔ ولادت سنہ ۵۲۰ھ وفات سنہ ۵۹۸ھ قاری۔ محدث۔ سنہ ۵۷۱ھ سے سنہ ۵۹۶ھ تک حدیث کی تلاش میں مشرق کا سفر کرتے رہے۔ تجارت کرتے تھے۔

ابن جبیر۔ ولادت سنہ ۵۴۰ھ وفات سنہ ۶۱۴ھ تین دفعہ حدیث کی تلاش میں مشرق کا سفر کیا محدث۔ شاعر۔ ادیب۔ انکا مفصل حال اس پرچہ میں اور آئندہ پرچوں میں ملے گا۔

ابن عبدون۔ شاعر

علی بن احمد۔ شاعر

ابن ہذیل۔ ولادت سنہ ۴۷۱ھ وفات سنہ ۵۸۳ھ لغت اور حدیث کے نامور عالم تھے۔ ایک مدت تک مشرق کا سفر کرتے رہے۔

ابن سعد الخیر۔ مشہور بدیہہ گو شاعر

رصافی۔ نہایت لطیف گو شاعر۔

بلنسیہ جو مسلمانوں کے عہد حکومت میں بطور ایک صوبہ کے تہا اس میں بہت سے قصبے اور قریے آباد تہے۔ جن میں سب سے مشہور قصبہ شاطبہ ہے جو خصوصیت کے ساتھ قرأت اور حدیث کا درس گاہ تہا۔ اور منظر کی لطافت اور خوبی کے لحاظ سے بھی بے نظیر تہا۔ یہاں کا کاغذ تمام اندلس میں مشہور تہا اور دور دور تک جاتا تہا۔ سنہ ۶۴۵ھ میں مسلمانوں کے ہاتہ سے نکل گیا۔[1]

ذیل میں ایک مختصر فہرست اُن مشہور علماء اور ادبا کی دیجاتی ہے جو اس قصبہ میں پیدا ہوئے[2]

رضی الدین۔ ولادت سنہ ۶۰۱ھ وفات سنہ ۶۸۴ھ فن لغت کے مشہور اور مسلم استاد تہے۔ ابو حیان جو فن لغت اور نحو میں امام مانے گئے ہیں انہی کے شاگرد تہے۔

ابن عات۔ ولادت سنہ ۵۴۳ھ۔ صحاح جوہری کی شرح کئی جلدوں میں لکہی۔ علم کی تلاش میں مشرق کا سفر کیا۔ حدیث کے نہایت مشہور عالم تہے۔ سنہ ۶۰۹ھ میں جنگ عقاب میں شریک ہوئے اور میدان سے غائب ہوگئے۔

ابن حیاز۔ المتوفی سنہ ۶۱۸ھ۔ محدث

ابو الحسن بن عبد الولی۔ محدث

ابن لب۔ المتوفی سنہ ۶۴۷ھ محدث القاہرہ میں حدیث کا درس دیتے تہے۔

ابن سراقہ۔ ولادت سنہ ۵۹۲ھ وفات سنہ ۶۶۲ھ شاطبہ کے علما اور مشایخ صوفیہ میں سے ہیں۔ حدیث کی تلاش میں مشرق کا سفر کیا۔

ابن یعقوب الخزرجی۔ قاضی بجایہ۔ قضاۃ اور علما کے خاندان سے ہیں۔ اصول فقہ اور عربیت میں کامل تہے۔

ابن ثعلبہ۔ المتوفی سنہ ۴۶۵ھ۔ محدث حدیث کے لئے مشرق کا سفر کیا۔

امام شاطبی۔ ولادت سنہ ۵۳۸ھ وفات سنہ ۵۹۰ھ محدث۔ فقیہ۔ نحوی اور فن قرأت کے امام ہیں حرز الامانی اور عقیلہ انکے دو منظوم رسالے فن قرارت میں ہیں جو نہایت مقبول ہوئے ہیں اور آجتک قاری انکو حفظ کرتے ہیں۔ سنہ ۵۷۲ھ میں مصر کا سفر کیا۔ قاضی فاضل کے مدرسہ فاضلیہ میں درس دیا جو القاہرہ میں ہے۔ اور وہیں مدفون ہوئے۔ شاعر۔ نحوی۔ دمشق کے مدرسہ اقبالیہ میں درس دیتے تہے۔ سلطان صلاح الدین کی مدح میں قصائد لکھے۔

ابن ابی الربیع۔ ولادت سنہ ۵۵۵ھ وفات سنہ ۶۴۲ھ۔ قاری۔ محدث اور صاحب تصنیف تہے

ابن سعادہ۔ سنہ ۴۹۶ھ ولادت سنہ ۵۵۵ھ وفات۔ قاضی شاطبہ۔ حدیث۔ تفسیر۔ فقہ۔ لغت۔ ادب۔ اور علم کلام کے عالم تہے۔ سنہ ۵۲۰ھ میں مشرق کے سفر کو نکلے۔

منصف بلنسیہ کے مضافات میں ایک قریہ تہا۔ طارق بن یعیش المتوفی سنہ ۵۴۹ھ یہیں کا نامور فقیہ اور شاعر تہا۔

بطرنہ بہی ایک قریہ تہا جہاں عیسائیوں اور مسلمانوں میں مشہور معرکہ جنگ برپا ہوا۔ ابن خزاز اسی قریہ کا مشہور شاعر اور المریہ کے فرمانروا ابن صمادح کا مداح تہا۔

اسی نواح میں ایک اور قریہ تہا جو متیطہ کے نام سے موسوم تہا اس قریہ سے کثرت سی علما اور شعرا پیدا ہوئے۔ اندہ بہی جسکے پہاڑوں میں لوہے کی کانیں ہیں بلنسیہ کے مضافات میں شامل تہا۔ ابو جعفر احمد بن حسن القضاعی المتوفی سنہ ۵۹۸ھ جو اندلس کے مشہور سیاح ابن جبیر کے ساتھ ہمسفر رہے تہے اسی قصبہ کے محدث تہے اور انکو حدیث کے سوا ادب اور فن طب میں بہی کمال حاصل تہا۔ غرناطہ کے گورنر عثمان بن عبد المومن نے انکو اپنا سکریٹری بنالیا تہا۔

جزیرہ شقر جو سنہ ۶۳۹ھ میں مسلمانوں کے ہاتہ سی نکل گیا۔ بلنسیہ کے ساتھ حلقہ انتظام میں شامل تہا۔ ابن حاضر المتوفی سنہ ۶۳۹ھ اسی جزیرہ کے عالم تہے جنہوں نے حدیث کے لئے مشرق کا سفر کیا اور القاہرہ میں وفات پائی۔

---

[1] نفح الطیب جلد اول صفحہ ۱۰۳ و جلد دوم صفحہ ۷۶۷۔

[2] نفح الطیب کے مختلف مقامات سے ماخوذ ہے

مقدمہ کی ۲۷ تاریخ

ہمارے ناظرین اِس مقدمہ کے تفصیلی حالات معلوم کرنے کے لئے جسقدر مضطرب اور بیقرار ہیں اُس کا اندازہ اُن خطوط سے ہو سکتا ہے جو ہر روز ڈاک میں آتے ہیں۔ جہانتک تو اجمالی طور پر سب کو معلوم ہے کہ ۱۱ جنوری ۱۸۹۹ء سے بعد مقدمہ ۲۷ جنوری ۱۸۹۹ء پر ملتوی ہوا تھا اس لئے اب ۲۷ تاریخ کے حالات کا جسقدر انتظار ہو سکتا ہے اُس کا اندازہ ہم زبان قلم سے بیان نہیں کر سکتے۔

اس سے پیشتر کہ ہم اپنے ناظرین کو ۲۶ تاریخ کی صبح سے لیکر جبکہ کہ حضرت اقدس سلمہ ربہ مع احباب ایک روز پیشتر سے دارالامان قادیان سے بغرض پیروی مقدمہ روانہ ہوئے ہیں ۲۸ جنوری کی شام تک واپس قادیان میں لائیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کوائف اور حالات پر ایک پُر غور نظر کرنے کے لئے بطور اصول ایک دو ضروری باتوں کا اظہار کر لیں۔

صادق اور راستباز کی صداقت

اور راستبازی کا اللہ تعالیٰ دنیا میں مختلف طریق اور پہلوؤں پر ثبوت دیا کرتا ہے کیونکہ طبائع انسانی مختلف رنگوں پر پڑی ہیں اور چونکہ اللہ تعالیٰ کو ہر ایک روح کی کامل ہدایت مقصود ہے اس لئے ہر ایک کی فطرت کی افتاد کا لحاظ رکھ کر بینات ظاہر ہوتے ہیں۔

بعض انسان ایسے ہوتے ہیں کہ وہ صرف صادق کے اقوال کو ہی سنکر اُنکی صداقت کے قایل ہو سکتے ہیں بعض اُسکے کریکٹر کو اپنا خضر راہ قرار دے سکتے ہیں بعض اُن نشانات اور آیات کو دیکھ کر گرویدہ ہوتے ہیں جو اُسکو دیجاتی ہیں الغرض صادق کی صداقت کے اثبات کیلئے مختلف معیار اور کسوٹیاں ہوتی ہیں اور وہ طبائع انسانی کے موافق ہوا کرتی ہیں۔

منجملہ اُن آثار کے ایک یہ بھی ہے کہ عام خلق اللہ کے دلمیں اللہ تعالیٰ اُسکی قبولیت اور محبت ڈال دیتا ہے اور یہ قبولیت اور محبت ایسے طریق پر ہوتی ہے کہ وہ دل اور روح جو اُسکی محبت میں مسخر ہو جاتی ہے کوئی وجہ اور دلیل اُسکی بظاہر نہیں بتلا سکتا اور یہ اس لئے کہ وہ فعل الٰہی ہوتا ہے جسکے اسرار پر انسان کہانتک پہنچ جاسکتا ہے۔

پھر ہم کہتے ہیں کہ ایک سلیم الفطرت انسان جس کا کانشنس سُست اور چپ ہو اُس قبولیت سے ہی صادق کو پاسکتا ہے جو عام طور پر اُسکو حاصل ہو جاتی ہے اور خصوصیت سے اُسکی جماعت میں اُسکے لئے ایک وفاداری اور فرمانبرداری کے رنگ میں متشکل ہوتی ہے۔

پھر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ قبولیت اور خصوصیت جو اُس کے لئے پیدا کیجاتی ہے ایک خاص اثر رکھتی ہے جبکہ وہ ایسے حال اور وقت پر ہو جبکہ ظاہر اسباب ایسے ہوں کہ وہ متروک القوم سمجھا جانے کو ہو یعنے بظاہر ایسے مشکلات اور مصائب سے اُسے سامنا ہو کہ غیر تو غیر احباب بھی اگر خدا تعالیٰ کا فضل اُنکو نہ تھامے الگ ہو سکتے ہوں۔

پس ان امور کو اپنے ذہن میں رکھ ناظرین ہمارے ساتھ ہو لیں ہم اُنکو قادیان کی اُس مسجد سے لیکر جسکی نسبت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ کان امنا من دخلہ دہاریوال کے اُس خیمہ تک لیجاتے ہیں (جو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور نے ۲۷ تاریخ کو صرف ایک مقدمہ کی سماعت کے لئے لگا رکھا ہے) اور پھر وہاں سے اُنکو اُسی دارالامان تک واپس لاتے ہیں۔

دارالامان سے روانگی

۲۵ جنوری ۱۸۹۹ء کی رات کو ہی حضرت اقدس نے علی الصباح روانگی کا حکم دیدیا تھا چنانچہ حسب معمول حکیم فضل الدین صاحب بھیروی کے اہتمام میں روانگی کا انتظام ہوا۔ حضرت اقدس براہ راست بسواری پالکی دہاریوال کی طرف چلے حضور کے ہمراہ جناب سیٹھ عبدالرحمن صاحب مدراسی جو ایک روز پیشتر سے آپہونچے تھے بسواری یکہ روانہ ہوئے اور اکثر خدام دالاپیادہ حضور کے ہمراہ چلے جناب مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب مع چند احباب کے حسب معمول براہ بٹالہ بسواری ریل پہونچنے کے لئے یکہ پر سوار ہو کر بٹالہ کو روانہ ہوئے۔

حضرت اقدس دارالامان سے ۲۶ جنوری کو ۱۱ بجے کے قریب چلے اور بٹالہ کی طرف سے جانیوالے احباب ساڑھے آٹھ روانہ ہو چکے تھے بہر حال حضرت اقدس براہ راست بسواری پالکی اور دوسرے احباب بسواری ریل روانہ ہوئے۔

فرودگاہ چونکہ دہاریوال ایک ایسی جگہ ہے جہاں خاص طور پر فرودگاہ کا انتظام کرنا کسی قدر وقت طلب تھا (گو ہمارے مخدوم شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہاؤس نے کوشش کرنی چاہی تھی کہ فرودگاہ کا وہیں انتظام کریں) اس لئے پہلے سے انتظام کرنا مناسب سمجھا گیا تھا چنانچہ چودھری نبی بخش نمبردار بٹالہ اور میاں عبدالعزیز پٹواری اور میاں جمال الدین و خیرالدین وغیرہ سیکھواں والے اس انتظام میں مصروف تھے اور انہوں نے موضع لیل میں جو دہاریوال سے قریباً ایک میل کے فاصلے پر ہے فرودگاہ کا انتظام کیا تھا جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

فرودگاہ کی مشکلات اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اونکا دور ہونا

باوجودیکہ فرودگاہ کے لئے بہت سی مخالفتیں کی گئی تھیں لیکن خدا تعالیٰ کے کمال فضل سے وہ ساری رکاوٹیں اور مشکلات دور ہو گئیں اور الٰہ بخش و گھیسا ساکنان لیل نے اُن پرزور اختلاف اور سر توڑ مخالفانہ کوششوں پر بھی ایک وسیع مکان فرودگاہ کے لئے طیار کیا چونکہ زمینداروں کے مکانات معمولی ہوتے ہیں اس لئے اُسنے اُسکو مرمت کر کے خوب درست کیا اور اپنے طرز پر درست کر کے محبت اور صرف کے بعد طیار کیا اور ایسے فرش سے جو سردیوں کے موسم میں بہترین فرش ہو سکتا ہے سجایا اور ایک نیا دروازہ خاص اسی موقع کے لئے دیوار توڑ کر بنایا جس سے اوسکے اخلاص اور محبت کا پتہ لگ سکتا ہے یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ ابھی تک اُس شخص کو مرزا صاحب سے تعلق مریدی نہیں ہے غرض فرودگاہ کا انتظام ہو گیا والحمد للہ علی ذالک۔

دہاریوال ریلوے سٹیشن پر احباب کا مجمع

جو احباب براہ بٹالہ بسواری ریل آئے تھے وہ کوئی ایک بجے کے قریب دہاریوال سٹیشن پر پہونچے سٹیشن پر اپنے دوست جو انتظام مکان کے لئے پہلے سے آگئے تھے موجود تھے۔ جس جوش مسرت اور فرط محبت سے اُنہوں نے احباب کو ریسیو کیا ہمارے خیال میں وہ خط و مزا کسی بڑے امیر الامراء کو استقبال میں نہ آتا ہوگا جو اس سادہ دینداروں کے گروہ کو اپنے فقیرانہ ریسیپشن میں ہمارے خدا تعالیٰ کی قدرت نمائیوں کا لطف آتا تھا جسنے کیونکر

فالف بین قلوبہم۔ کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دکھایا ہے۔ ادہر ریلوے سٹیشن پر ہمارے فریق مخالف کے بھی چند آدمی تھے اُن میں سے ایک آ کر اور ضرورۃ الامام دکھا دکھا کر کہتا تھا کہ "میں مرزا صاحب کی کتابوں کو پڑھتا ہوں"، "محمد حسین مہدی کا پہلے سے منکر ہے"۔ "مجھے وہ تازہ اشتہار دو جو ابھی نکلا ہے" غرض وہ اپنی چالاکی اور لن ترانی سے اپنے آپ کو ایک بڑا ہوشیار اور مدبر سمجھتا تھا اور اپنی کتربیونت سے بتلاتا تھا کہ میں تم کو ایک سادہ گروہ سمجھتا ہوں۔ بہرحال وہ اشتہار سٹیشن پر پڑھا گیا جسمیں عبدالحق غزنوی کے اوس اشتہار کی قلعی مولوی عبداللہ ٹونکی اور مولوی غلام محمد بگوی نے کھولی ہے کہ حصول فتوائے متعلقہ محمد حسین میں کوئی دہوکا اور فریب نہیں ہوا۔ القصہ وہاں سے چلے۔

لیل میں ڈیرہ۔ ہم پچیس ۲۵ تیس ۳۰ آدمی کے قریب تھے جب موضع لیل کے پاس پہونچے تو عورتیں بچے جوان بوڑھے جس پر شوق نگاہوں سے ہماری طرف دیکھ رہے تھے اوس کا بیان ہم الفاظ میں نہیں کر سکتے الغرض فرودگاہ مجوزہ میں پہونچے کچھ دیر توقف کرکے وضو کیا اور نماز ظہر مولانا مولوی نوردین صاحب نے پڑھائی۔ اور حضرت اقدس کی راہ تکنے لگے۔

لیل والوں کی دعوت۔ کھانے کے انتظام کے لئے جناب حکیم فضل الدین صاحب اہتمام کرنے والے تھے کہ مالکان مکان نے نہایت منت سے جس سے اون کے جوش اور اخلاص کا پتہ لگ سکتا ہے آکر عرض کی کہ ہماری دعوت قبول کی جاوے چنانچہ اونکی دعوت منظور کی گئی اور اون کے عورت و مرد طیاری میں لگے۔ جس مکان میں ہم اترے تھے اوس کے ارد گرد عورتوں بچوں کا ایک ہجوم ہو جاتا تھا۔

فرودگاہ منتقل ہوتا ہے اور مجبوری دعوت منظور نہیں ہو سکتی ابھی دعوت کرنیوالے اسباب ان خبر سننے ہی کو ہے کہ خبر آئی کہ جناب حضرت اقدس مع خدام والا موضع کھنڈہ میں رونق افروز ہو چکے ہیں اور وہیں قیام فرمایا ہے اور احباب کو وہیں بلایا ہے۔ اس خیال پر کہ شائد جناب کو اس فرودگاہ۔ مالکان مکان کی دعوت۔ اون کی سچی محبت اور اخلاص کا حال معلوم نہو مناسب یہہ سمجھا کہ عرض کیا جاوے اور بغرض تعمیل حکم سب نے اسباب اٹھا کر باہر رکھ لئے اور مالکان مکان کو سامان دعوت کرنے سے روکا گیا۔

لیل سے کھنڈہ چلو۔ آخر حضرت اقدس کے ارشاد کے موافق لیل سے سب احباب موضع کھنڈہ کو روانہ ہوئے جو ایک میل سے کچھ زیادہ فاصلے پر واقع ہے اور وہاں کوئی سوا تین بجے کے قریب جا پہونچے حضرت اقدس مع خدام والا پہونچ چکے تھے اور نماز عصر پڑھ چکے تھے۔

تبدیلی فرودگاہ کا باعث ناظرین! یہہ امر آپ کو تعجب میں نہیں ڈال سکتا بلکہ آپ کے ازدیاد ایمان کا موجب ہوگا کہ فرودگاہ کیوں بدلی گئی۔ ہم لوگ تو بسواری ریل آئے تھے اور حضرت اقدس جیسا کہ معلوم ہے بسواری پالکی۔ یہ امر مقرر شدہ تھا کہ مقام نزول لیل ہی ہوگا مگر حضرت اقدس کو راستہ میں رانی ایشر کور (بلند وہام سردار جیمل سنگھ کی بیوہ بہو) کا خاص آدمی پیغام لے کر ملا۔ کہ آپ میرے ہاں قیام فرما دیں وہ رقعہ ہم کو نہیں مل سکا بہرحال اوس نے نہایت اخلاص اور جوش سے حضرت اقدس کو وہاں ٹھہرانا چاہا۔ اور حضرت اقدس نے منظور فرما لیا۔

اللہ تعالیٰ کے کام میں مصلحت ہے جب لیل سے روانہ ہوکر کھنڈہ آ پہونچے تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں مصلحت ہے چونکہ سنا گیا ہے کہ محمد حسین بھی وہیں اُترنے والا تھا اس لئے اچھا ہوا کہ ہم وہاں نہیں ٹھہرے ایسے لوگوں سے دور ہی رہنا اچھا ہے"

رانی ایشر کور کی نذر اور دعوت | تھوڑی دیر کے بعد رانی ایشر کور نے اپنے اہل کاروں کے ہاتھہ ایک تھال مصری کا اور ایک باداموں کا بطور نذر پیش کیا اور کہلا بھیجا۔ بڑی مہربانی فرمائی میرے واسطے آپکا تشریف لانا ایسا ہی جیسے سردار جیمل سنگھ آنجہانی کا آنا۔ یہہ مطلب تھا اوس پیغام کا جو وہ اہلکار لائے اور دعوت کے لئے بھی کہا۔ حضرت اقدس نے نہایت سادگی اور اوس لہجہ میں جو اُن لوگوں میں خداداد ہوتا ہے فرمایا کہ اچھا آپ نے چونکہ دعوت کی ہے ہم یہ نذر بھی لے لیتے ہیں۔

رانی ایشر کور کا ضمناً تذکرہ اور اوسکی مہمان نوازی۔ | رانی ایشر کور جو ایک بڑی سلیقہ اور منتظم عورت معلوم ہوتی ہے سردار جیمل سنگھ بکنٹھ دھام کی بہو ہے اولاد نرینہ کوئی نہیں صرف ایک لڑکی ہے سندر سنگھ ایک لڑکے کو متبنے کیا تھا اوس کا بھی انتقال ہوا اوسکی یادگار دو لڑکے ہیں جو گیارہ اور آٹھہ سالہ ہیں کہا جاتا ہے کہ قریباً دو اڑہائی ہزار گھماؤں زمین کی مالکہ ہیں ہم رانی صاحبہ کے متعلق پھر بھی لکھیں گے غرض نہایت فراخدلی اور اخلاص کے ساتھہ دعوت کی گئی۔ اور ہر طرح سے مہمان نوازی کا پورا حق اپنے کد کے موافق رانی صاحب نے ادا کیا۔ اہلکاروں نے جس معروفت سے خدمت کی اونکی نیک نیتی کی دلیل ہے۔ مکان بہت وسیع فرش سے آراستہ تھا۔ کھانا مکلف دیا اور ہر طرح سے آرام ملا خدا تعالیٰ اوس کو اوس عمل خیر کی جزائے خیر دیگا۔

ایک سائل۔ کھانا کھا چکنے کے بعد ایک سفید ریش شخص کی بابت عرض کیا گیا کہ وہ کچھہ عرض کرنا چاہتا ہے حضرت اقدس نے نہایت فراخدلی سے فرمایا ہاں۔ چنانچہ وہ شخص پیش ہوا۔ اور اوس نے اپنی درخواست منظوم پیش کی۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ **استقلال** سے اگر طبیب کا علاج کیا جاوے وہ بہت مہربان ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ فائدہ بھی دیتا ہے اس پر مولوی صاحب نے جنکا تذکرہ بھی موجود تھا فرمایا کہ اس کے لئے **عرق شیر** مناسب ہوگا بہر حال اگر آپ صبح کو قارورہ دکھا دیں تو میں پھر غور کروں گا اس کے بعد حضرت **امام** نے دُعا کے لئے ہاتھہ اُٹھائے اور سب اہل مجلس نے آپ کے ساتھہ دُعا کی۔ **ان اللّٰہ یفعل ما یشاء**

بیعت۔ اس کے بعد منشی محمد علی پٹواری نہر نے درخواست بیعت کی جسپر حضرت اقدس نے اوس کو داخل بیعت فرمایا۔

کیا سفر میں روزہ رکھیں؟ اس کے بعد آپ سے دریافت کیا گیا کہ سفر کے لئے روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا کہ قرآن کریم سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ **فمن کان منکم مریضاً او علی سفر فعدۃ من ایام اخر** یعنے مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے اس میں امر ہے یہہ اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ جسکا اختیار ہو رکھہ لے جس کا اختیار ہو نہ رکھے میرے خیال میں مسافر کو روزہ نہیں رکھنا چاہیے اور چونکہ عام طور پر اکثر لوگ رکھہ لیتے ہیں اس لئے اگر کوئی تعامل سمجھہ کر رکھہ لے تو کوئی حرج نہیں مگر عدۃ من ایام اخر کا پھر بھی لحاظ رکھنا چاہیے۔

اس پر مولوی نورالدین صاحب نے فرمایا کہ یوں بھی تو مسافر کو مہینہ میں کچھہ روزے رکھنے چاہئیں"

(ہم اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ ایک موقع پر حضرت اقدس نے فرمایا تھا کہ سفر میں تکالیف اٹھا کر جو انسان روزہ رکھتا ہے تو گویا اپنے زور بازو سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے اوسکی اطاعت امر سے خوش نہیں کرنا چاہتا یہ غلطی ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت امر اور نہی میں سچا ایمان ہے)

اس کے بعد اکثر لوگ اپنے اپنے بستروں پر جا بیٹھے۔

اور احباب آتے ہیں | رات کو جو گاڑی آتی ہے اوس میں کپورتھلہ۔ جالندہر۔ جہلم۔ لاہور وغیرہ مقامات سے اور بھی احباب کثرت سے آگئے۔ غرض ۲۶ر کی رات اسی طرح ایک جلسہ کے طور پر گذری

۲۷ر جنوری ۱۸۹۹ء

نماز صبح | صبح کی نماز دو مختلف مکانوں میں بوجہ کثرت مہمانان پڑھی گئی۔ اور بعد نماز ہی روانگی کا حکم ہوا۔

کیمپ کو چلو۔ سورج کی شعاعیں مشرق سے ابھی پورے طور پر چمکنے بھی نہیں پائی تھیں کہ یہ قافلہ جس کا قافلہ سالار وہ **امام** تھا جو خدا تعالیٰ کا مامور ہو کر آیا ہے **کہنڈہ** سے کیمپ کو چلا۔ عام لوگوں کا انبوہ اور ہجوم ایک عجیب اثر ڈال رہا تھا۔ اور وہ **قبولیت** اور **محبت** جو لوگوں کو بھی بتلا رہی تھی کہ لاریب وہ خدا کی طرف سے ہے۔ الغرض آہستہ آہستہ معمولی رفتار سے ہاریوال کی طرف چلے جب ریلوے سٹیشن سے کوئی آدھ میل کے فاصلہ پر پہنچے تو سامنے موضع لیل سے کوئی چار یا پانچ آدمی نکلتے ہوئے دکھائی دئے

وہ دوڑتا ہوا کون ہے؟ اس گروہ میں سے کسی کی آنکھہ جو ادہر پڑی تو ایک آواز ہمارے کان میں پہونچی کہ وہ کون دوڑتا ہے؟ جس کا جواب اوسی آواز نے دیا کہ محمد حسین ہے چونکہ ریل گاڑی آ رہی تھی اس لئے محمد حسین ایڈیٹر وکیل صاحب کو [illegible] کر لینے کے لئے دامن اٹھائے بھاگا جا رہا تھا۔

یہاں سے سبق لو۔ | چونکہ صادق اور مامور من اللہ ہر آن ایک **راحت** اور **لذت** میں ہوتا وہ مقصود کے لیے بیصبری سے بیقرار نہیں ہو جاتا مگر کاذب دنیاں نہایت جوش اور سرگرمی سے بھاگتے ہیں مگر **برودت** اور استقلال کے رنگ میں جو حلاوت ہے

وہ لوگ جو خدا تعالیٰ سے نصرت نہیں پاسکتے جنکے لئے قبولیت دعا کے دروازے نہیں کھلتے وہ اپنے اندر ایک گھبراہٹ اور اضطراب پاتے ہیں اس لئے بے صبر ہو ہو کر ہر ایک کام کرتے ہیں یہ ایک نشان ہے مامور من اللہ اور صادق کی شناخت کا مبارک وہ جو اسے دیکھتا ہے اور اس سے سبق لیتا ہے۔ غرض ریلوے کی سڑک گذر کر کارخانہ [illegible] سے چلے۔ آپ کے خدام کا گروہ دور تک پیچھے پیچھے آرہا تھا۔

کارخانہ کے بعض لوگ کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ جب کارخانہ کے متصل سے گذرے تو بعض ملازم باہر نکل آئے۔ اور نہایت غور اور محبت بھری نگاہوں سے دیکھتے تھے اوس وقت نظارہ سے دل پر ایک خاص اثر ہوتا تھا۔ کارخانہ کے متعلق ذکر میں فرمایا۔ کہ "اسکو کسی وقت دیکھنا چاہیئے دیکھی ہوئی چیز کچھ کام ہی دیتی ہے"

ایک شخص نے کہا کہ حضرت ایکبار دیکھا تو مجھے خدا تعالیٰ کی قدرت سے عجیب جوش آیا اور جب تک میں نے چار رکعت نماز نہ پڑھ لی صبر نہ آیا حضرت نے فرمایا اصل بات یہ ہے کہ یہ ساری باتیں اس سے ہیں کہ خدا اپنا جلوہ دکھا رہا ہے۔ دیکھو کیڑے تک کس قدر طاقتیں دی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں تو ساری ہی طاقتیں اور قوتیں ہیں۔

آگے بہت سے آدمی کھڑے تھے اور ایسے طور پر گویا منتظر اور چشم براہ ہیں پاس پہونچے تو انہوں نے نہایت محبت اور جوش سے پکار کہا "السلام علیکم" جواباً ادہر سے بھی اوسی لہجہ کے ساتھ علیکم السلام کا آواز اٹھا اور سننے والوں پر عجیب حالت طاری ہوئی۔ الغرض خراماں خراماں آپ جا رہے تھے اور زن و مرد ادہر ادہر سے نکل نکل کر دیکھ رہے تھے ایک دیکھنے والے کو حیرت ہو سکتی تھی کہ وہ کیا بات ہے کہ لوگ محو نظارہ ہوئے ایک جوش سے بیقرار ہو ہو چلے آتے ہیں یہہ خدا کا فضل تھا اور کچھ نہ تھا۔ اور وہ جسکو چاہتا ہے دیتا ہے۔ ذرا اور آگے ڈاکخانہ کے متصل پہونچے تو کارخانہ کے ہندو مسلمان ملازم اور ڈاکخانہ کے کلرک دوڑ کر آگے آگئے اور انہوں نے کیمپ کا پتہ بتلایا اس راستہ میں حضرت اقدس نے مرزا بشیر الدین محمود احمد کی ایک مبشر رویا بتلائی۔ غرض نہر کے پل پر پہونچے اور خیمہ نظر آیا۔

چپراسیوں اور اردلیوں نے ذوق شوق سے سلام دیا آپ آگے آگے جا رہے تھے اور یہانتک خلقت کا خاصہ انبوہ ہو گیا تھا۔ نہر کو دیکھ کر اور اوسکے ارد گرد درختوں کے نظارہ کو دیکھ کر فرمایا "کہ بہت اچھی جگہ ہے"۔ الغرض خیمہ سے کوئی سو قدم کے فاصلہ پر فرش ہو گیا اور آپ بیٹھ گئے اور وفادار اور فرمانبردار خدام کا گروہ ارد گرد حلقہ باندھ کر مودبانہ بیٹھ گیا ابھی چند منٹ ہی نہ گذرے ہوں گے کہ خلقت کے جھنڈ کے جھنڈ آنے شروع ہوئے اور چند ہی منٹوں میں کوئی تین چار سو آدمی جمع ہو گیا یہاں تک کہ بعض احباب نے لوگوں کو ہٹانا چاہا تو انہوں نے کہا کہ

"اسیں زیارت کرن آئے آں تسی سانوں ہٹاؤندے ہو کم کار چھڈ کے کئیاں کوہاں تے چلے آئے ہاں"

یعنے ہم کاروبار چھوڑ کر زیارت کے لئے آئے ہیں اور آپ روکتے ہیں۔

پھر کسی کو کچھ نہ کہا گیا اور یہ مجمع اس قدر بڑھا اس قدر بڑھا کہ حضرت کو بیٹھنا دشوار ہو گیا اس لئے آپ اٹھ کر ٹہلنے لگے ادہر ادہر نہر کی پٹڑی پر چہل قدمی کرتے تھے اور دو رویہ آدمیوں کی دیواریں تھیں کہ متحرک نظر آتی تھیں ہم حیران ہیں کہ کن الفاظ میں اس نظارہ کو دکھائیں۔

قریباً بارہ بجے کے صاحب بہادر نے آپ کو طلب فرمایا خیمہ کے ارد گرد کوئی تین سو قدم کے اندر اندر ایک میلا لگا ہوا تھا خلقت کا ہجوم بڑھ رہا تھا اور دو ڈہائی ہزار تک نوبت پہونچ چکی تھی۔

عدالت کا کمرہ۔ خیمہ میں جو عدالت کا کمرہ بنایا گیا تھا صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اونکا منشی اور کورٹ انسپکٹر اور ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ موجود تھے حضرت اقدس کی طرف سے حسب معمول مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر لاہور جناب مسٹر براؤن صاحب پلیڈر لاہور خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر پشاور پیش ہوئے محمد حسین آج ایک نئے قانونی شیر کیساتھ آئے تھے اور پہلے پیروکار صاحب سے کسی شبہ کی وجہ سے قطع تعلق کر لیا تھا یہ صاحب [illegible] میں کا [illegible] پیش ہوتے ہی مسٹر براؤن صاحب پیروکار محمد حسین نے عذر پیش کیا کہ جدید ضابطہ کے رو سے ایک ہی نقشہ پر محمد حسین اور جناب مرزا صاحب کا مقدمہ سماعت نہیں ہو سکتا چنانچہ اس قانونی وجہ سے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے آئندہ تاریخ سماعت مقدمہ ۱۴ فروری ۱۸۹۹ء مقرر کی اور سب سے پہلے مرزا صاحب کا مقدمہ سننے کا حکم دیا۔ اور پھر از سر نو نیا نوٹس بھیجنے کا ارشاد فرمایا۔ گویا سابقہ کل کاروائی کالعدم ہی سمجھی گئی۔ اب پھر ۱۴ تاریخ سے اصلی معنوں میں مقدمہ شروع ہوگا۔

باہر کا نظارہ۔ لوگ اسوقت تک اسقدر کثرت سے جمع ہو گئے تھے کہ کسی صورت میں اونکی تعداد چار ہزار سے کم نہ ہوگی۔

محمد حسین کا جمعہ۔ اوہر یہاں محمد حسین چند آدمیوں کے ہمراہ درختوں کے نیچے ایک تھڑے پر تھے۔ اور بار بار آوازیں آتی تھیں کہ جو مسلمان ہے آکر نماز پڑھ لے اس قدر گلا پھاڑ پھاڑ کر یہہ آوازیں دیجاتی تھیں کہ اس کی وجہ سمجھ میں نہیں آسکتی۔

غرض محمد حسین نے نماز کی طیاری کی مختلف روایتوں کی بنا پر اسکے ساتھ بارہ سے لے کر بیس تک آدمی تھے مگر محمد حسین کے شاگرد رشید علی محمد خیاط کے بیان کے موافق دو اور تین سو کے درمیان تھے ہم اس بیان میں محمد علی ہی کے بیان کو گو وہ غلط ہے تسلیم کر لیں گے۔ غرض محمد حسین نے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائی اور نماز کے لئے طیاری کی۔

حضرت اقدس اور جمعہ کی نماز۔ حضرت اقدس نے نماز جمعہ کے لئے طیاری فرمائی۔ اون صفوف کی تعداد جو حضرت اقدس کے ہمراہ تھیں تعداد میں سترہ تھی اور ہر صف میں

بالاوسط ڈیڑہ سو آدمی تہے اور کل تعداد تین ہزار کے قریب تہی۔ لوگوں میں جو محبت اور جوش۔ صدق اور اخلاص تہا اس سے معلوم ہوتا تہا کہ یہ اُس عزیز خدا کا کام ہے جو جسکو چاہتا ہے عزیز الملک بنادے۔

چونکہ روانگی کا بہی خیال تہا مولانا مولوی نورالدین صاحب خطبہ کے لئے کہڑے ہوئے جو خطبہ آپ نے پڑہا دوسرے موقع پر ہم نے درج کیا ہے۔ خطبہ میں ایک خاص جوش اور اثر تہا صدہا آنکہیں تہیں جو رو رہی اور صدہا دل متاثر ہو کر اپنے آثار چہروں سے دکہا رہے تہے۔

خطبہ کے وقت تک کارخانہ کے مزدوروں کو بہی رخصت مل چکی تہی اور ہندو مسلمان بچے بوڑہے حلقہ باندہے ہوئے ایک دوسرے پر گرے پڑتے تہے بیچ میں نماز ہو رہی تہی اور اردگرد حلقہ تہا۔ آخر نماز ادا ہوئی۔ پہر کارخانہ کے بعض انگریز بہی جوش زیارت سے بے تاب ہو کر چلے آئے اور اکثر لیڈیاں بہی آئیں جو اژدہام کیوجہ سے رسائی نہ پا سکیں ان انگریزوں نے آرزو ظاہر کی کہ مرزا صاحب اپنے دیدار فیض آثار سے اُن کو بہرہ مند کریں چنانچہ آپ سامنے آ کہڑے ہوئے اُس وقت جو نور آپ کے چہرہ پر تہا اُس کا نقشہ کہینچنا کسی مصور کا کام ہے۔ مسرت مجسم بنے ہوئے تہے۔

عرصہ تک وہ انگریز دیکہتے رہے اور گویا محو ہو گئے۔ پہر نماز عصر کے لئے جماعت کہڑی ہوئی اور وہ چلے گئے۔ بعد ادائے نماز لوگوں کا انبوہ حد سے گذر گیا چلنے کو راستہ نہ ملتا تہا آخر عبادت علی نام ایک شخص نے کہا کہ حضور لوگ دور دور سے کاروبار چہوڑ کر آئے ہیں حضور اس پل پر کہڑے ہو کر سب کو زیارت کرا دیں چنانچہ آپ کہڑے ہوئے اور اُس شخص نے آغاز تکلم سے دیکہا کہ تین سو قدم کے اندر آدم زاد ہی نظر آتے تہے۔ آپ چند منٹ وہاں کہڑے رہے اور پہر اُتر آئے اور چلے آئے اوسکے بعد لوگ کہنڈہ تک ہمراہ گئے۔

کہنڈہ سے روانگی۔ حضرت اقدس تہوڑی دیر ٹہر کر کہنڈہ سے براہ راست دارالامان کو روانہ ہوئے اور حضور کے ہمراہ کوئی ستر اسی آدمی ہوں گے۔ اور ہم اور چند اور بہائی براہ ریل جانے کے لئے دہاریوال کو چلے۔ راستہ میں بیسیوں آدمی ملے جو دوڑے چلے آتے تہے۔ اور پوچہتے جاتے تہے کہ "سرکار" ابہی روانہ تو نہیں ہوئے۔ الغرض دہاریوال اور کہنڈہ کے درمیان لوگوں کا ایک تانتا سا لگا ہوا تہا۔ جس سے اوس قبولیت کا پتہ لگتا تہا جو خدا نے اس امام کو دی ہے

وذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء

رپورٹ جلسہ سالانہ

آخرکار وہ رپورٹ جس کا ایک سال سے انتظار تہا شائع ہو گئی ۱۹۲ صفحہ پر ختم ہوئی ہے۔ مضامین کی نسبت ہم کو کچہ کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین از بس پُر برکت اور عظیم الشان تقریریں ہیں جو گویا رپورٹ کی روح ہیں ان ہر سہ تقریروں میں تقوی کے مراتب۔ نماز کی فلاسفی۔ اخلاق فاضلہ کی کیفیت معجزات اور خوارق کی حقیقت کے علاوہ قرآن کریم کے صدہا معارف اور حقایق بیان فرمائے ہیں جو صرف دیکہنے سے تعلق رکہتے ہیں۔

پہر جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی دو نفیس تقریریں ہیں جنہیں قرآنی تحدیوں اور پیشگوئیوں کی فلسفی پر بحث کی گئی ہے اور قرآنی تعلیم اور اسکی بے مانندیت پر عجیب اور لطیف پیرایہ میں گفتگو ہے۔ اور اعجاز قرآنی پر ایک گہری نگاہ ڈالی ہے پہر جناب حکیم مولانا مولوی نورالدین صاحب مشہور فاضل واقف اسرار قرآنی کی ایک لطیف تقریر ضرورت خلافت پر ہے جسکے ضمن میں بے بہا معارف قرآن بیان فرمائے ہیں۔ آخر میں مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی کا فارسی قصیدہ اور مولوی قائم الدین بی اے کا عربی قصیدہ درج ہے۔ شروع میں خاکسار ایڈیٹر کی طرف سے ایک انٹروڈکشن ہے جسمیں حضرت اقدس کی سترہ سالہ کارروائی پر ریویو کیا ہے۔

غرض ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہہ کتاب شروع کر کے ختم کئے بدوں چہوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ چونکہ کتاب کی طبع ہونے پر بایں وجہ کہ کتابت امرتسر کرائی جاتی تہی اور تمام ضروری سامان پریس کاغذ وغیرہ دوسری جگہ سے لانا پڑتا ہے خرچ امید سے زیادہ آگیا ہے اس لئے قیمت ایک روپیہ رکہی گئی ہے۔ مگر ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ دُرّ بے بہا جو قرآنی معارف و اسرار ہیں اس قیمت پر بہی سستے ہیں جن احباب نے بہ نظر امداد کارخانہ

پچاس پچاس اور سو سو جلدیں خرید فرمانے کا وعدہ کیا ہوا ہے ہم کو امید ہے کہ وہ اپنے وعدہ کی طرف خیال فرمائیں گے۔

جن احباب کی درخواستیں ایک ایک دو دو جلدوں کے لئے آئی ہوئی ہیں اون کی خدمت میں اور خریداران اخبار کی خدمت میں رپورٹ بصیغہ وی پی روانہ ہو رہی ہے۔ ہم ایک بار اور کہنا چاہتے ہیں کہ رپورٹ کی متعدد جلدیں خریدنے والے احباب نے محض اعانت کارخانہ الحکم اور اشاعت مشن کو ملحوظ رکہا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ چاہیگا تو اس امداد پر جو وعدے پورے ہونے کی صورت میں جس کی کامل امید کی جاتی ہے ہم کسی اور مفید کام کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔ کیونکہ مالی مشکلات ہی ہم تریں مشکلات ہیں۔ تمام درخواستیں خاکسار ایڈیٹر الحکم کے نام آنی چاہییں۔

* * *

خونی پہول۔ برسوں سے باغات ونیگن واقع روم سرخ گلاب کے پہولوں کے لئے مشہور رہیں اور انہیں خوشبو بہی ایسی ہوتی ہے کہ تمام یورپ میں مشہور ہیں۔ اب کسی نے دریافت کیا ہے کہ پوپ روم کا مالی درختوں کو بجائے پانی کے خون سے سینچتا ہے لیکن ان میں سے ایک درخت ایسا ہے جو صرف آدمیوں کی قبروں ہی پر سرسبز رہتا ہے اور انہیں مقامات پر جمتا ہے جہاں سخت خونریزی ہوئی ہے۔ ایسی ہی روایتیں پہولوں کی نیو مارکٹ میں مشہور ہیں۔ یہہ مقام ایک عجیب پرانی خندق کے لئے بہت مشہور ہے جو مخالفت جنگ کے لئے کہودی گئی تہی۔ اب یہہ خندق آدمیوں کی ہڈیوں سے بہری ہوئی ہے یہہ مقام ڈارنکہم تک چھ میل لمبا ہے۔ اسی مقام بلیڈوی فلاور (خونی پہول) ہوتے ہیں یہہ پہول پانچ یا چہہ پنکہڑیوں کا ایک نہایت سرخ یا عنابی ہوتا ہے اور جون جولائی کے مہینے میں بکثرت پہولتا ہے جس فصل میں یہہ پہول کہلتے ہیں صدہا آدمی گل چینی کے لئے آتے ہیں۔ ؎

سب کہاں کچہہ لالہ وگل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہاں ہوگئیں

* * *

نواب لفٹننٹ گورنر برہما۔ سر فریڈرک فرائر صاحب کی نسبت جو رخصت پر ولائت تشریف لے جانے کی خبر تہی وہ غلط ثابت ہوئی ہز آنر ۲۷ جنوری کو کلکتہ سے رنگون کو روانہ ہوئے دوران قیام کلکتہ میں بہت سی ضروری باتوں کا گورنمنٹ ہند کے ساتہہ تصفیہ کر گئے ہیں۔ یہہ بات طے ہو گئی ہے کہ لوور برہما کے لئے ایک چیف کورٹ قایم ہوگی جس میں بالفعل تین جج ہوں گے اور سول آفیسران برہما کی تنخواہیں پنجاب اور ممالک متوسط کے پیمانہ ہوں گی۔ ایک سب سے بڑا جہگڑا رنگون میونسپلٹی کے متعلق یہہ فیصلہ ہوا کہ ایک بڑی معقول آمدنی کی زمین جو گورنمنٹ نے ضبط کر لی تہی وہ میونسپلٹی کو واگزار کی گئی۔ علاوہ ازیں گورنمنٹ نے ۲۰ لاکہہ روپیہ پبلک ورکس کے لئے سال رواں میں منظور کیا ہے اور برہما روبی مائن کمپنی کے کرایہ میں صاحب وزیر ہند ۲ لاکہہ روپیہ کم کر دیا کیونکہ چند سال سے کانہائے یاقوت میں منافع بہت کم رہا۔

* * *

برقی پیغام بغیر تار کے۔ یہ ہمارے زمانہ کی ایک عجیب ایجاد ہے جو ایک اٹلی کے باشندے سنگر کونی نے حال میں دریافت کی ہے اس کا مقصد یہہ ہے کہ نہ تو بر کی تار بلیوں پر کہڑے کیجائیں اور نہ اونکی لاگت اور نگرانی کا خرچ اٹہایا جائے بلکہ بغیر انکی مدد کے ہی برقی رو سے پیغام ایک مقام سے دوسرے مقام تک جا سکتے ہیں۔ برقی رو اس مشین کے ذریعہ سے باہر بہیجی جاتی ہے۔ اس آلہ کے بڑے بیلن میں ایک برقی مابڑی کام کرتی رہتی ہے اور اس کے محاذ میں پیتل کے چار گولے ہیں جنکے مابین چنگاریاں پیدا ہوتی ہیں۔ بائیں ہاتہہ کا گولہ ایک تار کے ساتہہ ملا ہوا ہے جو بلند کنڈکٹر کی طرف جاتی ہے۔ پچہلے دنوں محل آسبورن میں جو حضور ملکہ معظمہ کا محل ہے اس مشین پر تجربے کئے گئے ہیں جبکہ حضور قیصرہ ہند کے پیغامات حضور پرنس آف ویلز کے پاس جو سمندر میں اپنے جہاز میں تفریحی سفر کر رہے تہے جایا کرتے تہے۔

اعلان۔ اگر آپکو ریشمی و سوتی کمربند اور ازاربند بہت عمدہ نہایت خوبصورت درکار ہوں تو اس پتہ سے بذریعہ وی پی طلب کریں۔
بمقام کلانور ضلع گورداسپور۔ شیخ غلام غوث و فضل الٰہی دکاندار

پاک شاعری

مسدس از فیروز ڈسکوی بر نظم حضرت اقدس ؑ در مدح قرآن شریف

کلام پاک خالق کی عجب عظمت عجب شاں ہے
کہ مثل مہر تاباں چرخ رفعت پر درخشاں ہے
نجوم آسماں کی طرح ہر اک نقطہ رخشاں ہے
مثال کہکشاں ہر ایک سطر اسکی نمایاں ہے
جمال وحسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

کلام پاک ربانی ہے جگ میں گوہر یکتا
چمک میں آفتاب آسماں ہرگز نہیں ویسا
زمین وآسماں میں جگمگاتا نور ہے اُس کا
ہے اک اک لفظ میں اسکے عیاں اللہ کا جلوہ
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں غور کر دیکھا
بھلا کیونکر نہو یکتا کلام پاک رحماں ہے

نہیں ایسا درخت پرثمر اک باغ قدرت میں
جو خوشبو اس میں ہے ہرگز نہیں گلہائے جنت میں
یہ ہر اک پھول سے ہے بڑھ گیا خوشبو ونکہت میں
معطر ہوگئے سارے دماغ اس سے ہیں ساعت میں
بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

کہیں حق کے گلستاں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
کہیں اس باغ وبستاں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
کہیں اس نور تاباں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
کہیں اس مہر رخشاں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
کلام پاک رحماں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لولوئے عماں ہے وگر لعل بدخشاں ہے

زمیں پر کوئی ہو نور صداقت یا فلک پر ہو
نہ اس خورشید تاباں سے کہیں وہ نور باہر ہو
حکیمان جہاں کا قول کوئی کتنا بڑھکر ہو
کلام پاک رحماں کے نہ پر ہرگز وہ ہمسر ہو
خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

بشر کتنا لگائے زور اور کوشش کرے کتنی
مدد کو وہ بلائے ساتھ اپنے سب جہاں کو بھی
نہ اسکے قول کو نسبت کلام حق سے ہو اتنی
کہ نسبت آفتاب چرخ کو ذرہ سے ہو جتنی
ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرار لاعلمی
سخن میں اس کے ہمتائی کہاں مقدور انساں ہے

نظر آتا نہیں قرآں سا نور نظر ہرگز
نہ ایسا چشم دل کو ہے کوئی کحل البصر ہرگز
نظیر اس کی نہ کوئی لاسکے جن وبشر ہرگز
نہیں دنیا میں ایسا چاند کوئی جلوہ گر ہرگز
بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نور حق کا اُسپہ آساں ہے

کلام حق کو کہنا افترا اور جعل اور جھوٹا
بلا شک ہے خدا کے عرش کو یہ قول لرزاتا
یہ ایسا بول تمکو بولنا ہرگز نہیں زیبا
کلام پاک کی تکذیب یوں کرنا نہیں اچھا
ارے لوگو کرو کچھ پاس شان کبریائی کا
زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بوئے ایماں ہے

مقابل میں کلام اللہ کے کیا توریت کی شاں ہے
یہ انجیل محرف کب کلام حق کے شایاں ہے
جو بید بے ثمر ہے اس میں کیا طاقت ہے کیا جاں ہے
تصرف ہے بشر کا اُن میں اور یہ قول رحماں ہے
خدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کفراں ہے
خدا سے کچھ ڈرو یارو یہ کیسا کذب وبہتاں ہے

معارف اور حقایق میں فقط قرآن ہے یکتا
نظیر اسکی نہیں ممکن تصور میں کبھی اصلا
خدا کی ذات واحد کا نہیں جسطرح ہمتا
کلام پاک کا بھی کوئی ہمسر ہو نہیں سکتا
اگر اقرار ہے تمکو خدا کی ذات واحد کا
تو پھر کیوں اسقدر دل میں تمہارے شرک پنہاں ہے

خدا کے پاک قرآں سے جو منہ پھیرا ہے تم نے
جو اس انجیل محرف کو کلام حق ہو تم سمجھے
جو وید وژند کو مانو کلام حق جہالت سے
مخالف ہوگئے تم جو کلام پاک رحماں کے
یہ کیسے پڑ گئے دلبر تمہارے جہل کے پردے
خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوف یزداں ہے

محبت میں ہوا قرآں کے **فیروز** دیوانہ
یہی کہتا ہے ہر اک کو کہ ہے سچا یہ پروانہ
ہر اک کو چاہیے اس شمع کا ہو جائے پروانہ
نہ پروا اسکی حق کو جسکو ہے کچھ اسکی پروا نہ
ہمیں کچھ کیں نہیں پیارو نصیحت ہے عزیزانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل وجاں اسپہ قرباں ہے

نعت رسول مقبول صلعم

مرے جسم اور جاں اندر محمد ہے محمد ہے
مرے روح ورواں اندر محمد ہے محمد ہے
جو انسانوں میں کامل ہے رسولوں میں جو افضل ہے
ہے قرآں جسکی شاں اندر محمد ہے محمد ہے
درود اُسپر کہیں شام وسحر انس وملائک سب
زمین وآسماں اندر محمد ہے محمد ہے
مشام بلبل اسکی بوئے الفت سے معطر ہے
ہر اک گل بوستاں اندر محمد ہے محمد ہے
ہوا نور احد جلوہ پذیر ذات پاک احمد میں
نہاں اندر عیاں اندر محمد ہے محمد ہے
محمد بن نہ چھٹکارا نہ پھر گر جیوں میں آوارہ
شفیع ہر دو جہاں اندر محمد ہے محمد ہے
عرب میں چین میں ایران وکنعاں روم وبربر میں
اور اس ہندوستاں اندر محمد ہے محمد ہے
کہا عیسیٰ نے سردار جہاں[1] انجیل میں جسکو
وہ سردار اس جہاں اندر محمد ہے محمد ہے[2]
محمد کی محبت میں سدا سرشار ہے **خادم**
مرے دل اور زباں اندر محمد ہے محمد ہے

ازخاکسار
خادم حسین بھیروی
تخلص خادم

---

[1] دیکھو انجیل یوحنا ۱۶ باب ۷ آیت۔
[2] دیکھو انجیل یوحنا ۱۶ باب ۱۱ آیت۔

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کے یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ سے / خالص ممیرہ فی ماشہ عہ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے - **المشتہر پروفیسر میاں سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ - عدسہ اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اسکا استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے

راقم ڈاکٹر ڈی ایم سانگلے صاحب بہادر - ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲ - میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے طیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مساۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور مخفی اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور - سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب میاں سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم - شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - میرے ایک دوکاندار مسمی دولا مل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی اور مریض دعا گو ہے - بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ ہر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم ممیرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں - راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ - ڈسپنسری شملہ

۴ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے - ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -

دستخط سردار صالح محمد خان دُرّانی شہزادہ کابل
خلف الرشید جناب امیر شیر علی محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان -
۶ مارچ ۱۸۹۶ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو تعداد پندرہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا [illegible] بنک میں [illegible] کو جمع کیا گیا ہے -

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

[illegible] شیخ یعقوب علی تراب

[illegible]

نمبر ۵ | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۱۰ فروری سنہ ۱۸۹۹ء | جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر دفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کیا دیں۔ یہ ہر ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شائع ہوا کریں۔ مگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے ممد ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ ۴ فیصدی کے حساب سے خرید لیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں وہ مثلاً ہزار چھاپکر مفت تقسیم کیا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں علاوہ ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ منیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے

بالکل کھرا سودا

مگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو فوراً واپس کرو۔ اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔؟

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سیکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازاربند۔ پراندے۔ سیج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کے۔ ازاربند ۸؍ سے لیکر ۱۰؍ روپیہ تک۔ پراندے ۴؍ سے لیکر ۱۰؍ روپیہ تک۔ سیج بند ۲ روپیہ سے لیکر ۵ روپیہ تک۔

۳۔ زیورات میں ڈھپے جس قسم کے چاہیں ڈالدیئے جائیں گے

۴۔ دریائی کا کام ہر ایک قسم کا۔

۵۔ ہر چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہو سکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ یہ باہمی فائدہ کیلئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام و پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و الٰہی بخش علاقہ بند

[illegible]

کٹرہ باگھ سنگھ۔ ہاتھی دروازہ امرتسر پنجاب

دنیا کا ہفتہ

سالگذشتہ کی بابت سررشتہ ڈاک کی سالانہ رپورٹ مظہر ہے کہ سال سابق کی نسبت ۲۶ ملین خطوط۔ پوسٹکارڈ اور پارسل پیکٹ اخبار وغیرہ ڈاک کے ذریعہ زیادہ تقسیم ہوئے یہہ اضافہ بحساب اوسط پنجاب میں سب سے زیادہ تہا اس کی وجہ یہی کہ سرحد کی طرف فوجیں بکثرت مقیم تہیں۔

مدینہ منورہ کی چار مساجد کے لئے سلطان المعظم نے جیب خاص سے ۱۸۱ ہزار قرش اعطا کئے ہیں۔

ملکہ قیصرہ نے مسلمانوں کی عرضداشت کا جواب بہیجا ہے کہ پرنس جارج کا تقرر مسلمانوں کے حقوق کی نگہداشت پر مشروط ہے۔

حضور سلطان المعظم کے حکم کے موافق شیخ الاسلام نے ماہ رمضان المبارک میں جو واعظوں کو جو قسطنطنیہ کے قرب وجوار میں وعظ کہنے کی غرض سے جاتے ہیں روپیہ تقسیم کیا ہے۔

نسیم آگرہ کا نامہ نگار جہانسی سے ایک عجیب مضحکہ خیز اور متسخرانہ کاروائی کی خبر دیتا ہے جو حسب ذیل ہے۔ ۱۵ر کو بازار میں ڈھنڈورا پٹوایا گیا تہا کہ بدرالدین خان پٹھان بادشاہ روم سے باغی ہوگیا ہے اور اس کے ہمراہ ۵ لاکھ باغی ہیں۔ قسطنطنیہ کو لوٹ لیا ہے اور لوٹ مچا رکھی ہے رعایا ہوشیار رہے اور اپنا خود بندوبست کرے۔ اس ڈھنڈورہ سے تمام شہر میں گھبراہٹ پیدا ہوگئی گھر گھر کوئیں تالابوں پر اس کے چرچے ہونے لگے۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ حاکم وقت نے صرف اس غرض سے ڈھنڈورا پٹوا دیا تہا کہ "بدرالدین وزیر بادشاہ روم بگڑ گیا ہے اور قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوا ہے اور اس علاقہ میں لوٹ مار ہو رہی ہے۔ صاحبان ہند کو چاہیے کہ شریف کو نہ جاویں اور اگر جاویں تو اپنا خود بندوبست و انتظام کر کے جاویں۔

طاعون بمبئی میں اب پہر شدت سے بڑہنی شروع ہوگئی ہے ۲۵ر جنوری کو ۱۰۳ بیمار اور ۸۲ فوت ہوئے۔ پونا میں بہی پہر ایک پولیس کانسٹیبل اسی مرض کا شکار ہوا ہے جس کے بیمار ہونے کا کوئی خارجی سبب نہ تہا۔ میسور وغیرہ کی طرف اس تیزی میں بہت تخفیف ہوگئی ہے۔ کراچی میں کسی دن کوئی واقعہ ہو جاتا ہے۔ کلکتہ میں کوئی مشتبہ یا محقق کیس اس بیماری کا نہیں ہوا۔

نواب کرزن آجکل سرحدی مسئلہ پر غور کر رہے ہیں۔ قطعی فیصلہ غالباً کئی ہفتوں تک نہیں کیا جا سکیگا۔

لفٹیننٹ گورنر برہما جو کلکتہ میں ویسرائے کے مہمان رہے تہے ۲۸ر جنوری کو برہما کی طرف روانہ ہوگئے۔ دوران اقامت میں وہ کئی اہم معاملات کا دورہ و تصفیہ کر گئے۔ انہیں سے ایک برہما سول سروس کے ملازموں کی تنخواہوں کے اضافہ کے متعلق تہا۔ جو ملازموں کے حق میں طے ہوا ہے۔

نروانہ کیمبل ریلوے جو ۲۳ میل لمبی ہے۔ عنقریب عام آمد و رفت کے لئے کہل جائے گی۔ راجپوتانہ میں جودہپور۔ بیکانیر ریلوے کی دو شاخوں کی منظوری ملے گی۔ ایک لونکرانسر سے سورت گڑہ تک ہوگی جسکا طول ۶۲ میل اور خرچ بارہ لاکہ ۱۷ ہزار روپیہ ہوگا۔ دوسری گنگا سر سے پلانہ تک ۹ میل لمبی ۹۰ ہزار روپیہ کے خرچ سے بنائی جائے گی۔

گلگت اور پنجاب کے درمیان مانسہرہ سے جو ایبٹ آباد کے متصل ہے وادی کاغان اور چیلاس کے راستہ آمد و رفت جاری کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ابتک راولپنڈی مری اور وادی جہلم کے راستہ گلگت کو آمد و رفت کی جا رہی ہے۔ پہلے راستہ سے حسن ابدال کی ریلوے سٹیشن سے گلگت تک ۲۹۰ میل کا اور موخرالذکر راستہ سے راولپنڈی سے گلگت تک ۲۹۰ میل کا فاصلہ ہے۔

نہر جہلم کی منظوری جسپر اب باقاعدہ طور پر کام شروع ہوگیا ہے نومبر ۱۸۸۸ء میں وزیر ہند کی طرف سے موصول ہوگئی تہی۔ مگر بوجوہات چند در چند اس پر کام شروع نہ ہو سکا۔ قحط کے دوران میں جنوری ۱۸۹۷ء میں اسپر امدادی کام شروع کیا گیا تہا۔ اور ۱۱ میل کی کہدائی ہوگئی تہی۔ نہر کا دہانہ ضلع گوجرات میں بمقام مونگ رسول بنایا جائے گا۔ یہ نہر اضلاع گوجرات اور شاہپور کے بنجر علاقہ کو سیراب کرے گی۔ خرچ کا اندازہ ۱½ کروڑ روپیہ کیا گیا ہے اس نہر میں بہی نہر چناب کیطرح غالباً سرکاری زمینوں کی آبپاشی کو مقدم رکہا جائے گا +

ایڈیٹوریل

◆

خیر و سعادت کی فلاسوفی

(نمبر ۲)

سلسلے کیلئے دیکھو الحکم نمبر ۳ جلد ۳؀

◆

بعد اسکے وہی فرقہ کہتا ہے کہ اگرچہ سعادت کے معنے میں لوگوں کے عقیدے اور اُن کی رائیں مختلف ہیں۔ جیساکہ **فقیر آدمی** اپنی سعادت تو زندگی میں جانتا ہے اور **بیمار شخص** تندرستی میں۔ اور **قیدی** اپنی رہائی اور مخلصی ہی کا نام سعادت سمجھتا ہے ـ اور کریم انسان شہرت فیض میں۔ اور بخیل بہت سا مال جمع کرنے میں وغیرہ۔ علیٰ ہذا القیاس۔ جو ایک آدمی کے نزدیک سعادت ہے دوسرے کے نزدیک غیر سعادت ہے۔ اور یہہ سب سعادت کی جزیں ہیں۔ اور یہہ ایک مسلم بات ہے کہ غیر متناہی جزیں شمار تک نہیں پہنچتیں۔ جتنے کہ اُن کو ضبط میں لانا اور محصور کرنا انسان کے حوصلے اور مقدور سے باہر ہے۔ ہمارے زمانے کے کئی ایک فلاسوفر **ولیم کارلایل** (جرمن) اور **ڈاکٹر ماڈویل** (امریکن) بیان کرتے ہیں کہ پرانے زمانے کے مشہور حکما نے سعادت کی جزوں کا ذکر کرکے زیادہ تر تفصیل کے ساتھ بیان کرنا مباحث حکمت کے مناسب نہیں جانا۔ **تاہم** اوس عالی اور فیاض طبع گروہ نے معنی واحد کو جو کل جزویات کو شامل ہوں بیان کیا ہے۔ چنانچہ بالاتفاق اُن کا قول ہے کہ انسان کی سعادت یہہ ہے کہ **صحیح البدن** اور **سلیم الطبع کثیر المال والاعوان** و **صاحب اقبال** ہو نیز اُس کا ذکر جمیل آدمیوں کے درمیان مشہور اور عموماً اُس کے فضایل و احسان معروف ہوں۔ اور خصوصاً اپنی چندروزہ زندگی کے دنوں میں فرشتوں کی مانند ہر ایک جسمانی بدکرداری اور روحانی بداطواری سے پاک اور مبرا ہو کر **واجب الوجود جل جلالہ و عم نوالہ** کا قرب حاصل کرے۔ اس بزرگ فرقہ نے ان معنوں کی شرح و تفصیل چہہ امروں میں کی ہے جسکا نام ہم استعارہ کے طور پر **خیر و سعادت کا ستۂ ضروریہ** رکھدیتے ہیں۔ اور وہ یہہ ہے

اولاً محسوس بدن کی صحت جو **روح** کا آلہ ہے۔ **حواس** کی سلامتی پر موقوف و منحصر ہے۔ کیونکہ یہہ بات کسی دلیل اور برہان کی محتاج نہیں ہے کہ **روح** کی حرکتیں آلات کے بدون محال ہیں۔ اور یہہ بھی ثابت ہے کہ انسانی روح اس محسوس بدن میں آلات کے وسیلے سے تصرف کرتی ہے۔ اور یہہ بھی ایک مسلم امر ہے کہ وہ ادراک میں کسی کی محتاج نہیں۔ بلکہ یہہ صفت اُسکی بذات خود ہے۔ لہٰذا بدن کی صحت **سعادت کی جزو اعظم** ہے کیونکہ سعادت کے اسباب جو باقی ہیں بالاکتساب اسی کے وسیلے سے میسر ہوتے ہیں۔

ثانیاً۔ **ذہن کی صفائی اور فکر کی صحت** بھی اجزائے سعادت میں سے بڑے جزو ہیں۔ تاکہ مشورت اور صوابدید میں اُس کے افکار ایک دانشمندانہ پہلو رکھتے ہوں۔ اور صایب ہوں۔ جن کے وسیلہ سے وہ عقاید اور ادراکات میں خطا اور نسیان سے محترز ہو سکے۔

ثالثاً۔ مال کی کثرت اور موافق احباب کا بہم پہنچنا بھی سعادت کی بہت عمدہ جزو ہے۔ تاکہ اُن کے ذریعے سے علمی اور عملی فضیلتوں کا فیض انسان کو پہنچے اور پہنچائے۔ اسی وجہ سے اکثر نامدار اور **اولوالعزم** حکیموں نے اپنی معتبر تصانیف میں بہت **دلسوزی** سے لکھا ہے کہ **فیلسوف حکمت** کی فضیلت کے اظہار میں تسلط اور **ملکہ الٰہی** کا بالکل محتاج ہے تاکہ وہ ہر ایک چیز کو اپنے محل اور موقع پر قرار دے سکے۔ اس سے یہہ نہ خیال کرنا چاہیئے کہ مال و جاہ اور حکومت و ثروت اور غرور و تکبر کا باعث ہے۔ کیونکہ بادی النظر میں اگرچہ یہہ امر حق اور سچ ہے۔ الّا نادانوں اور احمقوں کی نسبت اور فیلسوف آدمی اُس ثروت کے سبب سے **فیضان** کا چشمہ جاری کرتا ہے۔

رابعاً۔ **اقبال** بھی سعادت کی عمدہ جزوں میں سے ایک جزو ہے۔ اور محتشم علیہم حکما کے نزدیک **اقبال** کی تعریف یہہ ہے کہ صاحب اقبال کے مقصد اور مطلب اُسکے **صحیح فکر** اور **سلیم عقل** کے بموجب اور نیز اُس کے ارادے اور منشا کے موافق ظہور میں آئیں۔ کیونکہ جب تک اُسکے دلی اور قلبی ارادے پورے نہوں گے تب تک **سعادت** کے اسباب کیونکر فراہم ہوں گے؟

خامساً۔ زندگی کی حالت میں اور بدن سے روح کے الگ ہونے کے بعد خاص و عام اور متفق و مختلف میں **مدح** اور **ستائیش** کا ہونا بھی **سعادت** ہی کی ایک جزو ہے۔ اگرچہ یہہ امر ظاہر بینوں کی نگاہ میں شاید قبولیت کی عمدہ وجہ نہیں۔ مگر غور او فکر سے معلوم ہوتا ہے کہ حیات اور **ممات** میں وہی شخص موصوف ہوتا ہے **جو دل سے بد کاموں کو ترک کرے اور نیکی کی طرف مایل ہو**۔ بعض لوگ اسکو سعادت کا جزو نہیں سمجھتے۔ بلکہ اسکا نتیجہ کہتے ہیں **الّا** واقع میں یہہ جزو ہے۔ کیونکہ جس کو زندگی میں یہہ فکر رہیگا وہی **موت** کا فکر کریگا؀

(باقی تیسرے نمبر میں)

◆

ستی کی رسم پر ایک یونانی مورخ ڈایوڈورس اپنی مشہور تاریخ میں کہتا ہے کہ ستی کی رسم قبل از مسیح ۳۰۰ برس پہلے سے رائج ہے۔

اس یونانی مورخ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں نے یہہ قبیح رسم یونانیوں سے لی ہے مگر لفنسٹن صاحب سفیر دربار انگلینڈ اس رسم کو وحشیانہ کہتے ہیں۔ ہندوستان میں اس رسم کی بابت کہاوتیں بنی ہوئی ہیں۔ چنانچہ جو لوگ اسکے موافق ہیں وہ یہہ کہتے ہیں ؎

اک دن باجے باجتے چلے پیا مولین
آج بجادت میں چلی پی کا بدلہ لیں
ستی کہڑی لپکا رلی جھنیئے کننہ مال
اوسے کا تو بدلہ دیا جیا وہ دینے پران

اور جو اس رسم کے مخالف ہیں وہ یوں کہتے ہیں ؎

ستیاں کو ستیاں جلیں پیا کے نال
ست سراہیے اُنکا جو جلیں سنبھال سنبھال

◆

میری نوٹ بک سے چند باتیں

خوشی کی بات

سچی راحت تنہائی میں رہتی ہے۔ اور وہ دھوم دھام اور شور و غل کے مخالف ہے سچی راحت انسان کی اپنی حالت سے پیدا ہوتی ہے یا چند منتخب دوستوں سے ؛

سُست رہنے سے خوشی حاصل نہیں ہو سکتی۔ کوئی سست آدمی یا عورت کبھی خوش نہیں رہی۔ انسان کے لئے صرف اتنا ہی جاننا بس ہے کہ اس دنیا میں نیکی سے اور صرف نیکی سے راحت ملتی ہے۔ جھوٹی راحت مثل سکہ قلب کے ہے کہ وہ کچھ عرصہ کے لئے چل جاتا ہے۔ لیکن جب اُسکا امتحان کیا جاتا ہے تو اُسکا کھوٹ معلوم ہو جاتا ہے۔ جھوٹی خوشی کا بھی یہی حال ہے ؛

جوانی انسان کی خوشی کا زمانہ نہیں۔ کیونکہ اُسوقت انسان زیادہ خوشی کی امید میں مایوسی کا مضمحل چہرہ دیکھتا ہے۔ زیادہ عمر پر زمانہ کا ڈھنگ دیکھکر اپنی خواہشوں کو مناسب حد کے اندر لاتا ہے تب اسکا مزاج دھیما ہو جاتا ہے۔ اور زندگی کا لطف ملتا ہے ؛

خطاب بسوئے امید (از حالی)

بس اے ناامیدی یوں دل بجھا تو ! ؛ جھلک اے امید اپنی آخر دکھا تو !
ذرا ناامیدوں کی ڈھارس بندھا تو ! ؛ فسردہ دلوں کے دل آکر بڑھا تو !
ترے دم سے مردوں میں جانیں پڑی ہیں
جلی کھیتیاں تو نے سرسبز کی ہیں
بہت ڈوبتوں کو ترایا ہے تو نے ؛ بگڑتوں کو اکثر بنایا ہے تو نے
اکھڑتے دلوں کو جمایا ہے تو نے ؛ اُجڑتے گھروں کو بسایا ہے تو نے
بہت تو نے پستوں کو بالا کیا ہے
اندھیرے میں اکثر اُجالا کیا ہے

جبہ سرشار۔ جب کرامویل نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تو انگلستان کی اصلاح کا بیڑا اُٹھایا چنانچہ ہر ایک قسم کے جرائم کیواسطے قسم قسم کی عبرت انگیز سزائیں تجویز کیں۔ مدہوش شرابیوں کے واسطے بھی ایک خاص قسم کا لبادہ طیار کیا جسے جبہ سرشار کہتے تھے۔ اسکی بھی عجب کیفیت تھی۔ ایک بڑا پیپا جسکے اوپر کو ایک سر سا بنا ہوتا اور دونوں طرف دو سوراخ ہوتے تھے جنکے بیچ سے سر اور ہاتھ نکال کر اُسے شارع عام میں چلنے کے لئے مجبور کیا جاتا تھا ؛

چھوٹی چھوٹی سوانح عمریاں

اسماء۔ حضرت ابوبکر صدیق کی بڑی صاحبزادی کا نام ہے اُنکا لقب ذات النطاقین تھا۔ حضرت زبیر کی بیوی تھیں۔ اور حضرت عبداللہ بن زبیر کی (جن کو حجاج نے ۷۳ھ میں شہید کیا) والدہ تھیں۔ آپ بڑی عقیل و ذی تمیز بی بی سمجھی جاتی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی رات کو حضرت اسماء نے اپنی نطاق یعنی لنگی کو پھاڑ کر اُسکے دونوں ٹکڑے پیغمبر خدا کے لئے اسواسطے نذر کئے کہ ایک ٹکڑہ کا دسترخوان بنایا جاوے اور دوسرا ٹکڑا مشکیزہ میں باندھ لیا جاوے۔ جس پر آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے اسماء! اس لنگی کے عوض میں اللہ تعالے تجھکو جنت میں دو لنگیاں عطا فرما دیگا۔ اسی وقت سے آپکا لقب ذات النطاقین ہو گیا۔ ایکسو برس کی عمر میں اپنے صاحبزادہ کے انتقال کے تھوڑے دن بعد رحلت کی۔

امامہ۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی تھیں ان کی والدہ مکرمہ کا نام حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھا اور والد کا نام حضرت ابوالعاص بن ربیع ہے۔ جبکہ یہ بچی تھیں تو آنحضرت صلعم اس سے بہت محبت فرماتے تھے۔ مروی ہے کہ آپنے اپنے دوش مبارک پر اُنکو سوار کرکے نماز پڑھی ہے۔

ام ایمن۔ صحابیہ تھیں حبش کی رہنے والی تھیں۔ اسامہ ابن زید کی والدہ تھیں۔ ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد نے آزاد کر دیا تھا۔ اور عبد الحبشی نام ایک شخص سے اُنکا نکاح ہو گیا۔ ایمن نام ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اور اسی سبب سے آپ کو ام ایمن کہنے لگے۔ عبد الحبشی کے مرجانے کے بعد ان کا دوسرا نکاح زید بن حارث سے ہوا۔ اس نکاح سے اسامہ ابن زید پیدا ہوئے۔ رسول صلعم آپ کی بہت خاطر و مدارات فرمایا کرتے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر جب آپ بہت روئیں تو لوگوں نے پوچھا۔ کہ اتنا کیوں روتی ہو؟ کہا کہ یہ تو یقین تھا کہ ایکدن پیغمبر صلعم کو وفات ہوگی۔ مگر رونا اسپر آتا ہے کہ اب وحی کا آنا بند ہو گیا۔ آہ!

ابی ابن کعب۔ اصحاب کرام میں سے تھے بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔ صحابہ میں سب سے زیادہ ماہر قاری سمجھے جاتے تھے ایکسو ساٹھ سے زیادہ حدیث آپ سے مروی ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کے عہد خلافت میں ۳۰ ہجری کے بعد رحلت فرمائی ؛

معلومات اور نئی باتیں

ملکہ معظمہ کا پسندیدہ کھلونا ونڈسر کے کھلونوں میں جنکی تعداد بیشمار ہے ملکہ معظمہ کو سب سے بڑھکر ایک کھلونا پسند ہے جسمیں فلک کا ایک خوبصورت نمونہ ہے۔ اس عجیب و غریب کھلونے میں نظام فلکی کو پورے طور پر ظاہر کیا ہے۔ اور فلکی محور اور آفتاب دکھایا ہے۔ اسمیں چاند کا بھی ایک نمونہ ہے جو زمین کے گرد گھومتا ہے اور کل ستارے مع چھوٹے سیاروں کے نہایت مناسبت کے ساتھ ظاہر کئے ہیں۔ کرہ فلکی کی صحیح کیفیت حاصل کرنے کے واسطے اس کھلونے سے بڑھکر کوئی اچھی چیز نہوگی۔ اسمیں زمین کو اپنے محور اور آفتاب کے گرد گھومتی ہوئی دکھایا ہے۔ اور اس سے معمولی سیاروں کی مختلف جگہوں کی سچی حالت ظاہر ہوتی ہے۔ یہ کل ایک گھڑی کی طرح چلتی ہے

کاغذ کے ڈبّے

امریکا میں اب ٹین کی بجائے کاغذ کے ڈبّے طیار ہونے لگے ہیں جن میں اشیائے خوردنی رکھی جاتی ہیں۔ کیونکہ ایک مدت کے بعد ٹین کے ذریعے سے اشیائے خوردنی میں سمیت پیدا ہوتی تھی۔ لہٰذا۔ اب یہ خوف نرہا۔

مقناطیسی بید

ایک مقناطیسی بید ایسا ایجاد ہوا ہے کہ جو لوگ رات کو یا اور خطرات میں باہر جاتے ہیں۔ اُن کے لئے نہایت ہی کار آمد چیز ہے۔ اگر انسان یا کوئی حیوان اس مقناطیسی بید سے لگ جاوے تو وہ فوراً زمین پر گر پڑتا ہے۔

کرسی کا استعمال

سنہ ۳۳۰۰ قبل مسیح مصر میں کرسیوں کا استعمال ہونا ثابت ہے۔ چین میں ۱۲۰۰ سال قبل مسیح۔ اور ہندوستان میں ۱۱۰۰ سال قبل مسیح

خانگی کرسیاں مع تکیوں کے ہندوستان میں سنہ ۱۳۰۰ء میں مروج ہوئیں۔ روم میں ایسی کرسیاں سنہ ۷۰۰ء میں رائج ہوئیں ؛

سرسری نظر

مسلمان کون ہے

آنریبل ڈاکٹر سید امیر علی صاحب نے اس سوال کے جواب میں یہہ بیان کیا ہے:-

مسلمانوں کی تھیالوجی (علم الہیات) اور فلاسوفی کو بغور پڑھنے کے بعد میری جو رائے قائم ہوئی ہے وہ یہہ ہے کہ ایک سچا مسلمان ہونے کے لئے کسی شخص کو یہہ ضروری نہیں ہے کہ وہ منجملہ اُن فرقوں کے جن میں مسلمانی بدقسمتی سے منقسم ہوگئی ہے کسی ایک خاص فرقہ یا مذہب کے ساتھہ اپنا تعلق رکھے۔ میں امید کرتا ہوں کہ یہہ خیال کہ ایک شخص کو ایک سچا مسلمان ہونے کے لئے کسی خاص مذہب کا پیرو ہونا لازمی ہے۔ اگر ملک کے تعلیم یافتہ مسلمانوں کے دل سے اُڑ چکا ہے اس لئے کہ اہل ہند کے اہل سنت والجماعت کے درمیان غیر مقلدی جو پھیلی ہوئی ہے وہ اس بات کی کافی دلیل ہے کہ وہ مذہب اربعہ میں سے جن میں سنی لوگوں کی تقسیم ہوئی ہے کسی ایک مذہب خاص کی پیروی کو اپنے اوپر لازمی نہیں سمجھتے۔ اسلئے میں انہیں باتوں کو زور کے ساتھہ دہراتا ہوں جو میں نے اپنی تحریروں میں بڑے بڑے ربانی علما اور فلاسفہ کی سند پر لکھی ہیں کہ جب کوئی آدمی اسلام کے فرائض - یا یوں کہیئے کہ خدا کی توحید پیغمبروں کی رسالت اور صوم و صلوٰۃ وغیرہ کی آئندہ پابندی کو قبول کرلے اُسپر اسلام کے کسی خاص فرقہ یا مذہب کی پیروی لازم نہیں ہے۔ ہمارے خیال میں مندرجہ بالا رائے ایسی ہے کہ اُسکے ماننے میں کوئی کلام نہیں ہونا چاہیئے - لیکن سوال کا جواب جیسا کہ سوال کے لفظ چاہتے ہیں اس بات سے من کل الوجوہ کافی طور پر ادا نہیں ہوا۔ ایک دو سطروں میں اسکا مفصل جواب چونکہ ہم نہیں دے سکتے۔ اس لئے فی الحال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جامع جواب اس سوال کے جواب میں پیش کر دیتے ہیں جو ہمارے ناظرین کے غور کے لئے کافی ہے۔ **المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ** - مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھہ اور زبان سے عام بنی نوع انسان کو عموماً - اور مسلمانوں کو خصوصاً کوئی تکلیف اور گزند نہ پہنچے ؎

◆

عظیم الشان ٹمپرنس کانگرس

سنہ ۱۹۰۰ عیسوی میں بمقام لنڈن ایک عظیم الشان ٹمپرنس کانگرس ہونے والی ہے۔ اُس کی شراکت کی دعوت آرک بشپ آف کنٹربری کی طرف سے ہوگی - اس قسم کی کانگریس (جس کی غرض منشی اشیاء سے پرہیز کرنا ہے) اس سے پہلے سنہ ۱۸۴۶ء میں منعقد ہوئی تھی۔ مگر اُسوقت وہ صرف انگلینڈ اور امریکہ کی اضلاع متحدہ کے ٹمپرنس رفارمرز کا ایک مجمع تہا۔ مگر اب کے جو جلسہ ہوگا اُسکو سارے جہان سے تعلق ہوگا۔ مسٹر کین جو ہند کی ٹمپرنس سوسائیٹیوں کے صدر ہیں ضرور ہندکیطرف سے اس جلسہ میں وکالت کرینگے۔ اور گورنمنٹ ہند کی پالیسی آبکاری کی نسبت کوئی معقول اور مفید ریزولیوشن کانگریس کی طرف سے پاس کرائینگے۔ اچھا ہوتا اگر ہندوستان کی بعض سرگرم ٹمپرنس سوسائیٹیوں کے ایڈووکیٹ بھی اس جلسہ میں شامل ہوتے!

◆

مراکو کی اندرونی حالت بدستور مخدوش ہے۔ کہیں شورہ پشت قبایل آپس میں مشغول پیکار ہیں۔ کسی جگہہ سلطانی افواج باغیوں کی سرکوبی میں مصروف ہیں۔ دوسری طرف متعدد یوروپین سلطنتیں اُن نقصانات کے ہرجانوں کا مطالبہ کر رہی ہیں جو اُن کی رعایا کو امیر مراکو کی رعایا کے تاخت و تاراج سے پہنچے ہیں۔ افسوس! یہہ اُس ملک کی کیفیت ہے جسمیں معدودے چند یہودیوں کے سوا باقی کلہم مسلمان قومیں آباد ہیں۔ مگر وہ اپنے گرد و پیش کی یوروپین سلطنتوں کی ترقی اور دیگر اسلامی ممالک کی بربادی و محکومی سے بالکل بے خبر ہیں۔ اور بدستور قعر جہالت میں غرق اور خواب غفلت میں مدہوش پڑے ہیں۔ اور کچھہ ترقی کرنا تو درکنار خانہ جنگیوں سے اپنی عسیوالی طاقت کو بھی دن بدن زیادہ کمزور کرتے چلے جارہے ہیں ؎

◆

الجزائر میں جہاں کہیں کوئی نیا گاؤں مسلمانوں کا آباد ہوتا ہے - تو فرنچ گورنمنٹ اپنے خرچ سے ایک مسجد بنا کر اُسکا ایک امام اور ایک موذن اور ایک خادم مقرر کر دیتی ہے جس سے باشندوں کی خاصی تالیف قلوب ہوتی ہے ؎

لارڈ کرزن اور مے نوشی ؎

اخبارات کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ چند سال پیشتر لارڈ کرزن نے ایک موقع پر فرمایا تہا کہ مے نوشی قوم کی پوست پر ایک بدنما جذامی دہبہ ہی نہیں بلکہ ایک ایسا پہوڑا ہے۔ جو لوگوں کی زندگانی کو کہاتا جاتا ہے۔ اور ایسے بُرے اثر پیدا کرتا ہے جو ایک سال میں یا کسی کی زندگانی کے ساتھہ نابود نہیں ہوتے۔ بلکہ بطناً بعد بطن اور نسلاً بعد نسل برابر جاری رہتے ہیں۔ اور آخر کار عسرت - خرابی اور گناہ کا ایک تودہ پیدا کر لیتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لارڈ ممدوح کو ٹمپرنس کاز کے ساتھ بڑی بہاری ہمدردی ہے۔ پس ملک کی حالت پر غم کہانے والی سوسائیٹیاں اسوقت خاموش نرہیں۔ اور گورنمنٹ کی پالیسی متعلقہ مسکرات پر صاحب ممدوح کو توجہہ دلائیں - اور ملکی خیر سگالی اور پیورٹی کے حامی اخبار اُن سوسائیٹیوں کا ہاتھہ بٹائیں۔ ان سب پر ہم کو لارڈ موصوف سے ایسی حالتیں امید کرنی چاہیئے کہ وہ بنفس نفیس ہی اس بڑی بہاری لعنت سے اہل ملک کو چھوڑانے کے لئے اُس پالیسی پر توجہہ فرمائینگے جو اب تک گورنمنٹ آف انڈیا نے اسبارہ میں اختیار کر رکھی ہے۔

◆

حضور ملکہ معظمہ نے کینیڈا کے مسلمانوں کی عرضی کے جواب میں لکہا ہے کہ شہزادہ جارج کی تقرری کی ایک شرط لازمی طور پر یہہ رکہی ہے کہ وہ مسلمانوں کے مذہب اور حقوق کی برابر نگہداشت اور احترام کرتا رہے۔

◆

مصری اخبار المؤید لکہتا ہے کہ بزرگان سوڈان کا خیال ہے کہ عنقریب اُن کا ملک ویران ہو جاوے گا کیونکہ ملکی کاروبار از سرتاسر بالکل بند ہیں۔ خدام حریت اور آزادی کے زعم میں کاموں سے دست بردار ہیں - اسلئے یہہ مشہور ہے کہ وکالت انگریزی اور چندے سے غلامی کو داخل سوڈان رکہنا چاہتی ہے۔

◆

طرابلس الغرب میں گذشتہ تین سال سے خاطر خواہ ترقی ہے - والی ریاست اپنی رعایا کے ساتھہ نرمی اور اخلاق سے پیش آتے ہیں مظلوموں کی دادگستری ہو رہی ہے

جس طرح ابنائے وطن کی تعلیم و تربیت جاری ہے۔ اسی طرح لشکری لوگوں کو عثمانی قواعد سکہائے جاتے ہیں۔ حال میں صنعت اور حرفت کے مدرسے بہی کہل گئے ہیں۔ اور سرکاری کتب خانہ بہی کہولا گیا ہے۔ ملک کے نامی گرامی امرا عمدہ عمدہ اور نادر نادر کتابیں تحفتہً روانہ کرتے ہیں۔

◆

علم طب کی نئی ترقی

ڈیلی کرانیکل لکہتا ہے کہ مقام مٹیاپولس واقع صوبجات متحدہ امریکہ میں اندنوں ایک عجیب و غریب جرّاحی تجربہ ہوا ہے جس میں ایک جانور کی آنکہہ انسانی ہپوٹے میں لگا لی گئی۔ اور نابینا کو نظر آنے لگا۔ تجربہ ایک اندہی عورت پر ہوا۔ جس کی ایک آنکہ پندرہ سال سے اور دوسری چہہ سال سے بیکار رہی۔ تجربہ دیکہنے کے لئے بہت سے ڈاکٹر بلائے گئے تہے۔ جن کو پہلے تو اعتبار نہ آیا۔ مگر آخرکار قایل ہوگئے کہ واقعی حیرت انگیز کامیابی ہے۔ ایک آلہ کے ذریعے سے جو خاص طور پر اسی کام کے لئے بنایا گیا تہا اُس عورت کی آنکہ کے بعض حصے نکالے گئے۔ اور جانور کی آنکہہ کے وہی حصے ڈالے گئے۔ پہر باحتیاط ڈہکنا ڈہانک دیا گیا۔ اور آنکہہ پر پٹی باندہی گئی کہ روشنی باہر نہ نکل جاوے۔ ایک ہفتہ کے بعد معلوم ہوا کہ عورت کی آنکہہ کے اصلی ٹکڑے اور جانور کی آنکہہ کے ٹکڑے باہم پیوست ہوگئے ہیں۔ نتیجہ میں اسقدر کامیابی ہوئی کہ اب دوسری آنکہہ پر بہی عمل کیا گیا ہے جو ایکہفتہ میں روشن ہوجاویگی۔

◆

ممالک ایشیا و افریقہ کے موجودہ یورپین سیاحوں کا بیان ہے کہ مسلمان ایسے ایسے کٹہن اور نامعلوم علاقوں میں پائے گئے ہیں۔ جہاں اُن کے موجود ہونیکا پہلے کسیکو نشان و گمان بہی نہ تہا۔ بنابریں وہ قیاس کرتے ہیں کہ روئے زمین پر مسلمانوں کی تعداد جیساکہ عام خیال کیا گیا ہے بیس پچیس کروڑ ہی نہیں بلکہ کم از کم ۴۰ کروڑ ہے۔ وہ اس امر کا بہی اعتراف کرتے ہیں کہ وحشی سے وحشی علاقہ میں رہنے والے مسلمان بہی لامذہب وحشی دلیسیوں کے مقابلہ پر کمال مہمان نواز پاکیزہ اور راستباز اور معاملہ کے صاف ہیں۔

◆

نیویارک (امریکہ) سے جہاں پہلے بہی کئی برسوں سے روزانہ اخبار عربی شایع ہوتا ہے ایک اور عربی اخبار موسومہ حیرۃ العالم شایع ہونا شروع ہوا ہے۔

◆

مصری اخبارات مخبر ہیں کہ حبشیوں نے سوڈان کے سرحدی مقبوضہ قالابات پر چند سپاہی بہیجکر اپنا جہنڈا نصب کرا دیا تہا۔ جس سے فارغ ہوکر سپاہی واپس چلے گئے۔ مگر جب وہاں کے شیوخ نے کرنیل پارسنز کو اس امر کی اطلاع دی تو اُس نے ایک دستہ بہیجکر حبشی علم پہنکوا دیا۔ اور انگریزی علم نصب کرا دیا۔ احمد فضیل درویش گورنر قضارف کی آخری شکست کی بڑی وجہ یہہ تہی کہ امیر ابابکر جو سابق امیر دارفر کا بیٹا ہے اپنے دو ہزار ہمراہی لے کر مصری انگریزی فوج سے جا ملا تہا۔

◆

معلومات نے بالکل سچ لکہا ہے کہ اجنبی دشمنوں سے بڑہکر خطرناک اندرونی دشمن ہوتے ہیں اور اندرونی دشمنوں میں سب سے خطرناک وہ سرکاری ملازم اور عہدہ دار ہوتے ہیں جو اپنی جہالت و سفاہت یا خیانت و بددیانتی اور بددرستی سے رعایا کو آزردہ کرکے جمعیت قومی کو پراگندہ کرتے ہیں۔ یمن ایسے اہم اور زرخیز صوبہ میں آئے دن بغاوتیں ہوتی رہتی ہیں۔ نہ معلوم کہ اس کا حشر کیا ہو؟

◆

ایک فاضل نامہ نگار نے کریٹ کی مستقبلہ حالت پر مضمون لکہتے ہوئے مندرجہ ذیل بیت میں عجیب نتیجہ ظاہر کیا ہے وہ لکہتا ہے

کریت یا اہل اورو با لکم شرر
ومعظم النار من مستصغر الشرر

یعنے اے اہل یورپ! کریٹ تمہارے لئے چنگاری ہے اور یہہ ظاہر ہے کہ اکثر بڑی سے بڑی آگ ایک چہوٹی سی چنگاری سے پیدا ہوتی ہے۔

◆

الجزایر کا سرکاری عربی اخبار خوشخبری سناتا ہے کہ مغربی سوڈان یا سنی گال کے دو زبردست مسلمان قبایل کی خانہ جنگی کا باہمی مصالحت سے تصفیہ ہوگیا ہے جس سے اُس علاقہ کے جوگو نام نہاد طور پر فرانسیسی دائرۂ اقتدار میں داخل ہے۔ مگر عملی طور پر وہاں کی اسلامی حکومت خودمختار ہے۔ اور کچہہ عرصہ تک اغیار کی محکومی سے محفوظ رہنے کی امید ہوگئی ہے۔ لیکن اس کے برعکس اس ملک کے ایک اور آباد اور زرخیز علاقہ کے چند مسلمان قبایل میں خانہ جنگی ابہی تک برابر جاری ہے۔ جسکا نتیجہ کل کے لئے نامبارک ہونا یقینی امر ہے۔ الجزایر کے گورنر جنرل نے مصری اخبارات کا جنہوں نے اسکے نوجوان فرزند کی بیوقت موت پر تعزیتی پیغام ہمدردی بہیجا تہا۔ عربی مراسلہ کے ذریعے سے شکریہ ادا کیا گیا۔

◆

طرابلس الغرب کے شرقی حصہ میں کئی برسوں کے امساک باران سے باشندے نہایت تنگ حال ہو رہے تہے۔ پچہلے مہینے باران رحمت کے نزول سے تمام مصیبتوں کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ اور اس نواح کے باشندوں نے بہی بطیب خاطر فوجی تعلیم اور مشق شروع کردی ہے۔

◆

قدردانی اسے کہتے ہیں

پرنس بسمارک نے اپنی زندگی کے حالات لکہہ کر ایک کارخانہ کے حوالے کر دیئے تہے کہ اُنہیں اُن کے مرنے کے بعد شایع کیا جائے۔ کارخانہ نے پہلے ایک لاکہہ کتاب شایع کی۔ مگر اشتہار ملنے کی دیر تہی کہ چند ہفتوں میں ۳ لاکہہ ۱۸ ہزار درخواستیں معہ قیمت (تقریباً ۱۲ لاکہہ روپیہ) موصول ہوگئیں۔ یہہ کتاب جرمن زبان میں ہے۔ انگریزی اور کئی دیگر زبانوں میں بہی اسکا دنوں میں ہی ترجمہ شایع ہوگیا۔ اور یہہ ترجمے بہی ہر ملک میں اب تک ہزاروں بک چکے ہیں۔

◆

مصری اخبارات شکایت کرتے ہیں کہ انگریزوں نے پہلے ہی مصریوں کے قبضہ میں انتظام کے متعلق کونسی بات رہنے دی تہی کہ اب جو قدر سے قلیل رہگیا ہوا ہے اسکے بہی چہیننے کے درپے ہو رہے ہیں۔ زیادہ نارضامندی اسلئے پیدا ہوئی ہے کہ مذہبی عدالتوں کو بہی وزارت معدلت عامہ کے ماتحت کر دیا گیا ہے۔ صیغہ تعمیرات کا ایک یورپین ملازم ۵۰۰ پونڈ کے غبن میں ماخوذ ہے۔

◆

دنیا میں سب سے قیمتی دوائی موسومہ فیسو ستیگما ہے۔ جو آنکہہ کے معالجہ میں استعمال کی جاتی ہے اس دوا کی ایک سیر کی قیمت

ہماری محتشم ناظرین!

حسب وعدہ آج کا اخبار دو مختلف کاغذوں پر شایع ہوا ہے۔ سفید اور خاکی۔ جن احباب کی اطلاع سفید کاغذ کے لئے آچکی ہے اُن کی خدمت میں سفید۔ اور جن کی اطلاع نہیں آئی اُن کی خدمت میں مجوزہ کاغذ پر ارسال کیا جاتا ہے۔ اس تبدیلی کاغذ سے اخراجات میں جو کچہہ زیادتی ہوتی ہے ہم اسکے متعلق ایزادی قیمت کے سوال کو ناظرین ہی پر چہوڑتے ہیں۔ شیخ عطا محمد صاحب مجوز اصلاح کاغذ نے ڈبل قیمت دینے کا اظہار کیا تہا۔ مگر ہمارے خیال میں موجودہ کاغذ کی صورت میں ڈبل قیمت زیادہ ہے۔ اس لئے ہم خود ہی اس تجویز کے مخالف ہیں۔ قیمت میں زیادہ سے زیادہ ایزادی ¼ کی ہونی چاہئیے۔ اسلئے خاکی کاغذ پر جو سفید کاغذ کی نسبت مضبوط اور گراں قیمت ہے اصحاب کو ¼ قیمت دینی چاہئیے۔ لیکن اس خیال سے کہ ہم کو کامل طور پر ایسے اصحاب کا اندازہ ہو جاوے۔ ہم فروری ۱۸۹۹ء کے کل نمبر اس کاغذ پر اسی شرح سے شایع کرینگے۔ اور تجویز کے پختہ ہو جانے کی صورت میں اُن سے بشرح ¼ قیمت لینگے۔ ورنہ وہی معمولی قیمت۔ ہاں! اگر ہمارے سب خریدار بالتزام دو دو خریدار پیدا کردیں تو ہم اسی موجودہ قیمت میں مجوزہ کاغذ پر اخبار دے سکتے ہیں۔ لیکن اسی صورت میں کہ ہر واحد کم از کم دو دو خریدار پیدا کرے۔

مقدمہ کی تاریخ ۱۴ر فروری ۱۸۹۹ء مقرر ہوئی ہے اور اس مرتبہ یہہ مقدمہ بمقام پٹھان کوٹ پیش ہوگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ نئے حالات سے اطلاع دیجائے گی۔

بغداد میں کافی بارش ہو جانے کے سبب غلہ کی گرانی جاتی رہی۔

عبادالرحمٰن

(نمبر رابع)

عبدالرحمٰن کی چوتہی صفت والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذٰلک قواما ہ (اُن عبادالرحمٰن کی ایک یہہ بہی شناخت ہے) کہ وہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ خطاکاری کے طور پر خرچ کرتے ہیں۔ اور نہ جایز موقع پر دینے سے دریغ کرتے ہیں۔ بلکہ میانہ روی اور پسندیدہ طریق کو اختیار کرتے ہیں۔

یہہ آیت اگر غور کیا جاوے۔ اخلاق فاضلہ کی جامع نظر آویگی۔ چونکہ قرآن کریم کی تعلیم کا منشاء تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ ہے۔ اسلئے ہر مقام پر جہاں اللہ تعالےٰ کوئی تعلیم دیتا ہے وہاں یہہ دونوں پہلو مدنظر رکہے ہوئے ہیں ابہی آپ پچہلے نمبر میں پڑہ چکے ہیں کہ عبادت الٰہی کی تعلیم بہی اور معاً اُسکے ساتہہ ہی یہاں شفقت علیٰ خلق اللہ کی ہدایت ہے۔ غرض یہہ قرآن کریم کی تعلیم کا ایک خاص طرز ہے کہ وہ ان دونوں پہلوؤں کو جن کے بدون سچا ایمان اور اُسکے ثمرات مترتب نہیں ہوسکتے یکجا رکہتا ہے۔

خیر الامور اوسطہا عام طور پر یہہ بات مسلم اور مستند ہے کہ میانہ روی بہترین چیز ہے۔ اخلاق فاضلہ کی تعریف ہماری خیال میں اس سے بڑہکر نہیں ہوسکتی کہ وہ افراط اور تفریط دونوں سے مبرا ہو۔ بلکہ دونوں کے درمیانی نقطہ کا نام ہے۔ ایک خط مستقیم کی تنصیف جو مقام ہے وہی اخلاق فاضلہ کی انتہائی جگہ ہے۔ جب تک انسان اس مقام پر چل رہا ہے۔ وہ اخلاق فاضلہ سے موصوف ہے۔ اور ذرا ادہر یا اُدہر آگے چلا جاوے گو وہ صراط مستقیم ہے۔ لیکن ہمارے خیال میں اخلاق فاضلہ کی حد سے متجاوز ہو جاویگا۔

صراط مستقیم کا درمیانی مقام وہی مقام ہے جہاں انسانی اخلاق فاضلہ کی تکمیل ہوتی ہے۔ ہمارے اس بیان سے کوئی یہہ نہ سمجہہ لے کہ پہر آگے ترقی نہ کرنی چاہئیے۔ نہیں! ترقی ضروری ہے مگر وہ ترقی پہر اور ناموں سے موسوم ہے جس شے کا نام اخلاق فاضلہ ہم کہتے ہیں۔ وہ وہی مقام ہے جو عین درمیانی مرکز ہے۔ اُس سے آگے دوسرے مدارج ہیں۔ جن کا ذکر اس مقام پر مطلوب نہیں۔

اس آیت کا منشاء عام ہے۔ اس آیت میں انفقوا کے لفظ سے صرف مال ہی مراد نہیں ہونی چاہئیے۔ بلکہ اسکو عام سمجہنا چاہئیے یعنے اسمیں تمام آداب متعلق گفتگو۔ متعلق خرچ مال۔ اور معاشرتی۔ اور تمدنی وغیرہ جمع کردئیے ہیں۔ یعنے ہر ایک امر میں محل اور موقع اور مقدار مناسب کا لحاظ رکہتے ہیں۔ اسراف کے معنے خطاکاری کے ہیں۔ اور خطاکاری کم میں بہی ہوتی ہے اور زیادہ میں بہی۔ فضول خرچی اس سے مراد لینا ہماری رائے میں ٹہیک نہیں ہے کیونکہ فضول خرچی کا لفظ محض افراط کیلئے بنا ہوا ہے۔ حالانکہ اسراف تفریط میں بہی ہوسکتا ہے۔

پچہلی دعا کے مطلب پر غور کرو!!! ہمنے بتلایا تہا کہ عذاب جہنم سے بچنے کے لئے جو دعا مانگی گئی ہے وہ تمام راحتوں اور سکہوں کی جامع ہے۔ اب اس آیت پر غور کرکے اُس دعا پر نظر کرو۔ کہ کیونکر سب سکہہ حاصل ہوسکتے ہیں؟ مضمون کی طوالت کا اندیشہ نہو تو ہم بصراحت اس امر کو بیان کریں۔ مگر یہہ صاف بات ہے۔

عبادالرحمٰن کی پانچویں صفت ولا یدعون مع اللہ الٰہا اٰخر (اور وہ (وہ لوگ ہیں) جو اللہ تعالیٰ کی یاد کے ساتہہ دوسرے معبود کو نہیں پکارتے۔

توحید ہی تمام اخلاق فاضلہ کا سرچشمہ ہے اس مقام پر پہر یہہ خیال پیدا ہوسکتا تہا کہ پہر ضمناً یہہ ذکر ولا یدعون مع اللہ الٰہا اٰخر کیوں لایا گیا ہے؟ پس غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ وہ اخلاق فاضلہ جو والذین اذا انفقوا میں بیان فرمائے ہیں۔ اُن کے حصول کے لئے یہی ایک ذریعہ ہے کہ ولا یدعون مع اللہ الٰہا اٰخر

(نوٹ) سلسلہ کے لئے دیکھو صفحہ ۱۰

خطبہ (موعظت)

جو ۲۷ جنوری ۱۹۰۹ء کو بمقام دہاریوال جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب نے تین ہزار سے زاید آدمیوں کے عظیم الشان مجمع میں بروز جمعہ پڑھا۔ وہو ھذا

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ **اما بعد** اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت اتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون۔ ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم اولٰئک ھم الفاسقون لا یستوی اصحاب النار واصحاب الجنۃ۔ اصحاب الجنۃ ھم الفائزون

یہہ کلمات طیبات جن کو میں نے ابھی پڑھا ہے۔ قرآن شریف کی آیتیں ہیں جو خدا تعالےٰ کا کامل کلام ہے۔ ان پاک آیتوں میں تاکید یہہ ہوئی ہے۔ کہ **یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ الی الآیۃ** لوگو! مومن کہلاتے ہو اور تم اس بات کو جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ گندوں اور ناپاک لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔ وہ پاک ہے (پس وہ قدوس خدا پاکیزگی اور طہارت چاہتا ہے) تو پھر اس دعوے ایمان کے ساتھ متقی بنجاؤ۔ اور متقی بھی ظاہر کے نہیں۔ اسلئے نہیں کہ لوگ تمہیں متقی اور پرہیزگار کہیں۔ یا مجلسوں میں تمہاری تعریف کریں۔ نہیں نہیں!! **اتقوا اللہ**۔ اللہ تعالےٰ کے متقی بنو۔ متقی کے لئے یہہ ضروری باتیں ہیں۔

اولاً ہر ایک کام جب کرو۔ اٹھتے۔ بیٹھتے۔ چلتے۔ پھرتے۔ دشمنی میں۔ دوستی میں۔ عداوت اور محبت میں۔ مقدمہ ہو۔ یا صلح ہو۔ غرض ہر حالت میں یہہ امر خوب ذہن نشین رکھو کہ نہیں معلوم موت کی گھڑی کس وقت آجاوے۔ وہ کونسا وقت ہوگا۔ جب دنیا سے اٹھ جاویں گے۔ اور اس وقت ماں۔ باپ۔ بیوی۔ بچے۔ دوست۔ یار۔ کنبے کے بڑے بڑے ہمدردی کا دم بھرنے والے انسان۔ مال۔ دولت۔ غرض کوئی چیز نہوگی جو اسوقت ساتھ دے سکے اسوقت اگر کوئی چیز ساتھ جاسکے گی تو وہ ہی انسان کا عمل ہوگا۔ خواہ اچھا ہو خواہ برا ہو۔ اور جیسا عمل ہوگا ویسا ہی اس کا پھل ملیگا۔

جیسے تم ہر روز دنیا میں دیکھتے ہو کہ ایک زمیندار گیہوں کے بیج بوکر جو۔ یا جو بوکر گیہوں کا پھل نہیں لے سکتا۔ پس اسی طرح پر جیسے عمل ہونگے۔ بدلہ ان کے ہی موافق اور رنگ کا ہوگا۔ یہی سچی بات ہے کہ پہلے کام کا پھل دنیا اٹھاتی ہے۔ پس یہہ بات ضرور ضرور یاد رکھو کہ جن کی خاطر انسان عداوتیں اور دشمنیاں کرتا ہے۔ اور مکر و فریب اور کیا کیا شرارتیں کرتا ہے۔ وہ اس آخری ساعت میں اسکے ساتھ نہ جائینگی۔ اکیلا ہی آیا ہے اور اکیلا ہی چلا جائیگا بادشاہوں کی بادشاہت۔ امیروں کی امارت۔ دوستوں کی دوستی۔ کنبہ۔ گھر۔ پڑوس۔ گاؤں اور سارے شہر کے رشتہ دار یہیں رہجاتے ہیں۔ پس ان ساری باتوں کو غور کرو۔ اور موت کے آنے والی۔ اور یقیناً آنے والی اور نہ ٹلنے والی گھڑی کا خیال رکھو۔ اور اس خیال کے ساتھ ہی کل کا فکر آج کرو۔ اور اپنے اعمال کا محاسبہ اور پڑتال کرلو۔ کیونکہ نیک بدلہ تب ہی ملیگا جبکہ اعمال بھی نیک ہوں گے۔

ثانیاً۔ متقی کے لئے ضروری ہے کہ اسکا ایمان سچا ایمان ہو۔ اور اس کے عقاید نیک عقاید ہوں۔ اور پھر اسپر اعمال بھی نیک ہوں ایمان کے اصول صاف ہیں۔ قدوس اور پاک خدا قدوسیت چاہتا ہے۔ ناپاک انسان پاک ذات سے تعلق پیدا نہیں کرسکتا۔ تم اپنے اندر اس بات کو دیکھو کہ کیا کوئی بھلا مانس اور شریف پسند کرتا ہے کہ وہ بدمعاش اور بدنام آدمیوں کے ساتھ ملے اور تعلق پیدا کرے پھر اس پر قیاس کرو کہ وہ خدا جو قدوسوں کا قدوس اور پاک ہے۔ جو تمام محامد اور خوبیوں کا مجموعہ اور سرچشمہ ہے کب پسند کرسکتا ہے کہ گندے اور ناپاک لوگ اس سے تعلق رکھ سکیں۔ پس اگر خدا سے رشتہ قایم رکھنا چاہتے ہو اور اس کو خوش کرنا پسند کرتے اور ضروری سمجھتے ہو تو خود بھی پاک ہو جاؤ۔ اور اس پر سچا ایمان لاؤ کہ تمام محامد اور تعریفوں اور خوبیوں کے لئے وہی ایک پاک ذات سزاوار ہے۔ جس طرح سے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحم کرتا اور شفقت اور پیار کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ تم بھی اسکی مخلوق کے ساتھ سچی محبت اور حقیقی شفقت کرو۔ اور رحم اور ہمدردی کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ کرو۔ میں پھر کہتا ہوں۔ سوچو اور غور کرو! کہ تقوے کے سوا فائدہ نہیں۔ خدا تعالےٰ نے صاف صاف لفظوں میں اس بات کو کھول کھول کر بیان کیا ہے کہ مغرب یا مشرق کی طرف مونہہ کرکے نماز پڑھنا ہی نیکی نہیں بلکہ سچا ایمان خدا کو مطلوب ہے۔ اسلئے اسبات پر ایمان لاؤ کہ وہ خدا قدوس ہے۔ تمام رحمتوں۔ بزرگیوں اور سچائیوں کا سرچشمہ ہے۔ اور اسکے قرب کے لئے ضروری ہے کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کی ان صفات کا پورا لحاظ رکھیں۔

خدا تعالیٰ کی صفت ہے کہ بدکار اور غافل بھی اسکی ربوبیت سے فیض پاتے ہیں اور حصہ لیتے ہیں۔ پس تم بھی خدا کی مخلوق کے ساتھ مہربانی۔ نیکی اور سلوک کرنے میں مسلم۔ غیرمسلم کی قید اٹھادو۔ اور تمام بنی نوع انسان سے جہانتک ممکن ہو احسان کرو۔ خدا رب العالمین ہے۔ یہہ بھی رحیم للعالمین ہو جاوے۔ پس یہہ تقوے ہے۔

ایسے لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جن کی نسبت فرمایا کہ **نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم واولٰئک ھم الفاسقون**۔ یعنے جنہوں نے اس رحمت اور پاکی کے سرچشمہ قدوس خدا کو چھوڑ دیا۔ اور اپنی شرارتوں چالاکیوں۔ ناعاقبت اندیشیوں غرض قسم قسم کی حیلہ سازیوں اور روباہ بازیوں سے کامیاب ہونا چاہتے ہیں۔ مشکلات انسان پر آتی ہیں۔ بہت سی ضرورتیں انسان کو لاحق ہیں۔ کھانے پینے کا محتاج ہوتا ہے۔ دوست بھی ہوتے ہیں۔ دشمن بھی ہوتے ہیں۔ مگر ان تمام حالتوں میں متقی کی یہہ شان ہوتی ہے کہ وہ خیال اور لحاظ رکھتا ہے کہ خدا سے بگاڑ نہو۔ دوست پہ بھروسہ ہو۔ ممکن ہے کہ وہ دوست مصیبت سے پیشتر دنیا سے اٹھ جاوے یا اور مشکلات میں پھنسکر اس قابل نہ رہے

حاکم پر بھروسہ ہو تو ممکن ہے کہ حاکم کی تبدیلی ہو جاوے اور وہ فائدہ اُس سے نہ پہنچ سکے ۔ اور اُن احباب اور رشتہ داروں کو جن سے اُمید اور کامل بھروسہ ہو کہ وہ رنج اور تکلیف میں امداد دینگے ۔ اللہ تعالیٰ اُس ضرورت کے وقت اُن کو اسقدر دُور ڈال دیوے کہ وہ کام نہ آسکیں ۔ پس ہر آن خدا سے تعلق نہ چھوڑنا چاہیئے ۔ جو زندگی ۔ موت ۔ کسی حال میں ہم سے جدا نہیں ہوسکتا ۔

پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے خدا سے قطع تعلق کر لیا ہے ۔ اس کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ تم دُکھوں سے محفوظ نہ رہ سکوگے اور سکھ نہ پاؤگے ۔ بلکہ ہر طرف سے ذلت کی مار ہوگی اور ممکن ہے کہ وہ ذلت تم کو دوستوں ہی کی طرف سے آ جاوے ۔ ایسے لوگ جو خدا سے قطع تعلق کر لیتے ہیں وہ کون ہوتے ہیں یہہ وہ فاسق ۔ فاجر ہوتے ہیں ۔ اُن میں سچا اخلاص اور ایمان نہیں ہوتا ۔ یہی نہیں کہ وہ ایمان کے کچے ہیں ۔ نہیں ۔ اُنمیں شفقت علیٰ خلق اللہ بھی نہیں ہوتی ۔

یاد رکھو ۔ کبھی یہہ بات نہیں ہوسکتی کہ قدوس کے متبع اور پہلے ناکس ذلیل ہوں ۔ نہیں ۔ وہ دنیا میں قبر میں ۔ حشر میں ۔ جنت میں عیش اور سچا آرام پاتے ہیں وہ اُن لوگوں سے جو آگ میں جل رہے ہیں برابر نہیں ۔ اور ہرگز نہیں ۔ وہ لوگ جو سچے راستباز اور متقی ہیں ۔ اور ہمیشہ سُکھ پاتے ہیں ۔ یہہ لوگ ہی آخرکار کامیاب ہونے والے ہیں ۔

میں پھر آخر میں کہتا ہوں کہ کامل ایمان کے بدون انسان اس درجہ پر نہیں پہنچتا ۔ کامل ایمان یہی ہے کہ اسمائے الٰہی پر ایمان لاؤ کہ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہے کہ ایک ناپاک اور گندے کو ایک پاک مومن سے ملادے اور گندے کو عزت دیوے ۔ پھر کامل ایمان میں سے یہہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وسائط پر ایمان لاؤ ۔ یعنے ملائکہ پر ۔ اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لاؤ ۔ وفادار ہو ۔ عسر و یسر میں قدم آگے ہی بڑھاؤ ۔ اور جزا و سزا پر ایمان لاؤ ۔ نمازوں کو مضبوط کرو ۔ اور زکوٰتیں دو ۔ غرض یہہ لوگ ہوتے ہیں جو متقی کہلاتے ہیں ۔ خدا تعالیٰ آپ کو اور مجھ کو توفیق دے کہ ہم متقی بنجاویں ۔ یاد رکھو کہ دنیا سے وہی تعلق رکھو جو خدا چاہتا ہے ۔ آخر جیت راستبازوں ہی کی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ مخفی در مخفی حالات کا واقف ہے ۔ ہمیشہ اُسکے پاک قانون کے متبع رہو ۔ اور ہر حالت میں رضائے الٰہی کے طالب رہو ۔ اور اُس پاک چشمہ سے دور نہ رہو ٭ آمین ۔

مولانا مولوی نور الدین صاحب اور ایک طالب علم

مدرسے سے ایک طالبعلم کو دینیات کا سبق یاد کرنے کیوجہ سے مولانا ممدوح کے پاس شکایت ہوئی آپ نے اُسکو بلا کر فرمایا "مجھے شکایت پہونچی ہے کہ تم نے دینیات کے پڑھنے سے انکار کیا ہے ایک شخص یہاں موجود ہے (ایڈیٹر الحکم کی طرف اشارہ) اور وہ گواہ ہے اُس نے کسی طبیب کا پیغام مجھے دیا کہ اولاد ہونے کے لئے میں اُس کا علاج کروں میں نے اُسکو یہی جواب دیا کہ مجھے دیندار اولاد کی ضرورت ہے محض اولاد مطلوب نہیں پس میں دین کے سوا کسی چیز کو پسند نہیں کر سکتا ۔ مدرسہ کے اجزا سے اگر کوئی غرض ہے تو دینی تعلیم اس لئے اگر تم دینیات پڑھنا نہیں چاہتے تو فی الفور یہاں سے چلے جاؤ میں نے امام کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے اس لئے کوئی شخص جو میرے ساتھ کوئی تعلق رکھتا ہے لیکن دین کو دنیا پر مقدم نہیں کرنا چاہتا میرا اُس سے کچھ تعلق نہیں رہ سکتا تم کو یہ خوب معلوم ہے کہ میں یہاں کسی دنیا طلبی کے لئے نہیں بیٹھا دین کے لئے آیا ہوں اور صرف دین کے لئے پھر تم دیکھو کہ باوجودیکہ کوئی نہیں جانتا میرے مولا کریم کے سوا کہ وہ مجھے کہاں سے دیتا ہے پھر میں نے تمہارے اخراجات باوجود ایسی حالت کے مساکین فنڈ سے نہیں دلائی میں نے خود برداشت کئے پھر ایسی حالت میں بھی اگر تم دین کو حاصل کرنا نہیں چاہتے تو میں تم کو اپنے پاس قطعاً نہیں رکھ سکتا ۔ یاد رکھو دنیا میں میں کسی ایسے شخص کو جو دین سیکھنا نہیں چاہتا ہرگز اپنے پاس اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا کیونکہ میرا ارادہ میرا خیال کچھ نہیں رہا میں اُسے دوسرے کے ہاتھ پر بیچ چکا ہوں ۔ پس میں پھر کہتا ہوں کہ بیوی ہو لڑکی ہو کوئی ہو اگر اُسے دینیات کی خواہش نہیں تو مجھے اُس سے کوئی غرض رہ نہیں سکتی ۔

پاک شاعری

شان احمد راکہ داند جز خداوند کریم
آن چنان از خود جدا شد کز میان افتاد میم
زاں نمط شد محو دلبر کز کمال اتحاد
پیکر او شد سراسر صورت رب رحیم
بوئے محبوب حقیقی میدمد از روئے پاک
ذات حقانی صفاتش مظہر ذات قدیم
گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال
چوں دل احمد نمے بینم دگر عرش عظیم
منت ایزد را کہ من بر رغم اہل روزگار
صد بلا را میخرم از ذوق آں عین النعیم
از عنایات خدا و از فضل آں دادار پاک
دشمن فرعونیانیم بہر عشق آں کلیم
آں مقام و رتبت خاصش کہ بر حق شد عیاں
گفتمے گر دیدمے طبع دریں راہی سلیم
ورنہ عشق محمد ایں سر و جانم بدود
ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزم صمیم

رپورٹ جلسہ سالانہ طبع

ہوکر شائع ہوگئی ہے جن احباب نے متعدد جلدیں خرید فرمائی ہوئی ہیں آخراجی وعدہ کیطرف توجہ کریں ۔ (درخواستیں ایڈیٹر الحکم کی نام ہوں)

کا انسان مصداق ہو سکتا ہے۔ شرک ایک ایسی مہلک بلا ہے کہ اس سے نہ سچے علوم حاصل ہو سکتے ہیں۔ اور نہ اخلاق فاضلہ جو سچے علوم کے آثار شیریں ہیں۔ یہہ امر ہماری کسی دلیل کا محتاج نہیں۔ اور نہ اس پر کسی بحث کی ضرورت ہے۔ اُن قوموں کو جو ایک خدا کو چھوڑ کر تثلیث کے چکر میں آئی ہیں یا تینتیس کروڑ کی پوجاری بنی ہیں۔ دیکھہ سکتے ہو۔ علیٰ ہذا عباد الرحمن کی صفت چہارم میں اخلاق فاضلہ کی کیفیت بتلائی اور صفت پنجم میں اُنکے حصول کا گر بتلایا ہے۔ اکائی پر ہی بڑے بڑے علوم کا مدار ہے۔ ذرا غور کرو۔ اور بلند نظری سے کام لو۔ حساب۔ ہندسہ وغیرہ کی اصل کیا ہے؟

عباد الرحمن کی چہٹی صفت } ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق۔ اور وہ کسی ایسی جان کے قتل ناحق سے بچتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہو۔

قتل نفس مختلف پیرایوں اور طریقوں سے ہوتا ہے۔ اسقاط حمل۔ لڑکیوں کو مار ڈالنا۔ عام قتل۔ ادویات مانع حمل کا استعمال وغیرہ۔ سب صورتیں قتل نفس کی ہیں۔ پس عبد الرحمن کی یہہ بھی ایک خوبی اور صفت ہے کہ وہ ان باتوں سے دُور رہتے ہیں

عباد الرحمن کی ساتویں صفت } ولا یزنون۔ اور کسی قسم کا زنا نہیں کرتے۔ اس مضمون کو قتل النفس والے حصے سے بہت بڑا تعلق ہے کیونکہ قتل النفس کے لئے انسان کو مجبور اور ناپاک مضطر زناکاری کی حالت میں سوچنے پڑتے ہیں۔ تاکہ افشائے راز نہو۔

زنا کی مختلف قسمیں ہیں۔ آنکھہ کا زنا بد نظری ہے۔ زبان کا زنا گندی اور ناپاک باتیں ہیں۔ کانوں کا زنا یہی ہے کہ بدکاری کی داستانوں کا سننا۔ ایسا ہی ہر عضو کے متعلق زنا کا گناہ ہو سکتا ہے۔ مخالطت ناجائز زنا کی تکمیل کا نام ہے۔ پس یاد رکھو کہ مومن اور عبد الرحمن کی یہہ شان ہوتی ہے کہ وہ ان باتوں سے محترز رہتے ہیں۔ کاش! ہمارے مخالف قرآن کریم کے الفاظ پر نظر کر سکتے تو اُن کو معلوم ہوتا کہ قرآن کیسے لطیف پیرایہ میں مختصر طور پر ایک عظیم الشان مضمون بیان کرتا ہے (اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم) ؛

بعض نوٹس

لاتقف ما لیس لک بہ علم } اُس سے بڑھ کر خطاکار انسان کون ہو سکتا ہے جو کسی نامعلوم واقعہ پر اپنی رائے ظاہر کرے اخبار وکیل نے ۳۰ر جنوری کے اشیو میں ایک بڑی ذمہ داری کا نوٹ لکھا ہے جو "قوم کی بدبختی" کے عنوان سے لکھا گیا ہے اُس کے اول حصے سے تو ہم متفق ہیں لیکن اُسکے آخری حصہ کے لئے وکیل کو اُس حصہ آیت کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ جو اس ریمارک کے عنوان میں ہم نے لکھی ہے فی الحال ہم اشارتاً ہی تبلیغ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اور اُمید کرتے ہیں کہ اخبار وکیل اُس ریمارک پر مزید غور کریگا۔ پھر اُسے معلوم ہو جائیگا کہ برسر حق کون ہے؟

ہاں! ہم یہہ کہدینا بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ قوم کی بدبختی اس سے بڑھکر کیا ہوگی کہ وہ اُس امام کو شناخت نہیں کرتی۔ جو اُسکی اصلاح کے لئے مامور ہوکر آیا ہے۔ اور اس عدم توجگی کے ذمہ دار وہ علماء ہیں جو قوم کی راہ میں ایک سدراہ ہو رہے ہیں۔ اور جن کے گھروں میں بجز کفر کے اور رکھا ہی کچھہ نہیں ؛

◆

عبادت اسلام } لورپول کے ایک عیسائی اخبار کے کرسچن ایڈیٹر نے اعتراف کیا ہے کہ "عبادت کرنے میں مسلمان سب سے اوّل اور سب سے بہتر ہیں" اب سوال یہہ ہے کہ کیا ایک شخص ایک امر قابل تعریف کا اعتراف کرکے بھی اس سے احتراز کرتا ہے؟ لاریب جس شخص کا کانشنس بیدار ہو اُسکو تو سر تسلیم رکھدینے کے بدون چارہ نہیں۔ لیکن ہاں جس کا دل اور دماغ عداوت کے تاریک بخارات سے دہندلا گیا ہو وہ حق کو حق مان کر بھی تسلیم نہیں کر سکتا۔ یہی حال اس کرسچن کا معلوم دیتا ہے۔ بہرحال ہم اُسکے اس جملہ کو سلیم الفطرت اور سعید ازل اشخاص کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اور اسلئے نہیں کہ ہم اس مقولہ کو سند دکہانا چاہتے ہیں نہیں! بلکہ اسلئے کہ کم از کم عبادت اسلام کے طریق پر غور تو کیجاوے جو نور اور حقانیت اُسمیں ہے وہ خود ایک مستقل مزاج انسان کو اپنی جھلک دکھا سکتی ہے ؛

◆

"المنار" مصری اخبار میں شعبان کے کسی اشو میں **"اصلاح دین"** کے عنوان سے ایک آرٹیکل شایع ہوا ہے۔ ہم نے اس آرٹیکل کو ایسے طور پر سنا ہے کہ گویا خود پڑھا ہے۔ اُسکا لب لباب اور خلاصہ یہہ ہے کہ اصلاح دین جب ہو سکتی ہے کہ خلیفۃ المسلمین (بخیال سلطان روم) اس امر کی طرف توجہ کرے اور اُسکی راہ یہہ ہے کہ مکہ معظمہ میں ایک مجلس منعقد ہو۔ اور اختلافی مسایل کو چھوڑ کر متفق علیہ مسایل کو شایع کیا جاوے اور اس مجلس کا جنرل اجلاس ایام حج میں ہوا کرے۔ وغیرہ وغیرہ ؛

ہمارے خیال میں اول تو ایسی کسی مجلس کے انعقاد و قیام سے بالکل نا امید ہونا چاہئیے۔ اور اگر کوئی کمیٹی اس قسم کی ہو سکتی ہے تو ہم کہینگے کہ وہ اسلام اور اہل اسلام کے لئے کچھہ بھی مفید نہیں ہو سکتی۔ کیوں کہ اسوقت مختلف ممالک اور مختلف شہروں میں متعدد اور مختلف کمیٹیاں اور مجلسیں مسلمانوں کی موجود ہیں۔ مگر سوال یہہ ہے کہ باوجود ادعائے اصلاح دین وہ کہاں تک اس مطلب اور مقصد میں کامیاب ہوئی ہیں۔ ہمارے اگلے اشیو میں مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کا ایک خطبہ درج ہوتا ہے جسمیں اس مضمون پر ضمناً اور مختصر گفتگو ہے۔ المنار کا یہہ خیال جو اس آرٹیکل کی تہ میں ہے بیشک قابل قدر ہے۔ کہ وحدت ارادی مسلمانوں میں قایم ہو۔ لیکن جس طریق پر وہ اُسے قایم کرنا چاہتا ہے۔ وہ طریق نفاق اور ریا کے بڑہانے والا ہے جو اصلاح دین کی بجائے تخریب دین اور پھر اُس سے تخریب اہل اسلام کا موجب ہو سکتا ہے۔ وحدت ارادی کے پیدا کرنے کے لئے ہم کو اُس طریق اور سنت پر نظر کرنی چاہئیے جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے

ہمارے پاس ایک عظیم الشان نظیر عرب کی کینہ توز اور جنگجو۔ پیکار مجسم قوم کی موجود ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشتر جو حالت خونریز عرب کی تھی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ مگر اسکے بعد اُن میں اخوت اور مروت کی روح کس ذریعہ سے پہونچی گئی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے آیا۔ اسی طرح پر دنیا میں مجلسیں اور سوسائٹیاں ہیں۔ اور ہم کہتے ہیں کہ باوجود ایک مجلس کہلانے کے ایک دل کا حکم رکھنے کے اُن میں دھڑا بندیاں۔ پارٹیاں ہیں۔ بظاہر ایک دوسری سے ملتی ہیں۔ لیکن دل میں منتظر موقع ہیں۔ پس ایسے مجمعے خواہ وہ سلطان روم کے زیر سایہ ہوں۔ خواہ شاہ ایران کی سرپرستی میں۔ ہماری رائے میں کبھی بھی وہ سرسبز نہیں ہو سکتے۔ جب تک اُن کا تعلق اُس روح کے ساتھ نہ ہوگا جو بلا واسطہ اُس ذات سے تعلق رکھتی ہے جو لاریب ایک ہی ہے ؎ خدا واحد خدا ہے۔ وہ توحید کو پسند فرماتا ہے پس وہ وحدت۔ وہ یگانگت جو خدا تعالیٰ کا منشاء اُسکی ذات بے ہمتا کا تقاضا ہے اسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے جس طرح پر وہ چاہتا ہے اور وہ وہی طریق ہے جو ابتدائے آفرینش سے چلا آیا ہے۔ اور اب بھی قایم ہے دنیا میں ایک امام موجود ہے جو دین کا خلیفہ ہو کر آیا ہے۔ پس اُسکے ساتھ سچا تعلق پیدا کرنے سے وحدت کی روح پہونچ جا سکتی ہے۔ اور ہم اسکا تجربہ کرکے دیکھ رہے ہیں۔ اور صحابہ کرام کی ایک زبردست شہادت ہمارے پاس موجود ہے۔ پس اگر دنیائے اسلام میں وحدت اتحادی کی ضرورت ہے اور ہم کہتے ہیں کہ ہے اور ضرور ہے۔ تو یاد رکھو کہ اسکے لئے ایک یہی راہ ہے جو خود خدائے یگانہ نے اپنے ارادے اور اپنے ہاتھ سے بنائی ہے

ہمارا ارادہ ہے کہ المنار کے اس آرٹیکل پر ذرا بسط کے ساتھ لکھیں ؎

بدعت کی تاریکیوں میں سُنت کی جھلک

مصری المنار ۱۰ ؍ جنوری ۹۹ء کی اشاعت میں مندرجہ بالا عنوان سے لکھتا ہے کہ خدا کا شکر ہے کہ اب مسلمانوں کے ہر طبقے سے چند لوگ خواب غفلت سے بیدار ہونے لگے ہیں اور بتدریج اصلاح اور درستی کے زینے پر چڑھتے نظر آتے ہیں جس طرح بعض فضلا نے بدعتوں کا بیج بویا تھا اُسی طرح بعض شیوخ اُن پودوں کے قلع و قمع کی طرف متوجہ بھی ہو گئے ہیں امید ہے کہ لوگ ایسا ہی ایک دوسرے کی تقلید امور خیر میں کیا کریں گے ہم نے بارہا درج اخبار کیا ہے کہ مصری صلحا اور اولیا کی تقاریب مولود میں لگاتار بدعتوں کا مینہ برستا رہتا ہے مریضان مایوسی کو یقین ہوگیا تھا کہ یہ رسم بد مصر سے ہرگز دور نہ ہوگی۔ ہم نے اس خیال کی تردید تحریر سے کی تھی۔ اَب بعض فضلا نے قول سے اُس کا ثبوت بھی دے دیا ہے۔ گزشتہ ہفتہ میں ولی مشہور رسیدی دمرداش المحمدی قدس سرہ کے عرس کی تقریب پر ایک بڑا مجمع ہوا۔ اہل بدعت نے معمول قدیم کے موافق مسجد دمرداش کی اطراف وجوانب میں میراثیوں اور رقاصوں کے واسطے ڈیرے نصب کرنے اور ناجائز مجمع کی دھوم دھام کا انتظام کیا۔ دمرداشی طائفے کے اُستاد اکبر شیخ عبدالرحیم کا حکم ہوا کہ ڈیرے سب اکھیڑ دئے جائیں اور اہل بدعت سب نکال دئے جائیں۔ اس حکم کے ساتھ کسی کو چون و چرا کی طاقت نہ رہی۔ مصر میں یہ اول مولود عرس ہے جس میں منکرات کا کوئی بازار قایم نہ ہوا اور میراثیوں رقاصوں کا اکھاڑا نہ جما بلکہ دوسرے کھیل تماشوں سے بھی یہ عرس پاک اور طاہر رہا۔ جمعہ کی شب میں شیخ موصوف الیہ مع خلفا و مریدین اپنی خلوت سے جلوت میں آئے۔ جبکہ اہل اعتقاد اور تماشائیوں کا بڑا مجمع تھا۔ گروہ مرداش کا لباس سب سفید اور پاک و صاف اور اُن کا مبارک جلسہ راگ بازی اور مزامیر سے معرا تھا۔ اگر دوسری شیوخ طریق بھی یہی راہ چلیں تو مناسب ہے۔

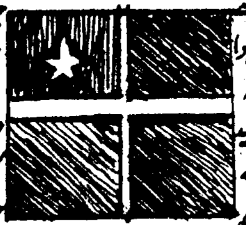

کریٹ کیلئے جو نیا علم تجویز ہوا ہے اُس کا یہ نقشہ ہے ایک بڑی سفید صلیب پھریرے کو چار مساوی حصوں میں تقسیم کر رہی ہے دونوں نچلے اور اوپر کے دائیں حصہ کی زمین نیلگوں۔ اور جو تھے مربع کی زمین جس پر پانچ کرنوں کا ستارہ بنایا گیا ہے سرخ ہے کرمٹی مسلمان اس علم کو ناپسند کرتے ہیں۔ اُن کا بیان ہے کہ اس سے ٹرکی سیادت کا اچھی طرح پتہ نہیں ملتا۔ یعنی ستارہ کے ساتھ ہلال بھی ہو جانا چاہیئے تھا۔

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست۔ اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کے یہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ سے۔ خالص ممیرہ فی ماشہ ۱۰ روپیہ۔ (مصری) سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی وجعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی حیثیت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں۔ جلن۔ کمزوری نظر۔ ناخونہ۔ [illegible] کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اسکا استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم سانگلے صاحب بہادر۔ ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲۔ میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مساۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے۔ آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دہکتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا ہی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر وانریری مجسٹریٹ لاہور۔ سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم۔ شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا۔ میرے ایک دوکاندار مسمی دولا مل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا اور پتلی صاف وشفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی اور مریض دعا گو ہے۔ بندہ بھی بعد شکرگذاری جو شکر نسبت کو ظاہر کرنے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص وعام خلق خدا پر بہت احسان کیا ہے اور ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص وعام بلاتعلق تاکید کرتا ہے کہ بر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم میرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں۔ راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ اسپیشل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ۔ ڈسپنسری شملہ

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے۔ ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔

دستخط سردار صالح محمد خان دُرّانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر [illegible] محمد خان صاحب مرحوم والی ملک افغانستان۔

۶ مارچ ۱۸۹۶ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جو [illegible] الائنس بنک میں ماہ مارچ ۱۸۹۹ء کو جمع کیا گیا ہے۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

رجسٹرڈ نمبر ۱۱۷

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

[illegible]

الحکم

ایڈیٹر و مہتمم شیخ یعقوب علی تراب

پروپرائیٹر شیخ یعقوب علی تراب

نمبر ۶ قادیان دارالامن والامان مورخہ ۱۷ فروری سنہ ۱۸۹۹ جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجادیں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کو مدد ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ پچیس فیصدی کے حساب سے خرید لیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہو سکتا ہے۔ ہم بہت سے مضامین ہزار چھاپکر مفت تقسیم کردیا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ کا ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کردیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری تعداد درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ منیجر الحکم کے نام درخواستیں ہوں۔

اپنے بھائیوں کیلئے

بالکل کھرا سودا

مگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو تو فوراً واپس کرو۔ اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔؟ مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سیکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازار بند۔ پراندے سیج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کے۔ ۸/ سے لیکر صہ روپیہ تک۔ پراندے ۴/ سے لیکر ۵ روپیہ تک۔ سیج ۱۰ روپیہ سے لیکر عہ روپیہ تک۔

۳۔ زیورات میں ڈمے جس قسم کے چاہیں ڈالدیئے جائیں گے۔

۴۔ مینا کاری کا کام ہر ایک قسم کا۔

۵۔ ہر چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن سے لی جا سکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ یہ باہمی فائدہ کیلئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو۔ ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و الٰہی بخش علاقہ بند
کمیشن ایجنٹ
کٹرہ بانگر سنگھ ہاتھی دروازہ امرتسر۔ پنجاب

عجیب و غریب دلچسپ کتابیں؟

مکافاتِ عمل شیخ الاسلام انگلستان عبداللہ کوئلم کے ناول دیجز اَف سن (نتیجہ گناہ) کا ترجمہ

اس ناول کو نہ تو معمولی دل بہلاؤ کا سامان سمجھنا چاہیے اور صرف پند و نصیحت کا خشک دفتر۔ بلکہ ایک اعلیٰ درجہ کے دلچسپ ناول کے پیرایہ میں مقدس اسلام کی تمام اعلیٰ حقیقتیں اس خوبی سے ظاہر کی گئی ہیں۔ کہ ہر ایک خیال اور ہر مذاق کی طبیعت اس کو دیکھ کر بے انتہا محظوظ ہو گی۔ اس ناول سے معلوم ہوتا ہے کہ کن خوبیوں سے یورپ اور امریکہ میں اسلام کا نور چمکایا۔ مصنف والا تبار نے مسیحی دین کا کچھ ایسے عجیب طریقہ پر اسلام سے مقابلہ کیا ہے اور اسلام کی برکات اور خوبیوں کو ایسا واضح کر کے دکھایا ہے کہ ہر ایک منصف مزاج کو اس کی صداقت پر ایمان لانا پڑتا ہے۔ اسلامی قانون شریعت کو مسیحی قانون اور مسیحی شریعت سے۔ اسلامی اخلاق کو مسیحی اخلاق سے۔ اسلامی تقدس کو مسیحی تقدس سے موازنہ کر کے فضائل اسلام کو آفتاب سے زیادہ منور روشن کر دکھایا ہے۔ اسلام میں پردہ۔ عورتوں کے حقوق۔ کثرت ازدواج کی فلاسفی پر ایسی بحث کی ہے کہ مقابلہ میں ایک قابل عیسائی مقنن کو بجز تسلیم کے چارہ نہیں رہا۔ ایک مسلمان۔ ترک **حلیم بے** اور یورپین لیڈی بلنشی کی پاکیزہ محبت سے مسلمانوں کی پاکیزگی اور پاکیزہ خیالی کا حال معلوم ہوتا ہے بالمقابل دو یورپین **میسٹنگز** اور **مس موتا** کا عشق۔ تمام اندرونی جذبات کی خبر دیتا ہے۔ آرمینا کے معاملات پر دلچسپ اور آزادانہ بحث کی ہے۔ لائق مترجم نے جابجا **آیات قرآنی** کا حوالہ دیکر ترجمہ کو ایسا دلچسپ اور پسندیدہ بنا دیا ہے کہ یقیناً ہر مسلمان اس عجیب و غریب **اسلامی** ناول کو پڑھ کر خوش ہو گا۔

تذکرہ صابریہ۔ بزرگان سلسلہ صابریہ کے نہایت عمدہ اور دلچسپ حالات میں کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس رسالہ نے عام مسلمانوں میں نہایت قبولیت حاصل کی ہے اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہا ہے اہل دل جلدی اسکی خریداری فرمائیں۔ قیمت ۱۴ر

اسلام۔ امریکہ کے شیخ الاسلام الگزینڈر رسل ویب صاحب کے پاکیزہ خیالات اسلام کی نسبت جن کے باعث انہوں نے اسلام قبول کیا۔ عجیب خیالات و دلائل ہیں قیمت عہ

کلماتِ طیبات۔ حضرت غوث اور دیگر بزرگان دین کے مکتوبات نہایت عجیب اور مفید ہیں۔ قیمت عہ

فیوض الحرمین۔ اسم بامسمیٰ کتاب ہے۔ قیمت ۱۰ر

منبع العرفان۔ واقعی عرفان کا چشمہ ہے۔ قیمت ۱۰ر

جنگ اجنادین۔ فتح دمشق مختصر سی قابل دید اسلامی تاریخ ہے۔ قیمت ۶ر

فخر البلاد۔ یعنی تاریخ بغداد اردو۔ قیمت . . ۴ر

عید المومنین۔

اسلام کی دنیوی برکتیں۔ یہ کتاب مسلمانوں کیلئے واقعی ایک برکت ہے۔ نواب چراغ علی خاں صاحب مرحوم سابق فنانشل کمشنر حیدر آباد دکن کی تالیف ہے ۶ر

صداقت اسلام۔ اسلام پر دو زبردست لکچر۔ ایک لکچر آنریبل سید احمد خاں بہادر بالقابہ کا۔ دوم لکچر ڈاکٹر لائٹنر صاحب بانی پنجاب یونیورسٹی کا۔ سر سید قبلہ کی عمدہ تصویر بھی ہے۔ قیمت ۱۴ر

مترجم دود تاج لکھی۔ ایک بمبئی کے خوشنویس کا لکھا ہوا ہے قیمت ۱ر

حملہ آوری۔ ایرانی سرزمین اور اسلامی ناموروں کی شجاعت کی معتبر تاریخی داستان ہمت بڑھانے کا عمدہ نسخہ۔ قیمت ۱۴ر

سعادت الکونین فی فضائل الحسنین

یہ کتاب فی الحقیقت ایک سعادت ہے۔ اور ایسی سعادت جو ہر ایک مسلمان کے حصہ میں آنی ضرور ہے قیمت فی جلد . . . ۸ر

گلستان خواجہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی زندگی کے حالات اور کشف و کرامات کی ایسی عمدہ کتاب ہے کہ باید و شاید۔ حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ سوانح عمری ہے مگر درحقیقت ایک فیض ہے اور طالبان حقیقت کے لئے ایک نعمت عظمیٰ۔ متعدد نقشے درگاہ شریف اور اُس کے متعلقات کے بھی ہیں جو نہایت خوبصورت ہیں قیمت ۱۴ر

نظم کی کتابیں

مثنوی لطیف۔ نہایت عمدہ مثنوی ہے معارف حقیقت اس میں ایسے پُرمضمون اور پُرمغز ہیں کہ سبحان اللہ۔ ارباب ذوق و شوق اور طالبان طریقت اسکے دلدادہ اور فدائی ہیں۔ قیمت فی جلد . . . ۱۴ر

دیوان راسخ۔ موجودہ زمانہ میں ایشیائی شاعری نے جو ترقی حاصل کی ہے اور اردو زبان نے جو نیا رنگ اور نرالا چوچلا پیدا کیا ہے اُس کا مزہ چکھنا چاہو تو یہ دیوان ملاحظہ کرو۔ جو مولانا مولوی عبدالرحمٰن صاحب راسخ دہلوی کی جادو بیانی کا مجموعہ ہے۔ اس پاکیزہ کلام کی تعریف میں ہندوستان بھر کے شعرا رطب اللسان ہیں حتیٰ کہ حضرت داغ بھی مداح ہیں۔ ایک ایک شعر اور ایک ایک مصرعہ نشتر ہے ایسی پاکیزہ زبان اور اس میں ایسی شوخی پیدا کرنا صرف مولانا راسخ ہی کا کام ہے ضخیم دیوان ہے۔ قیمت فی جلد . . . . . . عہ

دیوان عزیز۔ یہ دیوان بھی منتخب ہے استادانہ کلام ہے اشعار میں ایسی خوبی ہے کہ دل پر چوٹ لگتی ہے اور ساتھ ہی ایک مزہ آتا ہے جسکا لطف کسی چوٹ کھائے ہوئے دل سے پوچھنا چاہیے۔ قیمت فی جلد . . . . . . عہ

مولود شریف لطیف۔ اس کی تعریف یہ ہے کہ کلام دیکھیے اور مصنف کو داد دیجیے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں سبحان اللہ و صل علیٰ قیمت . . ۲ر

جملہ درخواستیں منیجر اختر ہند پریس

امرتسر کے نام

ہوں۔

میری نوٹ بک سے چند باتیں

محنت

کوئی چیز ایسی مضرت رساں نہیں جیسا کہ وقت کا فضول ضایع کرنا۔ کیونکہ انسان کا دل چکی کی مانند ہے کہ جسمیں اگر گیہوں پیسا جاوے تو آٹا ہو۔ اور خالی گہمائی جاوے تو اُسکا اپنا ہی نقصان ہو (مقولہ مدشل ہال)

میں کبھی یقین نہیں کرسکتا کہ کسی بیکار آدمی کو سچی خوشی حاصل ہوسکے۔ (لارڈ ڈربی)

فراست

ہم تو چاہتے ہیں کہ دوسرے فرشتہ بنجاویں۔ مگر اپنے آپکو فرشتہ بنانے کی کوشش نہیں کرتے۔

فراست ایک قسم کا الہام ہے۔ اس سے بہی نبوت کا خیال ہوتا ہے۔ مومن کی فراست سے ڈرو۔

فراست میں کوئی نہ کوئی خدائی بات ہے جو دل کے جملہ خاصیات سے بڑہکر ہماری بہبودگیونکو درست کردیتی ہے۔

زندگی

انسانی زندگی کی نمود ایک ایسے بحر ذخار کیطرح ہے جو متواتر زور سے بہہ رہا ہے۔ زندگی کی تکالیف پر غور کرنا دانا کا کام ہے۔ اور بات بات پر شک کرنا بیوقوف کا فرض ⁖

نہ اپنی زندگی کو ایسا پیار کرو اور نہ اُس سے متنفر ہو۔ جتنے دن جینا ہے۔ پاکیزگی اور صلح کاری سے بسر کرو ⁖

خطاب بسوئے صبر

اے صبر تجھکو آپ خدا نے بنایا ہے۔ رحمت نے اُسکی دودہ تجھکو پلایا ہے
پیغمبروں نے گود میں تجھکو کھلایا ہے۔ اے لاڈلے تو انکو نہایت ہی بہایا ہے
اسواسطے اے صبر تو دُرِّ یتیم ہے ⁖ باغ نشاط دہر میں باد نسیم ہے
اے صبر مقبلوں کا تو جاہ و جلال ہے۔ اے صبر مفلسوں کا تو مال و منال ہے
صاحبدلوں کا صبر ہی حسن و جمال ہے۔ تیغ ستم کے اسلئے یہ صبر ڈہال ہے
خاطر میں گرچہ کڑوا ہے کڑوا نہ جانیے ⁖ قند و نبات کی بہی یہی جان ناب ہے
ہرچند اسکو دیکھا ہے روز مصاف میں۔ ایوب نے بہی دیکہا ہے اسکو لحاف میں
دیکھا ہے اسکو کعبہ نے طواف میں مسجد میں معتکف ہے ہی اعتکاف میں
یہہ بہاگتا ہے ناگ ردش سگاف سے ⁖ نفرت مدام اسکو ہی لاف و گزاف سے

(احمد حسین)

چھوٹی چھوٹی سوانح عمریاں

ابی ایوب انصاری (خالد بن زید خزرجی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحاب کرام سے ہیں۔ جب حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تہی۔ تو مسجد اور حجرہ مبارکہ تیار ہونے تک آپ کے ہی گہر میں رونق افروز رہے۔ آپ غزوہ "بدر" "احد" اور "خندق" میں شریک رہے ہیں۔ حضرت معاویہ نے جبکہ سنہ ۵۰ ہجری یا ۵۱ھ میں قسطنطنیہ پر لشکر روانہ کیا تو حضرت خالد کو بہی تیمناً ساتھہ کردیا تہا۔ جہاں پر بیمار ہوکر شہر پناہ سے باہر انتقال فرمایا۔ بہت سے برسوں کے بعد جبکہ سلطان فاتح نے قسطنطنیہ کو فتح کیا۔ تو حضرت شمس الدین ولی کے ذریعے آپکے دفن کا مقام قرار دیا گیا۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے قریباً ڈیڑہ سو احادیث مروی ہیں ⁖

ابوذر غفاری۔ جندب بن جنادہ۔ اعلیٰ رتبہ کے صحاب کرام میں سے تہے۔ ذر عربی میں چہوٹی چیونٹی کو کہتے ہیں۔ اور چونکہ آپکے صاحبزادہ کا قد و قامت چہوٹا سا تہا۔ اسلئے آپ (ابوذر) کے نام سے مشہور ہوگئے تہے۔ جب مکہ فتح ہوا تو تین سو بنی غفار جوانوں کے افسر تہے۔ صداقت اور استقامت آپکی ضرب المثل ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رحلت کے بعد شام کو چلے گئے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک وہیں رہے۔ مگر حضرت معاویہ کی طرف سے شکایت ہونے کی بناء پر شام سے مدینہ منورہ کے پاس ربذہ گاؤں میں بہیجدیئے گئے۔ جہاں پر سنہ ۳۲ھ میں بحالت غایت تنگی و افلاس وفات پائی۔ اتفاقاً اُس وقت پر عبد اللہ ابن مسعود کا وہاں گذر ہوا جنکی طرف سے مراسم تدفین و تکفین ادا کی گئیں۔ حضرت ابوذر فرمایا کرتے تہے کہ اگرچہ کمر جہک جانے تک نماز پڑہا کرو۔ مگر اُسکا فائدہ اُسوقت تک نہوگا جب تک آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ محبت پیش نہ آؤ!

ابو رافع۔ ابراہیم۔ جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تہے۔ ابو رافع کی بڑی خدمت یہہ تہی کہ وہ جناب سرور کائنات کے اسباب سفر کو درست رکہا کرتے تہے۔ آپکا نکاح نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنی آزاد کردہ جاریہ (سلمی) سے کردیا تہا ⁖

معلومات اور نئی باتیں

کرہ زواہر:۔ شاہ ایران نے پیرس سے ایک کرہ منگوایا ہے جو بڑا ہی قیمتی ہے۔ اُسمیں کل ممالک جواہر سے دکہائے گئے ہیں۔ مثلاً اٹلی پکہراج کا۔ فرانس نیلم کا۔ انگلینڈ [illegible] کا اور روس ہیرے کا دکہایا گیا ہے۔ اور سمندر زمرد کے دکہائے گئے ہیں۔

قدرتی سیاہی کا درخت:۔ نیوگرنیڈا میں ایک قسم کا درخت پیدا ہوتا ہے جس کو ایک مینٹ کہتے ہیں۔ اُسکا رس مثل سیاہی کے مستعمل ہوتا ہے۔ اس سے لکہے ہوئے حرف پہلے سرخ پہر سیاہ ہوجاتے ہیں۔ اور صفحہ قرطاس سے محو نہیں ہوتے۔

ملکہ معظمہ کی پرائیویٹ ریلوے گاڑی کی قالین کی قیمت ۱۵۰ پونڈ ہے۔ پردے چاندی کے ڈنڈوں پر آویزاں ہیں اور ڈنڈے چہوٹی چہوٹی سنہری مورتوں پر جنمیں ہر ایک کی قیمت دس گنی ہے رکہے ہوئے ہیں۔ دروازوں کے دستوں کی قیمت ۱۵۰ پونڈ ہے۔ کل ستون میں ۶۰۰۰ پونڈ کی لاگت آئی ہے

سن ہجری چونکہ قمری گردش کے حساب سے محسوب ہوتا ہے۔ اسلئے عیسوی سن کی نسبت دس روز چہوٹا ہوتا ہے یعنی ۳۶ سال کے بعد ایک سال کا فرق پڑجاتا ہے اس حساب سے ۲۰۹۵۸ سال کے بعد عیسوی اور ہجری سن برابر ہوجاوینگے اور ۲۳۰۱۰ سال بعد ہجری سن ہندوؤں کی سمت کے برابر ہوجاویگا ⁖

نیا شہر:۔ آبشار نیاگرا کے کنارے پر علوم حال کے اصول پر ۲۵ میل مربع میں ایک شہر تیار ہوتا ہے جس میں روشنی اور گرمی قوت برقی کے ذریعہ سے پہنچائی جاویگی۔ اور تہوڑے خرچ سے بہت سے آرام اور فوائد اس شہر کو پہنچینگے۔ جو شاید دنیا میں کسی کو میسر نہوں۔ کیونکہ جو قوت برقی اس روشنی اور گرمی کی بہم رسانی کے لئے درکار ہوگی وہ اس دریا کے عظیم الشان آبشار سے مفت حاصل ہوجایا کریگی ⁖

ایک جدید قسم کا بلاٹنگ پیپر ایجاد کیا گیا ہے جو کاغذ سے سیاہی کے داغ دور کردیتا ہے ⁖

دنیا میں سب سے گراں قیمت دوائی فیسوسٹگما ہے جو امراض چشم میں استعمال کی جاتی ہے۔ جس کی ایک سیر کی قیمت

خطبۂ موعظت

جو ۱۰ار فروری سنہ ۹۹ء مطابق ۱۲ار رمضان المکرم ۱۳۱۶ھ ہجری المقدس کو مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھا۔

الحمد لله رب العالمين مالك يوم الدين والصلوة والسلام على رسوله الامين محمد وآله واصحابه اجمعين - اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم والمومنون والمومنات بعضهم اولياء بعض يامرون بالمعروف وينهون عن المنكر ويقيمون الصلوة ويوتون الزكوة ويطيعون الله ورسوله اولئك سيرحمهم الله ان الله عزيز حكيم

مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے رفیق اور مددگار ہوتے ہیں۔ اور پسندیدہ باتیں دوسرے لوگوں کو سکہاتے۔ اور بُری باتوں سے روکتے ہیں۔ نمازوں کو قایم کرتے ہیں۔ اور زکوۃ دیتے ہیں۔ اللہ اور اُسکے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا انجام یہہ ہوگا کہ اللہ تعالےٰ بہت جلد فضل کریگا۔ اور اُن کی کوششوں کو بامراد کریگا۔ اللہ تعالےٰ بہت عزت والا اور غیور خدا ہے۔ اُسکی باتیں بڑی پکّی ہیں اور وہ ٹلتی نہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اُس مضبوط اور مستحکم قاعدہ کو بیان فرمایا جو کسی قوم پر اللہ تعالےٰ کے فضل اور رحم کے لئے اُسنے مقرر فرمایا ہے۔ وہ قوم وہ لوگ کیسے ہوتے ہیں؟ سب سے **اوّل** اور مہتم بالشان نشان اُنکا **ایمان** ہے۔ وہ مومن ہوں خواہ مرد ہوں خواہ عورتیں۔ بضاعت ایمان رکھنے کی حالت میں اُن کی کامیابیاں اور برکات الٰہیہ کا مورد بنانا اُس جنس کے لحاظ سے نہیں ہوگا جو عام طور پر اُن میں بطور امتیاز قایم ہے۔ بلکہ مساوات ہوگی۔ **دوسرا نشان** اُن کا یہہ ہے کہ صرف **ایمان** ہی نہیں بلکہ اُن کے باہمی تعلقات میں محبت اور موافقت ہو۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ جلشانہٗ نے اس دنیا کے نظام میں ایک یہہ ضروری بات رکہدی ہے۔ کہ وہ اتفاق باہمی اور نیک نیتی سے چلتا ہے۔ ایک دوسرے کی سچی اعانت اور حقیقی ہمدردی اور باہمی امداد سے کل انتظام وابستہ ہے جہاں اتفاق نہو۔ بلکہ پھوٹ ہو۔ دل اور زبان ایک نہوں ایک دوسرے کی جڑ کاٹنے کی فکر میں ہو۔ ایک بہائی دوسرے بہائی کی تذلیل اور تحقیر کے درپے ہو۔ وہاں اللہ تعالیٰ کا فضل اُسکی برکت نہیں آتی۔ بلکہ وہ جگہہ۔ وہ قوم۔ وہ جماعت جس میں پہوٹ اور نفاق ہے اُسکا نام و نشان اُٹھجاتا ہے۔ اور وہ ذلیل و تباہ ہوکر خاک میں مل جاتی ہے۔

اس سے پیشتر اللہ تعالےٰ نے منافقوں کے نشان بیان فرمائے ہیں۔ اور وہ اُن صفات سے بالکل برخلاف ہیں۔ یعنے وہ باہم ایک دوسرے کے معاون اور سچے غمخوار نہیں ہوتے۔ اُن میں موافقت اور موانست باہمی حقیقی طور پر نہیں ہوتی۔ اُن کے دل اور۔ اور زبان اور ہوتی ہے۔ وہ کسی مجلس میں نیک بات سیکہنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اور نہ کسی کو کوئی بہلی اور پسندیدہ بات بتلاتے اور نہ بُری باتوں سے روکتے اور منع کرتے ہیں ایسے لوگوں کا نشان بتلایا کہ اولئك هم الخاسرون یہہ لوگ کامیاب نہیں ہونگے۔

چونکہ یہہ بات ضروری اور واقعی تہی کہ معلوم ہو کہ ایک جماعت واقعی سچا اتفاق رکہتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ ہی کے لئے اُسکے دلوں میں اُلفت اور سچی محبت ہے۔ اور اُن میں نفاق کا کوئی شعبہ نہیں ہے۔ پس یہہ بات آسانی سے معلوم ہوگی۔ درخت اپنے پہل سے پہچانا جاتا ہے۔ لیکن اُس کے درخت کے نیچے کہڑے ہوکر درخت کی بابت کسی منطقی بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ گلے کی رگیں پہیلا پہیلا کر گفتگو کی حاجت نہیں۔ بلکہ اُسکا پہل ایک زبردست شہادت ہے۔ پس آسان بات ہے کہ اُسکا پہل چکہہ لیں۔ اسطرح پر اللہ تعالےٰ نے ایک پہل بتلایا ہے اولئك سيرحمهم الله یعنے آخری کامیابی دکہا دیگی۔ کہ وہ حقیقتاً مومن ہیں۔ اور تمام صفات موصوفہ کے سچے مورد و موصوف ہیں۔ اور ایسے لوگ یقیناً اُن بدنتایج سے محفوظ رہینگے جو یقیناً بدکردار منافقوں کے شامل حال ہوا کرتے ہیں۔

اس اصول کی صداقت کے لئے ایک بڑی بہاری جماعت صحابہ کی شہادت موجود ہے۔ اگر کوئی شخص خیرگی اور بیحیائی سے یہہ کہے کہ ابوبکرؓ صدیق کی پارٹی اور علی مرتضےٰ کے طرفداروں میں کوئی دہڑہ بندی نفاق۔ عداوت اور دشمنی تہی۔ اور وہ اپنے اس قول کی تصدیق کے لئے ہزارہا ہزار کتابیں بہی سند میں پیش کرے تو قرآن کریم جیسی زبردست سچی اور محکم و منفصل تاریخ کی شہادت کے سامنے جبکہ وہ اُسکو غلط بتلاتا ہے۔ اُن کی کچہہ وقعت اور حقیقت نہیں۔ اور ایسا دعوےٰ کرنے والا خدا سے نہ ڈرنے والا بیباک اور گستاخ انسان ہے۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ یقیناً یقیناً وہ وقت آتا ہے کہ وہ دکہا دیگا کہ مومن کون ہیں؟

مدینہ میں دو قسم کے لوگ تہے ایک منافق جن کی نسبت کہا ہے اولئك حبطت اعمالهم۔ وہ بہی ہر ایک قسم کی تدابیر اور کوششوں سے کام لیتے ہیں۔ اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہونے کے واسطے کیا کچہہ نہیں کرتے ہیں؟ یہاں تک کہ ہر ایک قسم کے ناپاک اور گندے منصوبے فریب و مکر اپنے کام کی رونق کے لئے روا رکہتے ہیں۔ مگر نتیجہ وہی ہوتا ہے کہ وہ تمام مساعی اور کوششیں بے سود اور اکارت جاتی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مہاجرین کی برگزیدہ گروہ کو سند خلافت پر بٹہا کر خدا نے فیصلہ کر دیا کہ حقیقی مومن کون تہے؟ اور اس نتیجۂ حقہ نے یہہ بہی ثابت کر دیا کہ وہ آمر بالمعروف ناہی عن المنکر اور مطیع اللہ و رسول کے تہے۔ اور اُس کے خلاف جو الزامات و مطاعن اُن کی طرف منسوب ہیں۔ ظالم دلوں کی خباثت باطنی کے سرجوش ہیں۔

ان امور کے لئے ہم کو کسی تاریخ کی شہادت پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم کو زبان سے کہنے کی حاجت نہیں اُن کی کامیابی نے اُن کے عملی نمونوں نے اس امر کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زمانہ کی ابدی تاریخ پر لکہدیا ہے۔ کہ وہ **المومنون** والی جماعت تہی۔ اور خدا تعالےٰ نے اپنے عظیم الشان فضل سے قیامت تک مہر لگادی کہ واقعی مومن ہیں یہہ کیسا عظیم الشان ثبوت ہے اور کیا حیرت انگیز بات ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی **قوت قدسیہ** کا ثبوت مشکل ہوتا۔ اگر ایسا اتفاق۔ ایسا اتحاد۔ اور ایسی یگانگت اُن جنگجو۔ تند خو قبایل کے درمیان پیدا نہوتی۔ دو قبیلے آپس میں ملیں۔ اور پہر کشادہ پیشانی اور محبت سے ملیں۔ ممکن نہ تہا۔ مگر یہہ اس **هادی۔ کامل هادی** صلی اللہ علیہ وسلم کی **قوت قدسی** تہی جسنے اُن پر ایسا اثر کیا کہ اُن کی اس **فطرت** تک کو بدل دیا جو عادت کے بعد ہوگئی تہی۔ اور ایسا بدلا کہ **بعضهم اولياء بعض** بنا دیا۔ غرض ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے ایک **اصول** اور گر بتلایا ہے جس سے کوئی **قوم** اور **جماعت** اُسکے حضور بامراد اور کامیاب ہونے کے قابل ٹہر سکتی ہے۔

میرا مطلب اسوقت ان آیات کے پڑھنے سے خصوصاً اپنی جماعت کو متوجہ کرکے ایک بات کا بیان کرنا ہے یہ امر میں نے متعدد مرتبہ ابھی بتلایا ہے. کہ اس آیۃ میں کسی قوم کے فضل اور رحم کے وارث ہونے کے لئے ایک خاص اصول ہے. اُن کا پہلا نشان تو **ایمان** ہے یعنے سچا ایمان اپنے تمام لوازم کے ساتھہ پیدا ہو. تاکہ وہ **مومن** کہلا سکیں - ورنہ زبانی اور فرضی ایمان تو منافق میں بھی ہوتا ہے - نہیں.

دوسرا نشان یہہ ہے کہ ایک دوسرے کے معاون اور مددگار ہوں. ایسے طور پر کہ گویا ایک دل ہوجاویں - اور ایک دوسرے کے فائدے اور زیان میں ایسے شریک ہوں کہ گویا وہ اُسکا ذمہ وار ہے - یہہ ایک عظیم الشان بات ہے جو ہم کو اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیے - **اسلام** کا اصل فضل اور برکت دنیا میں توحید پھیلانا ہے. اور وہ ہر معاملہ میں **اتحاد** اور یگانگت چاہتا ہے - عبادات - معاملات. معاشرت تمدن غرض ہر بات میں اُسکا مقصود اور موضوع وہی **وحدت** ہے پس ایک خدا کو ماننے والے متفرق اور پراگندہ ہوں - اور ایک دوسرے کے ہمدرد اور رفیق نہوں. یہہ مومن کا کام نہیں - یہہ اسلام کا منشا نہیں.

تیسرا نشان یہہ ہے کہ دوسروں کو نیک باتوں کے مشورے دیتے اور بری باتوں سے روکتے ہیں. یہہ بات جسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کہتے ہیں. باہمی سچی اُلفت اور سچے پیار سے پیدا ہوتی ہے. بہت لوگ ہیں کہ کسی کا گھر جلتا دیکھہ کر دُور سے کھڑے تماشا دیکھتے اور ہنستے ہیں کہ ہمارا گھر دُور ہے مگر یاد رکھو کہ یہہ کامیابی کے لچھن نہیں ہیں - یہہ تو ذلت اور ادبار کے نشان ہیں.

اس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ **امر بالمعروف** **نہی عن المنکر** کے لئے اول باہم سچی خیر خواہی اور موافقت ہو. جیسا اپنی ذات خاص کے لئے کوئی بات چاہتا ہے ویسا ہی اپنے بھائی کے لئے چاہے تو یہہ توفیق ملتی ہے کہ **امر بالمعروف** کرسکے اور بری اور مکروہ باتوں سے روک سکے. آج ہر شہر اور قصبہ میں بڑی بڑی مجلسیں انجمنیں ہیں اُنکا پہلا اصول بدقسمتی سے یہی ہے کہ کسی کو ملامت نہ کی جاوے - یہہ دل آزاری سمجھی گئی ہے **شراب** پینے سے روکنا - **زناکاری** سے باز آنے کی ہدایت کرنا. ان باتوں سے اُن کو کچھہ سروکار نہیں - وہ چاہتے ہیں کہ ہم اس طریق پر **ہردلعزیزی** پیدا کریں - اور اپنے **مقاصد** میں کامیاب ہوں. اور یہہ وہ مقاصد دنیوی **فلاح** اور بہتری کے تبلائے جاتے ہیں - **آہ! صد آہ!!!** - ان لوگوں کی روح میں جب سچی تڑپ نہیں - وہ سوز اور درد اُن کے اندر پیدا نہیں ہوا جو **قوم** کو **قوم** بنانے کیلئے ضروری ہے تو اُن کی لمبی چوڑی **تقریریں اسپیچیں** **قومی مرثیے** - اور **نوحے** کیا کرسکتے ہیں؟ **دین** کی عزت اور عام خلق اللہ کی سچی بھلائی جو دین سے حاصل ہوتی ہے مقصود نہیں تو کچھہ بھی نہیں. ممکن ہے کہ اُس اتفاق اور ظاہری اتحاد کی وجہہ سے کچھہ آثار کامیابی کے دیکھیں کیونکہ اللہ تعالےٰ **مساعی** کے **اجر** ضایع نہیں کرتا - اور ہر فعل پر نتایج مترتب کرتا ہے. مگر اُنکو آخر میں پھر وہی ناکامی وہی مایوسی اور ابدی اضطراب ہے.

اللہ تعالےٰ نے ایک **مجلس** قایم کی جسکا **صدر مجلس** وہ **کامل انسان** تھا جسکا نام **محمد رسول اللہ** ہے. صلی اللہ علیہ وسلم اُس مجلس کا **نشان یہی** بتلایا ہے کہ وہ سچی خیر خواہی اور ہمدردی کے ساتھہ **یامرون بالمعروف** اور **ینہون عن المنکر** کی مجلس ہے اور یہہ **امر بالمعروف** اور **نہی عن المنکر** طبعی طور پر **فطرتی تقاضے** سے روح کی تڑپ اور سوز سے ہوتا ہے - اُس میں اپنے نفس کی خواہش اور جذبات کی آمیزش نہیں ہوتی. کیونکہ ایسا ممکن ہے کہ دوسرے کو **امر بالمعروف** کرتے ہوئے سینہ میں یہہ بات پیدا ہو کہ میں اُس سے بہتر ہوں اور یہہ **انا خیر منہ** اُس کی تذلیل اور تحقیر کا خیال دل میں پیدا کردے - پس یاد رکھو کہ اس فایز المرام ہونے والی جماعت کے اندر یہہ جذبات اور خیالات نہیں ہوتے. اُن کا **امر بالمعروف** اور **نہی عن المنکر** ایک روح کے تقاضے سے ہوتا ہے - پس **مبارک ہیں** وہ لوگ - اور **مبارک ہے** وہ **جماعت! جس کے** اندر یہہ **صفات ہوں! وقلیل ماھم**.

اللہ تعالیٰ ہی کے لئے بغض رکھنا - اور اُسی کیلئے حب رکھنا کہنے کے لئے آسان باتیں ہیں. مگر حقیقتاً اسکو وہی سمجھہ سکتا ہے جسکا سینہ **سکینت** کی برکت دھویا ہوا ہو - اور شرح صدر ہوچکا ہو.

لوگ کہتے ہیں کہ وہ شخص جو مامور من اللہ کہلاتا اور امام ہونے کا مدعی ہے - اپنے مخالفوں کی نسبت اُن کے حق میں سخت الفاظ بولتا ہے - اُسمیں اور اُنہیں کیا فرق ہے؟ ہم اپنی فراست - دراز تجربہ - روح پاک کی مدد سے اسبات کو دریافت کرسکتے ہیں. اور یہہ علانیہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ **جوش نفس - غلبۂ انتقام - حیوانی جذبات** اور **عداوت** کے تاریک غبار سے دب کر نہیں بولتا - بلکہ جب وہ اپنے **فرض منصبی** کے ادا کرنے کے لئے بیٹھتا اور قلم اُٹھاتا ہے - وہ محض اللہ تعالےٰ کے لئے جو کچھہ بولتا ہے بولتا ہے. اُسکا ثبوت یہہ ہے کہ عام مجلسوں میں جب وہ بیٹھتا اور اُن مخالفوں کا ذکر سنتا یا کرتا ہے تو اُسکے چہرہ پر تغیرات - سوزش - اور جلن اور قبض کے آثار پیدا نہیں ہوتے - وہ نہایت فراخدلی سے اُن کی گندی اور ناپاک گالیاں جو ایک شریف دل انسان اپنے مونہہ سے نہیں نکال سکتا سُن جاتا ہے مگر اُس سے اُسکے دل پر کوئی حیوانی جذبات کا اثر پیدا نہیں ہوتا. یہہ بعینہ اُس **مجسٹریٹ** کی طرح ہے جو جب اپنی کرسی عدالت پر بیٹھتا ہے تو کسی کو سزا دیتا ہے اور کسی کو ڈگری دیتا ہے - مگر گھر میں مجلسوں میں دوستوں سے جب ملتا ہے تو نہایت فراخدلی اور کشادہ پیشانی سے ملتا ہے. معلوم ہوا کہ اُسنے صرف **ڈیوٹی** کو ادا کیا ہے - اپنے **جذبات نفس** کا غلام بنکر نہیں کیا. مگر میں ان مخالف مولویوں کو دیکھتا ہوں کہ کسی تقریب کی وجہہ سے نہیں - بے محل ذکر لاکر گندے اور ناپاک ذکر کررہے ہیں - اور چہرہ متغیر ہو ہو جاتا ہے گویا اندر ہی اندر کوئی بات کھا رہی ہے - جسکے انتقام کے لئے یہہ باتیں کررہے ہیں یہہ **صاف فرق** ہے - پس جسکے اندر **غلاظت** نہیں جو **سکینت** اور **استقلال** کے برف سے دھویا ہوا سینہ رکھتا ہے **شرح صدر** جسکا ہوچکا ہے وہ اپنی باتوں سے پہچانا جاتا ہے - **امر بالمعروف** اور **نہی عن المنکر** اُسکا حق ہے **مبارکی ہو اُس کو!** یہہ **تاج** اُسی کے **سر** پر سجتا ہے - کیونکہ خدا نے خود اپنے ہاتھہ سے اُسے **ممسوح** کیا. اور حیوانی جذبات سے پاک صاف کردیا. نور ہدایت - خیر خواہی - اور عام **ہمدردی** سے اُسے بھر دیا.

مگر میرے دوستو! یہہ تو بتلاؤ کہ کیا کوئی شخص جو عطر فروش کے پاس بیٹھتا ہے - وہ اُس **خوشبو** میں سے کچھہ بھی حصہ نہیں لیتا؟ لیتا اور ضرور لیتا ہے! پس کیا یہہ ضرور نہیں کہ ہم امام کے پاس بیٹھنے اُس سے ایک ایسا تعلق پیدا کرتے ہیں جو بچے کو ماں باپ سے ہوتا ہے - یا کسی عضو کو جسم کے ساتھ ہے پھر اُس سے کچھہ حاصل نکریں اُسکے **اخلاق** و **عادات** سے حصہ نہ لیں؟ لیں - ضرور اور بہت ضروری ہے - اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو یاد رکھو اور پھر یاد رکھو کہ ہم نے اُس کو

پہچان کر بھی نہیں پہچانا۔!

لہذا ہم کو ضروری ہے کہ ہم اسکے حصہ دار ہوں اور اس کام کے لئے جیسا کہ میں پہلے کہہ آیا ہوں ایکدوسرے کے سچے خیر خواہ اور ہمدرد ہونا ضروری ہے۔ پھر اس فرمان کے مصداق ہونگے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر۔

یاد رکھو کہ امر بالمعروف سے ہی خیر امۃ کہلا سکتے ہو اور اسکی توفیق تب ہی ملتی ہے جب کہ سچا اخلاص اور باہمی اتحاد ہو۔ بسا اوقات دھوکہ لگا ہے کہ امر بالمعروف کرنے فساد عظیم ہوگا۔ یہہ شیطانی وسوسہ ہے جو سچے اخلاص کی راہ میں ایک پتھر ہو جاتا ہے۔ اسلیئے اس سے بچاؤ اور بچنے کا طریق یہی ہے کہ پہلے آپس میں تعلقات ٹھیک ہوں۔ خانہ جنگی سے پرہیز ہو۔ اس ایک اور بڑا افضل اللہ تعالے کا یہہ ہوگا کہ قیام نماز اور ایتاء زکواۃ کی توفیق ملیگی۔ اس ہادی کامل پر بے انتہا درود ہو۔ نماز کا کیسا پسندیدہ اور احسن طریق نکالا کہ ہوسکتا ہے کہ گوشۂ تنہائی میں عبادت کرنے سے دل میں نور اور جوش اور رقت پیدا ہو۔ اور اس مطلب کے لئے ایک اس گوشہ میں پڑا ہو اور دوسرا اُس کونے میں۔

مگر اُسنے وہی وحدت کی روح پہونکنے کے لئے عبادت کے طریق کو بھی کیسا ایک ہی مرکز پر رکھا ہے۔ پانچ وقت ایک مسجد میں اکٹھے ہوں۔ ملکر کیا ہوتا ہے۔ شانہ سے شانہ ملے اور پاؤں سے پاؤں۔ کیا غرض ہے یہی کہ باہم ولایت پیدا ہو۔ اتصال ہو۔ جسم میں بھی فرق نہ ہے تو بعضھم اولیاء بعض کے مصداق ہوں اور پھر خدا تعالے کا رحم اور ہاتھ جماعت پر ہو۔

ہم بھی اللہ تعالے کے رحم کے امیدوار ہیں۔ اب بھی اُسنے ایک مجلس قایم فرمائی۔ ہاں! خدا نما مجلس مقرر کی ہے ایک فضل کا نشان۔ نور۔ صدر مجلس مقرر فرمایا ہے جس کی اطاعت اور محبت کے سبب سے ہم کو اُمید لگ گئی ہے کہ ہم بھی سیدو حمہم اللہ کی شیرین آواز خدا سے سنیں اور ان ہی برکات کے وارث ہوں، کیونکہ خود خدا نے اپنی رحمانیت سے ایک نور ہم میں بھیجا ہے اور محض اپنے فضل سے نہ ہمارے کسی عمل سے اُس کی شناخت کی توفیق دی ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذلک،

پس اب ہم بھی اُس جماعت کی طرح جنکا معلم ہادی کامل تہا۔ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالے کے فضل۔ اُسکے رحم کے امیدوار ہیں کہ آخرین منہم کی جماعت میں داخل ہونے کے باعث اُس رحم کے وارث ہوں!!!

یہہ آرزو ہے۔ یہہ تمنا ہے۔ لیکن میں پہر کہتا ہوں کہ اسکے حصول کے لئے وہی گر ہے کہ ایکدوسرے کے سچے ہمدرد اور غمخوار بنیو۔ اور اطاعت اللہ اور اطاعت الرسول میں صدق دل سے قدم اُٹھاؤ۔ پہر اللہ تعالے کا رحم۔ اُسکا فضل ساتھ ہے۔ اللہ تعالی مجھکو اور سبکو اسکی توفیق دے۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین !!!

ایڈیٹوریل

خیر و سعادت کی فلاسفی

(نمبر ۳)

سادساً۔ اس زندگی اور اسی جہان میں ہر ایک طرح کی بدکرداری اور بد اطواری سے منزہ و مبرا ہو کر عالم بالا کے رہنے والوں کی مانند ذوالجلال والاکرام خدا کا قرب حاصل کرے اور یہہ امر ہمارے خیال میں بالکل بدیہی امر ہے کہ جب یہہ زندگی جواب ہو نہ رہی۔ تب روح اپنے آلات کے بغیر فضیلتوں کا اکتساب نہیں کر سکتی۔ اور اسی جہت سے سعادت تام کا نام اُس پر صادق نہیں آتا۔

الغرض یہہ چھ فضیلتیں جس انسان میں ہوں اُسکو کامل انسان اور سعید مطلق ایک معنی سے کہنا چاہئیے۔ ورنہ اللہ اللہ خیر سلا۔ ہاں البتہ یہہ ممکن ہے کہ سعادت کے بعض امروں میں بقدر نقصان ایک نقص رہجائیگا۔ مگر سعادت کے طالب کو لازم ہے کہ اپنے تمام حواس و قوے کو حکمت کے قانون سے قوت عاقلہ کے تحت حکم رکھے۔ اور بہت احتیاط کرے کہ بنا اُسکی مخالفت حتی المقدور ظہور میں نہ آئے۔ اور اس میں کچھ شبہہ نہیں کہ انسان جب تک کہ اس عالم میں ہے حال کے تغیر سے جو اندوہ کا موجب ہوتا ہے صحیح و سالم نہیں رہ سکتا۔ پس ہر حال میں جو بات لائق تر و فاضل تر ہو۔ حکمت کی رو سے اختیار کرے یعنی مصیبت کے وقت میں صبر کرے۔ اور تونگری میں سخاوت کرے۔ اور فقیری کے ایام میں تحمل کو کام میں لاوے تاکہ ہر حالت میں کامل سعید ہو۔ بلکہ نہایت مناسب اور واجب تو یہہ ہے کہ وقت شدائد جس قدر افعال جمیلہ انسان سے صادر ہوں زیادہ تر ہیں۔ ڈاکٹر ہری اسکات وغیرہم حکمائے زمانہ نے اس شریف بحث میں بہت کچھ بیان بین کی ہے۔ اور عمدہ نتایج نکالے ہیں۔ جنمیں سے ہم مختصر طور پر لکھتے ہیں۔

چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ یہہ امر ہر طرح سے قابل پزیرائی ہے کہ انسان کو روحانی فضیلت جو فرشتوں کے مناسب حال ہے میسر ہوسکتی ہے۔ اور اُن کی رائے میں یہہ بات بھی بلاشبہہ سچ ہے کہ انسان کو جسمانی فضیلت بھی حاصل ہوسکتی ہے کہ جس میں وہ بہائم کے ساتھ ایک طور پر شارکت رکھتا ہے۔ مگر چونکہ اُسکو چند مدت اس فانی دنیا میں بسر کرنا ہے۔ لہذا واجب ہے کہ اپنے بدل اوقات کو جسمانی فضیلت کے حاصل کرنے میں فتور اور قصور ظہور میں آنے بلکہ یوں چاہئیے کہ جسمانی فضیلت کو حاصل کرکے روحانی فضیلت کے حاصل کرنے میں ہمہ تن مصروف ہو تاکہ جب اس ناپایدار عالم سے کوچ کرکے ابدی جہان کی طرف انتقال کرے۔ تب فرشتوں کی ابدی اور لازوال مصاحبت میں شامل ہو۔

پس ایسے بیدار مغز انسان کی نسبت جو جسمانی فضیلت کے حاصل کرنے کے بعد دل و جان سے روحانی فضیلت کے حاصل کرنے میں دلسوزی کو کام میں لاوے سعادت کا اطلاق جایز ہے۔

☞ **ھزارھا** دلایل سے یہہ بات پایۂ اثبات کو پہنچ چکی ہے کہ جب ایسا سعید انسان اس بے ثبات عالم سے غیر فانی جہان کی طرف رحلت کرتا ہے تو وہ بدلی سعادت سے لبریز ہوکر ابدی نور کے مشاہدہ میں غرق ہوکر سعید کامل ہوجاتا ہے۔ اور اس امر پر پرانے اور نئے زمانہ کے فیلسوف متفق ہیں کہ ہر ایک شخص جو جسمانی فضیلتوں میں تو لیاقت پیدا کرتا ہے۔ اور روحانی فضایل سے محروم ہے تو ایسے شخص کو بہائم سے نسبت دیتے بلکہ اُن میں سے شمار کرتے ہیں لاریب یہہ بات دامن رد کرنے کے لائق نہیں کہ انسان کے واسطے خیر اور سعادت ایک چیز ہے۔ اور یہہ کہ اُسکو اُسکے حاصل کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"احباب کا شکریہ"

اس خبر فرحت اثر پہ جس قدر خطوط اظہار مسرت اور مبارک بادی کے پہونچے ہیں اُنکے متعلق مولنا ممدوح نے مندرجہ ذیل تحریر بغرض اندراج بھیجی ہے۔ (ایڈیٹر)

مکرمی اڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں ان تمام احباب کا شکریہ کرتا ہوں جنہوں نے بلحاظ محبت اس خوشی میں میری شرکت کی اور انکا بھی جنہوں نے اس خوشی کا اظہار فرمایا جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ آیندہ بھی وہ اپنی دعاؤں میں مجھے اور میرے بچہ کو نہ بھولیں۔ الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر اسمٰعیل۔ انّ ربی سمیع الدعاء۔ رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی ربنا وتقبل دعآ ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب۔ ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما۔

آمین

ضمیمہ اخبار الحکم قادیان مورخہ ۱ر فروری ۱۸۹۹ء

امور منزلیہ

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ

خداتعالیٰ کے محض فضل وکرم سے ۱۵ر فروری ۱۸۹۹ء جمعرات کی رات کو مطابق ۵ر شوال ۱۳۱۶ھ بوقت ۱ بجے جناب مولانا مولوی **نورالدین** صاحب کے گھر میں **بیٹا** پیدا ہوا۔ خداتعالیٰ اس مولود کو مسعود دینی اور دنیوی برکتوں سے بہرہ مند کرے اور دین ودنیا کے حسنات کا سچا وارث اور اپنے پاک دین کا سچا خادم بنادے اور والدین کے لئے **قرۃ العین** بنادے۔ ع این دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔

۲۲ر فروری ۱۸۹۹ء کو عقیقہ وختنہ مسنونہ کیا گیا۔ اور **عبدالحی** نام رکھا گیا۔ اللھم

اجعلہ کاسمہ آمین

ہیچمدان ایڈیٹر۔

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان

فی الجملہ ہمارے محتشم ناظرین خیر اور سعادت کے اصلی مطلب کو بخوبی سمجھ گئے ہونگے۔ اور انکو معلوم ہوگیا ہوگا۔ کہ اسی امر کو نیک انسان اپنی ذات اور ہستی کا اصلی **مقصود** سمجھتا ہے۔ پس اس صورت میں ہم پر لازم ہے کہ بیجا تعصب کو راہ نہ دیں اور ان اصولوں میں جو مختصر طور پر لکھے گئے ہیں غور کریں اور غور کے بعد بڑی دلسوزی سے عمل میں لائیں۔ اب ہم اس مضمون کو اس نوعیت میں یہیں پر ختم کرتے ہیں۔ اور انشاءاللہ العزیز ایک یا دو ہفتہ کے وقفہ سے اسی مضمون پر **صوفی ازم** کے مذاق پر بحث کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ بالآخر ہم یکبار اور اپنے دقیقہ رس اور بالغ خرد ناظرین سے گذارش کرنا چاہتے ہیں کہ چونکہ انسانی ہستی کا مدعا اور مقصد یہی ہے۔ خواہ اُسے لفظوں کے اول بدل سے کسیطرح پر بیان کریں اسلئے اسپر دلچسپ مضامین لکھے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا کمال فضل اور احسان ہے کہ ہمارے **الحکم** کے ناظرین میں بڑے بڑے جید۔ وحید العصر علامہ روزگار فاضل موجود ہیں۔ اسلئے ہم مایوس نہیں کہ ہم کو اُنکی بیش بہا تحریروں کے شائع کرنے کا موقع نہ ملے ::

عبد الرحمٰن

(نمبر خامس ۵)

گذشتہ نمبر میں ہم نے عبدالرحمٰن کی پانچویں چھٹی اور ساتویں صفت کو یکجا بیان کیا ہے۔ چونکہ اس نمبر میں قبل ازیں کہ باقی صفات عبدالرحمٰن پر بحث کیجاوے اُن ضمنی امور پر بحث کرنی پڑیگی جو ان صفات ثلاثہ کے خلاف کرنے والے کے **نتائج**۔ اور پھر ان نتائج بد کے محفوظ رہنے کو اسباب کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرماتے ہیں لہٰذا ہم ان **صفات ثلاثہ** پر پھر ایک نظر کرینگے۔ اور وہ یہ ہیں:

والذین لا یدعون مع اللہ الٰھا آخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون

یعنے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہیں پکارتے۔ اور ایسی جانوں کے قتل ناحق سے بچتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہیں۔ یا جن کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے۔ اور کسی قسم کا زنا نہیں کرتے۔

صادق

والذین لایدعون پر نظر۔ اور شرک پر مختصر ریمارک

اس آیۃ کا اول حصہ والذین لایدعون مع اللہ الٰھا آخر ایک ایسا حصہ ہے کہ اسپر تدبر کرنے سے کئی ایک باتوں کا حل ہو جاتا ہے۔

اوّلاً اس میں **شرک** کی فلاسفی تبلائی ہے۔ شرک کے معنے ہیں "اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے لئے وہ افعال ادا کرنا جو اللہ تعالیٰ کے لئے کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے صفات و اسماء کو دوسرے کے واسطے تجویز کرنا" ہم سمجھتے ہیں کہ شرک کی عام اقسام میں ریا بھی ضمناً داخل ہے۔ بہرکیف یہاں شرک کیا ہے؟ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ (وجود جامع جمیع صفات کاملہ اور منزہ تمام صفات رذیلہ و باطلہ سے ہے) کے ساتھ دوسرا آلہ پکارا جاوے اور اس دعوت آلہ ماسوی اللہ کی مختلف صورتیں ہیں۔ کبھی یہ **شرک فی العبادت** کے رنگ میں ہوتا ہے۔ یعنے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی اور کو شریک کرنا۔ **شرک فی الطاعت** یعنے اللہ تعالیٰ کے ماسوائے کسی اور کو مطاع مان لینا۔ اور **شرک فی المحبت** غیر اللہ کی محبت کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا درجہ دینا۔ اور **شرک فی المشیۃ** یعنے منشائے الٰہی کے ارادہ کی طرح مخلوق کو بھی رکھہ لینا یہ اقسام شرک نفس الامر میں **شرک فی العبادۃ** کی شاخیں ہیں۔ اور انہیں ایک باریک فرق ہے جو تنے اور شاخ میں ہوتا ہے۔ یہاں یہ مضمون **بالذات** مقصود نہیں۔ اسلئے ہم مفصل بحث کو کسی دوسرے وقت پر بشرط **توفیق الٰہی** اُٹھا رکھتے ہیں۔

غرض وہ موحد دعوت اللہ میں غیر کو ساجھی نہیں بناتے۔

ایک نکتہ } لا یدعون مع اللہ الٰھا آخر پر بڑی گہری نظر کے بعد ہمارے ذہن میں یہ بات آئی ہے۔ کہ **اللہ تعالیٰ کے لئے اسم ذاتی اللہ ہے** جس کے معنے یہ ہیں کہ جو تمام محامد کا **مستحق ہے** وہ ہی **اللہ** ہے۔ اور دوسرے اسماء الٰہیہ جو صفات الٰہیہ کو بیان کرتے ہیں وہ اسی اسم اعظم کے مظہر ہیں۔ اور بدیں وجہ کہ نظام عالم اُن **صفات الٰہی** کے تحت میں ہے۔ اور وہ بلحاظ اپنی **عمومیت** کی کبھی کبھی اُن لوگوں کی صورت میں بھی ایک جلوہ دکھا دیتے ہیں۔ جو کامل سعید ہوتے ہیں اور قرب الٰہی میں اعلےٰ مدارج پر پہنچ جاتے ہیں۔ جیسے مثلاً **رحمۃ للعالمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** کی شان میں بھی آیا ہے۔ اور ایسا ہی **رؤف۔ رحیم۔ سمیع۔ بصیر۔** الغرض صفاتی اسماء دوسرے لوگوں پر بھی ایک معنے سے اطلاق پا سکتے ہیں۔ اور پاتے ہیں۔ پس ہمارے خیال میں **آیۃ لا یدعون مع اللہ الٰھا آخر** میں **دعوت اللہ** کے ساتھ محبت آلہ باطلہ کی نفی تبلا رہی ہے۔ کہ توحید کا اعظم اور اسا فضل شان یہ ہے کہ ہر بدی سے منزہ اور ہر صفات پسندیدہ سے موصوف ہے جو ذات **اللہ** ہے۔ اُسکے رنگ میں کسی اور کو شریک نکیا جاوے۔ اس سے ایک پُرغور دل پتہ لگا سکتا ہے۔ کہ **اللہ** کے لفظ میں کسقدر عظمت اور عزت مقصود ہے۔

دعوت آلہ باطلہ کے نتائج اور توحید الٰہی کی دلیل پر لطیف بحث

غیور خدا کبھی پسند نہیں کرتا کہ اُس کی **صفات اور محامد کا مستحق** اور لفظ **اللہ** کے **ذاتی** اور **وصفی** تقاضوں کا مورد کوئی اور بھی استثناً یا کنایتاً بھی ہو۔ اسلئے اس دعوت سے بڑے بڑے فساد عظیم پیدا ہوتے ہیں اور یہ امر بھی کچھ کم قابل لحاظ و لائق غور نہیں کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے قرآن کریم کے ایک مقام پر ابطال شرک کی دلیل ایک محکم دلیل فرمائی ہے **لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا**۔ یعنے اگر زمین و آسمان میں ایک معبود برحق کامل صفات کے موصوف اور تمام بدیوں سے منزہ اور پاک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود ہو تو ایک فساد عظیم پیدا ہو جاوے۔ اس آیۃ پر جسقدر غور کروگے۔ یہی معلوم ہوگا کہ یہ امر تو محال مطلق ہے کہ دوسرا آلہ ہو۔ پھر اُسکے **بیان کرنے کی کیا حاجت تھی؟** اسلئے ایک ظاہر بین یہ اعتراض کریگا جو ہم نے استفہامی صورت میں حل کر دیا ہے۔ کیونکہ اس دلیل سے ہم کوئی استفادہ ظاہر طور پر نہیں کر سکتے۔ عقاید کی کتابوں میں اس دلیل کی **تنقیح** کی ہے۔ اور مثالیں دے دیکر بتلایا ہے کہ توحید پر یہ ایک کامل دلیل ہے۔ مثلاً [illegible]

اگر وہ خدا ہوں اور زید ایک شخص کی نسبت ایک خدا سکون کا ارادہ کرے دوسرا حرکت کا چونکہ اون دونوں میں سے آن واحد میں زید ایک فعل کر سکے گا اس لئے دوسرے کا ابطال لازم آیا۔ اور جو فعل کہ زید سے سرزد ہوگا۔ حرکت یا سکون اوس کا ارادہ کرنے والا غالب خدا ٹھہرے گا غرض اس قسم کی طویل بحثیں کی ہیں۔ جو اپنی جگہہ اچھی ہونگی اور ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق ہم کو ایک بات سمجھائی ہے۔ جس سے مندرجہ بالا اعتراض حل ہو جاتا ہے۔ ہم اوس کو ذرا فصاحت سے بیان کرتے ہیں۔

یہہ امر تو خوب ذہن نشین ہو سکتا ہے کہ اللہ ثانی کے ہونے سے فساد عظیم پیدا ہو جاتا ہے۔ یا کم از کم ہو سکتا ہے۔ چنانچہ دوسرے مقامات پر غور کرنیسے جہاں شرک کا ذکر آیا ہے یہہ بات خوب سمجھہ میں آسکتی ہے قرآن کریم نے شرک کے مختلف نام رکھے ہیں جو اس کے نتایج کے لحاظ سے ہیں۔ افترا اثما عظیم۔ ضلالت۔ ظلم عظیم وغیرہ

اب ذرا دنیا اور اوسکی حالت کی طرف غور کرو! کیا فساد عظیم ہو رہا ہے یا نہیں؟ ماننا پڑے گا کہ بیشک کیونکہ مشاہدہ صحیحہ باطل نہیں ہو سکتا۔ ہزار ہا ہزار انسان کیا دنیا میں بے سرو سامان دربدر مارے نہیں پہرتے؟ کیا ایسے لوگ بکثرت نہ ملینگے؟ جن کا شیوہ جھوٹ اور افترا ہے۔ غرض ہم اس پر زیادہ بحث کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ دنیا کی حالت میں ایک فساد عظیم کا نمونہ نظر آتا ہے۔ اور یہ نتیجہ ہے آلہ ثانی کے ہونے کا۔ حالانکہ لوکان فیہما الھۃ اس کے خلاف صریح ہے۔ یعنی دوسرا آلہ ہونا ممکن ہی نہیں۔ اور بیشک یہہ سچ ہے۔ کیونکہ باین ہمہ اقتدار و جلال اگر دوسرا آلہ ہو سکتا ہے تو پہر حقیقی اور زندہ آلہ وہ ہوگا نہ وہ جس کے راجیں دوسرا پیدا ہو سکے۔ لیکن یہہ بات بالکل ٹہیک ہے کہ کوئی اور آلہ اب ہو ہی سکتا۔ ازلی اور ابدی آلہ موجود ہے پہر اس آیتہ کے معنے کہ لوکان فیہما کیا ہوئے؟

ہماری خیال میں اس آیتہ کے معنے وہی ہیں کہ دعوت ماسوے اللہ سے فساد عظیم برپا ہوتا ہے اور جو لوگ کہ لا یدعون مع اللہ الٰھا آخر کے مصداق ہیں وہ اسی کرب۔ قلق۔ اور فساد عظیم سے بری۔ اور راحت کی گود میں پرورش پاتے اور رحم اللہ کے گنبد میں بسر کرتے ہیں۔ ہم اس امر کو پہر کہول کر کہے دیتے ہیں۔ کہ دنیا اور آخرت کی تمام تکالیف اور مصایب اور ہر ایک قسم کے **فساد** اور شر کا باعث یہی **دعوت آلہ باطلہ** ہوتی ہے جس کو خدائے عزیز کی غیرت کبھی پسند نہیں کرتی۔

اب یہہ مشاہدہ میں آئی ہوئی دلیل بالکل امر بدیہی ہے اور اسپر چون و چرا کرنے کی گنجایش نہیں۔ دنیا میں **ذلت۔ محکومی** اور ہر قسم کی **جہالت۔ اختلاف۔ توہمات** شرک ہی کے نتایج بد ہیں جو ہم اُن قوموں میں دیکہہ سکتے ہیں جو اس بلائے عظیم میں مبتلا رہیں۔

ہم ایک لفظ میں اس بحث کو فی الحال ختم کر دیتے ہیں کہ دنیا کی تمام بدیاں دکہوں کو پیدا کرتی ہیں اور تمام بدیاں باریک در باریک طور پر شرک ہی کے شعبے ہیں۔ اس مضمون پر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو ایک مبسوط بحث کرنیکا ارادہ ہے اور وہ اپنے فضل سے شرک سے ہم کو اور ہمارے پڑہنے والوں کو محفوظ رکھے۔ آمین!!!

شرک کے دو خطرناک نتایج اس آیت میں لا یدعون مع اللہ الٰھا آخر کے ساتھہ ہی قتل نفس اور زنا سے بچنے کا بہی ارشاد فرمایا ہے یعنی شرک کے نتایج کی آخری اور انتہائی حد قتل زنا تک پہنچتی ہے اسی لئے اس دعوت کے ساتہہ ہی اللہ تعالیٰ نے ان دو افعال ذمیمہ کا ذکر فرمایا۔ قرآن کریم کے دوسرے مقامات پر اگر غور کیا جاوے۔ اور ایک کو دوسرے سے ملا کر سوچا جاوے تو نہایت ہی صفائی سے یہہ امر سمجھہ میں آسکتے ہیں۔ (باقی چھٹے نمبر مین)

مراسلات

غاصبان فدک

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
اس کی زلفوں میں سب اسیر ہوئے

فدک کی بابت جیسا کہ مشہور ہے علاقہ خیبر میں یہودیوں کا ایک گاؤں تہا جو ہفتم سال ہجری میں صلحاً نصف پر بطور فے کے آنحضرت صلعم کے ہاتھہ آیا تہا۔ اسمیں کچھہ چشمے اور کچھہ روکہے درخت تہے۔ دیکہو قاموس۔ لسان العرب۔ اور اوسکی آمدنی فے کے طور پر جیسا آیات سورۂ حشر ما افاء اللہ علی رسولہ من اہل القرے فللہ و للرسول ولذی القربے والیتمی والمساکین وابن السبیل یعنے کہ جو فے رسول خدا صلعم کو حاصل ہوا۔ وہ خدا اور اُس کے پیغمبر اور اُسکے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے کام میں لانے کے لئے ہے) اُس خدائے پاک کا حکم تہا خود رسول صلعم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں بہی تمام مستحقین پر تقسیم ہوتا رہا۔ نہ کسی خاص شخص پر۔ لیکن ہمارے شیعہ بہائی کہتے ہیں کہ فدک پر صرف جناب سیدہ علیہا السلام کا حق تہا۔ اور اُن کو خدا اور اُس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بالکل ہبہ کر دیا تہا۔ اور بعد وفات جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جناب صدیق اکبر نے حضرت سیدہ سے غصب کر لیا۔ اسپر سیدہ نے دعویٰ کیا وغیرہ وغیرہ۔

اس دعوے کی اصلیت خدا جانے کہاں تک ہے کیونکہ خود شیعہ کی کتب اصول سے ثابت ہے کہ حضرت سیدہ شرعاً اس دعوے کی ہرگز مجاز نہیں تہیں۔ خیر اس غلط فہمی کا بار اس دعوے کی حامیوں کی گردن پر ہے۔ اسوقت ہم بالفرض تسلیم کر لیتے ہیں کہ جناب سیدہ نے اس دعوے کو ابوبکر صدیق کی حضور میں پیش کیا تہا۔ اور ابوبکر نے فدک کی واپس کرنیسے انکار کیا۔ لیکن جیسا کہ ہم ذیل میں عرض کرتے ہیں۔ ابوبکر صدیق فدک کی واپس نہ کرنیمیں حق پر تہے۔ اور بغیر اس انکار کے کوئی چارہ نہ تہا۔ کیونکہ فدک کے لفظ سے صرف یہودیوں کا گاؤں مراد نہیں اُسکے حدود اتنی وسیع ہیں کہ خلیفۂ اول کے وقت اسلامی ممالک میں داخل ہی نہ تہے۔ پہر وہ بیچارے کسطرح غیر سلطنتوں کے مقبوضات میں دست اندازی کر کے سیدہ کو راضی کرنیکی کوشش کرتے۔ لہذا ہمارے سنی بہائی آئندہ آگاہ ہو جاویں کہ فدک ایک گاؤں کا نام نہیں۔ بلکہ اُسکے حدود روایات ذیل میں ملاحظہ فرماویں۔

ملا باقر مجلسی جو ایک مشہور ترین علمائے شیعہ میں سے ہیں۔ اپنی کتاب بحار الانوار کی آٹہویں جلد کتاب الفتن طـ۔ فدک کی حد بندی کی نسبت بہ سند عبد اللہ بن سنان

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیان کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا کہ رسول صلعم حضرت فاطمہؑ کے گہر میں بیٹھے ہوئے تہے کہ جبرئیل علیہ السلام آئے۔ اور کہا اے محمد صلعم اُٹھو خدائے تبارک و تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپکے لئے اپنے پر سے فدک کی حد بندی کر دوں۔ آپ جبرائیل کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور تھوڑی دیر میں لوٹ آئے۔ اور حضرت سیدہ کے پوچھنے پر آپنے فرمایا کہ جبرئیل نے میرے لئے اپنے پر سے فدک کی حد بندی کر دی ہے

وہ حد بندی یہہ ہے جیسا کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے خلیفہ عباسی ہارون رشید کے آگے فرمایا۔ جبکہ ہارون رشید نے حضرت موسیٰ کاظم سے کہا کہ آپ فدک لے لیجیے حضرت نے انکار کیا۔ اور جب کبھی ہارون رشید اُن سے فدک کے لئے کہتا تو وہ انکار ہی کرتے۔ آخر جب اُس نے بہت اصرار کیا تو آپنے فرمایا۔ میں اُسے نہ لونگا جب تک معہ حدود کے نہ دیا جاوے۔ ہارون رشید نے کہا اچھا اُسکے حدود بتلاؤ۔ امامؑ نے فرمایا کہ اگر مینے اسکی حدود بتلائی تو تم ہرگز نہ دوگے۔ ہارون رشید نے کہا قسم ہے تمہارے نانا کی۔ ضرور دونگا۔ تب امامؑ نے فرمایا۔ کہ پہلی حد اس کی عدن ہے۔ یہہ سُنکر ہارون رشید کا چہرہ متغیر ہوگیا۔ پہر امامؑ نے کہا کہ دوسری حد اسکی سمرقند ہے۔ یہہ سُنکر ہارون رشید کا چہرہ تمتمانے لگا۔ پہر امامؑ نے کہا تیسری حد اسکی افریقہ ہے۔ یہہ سُنکر ہارون رشید کا چہرہ سیاہ ہوگیا پہر امامؑ نے فرمایا چوتہی حد اسکی سمندر کا کنارہ ہے۔ جو آرمینا سے ملا ہوا ہے۔ آجکل کے جغرافیوں میں اس سمندر کا نام بحیرہ اسود ہے۔ (ان حدود میں مصر۔ تمام روم۔ عرب۔ فارس۔ روسی ترکستان داخل ہو سکتے ہیں) تب ہارون رشید نے کہا۔ حضرت آپنے ہمارے لئے تو کچھہ بہی نہ چھوڑا۔ امامؑ نے فرمایا۔ میں نے تم سے پہلے ہی کہدیا تہا اگر میں فدک کی حدود بتاؤنگا تو تم کبھی نہ دوگے۔ اسی پر ہارون رشید نے امام کے قتل کا ارادہ کیا تہا۔

اس روایت کو لکھکر پہر ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں کہ ابن بساط کی روایت میں پہلی حد اسکی عریش مصر۔ دوسری دومۃ الجندل۔ اور تیسری اُحد۔ اور چوتہی سمندر بیان کی تہی۔ اسپر ہارون رشید نے کہا کہ یہہ تو سب دنیا ہے۔ اسپر امامؑ نے کہا کہ یہہ سب یہودیوں کے قبضہ میں تہا ابوہالہ کے مرنے کے بعد۔ پس اسکو خدا اور رسول نے اپنے لئے بغیر جنگ و جدل کے کرلیا۔ اور خدا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ حضرت فاطمہؑ کو دیدو۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ غصب فدک کے مجرم نہ صرف ابوبکر صدیقؓ ہی ٹھہرے بلکہ اور لوگ بہی خصوصًا تمام شاہان مصر جنمیں سے اکثر خاندان شیعہ ہی تھے جیسے اسماعیلیہ وغیرہ۔ اور اسطرح تمام شاہان مملکت ایران جو آجتک مذہب تشیع کے پابند ہیں۔ تمام شیعہ کیا رؤسائے کرام اور کیا امرائے عظام اور کیا عوام۔ سب غاصب فدک ہیں اور جناب سیدہؓ کے غضب کے نیچے ہیں۔ صرف خلیفہ اوّل پر طعن غصب فدک کرنا شیعہ بہائیوں کی سراسر غلط فہمی ہے۔ سب شیعوں کو چاہیئے کہ اپنے اپنے مقبوضات سے دست بردار ہوکر اولاد فاطمہؓ کو جو آجکل عمومًا افلاس میں مبتلا ہے۔ تقسیم کرکے روح پرفتوح حضرت سیدہؓ مسرور فرماویں۔ ورنہ اُن کے حقوق کو غصب کرکے خود مزے کرنا۔ اور اوروں کو مورد طعن و ملامت ٹھہرانا سراسر دہوکہ بازی پر مبنی ہے۔ فدک کے محاصل سے ہزار ہا پشتوں سے فایدہ اُٹہاتے رہنا اور ڈکار تک نہ لینا۔ اور خالی محرّم کے دس دن ہائے حسین۔ ہائے حسین کرنے سے تلافی چاہنا خدا اور رسول اور اہلبیت علیہم الصلوٰۃ کو محض دہوکا دینا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ شیعہ لوگ کس طرح سے محب اہلبیتؑ کہلانے کے مدعی ہیں؟ اور قیامت کے دن کس برتے پر رسول صلعم کو مونہہ دکہائیں گے؟ ؎

کہیں گے شکوے کچہ جبکہ دفتر ادہر ہمارے اُدہر تمہارے
تو کیا کیا گذریگی آہ دل پر ادہر ہمارے اُدہر تمہارے

راقم خاکپا اہلبیت رسول الثقلین
خاکسار خادم حسین بہیروی

خدا تعالیٰ کی عجیب مخلوقات

افریقہ کے جنگلوں میں ہاتہی دانت کس طرح جمع کیا جاتا ہے؟

تا بردہ رنج گنج میسر نمے شود
مزد آں گرفت جان برادر کہ کار کرد

قبل ازیں میں کسی آرٹیکل میں ایک قوم وکابنا کا ذکر ہدیہ ناظرین اخوان فی الدین کرچکا ہوں اور اب اس آرٹیکل میں بعض دوسری مخلوق خدا کا ذکر کرتا ہوں جنکے احوال مجہکو اپنے ایک دوست تاجر مسمی مراد بلوچی کے زبانی معلوم ہوئے ہیں اور بالکل سچے ہیں۔

سو واضح ہو کہ یہہ صاحب جنکا نام نامی مراد ہے اوّل اوّل انکے والد سے شہر ممباسہ میں میری ملاقات ہوئی تہی وہ اپنے محلہ بلوچ میں ایک ملاں کرکے مشہور ہیں اور انکا اسم شریف تاج محمد ہے یہہ ایک قوم بلوچی کے یہاں رئیس ہیں جو عرصہ دراز سے اپنے اصل وطن بلوچستان اور اس کے گرد نواح کو سلطان الوقت کے بعض جور اور تعدی سے تنگ آکر چہوڑ بیٹھے ہیں اور وہاں سے نقل مکانی کرکے مصر مشرقی افریقہ اور مسقط وغیرہ میں اپنی آبادیاں آباد کرلی ہیں اور مختلف قسم کے پیشہ کرکے اپنی گذران کرتے ہیں یہاں ممباسہ میں بہی انکا محلہ الگ آباد ہے زبان ان کی وہی مادری ہے مگر اکثر اب سواحلی بولی جاتی ہے اور بعض کی بالکل سواحلی ہی ہے۔ افریقہ کے اصلی باشندوں کے مقابلہ میں ان لوگوں کی آبادی ایسی نظر آتی ہے جیسے کالے سیاہ بادلوں میں چاند چونکہ ملاں تاج محمد صاحب انمیں سے ایک فارسی دان آدمی تہے۔ اس لئے ابتدا ۱۸۹۶ء میں بضرورت تعلیم انگریزی درمیان ممباسہ پر ایک شخص سے بحث ہوتے ہوئے انکی میری ملاقات ہوگئی۔ ایک دو ملاقاتوں میں جب زیادہ تعارف ہوا تو مجہے معلوم ہوا کہ یہ ایک خلیق اور مہمان نواز آدمی ہیں۔ چنانچہ میں نے اُنکو کتاب آئینہ کمالات اسلام میں سے تبلیغ کا حصہ جو ہمارے مہربان اخوان مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ اللہ تعالیٰ کی فارسی میں ترجمہ کیا ہوا ہے اُنکو مطالعہ تبلیغ کی خاطر دیا جسکو پڑہ کر اُنہوں نے یہ رائے دی کہ اسمیں وفات مسیح ثابت کی گئی ہے اور قبل ازیں علمائے اسلام حیات مسیح کے قایل رہے مگر میں ایک کم علم آدمی ہوں پورے طور سے فیصلہ نہیں کرسکتا۔ اگرچہ میرے پاس اس مسئلہ ثبوت میں حضرت اقدس کی دوسری تصنیفات عربی و اردو کی موجود تہیں مگر بباعث نہ جاننے ہر دو زبان دیگر کے وہ اُنکے مطالعہ سے محروم رہے مگر تاہم وہ ہمیشہ ہم سے حضرت اقدس کا حال گاہے بگاہے دریافت کرتے رہتے ہیں۔ اور جب میں رخصت پر ہند واپس آیا تو اُنہوں نے حضرت اقدس کی خدمت میں سلام علیکم اور دعا کیلئے عرض کی تہی۔

اُنہیں کے فرزند ارجمند میاں مراد ہیں جو میرے دوست ہیں اور اب تک بارہ سفر افریقہ کے جنگلوں میں کرچکے ہیں مگر حال کا سفر اُن کا بڑی کامیابی کا ہوا۔

مورخہ ۱۵ اگست ۹۸ء کو جبکہ میں اپنے دفتر میں بیٹھا کام کر رہا تہا ۹ بجے کے قریب یہہ دفتر کے سامنے آنکلے میں نے باہر نکلکر ملاقات کی۔ اور مزاج پرسی کے بعد بوقت قریب ۱۲ بجے جبکہ ہم سید دستر خوان پر کہانا کہانے بیٹہے تو سب کے سوالات کے جواب میں مفصلہ ذیل کلام اُنکی زبان سے صادر ہوا۔ (اسکی نقل کیجاتی ہے۔ اور بلحاظ تنگی وقت کے سوال و جواب کی صورت کو ترک کیا جاتا ہے) وہو ہذا۔

مجہو آج گہر سے نکلے ہوئے ۱۵ ماہ یعنے ایکسال اور تین مہینے ہوئے ہیں۔ چہہ ماہ سے ہمارا قافلہ برابر چل رہا ہے۔ صرف راستہ میں دو دن ایک جگہہ اور دو دن ایک جگہہ۔ کل چار دن آرام کیا ہے۔ ہم پہرتے پہرتے حبشستان کے قریب جا نکلے لوگنڈا ہم سے ۳ منزل رہگیا تہا کہ پہر ہم شمال کی طرف پہر گئے راستہ میں عجیب عجیب مخلوق خدا نظر آئی۔ راستہ میں ایک پہاڑ ملا وہاں ایک قوم آباد تہی ہمنے چاہا کہ اُنکے پاس جاویں۔ مگر دور دور کے تینیسر لوگ (جسقدر اقوام خدا کو نہ جاننے والی افریقہ میں ہیں انکو تینیسری کہتے ہیں) نے ہمیں وہاں جانے سے منع کیا۔ اور کہا کہ اگر تم وہاں جاؤگے تو ایک بہی تم میں سے بچکر نہ آوے گا۔ یہہ لوگ آدم خوار ہیں۔ تمکو اجنبی جانکر کہا لینگے۔ اسلئے ہم اسطرف نہیں گئے۔ صرف تین چار سو کوس تک ایسے لوگ پائے گئے جو ختنہ کراتے ہیں۔ اس سے آگے سب نہ ختنہ ہیں۔ رستہ میں پانی کی سخت تکلیف رہی۔ ایک ایسے قطعہ میں جا نکلے جہاں چہہ دن برابر ہم کو پانی نہیں ملا۔ آخر تنگ آکر ہم نے اللہ تعالے سے دعا کی۔ بادل ہوا اور بارش ہوئی۔ اسی طرح ہر روز ہم دعا کرتے اور پانی برستا۔ (شاید قربانی کا ذکر بہی کیا کہ ہم نے بکری قربانی کی اور دعا کی تو پانی برسا۔ ٹہیک یاد نہیں رہا) ہمارے ساتہہ بکری اور گائے کا بہت بڑا گلہ تہا۔ اکثر اقوام ہم سے قحط کی شکایت کرتے تہے کہ ایکہ پانی نہیں برسا ہم تباہ ہو رہے ہیں۔ ایک جگہہ ہمنے نماز پڑہی تو تینیسریوں نے ہم سے پوچہا کہ تم نے کیا کیا۔ ہم نے کہا کہ خدا کی عبادت کی۔ انہوں نے پوچہا کہ خدا کیا ہوتا ہے۔ ہمنے اُن کو بتلایا انہوں نے کہا کہ نہیں خدا تم ہو تمنے ہماری بارش بند کی ہے ہمیں بارش دو۔ ہمنے اُن کو سمجہایا۔ مگر وہ نہ مانتے تہے۔ آخر ہمنے خدا تعالے سے دعا کی اُسی وقت بارش برسی۔ اور وہ لوگ بہت خوش ہوئے۔

ایک دفعہ ہم ایسے قبیلہ کے ہاتہہ میں پڑگئے کہ وہ ہمیں مارنے پر آمادہ ہو گئے تہے۔ ہمنے پوچہا کہ کیوں مارتے ہو؟ ہماری کیا خطا ہے؟ انہوں نے کہا کہ مرضی ہماری۔ تب ہم نے اپنی گردنیں آگے کردیں اور کہا کہ بسم اللہ ہمیں مار دو! تب اُنکے دل میں رحم آگیا۔ اور انہوں نے ہم کو چہوڑ دیا۔

ہم بعض ایسے قطعوں میں پہنچے کہ وہاں جنگلیوں کی آبادی مثل نمل کے تہی۔ مگر سب ننگے۔ اور جسقدر اقوام سے ہمیں پالا پڑا وہ سب اللہ تعالے کو نہیں جانتے تہے! گائے اور بکری دیکر یہہ لوگ نکاح کرتے ہیں۔ اپنی سوتیلی اور بہنوں اور ماؤں سے مجامعت نہیں کرتے۔

بعض قطعوں میں زنجبیل۔ جو۔ گندم۔ دال کی پیداوار بکثرت دیکہی گئی۔ اور جواری تو ہر جگہہ پیدا ہوتی ہے۔

ماہ رمضان ہم کو اُن ایام میں آیا تہا جبکہ سخت گرمی تہی۔ اور پانی جنگل میں نہیں ملتا تہا۔ سو اُن ایام میں تو ہم روزہ نہیں گذار سکے۔ واپس ہو کر جو اب آئے ہیں اُن کی قضا کر دی ہے۔

ہمیں اپنی عزیزہ بہن کی وفات کی خبر سفر میں ملی تہی وہ میرے باپ کی بڑی پیاری لڑکی تہی۔ فارسی نوشت و خواند جانتی تہی۔ ہم اپنے باپ کی دو اولاد ہیں۔ ایک میں اور ایک میری بہن۔ ہاں اب میرا ارادہ زیادہ سفر کا نہیں اپنے ضعیف العمر باپ کی خدمت کرونگا۔ اور اس سال حج بیت اللہ کو معہ اُنکے جاؤنگا۔

دہوپ کی طپش کی سخت تکالیف اُٹہائی ہیں۔ الحمد للہ کہ بیمار نہیں ہوئے۔ ہمارا ایک ہمراہی راستہ میں فوت ہوا۔ اب کی دفعہ دس گیارہ ہزار رطل (پونڈ) ہاتہی دانت لایا ہوں کوئی ۹۰ ہزار (یعنے دس ہزار کم ایک لاکہہ) روپیہ کی مالیت کا ہوگا۔ کل خرچ ہمارا اس سفر میں بیس ہزار روپیہ ہوا ہے۔ ہم چار حصہ دار ہیں۔ ہمارے ساتہہ گائے اور بکری کا جو گلہ تہا۔ اسکو چونکہ ملکوں کے آگے لانے کی اجازت نہ تہی۔ اسلئے رستہ میں فروخت کر آئے۔ گدہے بہت سارے تہے۔ راستہ میں محکمہ چنگی کے افسر نے ۱۲ ہزار روپے کو مول لیئے۔ اُسنے چک دیا ہے ممباسہ جاکر روپیہ وصول کرلونگا۔ حبشستان کے قریب ہمنے گدہا ایک ایک دو دو روپیہ کو خریدا۔ روپیہ نہیں دیا۔ لوہے کی تار۔ جیسی تار خبر کے کہمبوں پر ہوتی ہیں۔ وہ ایک اور دو روپیہ کی قیمت کی اُنکو دیں۔ وہی ہم ممباسہ سے ہمراہ لیگئے تہے۔ یہاں فی گدہا ایکسو بیس روپیہ پر فروخت ہوتا ہے۔ اور قریباً اسی نرخ پر ہم بیچ دیئے آئے ہیں۔

اس خط کے اندر وہ گفتگو ہے جو ہمارے اور ہمارے دوست تاجر کے درمیان فارسی زبان میں ہوئی۔ اب ہم تجارت و طیاری قافلہ اور جنگل میں گذران کا طریق ہدیئہ ناظرین کرتے ہیں۔

ممباسہ سے جسقدر لگیازی (قلی لوگ) سفر کے لئے داخل کیئے جاتے ہیں۔ اُنکو سرکاری دفتر میں اپنا نام درج کرانا پڑتا ہے۔ اور سفر میں جسقدر عرصہ گذارنا ہو اُسی لحاظ سے مختلف تعداد روپیہ کی ہر ایک لگیازی کے بدلہ میں سرکار کو رجسٹریشن کی دی جاتی ہے اور ۱۰ ؍ روپیہ یا اس سے کم و بیش تنخواہ ماہواری فی لگیازی بہی دیجاتی ہے۔ تاجر لوگ شہر میں سے اسباب مثل لوہے پیتل اور تانبہ کی تار اور مختلف قسم کے کانچ کے موتی اور لوپ اور کپڑا خاص قسم کا جسکا نام امرکٹی۔ کنیکی۔ سوکلی وغیرہ ہے خریدتے ہیں۔ ہر ایک لگیازی کو اسکے اپنے سامان کے سمیت کل ۷۵ پونڈ وزن اُٹہانے کی اجازت سرکار کی طرف سے ہے۔ اگر اس سے زیادہ تاجر اُٹہوائے تو وہ مجرم گنا جاتا ہے۔ اور سرکار کی طرف سے ہر سو میل کے فاصلہ پر ایک صاحب افسر ضلع تعینات ہیں۔ اُنکا اختیار ہے کہ لگیازی کے بوجہہ کا امتحان کریں۔ اور اگر اُنپر ظلم کے طور پر مقررہ وزن سے زیادہ ہو تو تاجر کو اس امر کے لئے تنبیہ کریں۔ یا اگر کوئی شکایت لگیازیوں کی ہو تو اُسکو رفع کرادیں۔ وغیرہ۔

یہہ سب سامان لیکر تاجر کا قافلہ چلتا ہے۔ اور حفاظت جان کے لئے اُنکے ساتہہ گولی دار بندوقیں ہوتی ہیں۔ جنگلوں میں پہرتے ہوئے تاجر مختلف اقوام سے تبادلہ مال کرتا پہرتا ہے۔ اور اسطرح جنگل میں سے وہ ہاتہی دانت۔ گینڈے کا سینگ خریدتے پہرتے ہیں۔ جنگلی لوگ تاروں اور موتیوں اور کپڑے کے معاوضہ میں ہاتہی دانت اور سینگ وغیرہ تیار دیدیتے ہیں اور اسی مال کے ذریعہ سے تاجران جنگلی اقوام سے جوار۔ مکی۔ باجرہ۔ بکری وغیرہ خرید کر اپنی گذران کرتے ہیں۔

یوگنڈا کے باشندے کوڑیوں کو پسند کرتے ہیں چنانچہ وہاں کل تجارت کوڑی کی ہے۔ سرکاری خزانہ میں کوڑیاں جمع ہیں۔ اور ایک روپیہ کی سو۔ دو سو۔ ساٹہہ۔ اسی کے حساب سے موافق آمدنی کے بکتی ہیں۔ جبکو اُن سے خریدنا ہو بس کوڑیاں خریدے اور پہر اُن سے بکری۔ دودہ۔ دانت وغیرہ سب اشیاء خرید سکتا ہے۔ رات کو وقت جنگلی درندوں سے بچنے کے لئے ہر ایک قافلہ آگ جلاتا ہے۔

یوگنڈا ریلوے ۲۰۰ میل تک طیار ہو گئی ہے اور کرایہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ کرایہ مسافر ہر سو میل کے لئے فی کس ہے درجہ سوم ۳ ؍ درجہ دوم ۶ ؍ درجہ اول ۱۲ ؍ رعایت اسباب ہمراہ مسافر اول درجہ میں ۵۰ پونڈ۔ دوم درجہ میں ۲۸ پونڈ۔ سوم درجہ میں [illegible] پونڈ۔ کرایہ باربرداری ایک میل سے ۲۵ میل تک فی ہنڈرڈ ویٹ [illegible] اور ایک سو ۲۵ میل تک [illegible] ۔ پچاس میل تک [illegible] ۔ کرایہ حیوانات [illegible] میل کے لئے [illegible] ۔ گہوڑا اور خچر فی میل [illegible] گدہا اور بیل فی میل [illegible] بہیڑ بکری فی میل آدہ آنہ۔

راقم خاکسار محمد افضل۔

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر + نہ رہے کوئی لاولد مضطر + اعنی ہر حق میں ہر بشر کے پسر + لعل دُر و دُر یتیم سے بڑھکر +

ای مرے قدردان علم و ہنر + غور سی کیجئے ادہر بہی نظر +

جس پہ ہو فضل ایزد داور + کیوں نہو وہ اس سے بامراد اکثر +

+ کیمیا گر نہ اکسیر گر ہے بجز + بس یہ [illegible]

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین حکیم امرتسر

اظہار بشارت:۔ ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسناد بیشمار سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راستبازی سے کام ہے مرد میدان بن کر آئیں۔ شرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا۔ اور سچوں کو جھوٹا نہ بنائیں۔

معیار صداقت:۔ بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرار نامہ اشٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بہی یقین نہ آوے۔ وہ مچلکہ لکھوائے۔ اگر مراد پوری نہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو۔ صحت کے طالبوا اولاد کے آرزو مندو! یہہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خدا داد کی منادی ہے۔ عام مبارکبادی ہے۔

اس خادم الاطبا کو ۴۰ سالہ طبیہ تجربات اور فقرا و کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصًا اولاد و فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ اکثر اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر ہیچ خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو وہی ہونگی۔ مگر نمبر اول۔ کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے۔ اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دوچند سے دوائیں لے جائیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یکماہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لیجائے سوا (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدے۔ بشرطیکہ پیدائش نرینہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بہی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکہدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بہی اطمینان نہو تو مچلکہ شرطیہ لکہائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ۔ جرمانہ حسب اقرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈہا دی۔ اگر علاج میں شک ہو تحقیق کرلو۔ مراد پانے پر دنیا کسکو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گہر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گہر نہیں سے برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی کیلئے ۲ کا ٹکٹ بہیجکر منگوائیے۔ جن بانصیبوں نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد بر آئی۔ اُن کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا و پرہیز مکمٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امرا صاحب مختار خود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں +

	نام مرض	نمبر	قیمت	نام مرض	نمبر	قیمت	نام مرض	نمبر	قیمت	نام مرض
۱	جس کے اولاد نہو۔	۵۵	۱۰	قولنج و دردی۔	صہ	۱۹	لقوہ۔	صہ	۲۸	نل اُترنا۔	صہ
۲	جسکی اولاد چہوٹی مرجاوے۔	صہ	۱۱	سوزاک۔	صہ	۲۰	بہگندر۔	صہ	۲۹	طول و عرض و عمق و دایہ۔	صہ
۳	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو۔	صہ	۱۲	سرعت۔	صہ	۲۱	ناسور۔	عاہ	۳۰	خضاب سالانہ۔	عاہ
۴	جسکا حمل ۶۔ ۸ ماہ کا گر جاوے۔	صہ	۱۳	جریان۔	صہ	۲۲	بواسیر خونی و بادی۔	عہ	۳۱	نزلہ و زکام۔	صہ	عاہ
۵	کمزوری۔	۵	۱۴	غلط کاری۔	صہ	۲۳	ادہرنگ۔	صہ	۳۲	تسہیل ولادت	عہ	عہ
۶	مرگی۔	صہ	۱۵	گنٹھیہ۔	عاہ	۲۴	ضیق النفس۔	عاہ	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب۔	عہ	عاہ
۷	تپ دق۔	۵۵	۱۶	سفیدی آنکھ۔	عہ	۲۵	لیہسہ۔	صہ	۳۴	بخار بچہ زچہ و تہائیہ و روزانہ۔	صہ	عہ
۸	ضعف باہ۔	صہ	۱۷	ضعف بصر۔	عاہ	۲۶	آتشک۔	صہ	۳۵	ضعف ہضم۔	صہ	عہ
۹	ضعف جگر۔	عاہ	۱۸	سبل۔	عاہ	۲۷	آتشک کل بدن۔	عہ	۳۶	سر سام	عہ	عاہ

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں +

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور دارالخلافت کی یونیورسٹی کے [illegible] ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کے یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کافی تولہ ہے - خالص ممیرہ فی ماشہ عہ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے -

المشتہر پروفیسر میاں سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱- میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ و عیب اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اسکا استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے

راقم ڈاکٹر ڈی ایم سانگلے صاحب بہادر - ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲- میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مسماۃ اتم دیوی بعمر ۵۴ سال ساکن لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سی مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری ممبر لاہور - سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳- جناب میاں سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم - شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - میرے ایک دوکاندار مسمی دولا مل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہوگیا اور پتلی صاف وشفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہوگئی اور مریض دعا گو ہے - بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص وعام خلق خدا پر بہت احسان اور بہت ثواب کا کام کیا ہے لہذا اب بندہ بخدمت ہر خاص وعام بلاتعلق تاکید کرتا ہے کہ بر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم ممیرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں - راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ اسپشل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ - ڈسپنسری شملہ

۴- جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی باصرہ چشم میں ہے - ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل
خلف الرشید جناب امیر [illegible] محمد خاں صاحب مرحوم والی ملک افغانستان
۶ر مارچ ۱۸۹۷ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا - جو اہلسنگ الائنس بنک میں ۱۸۹۸ء سے جمع کیا گیا ہے -

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پراپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

[illegible]

نمبر ۷ قادیان دار الامن والامان مورخہ ۳ مارچ سنہ ۱۸۹۹ جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل رد اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجادیں۔ ہر ٹریکٹ چار صفحے سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے موید ہوجائیں اور سو سو ٹریکٹ [illegible] فیصدی کے حساب سے خریدلیں تو [illegible] ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہو سکتا ہے اور ہم ہفتہ وار منصفانہ طور پر چھاپکر مفت تقسیم کردیا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ کا ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہوجایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبروں میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کردیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملاکر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری تعداد خواہشمندوں کی جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ منیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے
بالکل کھرا سودا

اگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا غبار معلوم ہو فوراً واپس کردو۔ اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔ ؟

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سیکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازاربند پراندے پیچ بند وغیرہ ہر قسم اعلیٰ قیمت [illegible] سے لیکر [illegible] روپیہ تک۔ پٹکے مہرے [illegible] سے لیکر [illegible] روپیہ تک۔ [illegible] سے روپیہ سے لیکر [illegible] روپیہ تک۔

۳۔ زیورات میں ڈسے جس قسم کے چاہیں ڈالے جائیں گے

۴۔ دریائی کا کام ہر ایک قسم کا۔

۵۔ ہر چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہوسکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ یہ بازی خانہ کیلئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام مع پتہ صاف و خوشخط تحریر ہو۔ ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں ہمارے پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و الٰہی بخش علاقہ بند
کمیشن ایجنٹ
کٹڑہ [illegible] امرتسر پنجاب

عجیب و غریب دلچسپ کتابیں؟

مکافات عمل شیخ الاسلام انگلستان عبداللہ کوئلم کے ناول دیجزادف سن (نتیجہ گناہ) کا ترجمہ

اس ناول کو نہ تو معمولی دل بہلاؤ کا سامان سمجھنا چاہیے اور صرف پند و نصیحت کا خشک دفتر۔ بلکہ ایک اعلیٰ درجے کے دلچسپ ناول کے پیرایہ میں مقدس اسلام کی تمام اعلیٰ حقیقتیں اس خوبی سے ظاہر کی گئی ہیں۔ کہ ہر ایک خیال اور ہر مذاق کی طبیعت اس کو دیکھ کر بے انتہا محظوظ ہوگی۔ اس ناول سے معلوم ہوتا ہے کہ کن خوبیوں سے یورپ اور امریکہ میں اسلام کا نور چمکایا۔ مصنف والا تراد نے مسیحی دین کا کچھ ایسے عجیب طریقہ پر اسلام سے مقابلہ کیا ہے اور اسلام کی برکات اور خوبیوں کو ایسا واضح کرکے دکھایا ہے کہ ہر ایک منصف مزاج کو اس کی صداقت پر ایمان لانا پڑتا ہے۔ اسلامی قانون شریعت کو مسیحی قانون اور مسیحی شریعت سے۔ اسلامی اخلاق کو مسیحی اخلاق سے۔ اسلامی تقدس کو مسیحی تقدس سے موازنہ کرکے فضائل اسلام کو آفتاب سے زیادہ منور روشن کر دکھایا ہے۔ اسلام میں پردہ۔ عورتوں کے حقوق۔ کثرت ازدواج کی فلاسفی پر ایسی بحث کی ہے کہ مقابلہ میں ایک قابل عیسائی مقنن کو بجز تسلیم کے چارہ نہیں رہا۔ ایک مسلمان۔ ترک حلیم بے اور یورپین لیڈی ملنشی کی پاکیزہ محبت سے مسلمانوں کی پاکیزگی اور پاکیزہ خیالی کا حال معلوم ہوتا ہے بالمقابل یورپین میسٹنگز اور مس مونا کا عشق۔ تمام اندرونی جذبات کی خبر دیتا ہے۔ آرمینا کے معاملات پر دلچسپ اور آزادانہ بحث کی ہے۔ لائق مترجم نے جابجا آیات قرآنی کا حوالہ دیکر ترجمہ کو ایسا دلچسپ اور پسندیدہ بنادیا ہے کہ یقیناً ہر مسلمان اس عجیب و غریب اسلامی ناول کو پڑھ کر خوش ہوگا۔

تذکرہ صابریہ۔ بزرگان سلسلہ صابریہ کے نہایت عمدہ اور دلچسپ حالات ہیں کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس سال کے عام مسلمانوں میں نہایت قبولیت حاصل کی ہے اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہا ہے اہل دل جلدی اسکی خریداری بھیجیں۔ قیمت - - - - - ۱۲؍

اسلام۔ امریکہ کے شیخ الاسلام الگزینڈر رسل دیب صاحب کے پاکیزہ خیالات اسلام کی نسبت جن کے باعث انہوں نے اسلام قبول کیا۔ عجیب خیالات و دلایل ہیں قیمت عہ

کلمات طیبات۔ حضرت غوث اور دیگر بزرگان دین کے مکتوبات نہایت عجیب اور مفید ہیں۔ قیمت ۸؍

فیوض الحرمین۔ اسم باسمی کتاب ہے۔ قیمت ۱۰؍

منبع العرفان۔ واقعی عرفان کا چشمہ ہے۔ قیمت ۱۰؍

جنگ اجنادین۔ فتح دمشق مختصر سی قابل دید اسلامی تاریخ ہے۔ قیمت ... ... ۶؍

فخر البلاد۔ یعنی تاریخ بغداد اردو۔ قیمت - - ۴؍

عیدالمومنین۔

اسلام کی دنیوی برکتیں۔ یہ کتاب مسلمانوں کیلئے واقعی ایک برکت ہے۔ نواب چراغ علی خاں صاحب مرحوم سابق فنانشل کمشنر حیدرآباد دکن کی تالیف ہے - - - - - - ۶؍

صداقت اسلام۔ اسلام پر دو زبردست لکچر۔ ایک لکچر آنریبل سر سید احمد خاں بہادر بالقابہ کا۔ دوم لکچر ڈاکٹر لائیٹنر صاحب بانی پنجاب یونیورسٹی کا۔ سر سید قبلہ کی عمدہ تصویر بھی ہے۔ قیمت - - - - - ۴؍

مترجم دو د تاج لکھی۔ ایک بمبئی کے خوشنویس کا لکھا ہوا ہے قیمت - - - - - ۱؍

حملہ آوری۔ ایرانی سرزمین اور اسلامی نامدوں کی شجاعت کی معتبر تاریخی داستان ہمت بڑھانے کا عمدہ نسخہ قیمت - - - - ۴؍

سعادت الکونین فی فضایل الحسنین

یہ کتاب فی الحقیقت ایک سعادت ہے۔ اور ایسی سعادت جو ہر ایک مسلمان کے حصہ میں آنی ضرور ہے قیمت فی جلد - - - ۸؍

گلستان خواجہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی زندگی کے حالات اور کشف و کرامات کی ایسی عمدہ کتاب ہے کہ باید و شاید حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ سوانح عمری ہے مگر درحقیقت ایک فیض ہے اور طالبان حقیقت کے لئے ایک نعمت عظمیٰ۔ متعدد نقشے درگاہ شریف اور اس کے متعلقات کے بھی ہیں جو نہایت خوبصورت ہیں قیمت - - - - - - ۴؍

نظم کی کتابیں

مثنوی لطیف۔ نہایت عمدہ مثنوی ہے معارف حقیقت اس میں ایسے پُرمضمون اور پُرمغز ہیں کہ سبحان اللہ۔ ارباب ذوق و شوق اور طالبان طریقت اسکے دلدادہ اور فدائی ہیں۔ قیمت فی جلد - - - ۴؍

دیوان راسخ۔ موجودہ زمانہ میں ایشیائی شاعری نے جو ترقی حاصل کی ہے اور اردو زبان نے جو نیا رنگ اور نرالا چوچلا پیدا کیا ہے اس کا مزہ چکھنا چاہو تو یہ دیوان ملاحظہ کرو۔ جو مولانا مولوی عبدالرحمٰن صاحب راسخ دہلوی کی جادو بیانی کا مجموعہ ہے اس پاکیزہ کلام کی تعریف میں ہندوستان بھر کے شعراء رطب اللسان ہیں حتیٰ کہ حضرت داغ بھی مداح ہیں۔ ایک ایک شعر اور ایک ایک مصرعہ نشتر ہے ایسی پاکیزہ زبان اور اس میں ایسی شوخی پیدا کرنا صرف مولانا راسخ ہی کا کام ہے ضخیم دیوان ہے۔ قیمت فی جلد - - - - - عہ

دیوان عزیز۔ یہ دیوان بھی منتخب استادانہ کلام ہے اشعار میں ایسی خوبی ہے کہ دل پر چوٹ لگتی ہے اور ساتھ ہی ایک مزہ آتا ہے جسکا لطف کسی چوٹ کھائے ہوئے دل سے پوچھنا چاہیے قیمت فی جلد - - - - - عہ

مولود شریف لطیف۔ اس کی تعریف یہ ہے کہ کلام دیکھئے اور مصنف کو داد دیجئے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں سبحان اللہ و صل علیٰ۔ قیمت - - ۳؍

جملہ درخواستیں منیجر اختر ہند پریس
امرتسر کے نام
ہوں۔

مکتوبات امام الزمان سلمہ الرحمان

(مولانا مولوی نور الدین صاحب کے نام)

مخدومی مکرمی اخویم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

عنایت نامہ پہنچا۔ بلاشبہ کلام الٰہی سے محبت رکھنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبہ سے عشق پیدا ہونا اور اہل اللہ کے ساتھ حب صافی کا تعلق حاصل ہونا یہ ایک ایسی بزرگ نعمت ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص اور مخلص بندوں کو ملتی ہے۔ اور در اصل بڑی بڑی ترقیات کی یہی بنیاد ہے۔ اور یہی ایک تخم ہے جس سے ایک بڑا درخت یقین اور معرفت اور قوت ایمانی کا پیدا ہوتا ہے۔ اور محبت ذاتیہ اللہ جل شانہ کا پھل اس کو لگتا ہے۔ فالحمد للہ ثم الحمد للہ! کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو یہ نعمت جو راس الخیرات ہے عطا فرمائی۔ پھر بعد اس کے جو کسل اور قصور بجا آوری اعمال حسنہ میں ہو وہ بھی انشاء اللہ القدیر ان حسنات عظیمہ کے جذب سے دور ہو جائیگا۔ ان الحسنات یذھبن السیئات۔ آپ کی ملاقات کا بہت شوق ہے جیسے آپ کے اخلاص نے بطور خارق عادت اسی زمانہ کے ترقی کی ہے۔ ایسا ہی جوش حب للہ کا آپ کے لئے اور آپ کے ساتھ بڑھتا گیا ہے۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ اس درجہ اخلاص میں آپ کے ساتھ کوئی دوسرا بھی شریک ہو۔ اسلئے اکثر لوگوں کے دلوں پر جو دعوئے تعلق رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے قبض وارد کی۔ اور آپ کے دل کو کھول دیا فھذا فضل اللہ ونعمۃ یعطی من یشاء ویھدی من یشاء ویضل من یشاء

حامد علی سخت بیمار ہوگیا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اسکو دوبارہ زندگی بخشی ہے۔ جس وقت آپ تشریف لاویں اگر حکیم فضل الدین صاحب و مولوی عبد الکریم صاحب بھی ساتھ تشریف لے آویں تو بہت خوب ہوگا۔ آنمخدوم اپنی طرف سے ان دونوں صاحبوں کو اطلاع دیں کیونکہ گاہ گاہ ملاقات ہونا ضروری ہے۔ زندگی بے اعتبار ہے۔

والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ

۹؍جولائی ۱۸۸۸ء

خطبہ موعظت

جو مولانا مولوی نور الدین صاحب نے یکم شوال ۱۳۱۶ھ کو بروز عید الفطر پڑھا

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العالمین۔ واتقوا یوماً لا تجزی نفس عن نفس شیئا۔ ولا یقبل منہا عدل ولا تنفعہا شفاعۃ ولا ہم ینصرون۔۔

اللہ تعالیٰ ہمارا مالک۔ ہمارا خالق ہمارا رازق کثیر اور بے انتہا انعام دینے والا مولا فرماتا ہے۔ کہ میری نعمتوں کو یاد کرو۔ انسان کے اندر قدرت نے ایک طاقت ودیعت رکھی ہے کہ جب کوئی اسکے ساتھ احسان کرتا ہے۔ تو اسکے اندر اپنے محسن کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ جبلت القلوب علی حب من احسن الیہا اور ایسا ہی اس آدمی کے اسکے دل میں ایک قسم کی نفرت اور بغض پیدا ہو جاتا ہے۔ جس سے اسکو کسی قسم کی تکلیف یا رنج پہنچے۔ اور یہ ایک فطرتی۔ اور طبعی تقاضا انسان کا ہے۔ پس اسی فطرت اور طبیعت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ اس مقام پر فرماتا ہے کہ اللہ کریم کے احسانوں کا مطالعہ کرو۔ اور ان کو یاد کرکے اس محسن اور منعم کی محبت کو دلمیں جگہ دو۔ اسکے بے شمار اور بے نظیر احسانوں پر غور تو کرو کہ اسنے کیسی منور اور روشن آنکھیں دیں جن سے وسیع نظارہ قدرت کو دیکھتے اور ایک حظ اٹھاتے ہیں۔ کان دئیے جن سے ہر قسم کی آوازیں ہمارے سننے میں آتی ہیں۔ زبان دی جس سے کیسی خوشگوار اور عمدہ باتیں کہکر بجائے خود خوش ہو سکتے ہیں۔ ہاتھ دئیے کہ جن سے بہت سے فواید خود ہم کو اور دوسروں کو پہنچتے ہیں۔ پاؤں دئیے کہ جن سے چل پھر سکتے ہیں۔ پھر ذرا غور تو کرو کہ دنیا میں اگر کوئی شخص کسی کے ساتھ ادنی سا احسان بھی کرتا ہے تو وہ اسکا کسقدر ممنون ہوتا ہے۔ اور ہر طرح سے اس احسان کو محسوس کرتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کے احسان جو کل دنیا کے احسانوں سے بالا اور بالاتر ہیں اور جو سچ پوچھو تو وہ احسان بھی در اصل اللہ تعالیٰ ہی کے احسان ہیں۔ جسنے یہ توفیق عنایت فرمائی۔ کوئی کسی کو نوکر کرا دیتا ہے۔ یا دعوت کرتا ہے۔ یا کپڑا دیتا ہے۔ یہ سوچو تو سہی کہ اگر خداداد طاقتیں نہوں تو ہم کیا سکھ ان سے اٹھا سکتے ہیں؟ دعوت میں عمدہ سے عمدہ اغذیہ اور کھانے کے سامان ہوں۔ لیکن اگر معدے کا مرض ہو یا پیٹ میں درد ہو تو وہ کھانے کیا لطف دے سکتے ہیں اور ان سے کیا مزہ اٹھایا جا سکتا ہے؟ عمدہ سے عمدہ چیز بجز فضل الٰہی فائدہ اور سکھ نہیں دے سکتی۔ یہ روشنی جس سے ہزارہا سکھ اور فائدے پہنچتے ہیں۔ کس نے دی ہے؟ اسی نے۔ جو نور السموات والارض ہے۔ ہوا۔ پانی کسنے عطا فرمایا؟ اسی منعم حقیقی کی نعمتوں اور برکتوں کا ایک شعبہ ہے۔ سرسبز کھیت اور باغوں میں پھل لگانا اسکی نوازش اور عنایت ہے۔ غرض کل دنیا کی نعمتوں سے جو انسان مالا مال ہو رہا ہے یہ اسکی ہی ذرہ نوازیاں ہیں۔ جسمانی نعمتوں اور برکتوں کو چھوڑ کر اب میں ایک عظیم الشان نعمت روح کے فطرتی تقاضے کو پورا کرنے والی

نعمت کا ذکر کرتا ہوں۔ وہ کیا ہے یہی اُسکا پاک اور کامل کلام ہے جس کے ذریعے سے انسان ہدایت کی راہ اور مصفا راہوں سے مطلع اور آگاہ ہوا۔ اور ایک ظلمت اور تاریکی کی زندگی سے نکلکر روشنی اور نور میں آیا۔ ایک انسان دوسرے انسان کی باوجود ہمجنس ہونیکے رضا سے واقف نہیں ہو سکتا۔ تو پہر اللہ تعالے کی رضا سے واقف ہونا کسقدر محال اور مشکل تہا۔ یہہ خدا تعالے کا احسان عظیم ہے کہ اُسنے اپنی رضا کی راہوں کو بتلانے اور اپنی وراء الوراء مضمونوں کو ظاہر کرنے کے لئے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ قایم فرمایا۔

انسان دنیا کے عجائبات اور خداداد چیزوں میں غور کرکے سکہہ پاتا ہے۔ لیکن وہ ابدی اور دائمی خوشی جو خود اللہ تعالے ظاہر کردے کیسی سچی ہوگی۔

کسقدر کاوش اور تکلیف سے جسمانی سکہہ حاصل کرنے کے لئے انسان کپڑا اور غذا بہم پہنچاتا ہے۔ مگر ایک وقت آتا ہے کہ کپڑا پہٹ جاتا ہے۔ اور غذا کا فضلہ باقی رہجاتا ہے۔ روحانی نعمتیں ابد الآباد کی راحتیں ہیں۔ دنیا میں۔ مرنے میں جنت میں حشر و نشر میں ہمارے ساتھ ہیں۔ غرض خدا تعالے کے ان عجیب انعامات سے انبیاء اور رُسل کا بہیجنا ہے۔

گذشتہ ایام میں چونکہ رستے صاف نہ تہے۔ تعلقات باہمی مضبوط نہ تہے۔ اسلئے ایک ایک قوم میں نبی اور رسول آتے رہے۔ جب مشرق اور مغرب اکٹھا ہونے لگا۔ خدا کے علم میں وہ وقت خلط ملط کا آگیا۔ تو اللہ تعالے نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہیجا انبیاء علیہم السلام اور جسقدر رسول آئے فرداً فرداً قوموں کی اصلاح کے لئے آئے۔ اُن کا جامع اور سب زمانوں کی تمام پاک تعلیموں کا مجموعہ قرآن کریم ہے۔ جو جامع اور مہیمن کتاب ہے۔ فیہا کتب قیمہ فرمایا۔

پہر انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کے لئے یہہ ایک مشکل پیش آتی تہی کہ اُن میں کوئی خلیفہ اور کوئی یاد دلانے والا نہ ثابت ہوتا تہا۔ اسلئے لوگ بیخبر ہوجاتے تہے۔ اور قوم پہر سوجاتی تہی۔ مگر مولا کریم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا دامن چونکہ الی یوم القیامہ وسیع کردیا ہے۔ اور آپ ہی [illegible] انی رسول اللہ علیکم جمیعاً کا ہے اور ایسی مضبوط کتاب آپکو عطا فرمائی۔ ممکن تہا کہ لوگ بیخبر رہتے۔ اُسکی حفاظت کا انتظام بہی خود ہی مولا کریم نے فرمادیا۔ جیسے ظاہری حفاظت کیلئے قرآء اور حفاظ ہیں۔ ایسے ہی باطنی تعلیم کے لئے ایک سامان مہیا فرمایا۔ ہزاروں مذاہب اسوقت دنیا میں نظر آوینگے [illegible] دیکہا گیا تو انبیاء علیہم السلام کا ہی مذہب [illegible] پایا۔ کوئی درختوں کی پوجا کرتا ہے۔ کوئی پتہروں کے آگے سر جہکاتا ہے

افسوس انسان کہ حیوان اور بیجان پتہروں کی پرستش کرتا ہے۔ اور پہر ایک اپنے جیسے کہانے پینے محتاج اور ناتوان انسان کو معبود مانتا ہے۔ ایسی صورت میں توحید کا پاک چشمہ مکدر ہوچکا تہا۔ اور قریباً توحید پرستی کا نام و نشان مٹ گیا تہا۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہر اُسی پاک چشمہ اور مبارک سلسلۂ توحید کو قایم کیا اور پہر اُسکی تکمیل کی۔ ہر ایک قسم کی گندی اور ناپاک بت پرستی کو دور کردیا۔ اللہ تعالے کے سوا اُسکے کسی اسم کسی فعل اور کسی عبادت میں غیر کو شریک کرنا۔ یہہ شرک ہے۔ اور تمام بہلے کام اللہ تعالیٰ ہی کی رضاء کے لئے کرنے اُسکا نام عبادت ہے۔ لوگ مانتے ہیں کہ کوئی خالق خدا تعالے کے سوا نہیں۔ اور یہہ بہی مانتے ہیں کہ موت اور حیات خدا تعالیٰ ہی کے ہاتہ میں اور قبضۂ اقتدار و اختیار میں ہے۔ یہہ مان کر بہی دوسرے کے لئے سجدہ کرتے ہیں۔ جہوٹ بولتے ہیں اور طواف کرتے ہیں۔ عبادت الٰہی کو چہوڑکر دوسروں کی عبادت کرتے ہیں۔ خدا تعالے کے روزوں کو چہوڑکر دوسروں کے روزے رکہتے۔ اور خدا تعالیٰ کی نمازوں کی پرواہ نکرتے ہوئے غیر اللہ کی نمازیں پڑہتے ہیں اور اُن کے لئے زکواتیں دیتے ہیں۔ ان ادیان و اصنام باطلہ کی بیخ کنی کے لئے اللہ تعالے نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ انسان کی اوسط عمر ۶۰ - ۷۰ - ۸۰ پس اس عمر کا انسان پہلی صدی کے حالات تو پہچان سکتا ہے - - - - - - - - - - - - - - - - یہہ احسان ہے اللہ تعالے کا جو اسلام سے مخصوص ہے کہ بہولی بسری متاع اللہ تعالے جیسے وقت ہوتا ہے۔ اُسکے لحاظ سے اُسکا یاد دلانے والا بہیجدیتا ہے۔ یہہ انعام ہے یہہ فضل اور احسان ہے اللہ تبارک و تعالے کا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو دین لائے تہے اور جسکے ضروری کاموں میں سے ایک یہہ تہا۔ کہ کوئی شخص خدا تعالے کی ذات کے سوا نہ کوئی ہمارا خالق نہ رازق نہ اُسکے سوا علیم۔ نہ محیی۔ نہ ممیت نہ سکہہ دُکہہ دینے والا ہے۔ بلکہ صرف خدا ہی ہے۔ جو سب کام کرنے والا ہے۔ سجدہ رکوع۔ ہاتہ باندہ کر کہڑا ہونا اور پکارنا ہو۔ یہہ سب کام اللہ تعالے کے سوا [illegible] کیلئے یہہ باتیں اصول ایمان تہیں جو ہم کو سکہائی گئیں۔ ملائکہ۔ کتاب اللہ۔ رسل۔ جزا و سزا پر ایمان لانا۔ تقدیر خیر و شر پر ایمان لانا۔ اپنے سب اعضاء رضائے الٰہی بلکہ صرف خدا ہی ہے جو سب کام کرنے والا ہے - - - - - - -

- - - - - - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - - - - - -

ملائکہ پر ایمان لانا اللہ تعالے کی کتابوں۔ اُسکے پاک رسولوں کو ماننا اور جزا و سزا پر ایمان لانا۔ اور اس امر کا ماننا کہ ہر چیز کا اُسنے اندازہ کیا ہے۔ یہہ ایمان کے اصول ہیں کہ اپنے سب عقاید کو رضائے الٰہی میں لگادینا ایک سچے مومن کا کام ہے۔ پانچ وقت کی نماز ادا کرنا اپنے مال میں سے ایک معین حصہ یعنی زکوۃ کا ادا کرنا۔ یتیموں مسکینوں اور رشتہ داروں کی خبرگیری کرنا۔ رنج و راحت۔ بیماری۔ تندرستی۔ دُکہہ سکہہ غریبی۔ امیری۔ مقدمہ۔ مقابلہ۔ عہد [illegible] صلح۔ عداوت میں خدا تعالیٰ کی رضا کو ہاتہ سے نہ دینا۔ یہہ اصول یہہ پاک اور مبارک اصول ممکن تہا کہ بہول جاتے۔ جسطرح اور قومیں اپنی کتابیں کہو بیٹہیں۔ لیکن یہہ خدا تعالے کا فضل اُسکا کمال احسان ہوا کہ ایمان۔ عقاید۔ اخلاق فاضلہ کے سکہانے کے لئے اور اصلاح نفس اور تہذیب کے لئے وہ وقت پر اور عین ضرورت کے وقت پر اپنے پاک بندے پیدا کرتا رہتا ہے۔ بڑے ہی بدقسمت ہیں وہ لوگ جنکو اُن بیدار کرنے والوں کی خبر ہی نہیں ہوتی۔ اور بڑے ہی بدقسمت ہیں وہ لوگ جنکو خبر تو ہوتی ہے مگر وہ اپنی کسی خطاکاری کے تجربے نتیجے کیوجہ سے اُسکو شناخت نہیں کرسکتے۔

غرض اس آیت میں خدا تعالے اُس فطرت کے لحاظ سے جو انسان میں ہے ارشاد فرماتا ہے کہ میری نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی ہیں وانی فضلتکم علی العالمین بنی اسرائیل کو کہتا اور مسلمانوں کو سناتا ہے کہ اور میں نے تم کو دنیا پر ایک قسم کی بزرگی عطا فرمائی ہے۔ خدا تعالے کے حکموں پر چلنے والا آسمانی اور پاک علوم سے دلچسپی رکہنے والا جیسی زندگی بسر کرسکتا ہے اُس سے بہتر اور افضل وہم میں بہی نہیں آسکتی۔ منافق کا نفاق جب ظاہر ہوتا ہے تو اُسکو کیسی شرمندگی اُٹہانی پڑتی ہے۔ جہوٹ بولنے والے کے جہوٹ کے ظاہر ہونے پر وعدہ خلافی کرنے والے کے خلاف وعدہ پر اُن کو کیسا دُکہہ ہوتا ہے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے مذہبی حیثیت سے اپنے پاک اور ثابت شدہ متین اور روشن عقاید اور اصول مذہب کے لحاظ سے کل دنیا پر فضیلت رکہتے ہیں۔ کیا خدا تعالے کی حضور کوئی صرف [illegible] سے افضل ہوسکتا ہے ہرگز نہیں۔ خدا تعالے مخفی در مخفی ارادوں اور نیتوں کو جانتا ہے۔ آپ کی حضور نفاق کام نہیں آسکتا۔

بلکہ من جاء بقلب سلیم کام آتا ہے سلامتی ہو۔ انکار نہو۔ خدا سے بھی محبت ہو۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ہمدردی اور خیرخواہی ہو۔ امر بالمعروف کرنے والا اور ناہی عن المنکر ہو۔ بدی کا دشمن راستبازوں کا محب ہو۔ خداتعالیٰ سے غافل اور بےپرواہ نہو۔ یہ منشائے اسلام ہے۔ پس یاد رکھو کہ عقاید کے لحاظ سے دنیا میں بےنظیر اسلام ہے۔ میں راستی سے کہتا ہوں کہ ایمان کے لحاظ سے۔ اعمال کے لحاظ سے دنیا میں کوئی مذہب اسلام سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مگر میں یہہ بھی ساتھ ہی کہونگا کہ اسلام ہو۔ دعوے اسلام نہو۔ من اسلم وجہہ للہ فہو محسن کا مصداق ہو۔ ساری توجہ خداتعالیٰ ہی کی طرف لگا دیوے۔ اور ایسے طریق پر کہ گویا وہ خدا کو دیکھ رہا ہے۔ یا کم از کم اتنا ہی ہو کہ اس بات کو کامل طور پر سمجھے کہ خدا مجھکو دیکھ رہا ہے۔ خداتعالیٰ کے انعام کو یاد کرکے اور پھر دیکھکر کہ کیسی کتاب۔ کیسا مذہب اُس نے عطا کیا ہے۔

دنیا کے مذاہب کی حفاظت کیلئے مویدین من اللہ نصرت یافتہ پیدا نہیں ہوتے۔ اسلام کے اندر کیسا فضل اور احسان ہے کہ وہ مامور بھیجتا ہے جو پیدا ہونے والی بیماریوں میں دعاؤں کے مانگنے والا۔ خدا کی درگاہ میں ہوشیار انسان۔ شرارتوں اور عداوتوں کے بدنتایج سے آگاہ۔ بھلائی سے واقف انسان ہوتا ہے۔ جب غفلت ہوتی ہے اور قرآن کریم سے بیخبری ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں میں سے بیخبری پیدا ہو جاتی ہے تو خدا کا وعدہ ہے کہ ہمیشہ خلفاء پیدا کریگا۔ جس کے سبب سے کل دنیا میں اسلام فضیلت رکھتا ہے۔ یہہ امر مشکل نہیں ہوتا کہ ہم اُس انسان کو کیونکر پہچانیں جو خداتعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے۔ اُسکی شناخت کے لئے ایک نشان سمجھاو اور نشانوں کے خداتعالیٰ نے یہہ مقرر فرمایا ہے کہ لیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم۔ خدا فرماتا ہے کہ ہمارے مامور کی شناخت کیا ہے۔ اوسکے لئے ایک تو یہہ نشان ہے۔ کہ وہ بھولی بسری متاع جس کو خداتعالیٰ نے پسند کرتا ہے اُس سے لوگ آگاہ ہوں اور غلطی سے چونک اُٹھیں۔ اور اُسے چھوڑ دیں۔ اُسکو پورا کرنے کے لئے اُسکو ایک طاقت دیجاتی ہے۔ ایک قسم کی بہادری اور نصرت عطا ہوتی ہے اسباب کے قایم کرنے کے لئے جسکے لئے اُسکو بھیجا ہے۔ قسم قسم کی نصرتیں ہوتی ہیں۔ کوئی ارادہ اور سچا جوش پیدا نہیں ہوتا جبتک کہ خداتعالیٰ کی مدد کا ہاتھ ساتھ نہو۔ بڑی بڑی مشکلات آتی ہیں اور روک ڈالنے والی چیزیں پیدا آتی ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اُن سب خوفوں اور خطرات کو امن سے بدل دیتا اور دُور کر دیتا ہے۔ ایک معیار تو اُسکی راستبازی اور شناخت کا یہہ ہے۔

اب ذرا ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت پر غور کرو جب آپ نے دعوت حق شروع کی تنہا تھے۔ جیب میں روپیہ نہ تھا۔ بازو بڑے مضبوط نہ تھے۔ حقیقی بھائی کوئی نہ تھا۔ ماں باپ کا سایہ بھی سر سے اُٹھ چکا تھا اور ادھر قوم کو دلچسپی نہ تھی۔ مخالفت حد سے بڑھی ہوئی تھی مگر خدا کے لئے کھڑے ہوئے۔ مخالفوں نے جسقدر ممکن تھے دُکھ پہنچائے۔ جلاوطن کرنے کے منصوبے باندھے قتل کے منصوبے کئے۔ کیا تھا جو انہوں نے نکیا۔ مگر کس کو نیچا دیکھنا پڑا۔ آپ کے دشمن ایسے خاک میں ملے کہ نام و نشان تک مٹ گیا۔ وہ ملک جو کبھی کسی کے ماتحت نہ ہوا تھا آخر کس کے ماتحت ہوا۔ اُس قوم میں جو توحید سے ہزاروں کوس دُور تھی توحید پہنچادی اور نہ صرف پہنچادی بلکہ منوادی۔ خوف کے بعد امن عطا کیا۔ اُن کے بعد اُن کے جانشین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوئے۔ آپ کی قوم جاہلیت میں بھی چھوٹی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم میں سے بھی نہ تھے۔ پھر کیونکر ثابت ہوا کہ خلیفہ حق ہیں۔ اُسامہ کے پاس بیس ہزار لشکر تھا اُسکو بھی حکم دیدیا کہ شام کو چلی جاؤ۔ اگر اسامہ کا لشکر موجود ہوتا تو لوگ کہتے کہ ۲۰ ہزار لشکر کی بدولت کامیابیاں ہوئیں۔ نواح عرب میں ارتداد کا شور اُٹھا۔ تین مسجدوں کے سوا نماز کا نام و نشان نہ رہا تھا۔ سب کچھ ہوا۔ پھر خدا نے کیسا ہاتھ پکڑا۔ کہ رافضی بھی گواہی دے اُٹھا کہ اسد اللہ الغالب کو خوف کی وجہہ سے ساتھ ہونا پڑا۔ کیسا خوف پیدا ہوا کہ عرب مرتد ہوگئے۔ مگر سب خوف جاتا رہا کیوں اسلیئے کہ وہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنائے تھے۔ اسی طرح ہمیشہ ہمیشہ جب لوگ مامور ہو کر آتے ہیں تو خداتعالیٰ کی قدرت نمائی ہے۔ اُسکے ہاتھ کا تھامنا یہہ دکھلا دیتا ہے۔ کہ وہ خداتعالیٰ کی حفاظت میں محفوظ ہوتا ہے۔ یاد رکھو جسقدر کمزوریاں ہوں۔ وہ سب معجزات اور الٰہی تائیدیں ہیں۔ کیونکہ ان کمزوریوں ہی میں تائید الٰہی کا مزہ آتا ہے۔ اور معلوم ہو جاتا ہے کہ خدا کی دستگیری کیا کام کرتی ہے۔ امیر دولت کی گھمنڈ سے مولوی علم کے گھمنڈ سے۔ کوئی منصوبہ بازیوں اور حکام کے پاس آنے جانے کے گھمنڈ سے اگر کامیاب ہوتا ہے تو خدا کے بندے خدا کی مدد سے کامیاب ہوتے ہیں۔ اُنکے پاس سرمایۂ علوم اور سفر کے وسایل نہیں ہوتے۔ مگر عالم ہونے کی لاف وگذاف مارنے والے اُن کے سامنے شرمندہ ہو جاتے ہیں۔ اُسکے پاس کتب خانے اور لائبریریاں نہیں ہوتیں۔ وہ حکام سے جاکر ملتے نہیں۔ مگر وہ ان سب کو نیچا دکھا دیتے ہیں۔ جو اپنے رسوخ۔ اپنے معلومات کی وسعت کا دعوے کرتے ہیں۔ برادری اور قوم اُسکی مخالفت کرتی ہے۔ مگر آخر یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی طرح اُنکو شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ یہی ہمیشہ اُن کی پہچان ہوتی ہے۔

غرض راستباز اور مامور کی شناخت کی یہہ نشان خداتعالیٰ نے خود ہی بیان فرمادیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں اپنے انعام یاد دلاتا ہے۔ ہر ایک مخلوق مخلوق ہونے اچھی قوم میں پیدا ہونے کو دیکھے۔ مگر اسمیں شبہہ پڑیگا کہ اور بھی شریک ہیں۔ پھر عقاید کو دنیا کے مقابلہ میں رکھو۔ میں نے مذاہب کو بےتعصب ہو کر ٹٹولا ہے۔ بت پرستوں آریوں۔ براہموؤں کو دیکھا ہے۔ جب ہم ایک خدا کے عقیدہ کو پیش کرتے ہیں تو کوئی مذہب بھی ایسا نظر نہیں آتا۔ جو اللہ تعالیٰ کو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام بدیوں سے منزہ مانتا ہو۔ یہہ فخر اسلام اور صرف اسلام کو ہے۔ اسکے ساتھ کیا کوئی عقیدہ مل سکتا ہے۔ پھر انبیاء کو جنہوں نے چھوڑا۔ اور اپنے عقلی ڈھکوسلوں سے اُسے پانا چاہتے ہیں وہ ایک گڑھے میں گر رہے ہیں۔ ایک مشہور براہمو لیکچرار نے نہایت جوش سے اپنے لیکچر میں کہا کہ اے خدا! میں ہندوستانیوں کو تیرے پاس پہنچانا چاہتا ہوں۔ مگر وہ نہیں آتے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ اُسکا یہہ فقرہ سنکر میں دعا میں گر گیا۔ اور دعا کی کہ اے خدا تو میرے دل کو کھولدے پھر میں استقلال سے اوپر آیا اور کہا کہ میں ایک عرض کرنی چاہتا ہوں کہ آپ نے فرمایا کہ میں ہندوستانیوں کو خدا کی حضور پہنچایا چاہتا ہوں۔ میں تیار ہوں۔ مگر آپ اتنا فرما دیں کہ کیا آپ یقیناً یقیناً مجھے اُسکی حضور پہنچا دینگے۔ یہ چونکہ اُسکا انبیاء علیہم السلام اور اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان نہ تھا۔ گھبرا گیا۔ اور بولا کہ آجتک کی تحقیقات کے بھروسے پر پہنچا سکتا ہوں۔ مگر کل معلوم نہیں کہ کیا جدید بات پیش آوے لہذا یقیناً نہیں۔ اسپر میں نے کہا کہ ایک شخص ایک دعوے اور کامل شعور اور بھروسے سے کہتا ہے کہ میں خداتعالیٰ کی حضور یقیناً پہنچا سکتا ہوں تو پھر اُس کی طرف رجوع کرنا چاہئیے یا آپ کی طرف۔ اُسکو شرمندہ ہوکر

کتنا بڑا اکرام ہے اُسکو ہی مانو!!! وہ شخص جو کامل بہرہ سے اور پورے یقین اور شعور سے خدا تعالیٰ تک پہنچانیکا وعدہ کرتا ہے۔ اور اُسنے پہنچا دیا اور پہنچاتا ہے۔ اور پہنچاویگا۔ وہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیا وہ جو کہتے ہیں کہ دو ارب سال گذرے۔ خدا تعالیٰ نے ہم کو کتاب دی۔ اور وہ آجتک ایک ہی ترجمہ پیش نکر سکے۔ اور اُسپر بھی وہ اُسے کامل کہتے ہیں۔ کیا اُن کو شرم نہیں آتی؟ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ان چند سال کے اندر خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کو شرق اور مغرب میں پہنچا دیا۔

غرض انسان خوب مطالعہ کرے کہ اسلام سے بڑھکر نعمت اور عزت و شرافت کا موجب اور کوئی چیز نہیں ہے۔ میں نے پہلے بتلایا ہے کہ زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے خلیفہ بنانے کا خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اور وہ خلیفہ دلائل سے نہیں۔ آدمیوں کے انتخاب سے نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی تائید اور نصرت اور طاقت سے بنینگے۔ اب اس زمانہ کے منعم علیہ پر غور کرو۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ مفسد بدباز اور مشرک ہے۔ عبادت میں سست ہے۔ بھلا ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ ایک عابد اور موحد خدا کا پرستار کہلانے والا ممکن ہے ریاکار ہو مگر اللہ تعالیٰ اُسکے خلوص نیت اور صدق کو اپنی تائیدات اور نصرتوں سے ثابت کر رہا ہے۔ پھر یہ خیال ہو سکتا ہے۔ کہ خوف کے وقت ہی وہ پرستار الٰہی ہو۔ نہیں! نہیں!! وہ جبکہ خوف امن سے بدل جاتا ہے وہ اُسوقت بھی سچا پرستار ہوتا ہے۔

الغرض ایمان بڑھانے کے لئے خدائے تعالیٰ کے انعام پر غور کرنے سے بڑھکر کوئی چیز نہیں ہے۔ ایمان۔ عقاید۔ اعمال۔ معاملات کے لحاظ سے بے نظیر نعمت اسلام ہے۔ اور پھر مسلمانوں سے وہ فرقہ جو خلفاء راشدین کے سلسلے کو مانتا ہے۔ اُن سے بڑھکر نہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اُن سے بڑھکر کوئی مؤید من اللہ نہیں۔

انسان اکیلی نماز زیادہ پڑھتا ہے۔ جماعت کی ساتھ نماز گو چھوٹی اور مختصر ہی ہو۔ مگر اُسمیں ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ امام کے ماتحت اعمال میں کسقدر زیادتی ہوتی ہے۔ بس یہ ایک عظیم الشان نعمت ہے۔ جو خدا نے ہم کو دی ہے۔ مگر اس انعام میں اُن الفاظ کو بھی یاد رکھو کہ "دین کو دنیا پر مقدم کرونگا" بڑی ذمہ داری کا وعدہ ہے۔ یہہ وعدہ کسی عام انسان کے ہاتھ پر نہیں۔ بلکہ امام کے ہاتھ پر نہیں نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ پر کیا ہے۔ خوب یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ سے وعدہ کر کے خلاف کرنے والا منافق ہوتا ہے۔ پس ڈرنے اور رونے کا مقام ہے۔ اور بڑے عزم و احتیاط کی ضرورت ہے

پھر اللہ تعالیٰ کے انعام یاد کر کے مومن اس بات کو سوچے کہ ایک وقت آتا ہے۔ واتقوا یوماً۔ ایک وقت آتا ہے کوئی دوست آشنا اپنا بیگانہ کچھہ کام نہیں آتا۔ دنیا میں نمونہ موجود ہے۔ انسان بیمار ہوتا ہے تو ماں باپ بھی اُس کی بیماری کو نہیں ہٹا سکتے۔ یہہ نمونہ اس بات کا کہ یہہ سچی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کی پکڑ کے وقت کوئی کام نہیں آتا۔ کسی کی سفارش اور جرمانہ کام نہیں آتا۔ اسلئے اُسدن کے لئے آج سے ہی تیار رہو۔ پس خدا تعالیٰ کے فضل کو یاد کر کے محبت الٰہی کو زیادہ کرو۔ اور غفلتوں اور کمزوریوں کو چھوڑ دو۔ اور اپنے وعدوں پر لحاظ کرو۔ کہ "دین کو دنیا پر مقدم رکھینگے"۔ رنج و راحت عسر و یسر میں قدم آگے بڑھائینگے اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور بھائیوں سے محبت کرینگے پھر کہتا ہوں کہ یہہ بڑی خطرناک بات ہے کہ جو وعدوں کے خلاف کرتا ہے وہ منافق ہوتا ہے۔ جھوٹ اور وعدوں کے خلاف ورزی کرنے کرتے انسان کا انجام نفاق سے مبدل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھکو اور آپکو اس سے بچاوے اور صدق اخلاص اور اعمال حسنہ کی توفیق دے!!! آمین!!!

◆

مقدمہ کے مفصل حالات

آجتک جس قدر حالات متعلق مقدمہ ہم نے شایع کئے ہیں۔ وہ بالکل مجمل تھے۔ ابتدا میں ہمارا خیال تھا کہ مقدمہ کے کل حالات حسب معمول ہم ایک پمفلٹ کے ذریعے شایع کریں۔ لیکن ناظرین کے شدید اشتیاق نے مجبور کیا کہ بذریعہ اخبار ہی اُن کو سردست شایع کیا جاوے۔ ہاں اختتام مقدمہ پر ممکن اور ضرورت ہوئی تو کوئی مختصر سا رسالہ اسپر لکھا جاویگا۔ وہ بھی اُس صورت میں کہ اگر خود حضرت اقدس جناب امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسکی ضرورت سمجھی۔ اسلئے ہم کل روئداد۔ کو زوائد کو چھوڑ کر درج کرتے ہیں مقدمہ کی تاریخ تو در اصل اُس خط سے شروع ہوتی ہوئی سمجھنی چاہیئے جو مولوی عبد القادر صاحب لودہانوی نے بٹالوی کو اپنے قدیم تعلقات ہم مکتبی کی بناء پر مشتمل بر درخواست مباہلہ لکھا تہا۔ چونکہ وہ خط الحکم میں شایع ہو چکا ہے۔ اور ایسا ہی وہ اشتہارات جو بغرض مباہلہ شایع ہوئے درج ہو چکے اور ہمارے ناظرین ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کے اشتہار سے بھی مطلع ہو چکے جو مقدمہ ہذا کے لئے بطور بناء کے قرار دیا گیا ہے۔ اس اشتہار کے جاری ہونے پر ۳ دسمبر ۱۸۹۸ء کو محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ نے ایک رپورٹ ارسال کی۔ اور محمد حسین نے ۵ دسمبر کو ایک درخواست حصول لائیسنس اسلحہ کی بمقام گورداسپور پیش کی جس سے مقدمہ کی بناء قایم ہوئی۔

پس ہم اُس وقت سے لیکر کل حالات مقدمہ نقل مسل سے لیکر شایع کرتے ہیں۔ و ہو ہذا

نقل مسل فوجداری

مقدمہ

سرکار بنام مرزا غلام احمد قادیانی و مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی

باجلاس مسٹر جی۔ ایم۔ ڈوئی صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر و ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

مرجوعہ ۵ جنوری ۱۸۹۹ء۔ فیصلہ زیر تجویز۔ بمقام قادیان۔
نمبر مقدمہ ۱/۲۔ جرم ۱۰۷۔ ضابطہ فوجداری

رپورٹ خاص تھانہ بٹالہ جناب عالی! مرزا غلام احمد ساکن قادیان و مولوی محمد حسین ساکن بٹالہ کے باہم ایک عرصہ سے تکرار مذہبی چلا آتا ہے۔ دونوں اپنی اپنی تائید اور مخالف کی تکذیب میں تحریرات دیگر چھاپہ و قلمی جاری کرتے رہتے ہیں۔ اور جوش مذہبی کے بہانہ سے ایسے اشتعال بخش الفاظ استعمال کرتے ہیں جن سے اُن کے دیکھنے والا اُن کی جماعت کے مریدان و معتقد آمادہ فساد ہو سکتے ہیں ہر دو کے حالات سابق وقتاً فوقتاً بذریعہ رپورٹہائے خاص گذارش حضور ہوتی رہی ہیں۔ دونوں نے یہہ طریقہ محض اپنی نام آوری اور فائدہ ذاتی کیواسطے اختیار کیا ہوا ہے

مقدمہ کا

(نوٹ) حضرت اقدس کے مقدمہ کے متعلق یہ فیصلہ بطور خود سادہ دیدار مقدمہ درشائع ہوتی (ایڈیٹر)

کہ ان کی عزت اور فریق مخالف کی ذلت اُن کی جماعت میں پیدا ہو۔ اور اُن کے واسطے علاوہ شہرت کی دنیاوی فائدہ پہنچے جیسے کہ اتباک بذریعہ منی آرڈر وغیرہ رقومات کثیر پہنچ رہی ہیں۔ حال میں میرزا غلام احمد قادیانی نے مولوی محمد حسین ساکن بٹالہ سے درخواست کی کہ وہ فیصلہ بحث مذہبی کا بذریعہ مباہلہ کرے۔ (یہہ اسلام میں ایک طریقہ دعا کا واسطے فیصلہ مبنی نب اللہ کے ہے۔ اور فریق کاذب پر اس فیصلہ کی رُو سے عذاب نازل ہوتا ہے)

مولوی محمد حسین نے مباہلہ تو منظور کیا۔ مگر میعاد نازل ہونے عذاب کی بجائے ایک سال مقررہ مرزا غلام احمد کے تین روز کے اندر اندر مقرر کی اور مرزا غلام احمد کیطرف سے بصورت فتحیابی مولوی محمد حسین کو ۸۲۵ روپیہ انعام دیا جانا مقرر کیا گیا۔ بجواب اسکے ایک شخص سید ابوالحسن تبتی وارد کوہ شملہ سنبھولی نے ایک اشتہار تاریخ ۳۱ر اکتوبر ۱۸۹۸ء کو دیا کہ بصورت فتحیابی مولوی محمد حسین بٹالہ کے تحریر کیا کہ مرزا غلام احمد کا مونہہ کالا کیا جاوے۔ اُسکو ذلیل کیا جاوے اور اُس روسیاہی کے بعد اُسکو گدہے پر سوار کرکے کوچہ بکوچہ ان چاروں شہروں میں پہرایا جاوے اور بجائے دینے انعام ۸۲۵ روپے کے صرف ۸۲۵ جوتے اُن کے سر پر لگائے جاویں وغیرہ وغیرہ۔ اور اس اشتہار پر ملا محمد بخش لاہوری نے اپنی طرف سے کچھ نوٹ ایزاد کیئے۔ جو درج اشتہار منسلکہ ہیں اور اس پر نشان سُرخی سے دیا گیا ہے۔ اس اشتہار اور نوٹوں کی بابت مرزا غلام احمد قادیانی اور اُسکی جماعت خیال کرتے ہیں کہ مولوی محمد حسین ساکنہ بٹالہ نے بنام نہاد دوسرے شخص کیطرف سے یہہ اشتہار دلایا ہے۔ اور اب مرزا غلام احمد نے ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کو ایک اشتہار جسکا عنوان یہہ ہے۔ کہ ہم خدا پر فیصلہ چھوڑتے ہیں۔ برخلاف مولوی محمد حسین و ملا محمد بخش لاہوری و ابوالحسن تبتی کے جاری کیا جس کا اخیر یہہ ہے کہ مجھکو الہام ہوا ہے کہ ۱۳ ماہ کے اندر یعنے ۱۵ر دسمبر ۱۸۹۸ء سے ۱۵ر جنوری ۱۹۰۰ء تک یہہ تینوں اشخاص ذلیل اور رسوا ہوں گے۔ اور اُس میں جو اُسنے دُعا کی۔ اور جو اُسکا جواب بذریعہ الہام کے معلوم ہوا اردو و عربی میں تحریر کئے ہیں۔ اس اشتہار کے جاری ہونے پر مولوی محمد حسین ساکن بٹالہ کو سخت اشتعال اور خوف پیدا ہو گیا ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے یہہ اشتہار اپنی سابقہ عادت کے بموجب اسکی نقصان رسانی کا انتظام میعاد مقررہ کے اندر کرکے جاری کیا ہے۔ اور اس غرض سے مولوی محمد حسین مذکور نے ایک چھری تیز دھاردار ساخت بہیرہ ضلع شاہپور خریدی ہے۔ اور ہر وقت اپنے پاس بغرض حفاظت خود رکھتا ہے۔ اور عام طور پر چھری مذکور لوگوں کو دکھلاتا رہتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مرزا غلام احمد نے لیکھرام کی طرح میری ہلاکت کا انتظام کرکے اشتہار جاری کیا ہے۔ اور مجھے اندیشہ ہے کہ اس پیشینگوئی کی صداقت کے واسطے وہ مجھے قتل کرائیگا۔ اسلئے واسطے اپنی حفاظت اور مقابلہ دشمن کے چھری ہر وقت اپنے ساتھ رکھتا ہوں۔ اور دونوں فریق میرے علاقہ میں آباد ہیں۔ اور اُن کے مریدوں معتقدوں کی ایک بڑی بھاری جماعت ہے۔ جسمیں ہر طرح کے لوگ تیز مزاج وغیرہ شامل ہیں۔ اب صورت اس معاملہ کی بدانست کمترین یہانتک پہنچ گئی ہے کہ زیادہ تحمل مقتضی نہیں ہے۔ ضرور سخت اندیشہ نقض امن کا فریقین کیطرف سے ہے۔ اور اشتہارات علاوہ دلشکن و رنج دہ اشتعال آمیز کلمات فریقین کیطرف سے روزمرہ سے اور دیکھے جاتے ہیں۔ اور ان کا چرچا عوام میں ہو کر ایک دوسرے فریق کی جماعت کی دلشکنی و اشتعال طبع کا باعث ہوتے ہیں۔ حضور کو یاد ہوگا کہ جب مرزا غلام احمد مقدمہ متعلقہ امن پادری ہنری کلارک صاحب بہادر امرت سر سے بری ہوا تہا تو جناب مسٹر ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر نے زبانی اُسکو فہمایش فرمائی تہی کہ برائے آیندہ ایسے اشتہار یا پیشینگوئی جس سے نقض امن کا اندیشہ ہو نہ دیا کرے۔ کچھ عرصہ تک مرزا غلام احمد نے اسپر عمل کیا۔ اور خاموشی رکھی۔ اب پہر اسی طرح اشتہار بازی شروع کر دی ہے۔ جو موجب نقض امن کا ہے۔ لہذا رپورٹ اطلاعاً ارسال حضور ہے۔ اشتہارات و اخبارات لف ہیں۔ جہاں اسکا ذکر درج ہے۔ اسپر نشان سُرخی سے دیا گیا ہے۔ اگر پسند رائے حضور ہو تو معرفت انسپکٹر صاحب اس امر کی خفیہ دریافت فرماکر فریقین کی ضمانت و مچلکہ حفظ امن کا انتظام فرمایا جاوے۔

تحریر یکم دسمبر ۱۸۹۸ء عرضی کمترین محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ

از پولیس گورداسپور اصل درخواست ہذا اخبارات و اشتہارات سے علیحدہ ہو کر بخدمت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر بہیجی جاوے اور گذارش کیا جاوے کہ سال گذشتہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے برخلاف مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری دائر کیا گیا تہا۔ مگر کسی وجہ سے وہ رہ ہوا۔ اور کپتان ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر نے جنکی عدالت میں یہہ مقدمہ سماعت ہوا تہا۔ حکم دیا تہا کہ آیندہ کے لئے مرزا غلام احمد ایسی پیشینگوئی نکرے۔ مگر اب پہر مرزا نے اس حکم کے برخلاف کرنا شروع کیا ہے جس سے اندیشہ نقض امن کا ہے۔ ہماری دانست میں مرزا غلام احمد نے کپتان ڈگلس صاحب بہادر کے حکم اور وعدہ کے خلاف کیا ہے۔ اور ضرور نقض امن کو روکنے کے لیے فریقین کا انتظام کرنا ضروری ہے۔ فریقین کی حفظ امن میں ضمانت لینی چاہیئے۔ کاغذات ہذا بصیغہ خفیہ مرسل ہوویں۔ بتحریر ۳ ۱۲/۹۸ - دستخط بحروف انگریزی

نقل درخواست

دربارہ حصول لائیسنس مولوی ابوسعید محمد حسین شمولہ مسل

اجلاسی

مسٹر جی۔ ایم۔ ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور

سرکار دولتمدار بنام مرزا غلام احمد قادیانی و مولوی ابوسعید محمد حسین

ساکن بٹالہ ضلع گورداسپور۔

جرم زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری

جناب عالی!

مرزا غلام احمد ساکن موضع قادیان نے برخلاف مظہر سایل بدیں مضمون اشتہار دیا ہے کہ مولوی ابوسعید محمد حسین کو ۱۳ ماہ کے اندر ذلت کی مار اور رسوائی ہوگی جس سے مجھکو اندیشہ ہے کہ وہ اپنی پیشینگوئی کو سچا کرنے کے لئے میری جان کو نقصان پہنچانے کی کوئی ناجائز تدبیر کریگا۔ لہذا درخواست ہے کہ مظہر سایل کو ایک پستول اور ایک بندوق کا حفاظت جان کے لئے کل احاطہ پنجاب کے واسطے لائیسنس دیا جاوے۔ کیونکہ مظہر کل پنجاب میں واسطے وعظ وغیرہ ضرورتوں کے دورہ کیا کرتا ہے۔ سوائے اسکے اندیشہ ہے کہ اُسکی جماعت میں سے کوئی دشمن نقصان پہنچاوے۔ عرضی فدوی مولوی ابوسعید محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ۔ ساکن بٹالہ ضلع گورداسپور

۵ر دسمبر ۱۸۹۸ء۔ دستخط ابوسعید محمد حسین

از پیشگاہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر پیش ہو کر حکم ہوا کہ مرزا غلام احمد و مولوی محمد حسین برائے ۱۵ ماہ حال صدر میں طلب ہوویں۔ اہلمد کا غذات کو بطور خفیہ احتیاط سے رکہے ۱۲/۶۹۸

نقل حکم

درمیانی معہ رپورٹ اہلمد اجلاسی مسٹر ای۔ ٹی۔ ڈکین صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر مجسٹریٹ ضلع گورداسپور۔ آج پیش ہو کر حکم ہوا کہ ۵ر جنوری ۱۸۹۹ء کو مقدمہ ہذا پیش ہووے۔ فریقین کو فہمایش کی گئی ۱۵/۱۲/۶۹۸ - دستخط حاکم

جناب عالی کاغذات برائے ۵ رجنوری ۱۸۹۹ء پیش کرتا ہوں - دستخط اہلمد ۴ جنوری ۹۹ء -

نقل حکم درمیانی

(واقعہ ۵ رجنوری ۱۸۹۹ء)

اجلاسی مسٹر جے - ایم ڈوئی صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

فریقین مرزا غلام احمد قادیانی اور ابوسعید محمد حسین تعمیل اس نوٹس کے حاضر ہوئے ہیں کہ جو ہمارے جانشین نے بنام پولیس اس غرض سے جاری کیا تھا کہ انکو ۵ ردسمبر کے لئے پیش کیا جاوے مقدمہ ۵ رجنوری تک ملتوی کیا گیا بمجرد فریقین کے ایک فریق کے وکیل مسٹر اوگل نے بذریعہ تار ہم سے درخواست کی ہے کہ مقدمہ ۱۲ تاریخ تک ملتوی کیاجاوے انہوں نے یہہ بھی لکھا ہے کہ دوسرے فریق کا وکیل بھی رضامند ہے ہمنے مقدمہ کا التواء ۱۱ جنوری تک کیا ہے کیونکہ ۱۲ کو ہم دورہ میں جاوینگے - ایک نقل مندرجہ ذیل حکم کی زیر دفعہ ۱۱۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری فریقین پر تعمیل کیا جاوے کہ مرزا غلام احمد سکنہ قادیان اور ابوسعید محمد حسین کچھ عرصہ سے آپس میں سخت مذہبی مباحثہ کر رہے ہیں جسکا نتیجہ یہہ ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ سے مباہلہ کی درخواست کیجاوے - کہ اس شخص پر ذلت پڑے کہ جو غلطی پر ہو - ہر دو فریق کی تحریرات اُس حد سے باہر چلی گئی ہیں کہ جسکو مباحثہ واجب کہا جاوے. ابوسعید محمد حسین کے فریق کے ایک ممبر سید ابوالحسن تبتی نے ایک اشتہار درباره مرزا غلام احمد سکنہ قادیان کے جاری کیا گیا ہے کہ جو نہایت فحش ہے - اور ایک اشتہار مورخہ ۲۱ رنومبر ۱۸۹۸ء میں مرزا نے خداوند کریم کے پاس صرف یہی درخواست نہیں کی کہ اُس شخص کو جو غلطی پر ہو ذلیل کیا جاوے بلکہ اُسکے مخالفان پر بھی - جو افواہیں لاہور میں قتل پنڈت لیکھرام کی نسبت مشہور ہوئی ہیں - عام طور پر روشن ہیں - خواہ وہ راست ہیں یا دروغ - لیکن اُن سے مرزا غلام احمد سکنہ قادیان کو تنبیہ ہونی چاہیئے تھی. کہ وہ اس قسم کے مباحثے سے پرہیز کرے جسمیں موت کی یا (جیسا کہ مقدمہ حال میں) ذلت کی پیشگوئی اُسکے مخالفوں کی نسبت شامل ہو - ہماری رائے میں یہہ مناسب ہے کہ نقص امن کے روکنے کے لیئے ہر دو اشخاص مندرجہ صدر سے اُن کے اپنے مچلکے ایک ایک ہزار روپیہ کے برائے ایک سال واسطے رکھنے حفظ امن کے لئے جاویں - لہذا حکم ہوا کہ نامبردگان ۱۱ رجنوری ۱۸۹۹ء کو حاضر آویں - اور وجہ ظاہر کریں کہ کیوں ایسا حکم صادر نکیا جاوے - نقل اس حکم کی نوٹس کے ہمراہ برائے تعمیل بھیجی جاوے - تحریر ۵ جنوری ۹۹ء - دستخط حاکم

نقل حکم درمیانی بمقدمہ فوجداری

باجلاس مسٹر جے - ایم - ڈوئی صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور

واقعہ ۱۱ رجنوری ۱۸۹۹ء بمقام گورداسپور

مولوی ابوسعید محمد حسین ساکن بٹالہ و مرزا غلام احمد ساکن قادیان ملزم حاضر ہیں. مسٹر ڈبلیو براؤن - شیخ فضل الدین. شیخ علی احمد و خواجہ کمال الدین وکلا منجانب مرزا غلام احمد حاضر ہیں - مسٹر اوگل بیرسٹر و شیخ نبی بخش وکیل منجانب ابوسعید محمد حسین حاضر ہیں - مسٹر براؤن تسلیم کرتے ہیں کہ مندرجہ ذیل دستاویزات اُن کے موکل نے جاری کیں (الف) اشتہار مورخہ ۲۱ رنومبر ۱۸۹۸ء (A) - (ب) اشتہار مورخہ ۳ رجنوری ۱۸۹۹ء (B) - (ج) اشتہار مورخہ ۲۰ رجنوری ۱۸۹۹ء (C) - (د) رسالہ کشف الغطاء (D) (ھ) اشتہار مورخہ ۶ جنوری ۱۸۹۹ء (E)

نقل بیان مولوی محمد حسین ساکن بٹالہ

بمقدمہ فوجداری اجلاسی مسٹر جے - ایم ڈوئی صاحب مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

بیان مولوی محمد حسین ابوسعید ساکن بٹالہ - ایک فتویٰ تکفیر کا نسبت مرزا غلام احمد ۱۸۹۱ء میں میرے اخبار میں چھپا کہ مرزا غلام احمد کافر ہے اس فتوے کے لکھنے والے مولوی نذیر حسین تھے - اور اس فتوے پر دو سو مولویوں کی مہریں ہیں. میری مُہر نہیں ہے - میں سایل تھا جواب انہوں نے دیا. تب سے ۲ بار مذہبی بحث اسکے ساتھ ہوتا رہا - میں محمد بخش جعفر زٹلی ساکن لاہور کو جانتا ہوں اُس کے ساتھ میری کوئی خاص دوستی نہیں - لیکن خط و کتابت دنیوی کام میں کبھی کبھی میری اُس کی ہوتی ہے میں لاہور میں جاتا رہتا ہوں - کبھی کسی دوست کے گھر کبھی کسی دوست کے گھر رہتا ہوں اُسکے گھر میں میں کبھی نہیں رہا - میرا Paper اشاعۃ السنۃ وہاں چھپتا ہے - فقرے جو آپ مجھکو پڑھکر سنائے گئے یہہ میرے اخبار کا خلاصہ ہے جو نمبر ۵ - جلد ۱۸ - اشاعۃ السنۃ (F) میں ہے اور جو اشتہار محمد بخش نے لاہور میں جاری کیا اُسکے متعلق ہے - اصلی اشتہار میری خبر کے کاغذ میں نہیں چھاپا مجھسے کوئی مشورہ لیا گیا - اور نہ مجھسے پوچھا گیا. جو پرچہ اشاعۃ السنۃ (G) نمبر ۳ - جلد ۱۸ میں سے جو فقرات متعلق میری حرکت پڑھکر سنائے گئے ہیں - وہ میری خبر کے کاغذ میں درج ہیں - پرچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۵ جلد ۱۸ میں سے فقرات مجھکو پڑھکر سنائے گئے یہہ بھی میرے اخبار میں سے ہیں. پرچہ (H) اشاعۃ السنۃ نمبر ۱ جلد ۱۶ میں سے چند سطور مجھکو سنائی گئیں یہہ میں نے اپنے اخبار میں چھپوائیں - پرچہ [illegible] نمبر ۲ جلد ۱۸ اشاعۃ السنۃ میں سے جو سطریں مجھکو سنائی گئیں یہہ میری خبر کے کاغذ میں چھپی تھیں میری خبر کے کاغذ میں وہ دجال اور کافر بےایمان وغیرہ لکھا گیا ہے جیسے وہ بھی کہتا ہے میں نے مولوی ابوالحسن تبتی کو دیکھا ہے وہ کبھی [illegible] رہتا ہے - کبھی لاہور - کبھی دلی - آخیر مرتبہ میں نے [illegible] میں دیکھا تھا - یا قریب اسکے - اور چند روز وہاں رہا اُس وقت میں نے اُس مولوی کو دیکھا تھا - اشتہار مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۸ء کی نسبت میری اگر کوئی مشورہ اُسنے کیا تو نہیں کیا تھا کہ جسمیں لکھا ہے کہ مونہہ کالا کیا جاوے اور گدھے پر پھرایا جاوے وغیرہ - میں جانتا ہوں کہ اس اشتہار کی نسبت کوئی ذکر اشاعۃ السنۃ میں نہیں ہوا - میرے پاس اس اشتہار کی نقل ڈاک میں آئی تھی - اور دستی بھی ملی - جب پہلے ڈاک میں میرے پاس نقل پہنچی میں نے کوئی جواب سید ابوالحسن تبتی کو نہیں لکھا - اس اشتہار کی نسبت میں نے اخیر مرتبہ ۲۴ اکتوبر کو [illegible] میں اُسکو دیکھا تھا - اُس وقت تک اُسنے مجھسے کوئی ذکر اس اشتہار کی نسبت نہیں کیا کہ میں کوئی ایسا اشتہار چھاپوں گا. ۱۸۹۷ء سے ایک چھری اپنی حفاظت کے واسطے اپنے پاس رکھتا ہوں - مجھکو یہہ خوف ہے کہ مرزا غلام احمد اشتعال دیگا - میری نسبت بھی اُسی طرح سے جس طرح کہ دیگر لوگوں کی نسبت اُسنے پیشگوئیاں کیں - میں نے اس خوف سے ایک بندوق اور ایک پستول کے لئے لائسنس کی درخواست ۵ ردسمبر ۱۸۹۸ء کو دی تھی - جو شامل مسل ہے - اور میں نے وہ درخواست دیکھلی ہے عبداللہ آتھم اور پنڈت لیکھرام کی نسبت جو کچھ واقعہ ہوا اسکی وجہ سے مجھکو خوف ہے اور نسبت اشتہار (A) مورخہ ۲۱ رنومبر ۱۸۹۸ء کے بھی مجھکو خوف ہے - دستخط ابوسعید محمد حسین

دستخط حاکم -

بیان ہماری مواجہہ میں تحریر ہوکر سنایا گیا - سنکر درست تسلیم کیا - دستخط حاکم.

نقل بیان مرزا غلام احمد ساکن قادیان

عبدالکریم سیالکوٹی میرا ایک مرید ہے۔ [illegible] سمجھکر چھاپا۔ اسمیں جو چند فقرات مجھکو پڑھکر سنائے گئے۔ وہ اس میری پیشینگوئی کی نقل ہے جو عبداللہ آتھم کی نسبت تھی۔ اس کا سبب یہہ تھا کہ عبداللہ آتھم نے مجھسے تحریری درخواست کی تھی۔ ان کی رضامندی اور تحریری درخواست پر میں نے یہہ پیشینگوئی کی تھی کیونکہ انہوں نے اصرار کیا تھا۔ عبداللہ آتھم کی درخواست جو میرے نام تھی وہ مقدمہ ڈاکٹر کلارک شامل ہے۔ دیکھی جاوے۔ جو [illegible] پنڈت لیکھرام کی نسبت تھی۔ اور [illegible] لیکھرام کی رضامندی سے اور اس کی تحریری درخواست پر کی تھی۔ اس خاص پیشینگوئی کی خاطر وہ پشاور سے [illegible] اور بہت بدزبانی کرتا رہا۔ اور تمام [illegible] اور پنڈت لیکھرام پانچ برس کے [illegible] کی تلاشی ہوئی۔ اور پنڈت لیکھرام کے مرنے کے بعد میں نے ایک اشتہار جاری کیا جو مجھکو اب پڑھکر سنایا گیا۔ جب مقدمہ ڈاکٹر کلارک کا پیش ہوا۔ اس میں کپتان ڈگلس صاحب نے مجھے یہہ ہدایت دی تھی۔ اور میں نے ایک نوٹس پر دستخط کئے تھے پنڈت لیکھرام نے ایک اشتہار اپنی طرف سے میری نسبت دیا تھا۔ کہ تم تین برس میں ہیضہ کی بیماری سے مر جاؤگے اور اس پیشینگوئی کو مرنے سے پہلے آپ شائع کیا تھا۔

دستخط مرزا غلام احمد بقلم خود

الحکم قادیان میں جاری ہوتا ہے۔ جو اس کا ایڈیٹر ہے۔ وہ میرے مریدوں میں سے ہے۔ اسمیں سے جو فقرہ حرف (ر) پڑھکر مجھکو سنایا گیا۔ وہ میرے مشورے سے جاری نہیں ہوا۔ مجھکو فرصت نہیں کہ میں ایسے معاملات دیکھ سکوں۔ میرے حالات کے لئے میری تصانیف دیکھی جاویں جو میری کتابوں میں ہیں۔ دستخط مرزا غلام احمد بقلم خود

دستخط حاکم

بیان ہمارے مواجہہ سماعت میں تحریر ہو کر سنایا گیا سنکر درست تسلیم کیا۔ دستخط حاکم

بیان محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ نمبر ۵۶ گواہ استغاثہ باقرار صالحہ

میں بٹالہ میں ۱۸۹۳ء سے ڈپٹی انسپکٹر ہوں۔ بحث مذہبی ان پانچ سالوں میں برابر جاری رہا ہے۔ مولوی محمد حسین نے مجھکو چھری دکھلائی تھی۔ یہہ کہا تھا کہ آپنے سنا ہے کہ مرزا غلام احمد نے جو تیرہ مہینے کی میعاد کا اشتہار جاری کیا ہے۔ میں اس کو اپنی حفاظت کے واسطے پاس رکھنا چاہتا ہوں۔ بوجہ اسکے خوف کہ کیا اسکے واسطے کچھ لائسنس کی ضرورت ہوگی؟ میں نے اسکو کہا کہ میرے خیال میں یہہ معمولی چھری ہے۔ اور اسکے واسطے لائسنس کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اسوقت مولوی محمد حسین نے یہہ بھی ذکر کیا تھا کہ میں پستول اور بندوق کے لئے درخواست لائسنس کی کرونگا۔ الحکم قادیان میں چھپتا ہے۔ اور شیخ یعقوب علی اسکا ایڈیٹر ہے۔ مرزا غلام احمد کے اہتمام میں چھپتا ہے میرے خیال میں جو کچھ اس میں چھپتا ہے وہ مرزا کے مشورہ اور ملاحظہ سے۔ اور ان کی نگرانی میں چھاپا جاتا ہے۔ یعقوب علی اسکے مکان میں رہتا ہے۔ اسی سے کھانا کھاتا ہے۔ ان دونوں فریقوں کا جوش بڑا اشتعال انگیز ہے۔ اور دشمنی سالہا سال سے چلی آتی ہے۔ جب پنڈت لیکھرام مارا گیا اسوقت بٹالہ میں مذہبی جوش بہت تھا۔ مولوی محمد حسین جو اندیشہ بتاتا تھا۔ میرے خیال میں وہ واقعی اندیشہ ہے۔ مجھکو اسواسطے خیال ہے کہ عام افواہ ہے کہ جو پیشینگوئیاں کی گئیں ان کے پورا کرنے کیلئے کوششیں کی گئی ہیں میرے نزدیک واقعی اندیشہ ہے (جرح مسٹر اوڈیل پر کہا) محمد حسین کی نسبت میرے پاس کوئی رپورٹ نہیں ہوئی۔ کہ اس سے اندیشہ ہے۔ وہ کبھی کسی مقدمہ میں یا لڑائی میں شامل نہیں ہوا۔ یہہ دونوں اپنی اپنی جگہہ پیشوائے اسلام سمجھتے ہیں (جرح مولوی فضل الدین وکیل پر کہا) مرزا غلام احمد کی نسبت کسی آدمی کی طرف سے کوئی خاص رپورٹ تھانہ میں نہیں ہوئی کہ اسکی طرف سے خطرہ ہے۔ چند سالوں سے مرزا صاحب قادیان میں رہتے ہیں۔ مرزا صاحب کا اپنا چھاپہ خانہ قادیان میں ہے سوائے اس الحکم کے چھاپے خانے کے۔ میرے سامنے مرزا صاحب نے کبھی مشورہ یا صلاح کسی امر کے چھاپے جانے کی نسبت یعقوب علی کو نہیں دی۔ میری آمدورفت قادیان میں اکثر زیادہ رہتی ہے ہفتے یا دوسرے ہفتہ جایا کرتا ہوں۔ جو اخبار یا رسالہ کبھی کبھی کو منگاتا تھا تو مجھکو یہہ خبر ملتی تھی کہ مرزا صاحب کے حکم سے ایڈیٹر دیتا ہے۔ میں نے الحکم میں ایڈیٹر کا یہہ اعلان نہیں دیکھا کہ مرزا صاحب کا اس رسالہ سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ ایک شکایت نسبت ایک کانسٹبل حاکم علی کے الحکم میں چھپی تھی۔ اسنے رپورٹ دی تھی کہ مرزا غلام احمد اور نظام الدین کے درمیان بابت تنازعہ ایک دیوار کے سخت اندیشہ فساد کا ہے۔ مولوی محمد حسین نے بعد اشتہار تیرہ ماہ کے مجھکو چھری دکھلائی تھی۔ مجھکو مقامی حالات کی وجہ سے یہہ خیال ہے کہ جب کبھی مرزا صاحب پیشینگوئی کرتے ہیں۔ تو اس کی صداقت کیلئے کوشش کرتے ہیں۔ محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بقلم خود

دستخط حاکم

بیان گواہان سے مواجہہ اور سماعت میں تحریر ہو کر سنایا گیا سنکر درست تسلیم کیا۔ دستخط حاکم۔

بیان سید شبیر حسین انسپکٹر پولیس باقرار صالحہ

میں ضلع ہذا میں انسپکٹر پولیس ہوں۔ میں لاہور شہر میں انسپکٹر پولیس تھا۔ قبل اسکے کہ ضلع ہذا میں آیا۔ پنڈت لیکھرام کے قتل کے وقت وہاں تھا۔ یہہ عام قوی شبہہ تھا کہ مرزا غلام احمد کا تعلق اس قتل میں تھا۔ جو فقرات اسوقت پڑھکر ہر دو فریق کو سنائے گئے ہیں ان کے شائع ہونے کی وجہ سے کوئی شبہہ نہیں ہے۔ کہ نقص امن کا اندیشہ ہے نہ مرزا اور نہ مولوی محمد حسین خود کوئی ایسا فعل کریں گے۔ مگر وہ اپنے مریدوں کو اشتعال دینگے۔ (جرح مسٹر اوڈیل بیرسٹر پر کہا) محمد حسین کی نسبت کبھی شبہہ نہیں ہوا کہ اس نے یا اسکے پیروی کنندوں نے اشتعال قتل دیا ہے۔ مجھکو اس ضلع میں آئے ہوئے تین مہینے ہوئے ہیں۔ مجھکو محمد حسین کی نسبت سب حال معلوم نہیں ہے مگر اسقدر معلوم ہے کہ اسکے دوست اور مرید ہیں۔ جو جو کچھ وہ کہے کرینگے۔ میں یہہ نہیں کہتا کہ اسکے مرید ہیں مرزا کے بھی مرید ہیں۔ (جرح مسٹر براؤن پر کہا) لاہور میں یہہ افواہ تھی کہ پیشینگوئی کو پورا کرنے کے لئے مرزا نے ایسا قتل کیا ہے۔ مجھکو کسی خاص کتاب کی بابت معلوم نہیں۔ لیکن اسقدر معلوم ہے کہ پنڈت لیکھرام اپنے مخالفوں کی نسبت کتابیں شائع کرتا تھا۔ میں ذاتی طور پر

محمد بخش جعفر زٹلی کا واقف نہیں ہوں۔ لیکن اتنا سنا ہے کہ وہ نامزد شدہ ہے۔ مولوی محمد حسین کا دوست ہے۔ الہام کے متعلق شمس الدین اور تاج الدین کے گھرونکی تلاشیاں ہوئیں۔ اور سیکرٹری انجمن کے مکان کی بھی تلاشی ہوئی تھی۔ وہ انجمن مرزا کے مخالف تھی

دستخط انسپکٹر پولیس

دستخط حاکم

بیان گواہ ہمارے مواجہہ اور سماعت میں تحریر ہو کر سنایا گیا۔ سنکر درست تسلیم کیا۔ دستخط حاکم۔

نقل حکم درمیانی مورخہ ۱۱ر جنوری ۱۸۹۹ء

مقدمہ فوجداری

باجلاس مسٹر جی۔ ایم ڈولی صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ

ضلع گورداسپور

وکلائے ہر دو فریق چاہتے ہیں کہ مقدمہ کا التوا کیا جاوے اسلئے ۲۷ر جنوری ۱۸۹۹ء کو بمقام دہاریوال اب یہہ مقدمہ پیش ہووے۔ وکلا کو آج کی کارروائی کی نقل دیجاوے اور نیز فقرہ ہائے کی نقل بھی دیجاوے کہ جو عدالت میں پڑھی گئیں۔ اور اگر ممکن ہووے تو وکلا اُن کا ترجمہ داخل کریں۔ چنانچہ وہ اسبات پر رضامند ہیں۔ تحریر ۱۱ ۱/۹۹ ۔ دستخط حاکم

ابطال الوہیت مسیح ابن مریم

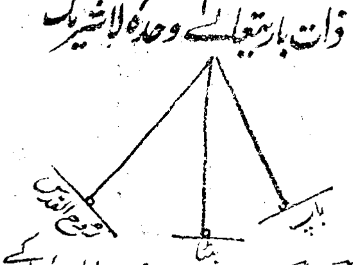

باپ بیٹا۔ روح القدس۔ یہہ تین اقنوم خدائے واحد کے تین صفات یعنی ذاتی طاقتیں عیسائی مانتے ہیں۔ اور یہہ بھی کہتے ہیں کہ صفات ذات کا عین ہوتی ہیں اسلئے تینوں اقنوم ازلی و ابدی ہیں۔ اور تینوں پر خدائی کا اطلاق جائز ہے۔ اور ان تین صفات کی کام بھی جدا جدا ہیں۔ باپ کا کام خلقت کا پیدا کرنا اور فنا کرنا۔ بیٹے کا کام گنہگاروں کی نجات کا انتظام کرنا۔ روح القدس کا کام بندگان خدا کو ہدایت پر قایم رکھنا۔ یہہ تینوں اقنوم یعنے صفات خداوندی کا بیان ہے جو اوپر ہو چکا۔

اب حضرات عیسائی صاحبان کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ حضرت عیسے علیہ السلام جو شکم مریم صدیقہ سے پیدا ہوئے تھے جنکی پیدایش آج ۲۴ر اکتوبر کو ۱۸۹۸ سال ہوتے ہیں بشری میں مبتلا تسلیم کرتے ہیں۔ اور آب۔ خاک۔ آتش۔ باد۔ سے مرکب مانتے ہیں۔ اور روح ناطق بھی تمام ذیحیات کی طرح اُن کے خاکی وجود میں قبول کرتے ہیں۔ اب اس حادث وجود کا متحد ہونا وجود باری تعالی سے کیونکر عیسائی صاحبان مانتے ہیں؟۔ آیا یہہ وجود عنصری محدود و محسوس حضرت عیسٰی علیہ السلام کا جسکا حادث ہونا خود عیسائیوں نے تسلیم کرلیا ہے ذات باری تعالے کے وجود قدیم میں فنا ہوگیا تہا بایں وجہہ اُن پر خدائی کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ یا حضرت عیسے علیہ السلام کے وجود عنصری محدود و محسوس خدا کا نزول و حلول کو مان کر قدیم و حادث کو ایک مانا جاتا ہے۔ اور یہہ بھی فرمائیں کہ ذات باریتعالے کا حلول و نزول عیسائی تسلیم کریں تو چاہیئے کہ مسیح ابن مریم پر باپ اور بیٹے اور روح القدس کا اطلاق جایز تصور کریں۔ اور جس طرح بیٹے کو مریم کا صاحبزادہ خیال کرتے ہیں اسیطرح باپ اور روح القدس کو بھی مریم کے بیٹے ٹھہرائیں۔ شق ثانی۔ اگر ارشاد ہو کہ صرف بیٹے کا اقنوم مسیح کے وجود عنصری میں حلول و نزول ہوا تہا۔ اسلئے مسیح پر بیٹے کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ تو اس کے جواب میں گذارش ہے کہ اقنوم یعنے صفت خود عیسائیوں کا تسلیم شدہ امر ہے۔ اور یہہ بات مسلم الطرفین ہے کہ صفت اپنے موصوف سے جدا نہیں ہو سکتی۔ اور نہ خدا کی ذات پاک میں قطع و برید کسی اہل کتاب کا مذہب ہے۔ پھر ایک اقنوم بیٹے کا خدا کی ذات سے علیحدہ ہو کر کہیں حلول و نزول ہو لیتے پہرنا کیا معنے رکھتا ہے؟ ان صورتوں کے علاوہ اگر کوئی صورت عیسائیوں کو معلوم ہو جس سے حادث اور قدیم کی یکجائی ہو سکتی ہے تو براہ مہربانی بیان فرمائیں۔ مگر ثبوت اس مسئلہ خلاف عقل کا توریت اور صحف انبیاء علیہ السلام سے عنایت فرمائیں۔ کیونکہ مسئلہ خدا شناسی کا انبیاء کرام پر از جانب باری تعالے منکشف ہوتا ہے۔ اور یہہ نہیں ہو سکتا اور انصاف بھی یہی ہے کہ مسئلہ خدا شناسی کے بارے میں انبیائے پاک کی جماعت کا اتباع چھوڑکر کسی ماہیگیر یا جھوٹی قسمیں کہانے والوں کا اعتبار کرنا سراسر عقل سے ہاتھ دھونا ہے۔

راقم کمترین الہ دین واعظ دعوت اسلام لودیانہ

❖

دار الامان قادیان

۱۔ کچھ روز دن مطلع ابر آلود رہا۔ موسم میں تبدیلی کا رنگ کسیقدر ہو چلا ہے۔

۲۔ ہفتہ کی شام کو ہلال شوال المکرم نظر آیا۔ اور اتوار کو صبح ۹½ بجے کے قریب نماز عید ادا کی گئی بیرونجات سے بھی کچھ احباب آگئے تہے۔ کوئی آٹھ نو سو کے قریب آدمی شامل نماز ہوئے۔ جناب مولانا مولوی نور الدین صاحب نے خطبہ پڑھا۔ اور نماز پڑھائی۔ مولوی صاحب کا طرز بیان وسیع و فصاحت۔ اُسپر ایک سچا جوش اور حقیقی درد۔ یہی باتیں تہیں۔ جنہوں نے خطبہ کو بہت ہی موثر بنا دیا۔ کوئی سوا گھنٹہ کے قریب آپنے وعظ فرمایا۔ اور خیر و خوبی سے عید گذر گئی۔

۳۔ ۱۳ر فروری کو علی الصباح مقدمہ کی پیروی کیلئے حضرت اقدس معہ احباب دار الامان سے بٹالہ کو روانہ ہوئے۔ جہاں سے بسواری ریل پٹھانکوٹ کو تشریف لیگئے۔ مقدمہ کی تاریخ کے کل حالات اس ہفتہ ہم عدم گنجایش کے باعث درج اخبار نہیں کر سکے۔ انشاء اللہ آیندہ ہفتہ میں مقدمہ کی باقی کارروائی ہدیہ ناظرین کی جاویگی۔

۴۔ ۲۸ر جنوری ۱۸۹۹ء کو مدرسہ تعلیم الاسلام میں تقسیم انعام کا جلسہ ہوا۔ جس کی مفصل روئداد دوسرے وقت پر ہم شایع کرینگے۔

۵۔ ہم نہایت خوشی سے ظاہر کرتے ہیں کہ جناب مرزا فضل بیگ صاحب قانونی مشیر قصور اپنے صاحبزادوں کو مدرسہ تعلیم الاسلام میں داخل کرانے کے لئے لائے ہیں۔

ضمیمہ اخبار الحکم قادیان ۳ مارچ ۱۸۹۹ عیسوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی

اپنے مریدونکی اطلاع کے لئے

جو پنجاب اور ہندوستان اور دوسرے ممالک میں رہتے ہیں اور نیز دوسرونکے لئے اعلان

جو کہ ایک مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری مجھ پر اور مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ پر عدالت جے ایم **ڈوئی صاحب** ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپورہ میں دائر تھا بتاریخ ۲۴ فروری ۹۹ء بروز جمعہ اس طرح پر اس کا فیصلہ ہوا کہ فریقین سے اس مضمون کے نوٹسوں پر دستخط کرائے گئے کہ آئندہ کوئی فریق اپنے کسی مخالف کی نسبت موت وغیرہ دل آزار مضمونکی پیشگوئی نہ کرے کوئی کسی کو کافر اور دجّال اور مفتری اور کذاب نہ کہے۔ کوئی کسیکو مباہلہ کے لئے نہ بلاوے اور قادیاں کو چھوٹے کاف سے نہ لکھا جائے اور نہ بٹالہ کو طا کے ساتھ اور ایکدوسریکے مقابل پر نرم الفاظ استعمال کریں۔ بدگوئی اور گالیوں سے مجتنب رہیں۔ اور ہر ایک فریق حتی الامکان اپنے دوستوں اور مریدوں کو بھی اس ہدایت کا پابند کرے اور یہ طریق نہ صرف باہم مسلمانوں میں بلکہ عیسائیوں سے بھی یہی چاہیئے۔" لہذا میں نہایت **تاکید** سے اپنے ہر ایک مرید کو مطلع کرتا ہوں کہ وہ ہدایت مذکورہ بالا کے پابند رہیں اور نہ مولوی محمد حسین اور نہ اس کے گروہ اہل حدیث اور نہ کسی اور سے اس ہدایت کے مخالف معاملہ کریں۔ بہتر تو یہی ہے کہ ان لوگوں سے بکلی قطع کلام اور ترک ملاقات رکھیں۔ ہاں جس میں رشد اور سعادت دیکھیں اسکو معقول اور نرم الفاظ سے راہ راست سمجھائیں اور جس میں تیزی اور لڑنے کا مادہ دیکھیں اس سے کنارہ کریں۔ کسی کے دل کو ان الفاظ سے دکھ نہ دیں کہ یہ کافر ہے یا دجّال ہے یا کذاب ہے یا مفتری ہے گو وہ مولوی محمد حسین ہو یا اس کے گروہ میں سے یا اس کے دوستوں میں سے کوئی اور ہو۔ ایسا ہی کسی عیسائی اور کسی دوسرے فرقہ کے ساتھ بھی ایسے الفاظ جو فتنہ کو برپا کر سکتے ہیں استعمال میں نہ لاویں اور نرم طریق سے ہر ایک سے برتاؤ کریں۔ اور ہم مولوی محمد حسین صاحب کی خدمت میں بھی عرض کرتے ہیں کہ چونکہ اس نوٹس پر اُنکے بھی دستخط کرائے گئے ہیں بلکہ اسی تحریری شرط سے عدالت نے اُن پر مقدمہ چلانے سے انکو معافی دی ہے۔ لہذا وہ بھی اسی طور سے اپنے گروہ اہل حدیث امرتسری لاہوری لدھانوی دہلوی اور راولپنڈی کے رہنے والے اور دوسرے اپنے دلی دوستوں کو بذریعہ چھپے ہوئی اعلان کے بلا توقف اس نوٹس سے اطلاع دیں کہ وہ حسب ہدایت صاحب مجسٹریٹ بہادر ضلع گورداسپورہ اپنے فریق مخالف یعنے میری نسبت کافر اور دجّال اور مفتری اور کذاب کہنے سے اور گندی گالیاں دینے سے روکے گئے ہیں۔ اور اس معاہدہ کی پابندی کے لئے نوٹس پر دستخط کر دیئے گئے ہیں کہ وہ آئندہ نہ مجھے کافر

کہیں گے نہ دجّال نہ کذاب نہ مفتری- اور نہ گالیاں دینگے اور نہ قادیان کو چھوٹے کاف سے لکھیں گے اور ایک حد تک اس بات کے ذمہ دار رہیں گے کہ اُنکے دوستوں اور ملاقاتیوں اور گروہ کے لوگوں میں سے کوئی شخص ایسے الفاظ استعمال نہ کرے - سو سمجھا دیں کہ اگر وہ لوگ بھی اس نوٹس کی خلاف ورزی کریں گے تو اس عہد شکنی کے جواب دہ ہونگے - غرض جیسا کہ میں نے اس اعلان کے ذریعہ سے اپنی جماعت کے لوگوں کو متنبہ کر دیا ہے مولوی محمد حسین کی دلی صفائی کا یہ تقاضا ہونا چاہیے کہ وہ بھی اپنے اہل حدیث اور دوسرے منہ زور لوگوں کو جو اُنکے دوست ہیں بذریعہ اعلان متنبہ کریں کہ اب وہ کافر دجال کذاب کہنے سے باز آجائیں اور دلآزار گالیاں نہ دیں ورنہ سلطنت انگریزی جو امن پسند ہے باز نہ آنے کی حالت میں پورا پورا قانون سے کام لیگی- اور ہم تو ایک عرصہ گذر گیا کہ اپنے طور پر یہ عہد شایع بھی کر چکے کہ آیندہ کسی مخالف کے حق میں موت وغیرہ کی پیشگوئی نہیں کرینگے اور اس مقدمہ میں جو ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء کو فیصلہ ہوا ہمنے اپنے ڈیفنس میں جو عدالت میں دیا گیا ثابت کر دیا ہے کہ یہ پیشگوئی کسی شخص کی موت وغیرہ کی نسبت نہیں تھی محض ایسے لوگوں کی غلط فہمی تھی جنکو عربی سے ناواقفیت تھی- سو ہمارا خدا تعالے سے وہی عہد ہے جو ہم اس مقدمہ سے مدت پہلے کر چکے - ہم نے ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۲۷ میں شیخ محمد حسین اور اسکے گروہ سے یہہ بھی درخواست کی تھی کہ وہ سات سال تک اس طور سے ہم سے صلح کر لیں کہ تکفیر اور تکذیب اور بد زبانی سے مونہہ بند رکھیں اور انتظار کریں کہ ہمارا انجام کیا ہوتا ہے - لیکن اُسوقت کسی نے ہماری یہ درخواست قبول نکی اور نہ چاہا کہ کافر اور دجّال کہنے سے باز آجائیں یہانتک کہ عدالت کو اب امن قائم رکھنے کے لئے وہی طریق استعمال کرنا پڑا جسکو ہم صلحکاری کے طور سے چاہتے تھے -

یاد رہے کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے مقدمہ کے فیصلہ کے وقت مجھے یہ بھی کہا تھا کہ "وہ گندے الفاظ جو محمد حسین اور اس کے دوستوں نے آپکی نسبت شایع کئے- آپکو حق تھا کہ عدالت کے ذریعہ سے اپنا انصاف چاہتے اور چارہ جوئی کراتے اور وہ حق اب تک قائم ہے - اس لئے میں شیخ محمد حسین اور انکے دوستوں جعفر زٹلی وغیرہ کو مطلع کرتا ہوں کہ اب بہتر طریق یہی ہے کہ اپنے مونہہ کو تھام لیں- اگر خدا کے خوف سے نہیں تو اس عدالت کے خوف سے جسنے یہ حکم فرمایا اور یہ فہمایش کی اپنی زبان کو درست کرلیں اور اس بات سے ڈریں کہ میں مظلوم ہونے کی حالت میں بذریعہ عدالت کچھ چارہ جوئی کروں- زیادہ کیا لکھا جاوے-

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

۲۶ فروری سنہ ۱۸۹۹

انوار احمدیہ پریس قادیان

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر + نہ رہے کوئی لاولد مضطر + یعنی ہر حق میں ہر بشر کے پسر + لعل و دُرّ یتیم سے بڑھکر +

اے مرے قدردان علم و ہنر + غور سے کیجئے ادہر بھی نظر +

جس پہ ہو فضل ایزد داور + کیوں نہوں اُس سے بامراد اکثر +

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین حکیم امرتسر

اظہار بشارت:- ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسناد بیشمار سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راستبازی کا کام ہے۔ مرد میدان بن کر آئیں۔ شرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا۔ اور سچوں کو جھوٹا نہ بنائیں۔

معیار صداقت:- بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرار نامہ اشٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے۔ وہ مچلکہ لکھوائے۔ اگر مراد پوری نہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و ہرانہ لو۔ صحت کے طالبو اولاد کے آرزومندو! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خدا داد کی منادی ہے۔ عام مبارکبادی ہے۔

اس خادم الاطبا کو ہزار طبی تجربات اور فقرا و کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ اکثر اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر چ خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو وہی ہونگی۔ مگر نمبر اول۔ کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے۔ اور (۲) تونگر بحدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یکماہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لیجائے (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدے۔ بشرطیہ پیدائش نرینہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا ہی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیما بین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہو تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ۔ جرمانہ حسب اقرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں تنگ ہو تحقیق کر لو۔ مراد پانے پر دنیا کسکو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں ہے برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی کے ۲ ٹکٹ بھیج کر منگوائیے۔ جن بانصیبوں نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد بر آئی۔ اُن کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا و پرہیز مکمل ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء صاحب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں +

نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	
۱	جس کے اولاد نہو۔	عہ	۱۰	قولنج و دردی۔	صہ	۱۹	لقوہ۔	صہ	۲۸	نل اُترنا۔	صہ
۲	جسکی اولاد چھوٹی مر جاوے۔	صہ	۱۱	سوزاک۔	صہ	۲۰	بھگندر۔	صہ	۲۹	طول و عرض و عمق و دوا ید۔	صہ
۳	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو۔	صہ	۱۲	سرعت۔	صہ	۲۱	ناسور۔	عہ	۳۰	خضاب سالانہ۔	لعہ
۴	جسکا حمل ۶-۸ ماہ کا گر جاوے۔	صہ	۱۳	جریان۔	صہ	۲۲	بواسیر خونی و بادی۔	عہ	۳۱	نزلہ و زکام	عہ
۵	کمزوری۔	عہ	۱۴	غلط کاری۔	عہ	۲۳	ادہرنگ۔	صہ	۳۲	تسہیل ولادت	لعہ
۶	مرگی۔	صہ	۱۵	گنٹھیہ۔	صہ	۲۴	ضیق النفس۔	عہ	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب۔	عہ
۷	تپ دق۔	عہ	۱۶	سفیدی آنکھ۔	عہ	۲۵	لپسہ۔	عہ	۳۴	بخار تیجرہ چوتہایہ و روزانہ۔	صہ
۸	ضعف باہ۔	صہ	۱۷	ضعف بصر۔	صہ	۲۶	آتشک۔	عہ	۳۵	ضعف ہضم۔	صہ
۹	ضعف جگر۔	عہ	۱۸	سبل۔	عہ	۲۷	آتشک کل بدن۔	عہ	۳۶	سرسام	عہ

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں +

میرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

مصدقہ چیفس - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچپنے سے لیکر بڑھاپے تک یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ سے، خالص میرہ فی ماشہ بعشرہ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ عہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی وجعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے -

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱- میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ یعنی اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے
راقم ڈاکٹر ڈی ایم سانگلے صاحب بہادر - ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲- میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے جس اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مساۃ اتم دیوی بعمر ۵۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا ہی نہیں پرو سکتی تھی - اور نیز اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور - سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳- جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم - شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - میرے ایک دوکاندار مسمی دولا رام کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہوگیا اور پتلی صاف وشفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہوگئی اور مریض دعا گو ہے - بندہ بھی بصد شکر گزاری جوش نسبت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص وعام خلق خدا پر بہت احسان بعہد ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص وعام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم میرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں - راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہیسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڑھ - ڈسپنسری شملہ

۴- جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے - ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -

دستخط سردار صالح محمد خان قندہاری شہزادہ کابل
خلف الرشید جناب امیر شیر علی محمد خان صاحب مرحوم والی ملک افغانستان
۶ مارچ ۱۸۹۷ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا - جو [illegible] الائنس بنک میں [illegible] ۱۸۹۸ء کو جمع کیا گیا ہے -

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

نمبر | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۱۰ مارچ سنہ ۱۸۹۹ء | جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں جن سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو حقائق اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبے اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر آیات پیشگوئی اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں۔ ہر ٹریکٹ چار صفحے سے آٹھ صفحے تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب نے توجہ کی تو ہر ہفتہ شائع ہوا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کو منظور کریں [illegible] ٹریکٹ [illegible] فیصدی [illegible] خریدار [illegible] ایک مہینے میں شائع ہو سکتے ہیں [illegible] ایک خاص تعداد بے قیمت جایا کرے اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبروں میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں گے۔ اگر ہمارے احباب مل کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری تعداد درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ منیجر الحکم کے نام درخواستیں ہوں۔

اپنے بھائیوں کیلئے
بالکل کھرا سودا

اگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو فوراً واپس کرو۔ [illegible] محصول ڈاک [illegible] ہوگا۔

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سیکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازاربند۔ پراندے۔ سیج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کے۔ ازاربند ۸/ سے لیکر صہ/ روپیہ تک۔ پراندے ۴/ سے لیکر صہ روپیہ تک۔ سیج بند عہ/ روپیہ سے لیکر عہ روپیہ تک۔

۳۔ زیورات میں ڈھپے جس قسم کے چاہیں ڈالدیئے جائیں گے

۴۔ دریائی کا کام ہر ایک قسم کا۔

۵۔ ہر چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہو سکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ یہ باہمی فائدہ کیلئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آویں۔

غلام محمد والہ بخش علاقہ بند
اینڈ کمپنی
کٹرہ باگھ سنگھ ہاتھی دروازہ **امرتسر پنجاب**

عجیب و غریب دلچسپ کتابیں؟

مکافاتِ عمل شیخ الاسلام انگلستان عبداللہ کوئلم کے ناول دیجز اوف سن (نتیجہ گناہ) کا ترجمہ اس ناول کو نہ تو معمولی دل بہلاؤ کا سامان سمجھنا چاہیے اور صرف پند و نصیحت کا خشک دفتر۔ بلکہ ایک اعلیٰ درجہ کے دلچسپ ناول کے پیرایہ میں مقدس اسلام کی تمام اعلیٰ حقیقتیں اس خوبی سے ظاہر کی گئی ہیں۔ کہ ہر ایک خیال اور ہر مذاق کی طبیعت اس کو دیکھ کر بے انتہا محظوظ ہو گی۔ اس ناول سے معلوم ہوتا ہے کہ کن خوبیوں سے یورپ اور امریکہ میں اسلام کا نور چمکایا۔ مصنف والا تبار نے مسیحی دین کا کچھ ایسے عجیب طریقہ پر اسلام سے مقابلہ کیا ہے اور اسلام کی برکات اور خوبیوں کو ایسا واضح کر کے دکھایا ہے کہ ہر ایک منصف مزاج کو اس کی صداقت پر ایمان لانا پڑتا ہے۔ اسلامی قانون شریعت کو مسیحی قانون اور مسیحی شریعت سے۔ اسلامی اخلاق کو مسیحی اخلاق سے۔ اسلامی تقدس کو مسیحی تقدس سے موازنہ کر کے فضائل اسلام کو آفتاب سے زیادہ منور روشن کر دکھایا ہے۔ اسلام میں پردہ۔ عورتوں کے حقوق۔ کثرت ازدواج کی فلاسفی پر ایسی بحث کی ہے کہ مقابلہ میں ایک قابل عیسائی معترض کو بجز تسلیم کے چارہ نہیں رہا۔ ایک مسلمان۔ ترک حلیم بے اور یورپین لیڈی ملنشی کی پاکیزہ محبت سے مسلمانوں کی پاکیزگی اور پاکیزہ خیالی کا حال معلوم ہوتا ہے بالمقابل دو یورپین ہیسٹنگز اور مس مونا کا عشق۔ تمام اندرونی جذبات کی خبر دیتا ہے۔ آرمینیا کے معاملات پر دلچسپ اور آزادانہ بحث کی ہے۔ لائق مترجم نے جا بجا آیات قرآنی کا حوالہ دیکر ترجمہ کو ایسا دلچسپ اور پسندیدہ بنا دیا ہے کہ یقیناً ہر مسلمان اس عجیب و غریب اسلامی ناول کو پڑھ کر خوش ہو گا۔

تذکرہ صابریہ۔ بزرگان سلسلہ صابریہ کے نہایت عمدہ اور دلچسپ حالات ہیں۔ کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس رسالہ نے عام مسلمانوں میں نہایت قبولیت حاصل کی ہے اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہا ہے اہل دل جلدی اُسکی خریداری کیجیئے۔ قیمت ... ۱۴ر

اسلام۔ امریکہ کے شیخ الاسلام الگزینڈر رسل ویب صاحب کے پاکیزہ خیالات اسلام کی نسبت جن کے باعث انہوں نے اسلام قبول کیا۔ عجیب خیالات و دلائل ہیں۔ قیمت عہ

کلمات طیبات۔ حضرت غوث اور دیگر بزرگان دین کے مکتوبات نہایت عجیب اور مفید ہیں۔ قیمت عہ

فیوض الحرمین۔ اسم بامسمی کتاب ہے۔ قیمت ۱۰ار

منہ العرفان۔ واقعی عرفان کا چشمہ ہے۔ قیمت ۱۰ار

جنگ اجنادین۔ فتح دمشق مختصر سی قابل دید اسلامی تاریخ ہے۔ قیمت ... ۶ر

فخر البلاد۔ یعنی تاریخ بغداد اردو۔ قیمت ... ۴ر

عبد المومنین۔

اسلام کی دنیوی برکتیں۔ یہ کتاب مسلمانوں کیلئے واقعی ایک برکت ہے۔ نواب چراغ علی خاں صاحب مرحوم سابق فنانشل کمشنر حیدرآباد دکن کی تالیف ہے ... ۶ر

صداقت اسلام۔ اسلام پر دو زبردست لکچر۔ ایک لکچر آنریبل سید احمد خاں بہادر بالقابہ کا۔ دوم لکچر ڈاکٹر لائٹنر صاحب بانی پنجاب یونیورسٹی کا سر سید قبلہ کی عمدہ تصویر بھی ہے۔ قیمت ... ۴ر

مترجم دو دو تاج الٰہی۔ ایک بمبئی کے خوشنویس کا لکھا ہوا ہے قیمت ... ار

حملہ آوری۔ ایرانی سرزمین اور اسلامی ناموروں کی شجاعت کی معتبر تاریخی داستان ہمت بڑھانے کا عمدہ نسخہ۔ قیمت ... ۴ار

سعادت الکونین فی فضائل الحسنین

یہ کتاب فی الحقیقت ایک سعادت ہے۔ اور ایسی سعادت جو ہر ایک مسلمان کے حصہ میں آنی ضرور ہے قیمت فی جلد ... ۸ر۔

گلستان خواجہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا زندگی کے حالات اور کشف و کرامات کی ایسی عمدہ کتاب ہے کہ باید و شاید حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ سوانح عمری ہے مگر درحقیقت ایک فیض ہے اور طالبان حقیقت کے لئے ایک نعمت عظمٰی۔ متعدد نقشے درگاہ شریف اور اُس کے متعلقات کے بھی ہیں جو نہایت خوبصورت ہیں قیمت ... ۱۴ر

نظم کی کتابیں

مثنوی لطیف۔ نہایت عمدہ مثنوی ہے معارف حقیقت اس میں ایسے پر مضمون اور پر مغز ہیں کہ سبحان اللہ۔ ارباب ذوق و شوق اور طالبان طریقت اسکے دلدادہ اور فدائی ہیں۔ قیمت فی جلد ... ۱۴ر

دیوان راسخ۔ موجودہ زمانہ میں ایشیائی شاعری نے جو ترقی حاصل کی ہے اور اردو زبان نے جو نیا رنگ اور نرالا چوچلا پیدا کیا ہے اُس کا مزہ چکھنا چاہو تو یہ دیوان ملاحظہ کرو۔ جو مولانا مولوی عبدالرحمٰن صاحب راسخ دہلوی کی جادو بیانی کا مجموعہ ہے اس پاکیزہ کلام کی تعریف میں ہندوستان بھر کے شعراء رطب اللسان ہیں حتیٰ کہ حضرت داغ بھی مداح ہیں۔ ایک ایک شعر اور ایک ایک مصرعہ نشتر ہے ایسی پاکیزہ زبان اور اس میں ایسی شوخی پیدا کرنا صرف مولانا راسخ ہی کا کام ہے ضخیم دیوان ہے۔ قیمت فی جلد ... عا

دیوان عزیز۔ یہ دیوان بھی منتخب ہے۔ استادانہ کلام ہے اشعار میں ایسی خوبی ہے کہ دل پر چوٹ لگتی ہے اور ساتھ ہی ایک مزہ آتا ہے جسکا لطف کسی چوٹ کھائے ہوئے دل سے پوچھنا چاہیے قیمت فی جلد ... عہ

مولود شریف لطیف۔ اس کی تعریف یہ ہے کہ کلام دیکھیئے اور مصنف کو داد دیجیئے ہم تو یہ کہتے ہیں سبحان اللہ و صل علیٰ قیمت ... ۳ر

جملہ درخواستیں منیجر اختر ہند پریس
امرتسر کے نام
ہوں۔

جناب انسپکٹر جنرل بہادر پولیس پنجاب کے توجہ طلب

ہم یہ امر معلوم کر کے بہت خوش ہیں کہ مسٹر ڈرٹن سمتھہ صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب کو پولیس پنجاب کی اصلاح اور رفع تکالیف کی نسبت بہت کچھہ توجہ ہے انہوں نے صاحبان ڈسٹرکٹ سوپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس پنجاب سے دریافت کیا ہے کہ سارجنٹان درجہ اول کو جو ترقی ڈپٹی انسپکٹر کی دیجاتی ہے تو اسکو قواعد پولیس کے مطابق گھوڑا اور وردی بنانے کیواسطے چار سو روپیہ تک خرچ کرنا پڑتا ہے اور اکثروں کو قرضہ لے کر کام چلانا پڑتا ہے ایسے آدمیوں کی امداد کیواسطے ایک فنڈ قایم کیا جاوے۔ یہ تجویز بہت ہی پسندیدہ ہے مگر یہ ترمیم ہونے کے لایق ہے کہ ڈپٹی انسپکٹر کو دو سو روپیہ کا گھوڑا رکھنا جو لازمی بنایا گیا ہے یہ قیمت گھوڑے کی اسکی تنخواہ کے مقابلہ پر بہت زیادہ ہے زیادہ سے زیادہ ایک سو روپیہ کا گھوڑا ڈپٹی انسپکٹر کو رکھنا کافی ہے تحصیلداران و نائبان تحصیلدار جو انکے رتبہ اور انسے بڑھکر ہیں وہ اس مالیت تک بلکہ اس سے بھی کم قیمت کا گھوڑا لیکر کام چلاتے ہیں۔ پس ایسا ہی انکے واسطے اگر تعداد قیمت گھوڑے کی رکھنا ضروری ہو تو سو روپیہ کافی ہے ورنہ ایک گھوڑا اوسط درجہ کا رکھنا کافی ہے۔

دوسرا۔ پنجاب میں کورٹ انسپکٹروں کے پاس گھوڑے رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے انکو کہیں باہر جانے کا اتفاق نہیں ہوتا ہمیشہ صدر مقام ضلع میں رہتے ہیں۔ صدر کی وجہ سے سب شئے انکو گراں ملتی ہے اسوجہ سے اکثر زیر بار رہنا پڑتا ہے اگر انکو گھوڑے کے رکھنے سے معافی دیجاوے تو کوئی ہرج نہیں ہے

تیسرا۔ پہلور کے قلعہ کے متعلق بھی بعض امور اصلاح طلب ہیں۔ سب سے اول یہ امر کہ جو استاد یا سوپرنٹنڈنٹ قلعہ تعلیم دیتے ہیں وہی انکے جوابات دیکھکر پاس کرتے ہیں۔ .... یہ دستور بند ہونیکے لایق ہے سوالات ان افسروں کو دیکھنے چاہییے۔ جنکو قلعہ کے کام سے کچھہ واسطہ ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور بعض امور عرض کئے جاوینگے۔ جنسے صاحب بہادر ممدوح کو امداد ملے۔ اور پولیس پنجاب کی اصلاح ؟۔

ابتلائے قرضہ

چند در چند وجوہ کے سبب پچھلے دنوں میں میں اپنا کوئی وقت قرضہ کے متعلق دعا کے واسطے خاص نہیں کر سکا جس کا ذکر میں نے الحکم کے ایک پرچہ میں کیا تھا۔ مگر اب میں نے اپنے احباب کے لئے اور اپنے لئے اور خصوصاً ان دوستوں کے لئے جن کے خطوط مجھے معرفت ایڈیٹر صاحب ملے ہیں۔ یا جن کے خط نہیں آئے پر میں انکے حالات سے مطلع ہوں باریتعالے کی بارگاہ میں اپنی التجا لیجانے کے واسطے اوقاتِ خاص مقرر کئے ہیں۔ واللہ الموفق والمعین۔ میں اس عرصہ میں بھی تھوڑا بہت اس دعا میں مصروف رہا ہوں۔ اور اپنے بھائیوں کے نام خدائے رحمٰن و رحیم کے حضور میں غائبانہ پہنچاتا رہا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس احسان عظیم کے ذکر کئے بغیر بھی میں نہیں رہ سکتا کہ بعض دوستوں کی دعا سے میں نے ایک بڑے بھاری قرضہ کے بہت سارے حصہ سے یکدفعہ محض فضل الٰہی سے نجات پائی ہے۔ ہزاروں ہزار درود اور سلام اور برکات اس نبیوں کے سردار پر ہوں جسنے ہر ایک اندھیرے سے ہمیں بچایا اور ہر ایک طرف ہمکو ہدایت کی اور معزم (قرض) اور ماثم (گناہ گاری) کو اکٹھا کر کے دونوں سے پناہ مانگی اور سجدہ میں خاک پر سر رکھہ کر کہا کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْمَغْرَمِ وَالْمَاْثَمِ اور ہمیں بھی یہ دعا سکھلا گیا۔ اور پھر ہزاروں ہزار صلوٰۃ و سلام و برکات اسکے نائب اور رہنما ہمارے امام **احمد** پر ہوں جسکے قدموں کے طفیل ہم سب کے دل ایک ہو گئے۔ مجھے کامل یقین ہے کہ ہماری دعائیں ضائع نہ جائیں گی۔ اور ہم انکا پھل معجزانہ اثر کے ساتھہ کھائیں گے۔ والسلام

(دُعاگو)

نایاب اور قابل دید تصانیف

یادگار سعدی۔ ایشیا کے اس مشہور شاعر۔ مصنف حکیم مورخ اور صوفی کے حالات عمر اور اسوقت کی تعلیمی و قومی حالت کا ذکر تو شیخ کے ساحرانہ کلام کا عطر و خلاصہ و انتخاب اخلاقی درستی اور دینی و دنیوی بہبود کا ذریعہ روحانی جذبات اور دانشمندی کا دریا۔ چھوٹوں بڑوں غریب امیر کا رہنما جس پر ہندوستان کے ایک آنریبل منظیر ریمارک کئے ہیں۔ ۴۰۰ صفحہ عہ

شاہنامہ ہند۔ امیر تیمور سے لیکر بہادر ظفر تک کے حالات جو مہاراجہ ایودھیا بن رگھوبر جنگ بہادر نے شاہ ظفر کے حکم سے شاہنامہ فردوسی کی طرز پر فارسی نظم میں طیار کیا اور ایک قدیمی کتب خانہ سے لیکر چھاپا گیا ہے۔ دو جلد عہ

تاریخ دربار لاہور سنہ ۹۴ء۔ سنہ ۱۸۹۴ء کی وایسرایگل دربار کی مفصل کیفیت وایسرا اور انکی فارن سکرٹری لفٹننٹ گورنر پنجاب و مشہور والیان ریاست کی عکسی تصویر (فوٹو ہی صرف للہ کو ملتی ہیں) معلومات کا گنجینہ۔ ۸ر

مجموعہ نادرہ۔ وے بردہات کے حل اور کشتہ کرنے اور ہر چیز کے صیقل کرنے اور ہر قسم کے داغ وغیرہ مٹانے اور جملہ انسانی ضروریات کے نادر نسخہ جات اور پر تاثیر اعمال و تراکیب کا مجموعہ۔ ۸ر

گلشن سخن۔ سوائے جلال امیر احسان یاس وغیرہ ایسے مشہور منتخب استادوں کی کلام کا انتخاب عطر سخن سمجھو یا شاعری کا مایہ ناز۔ ۶ر

کلید دیوناگری۔ ربع گھنٹہ کی جلد بیاستفنکی مروجہ زبان تحریر بے تنخواہ استاد حصول طاقت و تعلق تجارت کا عمدہ اور نایاب [illegible]

[illegible] شریف۔ حضرت غوث اعظم کی تصنیف اور وظیفہ قبولیت در خیر و برکت کا گنجینہ یا نمبری قرآن شریف کی جملہ دعائیں معہ ترجمہ۔ ۴ر

مرقع رسول۔ اسلام کی کمالی و زوالی اور موجودہ حالت کا دلچسپ دریا [illegible]

مفصل فہرست مفت ٹکٹ بھیجنے پر رسل ہوگی [illegible]

المشتہر دین محمد مہتمم [illegible] ہند [illegible] لاہور

خطبہ (موعظت)

جو ۳ر مارچ ۱۸۹۹ء کو مولنا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑہا۔

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد واٰلہ واصحابہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم و اثابھم فتحا قریبا ٥ ومغانم کثیرۃ یاخذونھا وکان اللہ عزیزا حکیما ٥

اللہ تعالیٰ بڑا خوش ہؤا اُن مومنوں سے جب اُنہوں نے درخت کے نیچے تجہہ سے بیعت کی۔ خدا تعالیٰ نے اونکے دلوں کے ارادوں کو خوب معلوم کرلیا۔ پہر اُن پر **سکینت** نازل کی اور ایک عنقریب ہونیوالی فتح (فتح خیبر سے مراد ہی ایڈیٹر) کا انعام اُس پر مزید کیا۔ (اسکے علاوہ) اللہ تعالیٰ نے بہت سی غنیمتیں لکھدی ہیں (یا بہت سی غنیمتوں کا تمہارے لئے وعدہ کرلیا ہے) جنکو حاصل کریں گے اللہ تعالیٰ بہت زبردست **عزیز حکیم** خدا ہے۔

انسان کی اصلاحِ اخلاق اور تہذیب نفس کیلئے اللہ جلشانہ نے عجیب عجیب راہیں اور مختلف طریق وقتاً فوقتاً اختیار کئے ہیں۔ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات شروع سے لیکر آخیر تک خواہ وہ فتح وظفر کے نمونے ہوں خواہ تکالیف ومصائب اور سخت خوفناک لڑائیوں کے ہنگامے غرض ہر رنگ اور ہر پہلو میں وہ انسانی زندگی کے لئے خضر راہ ہیں اور انسان کی اندرونی بیماریوں کے لئے ایسے مجرب اور شفابخش نسخے ہیں جو اللہ جلشانہ نے اپنے کامل فضل وکرم سے عطا فرمائے ہیں کہ کوئی اور نسخہ دنیا کے کسی مطب میں بجز ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرز زندگی کے شفابخش نسخہ کے کبھی نہیں مل سکتا۔ جو انسان کی اندرونی امراض اور روحانی اسقام کا تریاق ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاتم النبیین ہونے کا یہی ایک سر ہے جسکو کوتاہ اندیش مخالف ابتک نہیں سمجہ سکے کہ آپ کی ذات ستودہ صفات پر اخلاق کے تمام شعبے ختم ہوچکے نہیں بلکہ کامل ہوچکے اب کوئی ایسی حالت منتظرہ تہذیب اخلاق کے لئے باقی نہیں جسکا پاک اور کامل نمونہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات زندگی میں موجود نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو زندگی کے ہر نشیب وفراز منزل میں چلنے کا موقع دیا تاکہ روئے زمین پر اور کل مخلوق پر یہ ایک حجت اللہ قائم ہو اور اسی لئے آپ کامل مکمل ہادی قیامت تک اور پہر کل بنی نوع انسان کے لئے مقرر ہوئے۔ اگر کوئی شخص **مسیح** علیہ السلام کی رفتار زندگی سے اُن اعلیٰ درجہ کے پاک معاشرتی اصولونکو جو ایک انسان کو اپنی بیویوں کے ساتھہ برتنے چاہئیں۔ اُن کے عملی نمونے سے سیکہنا چاہیے یا حکومت اور زبردست غلبہ کے وقت اپنے دشمنوں سے سلوک کرنے یا اخلاقی رعایت کا سبق لینا چاہیے تو میں نہیں کہہ سکتا کہ اُس عاجز انسان کی زندگی میں جسکو ناعاقبت اندیش جلد بازوں نے **خدا** اور خدا کا بیٹا قرار دے رکھا ہے کوئی نمونہ اس قسم کا ملسکے پہر اُسکی تعلیم کو کامل اور اُسکو **ہادی کامل** کہنا اگر غلطی اور سخت غلطی نہیں تو کیا ہے۔ مسیح علیہ السلام کو جب ایسے واقعات اور حالات پیش ہی نہیں آئے کہ ایک زوجہ کے ساتھہ معاشرت کا نمونہ اُن میں موجود نہیں تو سنت انبیاء کے موافق متعدد بیویوں کے ساتھہ حسن معاشرت کا نمونہ اُن میں کہاں مل سکتا ہے ہم کیا توقع کرسکتے ہیں کہ جیسے ایک خونخوار درندہ قوم کے مقابلہ میں جنہوں نے گہروں سے نکالا۔ قومی اور وطنی حقوق سے محروم کیا۔ قتل کے منصوبے باندہے اور بہت سے بیقصوروں کو قتل بہی کیا کامل ہادی رسول کریم صلعم نے غالب ومقتدر ہونے کی حالت میں مغفرت وعفو کا سلوک کرکے انسانی خلق کے کمال کا ثبوت دیا حضرت مسیح ظالم یہود کی شرارتوں کا کسی غلبہ کے وقت کیا انتقام لیتے۔ ایک انسان بشرطیکہ سلیم الفطرت ہو اور سر میں دماغ اور دماغ میں عقل اور انصاف رکھتا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت کو دیکہہ کر کہ اب آپکے سامنے وہ دشمن ناعاقبت اندیش دشمن ہیں جنہوں نے آپکو وطن سے نکالا ہے کیسی کیسی اذیتوں اور تکلیفوں سے ستا ستا کر نکالا ہے اور کیسے خوفناک اور ناپاک منصوبے قتل کے کئے ہیں اور سازشیں کرکر کے رنج دیا ہے جایدادوں پر قبضہ کیا ہے اب اُسی مغلوب اور بیکس انسان کے سامنے جو جلال اور اقتدار کی کرسی پر بیٹھا ہؤا ہے۔ حاضر ہیں مگر یہ **اخلاق ومروت** کی سچی تصویر کیا اُنسے رنج وغصہ سے بے خود ہوئے ہوئے انسان کیطرح جوش انتقام میں اُن گردن زدنی کفار کو قتل کا فتویٰ دیتا ہے؟ نہیں بلکہ لاتثریب علیکم الیوم کہہ کر اُنسے درگذر فرماتا ہے۔ اب جس شخص کو ایسا موقع ہی نہ ملا ہو وہ اپنے **دشمنوں سے پیار کرو** کی تعلیم دیکر کیونکر کامل بن سکتا ہے؟ جبکہ ایسا نمونہ دکہلانے کا اُسے موقع پیش نہ آیا ہو۔

---

[1] فٹ نوٹ۔ حضرت مولانا صاحب نے اس مقام پر ایک لطیف اشارہ فرمایا ہے جس کو گو آپ کے آیندہ بیان نے واضح کردیا ہے۔ مگر تاہم اُسکی زیادہ صراحت کے لئے ہم اسکو اسی جگہ بیان کردیتے ہیں۔ ہمارے ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم کو انک لعلیٰ خلق عظیم کا عظیم الشان اور مایہ ناز خطاب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو کسی اور انسان کو دنیا میں نصیب نہیں ہوا۔ **اخلاق** کی آخری اور انتہائی حد تک انسان اُسی حالت میں پہونچ سکتا ہے کہ اُسکی زندگی مختلف قسم کے نمونے اپنے اندر رکھتی ہو۔ یہی وجہ تہی کہ اس ہادی کامل کو کبھی تکالیف ومصائب کا سامنا ہے تو کہیں صعبناک جنگوں اور ہنگاموں کا مقابلہ کہیں وہ ایک وقت میں غالب ہے دوسرے وقت میں مغلوب دشمن پر رحم فرماتا ہے اور کہیں ایک کمانڈر انچیف کی حیثیت سے ملٹری احکام نافذ فرماتا ہے کہیں معاشرتی قوانین بتلاتا ہے اور کہیں ایک اعلیٰ درجہ کا مدبر نبی بنا بیٹہا ہے۔ غرض حضور کے مختلف حالات اور واقعات آپکے **انک لعلیٰ خلق عظیم** ہونے کے زبردست شاہد ہیں اور ایسے شاہد کہ مخالف بہی انکار نہیں کرسکتے۔ القصہ مولویصاحب ممدوح

ممکن ہے کہ وہ اپنے کمزور اور بے کسی کے دنوں میں ایسے فقرات اپنی زبان سے کہے لیکن اگر اُسے اقتدار اور اختیار ملے تو اُسنے اُسی طرح پر سلوک کرنے کو امادہ ہو جیسا اُنہوں نے کیا ہو۔ پس یہہ کامل **فضل** یہہ **سچا کمال** اُس ہادی کامل ہی کو عطا ہُوا ہے جو انك لعلیٰ خلق عظیم کا سچا مصداق اور مخاطب ہے۔

غرض بات یہ ہے کہ جس شخص کے بہت سے رشتہ دار ہوں۔ بیوی اور بچے ہوں۔ دوستوں کی جماعت کثیر ہو پھر اُس جماعت میں کوئی تو زہد خشک رکھتا ہو۔ کوئی فلسفی مزاج دلیر ہو۔ اور ایسا ہی اُنمیں کوئی فسق و فجور میں مبتلا ہو پھر اُن سے جو مختلف قسم کے لوگ ہیں دیکھیں وہ اُنسے کس قسم کا سلوک کرتا ہے۔ ایسا سلوک ہو کہ کسی کو نکتہ چینی کا موقع نہ ملے۔ پس اگر کسی کی زندگی کی کتاب میں ایسا ورق تلاش کرنا چاہتے ہو۔ تو دنیا بھر کے بڑے آدمیوں کے حالات زندگی پڑھو پھر یہہ بات نہ ملے گی یہہ **بے نظیر قابل قدر** ورق اگر کسی لایف میں مل سکتا ہے تو وہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی **زندگی کی کتاب ہے** آدم سے لیکر مسیح علیہ السلام تک جسقدر نبی گذرے ہیں یہہ ابلغ اور اکمل نمونہ کسی کے حالات زندگی میں نہ ملیگا ہاں اگر ملے گا تو اُسی ہادی کامل کی سوانح عمری میں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے ممتاز ہے۔

مکہ معظمہ کی تیرہ سال کی زندگی پر نظر کرو۔ اور بتلاؤ کہ کیا **صبر** اور **تحمل** کا کوئی شعبہ اور حصہ ہے جو ان تیرہ سال کے واقعات میں آپنے ظاہر نہوا ہو۔ اُن خطرناک تکالیف اور مصائب میں بھی کہ آب و طعام بند نظر آتا ہے۔ قوم ایک طرف قطع تعلق کئے ہوئے قتل و اخراج پر امادہ ہے۔ خاندان کے بزرگوں کا سایہ سر پر نہیں ایسی صورت میں ہی توکل اور کامل اعتماد علی اللہ کی **مجسم تصویر** بے قرار نہیں ہو ہو جاتی۔ گھبراہٹ اور بے صبری آکر اُس پر لرزہ نہیں ڈالتی بلکہ وہ **توکل** کی قوی حالت اور استقلال و برداشت کی زبردست قوت اپنے روح اور جسم میں دکھا رہا ہے۔ پھر ایک وقت آجاتا ہے کہ یہہ حالت بدل کر اُسی مکہ میں آپ اقتدار اور کامل اختیار سے آتے ہیں اب تقاضای ہوا و ہوس نفس تو یہہ ہے کہ اُن خونخوار اور کینہ توز دشمنوں کو تہ تیغ کردے مگر یہ **مجسم اخلاق سراپا تہذیب** علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن سے **مروت** اور کامل پیار سے پیش آتا ہے اونکی خطاکاریوں اور سفاکیوں کو دل سے بھول جاتا ہے۔ ایسا کیوں ہُوا؟ آپ کی تیرہ سال کی زندگی کے واقعات کیوں ایسے پیش آئے؟ اللہ تعالیٰ کی سنت لا تبدیل اور اُسکا قانون لا تحویل ہے اس لئے ان واقعات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے سے دکھلا دیا کہ آیندہ جب کبھی انفراداً یا اجتماعاً ایسے واقعات کسی ایک انسان یا قوم کو پیش آویں تو وہ آپ کی **مبارک زندگی** سے سبق لیں اور اُسوقت اُس حسن سلوک سے کام لیں جو آپنے اپنی عملی نمونہ سے دکھایا۔ مکہ سے نکل کر جب مدینہ طیبہ میں آپ تشریف لاتے ہیں تو وہ زندگی ایک **شہنشاہ مقنن۔ مظفر و منصور** سلطان کی زندگی ہے لیکن اُسوقت وہ جوش اور غرور کے نشہ میں سرشار نہیں اُس کے حرکات و سکنات ایسے نہیں کہ اُنمیں تمیز نہ ہو سکے۔ اس وقت بھی وہ **صبر و برداشت۔ عفو و حلم مروت و شجاعت** کا ایک اعلیٰ سے اعلیٰ نمونہ ہے اُس وقت وہ اُن لوگوں سے جنہوں نے قسم قسم کی اذیتیں اور تکلیفیں دی تھیں ایک دل جلے اور کینہ توز وحشی کی طرح سلوک نہیں کرتا ہے انسان کی عام عادت ہے کہ اگر کوئی اُسکی ذرا سی توہین کرے اتنا محسوس ہی ہو جاوے کہ کسی نے خواہ آنکھ کے اشارے سے ہی کیوں نہو اُس کی ہتک کی ہے تو وہ جل کر کباب ہو جاتا اور آپے سے باہر ہو کر جوش انتقام میں جو کچھہ کرگذرتا ہے ہر ایک شخص سوچ سکتا ہے مگر اُس رحمت عالم و عالمیان نے جو کچھہ کیا اُس کو ایک دنیا نے دیکھا کہ وہ **کامل انسان** کی شان تھی پس رحم۔ کرم۔ عفو کی شان اگر ہم دیکھنی چاہیں تو وہ مسیح علیہ السلام یا کسی اور کی زندگی میں یہہ راہ کہاں ملیگی جب کہ پہلی ہی منزل غلط ہے کہ اُنکو وہ موقع یعنے مغلوبیت کے بعد کامل اقتدار کا نہیں ملا۔ پھر دیکھتے ہیں کہ ایک نہیں نو بیویاں کرکے اونکی ساتھہ حسن معاشرت۔ کثیر اولاد کا باپ ہو کر پھر اُنہیں سے اکثروں کو اپنے ہاتھہ سے قبر کی گود میں سپرد کرکے بہت سے دوستوں کی امیدگاہ ہو کر جنگ و جدل میں کمانڈر انچیف بن کر۔ کہیں مقنن اور مدبر ہو کر کہیں خدا پرستی کے اصول بتلا کر غرض ہر ایک معاملہ میں ایک کامل نمونہ اخلاق کا دکھایا ہے اور آپکی پاک اور کامل زندگی ایک سچی کتاب ہے جس سے ہر ایک سعادت مند انسان سبق لے سکتا ہے۔

پس غور کرو اور سوچو کہ خدا تعالیٰ نے جو چاہا کہ اِس آخر میں کامیاب ہونے والے مظفر و منصور بادشاہ کو مصائب اور تکالیف کا نمونہ دکھاوے تو اس سے صرف اخلاق کی تکمیل مقصود تھی نہ اُنکی تکلیف دہی۔ اسی طرح پر جب کبھی خدا کے مامور اور راستباز بندے دنیا میں مصائب اور تکالیف کا بظاہر نشانہ ہوتے ہیں تو اس لئے نہیں کہ وہ ہلاک کئے جاویں اُن کے پیسنے سے اُنکو غبار بنا کر اڑانا مقصود نہیں ہوتا بلکہ اس لئے کہ تا اُنکی خوشبو دنیا میں پھیلے۔ اور وہ صبر اور توکل کی عملی تعلیم دے سکیں اور نصرت الٰہی اور تائید کے موقع شناس بنیں۔ ہر ایک قسم کے اطمینان اور امن کے وقت میں بہت سے ہوتے ہیں کہ وہ دوستی اور غمخواری اور سچی وفاداری کا دم بھرتے ہیں مگر جب کہ اُنکے نفس اور ہوا کا مقابلہ ہو

اس بیان سے کہ آپ خاتم النبین تھے زیادہ تر غرض یہ ہے کہ وہ **ختم نبوت** کے اسرار میں سے ایک سر تکمیل اخلاق کو بیان فرماتے ہیں چونکہ نبی کی بعثت کی اصل غرض و غایت تہذیب اخلاق ہوتی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر اخلاق کے تمام شعبوں کو اپنی عملی زندگی سے ثابت کر دکھلایا اور اُن کی تعلیم اور ہدایت زبان سے نہیں بلکہ اپنے نمونہ سے فرمائی۔ اور ایسی کامل طور پر کہ اُس پر ایزادی ممکن نہیں پس ان معنوں کے لحاظ سے بھی گویا آپ **خاتم النبیین** تھے۔
صلی اللہ علیہ وسلم
(ایڈیٹر)

تو اس کے خلاف کرنا اُنکے لیئے ایک قسم کی موت نظر آتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے جو انسان کا خالق ہے اور جو جانتا ہے کہ کس مرض کے لیئے کیا نسخہ مطلوب ہے اسی لیئے وبائیں۔ زلزلے۔ قحط۔ جنگیں رکھی ہیں۔ اور اُنکے ساتہہ ہی آرام۔ فتح وظفر۔ صحت وفراغت نصرت اور کشایش کے دروازے بھی کھولتے ہیں۔ ایسا ہی حال صحابہ کرام کے ساتہہ رہا۔ الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی **اخلاق** کی ایک کامل کتاب ہے جسکا ایک ایک لفظ بہت ہی گرانقدر اور بیش قیمت ہے۔

یہہ آیت جو میں نے پڑھی ہے **راستباز** بندوں کی زندگی کی رفتار اور طرز کا ایک نمونہ ہے۔ ہم بھی اُسی زمرہ میں داخل ہیں جنکی گواہی آخرین منہم والی آیت دے رہی ہے اس لیئے میری روح میں اکثر اوقات بہت تڑپ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمکو بھی ایسی توفیق دے کہ ہم بھی اُن پاک راستبازوں کا نمونہ ہو سکیں۔ کیسا عجیب نظارہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ سے نکلتے ہیں ایک کثیر جماعت ہمراہ ہے اور ارادہ ہے کہ حج کریں گے ایک شاق اور دشوار گزار سفر کا اختیار کرنا اور پھر ایسی حالت میں کہ پاس ہتھیار بھی کوئی نہیں صاف بتلا رہا ہے کہ حج ہی کا ارادہ ہے۔ غرض آپ روانہ ہوتے ہیں مگر کفارہ روکتے ہیں حالانکہ قوم کا عرف اور مسلم فرض تہا کہ وہ حج سے کسی کو نہ روکتی تہے مگر اس وقت وہ ایک قومی لا اور مسلم عرف کے خلاف کر رہے ہیں بہر حال مسلمانوں کے دلوں میں ایک بے چینی اور گھبراہٹ سی پیدا ہوتی ہے آخر اسی حیص بیص اور اثنا میں حضرت عثمان کو جنکا خاندان مکہ میں موجود تہا اور جو کسی حد تک مقتدر اور موقر بھی تہا اس لیئے بھیجا جاتا ہے کہ اُنکی قتل کا اندیشہ نہیں اُنہوں نے جاکر کہا کہ ہم لڑائی کی نیت سے نہیں آئے۔ ادہر حضرت عثمان کا قتل مشہور ہو جاتا ہے اسوقت ایک مخلص دوست کا قتل اور بے وجہ قتل سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتہہ پر اپنی خونوں۔ اور اپنی آبروؤں اور جانوں کی بیعت کی اور نہایت انشراح صدر سے بیعت کی اس انشراح صدر کا ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے فعلم مافی قلوبہم۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُنکے اندرونوں کو دیکھا کہ وہ بالکل بے لوث اور پاک ہیں اس پر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کا سرٹیفکیٹ اُنکو مل گیا لقد رضی اللہ عن المومنین اسوقت بھی اللہ تعالیٰ کے خاص منشا سے ایک امام آیا ہے اور وہ بیعت لیتا ہے اور ہم نے بیعت کی ہے اُسکی ہاتہہ پر نہیں بلکہ اللہ کے ہاتہہ پر کیونکہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ کا الہام براہین احمدیہ میں درج ہے۔ اب قابل غور امر یہہ ہے کہ وہ بات کیا تہی کہ اون لوگوں نے ہاتہہ دیا اور اُنکو رضی اللہ عنہم کا خطاب مل گیا؟۔ اور کیا ہم نہیں چاہتے کہ خوشنودی الٰہی کو حاصل کریں؟ کیوں نہیں بات یہی ہے کہ اُس وقت ایک نازک اور سخت ابتلا کا وقت تہا پس اون لوگوں نے نہایت انشراح صدر کے ساتہہ بیعت کی جسپر اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اُنکے دلوں کو تاکا اور اُنکو صاف اور پاک پاکر اپنی رضامندی کا اظہار فرمایا۔

پس اگر ہم صرف ہاتہہ میں ہاتہہ دیکر اور گوشت کی زبان ہلا کر کہدیں کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اور رنج میں راحت میں عسر اور یسر میں قدم آگے بڑھائینگے تو یہہ کچہہ بھی نہیں جب تک اللہ تعالیٰ اندرونوں پر نظر کرکے اُنکو صاف اور فراخ نہ پالے بات بنتی نہیں۔ دل کی ایک بات ہے جو خدا تعالیٰ کی پسندیدگی اور رضا کو کھینچ لاتی ہے۔ اور وہ وہی ہے جسکا ذکر دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے کہ لن ینال اللہ لحومہا الی الآیۃ یعنے اللہ تعالیٰ گوشت اور خون کا بھوکا نہیں اُس کی رضاجوئی کے لئے جو چیز وقف ہونی چاہیئے وہ نیت ہے اللہ تعالیٰ کوئی جسمانی ہستی نہیں کہ جسمانی چیزوں کا خواہشمند ہو۔ میں نے بڑے غور اور فکر کے بعد اس آیت سے یہ سبق لیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ سب لوگ اُس پر غور کریں کہ جب تک ہم میں وہ حالت پیدا نہو کہ اپنی جان۔ مال۔ غیرت۔ آبرو۔ بیوی بچے غرض ہر ایک چیز نہایت انشراح صدر کے ساتہہ امام الزمان کے حکم کے تابع نکردیں نہ اس طور پر کہ گلے پڑا ڈہول بجاتے ہیں نہ اس لحاظ سے کہ ہوا و ہوس کا تقاضا ہے نہیں بلکہ سچی ارادت اور عقیدت صحیحہ کے جوش سے جو انشراح صدر کی مترادف ہے اُسوقت تک ہم اُس معزز خطاب لقد رضی اللہ کو حاصل نہیں کر سکتے خدا تعالیٰ مجھہ پر اور آپ لوگوں پر فضل کرے کہ ہم کو ایسا ایمان نصیب ہو۔ احمق ہیں وہ لوگ جو خدا تعالیٰ سے بخل کو منسوب کرتے ہیں احمق ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ تیرہ سو برس پیشتر ہی خدا کا فیض ختم ہوچکا ہے اور اب وہ ایسے صندوقوں میں بند اور مقفل ہے کہ جسکی کلید ہی نہیں ملتی۔ یہہ بدگمان جہوٹے اور غلط کاری کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آخرین منہم کا زمانہ دکھایا ہے۔ مسیح موعود کو بھیجا ہے کہ تا وہ اخلاق کے تمام مردہ شعبوں کو پھر زندہ کرکے دکھادے۔ اوسی طرح پر تہذیب نفس کرے جیسے صحابہ کی ہوئی تہی۔ پس یہ مبارک زمانہ آیا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی سنت لا تبدیل اور لا تحویل ہے پس ضرور ہے تکالیف اور مصائب کا بھی سامنا ہو۔ نفس کے خواہشوں کے خلاف بھی ہو لیکن یاد رکھو کہ جسقدر مصائب اور تکالیف زیادہ آویں گی اُسیقدر تائیدات اور الٰہی نصرتیں زیادہ ہونگی۔ مصائب مصائب نہیں وہ معجزات ہیں اور خدا تعالیٰ کے **روشن** ہاتہہ۔

غرض اب آخرین منہم میں بھی وہ ہی خطاب لقد رضی اللہ کا ملنے والا ہے لیکن بدون فضل الٰہی ممکن نہیں۔ کیونکہ وہی عزیز وحکیم خدا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو سچا اخلاص اور سچا ایمان نصیب کرے۔ اور ہر مشکل و مصیبت کے وقت ایک کامل انشراح صدر کے ساتہہ اپنی عجائبات قدرت دیکھنے کے قابل بنا دے۔

اعلان

میرا لکچر جسکا عنوان ہے کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا اصلاح اور تجدید کی پورے ستو صفحوں پر بہت عمدہ خوشخط چھپکر طیار ہو گیا میرے پاس دوسو کاپی کے قریب ہے جسی میں مفت تقسیم کرونگا اگر کسیکو مطلوب ہو تو ایک آنہ کا ٹکٹ سیالکوٹ میرے نام ارسال کری

مشتہر - عبد [illegible] (از [illegible])

گورنمنٹ پنجاب اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ

و ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور کی توجہ کے لایق

(ہم امید کرتے ہیں کہ مندرجہ ذیل سطور جنکو ہم اپنی ایک خاص چٹھی کے ذریعہ مندرجہ بالا اتھارٹیز کے پاس بھیجتے ہیں توجہ تام سے ملاحظہ فرمائی جاوینگی)

یہہ امر غالبًا گورنمنٹ پنجاب سے بہی پوشیدہ نہیں رہا ہوگا کہ پچھلے دنوں میں جو مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۷ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور مولوی محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ پر دائر تہا اُس کا آخری فیصلہ فریقین کے ایسے معاہدہ پر ختم ہوا ہے جو قانونی طور پر خواہ اثر انداز ہو یا نہو کہ مولوی محمد حسین صاحب آئندہ خود اور اپنے دوستوں کو بہی ایسی تحریروں کی اشاعت سے باز رکھیں گے جو اس سے پیشتر اُنکی طرف سے حسب معمول گالیوں اور جناب مرزا صاحب اور اُنکے دوستوں کی شان میں گستاخیوں سے لبریز شایع ہوا کرتی تہیں۔ اور ایسا ہی جناب مرزا صاحب بہی جیساکہ وہ کتاب البریۃ میں ظاہر کر چکے تہے آئندہ کے لئے ایسی پیشگوئیوں کی جو کسی کی ذلت یا موت کے متعلق ہوں بدون درخواست شایع نکریں گے۔ ہم صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے اس فیصلہ پر نہایت اطمینان۔ اور مسرت ظاہر کرتے ہیں کہ کچھہ شک نہیں امن کے قایم رکھنے کے لئے یہہ ایک بہترین صورت ہے۔ مگر ہم ایک امر اُنکی خدمت میں پیش کر کے یہہ خیال دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ کیا محمد حسین کی طرف سے اس عہد کی خلاف ورزی شروع نہیں ہو گئی؟ کیونکہ بعد انفصال مقدمہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر جو ۲۵ و ۲۶ فروری کو لاہور میں ہوا۔ ایک پنجابی رسالہ چودہویں صدی دا جھوٹا مسیح [illegible] وغیرہ کے نام سے جو محمد حسین کے [illegible] عزیز شاگرد سعد اللہ لدھیانوی لودہانہ کی تصنیف ہے اور جو محمد حسین کے دوست ہدایت اللہ ساکن راولپنڈی کی فرمایش سے لکھا گیا ہے [illegible] ملا محمد بخش جعفر زٹلی نے عین جلسہ میں تقسیم اور فروخت کیا ہے۔ ہم نے خود ملا محمد بخش سے اُسکی دو کاپیاں لی تہیں بلکہ یہ لفظ بہی اُس نے ساتھہ ہی کہے تہے کہ "شاڈا ایہہ پہلا تحفہ اے" الغرض یہہ پنجابی رسالہ جس پر کوئی تاریخ درج نہیں جو ہمارے خیال میں پریس ایکٹ کے رو سے خلاف ورزی قانون بہی ہے۔ نہایت گندے اور فحش الفاظ میں لکہا گیا ہے اور پہر ایک اشتعال اور جوش دلایا ہے ہم نہیں جانتے کہ مرزا صاحب اس رسالہ پر کوئی ایکشن لیں گے یا نہیں غالبًا وہ اپنی عادت کے موافق ان گندی گالیوں کو بہی سن کر بہی صبر ہی کریں گے اور وہ حکام تک اس بات کو پہنچانا بہی شاید پسند نکریں مگر ہم اپنے فرض منصبی کو ادا کرنے کے لئے گورنمنٹ پنجاب کو عمومًا اور خاص کر اپنے ضلع کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس معاملہ پر توجہ کریں اور پوری توجہ کریں کیونکہ اس رسالہ کے ذریعہ سے جس کا ذمہ وار محمد حسین کو بوجوہات معقول ہونا چاہیے ایک قسم کا نقض عہد کیا ہے۔ اور وہ جواب دہ ہونا چاہیے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس معاملہ کو یونہی نہ چھوڑا جاویگا۔ ہم اس امر میں اپنے حکام ضلع کو کافی مدد دے سکتے ہیں کہ سعد اللہ کے ساتھہ محمد حسین کے بہت ہی گہرے تعلقات ہیں اور وہ اُس کو اپنا عزیز شاگرد لکہا کرتا ہے۔ اور اس کتاب کے محرک۔ اور شایع کرنے والے سب اس کے دوست اور رفیق ہیں پہر کیا وجہ ہے؟ کہ اسکو ذمہ وار قرار نہ دیا جاوے۔ (ایڈیٹر)

مولوی محمد حسن صاحب

ساکن بھین۔ کو دعوت

کچھہ عرصہ ہوا ہی کہ چودہویں صدی راولپنڈی میں ممدوح بالا مولوی صاحب کا ایک خط شایع ہوا تہا جسکا خلاصہ یہ تہا۔ کہ وہ وفات و حیات مسیح کے مسئلہ پر ایک عالمانہ اور محققانہ بحث کرنیکا ارادہ رکھتے ہیں بشرطیکہ اخبار مذکور ان مضامین کے لئے کچھہ صفحے مخصوص کر دے۔ لایق ایڈیٹر نے اس مناسب رائے کو منظور کیا مگر تہوڑے ہی عرصہ بعد کسی کلرک کا خط اس مضمون کی خلاف شایع ہوا اور انہوں نے ایسی بحث کا شایع ہونا اخبار مذکور کے قومی اغراض اور مقاصد سے دور سمجہا۔ ہم بہت خوش ہوئے تہے کہ ایک ایسے مسئلہ پر جس پر فی الحقیقت اسلام اور عیسائیت کا فیصلہ ہے عالمانہ بحث شایع ہوگی مگر وہ خوشی مبدل بہ افسوس ہو گئی۔ وہ لوگ جو زبان سے تمدن معاشرت وغیرہ وغیرہ الفاظ قومی اقومی اکے نعرے مارتے ہیں وہ اسلام کی زندگی کا راز سمجہنے سے قاصر ہیں۔ ہم اس مسئلہ کی اہمیت پر پہر کبہی بحث کریں گے سر دست مولوی محمد حسن صاحب کو بشارت دیتے ہیں کہ وہ مضامین لکہیں الحکم نہایت فراخدلی سے بطور ضمیمہ ہفتہ وار چار صفحہ تک اُنکی نذر کریگا اور ساتھہ ساتھہ یا آخر میں جیسا مناسب ہوگا اپنے خیالات کا اظہار بہی کریگا۔ کہا جاتا ہے کہ مولوی محمد حسن صاحب ایک فراخ حوصلہ آدمی ہیں اس لئے ہم امید کرتے ہیں کہ وہ نہایت دیانت داری صافدلی سے اپنے خیالات ظاہر کریں گے اور اپنا مضمون بغرض اندراج دفتر الحکم میں بہیجدیں گے۔ اخبار چودہویں صدی کے ایڈیٹر سے ہم اسقدر التماس کرتے ہیں کہ وہ اپنے اخبار کے ذریعہ اتنا شایع کر دیں کہ مولوی محمد حسن صاحب ساکن بہین کے خیالات جو چودہویں صدی میں شایع ہونے تہے اخبار الحکم قادیان میں شایع ہونگے۔ بالآخر ہم امید

اپنی قوم سے اپیل

ہمارے اکثر محتشم ناظرین کی عدم توجگی اور کم التفاتی مجبور کرتی ہے کہ مختصر سے الفاظ میں قوم کی خدمت میں اپیل کریں۔ اُن احباب کی توجہ نہایت سرعت کے ساتھہ ہماری پچھلی گذارشوں پر مبذول ہونی چاہیے تھی جنہوں نے تاریخ اجرائے الحکم سے لیکر آج تک اُسکی قیمت واجبی ارسال کرنے میں کسیقدر تساہل سے کام لیا ہے۔ ہم تو نہیں کہہ سکتے کہ اُنکو یہہ خیال پیدا ہوا ہو کہ ہمکو سونا بنانا آتا ہے اس لئے اُنکی درمی امداد مطلوب نہیں۔ مگر ایسے اُنکی عدم توجگی خواہ کسی وجہ سے ہو ہمارے لئے بہترین نتایج پیدا نہیں کر سکتے۔

یہہ دیکھہ کر افسوس آتا ہے کہ مختلف قوموں اور فرقوں کے اخبارات جو شائستگی کا ایک نشان ہیں (بشرطیکہ وہ اوس اصول پر چلیں جو اُنکو اس نشان کا موضوع لہ بنا دیں) ہندوستان جیسے ملک میں ہی نہایت خوبی کے ساتھہ چل رہے ہیں۔ اور غیر ممالک کا تو ذکر ہی کیا ہے؟ ابھی چند مہینے کا ذکر ہے کہ بریلی سے مکتی فوج کا ایک ارگن اردو زبان میں جاری ہوا تھا۔ ہم کو یہہ دیکھہ کر اپنی حالت پر کسیقدر افسوس ہی آیا کہ ان چند ہی ماہ کے اندر اُس کی اشاعت کیطرف اُن لوگوں نے جو ایک ایک وقت میں گداگری ہی کرتے ہیں یہانتک کوشش کی کہ صرف ضلع گورداسپور میں اُسکی ۶۸۴ کاپیاں فروخت ہوتی ہیں اور اضلاع کا ذکر ہی چھوڑ دو۔ اور پھر اردو زبان کے علاوہ اُسکے مالک اور ایڈیٹر کو ضرورت پڑی کہ ہندی میں بھی شایع کریں۔

غرض اسی طرح پر اخبارات چلتے ہیں اور وہ کوئی کام کر سکتے ہیں ورنہ عام طور پر تو قوم ذلت میں پڑے رہتے ہیں۔

ہماری قوم (اس سے مراد وہ گروہ ہے جو حضرت اقدس مرزا صاحب کے مریدین کا گروہ ہے) کو اپنے حقوق کی حفاظت اور اپنے خیالات کے اظہار کے لئے بہی ایک اخبار کی ضرورت تہی اور وہ ضرورت ہم کہہ سکتے ہیں اپنے اصلی معنوں میں ابہی تک پوری نہیں ہوئی۔ کیوں؟

اُسکی طرف جیسی چاہیے توجہ نہیں کی گئی اور بدقسمتی سے یہہ سمجہا گیا ہے کہ شاید ہماری کوشش ہماری ہمت بدو سب کچھہ ہو جاوے مگر دوستو!

قوم بنتی ہے اپنی محنت سے

یہہ ایک سچا اور مسلّم مسئلہ ہے۔ الحکم کا اجرا ہم نے قومی ضرورتوں کو مدنظر رکھہ کر ہی کیا تہا۔ مگر قوم کیطرف سے عدم التفات اُس کے مفید بننے میں ابہی تک ایک سد راہ ہے ہم پر اعتراض ہوئے کہ الحکم کا کاغذ اچہا نہیں۔ لکھائی گنجان ہے۔ وقت پر شایع نہیں ہوتا۔ مضامین کیطرف پوری توجہ نہیں کی جاتی وغیرہ وغیرہ ہم ان سب کے جواب میں اتنا ہی عرض کرتے ہیں کہ کیا یہہ سب باتیں مفت ہو سکتی ہیں؟ اگر کوئی راہ ہے تو ہمارے کرمفرما ہمکو اطلاع بخشیں تاکہ آئے دن کے تقاضاؤں سے اُنکو اور ہم کو مخلص ملے۔ کیا ہمارے اُن عالی دماغ احباب نے جو ہمکو قلمی امداد دے سکتے تہے ہمارا ہاتہہ بٹایا؟ یہہ ایک سوال ہے جسکا جواب اس وقت تک اُنکے ذمہ ہے اور بجز احدے اثنین ایک ہی نہیں جو اپنے آپ کو اس الزام سے بری کر سکے پھر ہم پوچھتے ہیں۔ کہ بتلاؤ اسمیں کیا سراسر ہم ہی قصوروار ہیں؟ کہا جاوے گا کہ اجرت اور معقول معاوضے دیکر مضامین لیں بے شک یہہ ضروری امر ہے مگر روپیہ آئے تو کہاں سے۔

الحکم کی مالی رپورٹ بہی ہم چاہتے ہیں کہ ناظرین کو سنا دیں تاکہ اُنکو معلوم ہو جاوے کہ اس وقت اخبار بلحاظ مالی حالت کے کیا ہے اور آیا اُسپر ہمکو اب بہی توجہ کی ضرورت ہے یا نہیں اکتوبر ۱۸۹۷ء سے لے کر فروری ۱۸۹۹ء تک ۱۶ مہینے کے اندر کل خرچ جو صرف اخبار پر ہوا ہے لعما ۹۶ روپیہ ہے جسکی تفصیل ہمارے پاس موجود ہے اور ان ۱۶ ماہ کے اندر جو آمدنی صرف اخبار سے ہوئی ہے اُس کی تعداد کلہم اجمعین ۴۶۵ روپیہ ہے جسمیں ایک سو پچیس روپیہ کے قریب اشتہارات کی آمدنی ہے خریداران سے صرف ۳۴۰ وصول ہوئے ہیں۔ مندرجہ بالا اخراجات پورے کرنے کے لئے مطبع کو مختلف وقتوں میں مختلف اشخاص سے قرض لینا پڑا ہے جسکے ایک بڑے حصہ کا ابہی تک وہ زیربار ہے۔ امرتسر سے اخبار قادیاں میں جسوقت منتقل کیا گیا تہا اُسوقت اُس کو ۵ ماہوار کی وہ آمدنی بہی تہی جو ایڈیٹر کی ذاتی محنت کیوجہ سے ہوتی تہی اور جو اس وقت لاہور میں ۴۲ ماہوار تک اگر ہیڈ کوارٹر لاہور میں تبدیل کیا جاتا بڑہ گئی تہی مگر مشیت ایزدی کے موافق وہ آمدنی جو ایک گرانقدر امداد تہی قادیاں میں ۵ سے گہٹ کر ۵ رہ گئی اور آخر بعض ضروری امور کیوجہ سے وہ بہی نہیں رہی اور صرف اخبار کے چلانے کے لئے اخبار کے خریداروں ہی کی طرف تاکنا پڑا۔

یہہ مالی مشکلات کا خاتمہ یہیں تک نہیں ہوا۔ بلکہ ۱۸۹۷ء کے اجلاس سالانہ میں جو دسمبر ۱۸۹۷ء میں ہوا جلسہ کی کل تقریروں کے چہاپنے اور شایع کرنے کا کام ہم نے لے لیا۔ نہیں بلکہ ایک ہمدرد قوم معین الحکم نے (جس نے

ج ۳ نمبر ۹ الحکم ۱۰ مارچ

ہر طرح سے الحکم کو ایک بیش قیمت اور قابل قدر امداد دی ہے جزاہم اللہ احسن الجزا) محض اس خیال پر کہ الحکم کو ایک قسم کی مالی امداد پہونچے یہہ تجویز کی اور اُس رپورٹ کی ترتیب کا کام ہمکو دیا۔ اور اُسی جلسہ میں اکثر احباب کو اُسکی متعدد جلدوں کی خریداری کے لئے تحریک کی جنہوں نے اُسوقت نہایت فراخدلی اور فیاضی سے سو سو اور پچاس پچاس جلدوں کی خریداری کا وعدہ دیا چونکہ ہم اُس جلسہ خریداری رپورٹ میں موجود نہ تھے اس لئے ہم نہیں کہہ سکتے کہ شرائط خریداری مقرر ہوئے ہونگے مگر ہم عام طور پر کہہ سکتے ہیں اُس وقت محض امداد کے طور پر یہہ تجویز ہوئی تہی بہر حال رپورٹ کی ترتیب میں پہر اُس کے انطباع میں بعض مجبوریوں اور دقتوں کی وجہ سے اسقدر تاخیر ہو گئی کہ وہ جنوری ۱۸۹۹ء تک شایع نہو سکی ہم امید کئے بیٹھے تھے کہ جن احباب نے للہی جوش سے خرید کتب کے وعدے دئے ہوئے ہیں وہ اُسقدر جلدیں خرید لیں گے۔ اور اس طرح پر کارخانہ کو تمام زیر باریوں سے سبکدوشی ہو کر کام کرنے کا موقع ملیگا اور ان احباب کی عدم توجگی کا بہی گلہ کرنا نہ پڑے گا۔ جو ترسیل زر چندہ میں اپنی کسی کمزوری کیوجہ سے سست ہیں اور وی پی منگوا کر بہی انکار کر دیتے ہیں اور با ایں ہمہ ہی تمام نقائص کا ذمہ وار ایڈیٹر ہی کو قرار دیتے ہیں۔ مگر ابہی اللہ تعالیٰ کے ارادے میں وہ وقت نہیں آیا۔ کہ ہم اپنے خیال کے موافق کام کرنے کے قابل ہو سکیں اس لئے بعض احباب کو رپورٹ کا بدیر شایع ہونا باوجودیکہ وہ جانتے تھے کہ اُسکی ترتیب کارے دارد اور اسپر اُسکی قیمت کا کسی قدر گراں ہوتا باوصفیکہ اُن کو معلوم تہا اور ہے کہ قادیاں میں پریس کے اخراجات زیادہ پڑتے ہیں ایک معقول عذر انکار خریداری کا ہاتہہ آگیا۔ ہم کو اعتراف ہے کہ رپورٹ کی قیمت ایک روپیہ اُسکی بارہ چیزوں کی قیمت تاجرانہ نظر میں زیادہ ہے مگر اُسکے مضامین کے لحاظ سے

اور اُس خیال امداد کے لحاظ سے
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز کا معاملہ

بہر حال وہ رپورٹ جو احباب کی درخواستوں کے خیال پر طبع ہوئی تہی بجز چند کاپیوں کے بدستور پڑی ہے اس موقع پر ایک ظلم ہوگا اگر ہم اپنے چند مخلص معاونین کا شکریہ ادا نکریں جنہوں نے اُس جلسہ میں وعدہ کیا تہا بلکہ کسی کو معلوم بہی نہ ہوا تہا کہ اُنہوں نے خریداری رپورٹ کا وعدہ کیا ہے اور سب سے اول ایفاء وعدہ کرکے ہمکو شکر گزاری کا موقع دیا اور اپنے للہی جوش کا ایک نمونہ قائم کر دیا۔ ہمارے اُن احباب میں سے سب کے سرتاج چودہری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ ہیں جنہوں نے چالیس روپیہ کی کتابیں خرید فرمائی تہیں اور عسہ دوران طبع کتاب میں دے چکے تھے اور عسہ بمجرد اشاعت پر اور پہر منشی نبی بخش صاحب کمپازیٹر شملہ ہیں جنہوں نے ۲۵ روپیہ کی کتابیں خرید فرمائی ہیں پہر ماسٹر قادر بخش صاحب لودہانوی ہیں جنہوں نے پانچ جلدیں حسب وعدہ خرید لیں ور چند احباب وہ ہیں جنہوں نے ایک ایک جلد کی درخواست کی ہوئی تہی اور خرید کرلی۔

الغرض ایسی حالت میں آپ ہی انصاف کریں کہ اخبار کی حالت کیونکر ترقی بخش ہو سکتی ہے۔ ان تمام امور کو زیر نظر رکھ کر ہم چاہتے ہیں کہ اگر آپ لوگ واقعی طور پر اخبار الحکم کی ضرورت سمجھتے ہیں تو اُسکی ضرورتوں کا خیال بہی مدنظر ہونا ضروری ہے ورنہ آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ ایسی حالتوں میں اخبار کا جاری رہنا اور اُس کا ترقی کرنا معلوم اس لئے ہم نہایت ادب سے التماس کرتے ہیں کہ براہ کرم وہ احباب جو الحکم کے ساتھ سچی دلچسپی رکھتے ہیں اور عملی طور پر کچھ کرنا چاہتے ہیں وہ ہمکو اپنی اپنی رائے سے اطلاع دیں کہ اُنکے خیال میں اخبار کی بہتری کے اسباب اور وسایل کیا ہیں؟ اور وہ اُن وسایل کے حاصل کرنے میں ہمکو کہانتک مدد دیں گے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس نمبر کے پہونچنے پر دوسرے اشو تک ہر ایک جگہ سے مفید خطوط حاصل کر سکیں گے۔

در مدح قرآن مجید و فرقان حمید

از خاکسار ابو یوسف

ہر طرف ہے نور افشاں نور اس قرآن کا
سارے عالم پر ہے جلوہ اس مہر تابان کا
جب سے عالم پر پڑا عکس اس خور انوار کا
مطلع الانوار ہے سینہ ہر اک انسان کا
دافع ظلمات کفران ہے اسی کا ظل فیض
ہے اسی کا سایۂ الطاف نور ایمان کا
مخزن اسرار حق ہے اس کا ہر حرف لطیف
منبع جود و عطا ہر لفظ ہے فرقان کا
کیوں نہو بے مثل و بے مانند یہہ نور ہدیٰ
ہے کلام جانفزا یہہ حضرت رحمان کا
دی اُٹھا عالم سے شرک و کفر کی سمی وبا
ورنہ تہا ہر اک کو خطرہ اپنی اپنی جان کا
یہہ سفینہ ہے جناب احمد مختار کا
اس میں جو بیٹھا اُسے کیا خوف ہر طوفان کا
کر دیا قایم ہے جب سے اپنے وحدت کا نشان
شرک و بدعت مٹ گیا جھنڈا گرا شیطان کا
مشرکوں کو بہی دیا توحید کا اس نے سبق
آریہ بہی چھوڑنے پہلو لگے کفران کا
برہمو کو درہم و برہم کیا قرآن نے
کچھ پتا اُنکو نہیں اب عقل کے عرفان کا
اسکی سطوت سے بنے عیسائی بہی اب ملہمی
مرتبہ گھٹنے لگا عیسیٰ کی بیجا شان کا
وہ خدا ابن خدا اب مظہر اللہ بن گیا
سطوت قرآن نے کھولا راز اس بہتان کا
واہ کیا سطوت ہے کیا ہے جلال سرمدی
کون کر سکتا ہے رد یارب تیری برہان کا
یا الٰہی تیرا قرآن ہے کہ ہے روح حیات
زندگی پاتا ہے قالب اس سے ہر بیجان کا

(دیکھو اس سے اگلا صفحہ)

[illegible] جھکاتے سر ہیں سارے علم و فن
ہے ہر اک مضمون اسی کے فضل اور احساں کا
فلسفے کا ہے یہی معیار طبعی کا محک
ہادی راہ ہے یہی خود فلسفی نادان کا
کس کو جرات ہے کہ ہو اسکا مقابل یا حریف
سامنا کوئی بھلا کرتا ہے عالی شان کا
ہیں جو اجلاد محرف اور ہیں طومار جعل
کوئی بھی ان سے مقابل ہے نہیں قرآن کا
بالیقیں توراۃ اسکے سامنے توراۃ ہے
جال ہے انجیل جعل و جہل اور ہذیان کا
بید کہتے ہیں جو بیدی بے ثمر ہے شاخ بید
پتہ پتہ جہاں بار اپھل نہیں ایمان کا
ہے گرنتھ اسکے مقابل گھڑت از سر تا بپا
بالمقابل صدق کے رتبہ ہی کیا بطلان کا
بید ہے جو اصل و بن اسمیں نہیں جب برگ و بار
شاخ میں پھر پھل کی خواہش کام ہے نادان کا
یا الٰہی تیرا قرآں ہے کہ ہے باغ مراد
وصل گل پاتا ہے ہر اک بلبل اس بستان کا
کیا خبر یا رب انہیں ایماں کے برگ و بار کی
سیر ہی جنکو نہیں اس تیرے چمنستان کا
تیرے قرآں سے بھٹکا ہو گیا گمراہ وہ
ہو گرنتھی یا کوئی بیدی ہو پنڈت گیان کا
بدمعیا اور بدہ نہیں ہے تیرے قرآں کے بغیر
بدہ نے بھی اب تک دیکھا منہ کسی بدہ دان کا
کھولدے آنکھیں الٰہی اپنے ان بندوں کی تو
بخشدے ان سبکو یا رب مرتبہ ایمان کا
سایۂ احمدؐ کے نیچے سب کو تو آرام دے
دور کر ان سب سے یا رب نائرہ (شعلۂ آتش) نیران کا
نور احمدؐ سے تو کر پُر نور انکے جان و دل
دے انہیں رتبہ رسول اللہ کی پہچان کا
مصطفےٰ تیرا ہے وہ نور عنایت اے خدا
نور ایماں عکس ہے جسکے رخ تابان کا
شافع روز جزا ہے وہ شہ ختم الرسلؐ
مظہر اسرار ہے دریا ہے وہ عرفان کا
رحمۃ للعالمیں ہے سید الکونین ہے
کون ہے جسپر نہیں احسان اُس سلطان کا
اُس نے چھلکے کر دئے سب بودے اسرائیل کے
اُس نے ہی رتبہ بڑھایا ناصریؑ کی شان کا
آریہ کو دی اُسی نے وحدت خالق کی [illegible]
اُس نے سکھوں کو سکھایا نام اک بھگوان کا
دین سمجھا اُس نے سناتن دہرمیونکو غلطیاں
گھٹ گیا رتبہ اب انکی پستکوں کی شان کا
برہمو کو وحی حق کی رہنمائی اس نے کی
دیدیا اُس نے پتا اک عیسیٰ دوران کا
دین حق کی زندگی کے واسطے زندہ نشان
حق نے بھیجا وہ غلام اُس احمدؐ سلطان کا
مومنوں کا ہے بشیر اور دشمنوں کا ہے نذیر
وہ نمونہ ہے جناب شاہ انس و جان کا
دوستوں کو ہے مسرت دشمنوں کو ہے زوال
خاتمہ ہے اُسکے ہاتھوں دشمن نادان کا
قادیاں میں وہ مسیحائے زماں نازل ہوا
ہے شگفتہ وہ گل نور گلشن رحمان کا
یا الٰہی مجھکو بھی لے چل حضوری میں کہیں
ہو سبب کوئی مرے بھی درد کے درمان کا
یا الٰہی ہے مبارک کی یہی ہردم دعا
قادیاں ہو میرا مسکن مسکن اس ذیشان کا

ندوۃ العلما کا چھٹا سالانہ جلسہ شاہجہان پور میں

جمیع حضرات اہل اسلام کی خدمتمیں عموماً اور علمائے کرام و مشایخ عظام کی خدمت میں خصوصاً التماس ہے کہ ۱۳-۱۴-۱۵- ذی قعدہ ۱۳۱۶ھ مطابق ۲۶-۲۷-۲۸ مارچ ۱۸۹۹ء روز یکشنبہ دوشنبہ سہ شنبہ کو شاہجہانپور میں ندوۃ العلما کا چھٹا سالانہ جلسہ قرار پایا ہے لہذا آپ سب حضرات ازراہ حمیت اسلامی اس جلیل القدر جلسے میں شریک ہوکر شوکت اسلام کو بڑھائیے اس جلسہ میں دور دور سے مشاہیر علمای کرام و روسای عظام تشریف لاکر اپنی مفید و دلچسپ تقریروں اور قومی صلاح و فلاح کی کارآمد تحریروں سے حاضرین کو محظوظ و مستفید فرمائیں گے جو صاحب تشریف لائیں وہ تاریخ معینہ سے تین روز قبل مولوی مسیح الزمان خان صاحب اُستاد حضور نظام دکن و رئیس شاہجہان پور کو مطلع کریں تاکہ اُن کے آرام و آسایش کا پہلے سے انتظام کیا جاے۔

الداعی
مجلس انتظامیہ ندوۃ العلما

مہتمم پولیس سٹیشن بٹالہ

بٹالہ پولیس سٹیشن کے مہتمم کے متعلق جسقدر شکایات آج تک ہمارے پاس پہونچی ہوئی ہیں ہم اب اُنکو روز روشن میں لانے والے ہیں۔ مزید تحقیقات اور تصدیق کی خاطر چند روز اور خاموش رہ کر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے اس لئے ہم اُن تمام لوگوں کو آگاہ کرتے ہیں جو کسی قسم کی شکایت مہتمم پولیس سٹیشن بٹالہ کے متعلق رکھتے ہوں ہمارے پاس بھیجدیں انشاءاللہ ہم کو ضرورت نہ پڑے گی کہ اُنکے نام ظاہر کریں اور وہ ایک مخفی راز کی طرح رکھے جاویں گے۔

حالات مقدمہ

حسب معمول گذشتہ اشاعت سے آگے بذریعہ اخبار شایع ہوتے رہیں گے ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوں گے۔

+ ہم لٹاتے ہیں آج لعل وگہر + نہ رہے کوئی لاولد مضطر + اعنی ہر حق میں ہر بشر کے پسر + لعل دُرِّ یتیم سے بڑھکر + جب سچ ہو فضل ایزد داور + کیوں نہوں اس سے بامراد اکثر + اگر مرے قدردان علم و ہنر + تو سی پیچھے دہری لطف +

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین حکیم امرتسر

اظہار بشارت :- ناظرین ذی وقار طرز اشتہار واسناد بیشمار سے کیا خاک اطمینان رکھ سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں کو جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جانیں و ملل کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راستبازی کی کام ہے مرد میدان بن کر آئیں۔ بشرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا۔ اور سچوں کو جھوٹا نہ بنائیں۔

معیار صداقت :- بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا لی کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے۔ وہ مچلکہ لکھوائے۔ اگر مراد پوری نہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ وہرجانہ لو۔ صحت کے طالبو اولاد کے آرزو مندو! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارکباد ی ہے۔

اس خادم الانبیا کو ۲۰ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین ریاضین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ وحیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ اکثر اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر پنج خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو وہی ہونگی۔ مگر نمبر اول۔ کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے۔ اور (۲) تونگر بعہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ بیشگی آمدنی یکماہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لیجائے سوم) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدے۔ بشرطیہ پیدائش نرینہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا ہی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیما بین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہو تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ۔ جرمانہ حسب اقرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو تحقیق کرلو۔ مراد پانے پر دنیا کسکو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گہر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گہر نہیں سب برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں۔ کتاب اسنادکامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی کے ۲ کا ٹکٹ بھیج کر منگوائیے۔ جن لوگوں نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد بر آئی۔ اُن کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط وکتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا در پرہیز ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست وامراء حسب منشا رخود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں +

نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	
۱	جس کے اولاد نہو۔	عہ	۱۰	قولنج وکدری۔	صر	۱۹	لقوہ۔	عہ	۲۸	نل اترنا۔	صر
۲	جنکی اولاد چھوٹی مرجاوے۔	صر	۱۱	سوزاک۔	صر	۲۰	بھگندر۔	عہ	۲۹	طول و عرض و عمق وداید۔	صر
۳	جنکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو۔	صر	۱۲	سرعت۔	عکر	۲۱	ناسور۔	عہ	۳۰	خضاب سالانہ۔	عکر
۴	جنکا حمل ۶-۵ ماہ کا گرجاوے۔	صر	۱۳	جریان۔	عہ	۲۲	بواسیر خونی وبادی۔	صر	۳۱	نزلہ و زکام۔	[illegible]
۵	کمزوری۔	عہ	۱۴	غلط کاری۔	صر	۲۳	ادہرنگ۔	عہ	۳۲	تسہیل ولادت	عہ
۶	مرگی۔	صہ	۱۵	گنٹھیہ۔	عکر	۲۴	ضیق النفس۔	عہ	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب۔	عکر
۷	تپ دق۔	عہ	۱۶	سفیدی آنکھ۔	صر	۲۵	لپہ۔	صر	۳۴	بخار تیجہ وچوتھایہ ودرد زنانہ۔	عہ
۸	ضعف باہ۔	صر	۱۷	ضعف بصر۔	عکر	۲۶	آتشک۔	صر	۳۵	ضعف ہضم۔	صر
۹	ضعف جگر۔	عکر	۱۸	سبل۔	عکر	۲۷	آتشک کل بدن۔	عہ	۳۶	سرسام	عکر

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں + ۶

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست۔ اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم چلنے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کے یہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ سے۔ خالص ممیرہ فی ماشہ عـ۵ روپیہ۔ معطری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں۔ جلن۔ کمزوری نظر۔ ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے۔ مضافات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی ایم سانگلے صاحب بہادر۔ ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے طیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ [illegible] علاج مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور کر لیا ہے [illegible] کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے [illegible] تھے۔ آنکھیں بھی سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں [illegible] تھا۔ اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا [illegible] نہیں ہو سکتی تھی۔ اور [illegible] اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اُس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور۔ سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم۔ شاید آنجناب کو یاد ہو گا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا۔ میرے ایک دکاندار مسمی دولامل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی اور مریض دعا گو ہے۔ بندہ بھی بعد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان بلکہ ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ ہر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم ممیرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرما دیں۔ راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ اسپتال اسسٹنٹ کوٹ گڈھ۔ ڈسپنسری شملہ

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے۔ ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر شیر علی خان صاحب مرحوم والی ملک افغانستان۔

۶ مارچ ۱۹۰۸ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو ترجمہ بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا۔ جو لاہور کے الائنس بنک میں ۵ مارچ ۱۹۰۹ء کو جمع کیا گیا ہے۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

[illegible]

الحکم

[illegible] یعقوب علی تراب

[illegible]

نمبر ۱۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۲؍ مارچ سنہ ۱۸۹۹ء | جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبے اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر دفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجادیں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحے سے آٹھ صفحے تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہوجائیں اور سو سو ٹریکٹ ۴؍ فیصدی کے حساب سے خرید لیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہو سکتا ہے اور بہت ہمت والے اشخاص ہزار ہزار چھاپکر مفت تقسیم کردیا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں علاوہ ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہوجایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبروں میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کردیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے
بالکل کھرا سودا

اگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو فوراً واپس کرو۔ اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔ ؟

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سیکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازاربند پراندے۔ سیج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کے۔ ازاربند ۸؍ سے لیکر ۱۰؍ روپیہ تک۔ پراندے ۴؍ سے لیکر ۵؍ روپیہ تک۔ سیج بند ۲؍ روپیہ سے لیکر ۱۰؍ روپیہ تک۔

۳۔ زیورات میں ڈھپے جس قسم کے چاہیں ڈالدیئے جائیں گے۔

۴۔ دریائی کا کام ہر ایک قسم کا۔

۵۔ ہر چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لیکر روانہ ہو سکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ یہ باہمی فائدہ کیلئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و الٰہی بخش علاقہ بند

[illegible]

کٹڑہ باگھ سنگھ ہاتھی دروازہ **امرتسر۔ پنجاب**

عجیب و غریب و دلچسپ کتابیں؟

مکافات عمل شیخ الاسلام انگلستان عبداللہ کوئلیم کے ناول دیجزاوف سن (نتیجہ گناہ) کا ترجمہ اس ناول کو نہ تو معمولی دل بہلاؤ کا سامان سمجھنا چاہیے اور صرف پند نصیحت کا خشک دفتر۔ بلکہ ایک اعلیٰ درجہ کے دلچسپ ناول کے پیرایہ میں مقدس اسلام کی تمام اعلیٰ حقیقتیں اس خوبی سے ظاہر کی گئی ہیں۔ کہ ہر ایک خیال اور ہر مذاق کی طبیعت اس کو دیکھ کر بے انتہا محظوظ ہوگی۔ اس ناول سے معلوم ہوتا ہے کہ کن خوبیوں سے یورپ اور امریکہ میں اسلام کا نور چمکا یا۔ مصنف والا تبار نے مسیحی دین کا کچھ ایسے عجیب طریقہ پر اسلام سے مقابلہ کیا ہے اور اسلام کی برکات اور خوبیوں کو ایسا واضح کر کے دکھایا ہے کہ ہر ایک منصف مزاج کو اس کی صداقت پر ایمان لانا پڑتا ہے۔ اسلامی قانون شریعت کو مسیحی قانون اور مسیحی شریعت سے اسلامی اخلاق کو مسیحی اخلاق سے۔ اسلامی تقدس کو مسیحی تقدس سے موازنہ کر کے فضائل اسلام کو آفتاب سے وہ منور روشن کر دکھایا ہے۔ اسلام میں پردہ۔ عورتوں کے حقوق۔ کثرت ازدواج کی فلاسفی پر ایسی بحث کی ہے کہ مقابلہ میں ایک قابل عیسائی مقنن کو بجز تسلیم کے چارہ نہیں ہے۔ ایک مسلمان۔ ترک حلیم بے اور یورپین لیڈی بلنشی کی پاکیزہ محبت سے مسلمانوں کی پاکیزگی اور پاکیزہ خیالی کا مل معلوم ہوتا ہے بالمقابل دو یورپین میسٹنگز اور مس مونا کا عشق۔ تمام اندرونی جذبات کی خبر دیتا ہے۔ آرمینا کے معاملات پر دلچسپ اور آزادانہ بحث کی ہے۔ لائق مترجم نے جا بجا آیات قرآنی کا حوالہ دیکر ترجمہ کو ایسا دلچسپ اور پسندیدہ بنا دیا ہے کہ یقیناً ہر مسلمان اس عجیب و غریب اسلامی ناول کو پڑھ کر خوش ہوگا۔

تذکرہ صابریہ۔ بزرگان سلسلہ صابریہ کے نہایت عمدہ اور دلچسپ حالات ہیں کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس رسالہ نے تمام مسلمانوں میں نہایت قبولیت حاصل کی ہے اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہا ہے اہل دل جلدی اسکی خریداری کریں۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴/

اسلام - امریکہ - شیخ الاسلام الگزینڈر رسل ویب صاحب کے پاکیزہ خیالات اسلام کی نسبت جن کے باعث انہوں نے اسلام قبول کیا۔ عجیب خیالات و دلائل ہیں قیمت ۴/

کلمات طیبات - حضرت غوث اور دیگر بزرگان دین کے مکتوبات نہایت عجیب اور مفید ہیں۔ قیمت ۳/

فیوض الحرمین - اسم بامسمی کتاب ہے - قیمت ۱۰/

منہ العرفان - واقعی عرفان کا چشمہ ہے قیمت ۱۰/

جنگ اجنادین - فتح دمشق مختصر سی قابل دید اسلامی تاریخ ہے - قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۶/

فخر البلاد یعنی تاریخ بغداد اردو - قیمت ۔ ۔ ۴/

عید المومنین -

اسلام کی دنیوی برکتیں - یہ کتاب مسلمانوں کیلئے واقعی ایک برکت ہے - نواب چراغ علی خاں صاحب مرحوم سابق فنانشل کمشنر حیدرآباد دکن کی تالیف ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۶/

صداقت اسلام - اسلام پر دو زبردست لکچر - ایک لکچر آنریبل سید احمد خاں بہادر بالقابہ کا - دوم لکچر ڈاکٹر لائیٹنر صاحب بانی پنجاب یونیورسٹی کا سر سید قبلہ کی عمدہ تصویر بھی ہے - قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۴/

مترجم دو دلج لکھی - ایک ہندی کے خوشنویس کا لکھا ہوا ہے قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۱/

حملہ آوری - ایرانی سرزمین اور اسلامی نامدوں کی شجاعت کی معتبر تاریخی داستان ہمت بڑھانے کا عمدہ نسخہ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴/

سعادت الکونین فی فضائل الحسنین

یہ کتاب فی الحقیقت ایک سعادت ہے - اور ایسی سعادت جو ہر ایک مسلمان کے حصہ میں آنی ضرور ہے قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ ۸/

گلستان خواجہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی زندگی کے حالات اور کشف و کرامات کی ایسی عمدہ کتاب ہے کہ باید و شاید حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ سوانح عمری ہے بحقیقت ایک فیض ہے اور طالبان حقیقت کے لئے ایک نعمت عظمی - متعدد نقشے درگاہ شریف اور اس کے متعلقات کے [illegible] جو نہایت خوبصورت ہیں قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۴/

نظم کی کتابیں

مثنوی لطیف - نہایت عمدہ مثنوی ہے معارف حقیقت اس میں ایسے پر مضامین اور پر مغز ہیں کہ سبحان اللہ - ارباب ذوق و شوق اور طالبان طریقت اسکی دلدادہ اور شیدائی ہیں - قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ [illegible]

دیوان راسخ - موجودہ زمانہ میں ایشیائی شاعری نے جو ترقی حاصل کی ہے اور اردو زبان نے جو نیا رنگ اور نرالا چوچلا پیدا کیا ہے اس کا مزہ چکھنا چاہو تو یہ دیوان ملاحظہ کرو - جو مولانا مولوی عبدالرحمن صاحب راسخ دہلوی کی جادو بیانی کا مجموعہ ہے اس پاکیزہ کلام کی تعریف میں ہندو مسلمان بھر کے شعراء رطب اللسان ہیں حتی کہ حضرت [illegible] میں - ایک ایک شعر اور ایک ایک مصرعہ [illegible] ایسی پاکیزہ زبان اور اس میں ایسی شوخی پیدا کرنا صرف ملا نما راسخ ہی کا کام ہے ضخیم دیوان ہے - قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ [illegible]

دیوان عزیز - یہ دیوان بھی تحفہ ہے [illegible] کلام ہے اشعار میں ایسی خوبی ہے کہ دل پر چوٹ لگتی ہے اور ساتھ ہی ایک مزہ آتا ہے جسکا لطف کسی چوٹ کھائے ہوئے دل سے پوچھنا چاہیے قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ [illegible]

مولود شریف لطیف - اس کی تعریف یہ ہے کہ کلام دیکھئے اور مصنف کو داد دیجئے ہم تو یہ کہتے ہیں سبحان اللہ وصل علی قیمت ۔ ۔ ۳/

جملہ درخواستیں منیجر اختر ہند پریس امرتسر کے نام ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی

پاکوں اور ناپاکوں کا انجام

الٰہی تو ہے اپنے پاکوں کا حامی
ہے مقصودِ دل اُنکا تیری غلامی
سدا رہتے ہیں وہ تری بندگی میں
وہ پاتے ہیں عزت سرافگندگی میں
ہمیشہ وہ ہیں تیری رحمت کے طالب
ترا شوق ہے اُنپہ ہر وقت غالب
سدا مست ہیں وہ تری آرزو میں
تجھے دیکھتے ہیں ہر اک رنگ و بو میں
اُنہیں ولولہ ہے تری آرزو کا
تو ہے مدعا اُن کی ہر گفتگو کا
کسی سے سوا تیرے ڈرتے نہیں ہیں
خلافِ رہِ صدق کرتے نہیں ہیں
وہ ہیں لعل اور تو ہی ہے کان اُنکی
وہ قالب ہیں اور تو ہی ہے جان اُنکی
وہ ہوتے ہیں تیرے تو ہوتا ہے اُن کا
مزا لیتے ہیں تیرے شیریں سخن کا
وہ فانی ہیں تجھ میں تو ہوتا ہے اُنمیں
بھلا بعد ہوتا ہے کیا شاخ و بن میں
تو بنتا ہے اپنے پیاروں کے اعضا
تو ہوتا ہے ہر دم نگہبان اُنکا
تو ہی آنکھ اور کان بنتا ہے اُن کے
تجھی سے ہی کہتے ہیں وہ تیری سُنکر
تو ہی بنتا ہے اُن کے ہاتھ اور پاؤں
میں کیا کیا تری قدرتیں یاں بتاؤں
تجھی سے وہ دیکھیں ہیں جو دیکھتے ہیں
دکھائے جو تو اُن کو سو دیکھتے ہیں
تجھی سے ہی سنتے ہیں جو تو سنائے
تجھی سے ہیں چلتے جدھر ہے

تجھے دیکھتے ہیں جدھر دیکھتے ہیں
اِدھر دیکھتے یا اُدھر دیکھتے ہیں
ترے نور سے روشنی پاتے ہیں وہ
سدا تیری جانب چلے آتے ہیں وہ
دکھاتی ہے قدرت تری رنگ اُنمیں
نرالا ہی قدرت کا ہے ڈھنگ اُنمیں
کچھ ایسے فنا در فنا ہوتے ہیں وہ
کہ نام و نشاں اپنا ہی کھوتے ہیں وہ
نہ خواہش کوئی باقی رہتی ہے اُنمیں
لگے رہتے ہیں وہ سدا تیری دُھن میں
رضا سے تری بس مزے پاتے ہیں وہ
ارادوں سے اپنے گذر جاتے ہیں وہ
سدا گیت گاتے ہیں تیری رضا کا
مٹا دیتے ہیں نام حرص و ہوا کا
بلاؤں میں حمد و ثنا گاتے ہیں وہ
مصائب میں کیا کیا مزے پاتے ہیں وہ
مزے تیری اُلفت کے وہ لوٹتے ہیں
تعلق پیاروں سے جب چھوٹتے ہیں
وہ تیرے محب ہیں تو اُنکا ولی ہے
ترا لطف اُن پر خفی و جلی ہے
جو تیری ہے عادت وہی اُنکی خو ہے
جو اُنکا عدو ہے وہ تیرا عدو ہے
رضا تیری اُنکی رضا میں ہے شامل
عطا تیری اُن کی عطا سے ہو حاصل
اُنہوں نے ہی ہے ساری دنیا سنواری
اُنہوں نے کئے تیرے احکام جاری
اُنہیں کی اطاعت ترا پاک دیں ہے
خلاف اُنکا منظور تجکو نہیں ہے
مسالک ہیں اُنکے تری پاک راہیں
ہیں منظور حضرت میں اُنکی دعائیں
سدا پیار رکھتے ہیں وہ تجھ سے نرالا
تجھی سے وہ جیتے جاتے ہیں پالا
ستائے جو اُن کو ہے تجکو ستاتا
دکھائے تجھے اُن کو ہے جو دکھاتا

ستاتے ہیں جب تیرے پاکوں کو ظالم
ترا قہر ہوتا ہے پھر اُنپہ قائم
ترے پاک لوگوں کو جس نے ستایا
وہ ایسا گرا سامنے پھر نہ آیا
جب آتی ہے نصرت ترے رسولونکو
ہلا دیتی ہے یک بیک وہ دلوں کو
جب آتی ہے نصرت تری یا الٰہی
تو پڑتی ہے اعدائے دیں پر تباہی
تری جاری ساری یہ عادت ہے مولا
کہ تو اپنے بندوں کو ہے آزماتا
تو پاکوں کی کرتا ہے جب آزمائش
وہ کرتے ہیں تیری ثنا و ستائش
ترے امتحاں میں جب آتے ہیں مُرسل
تو پھر استقامت دکھاتے ہیں مُرسل
بڑھاتے ہیں وہ مومنوں کے یقیں کو
سبق اُنسے ملتا ہے ہر اہلِ دیں کو
ترے امتحاں میں یہ ہے راز مضمر
جدا ہوں سعید اور شقی دونوں یکسر
جب آتی ہے پاکوں کے اعدا کی باری
تو بخشے ہے پاکوں کو تو رستگاری
ہلاکت وہ پڑتی ہے اعدائے دیں میں
کہ ہیبت سے پڑتا ہے لرزہ زمیں میں
مطیعانِ حق کی تو کرتا ہے یاری
یہی تیری سنت ہے اے حیِّ باری
جہاں تو نے صادق کیا کوئی پیدا
مقابل میں اُس کے ہوا کذب پیدا
ہوئی صدق اور کذب میں پھر لڑائی
ترے صدق نے آخرش فتح پائی
یونہی صدق کھلتا ہے عالم میں تیرا
صداقت سے اُٹھتا ہے دنیا میں پردا
مطیعوں کو پھر ڈھانک لیتی ہے رحمت
دبا لیتی ہے منکروں کو ہلاکت
مبارک ہیں وہ جو یہ راز سمجھیں
[illegible] صداقت کی آواز سمجھیں

[illegible]

[illegible] میں وہ جنکو حق کی طلب ہے
[illegible] وہ جنکو پاس ادب ہے
جب آدم کو حق نے خلیفہ بنایا
مقابل میں شیطان [illegible] دکھلایا
ہوا [illegible] تبلیغ حق سے
تو دشمن ہوئے سارے [illegible]
ہوا حکم [illegible] خلیل خدا کو
تو دیکھی خصومت کی اہل جفا کو
ہوئے جبکہ موسیٰ [illegible] کلیم الٰہی
تو فرعون کے [illegible] سپاہی
مسیحا کو جب حق نے مرسل بنایا
مقابل میں اعدائے [illegible]
نشاں [illegible] شہ مصطفیٰ کا
تو برپا ہوا ایک لشکر جفا کا
ابوجہل کوئی [illegible] بولہب تھا
کسی کو بھی اُن میں نہ پاس ادب تھا
ستایا [illegible] شہ انبیاء کو
عداوت میں [illegible] وہ روز جزا کو
بنا وہ ابوالجہل جو بوالحکم تھا
نہ فرعون سے شورہ پشتی میں کم تھا
فنا کر دیا سب کو قہر خدا نے
[illegible] ان کو [illegible] بددعا نے
غرض پاک لوگوں کے [illegible] سارے اعداء
کئے حق تعالیٰ نے غارت سراپا
نہ باقی رہا کوئی بھی اُن کا دشمن
نہ پایا کسی نے کہیں کہف و مامن
یہی سنت حق ہمیشہ ہے جاری
سدا یونہی کرتا ہے وہ حق باری
اسی طرح اب حق نے بھیجا ہے مہدی
مسیح و امام الزماں ہے وہ ہادی
ہوا قادیاں میں وہ نازل پیارا
شکستہ دلوں کا وہی ہے سہارا
اب اُسکے مقابل ہی دشمن کھڑے ہیں
بہت سے شیاطین ملکر اڑے ہیں

ابوجہل بھی [illegible] ایک باری
کہ شیطان نے عقل ہے اسکی ماری
تمرد میں فرعون سے وہ بڑا ہے
مقابل میں حق کے بہت ہی اڑا ہے
ہر ایک چال میں اُسکی جور و ستم ہے
نہ بوجہل سے شورہ پشتی میں کم ہے
مقابل کھڑا ہے امام الزماں کے
مسیح جناب شہ انس و جاں کے
غرض یہ ہی اب ایک کشتی ہے بھاری
ادھر ہے مسیحا ادھر قوم ساری
یہ کشتی لگی ہے امام زماں سے
جو دنگل میں نکلا ہے [illegible] نشاں سے
لگی ہے یہاں نقد ایماں کی بازی
گرا جو گیا [illegible] ایماں [illegible]
یہ ہے پہلوان ایک رب العلیٰ کا
مسیحا غلام احمد مصطفیٰ کا
یہ ہے [illegible] ختم الرسل کا
یہی ہے غلام اُس امام السبل کا
سپاہی ہے یہ حضرت مصطفیٰ کا
یہی ہے نقیب اس شہ دوسرا کا
جو خم ٹھوک اُس کے مقابل میں آیا
پچھاڑا گیا - اور ایماں گنوایا
سدا لعن و نفریں کا وارث ہوا وہ
سدا ذلتوں میں رہا مبتلا وہ
بھلا اس سے بڑھکر کوئی کیا گناہ ہے
ولی کی عداوت خدا کی پناہ ہے
تمنا مبارک کی ہے یہہ الٰہی
محبت عطا کر ہمیں صادقوں کی
عداوت سے پاکوں کی یارب بچا کر
محبت مسیحا کی مجکو عطا کر

خاکسار ابو یوسف

اشتہار

میلہ مال مویشی و اسپان بیساکھی ۶ - اپریل ۱۸۹۹ء سے شروع ہوکر ۱۵ - اپریل ۱۸۹۹ء تک امرتسر میں قرار پایا ہے - اس لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ مبلغ [illegible] روپیہ مال مویشی [illegible] بموجب فہرست انعام کے جو [illegible] دیا جاوے گا اور مبلغ چار سو روپیہ گھوڑوں کو انعام دیا جاوے گا - اور مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہئیں ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہونگے اور [illegible] قابل انعام کے دودھ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام [illegible] ۱۱ و ۱۲ - اپریل ۱۸۹۹ء کو دو وقت صبح اور شام دودھ دوہ کر وزن کیا جاوے گا - مویشی میلہ اسپان بھی حسب دستور اس موقعہ پر ہوگا - ۶ مارچ ۱۸۹۹ء

المشتہر
مسٹر جے جی الیس صاحب بہادر
سکرٹری میونسپل کمیٹی امرتسر

عیسائیوں کا کفارہ بھی اختراعی ثابت ہوا

عیسائی مذہب کا ستون اور دین کی بنیادی پتھر اور فرضی نجات کا دارومدار قرار پایا کر عیسائیوں کے نزدیک [illegible] کفارہ ہی تھا۔ مگر جب تحقیق کی نظر سے دیکھا گیا تو از روئے انجیل یہ کفارہ تار عنکبوت سے بھی کمزور ثابت ہوا۔ گو اس کفارہ کی تردید میں مختلف مضامین اہل اسلام کی جانب سے شائع ہو چکے بہت [illegible] دیگر [illegible] اور کل جدید لذیذ [illegible] مضمون ایک نئی طرز کی تردید [illegible] ناظرین کی جاتی ہے۔

ہمارا منشا ہے کہ قبل از بیان دلائل ہم ناظرین کے سامنے رکھدیں کہ نجات اخروی کے وسائل خداوند کریم نے نوع انسان کے لئے [illegible] کیا کیا تجویز فرمائے ہیں [illegible] سے ظاہر ہوتا ہے کہ نجات کے [illegible] بندگان خدا کو تعلیم ہوتے ہیں چنانچہ [illegible] نجات اخروی کے یہاں بیان ہوتے ہیں۔

(پہلا وسیلہ) نجات کا فضل باری تعالیٰ ہے دیکھو زبور ۱۳۰ آیت ۳ اے یاہ اگر تو گناہوں کا حساب لے تو اے خداوند کون کھڑا رہے گا پھر تیرے پاس [illegible] آیت ۷ اے اسرائیل خداوند پر توکل کر کہ رحمت خداوند کے پاس ہے اس کے پاس [illegible] اور مطابق اس کے زبور ۸۶ آیت ۵ میں [illegible] اور جابجا نزول رحمت [illegible] زبور ۱۰۳ آیت ۱۸ و ۱۹ میں بتایا [illegible] الٰہی سے بالیقین ثابت ہوتا ہے [illegible] سے ہو گی اور یہ کفارہ رحمت اور شفقت خداوندی کے منافی ہے کیونکہ فدیہ کے معنی عوض معاوضہ کے ہیں جائے انصاف ہے کہ جب عیسائیوں کی نجات معاوضہ پر ٹھیری تو عیسائی صاحبان خود ہی غور فرماویں کہ پھر رحمت اور شفقت خداوندی سے کیا مطلب کیا کہیں رحمت خداوندی میں عوض اور معاوضہ بھی ہو سکتا ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ جہاں عوض و معاوضہ ہے وہاں رحمت اور شفقت نہیں جہاں رحمت و شفقت ہے وہاں عوض و معاوضہ نہیں پس یا عیسائی خود ہی اپنے ساختہ پرداختہ اس کو فدیہ و کفارہ کو مردود قرار دیں یا رحمت اور شفقت باری سے محروم ہو کر زبور یا دیگر آیات کا جو فضل خداوندی پر دلالت کرتی ہیں انکار کریں کیونکہ اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ یہ مسئلہ فدیہ اور کفارہ منافی ہے صفت رحمانیت کے پس جمع ہونا دو متضاد کا محالات سے ہے۔

دوسرا وسیلہ نجات کا شفاعت انبیاء کرام ہے دیکھو سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا شفیع ہونا توریت سے ثابت ہے گنتی باب ۱۴ آیت ۱۹ اب تو اپنی رحمت کی فراوانی سے اس امت کے گناہ بخشدے جیسا تو مصر سے لیکر یہاں تک بخشتا رہا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جواب میں خداوند کریم نے فرمایا۔ آیت ۲۰ میں نے تیرے کہنے سے بخشے اور ایسے ہی کتاب ایضاً باب ۱۲ آیت ۱۳ اور کتاب استثنا باب ۹ آیت ۲۶ تک حضرت موسیٰ کی شفاعت کا ذکر موجود ہے حتیٰ کہ فرعون جیسا سیاہ دل کافر بھی آپکے شفیع ہونے کا قائل تھا دیکھو کتاب خروج باب ۸ آیت ۸ کیا عیسائی جناب موسیٰ علیہ السلام کی شفاعت کے منصب سے انکار کر سکتے ہیں اگر منکر ہوں بھی تو پہلے توریت کی تکذیب کریں کیونکہ توریت سے حضرت موسیٰ کی شفاعت کا ثبوت بخوبی اوپر ہو چکا ہے جائے تعجب ہے کہ خداوند تعالیٰ نے عبد بن عبد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شفاعت سے گنہگار بندوں کے گناہ معاف کر دی اور بموجب اعتقاد عیسائیوں کے اپنے فرزند ارجمند کو منصب سے محروم رکھے اور اس کے خون کا پیاسا ہو کر اسکو ناحق لوگوں کے گناہوں کی خاطر یہود کے ہاتھ مصلوب کرائے کیا کوئی صاحب یہ بات خلاف عدل قبول کر سکتا ہے۔

تیسرا وسیلہ نجات کا توبہ ہے دیکھو نینوہ کے باشندے توبہ سے بچ گئے اس پر صحیفہ یونس کا باب ۳ گواہ ہے اور نینوہ کے لوگوں کی توبہ قبول ہونے کی تصدیق انجیل لوقا باب ۱۱۔ آیت ۳۲ میں موجود ہے اور گنہگار کی توبہ سے خداوند کریم کا خوش ہونا انجیل لوقا باب ۱۵ آیت ۷ سے ہویدا ہے اور توبہ کا بیان بائبل میں قریباً ۲۵ جگہ سے زیادہ ہے پایا جاتا ہے کیا توبہ کا مسئلہ عیسائیوں کے نزدیک غلط ہے اور جن کتابوں میں توبہ سے گناہ کی بخشش کا بیان ہے عیسائیوں کی عقل میں جھوٹے ہیں جو ناحق کے کفارہ فرضی اور کمزور وسیلہ ٹھیرا کر مفت کی نجات کر متلاشی ہونا مفت خوروں کا کام ہے

چوتھا وسیلہ نجات کا از روئے اناجیل اعمال حسنہ ہے دیکھو خط رومیوں باب ۲ آیت ۶ وہ ہر ایک کو اس کے کاموں کے موافق بدلہ دیگا۔ ان کو جو نیک پر صبر کے ساتھ قائم رہیں گے بزرگی اور عزت اور بقا کے طالب ہیں ہمیشہ کی زندگی دیگا مگر ان پر جو فسادی ہیں اور سچائی کے تابع نہیں ہوتے بلکہ ناراستی کے تابع ہیں قہر اور غضب ہوگا ہر ایک آدمی کی جان جو برائی کرتی ہے رنج اور عذاب میں پڑیگی پہلے یہودی کی پھر یونانی کی پھر ہر ایک کو جو بھلائی کرتا بزرگی اور عزت اور سلامتی ملے گی پہلے یہودی کو پھر یونانی کو کیونکہ خدا کے حضور کسی کی طرفداری نہیں ہوتی۔

دیکھو عبارت مذکورہ بالا سے دو امر بخوبی ثابت ہوگئے۔ امر اول نیک اعمال ہمیشہ کی زندگی یعنی نجات دائمی کا حاصل ہونا۔ امر دوم نیک اعمال ہی بدون قید مذہب یعنی بدون عیسائی ہونے کے خواہ یہودی ہو خواہ یونانی نیک اعمال سے نجات پاسکتا ہے عیسائی ہونا اور کفارہ پر ایمان لانا کچھ ضرورت نہیں۔ اب کہاں گیا عیسائیوں کا خود ساختہ

نزد میان پولوس بہشت بیکار کر دیا ۔ ۔ ۔ اعمال حسنہ سے وابستہ کرکے عیسائی ہونیکی شرط ۔ ۔ ۔ سے لحاق رکھدیا اور بدون کفارہ مسیح کے پہنچے ہی دوزخی دوزخ اور بہشتی بہشت میں داخل ہو چکے ہیں دیکھو انجیل لوقا باب ۱۶ آیت ۔ ۔ ۔ ایک دولتمند لعازر نامی غریب آدمی کا قصہ لکھا اور یہ قصہ خود مسیح نے اپنی زندگی میں بیان کیا اب جائے غور ہے کہ جب کفارہ ہونے کے پہلے ہی دوزخ بہشت کا سلسلہ جاری تھا تو بہشت میں بدون کفارہ کے بندگان خدا کا جانا ثابت ہوگیا۔ اب یا تو عیسائی اس قصہ مندرجہ انجیل لوقا کے تکذیب کریں یا کفارہ سے دست بردار ہوں اور حق نجات کے وسائل تو اور دیگر انجیل اور بھی بہت ہیں مگر بخوف طوالت اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے یہ ایک پہلو تردید کفارہ کا ہے جو اوپر بیان ہو چکا ہے

اب دوسرا پہلو بیان کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اناجیل کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے گناہ ایسے ہیں جنکو خود مؤلفین اناجیل تسلیم کرتے ہیں کہ ان گناہوں کا کفارہ ہونا ممکن ہی نہیں اور وہ

پہلا گناہ روح القدس کی بے ادبی کرنا۔

دیکھو انجیل متی باب ۱۲ ۔ آیت ۳۱ ۔ اس لئے میں تمسے کہتا ہوں کہ لوگوں کا ہر طرح کا گناہ اور کفر معاف کیا جائیگا مگر وہ کفر جو روح کے حق میں ہو لوگوں کو معاف نہ ہوگا جو کوئی ابن آدم کے حق میں برا کہے اُسے معاف ہو سکیگا پر روح قدس کے حق میں برا کہے اُسے ہرگز معاف نہ ہوگا نہ اس جہان میں نہ اُس جہان میں اس انجیلی عبارت سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں ۔ اول روح القدس کا بے ادب دارین میں بخشش کے قابل نہیں اور نہ کفارہ اسکو کوئی فائدہ دے سکتا ہے بلکہ ازروئے انجیل روح القدس کے بے ادب پر جہنم کا فتویٰ ہو چکا ہے دوم مسیح کا رتبہ روح القدس سے کم ثابت ہوا اور یہ بات ظاہر ہے کہ کم مرتبہ خدا نہیں ہو سکتا ۔ تو عیسائیو مسیح کی زبانی مسیح کی خدائی کا ابطال ہو گیا

دوسرا اپنی خطاکاروں کی خطائیں معاف نہ کرنا ۔ انجیل مرقس باب ۱۱ ۔ آیت ۲۵ ۔ اور جب کہ تم دعا کے لئے کھڑے ہوتے ہو اگر تمہیں کسی پر شکایت ہو تو اُسے معاف کرو تاکہ تمہارا باپ جو آسمان پر ہے تمہارے قصوروں کو معاف کرے اور اگر تم معاف نہ کروگے تو تمہارا باپ جو آسمان پر ہے تمہارے قصور معاف نہ کریگا ۔ دیکھو اپنے خطاکاروں کی خطائیں معاف نہ کرنے والوں سے یہ دعوی انجیل میں ہو چکا ہے کہ خدا تعالے ان کی خطائیں معاف نہ کریگا اب کفارہ کے وسیلہ پر اگر خطائیں معاف نہ کرنے والا بھروسا رکھے ۔ تو پہلے خدا کو وعدے خلاف ضرورت دل میں مان لے اور یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ الہی وعدہ خلاف ہوں جب یہ نہیں ہو سکتا تو اپنے مجرموں کی خطائیں معاف نہ کرنے والا کفارہ سے کوئی فائدہ بھی نہیں اٹھا سکتا ۔

تیسرا گناہ حق العباد ہے انجیل متی باب ۵ آیت ۲۶ میں تجھسے سچ کہتا ہوں کہ جب تک کہ کوڑی کوڑی ادا نہ کرے تو وہاں سے کسی طرح نہ چھوٹیگا ۔ کیا عیسائیوں کی ضمیر یہ بات تسلیم کر سکتی ہے کہ پرائی گٹھڑیاں مار کر مسیح کے کفارہ پر بھروسا کر بیٹھے گناہ حق العباد معاف ہو سکتا ہے جسکی عدم معافی پر خود مسیح کی شہادت اوپر بیان ہو چکی ہے جائے انصاف ہے کہ گناہ حق العباد کی خلاصی کفارہ پر تصور کرنا عقل سے ہاتھ دھونا اور مسیح کے قول مذکورہ بالا کی تکذیب کرنا ہے علاوہ ازیں اور بہت گناہ ہیں جنکو میاں پولوس قابل بخشش نہیں جانتے دیکھو خط اول قرنتیوں باب ۶ آیت ۹ کیا تم نہیں جانتے کہ ناراست خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہونگے فریب نہ کھاؤ کیونکہ حرام کار اور بت پرست اور زنا کرنے والے اور عیاش اور لونڈے باز اور چور اور لالچی اور شرابی اور گالی بکنے والے اور لٹیرے خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہونگے

دیکھو پولوس آپ کی فرضی رسول کے نزدیک ۔
(۱) ناراست (۲) حرام کار (۳) بت پرست
(۴) زنا کرنے والے (۵) عیاش (۶) لونڈے باز
(۷) چور (۸) لالچی (۹) شرابی (۱۰) گالی بکنے والے (۱۱) لٹیرے ۔ نجات اُخروی سے محروم رہینگے اور ایسا ہی کتاب مکاشفات باب ۲۲ ۔ آیت ۱۴ میں ہے مبارک وے ہیں جو اسکے حکموں پر عمل کرتے ہیں تاکہ زندگی کے درخت پر اُن کا اختیار ہو اور وے اُن دروازوں سے شہر میں یعنی بہشت میں داخل ہوویں مگر کتے اور جادوگر اور حرام کار اور خونی اور بت پرست اور جو کوئی جھوٹھ کو چاہتا ہے اور بولتا ہے سب باہر ہیں یعنی بہشت سے خارج رہینگے ۔ اول کتے یعنی وہ آدمی جنکی اخلاقی حالت مردہ ہو گئی ہے دوم جادوگر سوم حرام کار چہارم خونی پنجم بت پرست ششم جھوٹھ کو چاہنے والے ہفتم جھوٹھ بولنے والے یہ تمام بدکار بہشت میں داخل نہیں ہو سکتے علاوہ ان گناہوں کے ایک اور بڑا گناہ ہے جس کے اکثر عیسائی مرتکب ہوتے ہیں یعنی اپنی ماؤں سے زناکاری کرنا اب سوچو کیا ایسی گندی اور ناپاک فعل کا کفارہ مسیح کو تصور کرنا بے غیرتی میں داخل نہیں ہے دیکھو اول خط قرنتیوں باب ۵ آیت اول میں صاف لکھا ہے کہ آخر دن سے سننے میں آیا کہ تمہارے بیچ حرامکاری ہوتی ہے اور ایسی حرامکاری جس کا غیر قوم والوں میں بھی ذکر نہیں کہ کوئی اپنے باپ کی جورو کو رکھے زمانہ میاں پولوس کے عیسائی ساکن قرنتیوں نعوذ باللہ من ذالک اپنی حقیقی ماؤں سے زنا کرتے تھے جسکا بیان کرکے پولوس انکو شرمندہ کرتا ہے کیا کوئی عیسائی ایسے گندے ناپاک اور گندے گناہ کا کفارہ مسیح کو قرار دے سکتا ہے یہ وہ گناہ جنکی عدم معافی پر خود اناجیل ہی شہادت دے رہی ہیں انکا کفارہ مسیح کو ٹھہرانا انجیل مروجہ حال کی تکذیب کرنا ہے اب انصاف تو یہ ہے کہ عیسائی صاحبان ان گناہوں جنکی عدم معافی کا ذکر اناجیل میں موجود ہے منہا کرکے باقی گناہوں کی فہرست بندگان خدا کے سامنے پیش کریں جو جنت کی نجات کے شائق ہوں

+ ہم لٹاتی ہیں آج لعل و گہر + نہ رہے کوئی لا ولد مضطر + اعنی ہر حق میں ہر بشر کے لیے + لعل دُور تیمم سے بڑھکر +

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین حکیم امرتسر

اے میرے قدردان علم و ہنر + غور سے کیجیے ادہر بھی نظر + [illegible]

جس کو ہو فضل ایزد داور + کیوں نہ ہوں اس کے بامراد کنو

اظہار بشارت: — سناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسناد بسیار سے کیا خاک اطمینان کر سکتے ہیں۔ صدہا ورگندم نما جو فروش اشتہاری بیہودہ طبیب ہیں جو ڈاکٹر جالن دمل کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں بخیر خواہی عام بعد راستبازی کے کام ہی مرد میدان بن کر آئیں۔ شرطیہ دمسلا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بنائیں۔

معیار صداقت: — جو شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرار نامہ اشٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے۔ وہ محلکہ لکھائے۔ اگر مراد پوری نہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ دہرانہ لو۔ جیسے طالبوا اولاد کے آرزومندو! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خدا داد کی منادی ہے۔ عام مبارکبادی ہے۔

اس خادم الاطبا نے کہ ہو سالہ طبی تجربات اور فقرا کاملین ریاضین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخہ ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ اکثر اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر چو خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بدل کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو وہی ہونگی۔ مگر نمبر اول۔ کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے۔ اور (۲) تونگر ہدیہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یکماہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لیجائے سوم) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدے۔ بشرطیہ پیدائش نرینہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا ہی بذریعہ رسید واپس لے (۵) زر تصفیہ شدہ فیما بین معتبر شخص کے پاس برضا مندی طرفین امانت رکھدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہو تو محلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ۔ جرمانہ حسب اقرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈہا دی۔ اگر علاج میں شک ہو تحقیق کر لو۔ مراد پانے پر دنیا کسکو گراں ہے جو فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گہر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گہر نہیں۔ شجر بے بار وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لا ولدی کے ٹکٹ بھیجکر منگوائیں۔ جن بیاہتوں نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد بر آئی۔ ان کی تحریریں ملاحظہ فرمالیجئے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا و پرہیز مفصل ملفوفہ ڈبیہ کے درج ہوگا۔ والیان ریاست و امرا صاحب منشا رخود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں +

نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت
۱	جس کے اولاد نہو۔	عہ	۱۰	قولنج وکدری۔	صہر	۱۹	لقوہ۔	عص	۲۸	نل اترنا۔	صہ
۲	جنکی اولاد چھوٹی مرجاوے۔	صہر	۱۱	سوزاک۔	صہر	۲۰	بھگندر۔	ے	۲۹	طول وعرض وعمق ودوایہ۔	صہ
۳	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو۔	صہر	۱۲	سرعت۔	للعار	۲۱	ناسور۔	ے	۳۰	خضاب سالانہ۔	للعہ
۴	جس کا حمل ۷۔۸ ماہ کا گرجاوے۔	صہر	۱۳	جریان۔	ے	۲۲	بواسیر خونی وبادی۔	صہر	۳۱	نزلہ وزکام۔	ے
۵	کمزوری۔	عہ	۱۴	غلط کاری۔	صہر	۲۳	ادہرنگ۔	ے	۳۲	تسہیل ولادت	عہ
۶	مرگی۔	صہر	۱۵	گنٹھیہ۔	للعہ	۲۴	ضیق النفس۔	عہ	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب۔	للعہ
۷	تپ دق۔	عہ	۱۶	سفیدی آنکھ۔	صہر	۲۵	لیپہ۔	صہر	۳۴	بخار بچہ وچوتھائیہ ودرد زانہ۔	صہ
۸	ضعف باہ۔	صہر	۱۷	ضعف بصر۔	ے	۲۶	آتشک۔	صہر	۳۵	ضعف ہضم۔	صہ
۹	ضعف جگر۔	للعہ	۱۸	سبل۔	للعہ	۲۷	آتشک گل بدن۔	عہ	۳۶	سرمہ [illegible]	[illegible]

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں +

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز ججوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ ے - خالص ممیرہ فی ماشہ عـہ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے -

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ اور مانڈ کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم سالٹر صاحب بہادر - ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲ - میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے طیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مساۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال ساکن لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا ہی نہیں پرو سکتی تھی - اور بڑی اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور - سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم - شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - میرے ایک دوکاندار مسمی دولا مل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی اور مریض دعا گو ہے - بندہ بھی بصد شکر گذاری حسن طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان بمعہ ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم میرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرما دیں - راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ اسپیشل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ - ڈسپنسری شملہ

۴ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے - ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر معز محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان -

۶ مارچ ۱۸۹۶ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی اسناد میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ نقد بطور انعام دیا جائے گا جو اسکے الائنس بنک میں بمعہ ۱۸۹۶ء کو جمع کیا گیا ہے

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان سے چھپا

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

نمبر ۱۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۲ اپریل ۱۸۹۹ء | جلد ۳

ایڈیٹر کے مشورے

خوشی اور رنج اور مصیبت | خوشی اور رنج اور مصیبت کیا ہیں؟ ایک دلی خواہش اور قلبی تمنا کی کامیابی یا عدم کامیابی کا نتیجہ۔ بلا ریب نہیں کہ اس کامیابی کا نتیجہ ضرور مقبول ہی ہو۔ دیکھو شرابی قمار باز وغیرہ کی خوشی [illegible] کی وجہ سے ہے۔ رنج کیوں پیدا ہوتے ہیں؟ ہم تمام اقسام پر بحث نہ کریں گے۔ ہمارے شیخ مولانا مولوی نورالدین صاحب نے شیخ سعدی کی روایت کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے انکو ایک بزرگ نے نصیحت کے لئے فرمایا تھا کہ خدا اور رسول نہ بن۔ پس کل دکھوں کی جڑ خدائی اور رسالت کا تاج ہے خدا بننا کیا ہے؟ کہ ہمارا چاہا کیوں نہ ہو؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی کی یہ شان ہے۔ یفعل ما یرید پس جب ایسے انسان کی خواہش کے موافق کوئی کام نہیں ہوتا تو اُسے حزن و ملال رنج ہوتا ہے۔ اس کا تریاق یہی ہے دل سے سوال کرے کہ کیا تو خدا ہے؟ جواب پر وہی رنج خوشی سے بدل جاوے گا۔ رسول بننا کیا ہے؟ کہ ہمیں یقین ہو کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں وہی راست اور حق ہو۔ اور اس کا مخالف چونکہ ہمارا نافرمان ہے لہٰذا جہنمی ہے پس اُسکا مخالف دیکھکر ہی رنج ہوتا ہے۔

کیا وہ لوگ جو مولوی اور فقیہ کہلاتے ہیں اور مفتی بنکر فتوے لکھتے ہیں محض اس ایک وجہ پر ایک مومن عبد اللہ کو خارج از اسلام اور جہنمی ناری قرار نہیں دیتے کہ وہ ایک امر انکی مرضی کے خلاف بیان کرتا ہے؟ بے شک ایسا ہی ہوتا ہے۔ پھر ہم کو حیرت ہے کہ اپنے دعوے رسالت سے کیوں انکار کر سکتے ہیں۔ اسی کا نام تو رسول بننا ہے؟ ہمارے مخالف سوچیں! اور غور کریں!! اور پھر سوچیں!!! رسول نہ بنیں کہ راحت اسی میں ہے۔

انا للہ اہل اسلام | بنگال کے مسلمانوں میں میں خانسامانی۔ خدمت گاری۔ حمالی۔ قصابی گاڑی بانی گویا تقدیر میں لکھی ہے۔ پھر یاد رکھو کہ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم اور ہند میں سبھی [illegible] اسباب اور جناب امیر علیہ السلام کا پوتا بننا۔ اور دوسرے بھائیوں کو کوڑی کا کرا کر کہنا سنوا مقابل کے دوڑ گئے۔ اور تم سوتے کے سوتے رہ گئے۔ اگر ہم تکفیر بازی کے شائق مولویوں کو بیرونی حملے سننے اور دیکھنے کا اتفاق ہوتا۔ اور مسجد کی چاردیواری سے نکل کر نظارہ عالم دیکھتے تو انہیں معلوم ہوتا۔ انہیں کیا خبر ہے کہ نو تعلیم یافتہ نوجوان اوّل مذہب کو کس تمسخر سے سنتے ہیں۔ عربی ادب نہ جاننے سے ان کو قرآن کس کا کلام نظر آتا ہے تعاونوا علی البر والتقوٰی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان کے فہم نے بڑے بڑے علوم پہنچایا ہوتا۔ کاش! ہمارے بھائی شادیوں۔ فضول خرچیوں بے جا دعوتوں اور فسق و فجور کے ارتکاب اور زیب و زینت کے وقت یہ آیت پڑھا کریں۔

مسلمان اور آریہ | مسلمانوں کو موجودہ پستی اور ادبار کی حالت میں اہل ہنود کی ہمسری

[illegible] اتفاق سخت مضر ہے اور ممکن تھی [illegible] یہ قایم رہے۔ آج تک کے تجربے نے دکھلا رہا ہے۔ لیکھرام کے قتل پر مسلمانوں نے دکانیں بند کر دیں۔ لیکن آخر وہی ہندو دوکاندار وہی اہل اسلام خریدار۔ امید کی جاتی تھی کہ آریہ کہنڈ کی پرانی قوم کا تنفر یا تعصب تعلیم سے کم ہو جاتا۔ مگر نہیں۔ ع سمند ناز یہ اک اور تازیانہ ہوا۔ پہلے تنفر میں ایک اور جوش پیدا ہوا۔ ہندو ہندو نہ رہے۔ آریہ بنے۔ آریہ صاحبان کے بعض خطرناک جلسے اس وقت آنکھ کے سامنے ہیں کہ وہ **عالمگیر** اور **محمود** کے ان غیر صحیح اور بے معنے محض واقعات کا بدلہ مسلمانوں سے لینا چاہتے ہیں۔ اگر ان کا بس چلے۔ باوصفیکہ وہ تناسخ کے قایل ہیں اور آج تک ثابت نہیں کر سکے کہ یہ مسلمان وہی ہیں جو **عالمگیر** اور **محمود** کے ساتھ تھے۔ یا اس وقت کے مسلمانوں نے بعرض محال ابتدائی برائی کی تھی؟ کیا اگر تناسخ سچ ہے تو یہ ممکن نہیں کہ وہ مسلمانوں کی برائی اگر ہوا گو ہمارے خیال میں قطعاً نہیں کسی اہل ہند کے پرم جنم کے کرموں کا پھل تھی یہ اختلاف اور نفاق جو دونوں قوموں میں مسلمانوں کی طرف سے واقعی نہیں۔ دبی بلی چوہوں سے کان کٹواتی ہے۔ اگر اختلاف ہو تو ایک دوسرے سے بازی لیجانے کے لئے کوشش کرے اور دونوں ترقی پا جاویں علم و فضل میں معراج حاصل کریں اور ان میں انصاف قایم ہو۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو آریوں سے **نفاق** اور اختلاف نہیں اگر ہے تو لاریب حلوائی اور پنساری سے لیکر صراف اور بزاز تک مسلمان نظر آتے مگر کیا کوئی ہے؟

دعوت اور اصلاح

خلوت۔ جلوت۔ پلیٹ فارم۔ مباحثوں۔ شادی کے جلسوں ماتم کدوں میں اسپیچیں ہوں۔ تو قوم کی حالت سدھرے گی۔ ہاں! ان سپیچوں میں اپنی طاقت لسانی اور خوش بیانی کی داد سننا مطلوب نہ ہو بلکہ بلا خوف لومۃ لائم جو کچھ کہا جاوے۔ کہا جاوے اور ملنے [illegible] ننگ و نام کا خیال رہے پھر بھی سچی خیر خواہی اور للّٰہی جوش ہو تو کچھ بنے گا۔ مگر نری دعوت نرا جوش۔ **خشک نصیحت** کارگر نہ ہوگی۔ سب سے بڑی موثر نصیحت گھر کر جانے والا وعظ اپنا **نیک نمونہ** ہے۔ پس ملک اور قوم کے سامنے اپنے پاک نمونے رکھدو کہ بہترین واعظ یہی ہیں۔

قومی بہتری چاہنے والو! تمہارے لمبے چوڑے لیکچر کیا قوم کے لئے کچھ مفید ہو سکتے ہیں؟ ہم پوچھتے ہیں کہ پرانے واقعات کو یاد کر کے رونا کچھ مفید ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پدرم سلطان بود کیا فایدہ پہنچا سکتا ہے جبکہ ہم قعر مذلت میں پڑے ہیں۔ استخوان فروشی چھوڑ دو۔ **گڑے مردے نہ اکھاڑو** سلف رسپکٹ کا مفہوم سمجھو! خود کچھ ہو۔ اگر آپ کچھ بھی نہیں تو آبا و اجداد کی شرافت ہم کو معزز نہ بنا سکے گی۔ بہتر ہو کہ تمہارے قومی جلسوں اور مجمعوں میں پورانی سٹوریاں نہ سنائی جاویں اور قوم کو اور بھی مغرور اور سست بننے کی تحریک نہ دیجاوے اس سے بیشک تغافل بڑھتا ہے۔ اگر نہیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ اتنی ہائے پکار اور عرب کے فتوحات سنانے اور مرثیہ خوانیوں سے کیا ہوا؟ کیا قوم میں جو نقص پڑے ہوئے ہیں دور ہو گئے؟ جواب یہی ہے۔ ایک بھی نہیں ہے۔ پس علاج ہے قرآن کریم کو پھیلاؤ اسکی اشاعت کرو کہ **رذیلوں کو شریف۔ جاہلوں کو عالم محکوموں کو حاکم۔ بے دینوں کو** اگر کوئی خدا پرست بنا سکتا ہے تو قرآن کریم قرآن کی اشاعت کرو اسکے مضامین کو دنیا میں نہیں تو اپنی قوم میں پھیلاؤ پھر خاطر خواہ اور پسند نتایج کا ذمہ وار خدا ہے۔

اخبار

قوم کی ترقی۔ ملکی بھلائی۔ عوام کی رہنمائی۔ خواص کی دلچسپی۔ حکام کی ہدایت۔ رعایت رعیت اور انکی اطاعت کا ذریعہ ہے۔ مگر جہاں **پولیٹیکل سوشل تعلیم** نہ ہو وہاں یہ کاغذ بالکل بیکار ہے۔ خدایا! مہتممان اخبار مشمول **بلند حوصلہ۔ خدا ترس۔ شریف عالی خیال ہوں۔** اللھم اجعلنا منھم **صرف بہانہ** طماع۔ یاوہ گو نہ ہوں۔ ربنا لا تجعلنا منھم۔ قوم کی حالت کو سدھارنے کے لئے اخبار بہترین ذریعہ ہے بشرطیکہ وہ اس مطلب کے لئے وضع کیا جاوے اور قوم اسپر توجہ کرے۔

اسرار معرفت

ذیل میں ہم حضرت اقدس کی ایک تقریر کا کچھ حصہ بطور نمونہ درج کرتے ہیں۔ یہ تقریر بصورت رسالہ جداگانہ چھپ رہی ہے ہمارے مخدوم مولنا مولوی عبد الکریم صاحب نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ اس تقریر کی کثیر التعداد کاپیاں شایع ہوں اور ہمارے ہر دوست کے ہاتھ میں بطور خضر طریقت اور سارٹیفکٹ ہو پھر ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے دوست اسکی اشاعت میں بہت کوشش کرینگے۔ اگر سو آدمی ہی بیس بیس کاپیاں خرید کریں تو صرف چار آنہ کو ملیں گے اور دو ہزار کاپی شایع ہو سکتی ہے۔ یہ تقریر اخبار میں شایع نہ ہوگی محض نمونتاً درج کی گئی ہے۔ جداگانہ چھپ رہی ہے۔

ایڈیٹر

عہ تقریر مذکور مع ایک خط کے جو وحدت وجود کی حقیقت ہے چھپ چکی ہے قیمت ۲/

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

تقریر حضرت اقدس

مورخہ ۱۴۔ جنوری ۱۸۹۹ء

تقدیر دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک کا نام معلق ہے اور دوسری کو مبرم کہتے ہیں۔ اگر کوئی تقدیر معلق ہو تو دعا اور صدقات اسکو ٹلا دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس تقدیر کو بدل دیتا ہے اور مبرم ہونے کی صورت میں وہ صدقات اور دعا اس تقدیر کے متعلق کچھ فایدہ نہیں پہنچا سکتے۔ ہاں وہ عبث اور فضول بھی نہیں رہتی کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے وہ اس دعا اور صدقات کا اثر اور نتیجہ کسی دوسرے پیرایہ میں اسکو پہنچا دیتا ہے۔ بعض صورتوں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی تقدیر میں ایک وقت تک توقف اور تاخیر ڈال دیتا ہے۔

قضائے معلق اور مبرم کا ماخذ اور پتہ قرآن کریم سے ملتا ہے بہ الفاظ گو نہیں مثلاً قرآن کریم میں فرمایا ہے ادعونی استجب لکم۔ ترجمہ دعا مانگو میں قبول کروں گا۔ اب یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا قبول ہو سکتی ہے اور دعا سے عذاب ٹل جاتا ہے اور ہزارہا کیا کل کام دعا سے نکلتے ہیں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کل چیزوں پر قادرانہ تصرف ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اسکے پوشیدہ تصرفات کی لوگوں کو خواہ خبر ہو یا نہ ہو۔ مگر صدہا تجربہ کاروں کے وسیع تجربے اور ہزارہا دردمندوں کی دعا کے صریح نتیجے بتلا رہے ہیں کہ اسکا ایک پوشیدہ اور مخفی تصرف ہے وہ جو چاہتا ہے محو کرتا ہے اور جو چاہتا ہے اثبات کرتا ہے۔ ہمارے لئے یہ امر ضروری نہیں کہ ہم اسکی تہ تک پہنچنے اور اسکی کنہ اور کیفیت معلوم کرنے کی کوشش کریں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ایک شے ہونے والی ہے۔ اسلئے ہم کو جھگڑے اور مباحثے میں پڑنے کی ضرورت نہیں خدا تعالیٰ نے انسان کے قضا و قدر کو مشروط بھی رکھا ہے جو توبہ۔ خشوع خضوع سے ٹل سکتی ہیں۔ جب کسی قسم کی تکلیف اور مصیبت انسان کو پہنچتی ہے تو وہ فطرتاً اور طبعاً اعمال حسنہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اپنے اندر ایک قلق اور کرب محسوس کرتا ہے جو اسے بیدار کرتا اور نیکیوں کی طرف کھینچے لئے جاتا ہے اور گناہ سے ہٹاتا ہے۔ جس طرح پر ہم ادویات کے اثر کو تجربے کے ذریعہ سے پا لیتے ہیں۔ اسی طرح پر ایک مضطرب الحال انسان جب خدا تعالیٰ کے آستانہ پر نہایت تذلل اور نیستی کے ساتھ گرتا ہے اور ربی ربی کہہ کر اسکو پکارتا اور دعائیں مانگتا ہے۔ تو وہ رویاے صالحہ یا الہام صحیحہ کے ذریعہ ایک بشارت اور تسلی پالیتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب صبر اور صدق سے دعا انتہا کو پہنچیگی تو وہ قبول ہو جاتی ہے۔ دعا۔ صدقہ اور خیرات سے عذاب کا ٹلنا ایسی ثابت شدہ صداقت ہے جس پر ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کا اتفاق ہے اور کروڑہا صلحا اور اتقیا اور اولیاء اللہ کے ذاتی تجربے اس امر کے گواہ ہیں

نماز کیا ہے؟ یہ ایک خاص دعا ہے۔ مگر لوگ اسکو بادشاہوں کا ٹیکس سمجھتے ہیں۔ نادان اتنا نہیں جانتے کہ بھلا خدا تعالیٰ کو ان باتوں کی کیا حاجت ہے؟ اسکے غناء ذاتی کو اس بات کی کیا حاجت ہے کہ انسان دعا۔ تسبیح اور تہلیل میں مصروف ہو بلکہ اسمیں انسان کا اپنا ہی فایدہ ہے کہ وہ اس طریق پر اپنے مطلب کو پہنچ جاتا ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے کہ آجکل عبادت اور تقوےٰ اور دینداری سے محبت نہیں ہے اسکی وجہ ایک عام زہریلا اثر رسم کا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت سرد ہو رہی ہے اور عبادت میں جس قسم کا مزا آنا چاہیئے وہ مزا نہیں آتا۔ دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جس میں لذت اور ایک خاص حظ اللہ تعالیٰ نے نہ رکھا ہو جس طرح پر ایک مریض ایک عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ چیز کا مزا نہیں اٹھا سکتا اور وہ اسے تلخ یا بالکل پھیکا سمجھتا ہے اسی طرح وہ لوگ جو عبادت الٰہی میں حظ اور لذت نہیں پاتے ان کو اپنی بیماری کا فکر کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جیسا میں نے ابھی کہا ہے۔ دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسمیں خدا تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی لذت نہ رکھی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو عبادت کے لیے پیدا کیا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس عبادت میں اسکے لئے لذت اور سرور نہ ہو۔ لذت اور سرور تو ہے۔ مگر اس سے حظ اٹھانے والا بھی تو ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ اب انسان جب کہ عبادت ہی کے لئے پیدا ہوا ہے۔ ضروری ہے کہ عبادت میں لذت اور سرور بھی درجہ غایت کا رکھا ہو۔ اس بات کو ہم اپنے روزمرہ کے مشاہدہ اور تجربے سے خوب سمجھ سکتے ہیں مثلاً دیکھو اناج اور تمام خوردنی اور نوشیدنی اشیاء انسان کے لئے پیدا کیئے ہیں تو کیا ان سے وہ ایک لذت اور حظ نہیں پاتا ہے؟ کیا اس ذائقہ مزے اور احساس کے لئے اسکے منہ میں زبان موجود نہیں۔ کیا وہ خوبصورت اشیاء دیکھ کر نباتات ہوں یا جمادات حیوانات ہوں یا انسان حظ نہیں پاتا؟ کیا دل خوش کن اور سریلی آوازوں سے اسکے کان محظوظ نہیں ہوتے؟ پھر کیا کوئی دلیل اور بھی اس امر کی اثبات کے لئے مطلوب ہے کہ عبادت میں لذت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے عورت اور مرد کو جوڑہ پیدا کیا۔ اور مرد کو رغبت دی ہے۔ اب اسمیں زبردستی نہیں کی بلکہ ایک لذت بھی دکھلائی ہے۔ اگر محض توالد و تناسل ہی مقصود بالذات ہوتا تو مطلب پورا نہ ہو سکتا۔ عورت اور مرد کی برہنگی کی حالت میں ان کی غیرت قبول نہ کرتی کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ تعلق پیدا کریں مگر اسمیں انکے لئے ایک حظ ہے اور ایک لذت ہے یہ حظ اور لذت اس درجہ تک پہنچی ہے کہ بعض کوتاہ اندیش انسان اولاد کی بھی پروا اور خیال

نہیں کرتے۔ بلکہ ان کو صرف حظ ہی سے کام اور غرض ہے۔ خدا تعالےٰ کی علت غائی بندوں کا پیدا کرنا تھا اور اس سبب کے لئے ایک تعلق عورت اور مرد میں قایم کیا۔ اور ضمناً اُسمیں ایک حظ رکھدیا جو اکثر نادانوں کے لئے مقصود بالذات ہوگیا ہے۔ اسی طرح سے خوب سمجھ لو کہ عبادت بھی کوئی بوجھ اور ٹیکس نہیں۔ اُسمیں بھی ایک لذت اور سرور ہے اور یہ لذت اور سرور دنیا کی تمام لذتوں اور تمام حظوظ نفس سے بالاتر اور بالا تر ہے۔ جیسے عورت اور مرد کے باہمی تعلقات میں ایک لذت ہے اور اس سے وہی بہرہ مند ہوسکتا ہے جو مرد اپنے قوےٰ صحیح رکھتا ہے ایک نامرد اور مخنث وہ حظ نہیں اٹھا سکتا اور جیسے ایک مریض کسی عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ غذا کی لذت سے محروم ہے۔ اسی طرح پر ہاں ہو بہو ایسا ہی وہ کمبخت انسان ہے جو عبادت الٰہی سے لذت نہیں پاسکتا۔

عورت اور مرد کا جوڑا تو باطل اور عارضی جوڑا ہے میں کہتا ہوں حقیقی۔ ابدی۔ اور لذت مجسم جو جوڑا ہے وہ انسان اور خدا تعالےٰ کا ہے مجھے سخت اضطراب ہوتا اور کبھی کبھی یہ رنج میری جان کو کھانے لگتا ہے کہ ایک دن اگر کسی کو روٹی کھانے کا مزا نہ آئے۔ طبیب کے پاس جاتا اور کیسی کیسی منتیں اور خوشامدیں کرتا۔ روپیہ خرچ کرتا دکھ اٹھاتا ہے کہ وہ مزا حاصل ہو۔ وہ نامراد جو اپنی بیوی سے لذت حاصل نہیں کرسکتا۔ بعض اوقات گھبرا گھبرا کر خودکشی کے ارادے تک پہنچ جاتا۔ اور اکثر موتیں اس قسم کی ہوجاتی ہیں مگر آہ! وہ مریض دل وہ نامراد کیوں کوشش نہیں کرتا جسکو عبادت میں لذت نہیں آتی؟ اوسکی جان کیوں غم سے نڈھال نہیں ہوجاتی۔ دنیا اور اُسکی خوشیوں کے لئے کیا کچھ کرتا ہے۔ مگر ابدی اور حقیقی راحتوں کی وہ پیاس اور تڑپ نہیں پاتا کس قدر بے نصیب ہے! کیسا ہی محروم ہے! عارضی اور فانی لذتوں کے علاج تلاش کرتا ہے اور پا لیتا ہے۔ کیا ہو سکتا ہے کہ مستقل اور ابدی لذت کے علاج نہ ہوں؟ ہیں اور ضرور ہیں۔ مگر تلاش حق میں مستقل اور پویہ قدم درکار ہیں۔ قرآن کریم میں ایک موقعہ پر اللہ تعالےٰ نے صالحین کی مثال عورتوں سے دی ہے اس میں بھی ستر اور بھید ہے۔ ایمان لانے والوں کو مریم اور آسیہ سے مثال دی ہے یعنے خدا تعالےٰ مشرکین میں سے مومنوں کو پیدا کرتا ہے۔ بہرحال عورتوں سے مثال دینے میں دراصل ایک لطیف راز کا اظہار ہے یعنے جس طرح عورت اور مرد کا باہم تعلق ہوتا ہے اسی طرح پر عبودیت اور ربوبیت کا رشتہ ہے اگر عورت اور مرد کی باہم موافقت ہو اور ایک دوسرے پر فریفتہ ہو تو وہ جوڑا ایک مبارک اور مفید ہوتا ہے۔ ورنہ نظام خانگی بگڑ جاتا ہے اور مقصود بالذات حاصل نہیں ہوتا ہے۔ مرد اور جگہ خراب ہوکر صدہا قسم کی بیماریاں لے آتے ہیں۔ آتشک سے مجذوم ہوکر دنیا میں ہی محروم ہوجاتے ہیں اور اگر اولاد ہو بھی جاوے تو کئی پشت تک یہہ سلسلہ برابر چلا جاتا ہے اور اودھر عورت بے حیائی کرتی پھرتی ہے۔ اور عزت و آبرو کو ڈبو کر بھی سچی راحت حاصل نہیں کرسکتے غرض اس جوڑے سے الگ ہوکر کس قدر بدنتائج اور فتنے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح پر انسان روحانی جوڑے سے الگ ہوکر مجذوم اور مخذول ہوجاتا ہے۔ دنیاوی جوڑے سے زیادہ رنج و مصایب کا نشانہ بنتا ہے جیسا کہ عورت اور مرد کے جوڑے سے ایک قسم کی بقا کے لئے حظ ہے اسی طرح پر عبودیت اور ربوبیت کے جوڑے میں ایک ابدی بقا کے لئے حظ موجود ہے صوفی کہتے ہیں کہ جسکو یہہ حظ نصیب ہوجاوے وہ دنیا اور ما فیہا کے تمام حظوظ سے بڑھ ترجیح رکھتا ہے۔ اگر ساری عمر میں ایک بار بھی اسکو معلوم ہوجاوے تو اسی میں ہی فنا ہوجاوے۔ لیکن مشکل تو یہ ہے کہ دنیا میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جنہوں نے اس راز کو نہیں سمجھا اور ان کی نمازیں صرف ٹکریں ہیں اور اوپرے دل کے ساتھ ایک قسم کی قبض اور تنگی سے صرف نشست و برخاست کے طور پر ہوتی ہے مجھے اور بھی افسوس ہوتا ہے جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ صرف اسلئے نمازیں پڑھتے ہیں کہ وہ دنیا میں معتبر اور قابل عزت سمجھے جاویں اور پھر اس نماز سے یہہ بات انکو حاصل ہوجاتی ہے یعنے وہ نمازی اور پرہیزگار کہلاتے ہیں پھر انکو کیوں یہہ کھاجانیوالا غم نہیں لگتا کہ جب جھوٹ موٹ اور بے دلی کی نماز سے ان کو یہ مرتبہ حاصل ہوسکتا ہے تو کیوں ایک سچے عابد بننے سے ان کو عزت نہ ملے گی اور کیسی عزت ملے گی؟

غرض میں دیکھتا ہوں کہ لوگ نمازوں میں غافل اور سست اسلئے ہوتے ہیں کہ ان اُس لذت اور سرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالےٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے۔ اور بڑی بھاری وجہ اسکی یہی ہے۔ پھر شہروں اور گاؤں میں تو اور بھی سستی اور غفلت ہوتی ہے سو پچاسواں حصہ بھی تو پوری مستعدی اور سچی محبت سے اپنے مولا حقیقی کے حضور سر نہیں جھکاتا۔ پھر سوال یہی پیدا ہوتا ہے؟ کہ کیوں؟ اونکو اس لذت کی اطلاع نہیں اور نہ کبھی اونہوں نے اس مزے کو چکھا۔ اور مذاہب میں ایسے احکام نہیں ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم اپنے کاموں میں مبتلا ہوتے ہیں اور موذن اذان دے دیتا ہے پھر وہ سننا بھی نہیں چاہتے گویا انکے دل دکھتے ہیں یہ لوگ بہت ہی قابل رحم ہیں۔ بعض لوگ یہاں بھی ایسے ہیں کہ انکی دکانیں دیکھو تو مسجدوں کے نیچے ہیں مگر کبھی جاکر کھڑے بھی تو نہیں ہوتے۔ پس میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ سے نہایت سوز اور ایک جوش کے ساتھ یہ دعا مانگنے چاہیے کہ جس طرح اور پھلوں اور اشیاء کی طرح طرح کی لذتیں عطا کی ہیں نماز اور عبادت کا بھی ایک بار مزا چکھا دے۔ کھایا ہوا یاد رہتا ہے دیکھو! اگر کوئی شخص کسی خوبصورت کو ایک مرتبہ

کو ایک سرور کے ساتھ دیکھتا ہے تو وہ اُسے خوب یاد رہتا ہے اور پھر اگر کسی بدشکل اور مکروہ ہیئت کو دیکھتا ہے تو اسکی ساری حالت بہ اعتبار اُسکے مجسم ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ ہاں۔ اگر کوئی تعلق نہ ہو تو کچھ یاد نہیں رہتا۔ اسی طرح بے نمازوں کے نزدیک نماز ایک تاوان ہے کہ ناحق صبح اٹھکر سردی میں وضو کر کے خواب راحت چھوڑ کر اور کئی قسم کی آسایشوں کو کھو کر پڑھنی پڑتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اسے بیزاری ہے وہ اسکو سمجھ نہیں سکتا۔ اس لذت اور راحت سے جو نماز میں ہے اسکو اطلاع نہیں ہے پھر نماز میں لذت کیونکر حاصل ہو؟ میں دیکھتا ہوں کہ ایک شرابی اور نشہ باز انسان کو جب سرور نہیں آتا تو وہ پے درپے پیالے پیتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کو ایک قسم کا نشہ آجاتا ہے۔ دانشمند اور بزرگ انسان اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور وہ یہ کہ نماز پر دوام کرے اور پڑھتا جاوے یہاں تک کہ اسکو سرور آجاوے۔ اور جیسے شرابی کے ذہن میں ایک لذت ہوتی ہے جسکا حاصل کرنا اس کا مقصود بالذات ہوتا ہے اسی طرح سے ذہن میں اور ساری طاقتوں کا رجحان نماز میں اسی سرور کا حاصل کرنا ہو۔ اور پھر ایک خلوص اور جوش کے ساتھ کم از کم اس نشہ باز کے اضطراب اور قلق و کرب کی مانند ہی ایک دعا پیدا ہو کہ وہ لذت حاصل ہو تو میں کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ یقیناً یقیناً وہ لذت حاصل ہو جاوے گی۔ پھر نماز پڑھتے وقت اُن مفاد کا حاصل کرنا بھی ملحوظ ہو جو اس سے ہوتے ہیں اور احسان پیش نظر رہے۔ ان الحسنات یذھبن السیئات کہ نیکیاں بدیوں کو زائل کر دیتی ہیں پس ان حسنات کو اور لذات کو دل میں رکھکر دعا کرے کہ وہ نماز جو کہ صدیقوں اور محسنوں کی ہے وہ نصیب کرے یہ جو فرمایا ہے ان الحسنات یذھبن السیئات یعنے نیکیاں یا نماز بدیوں کو دور کرتی ہے یا دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ نماز فواحش اور برائیوں سے بچاتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بدیاں کرتے ہیں۔ اسکا جواب یہ ہے کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں۔ مگر نہ **روح** اور نہ **راستی** کے ساتھ وہ صرف **رسم** اور **عادت** کے طور پر ٹکریں مارتے ہیں اُن کی روح مردہ ہے۔ اللہ تعالے نے اُن کا نام حسنات نہیں رکھا اور یہاں جو **حسنات** کا لفظ رکھا **الصلوٰۃ** کا لفظ نہیں رکھا۔ باوجودیکہ معنے وہی ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ تا نماز کی خوبی اور حسن و جمال کی طرف اشارہ کرے کہ وہ نماز بدیوں کو دور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے اور فیض کی تاثیر اسمیں موجود ہے وہ نماز یقیناً یقیناً برائیوں کو دور کرتی ہے نماز نشست و برخاست کا نام نہیں ہے۔ نماز کا مغز اور **روح** وہ دعا ہی ہے جو ایک لذت اور سرور اپنے اندر رکھتی ہے ارکان نماز دراصل روحانی **نشست و برخاست** کے ہیں۔ انسان کو خدا تعالے کے روبرو کھڑا ہونا پڑتا ہے اور قیام بھی آداب خدمت گاران میں سے ہے۔ رکوع جو دوسرا حصہ ہے۔ بتلاتا ہے کہ گویا تیاری ہے کہ وہ تعمیل حکم کو کس قدر گردن جھکاتا ہے اور سجدہ کمال آداب اور کمال تذلل اور نیستی کو جو عبادت کا مقصود ہے ظاہر کرتا ہے۔ یہ آداب اور طرق ہیں جو خدا تعالے نے بطور یادداشت کے مقرر کر دیئے ہیں اور جسم کو باطنی طریق سے حصہ دینے کی خاطر ان کو مقرر کیا ہے علاوہ ازیں باطنی طریق کے اثبات کی خاطر ایک ظاہری طریق بھی رکھدیا ہے۔ اب اگر ظاہری طریق میں (جو اندرونی اور باطنی طریق کا ایک عکس ہے صرف نقال کی طرح نقلیں اتاری جاویں اور اسے ایک بار گراں سمجھکر اتار پھینکنے کی کوشش کی جاوے تو تم ہی بتاؤ۔ اسمیں کیا لذت اور حظ آسکتا ہے اور جب تک **لذت** اور سرور نہ آئے اسکی حقیقت کیونکر متحقق ہوگی اور یہ اس وقت ہوگا جب کہ **روح** بھی ہمہ **نیستی** اور **تذلل تام** ہوکر آستانہ الوہیت پر گرے اور جو زبان بولتی ہے روح بھی بولے اسوقت ایک **سرور** اور **نور** اور **تسکین** حاصل ہو جاتی ہے۔ میں اسکو اور کھول کر لکھنا چاہتا ہوں۔ کہ انسان جسقدر مراتب طے کرکے انسان ہوتا ہے یعنے کہاں نطفہ۔ بلکہ اس سے بھی پہلے نطفہ کے اجزاء یعنے مختلف قسم کی اغذیہ۔ اور پھر اُنکی ساخت اور بناوٹ پھر نطفہ کے بعد مختلف مدارج کے بعد بچہ۔ پھر جوان۔ بوڑھا۔ غرض اُن تمام عالموں میں جو اُس پر مختلف اوقات میں گزرے ہیں۔ اللہ تعالے کی ربوبیت کا معترف ہو اور وہ نقشہ ہر آن اُس کے ذہن میں کھنچا رہے۔ تو بھی وہ اس قابل ہو سکتا ہے کہ ربوبیت کے مقابل میں اپنی عبودیت کو ڈالدے۔ غرض مدعا یہ ہے کہ نماز میں **لذت**۔ اور سرور بھی عبودیت اور ربوبیت کے ایک تعلق سے پیدا ہوتا ہے جب تک اپنے آپ کو عدم محض یا **مشابہ بالعدم** قرار دیکر جو ربوبیت کا ذاتی تقاضا ہے نہ ڈالدے۔ اُسکا فیضان اور پرتو اُس پر نہیں پڑتا اور اگر ایسا ہو تو پھر اعلیٰ درجہ کی لذت حاصل ہوتی ہے جس سے بڑھکر کوئی حظ نہیں ہے۔ اس مقام پر انسانی روح جب ہمہ نیستی ہو جاتی ہے تو وہ خدا کی طرف ایک **چشمہ** کیطرح بہتی ہے۔ اور ماسوے اللہ سے اُسے انقطاع تام ہو جاتا ہے۔ اُسوقت خدا تعالے کی محبت اُس پر گرتی ہے۔ اس **اتصال** کے وقت ان دو جوشوں سے جو اوپر کیطرف سے ربوبیت کا جوش اور نیچے کی طرف سے عبودیت کا جوش ہوتا ہے۔ ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اسکا نام **صلوٰۃ** ہے۔ پس یہی وہ صلوٰۃ ہے جو سیئات کو بھسم کر جاتی ہے۔ اور اپنی جگہ ایک نور اور چمک چھوڑ دیتی ہے۔ جو سالک کو راستہ کے خطرات اور مشکلات کے وقت ایک منور شمع کا کام دیتی ہے اور ہر قسم کے خس و خاشاک اور ٹھوکر کے پتھروں اور خار و خس سے جو اسکی راہ میں ہوتی ہیں آگاہ کرکے بچاتی ہے اور یہی وہ حالت ہے جبکہ **ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر والبغی** کا اطلاق اُس پر ہوتا ہے

کیونکہ اسکے ہاتھ میں نہیں نہیں رہ سکتے شفقت دل پر ایک روشن چراغ رکھا ہوا ہوتا ہے اور یہ درجہ کامل تذلل۔ کامل نیستی اور فروتنی اور پوری اطاعت سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر گناہ کا خیال اسے آہی کیونکر سکتا ہے اور انکار اسمیں پیدا ہی نہیں ہوسکتا۔ فحشا کی طرف اسکی نظر اٹھ ہی نہیں سکتی۔ غرض اسے ایسی لذت ایسا سرور حاصل ہوتا ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ اسے کیونکر بیان کروں۔

پھر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ نماز جو اپنے اصلی معنوں میں نماز ہے دعا سے حاصل ہوتی ہے۔ غیر اللہ سے سوال کرنا مومنانہ غیرت کے صریح اور سخت مخالف ہے۔ کیونکہ یہ مرتبہ دعا کا اللہ ہی کے لئے ہے۔ جب تک انسان پورے طور پر حنیف ہوکر اللہ تعالے ہی سے سوال نہ کرے اور اسی سے نہ مانگے۔ سچ سمجھو کہ حقیقی طور پر وہ سچا مسلمان اور سچا مومن کہلانے کا مستحق نہیں۔ اسلام کی حقیقت ہی یہ ہے کہ اسکی تمام طاقتیں اندرونی ہوں یا بیرونی سب کی سب اللہ تعالے ہی کے آستانہ پر گری ہوئی ہوں جسطرح پر ایک بڑا انجن بہت سی کلوں کو چلاتا ہے۔ پس اسی طور پر جب تک انسان اپنے ہر کام اور ہر حرکت و سکون کو اسی انجن کی طاقت عظمی کے ماتحت نہ کر لیوے وہ کیونکر اللہ تعالی کی الوہیت کا قائل ہوسکتا ہے اور اپنے آپ کو انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض کہتے وقت واقعی حنیف کہہ سکتا ہے؟ جیسے منہ سے کہتا ہے ویسے ہی ادھر کی متوجہ ہو تو لاریب وہ مسلم ہے وہ مومن اور حنیف ہے۔ لیکن جو شخص اللہ تعالے کے سوا غیر اللہ سے سوال کرتا ہے اور ادھر بھی جھکتا ہے وہ یاد رکھے کہ بڑا ہی بدقسمت اور محروم ہے کہ اس پر وہ وقت آجانے والا ہے کہ وہ زبانی اور نمایشی طور پر اللہ تعالے کی طرف نہ جھک سکے ترک نماز کی عادت اور کسل کی ایک وجہ یہ بھی ہے کیونکہ جب انسان غیر اللہ کی طرف جھکتا ہے تو روح اور دل کی طاقتیں اس درخت کی طرح جسکی شاخیں ابتداءً ایک طرف کر دی جاویں اور وہ اسطرف جھک کر پرورش پالیں ادھر ہی جھک جاتے ہیں اور خدا تعالے کی طرف سے ایک سختی اور تشدد اسکے دل میں پیدا ہوکر اسے منجمد اور پتھر بنا دیتا ہے۔ جیسے وہ شاخیں پھر دوسری طرف مڑ نہیں سکتیں۔ اسی طرح پر وہ دل اور روح دن بدن خدا تعالے سے دور ہوتی جاتی ہے پس یہ بڑی خطرناک اور دل کو کپکپا دینے والی بات ہے کہ انسان اللہ تعالے کو چھوڑ کر دوسرے سے سوال کرے۔ اسی لیئے نماز کا التزام اور پابندی بڑی ضروری چیز ہے تاکہ اولاً وہ ایک عادت راسخہ کی طرح قایم ہو اور رجوع الی اللہ کا خیال ہو۔ پھر رفتہ رفتہ وہ وقت خود آجاتا ہے جب کہ انقطاع کلی کی حالت میں انسان ایک نور اور ایک لذت کا وارث ہوجاتا ہے۔ میں اس امر کو پھر تاکید سے کہتا ہوں۔ افسوس ہے کہ مجھے وہ لفظ نہیں ملے جس میں غیر اللہ کی طرف رجوع کرنے کی برائیاں بیان کرسکوں۔ لوگوں کے پاس جاکر منت و خوشامد کرتے ہیں یہ بات خدا تعالے کی غیرت کو جوش میں لاتی ہے کیونکہ یہ تو لوگوں کی نماز ہے پس وہ اس سے ہٹتا اور اسے دور پھینک دیتا ہے۔ میں موٹے الفاظ میں اسکو بیان کرتا ہوں گو یہ امر اسطرح پر نہیں ہے مگر سمجھ میں خوب آسکتا ہے کہ جیسے ایک مرد غیور کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ وہ اپنی بیوی کو کسی غیر کے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہوئے دیکھ سکے اور جس طرح پر وہ مرد ایسی حالت میں اس نابکار عورت کو واجب القتل سمجھتا۔ بلکہ بسا اوقات ایسی وارداتیں ہوجاتی ہیں۔ ایسا ہی جوش اور غیرت الوہیت کا ہے عبودیت اور دعا خاص اسی ذات کے مقابل ہیں وہ پسند نہیں کرسکتا کہ کسی اور کو معبود قرار دیا جاوے یا پکارا جاوے۔ پس خوب یاد رکھو! اور پھر یاد رکھو!! کہ غیر اللہ کی طرف جھکنا خدا سے کاٹنا ہے۔ نماز اور توحید کچھ ہی کہو کیونکہ توحید کے عملی اقرار کا نام ہی نماز ہے اسوقت بے برکت اور بے سود ہوتی ہے جب اسمیں نیستی اور تذلل کی روح اور حنیف دل نہ ہو!!!

سنو! وہ دعا جسکے لیئے ادعونی استجب لکم فرمایا ہے اسکے لیئے یہی سچی روح مطلوب ہے اگر اس تضرع اور خشوع میں حقیقت کی روح نہیں تو وہ ٹیں ٹیں سے کم نہیں ہے۔ پھر کوئی کہہ سکتا ہے کہ اسباب کی رعایت ضروری نہیں ہے؟ یہ ایک غلط فہمی ہے۔ شریعت نے اسباب کو منع نہیں کیا ہے اور سچ پوچھو تو کیا دعا اسباب نہیں؟ یا اسباب دعا نہیں؟ تلاش اسباب بجائے خود ایک دعا ہے اور دعا بجائے خود عظیم الشان اسباب کا چشمہ!

انسان کی ظاہری بناوٹ اسکے دو ہاتھ دو پاؤں کی ساخت ایک دوسرے کی امداد کا ایک قدرتی رہنما ہے۔ جب یہ نظارہ خود انسان میں موجود ہے پھر کس قدر حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ وہ تعاونوا علی البر والتقوی کے معنے سمجھنے میں مشکلات کو دیکھے

ہاں! میں کہتا ہوں کہ تلاش اسباب بھی بذریعہ دعا کرو!!! امداد باہمی میں نہیں سمجھتا کہ جب میں تمہیں تمہارے جسم کے اندر اللہ تعالے کا ایک قایم کردہ سلسلہ اور کامل رہنما سلسلہ دکھاتا ہوں تم اس سے انکار کرو۔ اللہ تعالے نے اس بات کو اور بھی صاف کرنے اور روشنی سے دنیا پر کھولدینے کے لیئے انبیاء علیہم السلام کا ایک سلسلہ دنیا میں قائم کیا۔ اللہ تعالے اس بات پر قادر تھا اور قادر ہے کہ اگر وہ چاہے تو کسی قسم کی امداد کی ضرورت ان رسولوں کو باقی نہ رہنے دیتے مگر پھر بھی ایک وقت ان پر آتا ہے کہ وہ من انصاری الی اللہ کہنے پر مجبور ہوتے ہیں کیا وہ ایک ٹکڑ گدا فقیر کی طرح بولتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ من انصاری الی اللہ کہنے کی بھی ایک شان ہوتی ہے وہ دنیا کو رعایت اسباب

اسباب سکھانا چاہتے ہیں جو دعا کا ایک شعبہ ہے ورنہ اللہ تعالےٰ پر ان کو کامل ایمان اسکے وعدوں پر پورا یقین ہوتا ہے وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کا وعدہ کہ انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا ایک یقینی اور حتمی وعدہ ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ بھلا اگر خدا کسیکے دل میں مدد کا خیال نہ ڈالے تو کوئی کیونکر مدد کر سکتا ہے۔ اصل بات یہی ہے کہ حقیقی معاون و ناصر وہی پاک ذات ہے جسکا شان نعم المولیٰ و نعم النصیر و نعم الوکیل ہے دنیا اور دنیا کی مددیں۔ ان لوگوں کے سامنے کالمیت ہوتے ہیں اور مردہ کیڑے کے برابر بھی حقیقت نہیں رکھتے ہیں لیکن دنیا کو دعا کا ایک موٹا طریق بتلانے کے لئے وہ یہ راہ بھی اختیار کرتے ہیں حقیقت میں وہ اپنے کاروبار کا متولی خدا تعالےٰ ہی کو جانتے ہیں۔ اور یہ بات بالکل سچ ہے وھو یتولی الصالحین اللہ تعالےٰ اون کو مامور کر دیتا ہے کہ وہ اپنے کاروبار کو دوسروں کے ذریعہ سے ظاہر کریں ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مختلف مقامات پر مدد کا وعظ کرتے تھے اسلئے کہ وہ وقت نصرت الٰہی کا تھا۔ اسکو تلاش کرتے تھے کہ وہ کسکے شامل حال ہوتی ہے۔ یہ ایک بڑی غور طلب بات ہے دراصل مامور من اللہ لوگوں سے مدد نہیں مانگتا۔ بلکہ من انصاری الی اللہ کہکر وہ اس نصرت اللہ کا استقبال کرنا چاہتا ہے اور ایک فرط شوق سے بیقرار دل کی طرح اسکی تلاش میں رہتا ہے۔ ناداں اور کوتاہ اندیش لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ لوگوں سے مدد مانگتا ہے۔ بلکہ اسی طرح پر اس شان میں وہ کسی ولی کیلئے جو اس نصرت کا موجب ہوتا ہے ایک برکت اور رحمت کا موجب ہوتا ہے۔ پس مامور من اللہ کی طلب امداد کا اصل سر اور سر راز یہی ہے جو قیامت تک اسی طرح پر رہے گا۔ اشاعت دین میں مامور من اللہ دوسروں سے مدد چاہتے ہیں۔ مگر کیوں؟ اپنے اداء فرض کیلئے تا کہ دلوں میں خدا تعالےٰ کی عظمت پیدا کرے ورنہ یہ تو ایک ایسی بات ہے کہ قریب بکفر پہنچ جاتی ہے اگر غیر اللہ کو متولی قرار دیں اور ان نفوس قدسیہ سے ایسا امکان؟ محال مطلق ہے۔ میں نے ابھی کہا ہے کہ توحید تب ہی پوری ہوتی کہ کل مرادوں کا معطی اور تمام امراض کا چارہ اور مداوا وہی ذات واحد ہو کہ لا الہ الا اللہ کے معنے یہی ہیں۔ صوفیوں نے اسمیں اللہ کے لفظ سے محبوب۔ مقصود۔ معبود مراد لی ہے۔

بے شک اصل اور سچ یونہی ہے۔ جب تک انسان کامل طور پر توحید پر کاربند نہیں ہوتا۔ اسمیں اسلام کی محبت اور عظمت قائم نہیں ہوتی اور پھر میں اصلی ذکر کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ نماز کی لذت اور سرور سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ مدار اسی بات پر ہے کہ جب تک برے ارادے ناپاک و گندے منصوبے بھسم نہ ہوں انانیت اور شیخی دور ہو کر نیستی اور فروتنی نہ آئے خدا کا سچا بندہ نہیں کہلا سکتا اور عبودیت کاملہ کے سکھانے کے لئے بہترین معلم اور افضل ترین ذریعہ نماز ہی ہے

میں پھر تمہیں بتلاتا ہوں کہ اگر خدا تعالےٰ سے سچا تعلق حقیقی ارتباط قائم کرنا چاہتے ہو تو نماز پر کاربند ہو جاؤ اور ایسے کاربند ہو کہ تمہارا جسم نہ تمہاری زبان بلکہ تمہاری روح تمہاری روح کے ارادے اور جذبے سب کے سب ہمہ تن نماز ہو جائیں۔

آئینہ حق نما

جس رسالہ کی نسبت ہمارے مخدوم مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے اشتہار دیا تھا وہ مندرجہ بالا نام کے ساتھ چھپ کر شائع ہو گیا ہے اور قیمت ۳ر مقرر ہوئی ہے۔ جو صاحب منگوانا چاہیں دفتر اخبار الحکم سے طلب کر لیں۔

ایسا ہی اسرار حقیقت کے عنوان میں جس تحریر کا حوالہ دیا گیا ہے وہ بھی مع ایک خطبہ کے جو مسئلہ وحدت وجود پر کہا گیا ہے شائع ہو گئی ہے اور ۲ر قیمت پر دفتر اخبار الحکم قادیان ہی سے ملیگی۔ جو لوگ اخبار الحکم کی امداد ضروری سمجھتے ہیں اور ایک سے زیادہ کاپیاں خرید سکتے ہیں وہ متعدد کاپیاں خرید کر اور لوگوں میں انکی اشاعت کریں اور تحریر مذکور کی صرف چار سو کاپیاں طبع ہوئی ہیں۔ جو صرف بیس آدمیوں کی توجہ سے فروخت ہو سکتی ہیں حضرت اقدس کے کلمات طیبات کی قدر کرنے والے ان انمول موتیوں کو ضرور خریدیں۔ جو ہماری کسی تعریف کے محتاج نہیں ہیں۔ [illegible] کے ملنے کا پتہ مینیجر اخبار الحکم قادیان۔

ناظرین اخبار کے لئے

باوجودیکہ ہم نے مفصل طور پر اپنی مشکلات کو اپنے بالخ خود ناظرین تک پہونچا دیا ہے۔ اسپر بھی عملی طور پر بہت کم ہمدردی کا ثبوت ملا ہے۔ آئندہ کے لئے ہم نہیں سمجھ سکتے کہ بدون وصول قیمت ہم کب تک اور کیونکر اخبار ناظرین کو دے سکتے ہیں۔ پس یہ قرین مصلحت سمجھا گیا ہے کہ ہفتہ وار مسلسل طور پر خریداروں کے نام سالانہ قیمت کے لیئے اور اس زر بقایا کے لیئے جو سال گذشتہ کے چندہ میں سے باقی ہے بصیغہ وی پی بھیجا جاوے اور ایک ہفتہ پیشتر سے ان احباب کو اطلاع دیدیا جایا کرے خواہ بذریعہ اخبار یا بذریعہ خطوط۔ عموماً ایسی اطلاعیں بذریعہ اخبار ہی شایع ہوا کرینگی کیونکہ تقاضے کے خطوط لکھنے کا بوجھ بھی بروقت ہم برداشت نہیں کرسکتے چنانچہ ۱۹ اپریل کا پرچہ جن احباب کے نام وی پی ہوگا اور اطلاع دی جاینگی ایسا ہی انتظام آئندہ کے لئے ہوگا

مکتوبات امام الزمان

مخدومی و مکرمی اخویم شاہ صاحب سلمہ تعالے

السلام علیکم۔ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آں مخدوم کا عنایتنامہ پہونچا۔ الٰہی بخش صاحب کے اعتراض کے بارے میں بات کو طول دینا اس عاجز کے نزدیک مناسب نہیں جو کچھ ہو رہا ہے خداوند کریم کر رہا ہے اور جو کچھ کر رہا ہے بہتر کر رہا ہے۔ کیوں دوسروں کو درمیان میں دیکھا جائے اسکے تلطفات و احسانات کیونکر شمار میں آسکتے ہیں کہ اس احقر عباد پر باوجود صد ہا طرح کی آلودگیوں کے جو اس عاجز میں دیکھتا ہے اور باوصف ہزاروں نقصانوں کے کہ جو اس عاجز میں دمبدم پاتا ہے۔ دم بدم اپنی عنایات زیادہ کرتا جاتا ہے۔ پھر جو لوگ حقیقت [illegible] اور طول مدت سے اس کام میں پڑے ہوئے ہیں اور ذریت صلحا اور بیعت یافتہ صالحین ہیں اور صحبت دیدہ اور محنت کشیدہ ہیں اگر وہ بمقتضاے اپنی بشریت کے کسی نوع کے رشک کا مظہر بن جائیں تو معذور ہیں۔ آپ اس خاندان سے بہ منشاے الٰہی ہیں آپکے لئے یہی چاہیئے کہ دعاے خیر سے یاد کریں نواب صاحب کے بارے میں جو آپنے دریافت فرمایا ہے اسکی حقیقت یہ ہے کہ نواب صاحب کے لئے یہ عاجز ایک مدت تک بہت تضرع سے دعا کرتا رہا ہے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ نواب صاحب کی حالت غم سے خوشی کی طرف مبتدل ہوگئی ہے اور آسودہ حال اور شکر گذار ہیں اور نہایت عمدگی اور صفائی سے یہ خواب آئی اور یہ خواب بطور کشف تھی چنانچہ اسی صبح کو نواب صاحب کو اس خواب سے اطلاع دی گئی پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک صاحب الٰہی بخش نام اکونٹنٹ نے کہ جو اس کتاب کے معاون ہیں کسی اپنی مشکل میں دعا کے لئے درخواست کی اور بطور خدمت پچاس روپیہ بھیجے۔ اور جس روز یہ خواب آئی۔ اس روز سے دو چار دن پہلے انکی طرف سے دعا کے لیئے الحاح ہو چکا تھا۔ مگر یہ عاجز نواب صاحب کے لئے مشغول تھا اسلئے انکے لیئے دعا کرنے کو کسی اور وقت پر موقوف رکھا اور جب روز نواب صاحب کے لئے بشارت دیگئی تھی تو اسدن خیال آیا کہ آج منشی الٰہی بخش کے لئے توجہ سے دعا کریں۔ سو بعد نماز عصر جب وقت صفا پایا اور دعا کا ارادہ کیا گیا تو پھر بھی دل نے یہی چاہا کہ اس دعا میں بھی نواب صاحب کو شامل کر لیا جائے۔ سو اسوقت نواب صاحب اور منشی الٰہی بخش دونوں کے لئے دعا کیگئی بعد دعا اسی جگہ الہام ہوا **ننجیھما من الغم** یعنے ہم ان دونوں کو غم سے نجات دینگے چونکہ یہ عاجز اسیدن صبح کے وقت نواب صاحب کی خدمت میں خط روانہ کر چکا تھا اور بذریعہ رویاے صادقہ نواب صاحب کو بہت سی تسلی دیگئی تھی اسلئے اسی خط پر کفایت کی گئی۔ اور منشی الٰہی بخش کو اس الہام سے اطلاع دیگئی اور بروقت صدور اس الہام کے چند نمازی موجود تھے اور اتفاقاً دو ہندو ملاوا [illegible] اور شرمپت نامی بھی کہ جو اکثر آیا جایا کرتے ہیں عین اس موقعہ پر موجود تھے ان کو بھی اسیوقت اطلاع دیگئی اور کئی مہمان آئے ہوئے تھے ان کو بھی خبر دیگئی۔

باقی آئندہ

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی احمدی ایڈیٹر و پبلشر

Registered

DINGA B.O. 1 MY. 99 GUJRAT

GUJRAT 99

BATALA AP 25 99

۶۶۰

ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

قادیان دارالامن والامان مورخہ ۱۹ اپریل سنہ ۱۸۹۹ء

بعد

الحکم قادیان نمبر ۱۶
دارالاحمدیہ پریس
بشیخ ... تاجر چرم ڈنگہ ضلع گجرات
Dinga

یل جملے

عموماً گناہ کیونکر پیدا ہوتا ہے اور اُسکا علاج

یونتو گناہ کی اسباب بہت سی ہیں جنمیں سے بعض پر ہم اپنے [illegible] مختلف اوقات میں بحث کر چکے ہیں مگر گناہ کے پیدا ہونیکا ایک ذریعہ وہ حرص بھی ہے جو انسان کے اندر کسی دوسرے انسان کو کسی خاص امر یا معاملہ میں اپنے سے بہتر حالت میں دیکھکر پیدا ہوتی ہے۔ اور یہہ خیال اُسکے دل پر مستولی ہو جاتا ہے کہ اے کاش! یہہ وصف یا یہہ چیز مجھمیں یا میرے پاس ہوتی! یہہ خواہش یا تحریک انسانی دل میں دو مختلف حالتیں رکھتی ہے۔ ایک اُنمیں سے محمود سمجھی جاتی ہے جسکو رشک کہتے ہیں۔ اور دوسری مذموم جسکو حسد کہتے ہیں۔ ہم اسجگہہ حسد یا رشک کی فلاسفی نہ بیان کرینگے بلکہ یہہ دکھلائینگے کہ اس مذموم صفت حسد کا جو مبادی کبائر ہے کیا علاج ہے۔ اپنی رائے یا خیال آخر ایک انسانی رائے ہی ہے۔ جو کسی صورت میں کمزوری اور سقم سے خالی نہیں ہو سکتی۔ پس حکیم و علیم ہستی کی رائے سنو۔ اور نہ صرف سنو۔ بلکہ اُسے اپنا دستور العمل بناؤ ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض للرجال نصیب مما اکتسبوا الخ الآیۃ۔ یعنے ناممکن الحصول چیزوں کی آرزو نہ کرو۔ اور بعض آدمیوں کو دوسرے پر کسی قسم کی فضیلت رکھتے ہوئے دیکھکر بیجا خواہشوں کو پیدا ہونے دو۔

اسلام کا عورتوں پر احسان عظیم

بعض خلقی اور خُلقی نقائص بظاہر عورتوں میں ایسے [illegible] جا سکتے ہیں اور ایسے حالات ہیں جو اُنکو مردوں کی نظر میں حقیر اور مکروہ بنا دیتے ہیں۔ دنیا کی مہذب (بخیال خویش) قومیں اور اُنکے متبع آریہ نوجوان طلاق۔ یا کثرت ازدواج کے مسایل کو دیکھکر یا پردہ سسٹم کی فلاسفی کو نہ سمجھکر اسلام پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ کسی قوانین معاشرت کے واضع اور ریفارمر نے خواہ وہ کوئی پنڈت ہو یا پادری۔ اُس عظیم الشان قانون کے برابر جو اسلام نے فرقہ اناث کے لئے بطور احسان عظیم وضع کیا ہے۔ قایم کیا ہے؟ وہ کیا ہے؟ وعاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسی ان تکرھوا شیئا ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا اگر عورتوں کی کسی خلقی یا خُلقی برائی نے (جو تمہاری آنکھ میں بُرائی ہے) تم کو اُن سے نفرت دلائی ہے تو سنو! اُن کے ساتھہ باین ہمہ کراہت تم نیک سلوک کرو۔ شاید ہے کہ وہی شئے جو تمہاری کراہت کا موجب ہے اللہ تعالیٰ جو قادر و حکیم خدا ہے۔ اُس میں خیر و برکت کثیر پیدا کر دے۔ عسیٰ جو شاہی زبان کا ایک لفظ ہے صاف بتلا رہا ہے کہ ضرور ضرور اُسمیں آثار خیر و برکت پیدا ہونگے۔ پس کیا یہہ اسلام ہی کا فخر نہیں کہ وہ ایسی حالت میں بھی [illegible] ت کو مستحکم و مضبوط کر رہا ہے۔ [illegible] ب و تہذیب بجز قطع تعلق اور کوئی [illegible]

جہاد کیا ہے ؟؟؟

گو عوام [illegible] جہاد کے لفظ کو ایک ڈراؤنی اور بھیانک صورت میں دکھایا ہے حقیقت میں یہہ ہی ایک پیارا اور مبارک لفظ ہے۔ جو تمام ترقیوں اور خوبیوں کے حصول کا اصل الاصول ہے۔ سعی فی الدین کا نام جہاد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں پر اپنی ہدایت کی راہیں کھولنے کا وعدہ کرتا ہے جو مجاہدہ کرتے ہیں والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ کٹ مرنا یا لڑنا۔ جہاد کا مفہوم نہیں ہے۔ اگر کبھی [illegible] لڑائیوں کا نام جہاد رکہا گیا ہو تو اس سے ابد الآباد کے لئے مذہبی جنگ مراد لینا دانشمندی نہیں ہے۔ آجکل جہاد دیکھنا ہے؟ کس سے؟ دُعا سے۔ امر بالمعروف سے نہی عن المنکر سے۔ نمونہ نیکی دکھلانے سے۔ دینی تصنیف کرنے سے۔ دینی تصانیف میں مدد دینے سے !!!۔ یہہ راہیں ہیں جہاد کی۔ پس دعائیں کرو کہ قبولیت کے دروازے تمہارے لئے کھولے جاویں۔ بھلی اور پسندیدہ باتیں جانتے ہو تو اُن کو بھی سنا دو جو اُن سے بےخبر ہیں۔ بُری اور ناپسندیدہ چیزوں سے نفرت کرتے ہو تو کیوں دوسروں کو روکتے نہیں؟ اگر بدی اور نیکی میں تمیز کر سکتے ہو اور

دل میں اس امر کی تحریک پا لینے ہو کہ ریفارم کرکے لوگوں کو خدا تعالے کی درگاہ تک پہنچاؤ تو پہلے خود پاک بن کر ریفارمیشن کی سٹیج پر آؤ!!! دینی واقفیت اور معلومات ہیں۔ ابنائے جنس اور ملک و قوم کی بہتری کا خیال ہے تو تمہارے قلم کیوں رواں نہیں ہوتے۔ ایسی تحریریں بکثرت پھیلاؤ۔ جو دنیا میں سچ اور پاکیزگی کو پھیلائیں۔ اگر ایسی تحریروں کی طاقت نہیں تو اللہ تعالے نے زر و مال دیا ہے اشاعت میں مدد دو۔ پھر اپنی پالوگے اور معلوم کروگے پھیلی ہوئی ہیں۔ اور تم باب ہو

* * *

قرآن سے تشخص خدا کشف الحقائق اور تجسم

بمبئی کا عیسائی ماہوار اخبار کشف الحقائق اپریل کے اشیو میں خدا تعالے کی تشخیص کو قرآن کریم سے ثابت کرنیکی بے سود کوشش کرکے کھاتے پیتے انسان ابن مریم کو خدا بنانا چاہتا ہے۔ جس لفظ سے اللہ تعالی کی تشخیص کا اُسنے استنباط کیا ہے۔ اُسے پڑھ کر جو لذت اور ذوق ہمارے دل میں پیدا ہوا ہم نہیں پسند کرتے کہ ناظرین اُس سے لطف نہ اُٹھائیں۔

اس سے پیشتر کہ ہم اُس لفظ کے معنے بیان کریں اور یہہ بتلائیں کہ وہی لفظ عیسائیت کے مسئلہ یسوع کی خدائی پر آری ہاں! عاجز انسان کی خدائی کے خوفناک عقیدہ کا استیصال کرتا ہے۔ یہہ بتلانا ضروری ہے کہ عیسائیوں کو ایسی رکیک تاویلیں تشبث بالحشیش کی ضرورت اسلئے پڑا کرتی ہے کہ اُن کے گھر میں اخلاق سوز مسئلہ کفارہ کا موجود ہے جسکی بنا ابن مریم کی خدائی پر ہے اسلئے کبھی تو وہ قرآن کریم کے پاک الفاظ ید وغیرہ سے تشخص ثابت کیا کرتے ہیں۔ اور کشف الحقائق نے بخیال خود لیس بطرز جدید خدا تعالے کا تشخص ثابت کرنے کی بے سود کوشش کی ہے۔ چنانچہ کشف الحقائق کا ایڈیٹر لکھتا ہے کہ "تنزیلا ممن (سورہ طٰہٰ) کا ترجمہ شاہ ولی اللہ صاحب اور عبد القادر صاحب نے "اُترا ہے اُس شخص (خدا) کی طرف سے" اور فارسی ترجمہ میں شاہ ولی اللہ صاحب نے "فرستادن از جانب کسے کہ" ترجمہ کیا ہے۔" مجھے معلوم نہیں جو مسلمان مسیحی مذہب کے خلاف وعظ کرتے ہیں۔ اور مسیحیوں پر کیوں ہنستے ہیں۔ جب مسیحی خدا کو شخص کے نام سے تعبیر کرتے ہیں" تم کلامہ

سورہ طٰہٰ میں یہہ آیت یوں ہے **تنزیلا ممن خلق الارض والسموات العلیٰ**۔ یہہ قرآن کریم اُس پاک ذات کی طرف سے نازل ہوا ہے جسنے زمین اور آسمان بلند کو پیدا کیا ہے۔ اس آیت کے اندر جو معارف اللہ تعالے نے بھرے ہوئے ہیں وہ اس مختصر نوٹ میں نہیں آسکتے۔ سب سے پہلے ہم بطور اصل یہہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ قرآن کریم کا یہہ احسان عظیم ہے۔ کہ اُسنے خدا تعالیٰ کی صفات کے مسئلہ کو دنیا پر روشن اور مبرہن کرکے دکھایا اور اس قسم کی مشکلات اُن لوگوں کو پیدا ہوسکتی تھیں۔ اور ہوتی ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی مثل قرار دیتے ہیں۔ لیکن جو پاک کتاب لیس کمثلہ شیء کا وعظ کرتی اور اس قسم کا خدا پیش کرتی ہے۔ اُس کو کوئی مشکل نہیں ہے۔ قرآن کریم اللہ تعالی کو شئے اور اُس کے تمام لوازمات سے جو منطقی اور فلاسفر تجویز کرسکتے ہیں وراء الورا قرار دیتا ہے۔ پھر یہاں شاہ عبد القادر صاحب یا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ سے شخص کے لفظ پر ٹھوکر کھانا اُن لوگوں ہی کا کام ہے جو خدا تعالی کو کھاتا پیتا۔ پاخانے۔ پیشاب کا محتاج خدا مانتے ہیں ایک **موحد حنیف** کو ایسا وسوسہ کیوں پیدا ہونے لگا۔

ہم کو پادری صاحب کے اس خیال پر تعجب آیا۔ اور دل قرآن کریم کے اس بالغ اور اکمل نظام اور ترتیب پر نثار ہونے لگا جب دیکھا کہ خود قرآن کریم **ممن** کسکو قرار دیتا ہے **خلق الارض والسموات العلیٰ**۔ کیا عیسائی جس شخص کو خدا یا جس خدا کو شخص پکارتے ہیں تبلا سکتے ہیں کہ اُسنے بھی زمین کا کوئی حصہ یا آسمان کا کوئی جزو پیدا کیا۔ اور وہ عجائبات تو درکنار رہے جو اُن کے اندر ہیں؟ ہرگز نہیں! امید ہے کشف الحقائق کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ مسلمان کیوں عیسائیوں پر ہنستے ہیں۔ ہنسیں نہ تو اور کیا کریں۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ باایں ہمہ دعوی عقل و خرد ایک ایسا عقیدہ اُنہوں نے تراش لیا ہے جو کسی صورت سے بھی مطمئن خاطر نہیں ہوسکتا۔ اللہ! اللہ!! یہہ قرآن کریم ہی کو فخر ہے کہ اُسکا ایک ایک لفظ اور نقطہ بھی دنیا میں توحید کا وعظ کرتا ہے۔ اور مخلوق پرستی کے عقائد فاسدہ کا استیصال۔ امید ہے کہ آیندہ کشف الحقائق سوچ سمجھکر قرآن کریم پر اعتراض کیا کریگا اور نامعلوم باتوں پر زبان قلم کو روک رکھا کریگا۔ کیونکہ قرآن کریم ہی کہتا ہے **لاتقف ما لیس لک بہ علم** الی الآیہ۔ نامعلوم باتوں کی بابت زبان کشائی نکیا کرو۔

* * *

الحکم کی خدمت اور اُس کی امداد کی ضرورت

کچھ عرصہ ہوتا ہے کہ ہمنے "اپنی قوم سے اپیل" کے عنوان سے ایک مضمون اپنے باثر خود ناظرین کی توجہ کے لئے لکھا تھا۔ گو ابھی توجہ ہونی چاہیئے۔ نہیں ہوئی لیکن ہمدردی اور اضطراب سے بھرے ہوئے پاس پہنچے ہیں۔ اُن سے اتنا پتہ لگا دوستوں نے الحکم کی خدمات کا گو (تاہم نہونے کے مقابل کچھ ہیں) اعتراف کیا ہے۔ اور اسکی واجبی امداد کی ضرورت سمجھی ہے۔ ہم اس سلسلہ میں اُنمیں سے بعض خطوط شایع کرینگے گو ہمیں واقعی رنج ہوتا ہے کہ الحکم کے قیمتی کالم ایسی اپیلوں کے لئے نہیں۔ مگر جب ہم دیکھتے ہیں کہ **من انصاری الی اللہ** کہنے کی ضرورت اُن لوگوں کو بھی آپڑی ہے۔ جو اُس برتر ہستی کے اشارے پر چلتے ہیں۔ جو ایک آن بلکہ اس سے بھی کمترین حصہ وقت اگر کوئی تجویز ہوسکے اسمیں سب کچھہ کرسکتا ہے۔ تو ہم کیا اور ہماری بساط کیا؟ بہرحال اس مضمون پر جو خط اور پہلا خط عملی تحریک اپنے اندر رکھتا ہوا موصول ہوا ہے۔ وہ ہمارے ایک مخلص دوست اور پُرجوش گر صادق نوجوان **مفتی محمد صادق** صاحب کا ہے جسے ہم درج ذیل کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ ہمارے عنایت فرما اُسپر توجہ کرینگے اور اپنی سچی ہمدردی سے ہم کو فائدہ اُٹھانے کا موقع دینگے۔

ہم مفتی صاحب کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی اُنکے صدق و اخلاص میں ترقی دے۔ اور دینی نعمات سے بہرہ ور کرے۔ آمین۔

اور وہ خط یہہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الصلوٰۃ والسلام رسولہ الکریم

مکرمی مخدومی اخویم شیخ صاحب رحمکم اللہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے آپ کی اپیل کو یا دوسرے لفظوں میں آپکے شکایت نامہ کو اول سے آخر تک پڑھا - اور اسکا پڑھنا ایک افسوس کا موجب ہوا خصوصاً آمدنی اور خرچ کے اکونٹ کو دیکھکر بہت ہی تعجب ہوا کیونکہ اگر یہی حال تھوڑی دیر تک اور رہے تو ہمیں الحکم جیسی نعمت سے بہت جلد محروم ہو جانا پڑیگا - مجھے وہ دن خوب یاد ہیں کہ ہم اسبات کو ترستے تھے کہ قادیان کی کوئی خبر سنیں حضرت اقدس کا کوئی پرانا خط پڑھیں - مولوی صاحب کے وعظ کا خلاصہ کسی سے سنیں - اور چونکہ میری عادت ہے کہ میں دار الامان میں جا کر اکثر باتوں کو اپنی نوٹ بک میں لکھ لیا کرتا تھا - اسلیئے جب کبھی میں قادیان جانے کی توفیق پاتا - میری واپسی پر احباب خصوصاً اکٹھے ہوتے اور مجھسے میری نوٹ بک سنتے - اور حظ حاصل کرتے - اور پاک باتیں نور ایمان اور معرفت میں ترقی کرنے کیلیے - واقع لاہور اور امرتسر قریب کے مقامات کو تو کبھی نہ کبھی ملجاتے - مگر دور دور کے رہنے والے ہمیشہ ان باتوں کو ترسا کرتے تھے کہ کوئی یار ہمیں کوئی خبر آوے - اور مجھے یاد ہے کہ جب کبھی کسی دور کے رہنے والے دوست کو میں قادیان سے واپس آکر خط لکھتا - اور وہاں کے تازہ حالات درج کرتا - تو اُس کے جواب میں بہت سا شکریہ اور دعائیں میں حاصل کرتا -

اب اس ضرورت کو الحکم نے ایسا پورا کیا ہے - اور اس نعمت کو دور و قریب کے رہنے والے احباب کے واسطے ایسا آسان کر دیا ہے کہ صرف اتنے ہی کے شکریہ میں الحکم کو کئی روپیہ ڈونیشن دیا جاوے تو کوئی بڑی بات نہیں - معارف قرآنی جو حضرت مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ الرحمن کے درس قرآنی سے لیئے جاتے ہیں وہ سچ مچ جنت کے باغ کے پھل ہیں کہ جنکو کھانے والا ہمیشہ کی زندگی پاتا ہے - چنانچہ خدا کے اس برگزیدہ بندے کے لئے بہتوں کو اس ذریعہ سے شفا دی - اور انہیں شفا پانیوں میں سے ایک یہ راقم بھی ہے فالحمد للہ ایسے وقت میں جبکہ مخالف چاروں طرف سے ہماری نسبت غلط فہمیوں کا طومار باندھنے کو ہر وقت کمر بستہ ہو رہے ہیں - یہہ ضرور تھا کہ ہماری طرف سے بھی حق کو ظاہر کرنے والا کوئی پرچہ ہوتا - اور اس ضرورت کو بھی الحکم نے بخوبی پورا کیا - غرضیکہ قوم کی ہر ایک ضرورت کو جو ہیرا ایڈیٹر لکھنے کی تدبیر سے پوری ہو سکتی ہے - اس الحکم نے پورا کیا ہے - اور یہ ایک انتہا بیش قیمت خزانہ ہے کہ اگر آئندہ ہم اسکے انتظار میں رہتے ہیں - میں بتجربہ خود بہت سے روحانی فوائد اسکے ذریعہ سے اٹھا رہا ہوں - اور میں یقین کرتا ہوں کہ دیگر احباب نے بھی ایسا ہی فائدہ اُٹھایا ہے - میں نہایت ہی زور کے ساتھ اس بات کو پیش کرتا ہوں کہ ہمارے بھائیوں میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ حسب مقدور کم از کم ایک پرچہ الحکم کا ضرور خرید کریں - اور اسکی قیمت کی ادائیگی میں ہرگز تساہل نہ فرماویں - اور جو لوگ اس سے زیادہ کی توفیق رکھتے ہوں وہ اس ثواب میں شامل ہوں - اس اپیل کو پڑھکر میں نے ارادہ کیا ہے کہ آپ میرے حساب میں دو پرچہ اخبار ارسال فرمایا کریں - ایک بنام مفتی فضل احمد صاحب مدرس مشن سکول جموں - اور ایک بنام بابو ارشاد مرزا صاحب سیکرٹری ریڈنگ روم دفتر اکونٹنٹ جنرل لاہور - یہہ کام ایک دو کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا بلکہ اسکا اثر ساری قوم پر ہے - اسواسطے دوستوں کی توجہ دلانی چاہیئے کہ ترسیل زر چندہ میں بست باقاعدہ رہا کریں - تاکہ ایسا نہو کہ چند ایک کی لاپروائی کی وجہ سے سب کو اس نعمت سے محروم رہنا پڑے اور نقصان اُٹھانا پڑے -

ہاں! ڈیر شیخ صاحب! اگرچہ آپ ان باتوں کو خوب جانتے ہیں - مگر میں بھی یہہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپنے اس اخبار کو نکال کر بہت ہی بڑی ذمہ داری کو اپنے سر پر لیا ہے - آپ ہماری جماعت کے ریپریزنٹیٹو ہو کر نکلے ہیں - اور آپ کا اخبار چاروں طرف مرزا صاحب کی جماعت کا اخبار کہلاتا ہے ایسی یہہ تھوڑی سی بات نہیں جسکو آپنے اختیار کیا ہے -

میں سچ کہتا ہوں کہ اس جماعت کی طرف منسوب ہونے والا اخبار اگر بلحاظ اپنے مضامین کی عمدگی پابندی وقت - صفائی مطبع وغیرہ کے اس نام کے شایاں نہو - تو میں ڈرتا ہوں کہ یہہ امر آپکے لیئے اچھا نہوگا - پس آپ اس معاملہ میں خود بہت دعا اور توجہ سے کام لیا کریں - اور کسی طرح کی جدوجہد کو اسکے واسطے اٹھا نہ رکھیں - اور مجھے یقین ہے کہ آپ ایسا ہی کرینگے - کیونکہ آپ سب کچھ چھوڑ کر اس نیک کام کو لگ گئے ہیں۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپکو بڑی ہمت عطا فرماوے - اور آپ کو اپنے مقاصد میں کامیابی بخشے اور تمام بھائیوں کو اس نیک کام میں جوش کے ساتھ حصہ لینے کی توفیق عطا فرماوے - اور ہم سب کی کمزوریوں کو دور کرے (آمین)

میرے خیال میں وہ لوگ اچھا نہیں کرتے جو کہ ایسے اخباروں یا رسالوں کے خریدنے کے وقت تجارتی جوڑ بینیں لگا کر کاغذوں اور سیاہیوں کی قیمت بنا لینے بیٹھ جاتے ہیں - کیونکہ کسی چیز کی قیمت بلحاظ اُس محنت اور مشقت اور بیش قیمت وقت کے جو کہ اُسکے تیار کرنے میں صرف ہوتا ہے - اور بلحاظ اُس کے مفید اور کمیاب ہونے کی ہوتی ہے - مثلاً وہ پاک موتی جو کہ آپنے حضرت اقدس کی تقریروں اور مولوی صاحبان کے خطبات جمع کرکے بیش بہا لڑیوں میں پروئے اور ترتیب دیئے ہیں - اگر آپ اتنی محنت نہ اُٹھاتے تو ہمیں ان کا دیکھنا کبھی نصیب نہوتا۔

بہر حال آپ ہمت کو نہ ہاریں - اور اپنے کام کو چلاتے چلیں - خدا تعالیٰ آپکے ساتھ ہوگا۔ اور وہ صادقوں کو کبھی ناکامیاب نہیں کرتا: والسلام

راقم آپ کا خادم
محمد صادق از لاہور

الحمد للہ! مولوی احمد حسن صاحب مالک تحفۂ احمدیہ کانپور جن پر خطرناک کتاب امہات کے مصنف شائق نے ازالہ حیثیت عرفی کی نالش کی تھی بری ہو گئے - الحمد للہ علی ذٰلک مع دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست - ایڈیٹر اور نامہ نگار پرچہ پر تعمیل سمن نہیں ہوئی ابھی مقدمہ جاری ہے

حضرت اقدس کی ایک تقریر دلپذیر در مسئلہ وحدت وجود پر ایک خط طبع ہوکر فروخت ہوا ہے - شائقین جلد خرید لیں ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا - قیمت ۲/ -

پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی کی حقیقت کا فوٹو لینے آئینہ حق نما

مولانا مولوی نورالدین صاحب کے ایک خطبہ کا خلاصہ مطلب

۳۱ مارچ ۱۸۹۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان الذین ھم من خشیۃ ربھم مشفقون ۝ والذین ھم بآیات ربھم یومنون ۝ والذین ھم بربھم لا یشرکون ۝ والذین یوتون ما آتوا وقلوبھم وجلۃ انھم الی ربھم راجعون ۝ اولٰئک یسارعون فی الخیرات وھم لھا سابقون ۝

مولا کریم - رحمان ورحیم مولا - ان آیات میں انسان کو ان راہوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو اسکو ہر ایک قسم کے سکہوں کی طرف لیجاتے ہیں اور اپنے ہمچشموں اور ہمعصروں میں معزز و موقر بنا دیتے ہیں۔

انسان فطرتی طور پر چاہتا ہے کہ ہر ایک قسم کے سکہوں اور آراموں اور بہلی باتوں کو حاصل کرے - اور پہر اُن میں سب سے بڑہکر رہنا چاہتا ہے - جب وہ دیکہتا ہے کہ اُسکے متعلقین خوش و خورسند ہیں - اور لوگوں کو بہلائی کی طرف متوجہ پاتا ہے - اُسکے دل میں یہہ بات پیدا ہوتی ہے کہ فلاں بہلائی میں سعادتمند قدم رکہا ہے - اور فلاں شخص نے یہی رکہا ہے - پس میں سب سے بڑہکر سبقت لیجاؤں - غرض عام طور پر انسان فطرتاً ایک **کمپی ٹی شن** میں لگا رہتا ہے اور ساتہہ والوں سے سربرآوردہ ہونے کا آرزومند ہوتا ہے۔ بچے چاہتے ہیں کہ کہیل میں دوسری پارٹی سے بڑہکر رہیں اور جیت جاویں - عورتیں کہانے - پہننے - لباس و زیورات میں چاہتی ہیں کہ اپنی ہم نشینوں سے بڑہکر رہیں - پس یہہ خواہش اور آرزو جو فطرتی طور پر انسان کے دل میں پائی جاتی ہے اُسکے پورا کرنے کی اسباب اور وسایل قرآن کریم میں اس مقام پر رحیم کریم مولا بیان فرماتا ہے اور وہ چند ایک اصول پر مشتمل ہے۔

پہلا اصل - انسان غور کرے کہ اُسکے دل میں اپنے سے بڑے کا ڈر ہوتا ہے - ادنی ادنی کام والے لوگ نمبردار کا - اور نمبردار تحصیلدار کا - اور تحصیلدار حکام بالادست کا ڈر رکہتے ہیں۔ ماتحت اگر افسروں کا ڈر دل میں نہ رکہیں تو وہ اپنے فرض منصبی کو اُس خوبی اور صفائی سے نکریں جس سے وہ اُن ملک کی حفاظت میں کرتے ہیں - اب اس اصل کو زیر نظر رکہہ کر مولا کریم فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو نیکیوں اور بہلائیوں کے **کمپیٹیشن** اور مقابلہ میں سرفراز ہوتے ہیں - سب سے پہلے وہ ہر ایک کام کرتے وقت اسبات کا لحاظ رکہتے ہیں کہ اللہ تعالے اُن کا نگران ہے - اور اُن کی ہر فعل کہانے - پینے - دوستی - دشمنی - بغض و عداوت - لین دین غرض تمام معاملات میں اُن کو دیکہتا ہے۔

پس مومن وہ ہوتے ہیں - خیرات میں وہ بڑہتے ہیں جو ان اعمال و افعال کے وقت علیم و خبیر کی ذات اور نگرانیوں پر نگاہ کرتے ہیں - اور ہر آن خوف و خشیت الٰہی سے لرزاں رہتے ہیں - اسلئے ہر ایک کام میں خواہ کہانے پینے کا ہو - یا بغض و عداوت ہو - دوستی ہو یا دشمنی - ہر بات میں خوش رہنے اور بڑہکر رہنے کے لئے پہلا اور ضروری اصل کیا ہے؟ **خشیت الٰہی** عمل کرنے سے پہلے دیکہہ لیا کرو کہ یہہ عمل خدا تعالی کی رضاجوئی کی وجہہ سے کسی سرخروئی کا باعث ہے یا اُسکی نارضامندی کا موجب ہوکر سیاہ روئی کا پیش خیمہ ہے؟

خوف الٰہی کے بعد دو اصل اور ہیں - وہ کیا ہیں؟ ایک اخلاص - دوسرا صواب - کوئی عمل صالح ہو نہیں سکتا جب تک اخلاص اور صواب نہو

اخلاص کیا ھے؟ اخلاص کے معنے ہیں کہ جو کام کرو اُسمیں یہہ مدنظر ہو کہ مولا کریم کی رضا حاصل ہو - حُبّ ہو تو حُبّ للہ ہو - بغض ہو تو بغض للہ ہو - کہاتو تو اسلئے کہ کہانے کا حکم دیا ہے - پیتے ہو تو سمجہہ لو کہ **واشربوا** کے حکم کی تعمیل ہے - غرض سارے کاموں میں اخلاص ہو رسم و عادت نفس و ہوا کی ظلمت نہو - اندرونی جوش اُسکے باعث نہوئے ہوں۔

صواب کیا ھے؟ کہ ہر بہلا کام اسطرح کیا جاوے جسطرح اللہ تعالے نے اوسکا حکم دیا ہے - اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کرکے دکہایا ہے - اگر نیکی کرے - مگر نہ اُس طرح جسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکہائی ہے - وہ راہ صواب نہیں - غرض یہہ دیکہنا ضروری ہے کہ اس کام کے کرنے میں اجازت سرکاری ہے یا نہیں - اور پہر اللہ کی رضا مقصود ہے یا نہیں - پس کام کر خشیت آلہی سے - اور پہر اخلاص و صواب سے!!!

والذین ھم بآیات ربھم یومنون - اللہ تعالے کے احکام پر ایمان لاتے ہیں - اور **والذین ھم بربھم لا یشرکون** اور پہر اللہ تعالے کے ساتہہ اعمال اور ترک اعمال میں کسیکو شریک نہیں کرتے نیکی کو اسلئے کرے کہ خدا تعالےٰ کی رضا کا باعث ہے - اور اُسیکے لئے اوسکو کرے - اور بدی سے اسلئے اجتناب کرے کہ خدا نے اُنکو بُرا فرمایا - اور اُنسے روکا ہے - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع مدنظر رکہکر نیکی کرے - نیکی کرتا ہوا بہی خوف آلہی کو دل میں جگہہ دے - کیونکہ وہ نکتہ نواز اور نکتہ گیر ہے - حدیث شریف میں آیا ہے - جنابہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں - کہ بدیاں کرتے ہوئے خوف کریں - فرمایا نہیں نہیں نیکیاں کرتے ہوئے خوف کرو - جو نیکیاں کرنے کی ہیں کرو - اور پہر حضور آلہی میں ڈرتے رہو - کہ ایسا نہو کہ **عظیم و قدوس** خدا کے حضور کے لائق ہیں یا نہیں - ایسے لوگ ہیں جو یسارعون فی الخیرات وھم لھا سابقون کے مصداق ہوتے ہیں یعنے اول اور آخر میں خشیت ہو فعل اور ترک فعل اخلاص اور صواب کے طور پر ہوں - اور وہ بہلائیوں کے لینے والے اور دوسرے سے بڑہنے والے ہیں

وسوسۂ شیطانی یہہ بہی آجاتا ہے کہ یہہ راہ کٹہن ہے کیونکر ملینگے - خدا تعالے نے خود ہی اس وسوسہ کا جواب دیتا ہے **لا یکلف نفسا الا وسعھا** کہ جنے جو اعمال کے کرنے کا حکم دیا ہے اور نواہی سے روکا ہے وہ مشکل نہیں - کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ عدم استطاعت پر حج کا حکم ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اوامر و نواہی ایسے ہیں کہ عمل کر سکتا ہے - اور اُن سے باز رہ سکتا ہے۔

اور یہہ امر بہی بحضور دل یاد رکہو کہ بعض اعمال بہول جاتے ہیں - جناب آلہی کے ہاں بہول نہیں - بلکہ فرمایا **ولدینا کتب ینطق بالحق وھم لا یظلمون** - یاد رکہو جناب الٰہی میں اعمال محفوظ رکہے جاتے ہیں - خدا کے ہاں ظلم نہیں ہوتا۔

انسان اگر غور کرے تو دنیا میں بہی ایک جنت اور نار کا نمونہ دیکہہ سکتا ہے - مجہے افسوس آتا ہے - جب میں دیکہتا ہوں کہ دوستوں کی چیتہیوں کے بڑہنے بڑہانے میں کسقدر ہوشیاری اور مستعدی سے کام لیا جاتا ہے مگر خدا تعالی کی چیٹہی - اور پہر جسکے لانیوالا وہ کامل انسان جو محمد ہے - صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتنی پرواہ نہیں کیجاتی سستی کی جاتی ہے تو کتاب اللہ کے سمجہنے میں

بعض اعمال ایسے ہیں کہ ہم نیکی سمجہتے ہیں - مگر قانون الٰہی کا منشا نہیں ہوتا - جب انسان مرفہ الحال

اور اگر بد ہوجاتا ہے تو وہ دُکھوں میں مبتلا ہوتا ہے اُسوقت نجات کی راہ نہیں ملتی - میں دیکھتا ہوں کہ ایسے انسان ہیں کہ دعوئے اسلام کرتے ہیں - مگر عمل دیکھو تو بازار میں کفار کے اعمال اور اُن کے اعمال برابر ہیں - نیک نمونہ دکھاکر دوسروںکو قایل کرسکتا ہے - اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کی نسبت فرماتا ہے کہ اگر تو (یعنے آنحضرت) نرم مزاج نہوتا - تو یہہ لوگ تیرے گرد جمع نہوتے - صحابہ کرام کی زندگیوں کے حالات پڑھو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام سے کوئی غلطی بھی ہوجاتی تھی - اور آپ استغفار بھی فرمایا کرتے تھے - گر ذرا ذراسی بات پر مواخذہ اور تشدد کرتے تو تیرے پاس یہہ قوم کس طرح جمع ہوتی - حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس نہ مال نہ طمع کی امید تھی - اگر کوئی چیز گرویدہ کرسکتی تھی تو وہ صرف حق کا نور اور آپ کے برگزیدہ اخلاق تھے -

اپنے اعمال میں یہہ امر مد نظر رکھو کہ اخلاص اور صواب ہو - نہ یہہ کہ اپنے اغراض و مقاصد کے لئے کسی آیت یا حدیث کا بہانہ تلاش کرتے پھرو - اور نیکی کرتے ہوئے یہہ نہ سمجھو کہ گویا تمام منازل طے کرلئے - نہیں بلکہ بعض امور ضروری ہیں - اور بعض اُس سے کم - بعض فرائض ہیں - بعض سنن - بعض واجبات ہیں - ایک سخت بدی ہوتی ہے - ایک اُس سے کم - اور بعض ایسے کہ اُن پر حرام اور مکروہ کا لفظ عاید ہوتا ہے -

خداتعالے کی باتیں جب سنائی جاویں مناسب نہیں کہ انسان شک بھی اُس راہ کو اختیار نکرے جو خداتعالیٰ کی رضامندی کی راہ ہے - اور اُسے اساطیر الاولین کہنے والوں کی طرح لاپروائی سے چھوڑ دے

میں ایک ضروری امر آخر میں تمہیں بتلانا چاہتا ہوں کہ جب کوئی ہادی دنیا میں آتا ہے تو اُسکی شناخت کے کئی طریق ہوتے ہیں -

اول - جاہل اور بعلیم نہو - خداتعالیٰ کی طرف سے آنے والے ہادی کے لئے ضروری ہے کہ وہ نادان اور بےخبر نہو - اب کتاب اللہ کو پڑھو - اور دیکھو کہ جو معارف اور حقایق اُسمیں بیان کئے گئے ہیں - وہ ایسے ہیں کہ کسی جاہل اور نادان کے خیالات کا نتیجہ ہوسکتے ہوں - سوچو! اور پھر سوچو!! نادان ایسی معرفت اور روح و راستی سے بھری ہوئی باتیں نہیں کرسکتے -

دوم - وہ ہادی اجنبی نہو - کیونکہ ایک ناواقف انسان دُور دراز ملک میں جاکر باوجود بدکار اور شریر ہونیکے بھی چندروز تصنع اور ریاکاری کے طور پر اپنے آپکو نیک ظاہر کرسکتا ہے - پس ہادی کے لئے ضروری ہے - کہ وہ اُن لوگوں کا واقف ہو - اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوی صاف ہے کہ ماضل صاحبکم وماغوی

تیسری بات یہہ ہے کہ ہادی یا امام یا مرشد اپنے سچے علوم کے مطابق عملدرآمد بھی کرتا ہو - اوروں کو بتلاوے اور خود نکرے - پس اس امر کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت فرمایا ہے ماضل صاحبکم وماغوے حضور کے عملدرآمد کا یہہ حال ہے کہ جناب صدیقہ علیہا السلام نے ایک لفظ میں سوانحعمری بیان فرمادی کان خلقہ قرآنا یعنے آپکے اعمال و افعال بالکل قرآن کریم ہی کے مطابق ہیں :: اللہ تعالے مجھے اور سب احباب سامعین کو نیک رستہ پر چلاوے اور قرآن کریم کے سمجھنے اور اُسپر عمل کرنے کی طاقت اور ہدایت بخشے - آمین -

❖

جماعت افریقہ کی طرف سے اپنی جماعت میں سے افریقہ آنے والے اصحاب کے لئے ضروری نوٹس

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

چونکہ بعض احباب اپنی جماعت بسلسلہ ملازمت میں یہاں ایسی صورت میں پہنچے ہیں کہ کلنڈنی بندر پر جہاں کہ ہر ایک گروہ ملازمین آمدہ از ہند کا ۳ دن ضرور قیام کیا کرتا ہے - اگرچہ حضرت اقدس کے خادمین مستقل طور پر خدمات یوگنڈا ریلوے پر متعین ہیں مگر تاہم عدم واقفیت کی وجہ سے نووارد احباب اُن سے ملاقات نہ کرسکے - اور جب وہ اپنی اپنی جگہہ پر تبدیل ہوکر لاین پر چلے گئے تو پیچھے سے اُن کو اس بات کا علم ہوا کہ ہمارے بھائی کلنڈنی میں بھی ہیں - اور اسطرح سے ہم لوگوں کو جو بندر پر رہنے کی وجہ سے اُن اصحاب کی زیارت کے اول حقدار تھے - ایک ایک اور دو دو ماہ کے بعد اُن سے ملاقات نصیب ہوئی - لہذا آیندہ کی سہولت کے خیال سے ذیل میں ہم ایک فہرست جملہ تمام ممبران جماعت افریقہ کی درج کردیتے ہیں - تاکہ ہر ایک نووارد بھائی آتے ہی کسی ممبر جماعت سے مل کر اُن صعوبات تکالیف سے امن میں رہے جو کہ اجنبیت کی حالت میں ایک مسافر کو پیش آسکتی ہیں - اور نیز بندر پر بیٹھنے والے بھائیوں کو زیادہ انتظار اپنے نووارد بھائیوں کی زیارت کا نہ کرنا پڑے -

حضرت اقدس کے اُن خادمین کی فہرست جو کہ کلنڈنی بندر پر مستقل طور پر متعین ہیں :

۱ - سید کرم حسین صاحب انچارج کول اسٹور کلرک کلنڈنی بندر وہ صاحب ہمیشہ بندر کے کنارے پر رہتے ہیں -
۲ - بابو محمد علی صاحب ہاسپیل اسسٹنٹ کلنڈنی ہسپتال - ساکن اکال ضلع گجرات
۳ - سیٹھ احمد دین صاحب قصاب کلنڈنی بازار - ساکن جادہ ضلع جہلم
۴ - خاکسار راقم الحروف محمد افضل کلنڈنی بازار ساکن قادیان -

جماعت افریقہ کے کل باقی ممبران کی فہرست

۵ - ہیڈ جمعدار صاحب محمد بخش ساکن کڑیانوالہ - [illegible]
۶ - خواجہ احمد صاحب وارڈمین کلنڈنی یوروپین ہاسپیل - ساکن گجرات
۷ - عظیم شاہ صاحب باورچی کلنڈنی " " " دوسوہہ
۸ - حافظ الہی بخش صاحب وارڈمین " " " سیالکوٹ
۹ - میاں دین محمد صاحب مزدور " " " گوجرانوالہ
۱۰ - شیخ فضل کریم صاحب عطار جمعدار " " " سیالکوٹ
۱۱ - سید محمد شاہ صاحب کلرک ٹیلیفون کلنڈنی بندر " ضلع جالندھر
۱۲ - میاں ہولا ٹھیکیدار مینٹیننس ڈویژن ساکن جادہ ضلع جہلم
۱۳ - میاں محمد ابراہیم اسسٹنٹ ٹھیکیدار ایضاً " پسرور ضلع سیالکوٹ
۱۴ - حافظ محمد صاحب " " ساکن گوندریالہ جہلم
۱۵ - مستری نبی بخش صاحب سب انسپکٹر " " کوٹ جادہ (")
۱۶ - شیخ نور احمد صاحب ٹائم کیپر " " جالندھر
۱۷ - بابو محمد الدین صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ محکمہ ریلوے ٹرانسپورٹ ساکن پٹیالہ -
۱۸ - میاں اللہ خان صاحب تھانہ دار [illegible] " ضلع جہلم
۱۹ - میاں محمد اسمعیل ٹائم کیپر پلیٹ لیانگ " [illegible]
۲۰ - میاں جواہر زرگر کلنڈنی بازار " جہلم
۲۱ - شیخ عنایت اللہ صاحب سٹور کیپر کلرک ریلوے ہیڈ کوارٹرز " [illegible]
۲۲ - حافظ محمد الیاس صاحب قاری [illegible] جمعدار " [illegible]
۲۳ - بابو رستم علی صاحب [illegible] سٹور کیپر [illegible] " جالندھر

راقم
محمد افضل از کلنڈنی بندر
ممباسہ - لائن سیٹھ احمد دین صاحب
[illegible] ۱۱ر فروری ۱۹۰۹ء

مکتوبات امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالٰی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - بعد ہذا - آپ کا خط جو آپنے لودہیانہ سے لکہا تہا پہنچ گیا - جس کے مطالعہ سے بہت خوشی حاصل ہوئی - بالخصوص اسوجہ سے کہ جس روز آپ کا خط آیا - اُسی روز بعض عبارتیں آپکے خط کی کسیقدر کمی بیشی سے بصورت کشفی ظاہر کی گئیں اور وہ فقرات زیادہ آپ کے دل میں ہونگے - یہہ خداوند کریم کی طرف سے ایک رابطہ بخشی ہے - خداوند کریم اس رابطہ کو زیادہ کرے! آپنے اپنے خط میں تحریر فرمایا تہا کہ ایک برہمو صاحب ملے - جنکا یہہ بیان تہا کہ گویا اس عاجز نے اُن کی اصلیت کو سمجہا نہیں - یہہ بیان سراسر بناوٹ ہے برہمو سماج والوں کا خلاصہ عقاید یہی ہے - کہ وہ الہام اور وحی سے منکر ہیں - اور خدا کے پیغمبروں کو نعوذ باللہ مفتری اور کذاب سمجہتے ہیں - اور خدا کی کتابوں کو اختراع انسان کا خیال کرتے ہیں - وہ الہام اور وحی کے ہرگز قایل نہیں ہیں - اور اپنی اصطلاح میں الہام اور وحی اُن خیالات کا نام رکہتے ہیں جو عادتی طور پر انسان کے دل میں گذرا کرتے ہیں - جیسے کسی مصیبت زدہ کو دیکہکر رحم آیا - یا کوئی بُرا کام کرکے پچتایا کہ ایسا کیوں کیا ہے - یہہ اُن کے نزدیک الہام ہے - مگر وہ الہام اور وحی جو خداوند کریم کے فرشتے کسی انسان سے کلام کریں - اور حضرت احدیت کسی سے مخاطبت کریں - اس پاک الہام سے وہ قطعاً منکر ہیں اور اپنے رسایل اور تقریروں میں ہمیشہ انکار کرتے رہتے ہیں - مگر اب وقت آپہنچا ہے کہ خدا انکو اور اُن کے دوسرے بہائیوں کو ذلیل اور رسوا کرے - مجہکو یاد ہے کہ پنڈت شیونرائن نے جو برہمو سماج کا ایک منتخب ممبر معلوم ہے - لاہور سے میری طرف ایک خط لکہا کہ میں حصہ سوم کا رد لکہنا چاہتا ہوں - ابہی وہ خط اس جگہ نہیں پہنچا تہا کہ خدا نے بطور مکاشفات مضمون اُس خط کا ظاہر کر دیا - چنانچہ کئی ہندوؤں کو بتلایا گیا - اور شام کو ایک ہندو کو جو آریہ ہے ڈاکخانہ میں بہیجا بہی گیا - تا گواہ رہے وہی ہندو اس خط کو ڈاکخانہ سے لایا - پہر میں نے پنڈت شیونرائن کو لکہا کہ جس الہام کا تم رد لکہنا چاہتے ہو خدا نے اُسکے ذریعے سے تمہارے خط کی اطلاع دی - اور اُسکے مضمون سے مطلع کیا - اگر تم کو شک ہے تو خود قادیان میں آکر اسکی تصدیق کر لو - کیونکہ تمہارے ہندو بہائی اسکے گواہ ہیں - رد لکہنے میں بہت سی تکلیف ہوگی - اور اسطرح جلد فیصلہ ہو جائیگا - میں نے یہہ بہی لکہا کہ اگر تم صدق دل سے بحث کرتے ہو - تو تمہیں اسجگہہ ضرور آنا چاہیئے کہ اس جگہہ خود اپنے بہائیوں کی شہادت سے حق الامر تم پر کہل جائیگا - لیکن باوجود ان سب تاکیدوں کے پنڈت صاحب نے کچہہ جواب نہ لکہا اور اسبارہ میں دم بہی نہ مارا اور وہ الہام پورا ہوا جو حصہ سوم میں چہپ چکا ہے **سنلقی فی قلوبہم الرعب** - اب دیکہئے! اس سے زیادہ اور کیا صفائی ہوگی - کہ خداوند کریم نہ صرف شنیدہ پر رکہنا چاہتا ہے بلکہ دیدہ کی مرتبہ پر پہنچانا چاہتا ہے - کل ضلع پشاور سے اس جگہہ کی آریہ سماج کے نام صوابی آریہ سماج نے ایک خط بہیجا ہے کہ حصہ سوم براہین احمدیہ میں تمہاری شہادتیں درج ہیں - اسکی اصلیت کیا ہے - سو اگرچہ ہندو لوگ اسلام کے سخت مخالف ہیں - مگر ممکن نہیں - کہ سچ کو چہپا سکیں - اسلئے فکر میں ہوئے ہیں کہ اپنے بہائیوں کو کیا لکہیں - اگر شرارت سے جہوٹ لکہینگے تو اسمیں روسیاہی ہے - اور آخر پردہ فاش ہوگا - اور سچ لکہنے میں مصالحت اپنے مذہب کی نہیں دیکہتے - اب دیکہا چاہیئے کہ کیونکر پیچہا چہوڑاتے ہیں - شاید جواب سے خاموش رہیں - یہہ اسرار جو خداوند کریم اس عاجز کے ہاتہہ پر ظاہر کرتا ہے - عام طور پر اسکی عادت نہیں تہی کہ اُن کے اظہار کی اجازت دی - بلکہ اسرار ربانی کے ظاہر کرنے میں اندیشہ سلب ولایت ہے - لیکن اس زمانہ میں ان باتوں کا ظاہر کرنا نہایت ضروری ہے - کیونکہ ظلمت اپنی کمال کو پہنچ گئی گو دوسرے لوگ اپنی نافہمی سے اس اظہار کو ریاکاری میں داخل کریں یا کچہہ اور سمجہیں مگر یہہ عاجز اسکی کچہہ بہی پرواہ نہیں کرتا کہ لوگ کیا کہینگے اور خداوند کریم نے اس عاجز کو عام فقرا کے برخلاف طریقہ بخشا ہے - جسمیں ظاہر کرنا بعض اسرار ربانی کا عین فرض ہے - والسلام علیکم و علی اخوانکم من المومنین ۳ر مارچ ۱۸۸۳ء مطابق ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۰۰ ہجری صلعم

بقیہ نمبر ۱۳

نواب صاحب کی خدمت میں خط روانہ کر چکا تہا - اور بذریعہ رویائے صادقہ نواب صاحب کو بہت تسلی دیگئی تہی - اسلئے اسی خط پر کفایت کی گئی - اور منشی الٰہی بخش کو بہی الہام سے اطلاع دیگئی - اور بروقت صدور اس الہام کے چند نمازی موجود تہے - اور اتفاقاً دو ہندو سے ملاوامل اور شرمپت رائی بہی جو اکثر آیا جایا کرتے ہیں بعین اُس موقعہ پر موجود تہے اُن کو بہی اسوقت اطلاع دی گئی - اور کئی مہمان کہ آئے ہوئے تہے اُنکو بہی خبر دی گئی - پہر چند روز کے بعد نواب صاحب کا خط آگیا کہ سرائے کا کام جاری ہو گیا ہے سو چونکہ دعا ایسے کام کے لئے کی گئی تہی - اسلئے یہہ اطلاع دنیا فضول سمجہا گیا مگر خداوند کریم کا بڑا شکر ہے کہ مجمع کثیر میں یہہ الہام ہوا اور جیساکہ میں نے بیان کیا ہے - عین الہام کے صدور کے وقت دو ہندو موجود تہے - جنکو اُسیوقت مفصل بتلایا گیا - اور دوسرے نمازیوں کو بہی خبر دیگئی - اور منشی الٰہی بخش کو بہی لکہا گیا - نواب علی محمد خانصاحب کی ارادت اور رشد ورزی کی توجہہ اور اخلاص قابل تعریف ہے - خدا تعالٰی اُن کو ہر ایک غم سے خلاصی بخشے اور حسن عاقبت عطا فرماوے - آپ نواب صاحب کو بہی اطلاع دیدیں کہ مالیر کوٹلہ سے نواب ابراہیم علی خان صاحب والی مالیر کوٹلہ کے ایک سررشتہ دار کا خط آیا ہے کہ وہ مبلغ صہ روپیہ بطور امداد بہیجینگے - مگر ابہی آئے نہیں - یہہ روپیہ انشاء اللہ پٹیالہ میں عبدالحق صاحب کو بہیجا جاویگا اور پہر بعد اسکے اُن کا قرضہ دو سو روپیہ باقی رہیگا -

والسلام

راقم خاکسار غلام احمد عفی عنہ
۲۶ر مئی ۱۸۸۴ء

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

موسمی تعطیلات کی باعث ایک مہینہ کے لئے بند کیا گیا

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر ٭ نہ رہے کوئی لاولد مضطر ٭ اعنی ہے حق میں گر بشر کے لیے ٭ لعل و دُرِ یتیم سی بڑھ کر ٭

شفاخانہ یونانی حکیم شیخ نظام الدین امرتسر

اظہار بشارت:- ناظرین ذیوقار طرز اشتہار و عبارت اسناد بیشمار سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راستبازی سے کام ہے مرد میدان بنکر آئیں۔ شرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بنائیں۔

معیار صداقت:- بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ پر لکھایا جاتا ہے۔ جسکو اسپر بھی یقین نہ آوے وہ مچلکہ لکھوا لے۔ اگر مراد پوری نہو دوا کا خرچ واپس مع ہرجانہ و جرمانہ لو۔ صحت کے طالبو!!! اولاد کے آرزومندو!!! یہہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو۔ فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارکبادی ہے

اس خادم الاطباء کو ۲۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقرائے کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و ثبات وحمایت و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ اکثر اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر ع خدا پنج انگشت یکسان نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو دیہی ہونگی مگر نمبر اول کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لیجائیں۔ اور مراد دلی پائیں۔ (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یکماہ۔ علاوہ خرچ دواء سے کر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لیجائیے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدے۔ بشرط عدم الیقین نرینہ میعاد معینہ پر ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا ہی بذریعہ رسید واپس لے (۵) زر تصفیہ شدہ فیما بین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پائے۔ ورنہ واپس لیں (۶) اسپر بھی اطمینان نہو تو مچلکہ شرطیہ لکھائیے وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو ورنہ ہرجانہ جرمانہ حسب قرارداد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھادی۔ اگر علاج میں شک ہو تحریر کر لو۔ مراد پالینے پر دنیا کسکو گراں ہے فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں۔ سب برباد ہونے سے بہتر ہے کہ جسکا نتیجہ کچھ نہیں۔ گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوا لیجئے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی اور جن کی دلی مراد بر آئی۔ ان کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا اور پرہیز ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب خواہش خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں

نمبر	نام مرض	قیمت شیشی	نمبر	نام مرض	قیمت شیشی	نمبر	نام مرض	قیمت شیشی	نمبر	نام مرض	قیمت شیشی
۱	جس کے اولاد نہو۔	عـہ	۱۰	قولنج ودردی	صہ/	۱۹	لقوہ	عا/	۲۸	نل کترا	صہ/
۲	جس کے اولاد چھوٹی مرجاوے۔	صہ/	۱۱	سوزاک	صہ/	۲۰	بھگندر	عا/	۲۹	طول و عرض و عمق و زاید	صہ
۳	جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو۔	صہ/	۱۲	سرعت	عا/	۲۱	ناسور	عا/	۳۰	خضاب سالانہ	عا/
۴	جس کا حمل ۶-۸ ماہ کا گرجاوے۔	صہ/	۱۳	جریان	عا/	۲۲	بواسیر خونی وبادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عا/
۵	کمزوری	عـہ	۱۴	غلط کاری	صہ/	۲۳	ادہرنگ	عـہ	۳۲	تسہیل ولادت	عا/
۶	مرگی	صہ/	۱۵	گنٹھیہ	عا/	۲۴	ضیق النفس	عـہ	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	عا/
۷	تپ دق	عـہ	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ/	۲۵	لیبہ	صہ	۳۴	بخار نوبتانہ۔ [illegible]	صہ
۸	ضعف باہ	صہ/	۱۷	ضعف بصر	عا/	۲۶	آتشک	صہ	۳۵	ضعف ہضم	صہ/
۹	ضعف جگر	عا	۱۸	سبل	عا/	۲۷	آتشک کل بدن	عـہ	۳۶	سرسام	عا/

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں ٭

[illegible]

[illegible]

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑبال۔ غبار۔ پھولا پھیل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم پنجاب کے اور ادویہ کی آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اسلئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۱۰ر (دس روپیہ) خالص ممیرہ فی ماشہ عہ روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ ۱ہر۔ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہار سے بچنا چاہیئے ۞

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور ۞

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے۔ بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے بہت پانی کا جانا۔ دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں سعلن اور کمزوری نظر ناخنہ۔ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم۔ اور ان سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے۔ اسلئے ہر کسی کے لئے اسکا استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لایق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے۔ اسلئے میں بلا شک وشبہہ شہادت دیتا ہوں کہ متذکرہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈبلیو ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے۔ میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ ادہم ملوی بعمرہ ۲۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑ گئے تھے اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

۳۔ میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جن کی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں۔ استعمال کر کے دیکھا مفید پایا۔ میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جن کی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے۔ اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو۔ یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔ حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴۔ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا۔ میری رائے میں بینائی قایم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ۔ ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ۞

پانچہزار روپیہ انعام۔ اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے تاریخ ۹ سنہ ۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے ..

شیخ یعقوب علی ایڈیٹر و پروپرائیٹر نے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

رجسٹرڈ نمبر ا ل ۴۸

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

نمبر ۱۵ قادیان دار الامن والامان مورخہ ۲۶ اپریل ۹۹ء جلد ۳

ایڈیٹوریل جملے

دین کا خلاصہ کیا ہے

تعظیم لامر اللہ اور شفقت علی خلق اللہ! پس اگر اللہ تعالیٰ کی سچی فرمانبرداری اور حقیقی اطاعت کی آرزو ہے تو اسکو شفقت علی خلق اللہ سے شروع کرو اسکا معراج اور کمال عظمت الٰہی ہے اس وقت کے مروجہ مذاہب مین ان امور کاملہ کا پتہ چلانا مشکل ہے آریہ جو خدا کو خالق اور نجات دہندہ نہین مانتا بلکہ مالک رازق عالم کل کچھ بھی نہین مانتا کیونکہ خدا تعالیٰ کے خالق نہ ماننے کا یہ لازمی نتیجہ ہے پھر وہ **عظمت الٰہی** کے اصول کا قائل اگر اپنے تئین بتلاتا ہے تو یہ ریاکاری ہی ہے۔

اور جب کہ وہ خوشی و رنج افلاس و تمول کو تناسخ کے نتائج قرار دیتا ہے کیا پھر وہ شفقت علی خلق اللہ کا مبارک اور پاک اصول مان سکتا ہے؟؟؟ ہرگز نہین بلکہ اگر عملی طور پر اسپر عمل کرنا چاہے اور قابل رحم لوگون کو کچھ دے تو وہ خدا تعالیٰ کے آئین مین فتنہ انداز ہے کیونکہ خدا نے تو اسکو اس کے اعمال بد کی وجہ سے مفلس کیا ہے اور یہ خیرات دیکر اسے اس سزا سے بچانا چاہتا ہے۔

کفارہ کا حیا سوز مسئلہ مان کر ایک کرسچن کیونکر ان دونو **گولڈن رولز** کی پابندی کر سکتا ہے۔

جب ایک کھاتا پیتا محتاج انسان خدا ہو سکتا ہے تو عظمت الٰہی کہان؟ ایک بے گناہ جب گنہگارون کے بدلے مر سکتا ہے تو نیک اعمال اور اخلاق فاضلہ کے حصول کی ضرورت ہی کیا ہے؟

پھر یہ اسلام کا فخر ہے کہ شروع سے لے کر آخر تک اس ستھرے اصول کی تعلیم دیکر عملدرآمد کے طریق بتلائے سنو کیا مختصر الفاظ ہین

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ

لا جبر ولا قدر

اکثر لوگ کہا کرتے ہین کہ مسلمان لوگ تقدیر الٰہی کے بھی قائل ہین اور اس بات کے بھی مقر ہین کہ برے اعمال کی سزا ملے گی جب آدمی مجبور ہوا تو سزا کے کیا معنی یہ تو ایک قسم کا ظلم ہے؟؟؟ عزیزو اسلام کا یہ منشا ہی نہین اسلام نہ آدمی کو مجبور قرار دیتا ہے نہ اس قسم کا قدر بتاتا ہے جو نادان سمجھتے ہین۔

حقیقت یہ ہے کہ فطرت انسانی پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ بعض قوتین انسان کی اپنے حیطۂ اقتدار میں ہیں جیسے ہاتھ سے کام لینا۔ یا زبان سے بولنا وغیرہ اور بعض قوی ایسے ہین کہ انپر اسکا کچھ تصرف و دخل نہین جیسے زبان مین ذائقہ کی قوت جوارح اعضا کا نمو وغیرہ۔ پس جو قوی اس کے قبضۂ اختیار اور اقتدار سے باہر ہین ان پر شریعت اسلام کا فتویٰ ہی نہین ہان جو اس کے تابع ارادہ ہین انپر شریعت کا فتویٰ ہے اب بتلاؤ کہ اسلام کا کیا پاک اصول ہے کیا اسپر کوئی اعتراض کر سکتا ہے؟ اور جو یہ کہا جاتا ہے وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی! نادان اتنا نہین سوچتے کہ اسلام کے ہدایت نامہ مین جسے **القرآن** کہتے ہین ایسے الفاظ کا استعمال ہی نہین کیا۔ علاوہ ازین انسان دکھ اٹھاتا ہے اپنی کرتوتون کی وجہ سے دیکھو **ملت اسلام** کا باپ **ابراہیم حنیف علیہ الصلوٰۃ والسلام** کیا کہتا ہے وَاِذَا مَرِضْتُ فَہُوَ یَشْفِیْنِ یعنی جب مین بیمار ہوتا ہون وہ مجھے شفا دیتا ہے۔

ہان جو حدیث شریف مین بالقدر خیرہ و شرہ وغیرہ الفاظ آئے ہین وہ بالکل سچے ہین علوم حقہ کے نتائج تامہ کا واقف اور ماہر کامل تو وہی ذات پاک ہے جو اللہ کہلاتا ہے کیڑی اور سانپ کے کاٹنے کے نتائج کا مقابلہ کرو

استغفار قرب الٰہی کا باعث ہے

ہم نے امام الزمان سلمہ الرحمٰن کو ۲۳ ر اپریل ۱۸۹۹ء کی صبحکو فرماتے ہوئے بغور سنا کہ کہہ رہے تھے استغفار قرب الٰہی کا باعث ہے اس کے معنی ہیں ڈھانکنے کی درخواست کرنا جب وہ ڈھانپنے والے کے قرب ہی میں ہوگا تو ڈھانپا جائے گا "۔ پس کون ہے جو قرب الٰہی نہیں چاہتا؟ یقیناً ہر متنفس کو اس کی از حد ضرورت ہے۔ پھر اس مجرب نسخہ کے ہوتے اس کیطرف بیحد توجہ کرلو کہ اندرونہ کی بیماریاں صاف ہوجاویں۔ اور قرب الٰہی کے سامان میسر ہوں أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ أَتُوْبُ إِلَيْهِ۔

معراج چاہتے ہو تو فدیہ دو

یہ ایک عام قانون پاتے ہیں کہ ہر ایک فعل دوسرے کے لئے گویا تبادلہ یا فدیہ کا قائمقام ہوتا ہے۔ اور تبادلہ کا عام رواج ایسا ہے کہ کسی دلیل اور ثبوت کا محتاج نہیں۔ پھر قربانی پر کیا اعتراض ہا روحانی معراج چاہتے ہو تو اندرونی کمزوریوں کو ذبح کرڈالو ریا۔ بغض۔ حسد۔ غیبت چھوڑ دو۔ اخلاص محبت۔ اور پردہ پوشی کی عادت خود پیدا ہوجائیگی بدترین خصلتوں کو قربان کرو۔ اخلاق فاضلہ کی ہستی اسی میں ہے۔ کمالات حاصل کرنا چاہتے ہو تو ذلیل بنانے والی باتوں کو ترک کردو۔

عشاء کے بعد زیادہ باتیں نہ کرو۔

ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل اور قول سے ثابت ہوتا ہے کہ عشاء کے بعد زیادہ باتیں نہ کیا کرو۔ ہمارے خیال میں دینی تذکرے اور مشغلے تو اچھے ہیں لیکن منصوبہ بازیاں۔ دنیوی جھگڑے اور ادہر ادہر کی ہفوات اور گپیں انسان پر برا اثر ڈالتی ہیں کہا جاتا ہے کہ اہل عرب ایام جاہلیت میں منصوبہ بازیاں رات ہی کو کیا کرتے تھے اور اس لئے بیتوں کے معنے برے مشورہ کے آتے ہیں۔ مشورہ تو برا نہیں بلکہ ایک مستحسن چیز ہے لیکن کسی کی برائی اور بدگوئی کی تجویزیں ناروا ہیں فضول قصے اور جھگڑے مومنوں کا کام نہیں ہوتا۔ رات کو زیادہ باتوں سے کیوں روکا؟ اس لئے کہ عموماً عذاب اور خداتعالیٰ کا قہر رات ہی کو آتا ہے۔ جب دنیا پر تاریکی چھا جاوے تو ایک صورت سے وہ خود غضب الٰہی ہوتا ہے گو خدا کے ہر فعل میں رحم ہوتا ہے اس لئے وہ وقت توبہ و استغفار اور خشیت الٰہی کا ہونا چاہئے نہ بری تجویزوں اور گندے منصوبوں کا + اللہ تعالیٰ یہاں تک ہمکو اور ہمارے پڑھنے والوں کو توفیق دے کہ ہم دنیوی مشاغل اور امور دن ہی کو کریں اور رات کو برے مشورے تو کجا دنیوی امور کیطرف توجہ بھی نہ کریں۔

اُوْصِیْكَ بِتَقْوَی اللّٰهِ

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب سے ایک دوست نے عرض کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرماویں آپ نے فرمایا بلکہ لکھدیا۔

جب کہ تقوی اللہ ہی ایسی چیز ہے جس سے علوم حاصل ہوتے ہیں مولا فرماتا ہے (۱) وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ

تقوے کے باعث ہر تنگی سے مخرج ملتا ہے اور تقوی رزق کا ذریعہ ہے (۲) مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا۔ (۳) يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

تقوی ہی سے دشمن ہلاک ہوتے ہیں حضرت رب العلمین کا ارشاد ہے (۴) إِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا۔

تقوی اللہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور خاص معیت حاصل ہوتی ہے (۵) إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔

تقوی سے انسان مولی کا محبوب بنتا ہے قرآن مجید میں ہے (۶) فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝

تقوی کے باعث متقی کے واسطے اللہ ہی مکتفی ہو جاتا ہے (۷) وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ

پھر متقی بنو۔

اور تقوی نام ہے اعتقادات صحیحہ اقوال صادقہ اعمال صالحہ علوم حقہ اخلاق فاضلہ ہمت بلند شجاعت استقلال عفت حلم قناعت صبر حسن ظن باللہ تواضع صادقوں کے ساتھ ہونے کا

فَاُوْصِیْكَ بِتَقْوَی اللّٰهِ۔

برادری کے حقوق

مصری اخبار (المنار) نے حقوق برادری کے عنوان سے لکھا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے برتن ہیں وہ برتن کیا ہیں لوگوں کے دل ہیں۔ ان برتنوں میں سے پسندیدہ برتن خدا کے نزدیک وہ [illegible] سب سے مصفا اور دلدار اور نرم ہے۔ مصفا یعنی پاک [illegible] مطلب ہے کہ دل پاک از گناہ ہو اور دلدار سے مراد یہ ہے کہ اسکو دین میں صلابت حاصل ہو اور نرم سے مراد کہ بھائی مسلمانوں پر شفیق اور اُن کا ہمدرد ہو بہر حال ہر شخصکو ضرور ہے کہ اپنی حاجت اور اپنے بھائی کی حاجت میں کوئی فرق نکرے جیسے وہ اپنے ذاتی کاموں اور شغلوں سے کبھی غفلت نہیں کرسکتا اسی طرح اپنے بھائی کے کاموں اور حاجتوں سے غفلت نہ کرکے ہمیشہ اُس کی تلاش میں رہے خداتعالیٰ مومنوں کو رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ فرماتا ہے۔ یعنی آپس میں ہمدردی کرنے والے۔

اقتصاد

اُسی اخبار میں اقتصاد کے عنوان سے لکھا ہے کہ اسلامی فضائل اور دینی بزرگیوں سے میانہ روی ایک بھاری فضیلت اور کارآمد بزرگی تھی جسکو اہل اسلام نے یک قلم چھوڑ دیا ہے اہل یورپ ہیں کہ آئے دن میانہ روی کو عمل میں لاتے ہیں اور اسکی طرف توجہ کامل رکھتے ہیں انھوں نے خاصکر اسباب میں کتابیں تصنیف کی ہیں اور مدارس میں اُن کی تعلیم جاری کردی ہے کیونکہ تمدن کا دار و مدار اسی پر ہے مگر ہم اپنے بیان کے امیروں کو یا تو سفیہ مبذر یعنی بیوقوفی کے ساتھ

بے محل روپیہ ضائع کرنے والے دیکھتے ہین یا شحیح مقتر یعنی بخیلی سے محل پر بھی روپیہ کام مین نہ لانے والے ہمارا اپنا تو یہ اعتقاد ہے کہ بے محل روپیہ ضائع کرنا ہماری قوم کا عام شعار ہوگیا ہے نہ امیر اس سے بچا ہے نہ فقیر ہم لوگ دینی تعلیمات کو چھوڑ کر ایسے امور مین محض خطابیات یعنی قوم کی من گھڑت پر عمل کرتے ہین مثلاً اس کلیہ پر کہ انفق ما فی الجیب یاتیک ما فی الغیب یعنی جو کچھ جیب مین ہے اُسکو خرچ کردے غیب سے تجھکو ملجاوے گا جو لوگ احکام دینی کے پابند نہین ہین ان کے خیال صحیح نہین ہوتے اُنکا قول و فعل سب مجنونانہ ہے قابل سند نہین بے محل روپیہ ضائع کرنا اور موقع پر خرچ نہ کرنا دونو میانہ روی سے دور ہے سیدی **احمد** فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے طریقہ کی بنا تین چیزون پر ہے **لا تسئل ولا ترد ولا توخر** یعنی لوگون سے نہین مانگتا بے مانگے ملگیا تو اُسے رد بھی نہین کرتا اور بے موقع روپیہ کو روکتا بھی نہین۔

خطبہ

(موعظت)

جو مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے ۱۴۔ اپریل ۹۹ء کو پڑھا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْاَمِيْنِ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔ جب ابراہیم کا اُس کے رب نے کچھہ باتون مین امتحان لیا اُن باتون کو ابراہیم نے پورا کیا یعنی ابراہیم اُس امتحان مین پورا نکلا تو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ مین تجھے ابد الآباد کے لئے کل دنیا کا **نمونہ** بناؤن گا۔ ابراہیم نے کہا کہ کیا میری اولاد مین سے بھی ایسے ہونگے خدا نے فرمایا ہان مگر ظالمون سے میرا اقرار نہین اس آیت پر غور کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک مامورون کے لئے **ابراہیم علیہ السلام** کو ایک نمونہ بنایا ہے اور ابراہیم علیہ السلام کی چال ایک مامور کے دعوی کی صداقت اور پرکھ کے لئے ایک محک اور معیار ہوگی۔

ہر دعوی کرنے والے کے لئے دیکھا جاویگا کہ وہ ابراہیم کے نقش قدم پر کہانتک چلا ہے اسکو صاف لفظون مین یون کہو کہ **امام** اور **مامور** وہی ہوگا جو ابراہیم کی چال چلیگا۔

یہ بات خوب یاد رکھنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ کیطرف سے جو استاذ اصلاح خلق کے لئے مامور ہو کر آتا ہے اسکو کچھہ قربانیان کرنی پڑتی ہین جیسا ابراہیم علیہ السلام کو کرنی پڑین۔ ابراہیم علیہ السلام کی قربانیان اپنے اندر ایک کمال رکھتی ہین اور کتاب اللہ مین اُن قربانیون کی حد ہے۔

ابراہیمؑ کو کئی قسم کی قربانیان کرنی پڑی ہین اور وہ قربانیان چار مختلف قسمون مین ہوسکتی ہین اولاً سب سے بڑی اور زبردست قربانی یہ ہے کہ ایک شخص اپنی قوم۔ اپنے رشتہ دارون اور عزیزون سے باآواز بلند یہ کہے

اِنِّيْ بُرَآءُ مِّنْكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

مین تم سے اور تمہاری معبودون سے بیزار ہون اور تم سے بے تعلق ہون۔ انسانی فطرت پر غور کرنے کے بعد یہ ماننا پڑتا ہے کہ فوق العادۃ قوت کے ساتھہ یہ روحانی اور پرہیبت الفاظ اللہ تعالیٰ کی پوری محبت کے بدون ایک انسان کے منہ سے نہین نکل سکتے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ کسقدر ہمت قلب اور سکینت اور تسلیت حضرت ابراہیم کو حاصل تھی جو پکار کے کہتے ہین مین تمسے بیزار ہون۔ یہ بات بھی خوب طور پر ذہن نشین رہنی چاہئے کہ قرآن کریم کہانیون کا مجموعہ یا داستانون کی کتاب نہین خدا تعالیٰ اپنی پاک اور عزیز کتاب مین بڑی عظیم الشان بات کے سوا ذکر نہین فرماتا جس کے حالات کو یہ کتاب مجید بیان کرتی ہے اُس سے اعلیٰ متصور نہین ہوتی ابراہیم نے کہا کہ مین تمہارے معبودون سے بیزار ہون ہان اگر خدا پر ایمان لاؤ تو پھر تمسے صلح ہے اپنے چچا اور قوم کو کس جرأت اور دلیری سے کہتے ہین کہ مین تجھکو اور تیری قوم کو ہلاکت مین دیکھتا ہون۔ اب سوچو اور دیکھو کہ کیا یہ عظیم الشان قربانی ہین کہ خود خدا تعالیٰ کے لئے قوم اور عزیزون سے قطع تعلق کیا جاتا ہے اور اُن تمام مفاد اور منافع کو پاؤن مین کچل دیا جاتا ہے جو اس صورت مین کہ اُن سے موافقت رہتی پہنچ سکتے تھے۔

دوسری قربانی۔ ایک عظیم الشان طاقت کا مقابلہ ہے۔ کوئی معمولی مقابلہ نہین۔ اپنے زمانہ کے جبار اور منکر سرکش سے مقابلہ ٹھہرانا۔ ہر ایک کی طاقت اور حوصلہ نہین ہے کہ اس قسم کے مقابلہ کیلئے طیار ہو قرآن کریم ہی نے ہمین موسیٰ علیہ السلام کا نمونہ دکھایا۔ جب فرعون کیطرف جانے کا حکم ملا۔ تو بول اٹھے رَبِّ اِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ بیشک حد بشریت یہین تک تھی۔ اور اُن کا تقاضا تھا کہ موسیٰ کے منہ سے یہ الفاظ نکلین۔ لیکن جواب ملتا ہے قَالَ كَلَّا فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ۔ انا معکم کی آواز نے تمام خوف دور کردئے اور پھر وہی انی اخاف کہنے والا موسیٰ کس جرأت اور دلیری سے فرعون کے پاس جا کر تبلیغ کرتا ہے کیونکہ تمام نقل و حرکت تمام گفتگو و مباحثہ مین اللہ تعالیٰ کی معیت تھی + اب یہ نہین کہ یہ اندر ہی کی ایک آواز تھی جو پھوٹ کر دلیر پڑی جیسا کہ آجکل کے ناحق کے جھوٹھے ریفارمر کہتے ہین کہ وحی اور الہام دل ہی سے پھوٹتا ہے اور دل پر پڑتا ہے کوئی خارجی شئے اور آواز نہین۔ نہین نہین یقیناً یہ اُس مقتدر وجود کی پیٹھہ ٹھوکنے والی آواز تھی جو ایک ہی ایسے اوقات مین قوت بخشتا ہے اور تحیر

[illegible] اسی کا منشا سمجھ بیٹھے ہیں - اندرونی آواز یا [illegible] کچھ نہیں کر سکتا اس قسم کی جرأت اور دلیری کہاں سے آسکتی ہیں ان اخلاف کہتے ہیں وہ جذبہ اور جوش کہاں تھا - یہ خارجی اور بیرونی آواز تھی ہاں یہ کہ خدا کی وحی تھی جسنے موسیٰ کے بال بال کو شیر کر دیا اور تمام حزن و خوف کو بھسم کر دیا - آخر اس آواز کے ساتھ ہی نئی قوت اور نئی شوکت پیدا کر دی آخر وہ ضعیف اسرائیلی شاہ مصر سے مقابلہ کرتا اور کامیاب ہو جاتا ہے غرض ابراہیم کو ایک جبار عنید سے مقابلہ پیش آتا ہے اور یہ خدا کا ضعیف اور برگزیدہ بندہ دہکتی ہوئی آگ کے شعلوں میں یا یہ کہ ایک خوفناک جنگ میں ڈالدیا جاتا ہے اب ایکطرف جان کی لذت اور حلاوت کا خیال کرو - اور دوسری طرف الٰہی محبت اور خدا میں لذت پر غور کرو - میں کہہ سکتا ہوں کہ دنیا کی تمام بدکاریوں اور گندی معصیتوں کی جان یہی جان کی حلاوت اور زندگی کی لذت ہے - یہ بندۂ خدا بھی وہی زندگی رکھتا ہے مگر اس دہشتناک آگ میں پڑتے وقت وہ اس فانی زندگی کی ذرا بھی پروا نہیں کرتا اور نہایت خوشی سے اسمیں کود پڑتا ہے مگر خدا تعالیٰ اُسے اس مقابلہ میں کب ہلاک ہونے دیتا ہے آگ حکم دیتا ہے۔

يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ

یہ بھی ایک عظیم الشان قربانی تھی -

(تیسری قربانی) اپنے باپ کے بھائی کو دعوت کرنا اور (چوتھی قربانی) جیسا آج صبح بیان ہوا ہے بڑھاپے کی عمر میں ہزاروں تمناؤں کے بعد لیا ہوا فرزند ہونہار اور جوان فرزند قربان کرنیکو طیار ہو جاتا ہے اور پھر محض رویا کی بنا پر جسکی تاویل ہو سکتی ہے مگر پھر اللہ تعالیٰ کے اشارات تک کی لفظی تعمیل کرنے کا ایک شیفتہ ہے کہ اشارات کی تعمیل کرنی چاہتا ہے - انسان مسائل دین میں اپنی اغراض کے موافق رخصتیں نکال لیتا ہے فقہ کی کتابوں کو دیکھو تو پتہ لگتا ہے لیکن یہ خدا کا راستباز تمام ایک رؤیا کی بنا پر جس سے اک جزئی نکل سکتی ہے اور [illegible] بھی جزئی نکل سکتی ہے اُسے چھوڑ دیتا ہے اور بیٹے کو ذبح کرتا ہے اور پورا نکلتا ہے - یہ چار قربانیاں تھیں جو ابراہیم نے دیں اور پورے نمبر پائے - پھر انعام الٰہی بھی [illegible] آئندہ [illegible] کا ایک نمونہ بنایا اور [illegible] اسلام کا باپ بنایا - دنیا کی گورنمنٹیں انعام دیتی دیتی تھک جاتی ہیں - مگر خدا تعالیٰ کی گورنمنٹ ایسی نہیں ہے - ابتدا میں ایم اے اور بی اے کے لئے گارنٹی تھی کہ ملازمت ملے مگر اب تعلیم یافتگان کی کثرت نے گورنمنٹ کو بھی تھکا دیا - اور اب کسی ایم اے یا بی اے کے لئے گارنٹی نہیں رہی - مگر خدا تعالیٰ کی گارنٹی یقینی اور اُسکا وعدہ حتمی ہے - جو شخص یہ چاروں قربانیاں دے وہ ابراہیم کے قدم پر امام ہے - اسی قسم کی قربانیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دینی پڑی تھیں -

میں نے خوب سوچا اور عرصہ دراز کے تجربہ کے بعد میں یہ کہنے پر آمادہ ہوا ہوں **ہمارا امام ہمام علیہ السلام** جو صدق اور راستی کی مستحکم چٹان پر آکر کھڑا ہوا ہے اور جسنے خدا تعالیٰ سے امام وقت ہونیکا خلعہ لیا ہے اُسکو بھی یہی قربانیاں کرنی پڑی ہیں برادری کی محبتیں رشتہ داری اور عزیزوں کے تعلقات کو محض اس ایک بنا پر کہ خدا اور اُسکے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اُنکو غرض اور واسطہ نہیں ہے قطع تعلق کر لیا - ایک دنیادار اور حریص انسان اولاد [illegible] اولاد اسپر جوان [illegible] اولاد کی کسقدر خواہش اور آرزو رکھتا ہے اور اُسکی محبت میں از خود رفتہ ہو جاتا ہے جیسے ایک اسی برس کا انسان چلاتا ہوا دیکھا ہے چار ہزار روپیہ ماہوار کی آمدنی تھی مگر یہ خواہش اور آرزو اُسکو کھا رہی تھی کہ اولاد ہو مگر اس امام نے دیکھو کسطرح فرزندوں کی قربانی کرکے دکھلا دی سلام - کلام قطعاً چھوڑ دیا اور پوری علحدگی اختیار کر لی کیوں؟ صرف اس لئے کہ اگر تم خدا سے صلح نہیں رکھ سکتے میں تمکو چھوڑتا ہوں انھوں نے صلح کے پیغام دئے تو کیا جواب دیا یہی کہ خدا سے صلح کر لو - ہم سے خود ہی صلح ہو جائیگی قوم کو اس کی غلطیوں پر متنبہ کیا اور بتلایا کہ قوم! میں تجھے کھلی گمراہی میں پاتا ہوں قوم! کوتاہ اندیش - ناخدا شناس قوم نے بالمقابل کیا کیا اقدام قتل عمد کے مقدمے میں ڈالنا چاہا + عزت ذلت [illegible] گورنمنٹ کو بدظن کرنا [illegible] آگ کی بھٹی میں ڈالنا چاہا - [illegible] ابراہیم کی عزت ایک شہر یا ملک میں تھی آج روئے زمین پر اُسکی عزت ہے اگر اُسکو ذلت پہنچے (خدانخواستہ) تو [illegible] راستبازوں سے بڑھ کر پہنچے کیونکہ خدا تعالیٰ کی مشیت اور مصلحت نے اُسے دنیا کے لئے برگزیدہ کیا ہے - اس لئے میں کہتا ہوں کہ آگ کی بھٹی [illegible] اُس کیلئے قوم نے [illegible] طیار کیا تھا - مگر اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور نصرت کو دیکھو کسطرح ان آگ کے شعلوں میں بھی اُس کی آواز امام کی سکینت اور تسلیت کا موجب تھی کہ يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ یہاں بھی اپنا کرشمہ دکھا رہی تھی -

پھر دیکھو بادشاہ وقت **قیصرہ ہند** کو بھی دین کی دعوت کی اور پھر دنیا کی تمام عظیم الشان طاقتوں کو کوئی ایسی بڑی طاقت نہیں رہی جسکو **دین اسلام** کیطرف دعوت نہ کی ہو - اور ایک کپکپا دینے والا مباحثہ نہ کیا ہو - یہ اس شخص کا تکلف اور تصنع نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے اس کی فطرت ہی ایسی رکھدی ہے یا یوں کہو کہ یہ ایک مشین تھی جسمیں خود اللہ تعالیٰ نے سٹیم بھر دی تھی - شہد کی مکھی کیطرح فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا وہ اضطراراً شہد بناتی ہے پس میں کہتا ہوں کہ شہد کی مکھی کیطرح مطیع و منقاد ہو کر یہ خدا کی راہ میں چلا ہے جیسے شہد کی مکھی یا خادم نہیں بنا سکتی شہد بناتی ہے جس میں لوگوں کے لئے شفا ہے اسی طرح اس کے کلام میں شفا کام میں شفا - حرکت و سکون میں شفا - کوئی کھوکھل نہیں ہے - بس وہی قربانیاں ہیں جو ابراہیم کو دینی پڑی تھیں - یہ کیسا سچا ثبوت ہے اس رنگ میں سچا اُس رنگ میں سچا - یہ خدا کا فضل ہے - شیعوں کیطرح گروہ آپ چیختے ہیں کہ خلافت بلافصل علی کا حق تھا مگر خدا نے بلافصل خلیفہ بنا کر ثابت کر دکھایا کہ کون حقدار تھا - اسی طرح پر خدا نے اپنے فضل سے **مسیح موعود** بنا کر بتلا دیا کہ یہ کسکا حق تھا - آسمان نے گواہی دیدی کہ **کسوف و خسوف** رمضان میں کسی مدعی کے وقت نہ ہوا زمین [illegible] اپنی [illegible] سے نکال چکی ملائکہ نے مہر لگا دی کہ راستباز یہی ہے - خدا کی تائیدوں اور نصرتوں نے بتلا دیا کہ امام کون ہے؟ پس اب آؤ

[illegible]
خدا تعالیٰ ہم اور ہمارے بھائیون کو توفیق دے کہ [illegible] راستباز کا نمونہ بنین اور اس قسم کی قربانیون کی توفیق دے تاکہ اس کے عہد کے وارث بنین ایسا نہ ہو کہ ہم ظالمین مین سمجھے جائین۔ آمین۔

الحکم کی خاص امداد

ہم نہایت شکر کے ساتھ عالیجناب نواب محمد علیخان صاحب رئیس اعظم مالیر کوٹلہ کی اس گرانقدر اعانت کا اظہار کرتے ہین جو [illegible] سو روپیہ سالانہ مستقل طور پر اخبار الحکم کے لئے بعض شرائط پر منظور فرمائی ہین جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ میرزا خدا بخش تحصیلدار مالیر کوٹلہ کی مہربانی کے بھی ہم مشکور ہین جنہون نے اس امداد مین تحریک فرمائی۔ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل پر امید کر کے کہہ سکتے ہین کہ اگر اسی نہج پر ہمارے دوسرے احباب کو توجہ ہو گئی اور اس طور پر ایک مستقل امداد کے لئے باہمی تحریک ہوئی۔ تو الحکم کے استقلال اور استحکام کی ایک صورت نکل آئیگی۔ اور پھر ان نقائص کے دور ہونے کی بھی امید ہو سکتی ہے جو اس وقت اس کی ترتیب ۔ کاغذ وغیرہ امور کے متعلق ہین کیونکہ جب مالی مشکلات کا سوال پیش آ جاتا ہے پھر کرنے دھرتے نہین بنتی بہرحال ہم نواب صاحب کی علو ہمتی پر ان کے لئے دعا کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے۔ (ایڈیٹر)

جزاہم اللہ خیر الجزاء

مندرجہ ذیل فہرست ان احباب کی ہے جنہون نے افریقہ سے مقدمہ حضرت اقدس پر بطور امداد چندہ ارسال کیا جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ یہ چندہ معرفت اخویم ڈاکٹر رحمت علی صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ ممباسہ پہنچا ہے بغرض رسید فہرست ہذا شائع کی جاتی ہے

ایڈیٹر

نام برادر	رقم چندہ
خاکسار رحمت علی ہاسپٹل اسسٹنٹ	لـہ
سیٹھ احمد دین صاحب سوداگر	سـہ
برادر محمد افضل خانصاحب	عـہ
برادر خواجہ احمد صاحب وارڈ سرونٹ	صہ
عمر الدین صاحب حجام	للعہ
عظیم شاہ صاحب باورچی	صہ
مصاحب خانصاحب کمپونڈر	صہ
الٰہی بخش صاحب وارڈ سرونٹ	عہ
امیر خان صاحب چپراسی	صہ
خادم حسین صاحب سگنلر	صہ
مستری فقیر محمد صاحب	عصہ
برادر امام دین صاحب باورچی	صہ
نادر خان صاحب سارجنٹ پولیس	عسہ
جواہر صاحب زرگر	عہ
محمد الدین صاحب قصاب	عہ
عمر الدین وٹرنری اسسٹنٹ	صہ
غلام احمد صاحب کمپونڈر	صہ
محمد ابراہیم صاحب ٹھیکیدار	صہ
شیخ نور احمد صاحب	ماہ

میزان کل [illegible] روپیہ

مشاہیر اسلام کی سوانح عمریان

ابو عبید قاسم بن سلام کا حال

سلام ہرات کے ایک امیر کا رومی غلام تھا خداوند تعالیٰ نے فرزند غلام کو امام بنانا تھا ابو عبید قاسم نے ابو زید نحوی۔ اصمعی۔ ابو عبیدہ ابن الاعرابی کسائی فراء وغیرہ جماعت کثیر سے جنکا علم و فضل مسلمہ تھا مختلف علوم کا استفادہ کیا تھا۔ اور چھوٹی سی عمر مین ہی بڑے بڑے آئمہ کی ہمنشینی کا شرف حاصل کر لیا تھا۔ ۱۸ سال کی عمر تھی۔ جب شہر طرطوس کے قاضی مقرر کئے گئے چونکہ [illegible] سکے قریب انکی تصنیف کی ہوئی کتابین ہین [illegible] جو امثال و معانی۔ حدیث و فقہ اور قرآن کریم کے متعلق ہین کہتے ہین کہ فن غریب الحدیث مین سب سے پہلے جو کتاب لکھی گئی وہ انکی تصنیف تھی جسکو انہون نے عبد اللہ بن طاہر کے سامنے پیش کیا اس نے [illegible] اسکو [illegible] اور انکی ہزار درم ماہوار تنخواہ مقرر کر دی اور کہا کہ شایان نہین کہ ایسا مصنف فکر معاش مین [illegible] ہین کہ [illegible] ابو عبید سے [illegible] غریب الحدیث کو ۴۰ سال مین تکمیل کو پہنچایا [illegible] مجھ کو ئی نکتہ کتاب [illegible] سے ملگیا۔ اور مین اس کی خوشی مین [illegible] سویا۔ لیکن اب بعض طالب علم [illegible] کہتے ہین کہ اگر چار پانچ مہینے بھی گزر گئے [illegible] ہلال بن علا کا قول کہ اللہ تعالیٰ نے چار [illegible] کو انکے زمانہ مین پیدا کر کے جملہ اہل اسلام پر احسان فرمایا (۱) شافعی رحمۃ اللہ علیہ جنہون نے فقہ کو [illegible] (۲) احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جو [illegible] و مصیبت جھیلی [illegible] اور قائم رہے [illegible] تو لوگ کافر ہو جاتے (۳) [illegible] نے حدیث نبوی سے کذب کو دور کیا (۴) ابو عبید قاسم بن سلام جنہون نے غریب الحدیث کی تفسیر لکھی۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو لوگ غلطی مین پڑ جاتے

ابو عبید کی اعلیٰ فضیلت اور حسن سیرت پر مشہور مشہور فاضلون کے اقوال درج ذیل ہین۔

(۱) قاضی احمد بن کامل کا قول ہے کہ ابو عبید نہایت متقی فاضل ہے۔ اور ان کا علم ربانی ہے یہ علوم اسلامیہ کے مختلف اصناف مثل قراۃ و فقہ و عربیت و اخبار عرب وغیرہ پر حاوی ہین۔ با این ہمہ صحیح العقل اور حسن الروایت ہین۔ مین نہین جانتا کہ کسی شخص نے بھی ان کے دین مین کوئی طعن نکالا ہو۔

(۲) ابراہیم حربی کا قول ہے کہ ابو عبید گویا ایک پہاڑ ہے جسمین روح ڈالی گئی ہے (پہاڑ سے تشبیہ عظمت و وقار مین ہے) ان کی ہر ایک بات پسندیدہ ہے۔

(۳) اسحٰق بن راہویہ (امام اہل عراق) کا قول ہے کہ ابو عبید کا علم ہم سے وسیع اور ادب کثیر ہے اور مجموعہ [illegible]

(۴) ثعلب کا قول ہے کہ اگر ابو عبید بنی اسرائیل مین بھی ہوتے تو حیرت مین ڈالدینے والے ہوتے

ابو بکر بن دینار ی کہتے ہین کہ عبید نے رات کے تین حصے کر رکھے تھے۔ ثلث شب سوتے تھے۔ ثلث شب عبادت کرتے تھے ثلث شب تصنیفات مین۔

آخر عمر مین طرطوس سے بغداد تک سفر کیا۔ اور وہانسے حج کے لئے مکہ کو گئے۔ وہانسے مدینہ منورہ ان کا اپنا بیان ہے کہ جب مینے وہانسے سفر عراق کا ارادہ کیا تو رات کو خواب مین کیا دیکھتا ہون کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک مکان مین تشریف فرما ہین۔ اور حضور کے گرد و پیش حاجب کھڑے ہوئے ہین لوگ آتے ہین اور سلام عرض کرتے ہین اور مصافحہ سے مشرف ہوتے ہین مین بھی اندر جانے لگا مگر مجھکو حجاب نے روکدیا مینے دریافت کیا کہ تم مجھے کیون زیارت نبوی سے منع کرتے ہو انھون نے کہا مجھے اندر جانیکی اجازت نہ ملیگی اور تو شرف اسلام سے مشرف نہ ہوگا۔ کیونکہ تو کل کو عراق جانا چاہتا ہے مینے کہا اچھا مین عراق نہ جاؤن گا۔ کہا عہد کر۔ پھر انہون نے مجھو اندر جانے کی اجازت دیدی۔ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام اور مصافحہ سے مشرف ہوا۔ جب صبح ہوئی تو یہی خواب بیان کر کے عزم سفر چھوڑ دیا کہتے ہین کہ اس سے تین یوم کے بعد انکا انتقال مدینہ منورہ مین ہی ہو گیا۔

سنہ ۱۵۰ھ مین ہرات مین پیدا ہوئے اور محرم ۲۲۴ھ انتقال ہوا۔ تصنیفات مین سے کتاب المقصور والممدود اور کتاب المذکر و المونث۔ کتاب النسب۔ کتاب الاحداث کتاب ادب القاضی کتاب عدد آئی القرآن کتاب الحیض کتاب الاموال نہایت مشہور ہین۔ ناظرین کو ان کی سیرت سے نتیجہ نکالنا چاہیئے کہ قدیم مسلمانون کے نزدیک معیار شرافت صرف علم سمجھا جاتا تھا اور فرزند غلام کو امام تسلیم کر لیا جاتا تھا اور اب بھی ہماری ترقی کا آلہ صرف علم ہی ہو سکتا ہے۔

اب تھوڑی جلدین باقی ہین

جیسا کہ گذشتہ نمبرون سے ناظرین کو معلوم ہوا ہوگا۔ حضرت اقدس کی ایک **تقریر** اور **مسئلہ وحدت** جو [illegible] ایک خط کے نام سے [illegible] انکی صرف تھوڑی کا پیان اب باقی ہین۔ احباب جسقدر جلدی مناسب سمجھیں منگوالین قیمت ۴ر ہے

آئینۂ حق نما جو پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی کا ایک نمونہ ہے اسکی تو بہت ہی تھوڑی کا پیان باقی ہین اس کی قیمت بھی ۴ر ہے چند روز کے بعد پھر ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

دونو رسالے منیجر الحکم سے طلب کرو۔

دار الامان کا ہفتہ

(۱) مولانا مولوی عبد الکریم صاحب مع الخیر واپس تشریف لائے۔ ہمارے ناظرین انشاء اللہ پھر سنئے نئے مضامین خطبہ وغیرہ کے لاحظہ فرمادینگے

(۲) ۲۱ر اپریل ۱۸۹۹ء کو عید الضحٰی کی نماز حضرت مولوی نور الدین صاحب نے پڑھائی لاہور گجرات سیالکوٹ امرتسر ملتان مالیر کوٹلہ سرسادہ بھیرہ راولپنڈی وغیرہ مقامات سے اکثر احباب علاوہ ان دوستون کے جو قادیان کے نواح مین ہین تشریف لائے ہوئے تھے خطبہ اور دوسرے ضروری کوائف کے ہمراہ اگر جداگانہ نہ چھاپا گیا تو اخبار مین شائع ہوگا۔

(۳) حضرت اقدس بفضلہ تعالی مع کل خاندان کے خوش و خرم ہین اور مسیح ہندوستان مین کے نام سے ایک مبسوط کتاب مسیح علیہ السلام کی ہندوستانی زندگی۔ ہندوستان مین وفات اور ہند ہی مین دوبارہ آمد کے مطالب پر مشتمل لکھ رہے ہین اردو مین چھپنی شروع ہونیوالی ہے۔ اور انگریزی مین اسکا مسودہ شیخ رحمت اللہ صاحب پروپرائٹر بمبئی ہوس لاہور ولایت لے جائینگے جو مئی کے آخر مین تشریف لیجائینگے اور وہان اس کی اشاعت کرینگے انشاء اللہ تعالی اس کتاب سے ولایت مین انقلاب عظیم پیدا ہوگا۔

(۴) دار الامان کے احباب خدا تعالی کے فضل سے ہر روز نئی برکت پاتے ہین اور اقدس قدسیہ حضرت مسیح موعود سے صبح و شام نئی حیات حاصل کرتے ہین۔

درس قرآن کریم کا درس ہر روز حسب معمول ہوتا ہے۔ آج کل پھر قرآن کریم کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔

۲۵ر اپریل کی شام کو حضرت اقدس نے اس مضمون پر کہ اولیاء اللہ کے انکار سے سلب ایمان کیونکر ہوتا ہے مختصر سی تقریر فرمائی جو دوسرے وقت پر انشاء اللہ تعالے شائع کی جاویگی۔

غزل جمالی

دن بھلے ہوتے تو کاہے کو جدائی ہوتی
وہ نہ آئے تھے اگر موت ہی آئی ہوتی
بخت ناساز ہے ہوتا جو مقدر اچھا
میری قسمت مین مدینہ کی گدائی ہوتی
گر مدینہ کے پہاڑون مین کہین جا مرتا
اس سے بہتر تھا کہ جنت مین رسائی ہوتی
کیا کرون مانع ہجرت ہے شہا بار عیال
ورنہ در پہ ترے دھونی ہی رمائی ہوتی
مرشد و رہنما خواجہ غلام احمد
آپ ہوتے نہ مری عقدہ کشائی ہوتی
ہم بھی اس شیخ جفاکیش سے رکھتے امید
کچھ تمنا جو کسو کی بھی بر آئی ہوتی
گر جمالی کے مقدر مین نہ ہوتا تھا وصال
خواب ہی مین کبھی صورت تو دکھائی ہوتی

اسلام کا خاصہ ہے کہ خدا پر بھروسہ ہوتا ہے۔ مسلمان وہی ہے جو صدقات اور دعا کا قائل ہو۔ عیسائیون کو اسبات پر یقین نہین۔ کیونکہ انہون نے جسمانی خدا بنا لیا ہے۔ انسان کی بڑی خوشی جو زوال پذیر نہین ہوتی اور خطرات کیوقت اسے سنبھال لیتی ہے وہ خدا پر بھروسہ ہے اور یہ صرف اسلام ہی کی تعلیم ہے کہ خدا پر بھروسہ کرو۔ (از ملفوظات امام آخر الزمان ۲۰ اپریل ۱۸۹۹ء وقت عصر)

شفاخانہ یونانی حکیم شیخ نظام الدین امرتسر

اے مرے قدردان علم و ہنر — غور سے کیجیئے ادھر بھی نظر — ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر
نہ ہے کوئی لاولد مضطر — اعنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر — لعل و دُرِّ یتیم سے بڑھکر
جسپہ ہو فضل ایزد داور — کیوں نہ ہو دل اس سے بامراد اکثر

اظہار بشارت ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و عبارت اسناد بیشمار سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھہ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راستبازی سے کام ہے مرد میدان بنکر آئیں شرطیہ دوا آزمائیں جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بنائیں۔

معیار صداقت بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے اور شرطیہ میں اقرارنامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے جسکو اسپر بھی یقین نہ آوے وہ مچلکہ لکھوا لے۔ اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو۔ صحت کے طالبو!!! اولاد کے آرزومندو!!! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو۔ فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارکباد دی ہے۔

اس خادم الاطبا کو ۲۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقرائے کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع الاثر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات و ممات و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ اکثر اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر خدا نے پنج انگشت یکسان نہ کرد!! بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو وہی ہونگی۔ مگر نمبر اول کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لیجائیں اور مراد دل پائیں (۳) شرطیہ تشفی آمدنی یکماہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے بندہ کا حق ہے ورنہ واپس لیجائے (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرارنامہ آمدنی دو ماہ لکھدی بشرط پیدائش نرینہ میعاد معینہ اندر ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے (۵) زر تصفیہ شدہ فیما بین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پاوے ورنہ واپس لیں (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو ورنہ ہرجانہ۔ جرمانہ حسب اقرار واہ قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہرطرح کرادی۔ شرطیہ اقرارنامہ کے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھادی۔ اگر علاج میں شک ہو تحقیق کرلو۔ مراد پانے پر دینا کسکو گران ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزان ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں ہے برباد وہ شجر ہے کہ جسکا ثمر نہیں ہاں تمام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیجکر منگوائیے جن لاولدوں نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد بر آئی۔ اُن کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا اور پرہیز ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امرا حسب منشا خود شرائط مندرجہ سے مستثنی ہیں ÷

	نام مرض	قیمت		نام مرض	قیمت		نام مرض	قیمت		نام مرض	قیمت
۱	جن کے اولاد نہ ہو	عہ	۱۰	قولنج دردی۔	عہ	۱۹	لقوہ	ع	۲۸	نل اُترنا	عہ
۲	جنکے اولاد چھوٹی مر جاوے	عہ	۱۱	سوزاک۔	عہ	۲۰	بھگندر	ع	۲۹	طول وعرض وعمق دواید	عہ
۳	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو	عہ	۱۲	سرعت	ع	۲۱	ناسور	ع	۳۰	خضاب سالانہ	ع
۴	جسکا حمل ۶-۸ ماہ کا گر جاوے	عہ	۱۳	جریان	ع	۲۲	بواسیر خونی و بادی	عہ	۳۱	نزلہ و زکام	ع
۵	کمزوری	عہ	۱۴	غلط کاری۔	عہ	۲۳	ادہرنگ	عہ	۳۲	تسہیل ولادت	ع
۶	مرگی	عہ	۱۵	گٹھیا۔	ع	۲۴	ضیق النفس۔	عہ	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب۔	ع
۷	تپ دق	عہ	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۵	پتھری	عہ	۳۴	بخار تپ و چوتھایہ و روزانہ۔	عہ
۸	ضعف باہ	عہ	۱۷	ضعف بصر	ع	۲۶	آتشک	عہ	۳۵	ضعف ہضم	ع
۹	ضعف جگر	ع	۱۸	سبل	ع	۲۷	آتشک کل بدن	عہ	۳۶	سرسام	ع

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر ڈیوڑھی چوک کرموں فقط

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اسی سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اُٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عا دو روپیہ - ممیرہ کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ سہ تین روپیہ - خالص ممیرونی ماشہ عہ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ لہ ر - خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی میرے اشتہارونکی ضرور بچنا چاہیے -

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداس پور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرہ کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے بہت پانی کا جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں - جلن اور کمزوری نظر ناخنہ - باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اسمیں سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر یا دوسری شئی نہیں ہے اس لئے ہر کسی کیلئے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات میں جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے - اسلئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرہ کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی ایم سانگی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲ میں بڑی خوشی سے ممیرہ کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے - میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اندر دیوی بعمر ۵۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے - اور پڑوال پڑتے تھے - آنکھیں عرصہ تک سرخ اور دکھتی رہتی تھیں انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

۳ میں نے ممیرہ کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کیواسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ میں نے ممیرہ کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کو بیماریوں سے بچانے کیلئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے - راقم خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرہ کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے ایک بنک میں اسی مطلب کیلئے تاریخ [illegible] میں جمع کیا گیا ہے!

باہتمام یعقوب بیگ ایڈیٹر و پروپرائٹر کیلئے انوار احمدیہ پریس قادیان [illegible] چھپا

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

الحکم

رجسٹرڈ ایل ۷۷

نمبر ۱۶ | قادیان دارالامن والامان ۵ مئی سنہ ۱۸۹۹ء | جلد

ایڈیٹوریل جملے

دین الٰہی کیا ہی

اس سوال کا جواب دیتے وقت ہم فلسفیانہ مباحث پر نظر نہ کرینگے بلکہ کتاب اللہ سے مختصر الفاظ مین بتلا دین گے کہ دین الٰہی کیا ہے؟ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام (پارہ ۳ رکوع دس) یعنی کامل اور سچا دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہے۔ پس دین الٰہی کا اطلاق اگر کسی مذہب و ملت پر ہوسکتا ہے تو وہ اسلام ہے۔ اسلام کیا ہی؟ مختصر الفاظ مین تعظیم لامر اللّٰہ اور شفقت علیٰ خلق اللّٰہ۔

پانی نہ پیو

رات کا گرم کیا ہوا دن کو اور دن کا گرم کیا ہوا راتکو کہتے ہین اس سے سرسام کا اندیشہ ہے۔ اور اُس پانی کو ہرگز منہ نہ لگاؤ جو گاڑھا چکنا بودار یا رنگین ہو یا جسمین جانور پڑ گئے ہون۔ برف اور شورہ کا ٹھنڈا کیا ہوا پانی مفید تشنگی ہے اور مسکن اجزائے خون ہے مگر اعصاب کے لئے سخت مضر ہے۔ جس پانی مین اشیاء ملی ہوئی ہون یا جس کے پاس سڑے نباتات جمع ہون یا جس کے قریب بول و براز پڑا ہوا اسکو زہر قاتل سمجھنا چاہیئے سرد پانی ہچکی بخار درد پسلی درد حلق درد شکم مین پینا مناسب نہین پانی نہ پیو۔ کھڑے کھڑے چلتے ہوئے چت لیٹے ہوئے یا بیٹھے بیٹھے جھک کر روغنی کھانے کے بعد رات کو ۱۲ بجے سے ۴ بجے تک کھانا کھانے سے نصف گھنٹہ پہلے تک۔ نیند سے اُٹھکر بغیر منہ دھوئے۔ ورزش و تراوت کے بعد جبکہ پسینہ آیا ہو۔ محنت اور راستہ کی تکان و اجابت و قے کے بعد اور دودھ پینے سے پہلے یا بعد یہ ہدایتین جن احباب کی نظر سے گذرین وہ اگر ایک مرد عورت بچہ کو سمجھا دین اسکا ایسا ہی ثواب ہوگا جیسا کہ پیاسے کو پانی پلانے سے۔

شرح صدر کے اسباب کیا ہین

مندرجہ ذیل اسباب ہین جنکے ذریعے شرح صدر ہوسکتی ہے

(الف) التَّوْحِیْدُ عَلٰی کَمَالِہٖ وَقُوَّتِہٖ وَزِیَادَتِہٖ

(ب) اَلْاِیْمَانُ۔

(ج) اَلْعِلْمُ۔

(د) اَلْاِحْسَانُ۔

(ہ) اَلشُّجَاعَۃُ

(و) ترک فضول۔ النظر والکلام والاسماع۔ اَلْاَکْلُ۔ وَالنَّوْمُ۔

یاد رکھو عجز اور کسل سے تمام نیکیان زائل ہوجاتی ہین اور شریر پیدا ہوجاتے ہین۔ عجز کیا ہے اُن اسباب کا ترک کردینا جو اللہ تعالیٰ نے اُن نتائج حسنہ سے وابستہ کرکے ہین جو انسان کےلئے معاد و معاش کے واسطے رکھدیئے ہین۔

انیسوین صدی کی ایک اور ایجاد

انیسوین صدی کی حیرت انگیز ایجادونمین سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک فرانسیسی بحری انجینیر مالیر ڈی ہوئی نامی نے اپنی اعلیٰ درجہ کی دماغی قابلیت سے مٹی کے تیل کو منجمد کرنیکی ترکیب نکالی ہے اس سے تیل منجمد ہو کر صابن کی ٹکیہ کیطرح بنجاتا ہے ان ٹکیونسے نہ بدبو نکلتی ہے اور نہ دھوان اور نہ وہ گرمی سردی سے متاثر ہوتی ہین اس ایجاد سے دو بڑے فائدے تو سردست یقینی ہین کہ اسکی بار برداری مین سیال حالت کی

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر + نہ رہے کوئی لاولد مضطر - اغنی ہی حق میں ہر بشر کے لیے - لعل دور تقسیم سے بہر بحر

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین حکیم امرتسر

[illegible]

اظہار کسادبیت - ناظرین جو ہی دفتار طرز اشتہار و اسناد بشمارے کماحقہ اطمینان کر سکتے ہیں اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں یہاں خیر خواہی عام اور اشتہار ہی سی کام ہے مرد میدان بن کر آئیں شرطیہ دوا آزمائیں جھوٹوں کو سچا - اور سچوں کو جھوٹا نہ بنائیں

معیار صداقت - بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے - اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے - وہ مچلکہ لکھوائے - اگر مراد پوری نہ ہو - دوا کا خرچ واپس ملکہ ہرجانہ و بہر مانہ لو نہ - صحت کے طالبو! اولاد کے آرزومندو! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خدا داد کی منادی ہے - عام مبارکبادی ہے -

اس خادم الاطبا کو ۲۰ سالہ طبیہ تجربات اور فقرائے کاملین و سیاحین کی خدمات کے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات و ممات و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں اگرچہ بکثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر ع خدا پنج انگشت یکسان نکرد - بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں - بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ دوا یہ تو وہی ہونگی - اگر نمبر اول کم مقدور والی صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تو نگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لیجائیں - اور مراد دلی پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یکماہ - علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے - اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آوے بندہ کا حق ہے - ورنہ واپس لیجائے (۴) شرطیہ بالعبد خرچ دوا دیگر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدے - بشرطیکہ پیدائش نرینہ میعاد معینہ پر ادا کرے - ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے (۵) تصفیہ شدہ قیمت کسی معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں بشرط کامیابی بندہ پاوے - ورنہ واپس لیں (۶) اس پر بھی اطمینان نہو تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں - وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو ورنہ ہرجانہ حسب قرار داد قبول - فضل خدا داد کی منادی ہر طرح کرادی - شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہار دن کی بنیاد ڈھادی - اگر علاج میں شک ہو تحریر کرلو - مراد پالنے پر دنیا کسکو گراں ہے - فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزان ہے جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں ؎ برباد وہ شجر ہے کہ جسکا ثمر نہیں - گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں - کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے - جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی اور جن کی دلی مراد بر آئی - ان کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے - تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے - طریق استعمال دوا و غذا اور پرہیز تحفہ طبیہ سے واضح ہوگا - والیان ریاست و امرا حسب منشائے خود شرائط مندرجہ سے مستثنی ہیں -

نمبر	نام مرض	[illegible]	نمبر		[illegible]	نمبر		[illegible]	نمبر		[illegible]
۱	جس کے اولاد نہو	[illegible]	۸	صعف باہ	[illegible]	۱۶	سفیدی آنکھ	[illegible]	۲۶	آتشک	[illegible]
			۹	ضعف جگر		۱۷	ضعف بصر	[illegible]	۲۷	آتشک کل بدن	[illegible]
۲	جس کے اولاد چھوٹی مر جائے									نل اترنا	
			۱۰	قولنج و ورمی	[illegible]	۱۸	سبل	[illegible]		طول و عرض و عمق و زائد	[illegible]
۳	جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو					۱۹	لقوہ	[illegible]		خضاب سالانہ	[illegible]
			۱۱	سوزاک	[illegible]	۲۰	بھگندر	[illegible]		نزلہ و زکام	[illegible]
۴	جس کا حمل ۶ - ۸ ماہ کا گر جائے -					۲۱	ناسور	[illegible]		تسہیل ولادت	[illegible]
			۱۲	سرعت	[illegible]					معجون محرب القلوب	[illegible]
۵	کمزوری		۱۳	جریان	[illegible]	۲۲	بواسیر خونی و بادی	[illegible]		بخار روزانہ و چوتھیا	[illegible]
۶	مرگی		۱۴	غلط کاری	[illegible]	۲۳	ادوہ رنگ	[illegible]			
						۲۴	ضیق النفس	[illegible]		ضعف ہضم	[illegible]
۷	تپ دق		۱۵	گنٹھیا	[illegible]	۲۵	لیہہ	[illegible]		[illegible]	[illegible]

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کلاہوں

[illegible]

خطبہ عید اضحی

جو مولانا مولوی نور الدین صاحب نے ۲۱ اپریل ۱۸۹۹ء کو پڑھا

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اَمَّا بَعْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔

یہ آیت شریف قرآن مجید میں کس وقت نازل ہوئی ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ ایک آیت آپ کی کتاب میں ہے اگر ہماری کتاب میں ہوتی تو وہ جس دن اتری تھی اُسے عید کا دن قرار دیتے حضرت عمر نے پوچھا کہ وہ کونسی آیت ہے تو اُس نے یہ آیت پڑھی الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا جناب عمر نے فرمایا کہ یہ آیت کب نازل ہوئی کس وقت نازل ہوئی کہاں نازل ہوئی میں اسے خوب جانتا ہوں وہ جمعہ کا دن تھا وہ عرفہ کا دن تھا وہ اسی عید النحر کا مقدمہ تھا۔ عرفات میں نازل ہوئی تھی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۸۱ روز زندہ رہے یوں تو اللہ جل شانہ کا نزول ہر روز خاص طرز پر رات کے آخر ثلث میں ہوتا ہے مگر جمعہ کے دن ۵ دفع اور عرفات کو ۹ دفع نزول ہوتا ہے۔

احادیث صحیحہ سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ شیطان ایسا کبھی یاس میں نہیں ہوتا جیسے عرفات کے دن یہ وہ دن ہے کہ اللہ جل شانہ نے ہماری لئے، دینیہ کے لئے جس کتاب کو نازل فرمایا تھا اُسے کامل کر دیا کامل دین جسکا نام **اسلام** ہے اُسے اُسی دن کامل کر دیا جس دین کی متابعت ضروری اور اُس پر کاربند ہونا سعید انسان کو لازم ہے اُس کے اصول اور فروع اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس دن میں تمام و کامل کر دئے وہ چیز جسکو کامل طور پر ہم تمہیں نہیں بلکہ دنیا کو پہنچانے کے لئے سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ساری دعاؤں اور کل طاقتوں اور مساعی جمیلہ کو پورے طور پر لگایا تھا اُسکا نام اسلام ہے اور اُس کی تکمیل کا دن جمعہ کا مبارک دن اور عرفات کا پاک دن ہے

تمام ادیان مروجہ اور مذاہب موجودہ کا مقابلہ کرنا چاہیں اور غور کر کے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ کیا بلحاظ اصول کے اور کیا بلحاظ حفظ اصول اور فروع کے وہ اسلام کے مقابلہ میں کچھ حقیقت ہی نہیں رکھتے اور بالکل ہیچ دکھائی دیتے ہیں اس کے اہم ترین امور میں سے اللہ جلشانہ کا ماننا اسکو اسماء حسنیٰ اور صفات و محامد میں یکتا و بے ہمتا ماننا ہے جسکا خلاصہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں موجود ہے جسکا نام افضل الذکر ہے اور جسکی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کل نبیوں کی تعلیم کا خلاصہ ہے جسکو اللہ تعالےٰ پسند فرماتا ہے۔ اور آج میں بھی کہتا ہوں۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ

اس کی حقیقت یہ ہے انسان اللہ تعالیٰ کی ہستی کی برابر اور ہستی کو یقین نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کو اسماء میں افعال میں یکتا وجود و بقا میں یکتا تمام نقائص سے منزہ اور تمام خوبیوں سے معمور یقین کرے وہی معبود حقیقی ہے اُس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت جائز نہیں۔ **عبادت** کا مدار ہے حسن و احسان پر پھر دیکھو دونو باتیں بدرجہ کامل کس میں موجود ہیں؟ اسی ہی میں۔ بھلا دیکھو تم کچھ نہ تھے تم کو اس نے بنایا ایسا خوبصورت دانشمند انسان بنا دیا۔ بچے تھے ماں کی چھاتیوں میں دودھ پیدا کیا۔ سانس لینے کو ہوا پینے کو پانی کھانے کو قسم قسم کی لطیف غذائیں طرح طرح کے نفیس لباس۔ اور آسایش کے سامان کیسے دئے خدا نے!! میں کہتا ہوں کیا چیز ہے جو انسان کو فطرتاً مطلوب ہے اور اس نے نہیں دی سچی بات یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے احسان اور افضال کو کوئی گن ہی نہیں سکتا۔ حُسن دیکھو تو کیسا اکمل۔ ایک ناپاک قطرہ سے کیسی خوبصورت شکلیں بناتا ہے کہ انسان محو ہو رہ جاتا ہے یا خشک سی لکڑی سے سبز اور نرم دل خوش کن کونپل نکالتا ہے انار کے دانے کس لطافت اور خوبی سے لگاتا ہے۔ ادھر دیکھو اُدھر دیکھو آگے پیچھے دائیں بائیں جدھر نظر اٹھاؤ گے اس کے حسن کا ہی نظارہ نظر آئے گا۔ اور یہ بالکل سچی بات ہے وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

ساری دنیا میں جسقدر مذاہب باطلہ ہیں انہیں دیکھو گے تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے کسی اسم یا صفت کا انکار کیا ہے اور اسی انکار نے انکو بطلان پر پہنچا دیا ہے ایک بت پرست اگر خدا تعالےٰ کو علیم خبیر سمیع بصیر قادر جانتا ہے تو کیوں پتھر شجر ہوا سورج چاند اور ارذل ترین چیزوں کے سامنے سجدہ کرتا اور کیوں انکی اُستتی کرتا ہے۔ اور کوئی جواب نہیں ملتا تو یہی عذر تراش لیا کہ ہماری عبادت صرف اسی لئے ہے کہ یہ اصنام و معبود ہمکو خدا تعالیٰ کی حضور پہنچا دیں اور مقرب بارگاہ الٰہی بنا دیں۔

اصل یہی ہے کہ وہ ایسی بات کے قائل نہیں ہیں کہ خدا تعالےٰ ہر غریب و گنہگار کی آواز سنتا ہے اور ہر ایک دور شدہ کو نزدیک کرنا چاہتا ہے اونچی آواز سے پکارو یا دھیمی آواز سے وہ سمیع ہے اگر ایسا مانتے تو

کبھی کبھی خود مخلوق عاجز اور ناکارہ مخلوق کے آگے مان ان اشیاء کے آگے جو انسان کے لئے بطور خادم ہیں سر نہ جھکاتے اور یوں اپنے ایمان کو نہ ڈبوتے۔

عیسائی مذہب کو اگر دیکھیں تو یہ انسان پرستی کیوں انہیں پیدا ہوئی صرف اس لئے کہ خدا تعالیٰ کی صفات اور اسماء کا انکار کیا۔ ایکطرف زبان سے خدا تعالیٰ کو قدوس اور رحیم اور عادل خدا پکار رہی ہیں مگر اپنے معتقدات اور ایمان سے بتلاتے ہیں کہ جسکو خدا مانا ہے وہ ساری برائیوں اور بدیوں کا مورد ہے خدا کو عادل قرار دیتے ہیں مگر گنہگاروں کے بدلے ایک بیگناہ کو سزا دیکر بھی اس کے عدل کو قائم رکھ سکتے ہیں۔

آریہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کو سرشٹیکرتا تو مانتا ہے لیکن خالق کل ہونے کی اُسے مقدرت نہیں ایک ایک ذرہ کو علحدہ سمجھتے ہیں اور روحوں کو مخلوق نہیں مان سکتے اُن کے خواص گن کرم سبھاؤ سب کے سب انادی اور خدا تعالیٰ کے ہمتا اور شریک سمجھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کو اس بات پر قادر نہیں مان سکتے کہ وہ بڑے سے بڑے بھگت اور پریمی کو بھی ابدی نجات دے بلکہ ابدی نجات کا دینا گویا خدا تعالیٰ کو خدائی ہی سے دست بردار کرنا چاہتے ہیں۔ معاذ اللہ منہا

برہمو لوگوں کو دیکھو تو خدا تعالیٰ کی بڑی تعریفیں کریں گے مگر خدا تعالیٰ کی اس صفت سے انکو مطلق انکار ہے جس سے وہ ہدایت نامے دنیا میں بھیجتا اور انسان کو غلطیوں سے بچانے کے لئے رہنمائی کرتا ہے اور نہیں مانتے کہ یرسل الرسول بھی خدا تعالیٰ کی کوئی صفت ہے الغرض ہر ایک مذہب پر اگر غور اور دھیان کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ بجز اسلام کے انکو اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات پر ایمان نہیں رہا کوئی اسم اعلیٰ طور پر ایسا نہیں جسکے معنی مسلمان اعلیٰ طور پر نہیں کرتے۔ کسی نے کیا چھوٹا اور سچا فقرہ کہا ہے

مسلمان خدا کے سامنے شرمندہ ہونے کے قابل نہیں۔ ✠

لیکن اس نعمت کی قدر کیا ہو سکتی ہے؟ کیا تم لوگوں میں خدا کے سوا دوسرے کی پرستش نہیں ہوتی؟ کیا غفلت نہیں رہی؟ کیا برادری اور اخوت کا وہ بے نظیر اور قابل قدر مسئلہ جو مخلوقات کو سکھلایا گیا تھا اور یہ بتلایا گیا تھا کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنے تم میں معزز اور زیادہ مکرم وہ ہے جو زیادہ تر متقی ہے جسقدر نیکیاں اور اعمال صالح کسی میں زیادہ تر ہیں وہی زیادہ معزز و مکرم ہے کیا بیجا شیخی اور انانیت پیدا نہیں ہو رہی۔ پھر بتلاؤ کہ اس نعمت کی قدر کی تو کیا کی۔ یہ اخوت اور برادری کا واجب الاحترام مسئلہ اسلام کے دیکھا دیکھی اب اور قوموں نے بھی لے لیا۔ پہلے ہندو وغیرہ قومیں کسی دوسرے مذہب و ملت کے پیرو کو اپنے مذہب میں ملانا عیب سمجھتے تھے اور پرہیز کرتے تھے مگر اب شدہ کرتے اور ملاتے ہیں۔ گو کامل اخوت اور سچے طور پر نہیں۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غور کرو کہ حضور نے اپنی عملی زندگی سے کیا ثبوت دیا۔ کہ زید جیسے کے نکاح میں شریف بی بیاں آئیں۔ اسلام! مقدس اسلام نے قوموں کی تمیز کو اٹھا دیا جیسے وہ دنیا میں توحید کو زندہ اور قائم کرنا چاہتا تھا اور چاہتا ہے اسیطرح ہر بات میں اس نے وحدت کی روح پھونک دی اور تقویٰ پر ہی امتیاز رکھا قومی تفریق جو نفرت اور حقارت پیدا کرکے شفقت علی خلق اللہ کے اصول کی دشمن ہو سکتی تھی اُسکو دور کر دیا ہمیشہ کا منکر خدا رسول کا منکر جب اسلام لاوے تو شیخ کہلاوے یہ سعادت کا تمغہ! یہ سلوک کا نشان جو اسلام نے قائم کیا تھا صرف تقویٰ تھا اب بتلاؤ ایسے انعام اور ایسے فضل کے نازل ہونے کے بعد اب کیا حالت موجود ہے کیا وہی اتحاد و برادری ہے؟ کیا اسماء الٰہی پر ویسا ہی یقین کامل ہے؟ وہ کتاب جسنے غافل و بدمست قوم کو ہشیار کرکے دکھا دیا تھا اور جسنے عرب جیسی اکھڑ قوم کو ہمدردی اخوت کا ایک پاک نمونہ دنیا میں بنا کر دکھا دیا کیا اسکی ایسی قدر اور عظمت ہو جو اُس کے اتباع اور عمل درآمد کا نام ہے؟ کیا مسلمان کہلانیوالے کتاب اللہ رسول اللہ کی ایسی ہی عزت کرنیوالے چست و چالاک ہیں جیسے صحابہ تھے؟ سب باتوں کا جواب مجھے اندیشہ ہے کہ اگر دیا جائے دلوں کو نہ ہلا دے۔ میں دیکھتا ہوں عقاید کا حال خدا ہی کو معلوم ہے دل کی باتیں تو وہی جانتا ہے جو علیم بذات الصدور ہے مگر یہ بات تو مانی ہوئی ہے کہ انسان کے دل کا جوش خوبی پر ضرور جلوہ گری کرتا ہے کون ہے جو یہ جانتا ہو کہ آگ جلاتی ہے اور پھر اسمیں ہاتھ ڈالدے۔ کون گڑھے میں عمداً گر سکتا ہے روٹی کو بھوک کا علاج جانتے ہو اور پیاس کا علاج پانی جانتے ہو تو بھوک کیوقت روٹی اور پیاس کیوقت پیتے ہو پھر جب کوئی انسان یہ اصول مانتا ہے کہ خدا تعالیٰ علیم و خبیر سمیع و بصیر ہے تو پھر قیاس کرے کہ ان اسماء حسنیٰ کو مانکر بھی بدمعاشیوں اور بدکاریوں کے ارتکاب میں کیوں دلیری کرتا ہے ہندو دہریہ سکھ آریہ عیسائی وغیرہ قسم قسم کی مخلوق موجود ہے اور ان کے اخلاق ظاہری اور افعال و اعمال دیکھلو اور پھر اپنے افعال و اعمال کا معائنہ کرو تم میں تو خاص نعمت اُتری تھی اور پھر اسکی تکمیل ہوئی تھی اب اس نعمت کے لینے کے بعد اور قوموں میں اور تم میں کیا امتیاز ہوا۔ صحابہ کرام میں اخوت کا مسئلہ ایسا تھا کہ وہ اس امر کو تکملۂ ایمان سمجھتے تھے کہ جب تک اپنے بھائی مسلمان کے لئے وہی نہ چاہیں جو خاص اپنی ذات کے لئے چاہتے تھے۔

دوسرے کی عزت و آبرو دوسرے کے آرام و چین کے لئے ایسی ہی کوشش کرو جیسی اپنی لئے کرتے ہو۔ مگر جب اپنے آپ ہی کو غفلت میں ڈال رکھا ہے تو دوسرے کی بہتری کی کیا امید!!! کرتے نفاق ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ وہ نعمتیں ملیں جو اتفاق میں ہیں

✠ یہ فقرہ حضرت امام الوقت اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے ایسا خدا مانا ہے کہ وہ انکو مانکر کسی کے سامنے شرمندہ نہیں ہو سکتے کہ ہمارے خدا میں یہ بات نہیں یا وہ بات نہیں جو اور مذہب کے لوگوں کو پیش آتی ہے۔ جیسے آریاؤں کا خدا خالق اور نجات دہندہ نہیں وغیرہ وغیرہ۔ ایڈیٹر

جہالت میں پڑے ہیں اور چاہتے ہیں کہ علم کی عزت و آبرو ملے ۔ غفلت میں سرشار ہیں اور ہوشیاری کی لذت کے خواہان علم ان صحیح علم کے مطابق عمل نہیں کرنا چاہتے مگر اجر وہ لینا چاہتے ہیں جو عاملین کو ملتے ہیں مکہ کے کفار کہتے تھے کہ ہم پر رسولوں والی آیات کیوں نازل نہیں ہوتی ۔ بہت سے تم میں سے ہیں جو چاہتے ہیں ہم ملہم کیوں نہیں بنتے ۔ ہماری دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتی ہم کیوں آسودہ حال نہیں ہوتے ۔ مگر یہ تو بتلاؤ کہ کتاب اللہ کے مطابق عمل درآمد کرنے میں تم نے کسقدر محنت اٹھائی ہے انصاف تو یہی ہے کہ جسقدر روپیہ اور عمر کو سونے کے د ساکرنے میں صرف کیا ہے کیا قرآن کریم کے مطالب پر اطلاع پانے اور اسکو دستور العمل بنانے میں اس سے آدھا بھی کیا ہے ؟ خدا کے حضور بخیلی نہیں اس کے ہاں میں بخل نام کو نہیں پھر یہ محرومی کیوں ؟ یہ سچی بات ہے **مَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ** ۔ اللہ تعالیٰ نے تو کسی کی جان پر ظلم نہیں کیا مگر بات یہ ہے کہ لوگ خود ہی اپنی جان پر ظلم کرتے ہیں ۔ پس اللہ تعالیٰ کی نعمت کی قدر کرو ۔ اس نے خاتم الانبیا بھیجا ۔ کتاب بھی کامل بھیجی کتاب کے سمجھانے کا خود وعدہ کیا اور ایسے لوگوں کے بھیجنے کا وعدہ فرمایا جو آ آکر خواب غفلت سے بیدار کرتے ہیں اس زمانے ہی کو دیکھو کہ **لیستخلفنھم** کا وعدہ کیسا سچا اور صحیح ثابت ہوا ۔ اس کا رحم اس کا فضل اور انعام کس کس طرح دستگیری کرتا ہے مگر انسان کو بھی لازم ہے کہ خود بھی قدم اٹھاوے یہ بھی ایک سنت ہے چلی آتی ہے کہ خلفا پر مطاعن ہوتے ہیں آدم پر مطاعن کرنے والی خبیث روح کی ذریت بھی ابتک موجود ہے ۔ صحابہ کرام پر مطاعن کرنیوالے روافض اب بھی ہیں ۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے انکو تمکنت دیتا ہے اور خوف کو امن سے بدل دیتا ہے سچے پرستار الٰہی اور مخلص عابد بنو ۔ خدا کیطرف قدم اٹھاؤ یہاں بھی **رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ** دینا فرمایا ۔ اسلام کا لفظ چاہتا ہے کہ کچھ کر کے دکھاؤ موجودہ حالت میں ہم نے اہم سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے امام کے ہاتھ پر توبہ کی ہے اور مسلمانوں سے بڑھکر امتیاز پیدا کیا ہے ۔

ہم میں ملہم ہے ہم میں ہادی اور امام ہے ہم میں وہ ہے جسکی خدا تائید کرتا ہے جس کے ساتھ خدا کے بڑے بڑے وعدے ہیں اسکو **حَکَم** اور **عَدْل** بناکر خدا نے بھیجا ہے ۔ مگر تم اپنی حالتوں کو دیکھو ۔ کیا مدد اور عمل درآمد کے لئے بھی ایسا ہی قدم اٹھایا ہے جیسا کہ واجب ہے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے سورہ **ھود** نے بوڑھا کر دیا اسمیں کیا بات تھی **فَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ** تم سیدھی چال چلو نہ صرف تم بلکہ تیرے ساتھ والے بھی ۔ یہ ساتھ والوں کو جنہے حضور کو بوڑھا کر دیا انسان اپنا ذمہ وار تو ہو سکتا ہے مگر ساتھیوں کا ذمہ وار ہو تو کیونکر ؟ بس یہ بہت خطرہ کا مقام ہے ایسا نہ ہو کہ تمہاری غفلتوں سے اللہ تعالیٰ کے وہ وعدے جو تمہارے امام کے ساتھ ہیں پورا ہونے میں معرض توقف میں پڑیں ۔ موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی کے ساتھ کنعان پہنچانے کا وعدہ تھا مگر قوم کی غفلت نے اسے محروم کر دیا ۔ پس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو ! اور خوب سمجھو ۔ غفلت چھوڑ دو اور اس نعمت کی قدر کرو جو آج کے مبارک دنوں میں پوری ہوئی ۔ میں پھر کہتا ہوں کہ فرمانبردار بنکر دکھاؤ ۔

اس خطبہ کا دوسرا حصہ جسمیں سورہ
کوثر کی مختصر تفسیر ہے دوسرے
نمبر میں درج ہوگا
انشاء اللہ تعالیٰ
بحولہ و قوتہ

ایڈیٹر

لاجبر ولا اختیار

گو گذشتہ نمبر میں اس عنوان سے چند سطریں ہم نے لکھی تھیں ۔ مگر غلطی سے اختیار کی جگہ قدر کا لفظ لکھا گیا تھا جو بعد میں سرخی سے درست کر دیا گیا تھا تاہم اصلاح مزید اور صحت کی غرض سے پھر اسکی تصریح مناسب سمجھی ۔

اسلامی شریعت کی ناواقفی اور کم سمجھی کیوجہ سے مسئلہ تقدیر پر جو تمام بلند پروازیوں کا سرچشمہ اور تمام ترقیوں کی جڑ ہے بعض نادانوں نے اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ جب تمام امور اور افعال پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو مجبور کر دیا ہے پھر دوزخ میں بھیجنے کیا معنی !

ایسے معترض جو اپنے آپ کو نئی روشنی کے فرزند قرار دیتے ہیں ۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ انسان فطرتاً مختار مطلق ہے وہ جو چاہے کرے ہمکو ایسے دانشمندوں کی سمجھ پر افسوس آتا ہے جو انسان کو مختار مطلق بھی مانتے ہیں اور پھر یہ مانتے ہیں کہ اسے بد اعمال کی سزا ملتی ہے خواہ وہ تناسخ کا چکر ہی کیوں نہ ہو !

اصل یوں ہے کہ جیسے ایک مجبور کو سزا دینا بھی انصاف نہیں ہو سکتا اسیطرح جب ایک شخص کو پوری آزادی دیدی کہ تو جو چاہے کر پھر اس کے کسی فعل پر مواخذہ کرنا کیا عقلمندی اور انصاف پسندی ہے !!!

پس اب معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ اپنی ہیئت اور حقیقت میں درست اور تمام ترقیوں کی اصل ہے جو اسلام نے قرار دیا ہے ۔ جسطرح پیارا اسلام نے بیان فرمایا ہے اسلام نے انسان کو نہ مجبور مطلق قرار دیا ہے نہ مختار مطلق بلکہ بعض افعال ایسے ہیں جو انسان کی طاقت کے اندر ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ وہ انپر کسی قسم کا اقتدار نہیں رکھتا جیسا ہم پچھلے نمبر میں بیان کر آئے ہیں یہ بھی ہم لکھ آئے ہیں کہ اسلامی شریعت کا فتویٰ صرف ان افعال اور امور پر ہے جو انسان کے حیطۂ اقتدار میں ہیں ۔ پھر تقدیر کیا ہے ۔؟

تقدیر سے مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہر ایک چیز کو اس وسیع دنیا میں ایک اندازہ پر بنایا ہے اور ہر ایک فعل کا ایک نتیجہ قرار دیا ہے آنکھیں دیکھتی ہیں سن نہیں سکتیں ۔ زبان گویا ہے دیکھ نہیں سکتی ۔ آگ میں ہاتھ ڈالو گے تو جلجائیگا وغیرہ وغیرہ پس اب مطلب صاف ہے کہ تقدیر کے

کیا معنی ہیں۔

اب یہ اسلام کا فخر ہے کہ اُس نے تقدیر کا مسئلہ بیان کرکے ترقی کی راہ کھول دی۔ کیونکہ جب کہ نقصان رسان چیزوں کے اور نفع بخش اشیا کے اندازے اور علم کا نام تقدیر ہے۔ تو جیسے کریگا ویسا پاوے گا۔

دلچسپ چٹھیاں

ایک شخص مسئلہ قربانی پر سوال کرتا ہے کہ یہ خلاف رحم ہے؟ اُسکا جواب دیا گیا ہے

السلام علیکم۔ آپ کا خط بنام حضرت امام پہنچا۔ اور جواب کے لئے مجھے مرحمت ہوا۔ قربانی کے متعلق چند امور آپ یاد رکھیں اور اُنپر خوب غور کریں

دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں ایک اللہ تعالے کے منکر دوسرے قائل۔ منکروں کے نزدیک تو رحم کیا بلا ہے۔ اعتراض ہی نہیں اور نہ آپ کیطرف اُن کے متعلق کچھ لکھنا مفید ہے۔

اور جو لوگ اللہ تعالی کے قائل ہیں اور آپ بھی اُنہیں سے معلوم ہوتے ہیں وہ ذرا غور کریں۔

ہوا میں نظر کریں باز شاہین شکرہ کسقدر شکار کرنیوالے جانور موجود ہیں اور کسطرح پرندوں کو پکڑ کر کھا جاتے ہیں۔ ذرہ بھی رحم نہیں کرتے کیا بازوں کو اللہ تعالی نے نہیں بنایا

اسی طرح جنگلوں میں شیروں چیتوں شکار کرنیوالے جانوروں کو کسنے بنایا۔ بلی کسطرح چوہوں کو پکڑ کر ہلاک کرتی ہے پس ایسے بیرحم جانور کس کے بنائے ہوئے ہیں غور کرو پانیوں میں بھی شکار کرنیوالے جانور موجود ہیں۔

بلکہ بہت غور کرو تو حضرت ملک الموت کو دیکھو کیسے کیسے انبیاء و رسل بادشاہ بچے غریب امیر سوداگر سب کو مار کر ہلاک کرتے ہیں اور دنیا سے نکال دیتے ہیں۔

پھر غور کرو۔ اگر ہم جانوروں کو عید اضحی پر ذبح نہ کریں اور ہمارا ذبح کرنا رحم کے خلاف ہو تو اللہ تعالی اُن کو ہمیشہ زندہ رکھے گا۔ اور اُنپر یہ رحم ہوگا کہ وہ [illegible] ہمیشہ کے بعد گذارش ہے کہ اگر جانوروں کو ذبح کرنا رحم نہیں تو شکاری اور گوشت خور اللہ کریم پیدا نہ کرتا۔

نیز اگر ذبح نہ کیا جاوے تو خود بیمار ہو کر مرینگے پس غور کرو اُن کے مرنے میں کیسی تکالیف اُن کو لاحق ہوں گی۔

پھر اگر ایسا ہی رحم ہے تو اپنے مطلب کو جانوروں سے ہل چلوانا اُن کو لادنا اُن کے بچے باندھکر اُن کا دودھ لینا کیسی بیرحمی ہوگی

ہمیں تعجب آتا ہے کہ وہ لوگ ایسے صوفی کون ہیں جو لوگ قربانی سے [illegible]لف ہیں خود سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ قربانی کی اور حجۃ الوداع میں سو اونٹ قربانی فرمایا۔

میری نصیحت ہے کہ آپ ایکبار یہاں تشریف لاویں تو پھر آپ کو ایسے مسائل پر مفصل سنایا جاوے خطوط بہت آتے ہیں زیادہ مفصل نہیں لکھ سکتے ضرور ایک بار تشریف لاویں۔ نورالدین ۲۶ اپریل ۱۸۹۹ء از قادیان۔

دارالامان کا ہفتہ

(۱) موسم میں خاصی تبدیلی ہو چلی۔ گرمی اپنا جوبن دکھلانے لگی

(۲) کچھ دنوں سے سید عبداللہ ([illegible]) بغدادی اور محمد علی صاحب ترک آئے ہوئے تھے ۲۵ اپریل ۱۸۹۹ء کو واپس روانہ ہوئے۔

(۳) حضرت اقدس بفضلہ تعالے مع خاندان و جمیع خدام بخیریت اللہ تعالی کے انعامات و برکات سے حصہ لے کر فیض پہنچا رہے ہیں۔ کتاب مسیح ہندوستان میں) اردو زبان میں چھپنی شروع ہوگئی ہے۔ ایک بے نظیر کتاب ہوگی جو مذہبی عیسائی دنیا میں ایک انقلاب پیدا کریگی۔ کیونکہ دلائل قویہ و صحیحہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ مسیح نے ہندوستان میں آکر وفات پائی اور بروزی طور پر انڈیا ہی میں پھر آیا ہے۔

(۴) یکم مئی ۱۸۹۹ء سے مدرسہ تعلیم الاسلام کا پرائمری ڈیپارٹمنٹ موسمی تعطیلات کے بعد کھل گیا ہے۔ مدرسہ کی عمارت جو ضروریات کے غیر مکتفی تھی وسیع ہو رہی ہے اور [illegible] مہتمم مدرسہ کے اہتمام میں تعمیر کا کام شروع ہے ہمارے دوستوں کو عمارت فنڈ کے مد میں امداد کیلئے قدم بڑھانا چاہیئے۔

(۵) حکیم فضل الدین صاحب واپس بھیرہ تشریف لے گئے

(۶) پیر محمد سراج الحق صاحب جمالی نعمانی سجادہ نشین چار قطب ہانسوی آج کل قادیان میں چند روز کے لئے وطن واپس جاکر پھر مستقل طور پر یہاں اقامت گزین ہوں گے۔

دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرو

آئینہ حق نما جو پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی کی
وہ تو اب قریباً فروخت ہو چکا صرف چار
باقی ہیں اس لئے اکثر احباب صرف ایک
بعد دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے

⁂

تقریر حضرت اقدس کی کاپیاں قریبا ڈیڑھ سو باقی ہیں جو صاحب چاہیں ۲ر قیمت بھیجکر منگا

منیجر الحکم۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب اسپیشل اسسٹنٹ شفاخانہ صدر گوڑگانوہ سے پلیگ ڈیوٹی موضع ماحیہ ضلع ہوشیارپور میں تشریف لے گئے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف کے خط سے معلوم ہوا کہ ماحیہ میں دو تین کیس طاعون کے ہوئے اور وہ بھی کچھ مشتبہ سے ہیں۔

مکتوب امام الزمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب زاد اللہ فی برکاتہم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - المخدوم کا عنایت نامہ پہنچا سبحان اللہ کیا جوش ہے کہ خداوند کریم نے آپ کے دلمیں ڈالدیا اور ایسا ہی آپ کے دوست مولوی عبدالقادر صاحب کے دلمیں - خداوند کریم بندوں کے صدق اور انکی نیات کو خوب جانتا ہے جو شخص اُس کے لئے کوئی درد اُٹھاتا ہے اُسکا عمل کبھی ضائع نہیں ہوگا - اس کی نظر عنایت اگرچہ دیر سے ظاہر ہو مگر جب ظاہر ہوتی ہے تو وہ کام کر دکھاتی ہے جسکی عاجز بندہ کو کچھ امید نہیں ہوتی - خداوند کریم آپ کو اس دلی جوش میں مدد کرے اور اپنی عنایت خاصہ سے ثابت قدمی بخشے اور ابتلا سے محفوظ رکھے اور آپ بھی ثابت قدمی کیلئے دعا کرتے رہیں کیونکہ بڑے بڑے کاموں میں ابتلا بھی بڑی بڑی پیش آتی ہیں اور انسان ضعیف البنیان کی کیا طاقت ہے کہ خود بخود بغیر عنایت و رحمانیت حضرت احدیت کے کسی ابتلا کا مقابلہ کر سکے پس ثبات اقدام اُسی سے مانگنا چاہیئے اور اُسی کی حول و قوت پر بھروسا کرنا چاہیئے ہم سب لوگ بغیر اُس کے فضل و احسان کے کچھ بھی نہیں - آپ نے لکھا تھا کہ بعض لوگ یاوہ گوئی کرتے ہیں - سو آپ جانتے ہیں کہ ہر ایک امر خداوند کریم کے ہاتھ میں ہے کسی کی فضول گوئی سے کچھ بگڑتا نہیں اسی طرح پر عادت اللہ جاری ہے کہ ہر ایک مہم عظیم کے مقابلہ پر کچھ معاند ہوتے چلے آئے ہیں خدا کے نبی اور ان کے تابعین قدیم سے ستائے گئے ہیں سو ہم لوگ کیونکر سنت اللہ سے الگ رہ سکتے ہیں وہ اندر کی باتیں جو مجھپر ظاہر کی جاتی ہیں ہنوز انہیں کچھ بھی ظاہر نہیں کئی مکروہات درپیش ہیں جنہیں خدا کی حفاظت درکار ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور اُس کا فعل قابل اعتراض نہیں جو کچھ کرتا ہے بہت اچھا کرتا ہے کسیکی کیا طاقت کہ کچھ بول سکے جب تک اس بولنے میں اسکی کچھ حکمت نہو اور کم سے کم یہی حکمت ہے کہ جن مردوں نے سچائی کی راہ پر قدم مارا ہے اُن کیلئے یہ ابتلا درپیش رہا ہے اور اس ابتلا پر ثابت قدم رہنے سے وہ اجر پاتے ہیں احسب الناس[1] ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون۔

آج قبل اس خط کے یہ الہام ہوا -

کذب علیکم الخبیث کذب علیکم الخنزیر عنایت اللہ حافظک انی معک اسمع و اریٰ الیس اللہ بکاف عبدہ فبرّأہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیہا۔ ان الہامات میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ کوئی ناپاک طبع آدمی اس عاجز پر کچھ جھوٹ بولے گا یا جھوٹ بولا ہو مگر عنایت الٰہی حافظ ہے - اب سوچنا چاہیئے کہ جب ہر ایک موذی اور معاند اور دروغگو اور بہتان طراز کے شر سے خود خداوند کریم بچانے کا وعدہ کرتا ہے تو پھر کس سے بجز اُس کے خوف کریں - چند روز ہوئے کہ خداوند کریم کیطرف سے ایک اور الہام ہوا تھا کچھ حصہ اُس میں سے پہلے بھی الہام ہو چکا ہے مگر یہ الہام مفصل ہوا اور اس سے خداوند کریم کی جو کچھ عنایت اس عاجز اور اس عاجز کے دوستوں پر ہے ظاہر ہے اور وہ یہ ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ - انی متوفیک ورافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیٰمۃ - وقالوا انّٰی لک ھذا قل ھو اللہ عجیب یجتبی من یشاء من عبادہ

اور یہ آیت کہ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیٰمۃ بار بار الہام ہوئی اور اس قدر متواتر ہوئی کہ جسکا شمار خدا کو ہی معلوم ہے اور اس قدر زور سے ہوئی کہ میخ فولادی کیطرح دل کے اندر داخل ہے اس سے یقیناً معلوم ہوا کہ خداوند کریم ان سب دوستوں کو جو اس عاجز کے طریق پر قدم ماریں بہت سی برکتیں دیگا اور انکو دوسرے طریقوں کے لوگوں پر غلبہ بخشیگا اور یہ غلبہ قیامت تک رہیگا اور اس عاجز کے بعد کوئی ایسا مقبول آنیوالا نہیں جو اس طریق کے مخالف قدم مارے اور مخالف قدم ہوگا اُسکو خدا تباہ کریگا اور اُسکے سلسلہ کو پائیداری نہیں ہوگی یہ خدا کی طرف سے وعدہ ہے جو ہرگز تخلف نہیں کریگا اور کفر کے لفظ سے اسجگہ شرعی کفر مراد نہیں بلکہ صرف انکار سے مراد ہے غرض یہ وہ سچا طریق ہے جسمیں ٹھیک ٹھیک حضرت نبی کریم کے قدم پر قدم ہے اللّٰھم صل علیہ وآلہ وسلم آپ درود شریف کے پڑھنے میں بہت ہی متوجہ رہیں اور جیسا کوئی فی الحقیقت اپنے پیارے کے لئے فی الحقیقت برکت چاہتا ہے ایسے ہی ذوق اور اخلاص سے نبی کریم کے لئے برکت چاہیں اور بہت ہی تضرع سے چاہیں اور اس تضرع اور دعا میں کچھ بناوٹ نہ ہو بلکہ چاہیئے کہ حضرت نبی کریم سے سچی دوستی اور محبت ہو اور فی الحقیقت روح کی سچائی سے وہ برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مانگی جائیں کہ جو درود شریف میں مذکور ہیں اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دوسرے کی دعا کی حاجت نہیں لیکن اسمیں ایک نہایت عمیق بھید ہے جو شخص ذاتی محبت سے کسی کے لئے رحمت اور برکت چاہتا ہے وہ بباعث علاقہ ذاتی محبت کے اُس شخص کے وجود کی ایک جز ہو جاتا ہے اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فیضان حضرت احدیت کے بے انتہا ہیں اسلئے درود بھیجنے والوں کو کہ جو ذاتی محبت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے برکت چاہتے ہیں بے انتہا برکتوں سے بقدر اپنے جوش کے حصہ ملتا ہے مگر بغیر روحانی جوش اور ذاتی محبت کے یہ فیضان بہت ہی کم ظاہر ہوتا ہے اور ذاتی محبت کی یہ نشانی ہے کہ انسان کبھی نہ تھکے اور نہ کبھی ملول ہو اور نہ اغراض نفسانی کا دخل ہو اور محض اسی غرض کے لئے پڑھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خداوند کریم کے برکات ظاہر ہوں - دوسرے اوراد بھی بدستور محفوظ رکھیں بیکاری کچھ چیز نہیں ہے ہر وقت سرگرمی کی توفیق خداوند کریم سے مانگنی چاہیئے بخدمت مولوی عبدالقادر صاحب و قاضی خواجہ علی صاحب سلام مسنون پہنچا دیں ۲۶ جون

سنہ ۸۳ء مطابق ۲۰ شعبان

سنہ ۱۳۰۰ھ

---

[1] کیا لوگوں نے سمجھ لیا ہے کہ وہ صرف آمنا کہکر بچ رہینگے اور ادہر کی بلا میں نہ پڑینگے ؟

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسر ڈاکٹر دن - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹروں اور حکیم بھائی او ر ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اسلئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی ماشہ خالص ممیرا فی ماشہ ... روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ... خریدار ایک بذمہ خریدار - درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے -

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی کا جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن اور کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور آنسو پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شی نہیں ہے اسلئے ہر کسی کے لئے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مہیا - دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اسلئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر وڈی ایم سنگھ صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر -

۲ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ ادتم دیوی بعمر ۲۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے اُس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دُکھتی رہتی تھیں اُنمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اس کی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور وہ ان اشیا کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی - مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا - جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے امراض مذکور سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن ڈسپنسر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

۳ میں ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اعتدال پر تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا بہر حال میری رائے میں خاصکر اُن مریضوں کو واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دُھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رائے بہادر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند -

۴ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے طیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کا سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے - راقم خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی شناخت میں سرجہ ... دیکھے اور ان میں ایک کو بھی فرق ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے ۱۶ مارچ سنہ ۱۹۰۹ء میں جمع کیا گیا ہے

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائیٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

رجسٹرڈ ایل ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

اخبار الحکم

نمبر ۱۷ | قادیان دار الامن والامان مورخہ ۱۲- مئی ۱۸۹۹ء مطابق ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۶ھ | جلد ۳

حصہ ثانی

خطبہ عید ضحی

جو مولانا مولوی نور الدین صاحب نے سورہ کوثر کی مختصر سی جامع تفسیر پر پڑھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۔ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ۔

یہ ایک مختصر سی سورۃ ہے اور اس مختصر سی سورہ شریف میں اللہ تعالے نے اک عظیم الشان پیشگوئی بیان فرمائی ہے جو جامع ہے - پھر اس کے پورا ہونے پر شکریہ میں مخلوق الٰہی کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیئے اسکا ارشاد کیا - وہ پیشگوئی کیا ہے؟ انا اعطیناک الکوثر تجھے ہمنے جو کچھ دیا ہے بہت ہی بڑا دیا ہے - عظیم الشان خیر عطا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن نبوت دیکھو تو قیامت تک وسیع کسی دوسرے نبی کو اسقدر وسیع وقت نہیں ملا یہ کثرۃ تو بلحاظ زمان ہوئی - اور بلحاظ مکان یہ کثرۃ کہ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا میں ظاہر فرمایا کہ میں سارے جہان کا رسول ہوں یہ کوثر مکان کے لحاظ سے عطا فرمائی - کوئی آدمی نہیں ہے جو یہ کہدے کہ مجھے احکام الٰہی میں اتباع رسالت پناہی کی ضرورت نہیں - کوئی صوفی - کوئی مست قلندر - بالغ مرد بالغہ عورت کوئی ہو اس سے مستثنیٰ نہیں - ہو سکتے - اب کوئی وہ خضر نہیں ہو سکتا جو لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا بول اٹھے - یہ وہ موسیٰ ہے جس سے کوئی الگ نہیں ہو سکتا - کوئی آدمی مقرب ہو نہیں سکتا جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع نہ کرے۔

کتاب میں وہ سچی کوثر عنایت کی کہ فِیْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ۔ کل دنیا کی صداقتیں اور مطہر کتابیں سب کی سب قرآن مجید میں موجود ہیں۔

ترقی مدارج میں وہ کوثر ملا کہ جبکہ یہ بھی بات ہے اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ - پھر دنیا بھر کے نیک اعمال پر نگاہ کرو جبکہ ان کے دال محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کے جزای نیک آپ کے اعمال میں شامل ہو کر کیسی ترقی مدارج کا موجب ہو رہی ہے

اعمال میں دیکھو! اتباع - فتوحات عادات علوم اخلاق میں کس کس قسم کی کوثریں عطا فرمائیں ہیں -

استحکام و حفاظت مذہب کے لئے دیکھو جسقدر مذاہب دنیا میں اللہ تعالے کیطرف سے آئے اس کی حفاظت کا ذمہ وار خود ان لوگوں کو بنایا - مگر قرآن کریم کی پاک تعلیم کے لئے فرمایا اِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ یہ کیا کوثر ہے!!! اللہ تعالے اس دین کی حمایت و حفاظت اور نصرت کے لئے تائیدیں فرماتا اور مخلص بندے دنیا میں بھیجتا ہے - جو اپنے کمالات اور تعلقات الٰہیہ

دین ایک نمونہ ہوتے ہیں۔ انکو دیکھکر پتہ لگ سکتا ہے کہ کیونکر بندہ خدا کو اپنا بنا لیتا ہے۔ اس ہستی کو دیکھو زبان اور اس کے حرکات کو دیکھو جب خدا بنانے پہ آتا ہے تو ایسے عاجز انسان کو اپنا بنا کر دکھا دیتا ہے اور ایک اجڑی بستی کو دم سے آباد کرتا ہے۔ کیا عجب انگیز نظارہ ہے۔ بڑے بڑے شہرون اور بڑے اکابر مدبرون کو محروم کر دیتا ہے حالانکہ وہان ہر قسم کی ترقی کے اسباب موجود ہوتے ہین اور علم و معرفت کے ذرائع وسیع ہوتے ہین مثلاً دیکھو! کسی بستی کو برگزیدہ کیا جہان نہ ترقی کے اسباب نہ معلومات کی توسیع کے وسائل نہ علمی چرچے نہ مذہبی تذکرے نہ کوئی دارالعلوم! نہ کتب خانہ! صرف خدائی ہاتھ سے جسنے تربیت کی اور اپنی تربیت کا عظیم الشان نشان دکھایا غور کرو کسطرح یہ بتلاتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے کیا کوثر عطا فرمایا۔ لیکن غافل انسان نہیں سوچتا۔ افسوس تو یہ ہے کہ جیسے اور لوگون نے غفلت اور سستی کی ویسے ہی غفلت کا شکار مسلمان بھی ہوے۔ آہ اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالی مدارج پر خیال کرتے اور خود بھی ان سے حصہ لینے کے آرزومند ہوتے تو اللہ تعالے انکو بھی کوثر دیتا۔ مینے جو کچھ اب تک بیان کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیاوی کوثر کا ذکر تھا پھر مرنے کے بعد ایک اور کوثر برزخ مین حشر مین صراط پر بہشت مین غرض کوثر ہی کوثر دیکھیگا۔ اس کوثر مین ہر ایک شخص شریک ہو سکتا ہے مگر شرط یہ ہے

فَصَلِّ لِرَبِّكَ

اللہ تعالے کی تعظیم مین لگو۔ دیکھو اس آدم کامل کا پاک نام ابراہیم بھی تھا جسکی تعریف اللہ تعالے فرماتا ہے وابراھیم الذی وفی اور وہی ابراہیم جو [illegible] بقلب سلیم کا مصداق تھا سچی تعظیم الٰہی کرکے دکھائی جیسے مولی کریم فرماتا ہے۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ

فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا - پھر کیا نتیجہ پایا۔ الٰہی تعظیم جسقدر کوئی انسان کر کے دکھاتا ہے اسی قدر ثمرات طیبہ حاصل کرتا ہے مثلاً حضرت ابو الملۃ ابراہیم کو دیکھو اس کی دعاؤن کا نمونہ۔ دیکھو ہمارے سید و مولے اصفی الاصفیا خاتم الانبیاء ان دعاؤن کا ثمرہ ہین اللھم صل وسلم وبارک علیہ وآل ابراھیم انک حمید مجید۔

ابراہیم علیہ السلام بہت بوڑھے اور ضعیف تھے خدا تعالے نے اپنے وعدہ کے موافق اولاد صالح عنایت کی اسمٰعیل جیسی اولاد دی جب جوان ہوئے تو حکم ہوا کہ ان کو قربانی مین دیدو۔ ابراہیم کی قربانی دیکھو بڑھاپے کا زمانہ دیکھو مگر ابراہیم نے اپنی ساری طاقتیں ساری امیدین تمام ارادے یون قربان کر دئے کہ ایکطرف حکم ہوا اور معا بیٹے کے قربان کرنیکا پختہ ارادہ کر لیا پھر بیٹا بھی ایسا بیٹا تھا کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا بیٹا۔ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُكَ تو ن خدا کی راہ مین جان دینے کو طیار ہوگیا۔ غرض باپ بیٹے نے ایسی فرمان برداری دکھائی کہ کوئی عزت کوئی آرام۔ کوئی دولت۔ اور کوئی امید باقی نہ رکھی یہ آج ہماری قربانیان اسی پاک قربانی کا نمونہ ہین۔

پھر اللہ تعالے نے بھی کیسی جزا دی۔

اولاد مین ہزارون ہزار بادشاہ اور انبیاء بلکہ خاتم الانبیاء بھی اسی کی اولاد مین پیدا کیا وہ زمانہ ملا جسکی انتہا نہیں خلفا ہون تو وہ بھی ملت ابراہیمی مین۔ سارے نواب اور خلفاء الٰہی دین کے قیامت تک سب اسی گھرانے مین ہوئے ہین ہمیشہ ہوتے رہے ہین۔

پھر جب شکریہ مین نماز مین خدا کی عظمت اور کبریائی بیان کی تو مخلوق الٰہی کے لئے بھی کیونکہ ایمان کے اجزا تو دو ہی ہین تعظیم لامر اللہ اور شفقت علی خلق اللہ۔ ان مخلوق کے لئے یہ کہ

وَانْحَرْ

جیسے نمازین پڑھتے ہو قربانیان بھی دو تاکہ مخلوق سے سلوک ہو۔ قربانیان وہ دو جو بیمار نہ ہون دبلی نہ ہون بے آنکھ کی نہ ہون۔ کان چرے ہوے سینگ ٹوٹے عیب دار نہ ہون لنگڑی نہ ہون۔ اس مین اشارہ یہ ہے کہ جب تک کامل قوی کو خدا کے لئے قربان نہ کروگے۔ ساری نیکیان تمہاری ذات پر جلوہ گر نہونگی پس جہان ایکطرف عظمت الٰہی مین لگو۔ دوسری طرف قربانیان کر کے مخلوق الٰہی سے شفقت کرو اور قربانیان کرتے ہوئے اپنے کل قوی کو قربان کر ڈالو۔ اور رضاء الٰہی مین لگا دو پھر نتیجہ کیا ہوگا؟

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔

تیرے دشمن ابتر ہون گے

انسان کی خوشحالی اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی کہ اسکو اب تو راحتین ملین اور اس کے دشمن ہلاک ہون یہ باتین بڑی آسانی سے حاصل ہو سکتی ہین خدا کی تعظیم اور اسکی مخلوق پر شفقت نمازون مین خصوصیت دکھاؤ۔ کانون پر ہاتھ لیجا کر اَللّٰهُ اَكْبَرُ زبان سے کہتے ہو مگر تمہارے کام دکھا دین کہ واقعی دنیا سے سروکار نہین۔ تمہاری نماز وہ نماز ہو جو تنہٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ہو۔ تمہارے اخلاق تمہارے معاملات عامیون کیطرح نہ ہون بلکہ ایک پاک نمونہ ہون پھر دیکھو کوثر کا نمونہ ملتا ہے یا نہین۔ لیکن ایکطرف سے تمہارا فعل ہے دوسری طرف سے خدا کا انعام۔

درود پڑھو آجکل کے دن عبادت کے لئے مخصوص ہین وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِیْ اَیَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ کل وہ دن تھا کہ کل حاجی ہر طبقہ اور ہر عمر کے لوگ ہونگے دنیا سے نرالا لباس پہنے ہوے عرفات کے میدان مین حاضر تھے اور لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ پکارتے تھے تم سوچو اور غور کرو کہ تمہاری کل کیسی گذری کیا تم بھی خدا تعالے کے حضور لبیک لبیک پکارتے تھے۔ آج منا کا دن ہے۔ آج ہی وہ دن ہے جسمین ابراہیم نے اپنا پاک نمونہ قربانی کا دکھلایا۔

کوئی اس کی طاقت نہ رہی تھی جسے خدا پر قربان نہ کیا ہو نہ صرف اپنی بلکہ اولاد کی بھی یہ جمعہ کا دن ابراہیم کی قربانی اور مفاخر قومی کا روز ہے جسمین عرب کے لوگ قبل اسلام بزرگون کے تذکرے یاد کرکے فخر کیا کرتے تھے۔ اس مین خدا کا ذکر کرو جیسے فرمایا فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ حت راکی یاد مین فریاد کرنے مین۔ خدا کے حضور ساری قوتونکو قربان کرنے کے لئے خرچ کرو پھر دیکھو کہ تمہارے کام کیا پھل لاتے ہین۔

انسان خوشحالی چاہتا ہے اور دشمنون کی ہلاکت خدا طیار ہے مگر **قربانی چاہتا ہے۔**

اولاد پر ہنو نے دکھاؤ جیسے اسماعیل نے دکھایا۔ پس سچے انسان بنو پھر دیکھو کہ خدا تعالے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل تمکو کسطرح کی کوثر دیتا ہے اور تمہارے دشمنون کو ہلاک کرتا ہے

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

مکتوبات امام آخر الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی
علی رسولہ
الکریم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آنمخدوم کے دو عنایت نامہ پے در پے پہنچے۔ باعث مسرت اور خوشی کا ہوا۔ آپ کی کوششون سے بار بار دل خوش ہوتا ہے اور بار بار دعا آپ کے لئے اور آپ کے معاونون کے لئے دل سے نکلتی ہے خداوند کریم نہایت مہربان ہے۔ اس کے تفضلات سے بہت سی امیدین ہین اس کی راہ مین کوئی محنت ضائع نہین ہوتی۔ آپ نے لکھا تھا کہ ایک عالم نے فیروز پور مین اعتراض کیا ہے کہ رسول مقبول نے سیر ہو کر بھی کھایا ہے۔ لیکن اس بزرگ عالم نے اس عاجز کی تقریر کا منشا نہین سمجھا ہے اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سیر ہونے کے معنی سمجھے ہین۔ طیبین اور طاہرین کا سیر ہو کر کھانا اس قسم کا سیر ہونا نہین ہے جو اُن لوگون کا ہوا کرتا ہے جنکے حق مین خدا تعالے نے فرمایا ہے کہ ایسے کھاتے ہین جیسے چارپائے کھایا کرتے ہین اور آگ اُنکا ٹھکانا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی وقت سیر ہو کر کھانا اور ہی نور ہے اگر اُس سیری کو ان لوگون کی طرف نسبت دیجاوے جنکا اصل مقصد احتظاظ اور تمتع ہے اور جنکی نگاہ مین نفسانی شہوات کے استیفا تک محدود ہین تو اس سیری کو ہم ہرگز سیری نہین کہہ سکتے۔ سیری کی تعریف مین پاکون اور مقدسون کی اصطلاح اور ناپاکون اور شکم پرستون کی اصطلاح الگ الگ ہے اور پاک لوگ اسی قدر غذا کھانیکا نام سیری رکھ لیتے ہین کہ جب فی الجملہ وقت جوع دور ہو جائے اور حرکات وسکنات پر قوت حاصل ہو جائے۔ غرض مومن کی سیری یہی ہے کہ اس قدر غذا کھائے جو اُس کی پشت کو قائم رکھے۔ اور حقوق واجبہ ادا کر سکے۔ پس جو سید المومنین ہے اُسکی سیری کا قیاس عام لوگون کی سیری پر قیاس مع الفارق ہے اسی طرح بہت لوگون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عظیم کو نہین سمجھا اور الفاظ کے مورد استعمال کو ملحوظ نہین رکھا اور اپنے تئین غلطی مین ڈال لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی وقت یہ فرمانا کہ مین سیر ہو گیا ہون ہرگز اس قول کا مرادف نہین کہ جو دنیا دارون کے منہ سے نکلتا ہے جنہون نے اصل مقصد اپنی زندگی کا کھانا ہی سمجھا ہوا ہوتا ہے۔

غرض پاکون کا کام اور کلام پاکون کے مرتبہ عالیہ کے موافق سمجھنا چاہئے اور اُن کے امور کا دوسرے جن پر قیاس کرنا صحیح نہین ہے وہ درحقیقت اس عالم سے باہر ہوتے ہین۔ گو بصورت اسی عالم کے اندر ہی ہین۔

اور بہرام خانصاحب کی کوشش سے طبیعت بہت خوش ہوئی خدا اُن کو اجر بخشے۔ کتاب سات سو ۷۰۰ جلد چھپی ہے لیکن اب مینے تجویز کی ہے کہ ہزار جلد چھپے تو بہتر۔

منشی فضل رسول صاحب کا خط مینے پڑھا منشی صاحب کے پاس جسنے یہ بیان کیا ہے کہ وید مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے اُسنے بہت ہی دھوکا کھایا۔ وید مین تو خدا کا بھی اُسکی شان کے لائق ذکر نہین چہ جائیکہ اُس کے رسول کا بھی ذکر ہو جن باتون سے وید بھرا ہوا ہے وہ آتش پرستی اور شمس پرستی اور اندر پرستی وغیرہ ہے اور مدار المہام تمام دنیا کا انھین چیزون کو وید نے سمجھا ہے اور انھین کی پرستش کے لئے وید نے ترغیب کی ہے اور کئی دفعہ اس عاجز کو نہایت صراحت سے الہام ہوا ہے کہ وید گمراہی سے بھرا ہوا ہے اور وید کا ایک حصہ ترجمہ شدہ اس عاجز کے پاس موجود ہے اور پنڈت دیانند کے وید بھاش مین سے بھی سنتا رہا ہون اور جو کچھ اردو مین وید بھاشا لکھا گیا وہ بھی دیکھتا رہا ہون اس صورت مین وید کوئی ایسی عجیب چیز نہین ہے جسکی حقیقت پوشیدہ ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اظہر من الشمس ہے ویدون کی پر ظلمت بیانون کی محتاج نہین اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ وید مین کسی قسم کی پیشگوئی نہین اور نہ کسی معجزہ کا ذکر ہے جہانتک دریافت ہوتا ہے وید کی یہ حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ وہ کسی پرانے زمانہ کے شاعرون کے شعر ہین کہ جو مخلوق چیزون کی تعریف مین بنائے ہوئے ہین ابتدا مین جب یہ کتاب چھپنی شروع ہوئی تو اسلامی ریاستون مین توجہ اور مدد کے لئے لکھا گیا تھا بلکہ کتابین بھی ساتھ بھیجی گئی تھین سوائین سے صرف نواب ابراہیم علیخان صاحب

نواب مالیر کوٹلہ اور محمود خانصاحب رئیس چھتاری اور مدار المہام جوناگڑھ نے کچھ مدد کی تھی۔ دوسروں نے اول توجہ ہی نہیں کی اور اگر کسی نے کچھ وعدہ بھی کیا تو اس کا ایفا نہیں کیا بلکہ نواب صدیق حسن خان صاحب نے بھوپال سے ایک نہایت مخالفانہ خط لکھا آپ ان ریاستوں سے ناامید رہیں اور اس کام کی امداد کے لئے مولی کریم کو کافی سمجھیں۔ الیس اللّٰہ بکاف عبدہ اور میں آپ کو یہ بھی تحریر کرتا ہوں کہ جو شخص اپنی رائے کے موافق کتاب واپس کرے یا لینا منظور نہ کرے یا کتاب یا کتاب کی مؤلف کی نسبت کچھ مخالفانہ رائے ظاہر کرے اسکو ہم قطع اپنے خلق سے محروم نہ کریں۔ ۱۲ رجون ۱۸۸۳ء مطابق ۱۹ شعبان ۱۳۰۰ھ

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

پہلی حالت انسان کی نیک بختی کی ہے کہ والدہ کی عزت کرے۔ **اویس قرنی** کے لئے بسا اوقات رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یمن کیطرف کو منہ کرکے کہا کرتے تھے کہ مجھے یمن کیطرف سے خدا کی خوشبو آتی ہے۔ آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنی والدہ کی فرمانبرداری میں بہت مصروف رہتا ہے اور اسی وجہ سے میرے پاس بھی نہیں آسکتا۔ بظاہر یہ بات ایسی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم موجود ہیں مگر وہ انکی زیارت نہیں کرسکتے صرف اپنی والدہ کی خدمت گذاری اور فرمانبرداری میں بسبب مصروفیت کی وجہ سے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے دو ہی آدمیوں کو السلام علیکم کی خصوصیت سے وصیت فرمائی یا اویس کو یا مسیح کو یہ ایک عجیب بات ہے۔ جو دوسرے لوگوں کو ایک خصوصیت کے ساتھ نہیں ملی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللّٰہ عنہ ان سے ملنے کو گئے تو اویس نے فرمایا کہ والدہ کی خدمت میں مصروف رہتا ہوں اور میرے اونٹوں کو فرشتے چرایا کرتے ہیں ایک تو یہ لوگ ہیں جنہوں نے والدہ کی خدمت میں اسقدر سعی کی اور پھر یہ قبولیت اور عزت پائی ایک وہ ہیں جو پیسہ پیسہ کے لئے مقدمات کرتے ہیں اور والدہ کا نام ایسی بری طرح لیتے ہیں کہ رذیل قومیں چوہڑے چمار بھی کم لیتے ہوں گے۔ ہماری تعلیم کیا ہے؟ صرف اللّٰہ اور رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی پاک ہدایت کا بتلا دینا ہے اگر کوئی میرے ساتھ تعلق ظاہر کرکے اس کو ماننا نہیں چاہتا تو وہ ہماری جماعت میں کیوں داخل ہوتا ہے؟ ایسے نمونوں سے دوسروں کو ٹھوکر لگتی ہے اور وہ اعتراض کرتے ہیں کہ ایسے لوگ ہیں جو ماں باپ تک کی بھی عزت نہیں کرتے۔ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ مادر پدر آزاد کبھی خیر و برکت کا منہ نہ دیکھیں گے۔ پس نیک نیتی کے ساتھ اور پوری اطاعت اور وفاداری کے رنگ میں خدا رسول کے فرمودہ پر عمل کرنے کو طیار ہو جاؤ۔ بہتری اسی میں ہے ورنہ اختیار ہے ہمارا کام صرف نصیحت کرنا ہے۔ (۲۱ر اپریل ۱۸۹۹ء یوم عید اضحی)

(مندرجہ بالا تقریر حضرت اقدس نے ایک نوجوان کو اپنی والدہ کی تعظیم اور واجب عزت کرنے کی غرض سے اس وقت فرمائی تھی جب کہ آپ نماز جمعہ سے فارغ ہو کر گھر کو تشریف لا رہے تھے اور عین اس موقع پر جو چھوٹی مسجد کی سیڑھیوں کا دروازہ ہے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا۔ ایڈیٹر)

* * *

(۱۲)

عربی سیکھو انگریزی پڑھو!

میں یہ بھی اپنی جماعت کو نصیحت کرنی چاہتا ہوں کہ وہ عربی سیکھیں کیونکہ عربی کی تعلیم کے بدوں قرآن کریم کا مزا نہیں آتا۔ پس ترجمہ پڑھنے کے لئے جو ضروری ہے مناسب ہے کہ تھوڑا تھوڑا عربی زبان کو سیکھنے کی کوشش کریں۔ آجکل تو آسان آسان طریق عربی پڑھنے کے نکل آئے ہیں۔ قرآن شریف کا پڑھنا جب کہ ہر مسلمان کا فرض ہے پھر اس کے کیا معنے ہیں کہ عربی زبان سیکھنے کی کوشش نہ کی جاوے۔ اور ساری عمر انگریزی اور دوسری زبانوں کے حاصل کرنے میں کھو دی جاوے۔

مگر

یہ بات بھی یاد رکھو کہ چونکہ اس ملک کی گورنمنٹ نے ایک قومی گورنمنٹ کی صورت اختیار کرلی ہے اس لئے قومی گورنمنٹ کی زبان بھی ایک قومیت کا رنگ رکھتی ہے پس ضروری ہوا کہ اپنے مطالب اغراض کو حکام کے پورے طور پر ذہن نشین کرنے کے لئے انگریزی پڑھو تاکہ تم گورنمنٹ کو فائدہ اور مدد پہونچا سکو۔

(۲۱ر اپریل ۱۸۹۹ء مغرب سے پہلے عام طور پر مختلف زبانوں کے تذکرے پر فرمایا (ایڈیٹر)

(۱۳)

فونوگراف کیا ہے؟ گویا مطبع ناطق ہے

(۲۱ر اپریل ۱۸۹۹ء)

کوئی تکلیف نہیں پہونچتی جب تک آسمان پر فتویٰ نہ ہو اگرچہ تکالیف تو پیغمبروں کو بھی پہونچتی ہیں مگر وہ بذریعہ محبت کے ہوتی ہیں اور دنیا میں ایک

قسم کی تعلیم مخفی ہوتی ہے جو ان مشکلات میں انبیاء علیہم السلام کا پاک گروہ اپنے طرز عمل اور چال چلن سے دیتا ہے۔

اور بعض لوگوں پر دکھ کی مار ہوتی ہے اور وہ اُن کی اپنی ہی کرتوتوں کا نتیجہ ہے **فمن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ** الآیہ پس آدمی کو لازم ہے کہ توبہ و استغفار میں لگا رہے اور دیکھتا رہے کہ ایسا نہو بداعمالیاں حد سے گذر جاویں اور خدا تعالیٰ کے غضب کو کھینچ لاویں جب خدا تعالیٰ کسی پر فضل کے ساتھ نگاہ کرتا ہے تو عام طور پر دلوں میں اُس کی محبت کا القا کر دیتا ہے لیکن جس وقت انسان کا شر حد سے گذر جاتا ہے اُس وقت آسمان پر اُس کی مخالفت کا ارادہ ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کے منشاء کے موافق لوگوں کے دل سخت ہو جاتے ہیں مگر جونہی وہ توبہ و استغفار کے ساتھ خدا کی آستانہ پر گر کر پناہ لیتا ہے تو اندر ہی اندر ایک رحم پیدا ہو جاتا ہے اور کسی کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ اُس کی محبت کا بیج لوگوں کے دلوں میں بو دیا جاتا ہے۔ غرض توبہ و استغفار کا ایسا مجرب نسخہ ہے کہ خطا نہیں جاتا۔ (۱۶ اپریل ۱۸۹۹ء)

ضروری یادداشت

حضرت اقدس کے کلمات طیبات کے جمع کرنے اور لکھنے میں یوں تو بڑا بھاری التزام کیا جاتا ہے لیکن بدقسمتی سے اردو زبان میں کوئی طریق مختصر نویسی کا نہ ہونے کی وجہ سے اکثر الفاظ رہ جاتے ہیں اس لئے ہم رفع مظنہ کی خاطر اس امر کو بتلا دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کہ جو الفاظ کلمات طیبات کے عنوان کے تحت میں لکھے جاتے ہیں وہ عموماً حضرت اقدس کے مونہہ کی باتیں ہوتی ہیں۔ جنہیں بہت ہی کم عند الضرورت **کا ـــ کے** وغیرہ کی کمی بیشی ہی کی جاتی ہے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ مطلب کو اپنے الفاظ میں بیان کر دیا جاتا ہے اسی صورت میں حضرت اقدس کے کلام کا خلاصہ یا حاصل بالمطلب و غیرہ کوئی لفظ لکھ دیا جاتا ہے۔

(ایڈیٹر)

مژدہ راحت فزا

حضرت اقدس کے کلمات طیبات میں سے پہلا نمبر چھپ کر ہمارے ناظرین تک پہونچ چکا ہے۔ اور اُسکی صرف معدودے چند کاپیاں دفتر میں باقی ہیں۔ عنقریب دوسرا ایڈیشن طبع ہونا شروع ہوگا۔

چونکہ ہماری دلی آرزو اور تمنا یہی ہے کہ حضرت اقدس کے ملفوظات و مکتوبات کی بکثرت اشاعت ہو اور جہاں تک ممکن ہو ایسے مضامین اور تحریریں جمع کیجائیں جو یا تو آجتک طبع ہی نہیں ہوئی ہیں یا ایسے وقت میں طبع ہوئی ہیں کہ آج اُن کا بہم پہونچانا ہی مشکل ہو رہا ہے بہرحال ہم اس کوشش اور تلاش میں تھے کہ حضرت اقدس کے بہت پرانے مضامین جو ۱۸۸۰ء و ۱۸۸۱ء وغیرہ میں چھپے تھے اُن کو بہم پہونچایا جاوے ہم اپنے بھائی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کے از حد مشکور ہیں کہ اُنہوں نے اس سلسلہ میں بہت مدد دی ہے چنانچہ آجکل ایک نیا رسالہ اُس سلسلہ کلمات طیبات امام الزمان کے دوسرے نمبر میں ہم طبع کر رہے ہیں اور انشاءاللہ اواخر مئی تک چھپا کر اُسے مشتہر کیا جاوے گا۔ اس رسالہ میں مندرجہ ذیل مضامین ہیں۔ چونکہ مالی مشکلات اجازت نہیں دے سکتیں کہ اُنکو کثیر التعداد چھپوایا جاوے اس لئے سردست ۵۰۰ کاپی چھپوائی جاتی ہے۔ ہمارے احباب اُسکی خریداری سے ہماری ہمت اور حوصلہ بڑہائیں۔

فہرست مضامین

(۱) ابطال تناسخ و مقابلہ وید و قرآن۔
(۲) مسئلہ الہام پر حضرت اقدس کی سیتا نند اگنی ہوتری بانی دیو دھرم سے خط و کتابت۔
(۳) مرزا غلام احمد رئیس قادیان و آریہ سماج۔
(۴) خدا تعالیٰ کے خالق ہونے پر دلائل بجواب باوا نرائن سنگھ وکیل امرتسر۔
(۵) مضمون مندرجہ اخبار عام مطبوعہ ۱۵ مئی ۱۸۸۵ء

فی الحال یہہ مضامین ہیں اللہ تعالیٰ چاہیگا تو اپنے اپنے وقت پر اور مضامین کے جمع کرنے کی توفیق بھی رفیق حال کر دے گا۔ وما توفیقی الا باللہ

ضرورت ہے

ہم کو مندرجہ ذیل رسائل کی ضرورت ہے کوئی صاحب پتہ لگا کر اطلاع دیں قیمت کا فیصلہ خط و کتابت سے طے ہو جاوے گا۔

برادر ہند لاہور } مولفہ پنڈت شونرائن اگنی ہوتری جلد چہارم نمبر ۵ لغایت نمبر ۸

مسیح ہندوستان میں } اس نام کی کتاب جو بڑی تحقیق و تدقیق سے لکھی جا رہی ہے آج ۴۸ صفحہ تک پریس میں پہونچ چکی ہے انگریزی میں ساتھ ہی ساتھ ترجمہ ہو رہا ہے جو ہمارے محترم بھائی محمد علی صاحب ایم اے لاہور میں کر رہے ہیں اس کتاب کی اشاعت سے عیسائی دنیا میں کیا اثر ہوگا وہ اس سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ عیسائی دین کی بنیاد صرف مسیح کے صلیب پر جان دینے پر ہے لیکن اگر یہ مسئلہ اور انکا مسئلہ عقیدہ واقعات صحیحہ و دلائل قویہ سے یوں ثابت ہو جاوے + [illegible] کہ انہوں نے صلیب پر جان نہیں دی بلکہ وہ اپنی طبعی ہجرت سے ہندوستان میں آکر رہگزر عالم آخرت ہوئے اور کشمیر کے محلہ خان یار میں **یوز آسف** یا عیسیٰ صاحب کے نام سے آرام کرتے ہیں تو ایک ایک بلا توقف بول اٹھیگا کہ علیہ ما ثبت

مشاہیر اسلام کی سوانح عمریاں

سعید بن جبیر کا حال

اعلام تابعین میں سے تہے - رنگ کے سانولے - علم حضرت عبد اللہ بن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے پڑہا تہا - ایکدفعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حدیث بیان کرو عرض کی - آپ کی موجودگی میں - فرمایا کیا ڈر ہے - میری موجودگی میں اگر تو ٹہیک بیان کر لے گا تب تو بہتر - ورنہ میں غلطی کو درست کر دونگا - انہوں نے قرارت بہی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سیکہی تہی - اور تفسیر بہی اُن سے ہی سُنی تہی - اور روایت بہی زیادہ تر انہیں سے کرتے ہیں - قراۃ کی روایت ان سے منہال بن عمرو اور ابو عمر بن علا کرتے ہیں - وفا بن رباس کہتے ہیں - سعید نے رمضان میں مجہے کہا کہ تو میرا قرآن سن - پہر وہاں سے قرآن مجید ختم کر کے ہی اُٹہے - سعید کا قول ہے کہ میں نے حرم کے اندر ایک رکعت میں پورا قرآن پڑہا ہے - اسمٰعیل بن عبد الملک کہتے ہیں کہ سعید بن جبیر امام تہے - ایک رات تو قراۃ ابن مسعود پر پڑہتے - ایک رات قراۃ زید بن ثابت پر - ایک رات کسی صحابی کی قراۃ پر اور ایک رات کسی صحابی کی قراۃ پر - ہمیشہ ایسا ہی کیا کرتے - ایک دفعہ ایک شخص نے اُنسے کہا کہ میرے لئے قرآن مجید کی تفسیر لکہدیجیئے - کہا اگر میرے بدن کی ایک شق ماری جائے تو وہ مجہے گوارا ہے بجائے اس کے کہ تفسیر لکہوں - حضیف کا قول ہے کہ تابعین میں سے مسائل طلاق تو سعید بن سبب خوب جانتے تہے - اور حج کو عطا اور حرام وحلال کو طاؤس - اور تفسیر کو مجاہد - اور ان سب میں جامع تر ابن جبیر تہے - محمد بن حبیب کہتے ہیں کہ ابن جبیر اصبہان میں آئے لوگ حدیث پوچہتے ہے مگر کچہہ نہ سناتے تہے - پہر کوفہ میں آئے اور یہاں حدیث بیان کی - لوگوں نے پوچہا کہ اصبہان میں حدیث نہ سنانے کی کیا وجہ تہی - فرمایا - جوہر شناس کے سامنے ہی جوہر دکہلانا چاہیئے -

کہتے ہیں کہ جب عبد الرحمٰن بن محمد نے عبد الملک بن مروان پر خروج کیا ہے تو ابن جبیر اُس کے ساتہیوں میں تہے جب عبد الرحمٰن قتل ہو گیا تو یہہ بہاگ کر مکہ میں آ گئے - یہاں خالد بن عبد اللہ القسری والی مکہ تہا اُس نے انکو گرفتار کر کے حجاج کے پاس بہیجدیا - حجاج نے کہا تیرا نام کیا ہے - کہا سعید بن جبیر - کہا نہیں - شقی بن کسیر - فرمایا میری ماں میرے نام کو تیری نسبت بہتر جانتی تہی (مطلب یہہ کہ ماں نے سعید ہی نام رکہا ہے) حجاج بولا - تیری ماں اور تو دونوں شقی ہو - فرمایا غیب کی عالم اور ہی ذات ہے - تو نہیں - حجاج بولا - دیکہہ دنیا میں سے نکالکر میں تجہے اب بہڑکتی ہوئی آگ میں ڈالتا ہوں - فرمایا اگر میں یقیناً سمجہہ لوں کہ تجہہ اتنی قدرت ہے تو میں تجہے اپنا معبود ہی بنا لوں - حجاج بولا تو محمدؐ کے بارہ میں کیا کہتا ہے - فرمایا آپ نبی الرحمتہ اور امام الہدیٰ ہیں - بولا تو علی کے بارہ میں کیا کہتا ہے - وہ بہشت میں ہے یا دوزخ میں - فرمایا مجہے بہشت یا دوزخ یا دوزخ میں جانے کا اتفاق نہیں ہوا - کہ وہاں والوں کو پہچان لیتا - حجاج نے کہا تو خلفاء کے بارہ میں کیا کہتا ہے - فرمایا میں اُنکا وکیل نہیں ہوں - بولا تجہے خلفاء میں سے کون زیادہ پسند ہے - فرمایا جو مالک کی رضا کا زیادہ خواستگار تہا - پوچہا ایسا کون تہا؟ فرمایا یہہ تو وہ بتا سکتا ہے جس کو انکے باطن وظاہر کا علم ہو - پوچہا تو میری تصدیق کو پسند کرتا ہے - فرمایا اگر میں پسند کرتا تو تجہے نہ جہٹلاتا - پوچہا کمبخت! تو ہنستا کیوں نہیں؟ فرمایا جو مٹی سے بنا ہے وہ کیونکر ہنس سکتا ہے کیونکہ مٹی کو آگ نے کہا لینا ہے - پہر حجاج نے حکم دیا کہ یاقوت و زبرجد اور موتی اس کے سامنے لاکر رکہیں - فرمایا اگر انکو اس لئے جمع کیا ہے کہ عذاب قیامت سے تجہے نجات دلائیں - تب تو خوب ہے - ورنہ یاد رکہہ لے کہ قیامت کے دن ایک ہی چیخ ہوگی کہ دودہ پلانے والیاں اپنے شیر دادہ بچوں کو بہول جائیں گی اور دنیا میں کسی چیز کے جمع کرنے میں بہی خیر نہیں - بجز اس کے جو طیب وپاکیزہ ہو - (یعنے عمل) پہر حجاج نے بنسری اور ستار بجانے کا حکم دیا - ابن جبیر انکی آواز سُنکر رونے لگے - حجاج بولا روتا کیوں ہے یہہ تو فرحت کا سامان ہے فرمایا نہیں - اندوہ کا ذریعہ ہے - بنسری کی آواز سنکر تو مجہے نفخ صور یاد آ گیا - اور ستار وہ ہے جسکی لکڑی غیر حق میں صرف ہوئی ہے - رہی اسکی تاریں - وہ قیامت کو تیرے ساتہہ ہونگی - حجاج بولا سعید تجہے ہلاکت نصیب ہو - فرمایا جو دوزخ سے بچگیا اسکو ہلاکت نہ آئیگی - حجاج بولا اچہا تو پسند کر لے کہ تجہے کس طریق سے قتل کروں - فرمایا بخدا - جس طریق سے تو مجہے یہاں قتل کرے گا اسیطرح ہی آخرت میں خدا تجہکو قتل کرے گا - حجاج نے کہا کیا تو چاہتا ہے کہ تجہے معاف کر دیا جائے - فرمایا اگر عفو ہے تو اللہ کی طرف سے ہے مگر تیرے لئے برارت وعذر کچہہ باقی نہیں - حجاج بولا - لے جاؤ قتل کر ڈالو - جب یہہ سامنے سے باہر نکلے تو ہنس پڑے لوگوں نے حجاج کو اطلاع دی - کہا پہر لوٹا کر لاؤ - پوچہا ہنسا کیوں؟ فرمایا میں نے تعجب کیا کہ تو اللہ کے سامنے کیسا دلیر ہے اور تعجب کیا کہ اللہ تعالیٰ تیرے حق میں کیسا حلیم ہے - کہا اچہا چمڑے پر ڈالکر قتل کر دو - سعید نے قبلہ رخ ہو کر کہا - **وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین** - حجاج نے کہا اس کا رُخ قبلہ کیطرف سے پہیر دو - فرمایا **فاینما تولوا فثم وجہ اللہ** - حجاج نے کہا اچہا اسکی پیشانی زمین پر رکہدو - کہا **منہا خلقناکم وفیہا نعیدکم ومنہا نخرجکم** (الی الایتہ) حجاج نے کہا اچہا اسکو ذبح کر دو - یعنے حلق کی طرف سے چہری پہیر دو - فرمایا میں تجہے **اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ** کو گواہ بناتا ہوں - اس شہادت کو اپنے پاس رکہنا - قیامت کو تجہہ سے ادا کرنی ہوگی - اس کے بعد انہوں نے دعا کی خداوندا میرے بعد تو حجاج کو یہہ تسلط نہ دیجیو کہ کسیکو قتل کر سکے - یہہ ماہ شعبان ۹۵ھ کو ۴۹ برس کی عمر میں شہید کئے گئے - اور حجاج ماہ رمضان اسی سال مر گیا - اور انکے بعد کسیکو قتل نہ کر سکا - امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ جب حجاج نے ابن جبیر کو قتل کر کیا ہے اُسوقت روئے زمین پر کوئی ایسا نہ تہا جو انکے علم کا محتاج نہ تہا جب حسن بصری نے سنا کہ حجاج نے سعید بن جبیر کو قتل کر دیا ہے تو دعا کی کہ خداوندا اس فاسق ثقیف کو سنبہال - پہر کہا بخدا! اگر مشرق ومغرب کے کل باشندے بہی ابن جبیر کے قتل میں شریک ہوتے تو اللہ تعالیٰ سبکو ہی دوزخ میں گراتا - م

م کہتے ہیں کہ ابن جبیر کے جسم سے مرنے کے بعد خون بہت نکلا - حجاج نے اطبا کو بلا کر اسکی وجہ پوچہی - انہوں نے کہا کہ اوروں کی روح تو قتل کا نام سنکر ہی خشک ہو جاتی تہی - لیکن ابن جبیر پر اسکا کچہہ اثر نہ تہا - اس لئے خون پورا نکلا جتنا نکلنا چاہیئے کہتے ہیں کہ انکے قتل کے بعد ہی حجاج بیمار ہو گیا بیماری میں غشی آ جاتی - جب افاقہ ہوتا تو پکارتا کہ ابن جبیر میرا پیچہا نہیں چہوڑتا - جب آنکہہ لگتی ہے - تب ہی آ موجود ہوتا ہے - اور کہتا ہے کہ اے دشمن خدا! تو نے کس جرم میں مجہکو قتل کیا م م

م م یہہ دیکہتے ہی حجاج ڈر کر چیخ اُٹہتا - کہتے ہیں حجاج کو اُسکی وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکہا - پوچہا کیا حال ہوا - کہا جتنے لوگ میں نے قتل کئے تہے ہر ایک کے عوض ایک ایک دفعہ مجہکو قتل کیا گیا - مگر ابن جبیر کے عوض میں ستر دفعہ قتل کیا گیا

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین حکیم امرتسر

ہی ہری قدر دان علم و ہنر + غور سے کیجئے ادہر بھی نظر
اعنی ہے حق مین ہر بشر کے پسر + لعل و درِ یتیم سے بڑھکر

ہم لگاتے ہین آج لعل و گہر + شرم کوئی لاولد مضطر
جسپہ ہو فضل ایزد داور + کیون نہون اس سے بامراد اکثر

اظہار بشارت ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و عبارت اسناد بیشمار سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہین اور گندم نما جو فروش اشتہاریون سے جو نہ طبیب ہین نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھہ سکتے ہین - یہان خیر خواہی عام اور راستبازی سے کام ہے مرد میدان بنکر آئین شرطیہ دوا آزمائین جھوٹھون کو سچا اور جھوٹھون کو سچا نہ بنائین -

معیار صداقت بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے اور شرطیہ مین اقرار نامہ اشٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے جسکو اسپر یقین بھی نہ آوے وہ مچلکہ لکھوائے اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو صحت کے طالبو!!! اولاد کی آرزومندو!!! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو - فضل خداداد کی منادی ہے - عام مبارکبادی ہے -

اس خادم الاطبا کو ۴۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقرائے کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہین کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہین - خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات و ممات و دافع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہین - اگرچہ اکثر اشتہارات نے خلق کو بدظن کر رکھا ہے مگر خدا ع پنج انگشت یکسان نکرد بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہین بندگون کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو وہی ہون گی - مگر نمبر اول کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائین لیجائین اور بمراد دل پائین (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یکماہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے - اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے بندہ کا حق ہے ورنہ واپس لیجائے (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدے بشرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے لو (۵) زر تصفیہ شدہ فیما بین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدین - بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لین - (۶) اس پر بھی اطمینان نہو تو مچلکہ شرطیہ لکھائین وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو ورنہ ہرجانہ - جرمانہ حسب قرار داد قبول - فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی شرطیہ اقرار نامہ کے جھوٹھے اشتہارون کی بنیاد ڈھادی - اگر علاج مین شک ہو تحقیق کر لو مراد پانے پر دنیا کسکو گران ہے فرزند نرینہ لاکھون سے ارزان ہے جو گھر اس لعل سے منور نہین وہ خانہ خراب ہے گھر نہین - ع برباد وہ شجر ہے کہ جسکا ثمر نہین + گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہین + کتاب اسناد کامل فہرست و دہرہمہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیجکر منگوائیے جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد بر آئی انکی تحریرین ملاحظہ فرمائیے تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے طریق استعمال دوا و غذا اور پرہیز ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا - والیان ریاست و امرا حسب منشا خود شرائط مندرجہ سے مستثنی ہین -

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جنکے اولاد نہ ہو	عـہ	۸	ضعف باہ	عہ	۱۵	گنٹھیا	عا	۲۲	بواسیر خونی و بادی	عہ	۲۹	طول عرض و عمق و مایہ	عہ
۲	جنکے اولاد ہوکر چھوٹی مر جاوے	عہ	۹	ضعف جگر	عا	۱۶	سفیدی آنکھہ	عہ	۲۳	ادہرنگ	عـہ	۳۰	خضاب سالانہ	عا
۳	جنکے لڑکیان ہون لڑکا نہو	عہ	۱۰	قولنج و دردی	عہ	۱۷	ضعف بصر	عا	۲۴	ضیق النفس	عـہ	۳۱	نزلہ و زکام	عا
۴	جنکا حمل ۶-۷ ماہ کا گر جائے	عہ	۱۱	سوزاک	عہ	۱۸	سبل	عا	۲۵	لیپہ	عہ	۳۲	تسہیل ولادت	عا
۵	کمزوری	عـہ	۱۲	سرعت	عا	۱۹	لقوہ	عا	۲۶	آتشک	عہ	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	عا
۶	مرگی	عہ	۱۳	جریان	عا	۲۰	بھگندر	عا	۲۷	آتشک کل بدن	عـہ	۳۴	بخار تیجہ چوتہیہ روزانہ	عہ
۷	تپ دق	عـہ	۱۴	غلط کاری	عہ	۲۱	ناصور	عا	۲۸	نل اُترنا	عہ	۳۵	ضعف ہضم	عہ
												۳۶	سرسام	عا

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر ڈیوڑھی چوک کرمون ++

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پروال۔ غبار۔ پھولا۔ ڈھلکا سرخی۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کی آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کراتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اسلئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ ممیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ ۳ر تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ ۵ روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ۱ر۔ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی و جعلی ممیرے کی سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے۔ بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی کا جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم۔ جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں۔ جلن اور کمزوری نظر۔ ناخنہ۔ باہر اور اندر کی جلی کا ہونا اور ان سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے۔ اسلئے ہر کسی کے لئے اسکا استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے۔ اسلئے بکمال وثوق یہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم سالگی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کی سرمہ کے فائدہ مکمل اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے۔ میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریض مسماۃ ادتم دیوی بعمر ۱۸ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے۔ اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ رہا کرتی تھیں ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن جیلخانہ آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق

۳۔ میں نے ممیرے کی سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے۔ ان مریضوں پر جن کی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں۔ استعمال کر کے دیکھا مفید پایا۔ میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جن کی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے۔ اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر پرجلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔ حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴۔ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کیلئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچ ہزار روپیہ انعام۔ اگر کوئی شخص ممیرے کی سرمہ کی سندات میں سے جو قریباً دہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔ جو کہ نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ [illegible] میں جمع کیا گیا ہے

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و مالک نے اپنے مطبع انوار احمدیہ قادیان چھاپ کر شائع کیا

رجسٹرڈ ایل ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

۸ محرم الحرام سنہ ۱۳۱۷ھ

نمبر ۱۸ قادیان دارالامن والامان مورخہ ۱۹ مئی سنہ ۱۸۹۹ء جلد ۳

ایڈیٹوریل جملے

خدا تعالیٰ کی کتاب کیونکر چھوٹ جاتی ہے۔ عام اصول اور انسانی فطرت کا منشا یہی ہے کہ انسان ایک وقت میں دو مختلف اور متضاد کام نہیں کر سکتا۔ مثل مشہور ہے کہ ایک میان میں دو تلواریں نہیں سما سکتیں پھر یہ بھی ایک بدیہی بات ہے کہ انسان ایک کام کرتے کرتے تھک جاتا ہے۔

یہہ دو اصول ہیں جو انسانی بناوٹ ہمکو بتلا رہی ہے۔ دین اور دین کی باتیں جو اوامر و نواہی پر مشتمل ہوتی ہیں بذاتہ تو انسانی عمل درآمد کی طاقت کے اندر ہوتے ہیں لیکن بظاہر نفس انسانی کے خلاف معلوم ہوتے ہیں اسلئے کچھہ تو انسان اُس ایک اجنبیت نفس کے باعث توجہ ہی کم کرتا ہے دوسرے امور اور مشاغل میں اسقدر وقت اور طاقت صرف کر دیتا ہے کہ پھر دین کی باتوں پر غور نہیں کر سکتا یہاں تک اگر اللہ تعالیٰ کا فضل دستگیری نکرے تو دین سے بالکل ہی دور جا پڑتا ہے۔ آجکل کتاب اللہ پر کم توجگی کیوں ہے؟ آئے دن نئے نئے مشغلوں کا پیدا ہو جانا۔ نت نئے ناولوں کی اشاعت۔ اور آئے دن کے دل بہلاؤ کے سامان تھیٹر۔ ناٹک۔ شعبدہ بازیاں وغیرہ کی کثرت یہہ امور ہیں جنہوں نے کتاب اللہ کو چھوڑا دیا ہے۔ ایسی حالت میں [illegible] ....

ملک اور قوم کی حالت رو بہ ترقی ہو تو کیونکر؟ ؟ کل ترقیوں کی اصل اور جڑ تو کتاب اللہ ہے اسکو چھوڑکر کوئی ترقی کا مبارک اور درخشندہ چہرہ کیونکر دیکھہ سکتا ہے؟

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

پس قومی ترقی چاہتے ہو تو اُٹھو کتاب اللہ کی قدر کرو اور اُسے اپنا دستور العمل بناؤ۔

اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ الہام الٰہی کے ذریعہ جب ایک امر واقع ہونے والے کی میعاد بتلا دی جاتی ہے پھر اس میں کمی بیشی نہیں ہونی چاہیئے؟ جواب میں ہم اتنا ہی کہیں گے کہ الہامات الٰہیہ میں کبھی کبھی بعض مخفی اسرار اور اسباب ایسے بھی ہوتے ہیں جو اکثر مصالح اپنے اندر رکھتے ہیں اور مدت معینہ کو کم و بیش کر دیتے ہیں اس سے خدا تعالیٰ کی کسی صفت کے خلاف نہیں ہوتا۔ قانون قدرت میں ہم ایسی نظیریں پاتے ہیں کہ ایک چیز کیونکہ وقت مقررہ سے کم و بیش ہو جاتی ہے بچہ کے پیدا ہونے کی عام میعاد ۹ ماہ ہے لیکن کبھی اس سے کم بعد کبھی زیادہ وقت لیکر بچہ پیدا ہونا ہمارے روزمرہ کے تجربہ میں آتا ہے

یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ کشمیر کی سیر کو موسم بہار میں جب جہانگیر جاتا تھا تو شگوفہ کا وقت نکل جاتا تھا اس لئے مردان علی وزیر نے موسم بہار کے آغاز میں چند درختوں کے گرد برف لگا دی اور عین بادشاہ کے ورود پر برف اتاری اور شگوفہ کا نظارہ دکھایا۔

پھر بیماریوں میں دیکھو کہ بعض امراض مثلاً باریک تپ وغیرہ اس کا علاج ایک ایک سال تک لکھا ہے

[illegible] آجکل کی تحقیقات سے ایسی ادویات طیار ہوئی ہیں کہ اول حدد دوسری نوبت میں ہی بخار اُڑ جاتا ہے [illegible] سُنت اللہ اسی طرح پر واقع ہے۔ اور [illegible] کی کتاب میں ہم اس مسئلہ کو بہت واضح [illegible] میں لکھا ہوا پاتے ہیں پھر اگر الہام الٰہی کے اُسے کسی معینہ مدت میں کمی بیشی ہو تو وہ جائے اعتراض کیوں ہو؟ سوچو اور غور کرو۔

مکتوب بنام احمد جان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم منشی احمد جان صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد ہٰذا المخدوم کے دونوں عنایت نامہ معہ اشتہار پہونچکر جزاکم اللہ جزاء الخیر۔ خداوند کریم آپ صاحبوں کی کوشش میں برکت ڈالے اور آپکو وہ اجر بخشے جو آپکی جناب میں باہرہو آنمخدوم نے اس عاجز کو جو کچھ اپنی نسبت لکھا ہے وہ عاجز کے دل میں ہے مشتِ خاک کی کیا حقیقت ہے کہ کچھ دعوی کرے یا زبان پر لاوے لیکن اگر خداوند کریم نے چاہا اور توفیق بخشی تو حضرت احدیت میں عاجزانہ دُعا کرونگا آپ اپنی کام میں جہانتک ممکن ہو سرگرمی سے متوجہ ہوں کیونکہ ایسی محبت متحقق ہوتی ہے اور حصّہ چہارم کے صفحہ ۵۱۹ میں ایک الہام یہ ہے۔ من ربّکم علیکم واحسن الیٰ احبابکم۔ یہ الہام اگرچہ بصورت ماضی ہے لیکن اس سے استقبال مراد ہے اور اُس کے یہ معنے ہیں کہ خدا تعالیٰ تم پر احسان کرے گا۔ اور تمہارے دوستوں سے نیکی کریگا اور پھر حصّہ سوئم صفحہ ۲۴۲ میں یہ الہام ہوا۔ و بشّر الذین اٰمنوا قدم صدق عند ربّھم۔ اسکی بھی اس جگہ یہی معنے ہیں کہ جو لوگ ارادت سے رجوع کرتے ہیں انکا عمل مقبول ہے اور اُنکے لیے قدم صدق ہے پھر صفحہ ۲۴۱ میں ایک الہام ہے۔ ینصرک رجال یوحی الیھم من السّماء یعنے تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنکے دلوں میں ہم آپ ڈالیں گے سو ان سب الہامات کی خوشنودی حضرت احدیت کے اُن مومنوں کی نسبت سمجھی جاتی ہے جنکو خدا نے اس طرف رجوع بخشا ہے اس سے زیادہ ذریعہ حصول سعادت اور کوئی نہیں کہ جو مرضی مولےٰ ہے اُسی کے موافق کام کیا جائے اور مولی کریم کی ایک نظر عنایت انسان کے لئے کافی ہے میں یقینًا سمجھتا ہوں کہ جو اخوان مومنین اسبات کیلئے توفیق دئے گئے ہیں کہ جو اُنھوں نے صدق دل سے اس احقر عباد کا انصار ہونا قبول کرلیا ہے اُن کے لئے حضرت احدیت میں بڑے بڑے اجر ہیں اور میں اجمالی طور پر اُنکو عجیب نور سے منور دیکھتا ہوں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ نہایت ہی سعید ہیں اور دنیا کی روشنی ہیں ایک الہام حصہ چہارم کے صفحہ ۵۵۵ کی اخیری سطر میں درج ہے اور وہ یہ ہے وجاعل الذین اتّبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ۔ یہ الہام اس کثرت سے بار بار ہوا تھا کہ جسکا تعداد خدا ہی کو معلوم ہے اسمیں بھی انواع اقسام کے برکات کا وعدہ ہے غرض کریم میزبان سب کسیکو اپنی طرف بلاتا ہے کہ جب اُس کے طعام کا بندوبست کرلیتا ہے اور وہی لوگ اُسکے خوانِ نعمت پر بلائے جاتے ہیں جنکو اُس عالم الغیب نے اپنی نظر عنایت سے چن لیا ہے سو جنکو اُسنے پسند کرلیا ہے اُنکو وہ رد نہیں کریگا اور اُنکی خطیات کو معاف فرماویگا اور اُنپر راضی ہوگا۔ کیونکہ وہ کریم ورحیم اور بڑا وفادار اور نہایت ہی محسن مولےٰ ہے۔

حسبنا اللہ والحمد للہ وسبحان اللہ العظیم

والسلام۔ ۶ / مارچ ۱۸۸۴ء مطابق ۷ / جمادی الاول ۱۳۰۱ھ

---

۱۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد ہٰذا آپکا عنایت نامہ مرقومہ ۹ / فروری ۱۸۸۴ء میں ایک سوال تحریر فرمایا تھا آجتک میں نے بباعث علالت طبع اُسکی طرف توجہ نہیں کی اور اب بھی بباعث ضعف دماغ و دردِ سر طبیعت حاضر نہیں ہے لیکن جو آنمخدوم کا وہ خط دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ سوال صرف ایک نزاع لفظی ہے کیونکہ جس مرتبہ توحید کو آنمخدوم ابتدائی مرتبہ تصور فرماتے ہیں وہ مرتبہ اس عاجز کے نزدیک ان معنوں کر کے انتہائی مرتبہ توحید کا ہے کہ وہ سید اولیا کا منتہا اور اخیری حد ہے جس سے فنا اتم کا چشمہ جوش مارتا ہے اگرچہ درگاہ احدیت بے نہایت ہے لیکن جس کمال توحید کو انسان اپنے مجاہدہ سے اپنی کوشش سے اپنے تزکیہ نفس سے اپنے سیر و سلوک سے حاصل کرنا چاہتا ہے وہ یہیں تک ہے پھر بعد اسکے محض تفضلات الٰہیہ اور مواہب لدنیہ ہیں جن تک کوششوں کو راہ نہیں ساری کوششیں اور محنتیں صرف اس حد تک ہیں کہ انسان اپنی اور تمام خلق کو ہیچ اور لاشئے سمجھکر اور اپنی ہوا اور ارادہ سے باہر ہوکر بکلی خدا کے لئے ہوجائے اور اپنی ناچیز ہستی بشہود ہستی حقیقی حضرت باری تعالیٰ کے نابود اور معدوم دکھائی دے اور جب فی الواقعہ انسان محبت وجود حضرت قادر مطلق کے ہیچ اور ناچیز ہو ایسی ہی حالت پیدا ہو جائے گویا اب بھی وہ نیست ہے جیسا پہلے نیست تھا سو یہ مرتبہ عبودیت کی اخیری حد ہے اور اس توحید کا انتہائی مقام ہے کہ جو سعی اور کوشش اور سیر و سلوک سے حاصل کرنا چاہئے یہ سچ ہے کہ بعد اسکے مرتبہ سیر فی اللہ ہے لیکن اس مرتبہ کے حصول کیلئے کوششوں کو دخل نہیں بلکہ یہ محض بطریق فضل اور موہبت کے حاصل ہوتا ہے اور کوششیں صرف اُسی مرتبہ فنا تک ختم ہو جاتی ہیں کہ جو اوپر ذکر کیا گیا ہے مثلًا ایک شخص کئی منزلیں طے کر کے بادشاہ کو ملنے کے لئے آیا ہے اور جسقدر راہ میں مانع تھی سب سے خلاصی پاکر بادشاہ کے خیمہ تک پہونچ گیا ہے اب خیمہ میں داخل کرنا اور بارگاہ میں دخل دینا یہ خاص بادشاہ کا

کام ہے کہ جو ایک خاص اجازت بادشاہی پر موقوف ہے۔ ناچیز بندہ کیا حقیقت رکھتا ہے کہ جو اپنی بشری طاقتوں کے ذریعہ سے اور اپنے اختیار سے خود بخود بلا اجازت بارگاہ میں داخل ہو جائے۔ اور اب باعث ضعف زیادہ لکھ نہیں سکتا۔ یہ کہ شعروں کے معنے دریافت فرمائے ہیں وہ کسی اور وقت اگر خدا نے چاہا تحریر کروں گا اور امرتسر سے واپس آگیا ہوں اور واپس آکر میر مراد علی صاحب کا خط ملا۔ انکی نسبت اور آنمخدوم کے سخت جگر کی نسبت دعا خیر کر کے حوالہ بخدا کرتا ہوں جب طبیعت روبصحت ہوئی انشاء اللہ تعالےٰ بشرط یاد آنمخدوم کے سوال یعنے اشعار کے معنوں کی بابت لکھا جائے گا۔ ۱۱؍ مارچ ۱۸۸۴ء مطابق جمادی الاول ۱۳۰۱ھ

موجودہ اناجیل کے محرّف ہونے یورپین فاضلوں کی قابل قدر رائیں

اصل انجیل جو حضرت مسیحؑ پر نازل ہوئی اور جس کا قرآن شریف میں ذکر ہے اُس کا دُنیا میں کہیں پتہ نہیں لگتا۔ اکثر ناواقف عیسائی کہا کرتے ہیں کہ مسلمانوں کا یہ اعتراض کہ موجودہ انجیل محرف اور جعلی ہے صرف بناوٹ اور الزام ہے اور اگر مسلمان اپنے اس دعویٰ میں سچے ہیں۔ تو کوئی صحیح انجیل علاوہ ان موجودہ انجیلوں کے پیش کریں۔ سو اسکے جواب میں یہ عرض ہے کہ اکثر عیسائیوں کے اقوال سے اس امر کا پتہ لگتا ہے کہ اس موجودہ مجموعہ اناجیل کے علاوہ مسیح کی ایک خاص انجیل تھی۔ جس کی بنا پر یہ ردّی اور نازیبا عمارت تیار کی گئی۔ چنانچہ بشپ بارش واکھارن وغیرہ کہتے کہ مسیح کے حالات میں ابتداءً ایک تحریر تھی جسکی نقلیں متبدلہ مؤلفین اناجیل کے پاس تھیں اُن ہی نقول سے ان لوگوں نے اناجیل مرتب کیں اور کچھ اپنی طرف سے اضافہ کیا۔

چنانچہ فاضل لورڈیٹن اپنی کتاب کے جلد اول کے دیباچہ میں لکھتا ہے کہ اکھارن نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ابتداءً مسیح کے حالات میں ایک چھوٹا رسالہ تھا ممکن ہے کہ اسکو اصل انجیل کہا جائے اور یہ رسالہ تمام انجیلوں کا ماخذ تھا جو پہلی اور دوسری صدی میں رائج تھیں۔ بعد انجیل متی اور لوقا اور مرقس کے لئے بھی ماخذ تھیں۔ اس قول کو تفصیل (چیمبرس انسائیکلوپیڈیا) جلد ۵ مطبوعہ ۱۸۸۰ء لنڈن بیان گاسپل) میں دیکھو۔ ہارن صاحب کے انٹروڈکشن کی چوتھی جلد میں لیکلرک کوپ۔ میکاھلس۔ لسنگ۔ بارش وغیرہ علمائے متقدمین کی رائے اس طرح منقول ہے کہ شاید متی اور مرقس اور لوقا کے پاس ایک کتاب عبری زبان میں تھی جس میں حضرت مسیح کے حالات لکھے تھے اس میں سے متی نے زیادہ نقل کیا اور مرقس اور لوقا نے کم۔ راڈول صاحب ترجمہ قرآن کے ۵۲۷ صفحہ میں لکھتے ہیں کہ انجیل کے لفظ سے مجموعہ عہد جدید یا اُس کا کوئی حصہ نہ سمجھنا چاہیے بلکہ وہ وحی سمجھنی چاہیے جو خدا کی طرف سے عیسیٰؑ پر بھیجی گئی۔ انتہی۔ پادری عماد الدین اپنی کتاب ہدایت المسلمین کے صفحہ ۱۱ میں لکھتا ہے کہ بعد زمانہ کے سبب اور مختلف مقاموں میں جدی جدی انجیلیں جاری ہونیکے باعث اور راندل مصیبتیں عیسائیوں پر آنے کے سبب روایات متفق علیہ محققین کو نہ ملیں اس لئے اختلاف واقع رہا۔ ہم کہتے ہیں نہ صرف روایات متفق علیہ نہیں ملیں بلکہ خود اصلی انجیل ہی کھوئی گئی۔ اور اسکے بعد عیسائیوں نے اپنی ایمانی کتاب کے کھو جانے سے گھبرا کر بیسیوں انجیلیں تالیف کیں اور حواریوں کے نام منسوب کر دیں اگر اصلی انجیل دنیا میں موجود ہوتی تو کبھی بیسیوں انجیلوں کے تالیف ہونے کی نوبت نہ پہونچتی اور نہ ان چار اناجیل کا وجود پایا جاتا۔ بلکہ ایک ہی انجیل ہوتی۔ چار کی ضرورت کیا تھی دو یا چار کا فائدہ کیا تھا۔ کیا ایک حواری پر اعتبار نہ تھا اور ایک پر خدا نے کامل الہام نہ کیا جو دوسروں کو بھی اور انجیلیں تالیف کر کے ساتھ جوڑنی پڑیں فتفکروا یا اولی الالباب پس ان تمام اقوال مندرجہ بالا سے ثابت ہے کہ اصل انجیل کوئی اور ہے جس کا دنیا میں پتہ نہیں۔ اور حضرت مسیح کے وقت موجود تھی چنانچہ مرقس ۱ باب ۱۴ و ۱۵ میں ہے "پھر یوحنا کی گرفتاری کے بعد مسیح نے جلیل میں آکر منادی کی اور کہا کہ وقت پورا ہوا اور خدا کی بادشاہت نزدیک آئی۔ توبہ کرو۔ اور انجیل پر ایمان لاؤ۔ اور متی ۲۶ باب ۱۳ میں ہے "جہاں کہیں اس انجیل کی منادی ہوگی" ان دونوں آیتوں سے ثابت ہے کہ مسیح کے وقت میں کوئی انجیل لکھی ہوئی تھی جو ایمان کے لئے پیش کی جاتی لیکن وہ قطعاً دنیا میں مفقود ہے۔ پس جب خود اناجیل موجودہ اور عیسائیوں کے اقوال متواترہ سے پتہ لگتا ہے کہ اصل انجیل اور اناجیل اربعہ کے سوا تھی۔ تو پھر بیچارے مسلمان ناحق کیوں پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ کیا وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ یا وہ اپنی طرف سے خود تراشیدہ الزام لگاتے ہیں۔ عیسائی صاحبان سوچ کر جواب دیں اور نیز اناجیل موجودہ کے ملاحظہ سے ظاہر ہے کہ تھوڑا قلیل کلام حضرت مسیحؑ کا ہے اور باقی نامعلوم مصنفوں کی یادگار۔ اسبات کی کلی تصدیق نامہ قرنتی ۷ باب ۱۰ و ۱۲ سے ہوتی ہے جہاں پولس کہتا ہے کہ جورو اپنے خصم کو نہ چھوڑے پر باقیوں کو خداوند نہیں۔ میں کہتا ہوں اگر بھائی کی جورو بے ایمان ہو الخ۔ یہ میں کہتا ہوں کا لفظ قابل غور ہے اور اسکی نظیریں اس مجموعہ عہد جدید میں بکثرت پائی جاتی ہیں اور مارٹن لوتھر سوائے انجیل یوحنا دوسری تینوں انجیلوں کو جھوٹا اور نامہ یعقوب کو گھاس پھوس بتلاتا ہے۔ دیکھو کتاب مرآۃ الصدق

جلد ۱۲ مطبوعہ ۱۸۵۱ء صفحہ ۹۴ - ڈنین صاحب اپنی کتاب تذکرہ مسیح کے صفحہ ۸ میں لکھتے ہیں کہ ان اناجیل کے سر پر حواریوں کا نام درج ہونے سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ یہہ انکی تصنیف سے ہیں- بلکہ علمائے نصاریٰ نے ان آیات کو ان حواریین سے مروی سمجھا ہے اس عبارت کا صریح مفہوم یہی ہے کہ درحقیقت یہہ اناجیل حواریوں کی لکھی ہوئی ہی نہیں بلکہ تابعین یا تبع تابعین یا اُن سے بھی ادنےٰ طبقے کے لوگوں کی تصنیفات ہیں چنانچہ ہم اس امر کا ثبوت ذیل میں درج کرتے ہیں- دیکھو متی ۹ باب ۹ ”پھر جب یسوع وہاں سے آگے بڑھا تو متی نامی ایک شخص کو محصول کی چوکی پر بیٹھے دیکھا اور اُسے کہا کہ میرے پیچھے آ- وہ اُٹھکے اُس کے پیچھے چلا،“ اس آیت میں ایک شخص کے الفاظ بصراحت دلالت کرتے ہیں کہ متی اس کتاب کا لکھنے والا ہرگز نہیں ہے- اور نہ وہ اس طرح لکھتا کہ یسوع نے مجھہ متی کو دیکھا جیسا کہ عام محاورہ ہے- نہ کہ متی نامی ایک شخص جو بالکل ایک اجنبی شخص کے لئے طرز بیان ہے- پھر متی ۱۶ باب ۶ و ۷ میں دیکھو ”تب یسوع نے اُن سے کہا- پھر اُنہوں نے اپنے دلمیں گمان کر کے کہا- یہہ ان سے اور اُنہوں نے کے الفاظ ظاہر کر رہے ہیں کہ انجیل متی کی لکھی ہوئی نہیں- اگر یہہ اُسکی تصنیف ہوتی تو وہ بھی منجملہ حواریوں کے تہا- وہ اس طرح لکھتا کہ ہم سے کہا اور پھر ہم نے کہا جیسا کہ محاورہ ہے- غرض کہ اس ساری انجیل میں متی کا لفظ اس طرح سے مندرج نہیں جس سے ثابت ہو کہ یہہ اُسکی تصنیف ہے- انجیل یوحنا ۲۱ باب ۲۴ میں ہے- یہہ وہ شاگرد ہے کہ جس نے ان کاموں کی گواہی دی اور ان باتوں کو لکھا- اور ہم کو یقین ہے کہ گواہی اُسکی سچی ہے- پس یہہ الفاظ (وہ شاگرد اور اُسکی گواہی) یوحنا کے حق میں بصیغہ غائب اور یہہ لفظ (ہم کو یقین ہے) بصیغہ متکلم اسبات پر صاف دلالت کرتے ہیں کہ مصنف اس انجیل کا کوئی شخص سوا یوحنا حواری کے ہے جو اس کی گواہی کی تصدیق کرتا ہے ورنہ وہ اس عبارت کو اپنے حق میں ہرگز نہ لکھتا- ایسا ہی یوحنا ۳۵/۱۹ میں ہے) حالانکہ یوحنا اپنے مکاشفات میں مجھہ یوحنا کا لفظ لکھتا ہے- اساڈلن اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ انجیل یوحنا بلاریب اور یقیناً کسی طالب علم مدرسہ اسکندریہ کی تصنیف ہے- دیکھو ھرلڈ کی کتاب جلد ۷ مطبوعہ ۱۸۲۲ء صفحہ ۲۰۵- غرض کہ ہم کہاں تک لکھیں یہہ مسلّم امر ہے کہ اصلی انجیل کا وجود عالم سے مفقود ہے پس جب یہ امر محقق ہے تو اب ان موجودہ اناجیل کا جو محض جعلی اور خانہ ساز مجموعہ ہے کیا اعتبار کیا جائے- (انوار الاسلام)

کلماتِ طیّبات امام الزمان

(حضرت اقدس کی مختصر سی تقریر)

(۲۱ اپریل ۱۸۹۹ء قبل مغرب)

یہہ کتاب جو لکھی گئی ہے جب شایع ہو گی تو اُن لوگوں کو بھی پتہ لگ جاویگا جو بار بار اعتراض کرتے ہیں کہ آکر کیا بنایا؟ میں حیران ہو جاتا ہوں جب اس قسم کے اعتراض سنتا ہوں کیا پھونک مار کر کچھہ بنا دیا جاتا؟ بھلا یہ تو بتلائیں کہ نوح علیہ السلام نے ساڑھے نوسو برس دعوت کی اُنکے اعتقاد کے موافق کیا بنایا؟ مگر یہ لوگ دیکھیں گے اور خدا تعالےٰ **نمایاں طور** پر دکہا دے گا کہ کیا بنایا ہے- کاش یہ لوگ موجودہ حالت وقت پر غور کرتے- صدی میں سے سولہ سال گذر گئے- ظلمت انتہا تک پہونچ گئی اور کوئی نہ آیا جو اصلاح کرتا- یہہ لوگ ذرا بھی انصاف نہیں کرتے مجھہ پر اعتراض کرتے کرتے خدا پر اعتراض جا کرتے ہیں- کیونکہ میں نے تو آکر کچھہ بنایا نہیں؟ اور خدا نے بنانے والا بہیجا نہیں- بلکہ باوجود اس کے کہ اور ضرورتیں اگر چھوڑ (۴۰۶) بھی دی جاویں تو ان ناعاقبت اندیش معترضوں کے موافق ایک گمراہ کرنے والا ہی آگیا اور پہر بھی وہ اصل مہدی نہ آیا اور نہ خدا نے اُسے بہیجا- چودہویں صدی کو مبارک سمجھتے تھے پر کیا خاک مبارک نکلی جبکہ ایک دجال آگیا!!! صدیق حسن اور عبدالحی جو دعویٰ کرنے والے تہے وہ صدی کے سر پر ہی فوت ہوگئے ورنہ شاید وہی ان لوگوں کا سہارا ہوتے لیکن خدا نے اپنے فضل سے دکھا دیا کہ یہہ کام اُنکا نہ تہا بلکہ کسی اور کا-

مجدد جو آیا کرتا ہے وہ ضرورت وقت کے لحاظ سے آیا کرتا ہے نہ استنجے اور وضو کے مسائل بتلانے- خدا جو مدبّر اور حکیم خدا ہے کیا وہ نہیں دیکھتا کہ دنیا پر طبعیات اور فلسفہ کی زہریلی ہوا چلی ہے جس نے ہزارہا انسانوں کو ہلاک کر دیا ہے- صلیب پرست عیسائیوں نے کس کس رنگ میں لکھوکہا روحوں کو خدا سے دور پھینک دیا ہے تو پھر کیا اس وقت ایسے مجدّد کی ضرورت نہ تھی جو کسر صلیب کرے- اور دلائل و بیّنات سے دکھاوے کہ صلیبی مذہب میں حقانیت کا نور نہیں اور ایک لکڑی پر ایمان لا کر انسان نجات کا وارث نہیں ٹھہر سکتا- آئے دن پچاس پچاس ہزار اور ایک ایک لاکھ اشتہار چھاپ چھاپ کر یہہ لوگ تقسیم کرتے ہیں اور ٹڈی دل کیطرح عورتیں- بچے- جوان- بوڑھے لگے ہوئے ہیں کہ کسی طرح پر اسلام پر حملہ کریں- اس وقت اسلام پر وہ حملہ ہوا ہے جسکی انتہا نہیں- اِدہر خدا کا یہ وعدہ کہ انا لہٗ لحافظون اور اُدہر ان ناعاقبت اندیش معترضین کی یہہ دانائی کہ اسلام میں حفاظت دین کے لئے معرفت کا نور لے کر کوئی نہیں آیا بلکہ دجال آیا ہے- افسوس! صد افسوس!! آہ! صد آہ!!!

یہی تو وقت تہا کہ خدا اپنی نصرت اور تائید کا روشن ہاتھ دکھاتا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اُس نے دکھایا اور وہ اپنی چمکار دکھائے گا اور مخالفوں کو شرمندہ کر کے بتلا دے گا کہ آنے والے نے آکر کیا بنایا۔

آبِ زر سے لکھنے کے قابل

قرآن کریم کو پڑھ کر میری روح میں ایک ایسی لذت آتی ہے اور اُس کی عظمت کا ایسا خیال گذرتا ہے کہ دنیا بہر میں **عورت مرد بچے۔ بوڑھے** سب مل کر خدا تعالیٰ کی حمد کے گیت اور ترانے گائیں اور شکر کے سجدے کریں۔ جس نے ایسی کامل اور تمام ضرورتوں کی متکفل تمام راحتوں اور سکہوں کی کلید کتاب نازل فرمائی۔ (مولوی عبدالکریم ۱۳ر مئی ۱۸۹۹ء)

* * *

قرآن کریم کے لئے روح ایسی غیرت محسوس کرتی ہے کہ جیسے کوئی آدمی اپنی منکوحہ بیوی کی طرف کسی دوسرے آدمی کو دیکھ کر بھڑک اُٹھتا ہے اسی طرح سے میری یہ حالت ہو جاتی ہے کہ اگر قرآن شریف کے سامنے کوئی اور دوسری کتاب پڑہتا ہو تو مجھے ایسا ہی جوش آتا ہے کہ کیوں یہ اس کتاب کو دیکھ رہا ہے کیا کلام اللہ سے بڑھ کر اُسکو راحت رساں اور دلچسپ پاتا ہے۔

(مولوی عبدالکریم سیالکوٹی)

* * *

میں نے حضرت مرزا صاحب کی نشست و برخاست اور ہر قول و فعل سے قرآن کریم کی تفسیر سیکھی ہے۔ اور میں امام کی چال کو قرآن شریف کی عملی اور فعلی تفسیر سمجھتا ہوں۔ (مولوی عبدالکریم سیالکوٹی)

سُورہ والضحےٰ کی صحیح اور سچی تفسیر اور بعض متعصب عیسائیوں کے مزخرفات کا

دندان شکن جواب

بعض متعصب عیسائی آیۃ کریمہ مذکورۃ الذیل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گنہگار ہونے پر استدلال کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى یعنی اللہ تعالیٰ نے تجھے اُمّی پاکر علم اور حکمت کی راہ دکھلائی جس کے یہ معنے کرتے ہیں کہ تجھے گمراہ یعنے گنہگار پایا اور ہدایت کی۔ حالانکہ اس مقام میں یہ معنے ہرگز مطلوب نہیں۔ اور نیز یہ معنے بہ بداہت باطل ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کبھی گمراہ نہیں ہوئے۔ اور نہ آپ سے کوئی گناہ سرزد ہوا جیسا کہ ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے نعمائے جلیلہ یاد دلا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی اور اطمینان دیتا ہے۔ تفسیر اُسکی یوں ہے۔ کہ اس سورہ شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک واقعہ پیش آمدہ کو ذکر فرما کر آنحضرت صلعم کی دلجمعی فرمائی ہے اور وہ واقعہ یہ ہے کہ فترۃ الوحی کے وقت میں بعض کفار نے حضور کو طعن و تشنیع کرنا شروع کر دیا تہا اور بعض گندہ طبیعت یہ کہنے لگ گئے تھے کہ ان محمدًا ودّع ربہ وقلی یعنے محمد صلعم کو اُسکے رب نے چھوڑ دیا اور اُسے ناخوش رکھا ہے تو اُنکے جواب میں اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى یعنے تیرے رب نے تجھے نہیں چھوڑا اور نہ تجھے ناخوش رکھا۔ پس اللہ تعالےٰ نے اُن کے اس مردود قول کی تکذیب فرما کر آنحضرت صلعم کی تسلی کے لئے فرمایا۔ کہ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى البتہ تیرا انجام ابتداء سے بہتر ہے۔ کیونکہ ہر راستباز کا انجام ہی بہتر ہوا کرتا ہے۔ گو ابتدا میں ابتلا پیش آجاوے پہر فرمایا وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى اور عنقریب تیرا رب تجھے خاص عنایت کرے گا یعنے تجھے ہر ایک مقصود اور ہر وعدہ میں کامیاب فرمائے گا پہر تو راضی ہو جاوے گا۔ اور ہر ایک ہمعصر کی آنکھ میں تو بزرگی اور عزت پا جائے گا۔ پہر اللہ تعالےٰ اس کے ثبوت میں دلائل کے طور پر اپنے نعمائے جلیلہ یاد دلا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دلجمعی فرماتا ہے۔ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى کیا تیرے رب نے تجھے یتیم یعنے بے پدر اور بے کس فرزند پا کر بلند اقبال اور صاحب جاہ و جلال نہیں بنایا۔ یعنے تیرے رب نے تجھے یتیم اور بے کس پایا اور اپنے پاس جگہ دی۔ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى اور تجھے اُمّی محض پا کر علم اور حکمت سے پُر اور مالا مال فرمایا (ضال کے معنی عاشق صادق کے بھی ہیں اور کمال تعشق کی وجہ سے عاشق کو ضال کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے جوش عشق اور فرط محبت کی وجہ سے دیوانہ وار ہوتا ہے۔ پس آیہ کریمہ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى کے یہ معنے ہیں کہ تجھکو اللہ تعالیٰ نے ضال یعنے عاشق وجہ اللہ پایا۔ پس اپنی طرف کھینچ لایا۔ اور واضح ہے کہ پہلی تینوں آیتیں یعنے الم یجدک یتیما فاوی ووجدک ضالا فھدی ووجدک عائلا فاغنی اور پچھلی تینوں آیتیں واما الیتیم فلا تقھر واما السائل فلا تنھر واما بنعمۃ ربک فحدث باہم لف و نشر مرتب کے طور پر واقعہ ہیں۔ اور پہلی آیتوں میں جو مدعا مخفی ہے۔ پچھلی آیتیں اُسکی تفصیل اور تصریح کرتی ہیں۔ مثلاً پہلے فرمایا الم یجدک یتیما فاوی اس کے مقابل پر یہ فرمایا فاما الیتیم فلا تقھر یعنے یاد کر کہ تو بھی یتیم تہا اور ہمنے تجھکو پناہ دی ایسا ہی تو بھی یتیموں کو پناہ دے۔ پہر بعد اس کے ووجدک ضالا فھدی اسکے مقابل پر یہ فرمایا۔

واما السائل فلا تنہر یاد کر کہ تو بھی ہمارے وصال اور جمال کا سائل اور ہمارے حقایق اور معارف کا طالب تہا۔ سو جیسا کہ ہمنے باپ کی جگہ ہو کر تیری جسمانی پرورش کی۔ ایسا ہی ہم نے اُستاد کی جگہ ہو کر تمام دروازے علوم کے تجہپر کھول دیئے اور اپنے لقا کا شربت سب سے زیادہ عطا فرمایا اور جو تو نے مانگا سب ہم نے تجھکو دیا۔ سو تو بھی مانگنے والوں کو رد مت کر اور اُن کو مت جھڑک اور پہر فرمایا ووجدک عائلا فاغنی اور اُس کے مقابل پر فرمایا واما بنعمت ربک فحدث اور یاد کر کہ تو عائل تہا۔ یعنی تیری معیشت کے ظاہری اسباب بکلی منقطع تھے۔ سو خدا خود تیرا متولی ہوا اور غیروں کی طرف حاجت لے جانے کا۔ بلکہ یہہ ساری کام تیرے خدا تعالے نے آپ ہی کر دیئے۔ اور پیدا ہوتے ہی اُس نے تجھکو آپ سنبہال لیا سو اُسکا شکریہ بجالا۔ اور حاجت مندوں سے تو بھی ایسا ہی معاملہ کر۔ اب ان تمام آیات سے مقابلہ کرکے صاف طور پر کھلتا ہے کہ اس جگہ ضال کے معنے گمراہ نہیں ہے۔ بلکہ انتہائی درجہ کے تعشق کیطرف اشارہ ہے۔ جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسبت اسی کے مناسب یہہ آیت ہے قالوا انا اللہ انک لفی ضلالک القدیم سورہ یوسف رکوع ۱۱ یعنی اُنہوں نے کہا کہ قسم بخدا بتحقیق تو یوسف کے قدیم عشق اور محبت کی دیوانگی میں ہے) ووجدک عائلا فاغنی اور اُسی نے تجھے محتاج اور تنگدست پاکر مالدار کیا۔ پس ان تینوں احسانوں کے بالمقابل اللہ تعالی فرماتا ہے فاما الیتیم فلا تقہر واما السائل فلا تنہر واما بنعمت ربک فحدث یعنے اب ان احسانوں کے عوض اور شکریہ میں تو یتیم کو آزردہ مت کر اور سوالی کو مت ڈانٹ اور اپنے مربی و محسن مولا کی شکر گذاری کر اور یقین کر کہ وہ تجھے ہر ایک کام میں کامیاب اور برومند فرمائے گا۔

پس یہ سورہ والضحیٰ کی صحیح اور سچی ہے تفسیر ہے۔ مگر کور باطن عیسائی عربی زبان سے محض نابلد آگے پیچھے سے اندھے سیاق و سباق سے بے خبر۔ صرف ایک آیت کو درمیان سے لیکر اُلٹے پلٹے معنے کرکے خدا تعالیٰ کی مخلوق کو دہوکا دیکر بہکانا چاہتے ہیں۔ مگر یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے بہت سے بندے دنیا میں ایسے پیدا کئے ہیں کہ اُن کے ذریعہ ناپاک فطرت عیسائیوں کی قلعی کہولتا رہیگا۔ اور اپنے پسندیدہ اور پاک دین اسلام کی خدمت لیتا رہے گا اور اپنے عظیم اور مقدس رسول کی عزت بڑہائیگا۔ ولو کرہ الکافرون۔ اگرچہ کافروں کو یہہ برا ہی لگے۔ (نور الاسلام)

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں

ہماری ناظرین کو پچھلے ہفتہ کے اخبار سے معلوم ہو چکا ہوگا کہ ہم نے حضرت اقدس کی بعض پرانی تحریریں جمع کی ہیں۔ جنمیں سے پہلا رسالہ چھپ کر طیار ہو گیا ہے۔ ہم کو کسی لمبی چوڑی تعریف کرنے کی ضرورت نہیں ہے ناظرین دیکھیں گے کہ ان مضامین میں حضرت اقدس کا طرز تحریر کیسا عالمانہ اور محققانہ ہے۔ مضامین کی فہرست ہم پچھلے ہفتہ دے چکے ہیں صرف ۵۰۰ کاپیاں طبع ہوئی ہیں خریدار اپنی درخواست جلد بھیجدیں قیمت ۲ر فی کاپی ہے۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ (خاکسار۔ یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان)

دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرو

حضرت اقدس کی تقریر کے متعلق جو درخواستیں اب ہمارے پاس آتی ہیں ہم اُنکی تعمیل نہیں کر سکتے اس لئے کہ کتاب مذکور کی صرف ۵۰۰ کاپیاں چھپی تہیں جو فروخت ہو چکی ہیں۔ اب درخواستیں محفوظ رکھی جاتی ہیں دوسرے ایڈیشن پر جو عنقریب شروع ہوگا اُنکی تعمیل ہوگی۔ (ایڈیٹر)

حضرت اقدس کی ایک اور تقریر

ہم یہہ بہی اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت اقدس کی ایک اور لطیف تقریر جس میں حسب معمول بہت لطیف مضامین ہیں مرتب کر رہے ہیں۔ اگلے ہفتہ میں جب وہ پریس میں طبع کیلئے جانے لگے گی ناظرین کو مفصل اطلاع دی جاویگی وہ بہی صرف چار سو چھپے گی۔ اس لئے ناظرین اس کا پہلے سے خیال رکہیں پہر عدم تعمیل درخواست کی شکایت نکیا کریں۔ (ایڈیٹر)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اس ہفتہ میں موسم میں تیز ہواؤں یعنی آندہیوں کیوجہ سے ایک خاص تبدیلی رہی کچھہ خفیف سی بارش بہی ہوگئی۔

۲۔ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے چند ماہ تک قادیان میں مقیم رہیں گے۔ ۱۸ رمئی سنہ ۱۸۹۹ء کو وہ دارالامان میں آپہونچے اور حسب معمول "مسیح ہندوستان میں" کا ترجمہ کر رہے ہیں کتاب مذکور ہندوستان میں چھپکر انگلستان میں شایع ہوگی۔

۳۔ ہمارے مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب اس ہفتہ عازم سفر ولایت ہوکر روانہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مع الخیر پہونچاوے اور کامیابی اور صحت اور تندرستی کے ساتھہ واپس لاوے۔

۴۔ مسیح ہندوستان میں ۷۵ صفحہ تک چھپ چکی ہے۔ حضرت اقدس الحمد للہ مع جمیع ممبران خاندان و خادمان مقیم قادیان بخیریت ہیں۔

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین حکیم امرتسر

اے مرے قدردان علم و ہنر + غور سے کیجیے ادھر ہی نظر
امنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر + لعل و در یتیم سے بڑھ کر

ہم لاتے ہیں آج لعل و گہر + نہ ہے کوئی لاولد مضطر
جس پہ ہو فضل ایزد داور + کیوں نہوں اس سے بامراد اکثر

اظہار بشارت ۔ ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و عبارت اسناد بیشمار کا حقہ اطمینان کر سکتے ہیں اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں یہاں خیرخواہی عام اور راستبازی سے کام ہے مرد میدان بنکر [illegible] شرطیہ دوا آزمائیں جھوٹھوں کو سچا اور جھوٹھوں کو سچا نہ بنائیں۔

معیار صداقت ۔ بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے جس کو اس پر یقین ہی نہ آدے وہ مچلکہ لکھوائے اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ حرجانہ و جرمانہ لو صحت کے طالبو!!! اولاد کے آرزومندو!!! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارکبادی ہے۔

اس خادم الاطبا کو [illegible] سالہ طبیہ تجربہ اور نیز [illegible] اپنے کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصًا اولاد فرزند نرینہ و حیات و ممات و دافع اسقاط کیلئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ اکثر اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر خدا ع پنج انگشت یکساں نہ کرد ۞ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار دیا کہ ادویہ [illegible] اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دوچند سے دوائیں لیجائیں اور مراد دل پائیں۔ (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا و دیگر [illegible] اگر میعاد مقررہ کے اندر [illegible] برآئی [illegible] کا حق ہے ورنہ واپس لیجائیے (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدیں بشرط پیدائش نرینہ میعاد [illegible] ادا کیجئے ورنہ [illegible] دوا [illegible] واپس لے (۵) زر تصفیہ شدہ فیما بین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیجیں (۶) [illegible] اطمینان نہو تو [illegible] شرطیہ لکھا ہیں وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو ورنہ حرجانہ۔ جرمانہ حسب قرارداد قبول۔ فضل خداداد کی منادی [illegible] اقرار نامہ کے [illegible] اشتہار کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر ملاجیں شک ہو تحقیق کر لو مراد پانے پر دنیا کس کو گراں ہے فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے [illegible] نہیں وہ [illegible] ہیں ۵ [illegible] تجربہ ہے کہ جسکا ثمر نہیں + گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں + کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیجکر منگوا [illegible] نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد برآئی انکی تحریریں ملاحظہ فرمائیے تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے طریق استعمال دوا و [illegible] واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امرا حسب منشا خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جنکے اولاد نہو	عـ۵	۸	ضعف باہ	ـہ	۱۵	گنٹھیا	عا	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۲۹	طلاء [illegible]	صہ
۲	جنکے اولاد ہو کر مرجاتی ہو	صہ	۹	ضعف جگر	ـں	۱۶	سفیدی آنکھ	ـہ	۲۳	[illegible]	عـ۵	۳۰	خضاب سالانہ	عا
۳	جنکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو	صہ	۱۰	[illegible]	ـہ	۱۷	ضعف بصر	ـں	۲۴	ضیق النفس	عـ۵	۳۱	نزلہ و زکام	[illegible]
۴	جنکے حمل [illegible]	صہ	۱۱	سوزاک	ـہ	۱۸	[illegible]	ـں	۲۵	[illegible]	صہ	۳۲	تسہیل ولادت	عا
۵	[illegible]	ـ۵	۱۲	سرعت	ـں	۱۹	نقرس	عا	۲۶	آتشک	صہ	۳۳	سفیدہ مجرب المجرب	عا
۶	مرگی	صہ	۱۳	جریان	ـں	۲۰	بھگندر	عا	۲۷	آتشک [illegible]	عـ۵	۳۴	[illegible]	عـہ
۷	تپ دق	عـہ۵	۱۴	[illegible]	ـہ	۲۱	ناسور	عا	۲۸	[illegible]	ـہ	۳۵ ۳۶	ضعف معدہ درد سر	[illegible]

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر ڈیوڑھی چوک کرموں [illegible]

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں- میڈیکل کالج کے پروفیسروں- نامور ڈاکٹروں- والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت- تاریکی چشم- دھند- جالا- پروال- غبار- پھولا- ڈھلکا- سُرخی- ابتدائی- موتیابند- ناخنہ- پانی جانا- خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور دوائیکے آنکھوں کے مریضوں پر یہ اس ممیرے کو استعمال کرتے ہیں- چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی- بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ- ممیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ سے [illegible] روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ عسہ روپیہ مصری سرمہ فی تولہ [illegible] خریدار بوقت درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں- نقلی و جعلی ممیرے کی سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے-

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱- میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے- بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے- بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بمنزلہ اکسیر- آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند- سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں- جلن اور کمزوری نظر ناخنہ- باہر اور اندر کی جھلی کا زخم- اور [illegible] کا گرنا- چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے- اسلئے ہر کسی کیلئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لایق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے- اسلئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے- راقم ڈاکٹر ڈی- ایم بی ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی-

۲- میں بڑی خوشی سے ممیرے کی سرمہ کے فایدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے- میں اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریض مسماۃ رام دیوی بعمر ۵ سالہ سکنہ لاہور پر کیا ہے- مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے- اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا- اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی- اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی- مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا- جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسکی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی- راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق

۳- میں نے ممیرے کی سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے- ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں- استعمال کر کے دیکھا مفید پایا- میری رائے میں خاص ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاتا رہتا ہو- اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے- راقم ڈاکٹر پرجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر

۴- میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کیلئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے- راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ- ایل ایم ایس اسسٹنٹ و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور-

پانچھزار روپیہ انعام اگر کوئی شخص ممیرے کی سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچھزار روپیہ انعام دیا جائیگا- جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے تاریخ ۹۸ [illegible] میں جمع کیا گیا ہے

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و مالک نے اپنے مطبع انوار احمدیہ قادیان میں چھاپکر شایع کیا

رجسٹرڈ ایل

ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

نمبر ۱۹ قادیان دار الامن والامان مورخہ ۲۶ مئی ۱۸۹۹ء مطابق ۱۵ محرم ۱۳۱۷ھ جلد ۳

نظم

وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا

مصرع طرح از حالی صاحب

(دن بہلے ہوتے تو کاہکو جدائی ہوتی)

نالہ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی +

تیرے دروازے پر گر میری رسائی ہوتی
ایک تو آہ مراد اپنی برائی ہوتی +

گرہ عشق کی کچھہ راہ تمائی ہوتی
آپ آتے تو میری عقدہ کشائی ہوتی
کب تحمل مجھے اغیار کی تشنیع کا تہا
تیری الفت نہ اگر دل میں سمائی ہوتی
تیرے دربار کی جاروب کشی گر ملتی
مجھکو اِس قید فرنگی سے رہائی ہوتی
فوج انجم نے رکھا سقف فلک کو مصئوں
ورنہ نالوں نے میری آگ لگائی ہوتی
مجھکو ہے شوق زیارت کا کمال اے حضرت
کوئی صورت مجھے ملنے کی سجھائی ہوتی
رنج ہجراں نے کیا دل کو میرے حزن آباد
آپ مل جاتے تو یک لخت صفائی ہوتی
میرے اعمال اگر ہوتے کسی لائق بھی
آپ کے قدموں سے کیوں اتنی جدائی ہوتی

رکھتے زنجیروں میں پابند نہ گر اس کو عزیز
تیرے شیدا نے عجب دہوم مچائی ہوتی
فیض خدمت سے نہ کیوں قلب مطہر ہوتا
تیرے تکیہ پہ جو دہونی رمائی ہوتی
ہوتا میں زندہ جاوید جہاں میں مشہور
گردم نزع رواں شکل دکھائی ہوتی
مہدئے ہادی و عیسئے و غلام احمد
جو نہ آتے تو کہاں میری بہلائی ہوتی
یہہ غلط کہتے ہیں لوگوں سے لڑینگے مہدی
مصلح الدہر کی کیوں سب سے لڑائی ہوتی
جنگ اِسلام قصاصی ہے یہہ اسدم ہوتی
گرکسی فرقہ نے تلوار اُٹہائی ہوتی
ہائے اے مولویو تم کو خدا سمجہائے
تم بھٹکتے نہ اگر یہہ سمجہہ آئی ہوتی

سیزدہ سال تلک کی نہ نبی نے کوئی جنگ
کیسی کرتے کوئی آفت بھی تو آئی ہوتی
حج قاطع سے جتاؤ یہاں ہے مقصود
اس طرح کی کوئی صف تم نے جمائی ہوتی
سیف کا حکم اگر ہوتا تو اُٹھتے بھی نہ تم
لھمنا قاعدون کی لب پہ دوہائی ہوتی
پس خذ واحذرکم اور اسلحتکم پڑھ کر
خوب تقلید امام دوسرائی ہوتی
غور سے پڑھتے تصانیف امام عالم
واقفیت تو زحالات کذائی ہوتی
گر کوئی اسکی سند تمکو ملی ہے کافی
نص قرآن سے کوئی دکھائی ہوتی
صاف لا اکراہ فی الدین خدا ہی کا کلام
صمّ وعمی ہوئے کاش انکی دوائی ہوتی
سچ کہوں تلخ لگے یا کہ ترش، وکوئی ہو
سب سمجھ لیتے اگر دل میں صفائی ہوتی
روٹیوں کا جنہیں لالچ ہو کہاں دین کا خیال
پنجۂ نفس سے بھی پہلے رہائی ہوتی
جانتے اپنا عدوئے دل و دیں شیطاں کو
فضل ہو جاتا نہ برباد کمائی ہوتی
اور کچھ کرتے نہ گر قیدی مرہون عیال
قادیاں جانے کی تکلیف اُٹھائی ہوتی
دیکھ لیتے کہ جہاد اس کو کہا کرتے ہیں
ایسی توفیق کبھی تم نے بھی پائی ...... ہوتی
بعد مردن تجھے یاد آئیں گے ایام سعید
خواب میں عمر نہ اے کاش گنوائی ہوتی
لم تعظون جو کہتے ہیں مجھے سوچیں تو
معذرت کی بھی کوئی بات بنائی ہوتی
مرج وارفتہ لب بحر ہے پیاسا یارب
شکل احمد اسے اک بار دکھائی ہوتی

فقط

ایڈیٹوریل جملے

معزز ہمعصر ست دھرم پرچارک نے سچ کہا ہے کہ جب تک بڑے دن کی شراب مسیح کا لہو سمجھی جاویگی تب تک ممکن نہیں ہے کہ میخواری کی مکروہ عادت ہمارے ملک سے دور ہو۔ ہم کو اُن پادری صاحبان کی کوشش پر تعجب ہی آتا ہے جو نشہ ناسک سبھاوں کے میر مجلس ہو کر انگلستان یا امریکہ سے محض اس لئے آتے ہیں کہ انڈیا کی سرزمین شراب سے پلید ہو رہی ہے اُسکو پاک کریں کیونکہ ایک طرف تو وہ مذہبی حیثیت اور اعتقاد سے عشاء ربانی میں شراب کو مسیح کا لہو بتاتے ہیں اور دوسری طرف اُسے ام الجرائم قرار دیکر اس سے بچنے کی ہدایت کرتے ہیں اس میں شک نہیں کہ شراب ام الجرائم ہے لیکن کیا کفارہ پر ایمان لانا جو عملی طور پر عشاء ربانی میں دکھایا جاتا ہے کل گناہوں کی حرمت کا خوف نہیں اُٹھا دیتا ؟ کوئی عیسائی جواب دے تو ہم اُس کی پرواہ نہ کریں گے کیونکہ مارٹن لوتھر پروٹسٹنٹ فرقہ کا مجدد گناہ کرنے کے مسئلے کے جواز پر زور دیتا ہے۔ پس ایسی صورت میں یہہ ایک غور طلب سوال ہو گیا ہے کہ پھر دنیا میں پاکیزگی کیونکر پہیلے؟ ہاں ایک راہ ہے اور وہ یہی کہ اُس آواز پر گوش شنوا رکھا جاوے جو کہتی ہے یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر۔

العلوم لدنیہ

جریدۂ المعلومات میں ہمیشہ اس عنوان سے عمدہ عمدہ علمی مضامین لکھے جاتے ہیں اب کے علم کلام پر ایک طویل مضمون لکھتے ہوئے لائق مدیر یوں نغمہ سنج ہیں کہ لفظ اللہ کچھ لفظ جدید نہیں جو زمانۂ نبوت میں اختراع ہوا ہو بلکہ عرب سب اس لفظ سے آشنا تھے اور ہمیشہ [illegible] پر اللہ کا اطلاق کرتے تھے دھوکہ انکو یہ ہو گیا تھا کہ چند تھوڑے فرضی معبود ٹھہرا کر ان سے برکت تلاش کرتے تھے اور اپنے محاورہ میں انکو الٰہ کہتے تھے جب بیان کی روشن دلیلیں انکے ضبط ذہن ہو گئیں اور انہوں نے الوہیت کے ساتھ رسالت کی بھی تصدیق کی تو انکی مباحث کا رجوع ذات اللہ یا دوسرے فرعی اعتقادات کیطرف نہ تھا بلکہ وہ صرف حقوق اور اخلاق سے بحث کرتے تھے اور اسکی ترقی انکے نزدیک کمال انسانی تھی جب زمانہ نبوت سے دوری ہوئی اور ایسے لوگ پیدا ہوئے کہ عقیدوں پر علی طریق حکمت بحث کرنے لگے اور حکمائے الٰہی کی تقلید ان کے طبائع پر راسخ ہوئی اور ہر ایک کی سمجھ بھی مختلف تو بضرورت تفہیم و تفہیم کا طریقہ ٹھہرا علم کلام یہ ایک علم نفیس ہے جس کا اُس زمانے کے لوگوں کو مطالعۂ کتب حکمت نے فریفتہ بنایا۔ یہ علم جسطرح علوم حکمیہ کے سمجھنے کا آلہ اور طلبہ کو نافع ہے اسطرح غلطی اور خطا واقع ہونے کی صورتیں مضر اور پرلے درجہ کا نقصان پہونچانے والا ہے برخلاف علم حقوق [illegible] کہ اس میں یہ بات نہیں۔ یہی وجہ ہے جو علم کلام کو بعضوں نے علم حرام قرار دیا ہے لیکن حق یہ ہے کہ علم کلام کا حرام ہونا باعتبار اشخاص ہے ورنہ نفس علم ہرگز حرام نہیں۔ مثلاً ایک دوا ہوتی ہے کہ ایک ہی مرض کے واسطے ایک شخص کو فائدہ دیتی ہے اور دوسرے اسی قسم کے بیمار کو مفید نہیں ہوتی۔ اس صورت میں اصل دوا پر طعن کرنا ناانصافی ہے۔ جس ضرورت کے لئے یہ علم اوائل میں ایجاد ہوا وہی ضرورت اب بھی باقی ہے۔

المعلومات غرۂ ذیحجہ۔

مالیر کوٹلہ میں جلسہ

سالگرہ حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا

جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم ذیل میں ایک جلسہ جو کہ واقعہ ۲۴ رمئی ۱۸۹۹ء کو بموقعہ سالگرہ حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا بمقام مالیر کوٹلہ جماعت حضرت اقدس جناب مسیح موعود و مہدی مسعود کی جماعت نے بغرض دعا ترقی اقبال حضور ممدوحہ منعقد کیا ہے اسکی مختصر کیفیت لکھی جاتی ہے امید ہے کہ آپ اسکو اپنے اخبار میں شائع کر دینگے۔

۲۴ رمئی ۱۸۹۹ء کو صبح سے ہی بایما جناب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ و جناب مرزا خدا بخش صاحب کل احباب کو اطلاع دی گئی کہ بوقت ۴ بجے مسجد میں بغرض دعا حاضر ہو جائیں چنانچہ کل احباب چار بجے جمع ہو گئے۔

بعد نماز عصر جناب مرزا خدا بخش صاحب نے کھڑے ہو کر ایک تقریر کی جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ آپ لوگ جانتے ہوں گے کہ آج جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی سالگرہ کا دن ہے اور نیز یاد رہے کہ جو کچھہ احسانات اور برکات اس ملک کی رعایا پر خداوند کریم نے اس ملکہ محسنہ عادلہ کی عدل گستر سلطنت میں پہونچائے ہیں وہ کسی فرد بشر پر مخفی نہیں خاصکر مسلمانوں کے لئے تو یہہ سلطنت باعث فخر ہے کیونکہ مسلمان لوگ جس طرح اس سلطنت کے زیر سایہ اپنے مذہبی فرائض کو بخوبی پورا کر سکتے اس طرح کسی اور اسلامی سلطنت میں بھی نہیں کر سکتے جبکہ یہہ ایسی محسنہ ملکہ خداوند کریم نے ہمارے مالوں جانوں آبروؤں کی حفاظت کے واسطے عنایت کی ہے پس ہم پر اس نعمت کا شکر واجب ہے کیونکہ جو شخص انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خداوند کا شکر بھی نہیں کرتا - پس ہم کو واجب ہے کہ نہایت اخلاص سے اس خالق ارض و سما کے حضور میں اس اپنی محسنہ کے لئے دعا کریں جس نے اسکو ہمارے لئے ابر رحمت کیطرح بھیجا ہے کہ خداوند کریم اسکی عمر میں درازی بخشے خداوند کریم اسکے اقبال کو ہمیشہ ترقی دے اسکے دشمنوں کو خار در چشم کرے۔ فقط

اسکے بعد عالی جناب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ نے کھڑے ہو کر ایک نہایت ہی عمدہ تقریر کی جس میں مدلل طور پر یہہ ثابت کیا کہ یہہ سلطنت ایک وجہ سے ایک اسلامی سلطنت ہے کیونکہ اسقدر مسلمان جبکہ اسکے زیر سایہ نہایت آرام و امن سے زندگی بسر کرتے ہیں جسکا بیان نہیں ہو سکتا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اسکو ایک اسلامی سلطنت نہ سمجھا جائے سکھوں کا زمانہ اس سے پہلے لوگوں کو یاد ہوگا کہ کوئی مسلمان مسجد میں اذان بھی نہیں کہہ سکتا تھا اب ایسا زمانہ ہے کہ پوری آزادی سے ہم لوگ اسلام کے روشن چہرہ کو مختلف تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ سے دنیا کے ہر ایک حصہ کو دکھلا سکتے ہیں - خاصکر ہمارے حضرت مسیح موعود مہدی مسعود حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان کی جماعت کو بہت خصوصیت سے اس محسنہ ملکہ کا شکرگذار رہنا چاہیے کیونکہ جب ایسے وقت کہ ہمارے امام ہمام کے ساتھ تمام قوموں نے سخت مخالفت کر کے اس محسنہ گورنمنٹ تک بھی ناجائز خبریں پہونچائیں اور اور قسم قسم کے اتہام اور مقدمات عدالت میں برپا کئے کہ کسیطرح اس خیرخواہ گورنمنٹ کو دکھ پہونچائیں لیکن اس عادل سلطنت کے باانصاف حکام نے نہایت انصاف سے کام لیا اور ہر ایک واقعہ کے وقت بات کی تہہ تک پہونچ کر پاک امام کو بری ٹھہرا کر دشمنوں کو آتش سوزاں میں جلایا اگر اس زمانہ میں خداوند کریم اس محسنہ ملکہ کی عدل گستر سلطنت کو ہمارے لئے ذریعہ امن نہ بناتا تو مشکل تھا کہ دنیا آرام کرنے دیتی یہہ وہ زمانہ ہے کہ جسمیں شیر بکری اکٹھے رہتے ہیں پھر خصوصاً ہم مالیر کوٹلہ کے لوگوں کو جو کہ شیخ صدر جہاں صاحب کی اولاد ہیں بہت ہی شکرگذار رہنا چاہیے کیونکہ یہہ بات ثابت ہے کہ اگر خداوند کریم اس سلطنت کو ابر رحمت کی طرح نہ لاتا تو یہہ ریاست ہمارے ہاتھوں سے چھن چکی تھی اس لئے آپ صاحبان کو بلایا گیا تاکہ سب احباب ملکر اپنی محسنہ ملکہ کی درازی عمر اور ترقی اقبال کے لئے دعا کریں - اور جیسا کہ اسکو خداوند کریم نے جسمانی سلطنت دی ہے اسی طرح اسکو روحانی سلطنت بھی عطا کرے اور جس طرح اس کے لئے ارضی لوگ مطیع ہیں اسی طرح اس کے لئے سماوی لوگ بھی مداح ہوں اور اس کو سعادت دارین حاصل ہو

پھر سب احباب نے ملکر نہایت مخلص دل کیساتھ دعا کی اور پھر جلسہ ختم ہوا اور نواب صاحب مسجد میں تشریف رکھے رہے نماز مغرب کے بعد دولتخانہ کو تشریف لیگئے

فقط

مکتوب متعلق اعجاز القرآن

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

مخدومی مکرمی میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد ہذا عنایت نامہ آنمخدوم پہنچا۔ منشی صاحب کے حالات اگرچہ بہت ہی حیرت انگیز ہیں پڑھ کر غمناک [illegible] بحث نہیں۔ خداوند کریم رحم کرے۔ منشی صاحب جو ہندوؤں کی کتابوں کا حوالہ دیتے ہیں انکو یہہ بھی خبر نہیں کہ ان کتابوں میں سے اردو میں بھی ترجمہ ہوچکے ہیں اور منو کا دھرم شاستر تو سرکاری طور پر بھی ترجمہ ہوکر وکلاء کے امتحانی کتابوں میں داخل ہے اور گیتا اردو میں ترجمہ کی ہوئی موجود ہے۔ اور ایک ہندو نے اسکو نظم میں بھی کردیا اور شام وید اور اتھرون وید بھی کچھہ پوشیدہ کتابیں نہیں ہیں آجکل آریہ سماج والوں کی دستاویز یہی کتابیں ہیں اور یہہ شام اور اتھرون اور رگ اور یجر وید پنڈت دیانند کے پاس موجود ہیں اور اسکا وید بھاشیہ ماہ بماہ چھپتے ہیں۔ ایک طرف انگریزوں نے بھی ویدوں کو انگریزی میں ترجمہ کردیا ہے۔ برہمو سماج والے بھی ویدوں کی حقیقت پر بکلی ماہر ہیں کچھہ حصہ وید کا اردو میں بھی ترجمہ ہوچکا ہے۔ اب کیا ممکن ہے کہ یہہ تمام لوگ اتفاق کرکے ایک پیشگوئی جو وید میں صریح وارد ہوچکی تھی چھپاتے ہرگز ممکن نہیں۔ وید کے محققوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وید میں کسی قسم کی پیشگوئی نہیں یہانتک کہ پنڈت دیانند کا مقولہ ہے کہ وید میں رام چندر و کرشن وغیرہ کے پیدا ہونے کی بابت بھی کوئی تذکرہ نہیں۔

اور یہہ بات اور بھی عجیب ہے کہ پہلے منشی صاحب نے یہہ دعویٰ کیا تھا کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور و بعثت کی خبر ویدوں میں لکھی ہے پھر اب یہہ دعوے ہے کہ وہ خبر پرانوں اور پوتھیوں میں بھی لکھی ہے۔ یہہ اچھا ہوا کہ منشی صاحب کو بحث مباحثہ کا شوق نہیں ورنہ پنڈتوں اور انگریزوں اور برہمو سماج والوں کے روبرو بڑی بڑی ذلتیں اٹھاتے۔

غرض آپ مہربانی کرکے کہ طول کلام بے سود ہے انکے حق میں دعا خیر کریں اور جو کچھہ منشی صاحب نے کلمات الحاد وغیرہ لکھے ہیں اور انکی تائید میں شعروں کا حوالہ دیا ہے انکے جواب میں بجز اسکے کیا کہا جاوے کہ اللھم اصلح امۃ محمد۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان الدین عند اللہ الاسلام ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین سچا رہنما قرآن شریف ہے اور اسکی پیروی اسی جہان میں نجات کے انوار دکھلاتی ہے اور سعادت عظمیٰ تک پہنچاتی ہے۔ من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی واضل سبیلا۔ جو شخص معارف حقہ کے حصول کے لئے پوری پوری کوشش کرے اور صرف قیل و قال میں ہی پھنسا نہ رہے اسپر بخوبی واضح ہوجاوے گا کہ باطنی نعمتوں کے حاصل کرنے کے لئے صرف ایک ہی راہ ہے یعنی یہہ کہ متابعت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اختیار کی جاوے اور تعلیم قرآنی کو اپنا مرشد اور رہبر بنایا جاوے یہی وجہ ہے کہ اگرچہ ہندوؤں اور عیسائیوں میں کئی لوگ ریاضت اور جوگ میں محنت کرتے ہیں یہانتک کہ جسم انکا خشک ہوجاتا ہے اور برسوں جنگلوں میں کاٹتے ہیں اور ریاضت شدیدہ بجالاتے ہیں لذات سے بکلی کنارہ کش ہوجاتے ہیں مگر پھر بھی وہ انوار خاصہ انکو نصیب نہیں ہوتے کہ جو مسلمانوں کو باوجود قلت ریاضت و ترک رہبانیت کے نصیب ہوتے ہیں پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ صراط مستقیم وہی ہے جسکی تعلیم قرآن شریف کرتا ہے بلاشبہ یہہ سچ بات ہے کہ [illegible] کرتے [illegible] مشغول [illegible] قلب پر نزول نہیں ہوتا [illegible] اسلام کی ہر امتحان [illegible] پاک باطنوں نے اس راہ سے فیض پایا ہے جو لوگ سچے دل سے یہہ راہ اختیار کرتے ہیں خدا انکو ہرگز ضائع نہیں کرتا اور وہ انمیں انوار پیدا کردیتا ہے جس سے ایک عالم حیران رہ جاتا ہے بجز اسکے سب حجاب ہیں جو ان لوگوں کو پیش آتے جنکا سلوک کمال تک نہیں پہونچا تھا کاش اگر وہ لوگ زندہ ہوتے تو انکی حقیقت باطنی کھل جاتی کئی ایسے آدمی ہیں جنکی بیہودہ تعریفیں کی گئی ہیں لیکن کاملوں کا نشان یہی ہے کہ وہ اپنے نبی معصوم کی پوری پوری متابعت اختیار کرتے ہیں اور اسکی محبت میں محو رہیں مسلم اور غیر مسلم میں صریح فرق ہے اور کوئی ایسا طالب نہیں جس پر یہہ فرق ظاہر نہ ہوسکے پھر مشکل تو یہہ ہے کہ بعض لوگ طالب ہی نہیں دنیا کے لئے کیا کچھہ محنت نہیں کرتے ایک پیسہ کی مٹی کا برتن بھی دیکھہ بھال اور ٹھوک کر لیتے ہیں تا ایسا نہ ہو کہ ٹوٹا ہوا نکلے لیکن دین کا کام صرف زبانی [illegible] رکھا ہے [illegible] کی سچائی [illegible]

طالب بنکر جستجو نہیں کرتے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون والسلام علیکم وعلی من اتبع الھدیٰ یکم اگست سنہ ۱۸۸۳ء

مطابق ۲۷ ماہ رمضان سنہ ۱۳۰۰ ہجری

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

اسکی ضرورت اور ضروریات

تعلیم اور اسکی ضرورت کا مسئلہ تو ایسا فیصلہ شدہ امر ہے کہ ہم کو اس پر اب کسی قسم کی بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہاں تعلیم کیسی ہو؟ کس طرح ہو؟ یہہ ایک سوال ہے جو زیر بحث ہو سکتا ہے۔ اس سوال پر بسا اوقات لمبی چوڑی بحثیں ہوا کرتی ہیں مگر وہ عملی صورت میں جہاں تک ہمارا خیال ہے کبھی بھی پیش نہیں ہوئیں۔ اُنکا وجود جلسوں اور مجمعوں تک یا زیادہ سے زیادہ بعض اخبارات کے کالموں تک محدود رہتا ہے کیونکہ ہمارے ملکی مذاق کی افتاد کچھ ایسی پڑی ہے کہ وہ ان مضامین پر غور کرنے کو تضیع اوقات سمجھتا ہے اور یہہ جو تعلیم [illegible] تعلیم کی بنا رکھی ہوئی ہے اور آئے دن چندوں کے لئے اپیلیں ہو رہی ہیں یہہ صرف ایک تقلیدی خیال سے ورنہ ہم [illegible] دلائل سے اس امر کو ثابت کر سکتے ہیں کہ موجودہ [illegible] سے وہ اصل فایدہ جو تعلیم کی [illegible] نہیں سمجھتے۔ اسلئے اسکو دوسرے وقت پر رکھتے ہیں۔

سعدی علیہ الرحمۃ نے فضیلت علم میں لکھا ہے کہ بے علم نتواں خدا را شناخت۔ کوئی اسکے معنے کچھہ کرے مگر ہمارے خیال میں اس سے یہی مراد ہے کہ وہ علم جو خدا تعالیٰ کے ساتھہ تعلقات قایم کرنیکی راہیں نہیں بتلا سکتا خواہ دنیوی معراج پر کہاں سے کہاں پہونچائے مگر حقیقت میں اُس کا نام جہالت ہی ہے۔ یا یوں کہو کہ علم کی علت غائی خدا شناسی ہے اس مضمون کو ہم قرآن کریم میں بھی پاتے ہیں جہاں بار بار افلا تعلمون افلا تعقلون کے ارشاد مندرج ہیں۔ غرض یہہ ہے کہ دنیوی علوم وفنون میں انسان خواہ نیوٹن بنے یا فرانسس بیکن یا مکالے کا ہم پلہ یا ہومر و ملٹن کا ہمپایہ اگر خدا شناس نہیں کچھہ بھی نہیں۔

آجکل کی نمائشی تہذیب اور جھوٹی شایستگی کی [illegible] جو فیشن کے رنگ میں جلوہ گر ہو رہی ہے عموماً طبیعتوں کو اپنی طرف کھینچنا چاہتی ہے جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ وہ علم جو خدا سے دور پھینکتا ہے اور جسکا نام جہالت ہے بڑھنے لگا۔ اور جس کا نتیجہ جو ہوا سو ظاہر ہے یہاں تک کہ ہر قوم ہر مذہب و ملت کے سمجھدار لوگوں نے اس بات کو بالاتفاق مان لیا ہے کہ موجودہ تعلیم کے ساتھہ اگر مذہبی تعلیم نہو۔ تو اُسکا کچھہ فایدہ نہیں ہے۔ اس ضرورت کے تسلیم کرنے پر اکثر قومی نام سے مدرسے بلکہ کالج کھلے اور کھل رہے [illegible] لک کو اُن سے جو کچھہ فایدہ [illegible] وہ ہم معلوم — [illegible] کی اخلاقی [illegible] کے [illegible] جو ہر طرح سے انسان کی مذہبی اور دنیوی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کافی ذریعہ ہو چنانچہ چند مخیر، باغیرت اور ہمدرد اسلام لوگوں نے اس خیال کی قدر کر کے اپنے اہتمام میں قادیان میں تعلیم الاسلام کے نام سے ایک مدرسہ کھولا ہے جس میں مذہبی تعلیم بلکہ مذہبی عملی تعلیم ایک جزو لاینفک قرار دی گئی ہے۔

اور اُسکو زیادہ موثر بنانے کے لئے ایسے پاک نمونہ موجود ہیں جن پر قوم ایک وقت میں فخر کرے گی (اللّٰھم زد فزد) مدرسہ کی اغراض اُس کے نام کے اندر ہی محفوظ ہیں اس مدرسہ کی امداد کی طرف ابھی عام مسلمانوں کو بدقسمتی سے اُسی طرح توجہ نہیں ہوئی جس طرح سے وہ بعض ناواقف علماء کی سوء فہم کی وجہ سے اس مبارک مشن کیطرف توجہ نہیں کر سکے جو دنیا میں صلحکاری اور عام امن پھیلانے کے لئے اسلام کی اصلی اور حقیقی صورت کو عملی نمونہ سے دکھلانے کے لئے قایم ہوا ہے۔ لیکن اگر وہ لوگ جو اس مشن کو خدا تعالیٰ کا قایم کردہ مشن سمجھتے ہیں اگر وہ ہی پورے طور پر اس مدرسہ کی ضرورت کو تسلیم کر کے اُس کی اغراض کو وسیع کرنے اور اُس سے استفادہ کرنے کی کوشش نکریں تو البتہ افسوس ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہمارے دوستوں نے مقدور سے بڑھ کر اس مدرسہ کی امداد میں حصہ لیا ہے۔ لیکن ابھی مدرسہ کی ضروریات بہت بڑی ہیں۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کی غرض کو سمجھنے کے لئے ہمارے ناظرین کو اتنا معلوم ہو جانا ضروری ہے کہ اب تک مدرسہ کو کھلے ہوئے ڈیڑھ سال ہوگیا کوئی فیس مدرسہ کے کسی طالب علم سے نہیں لیجاتی ہے۔ مساکین اور یتیم لڑکوں کے نہ صرف اخراجات تعلیم بلکہ اُنکی ضروریات کی متکفل بھی مدرسہ کی منتظمہ کمیٹی

سمجھ سکتے ہیں کہ اگر امداد کا سلسلہ جاری نہ ہے تو مدرسہ کی ضروریات کیسی کیسی رکاوٹیں پیدا ہو سکتی ہیں لیکن باوجود یں ہمہ خدا تعالےٰ کے خاص فضل سے اور مدرسہ کے کارکنوں کی نیک نیتی کے باعث ہو رہا ہے بوجہ احسن تمام امور سرانجام پا رہے ہیں تاہم روپیہ کے کام روپیہ سے ہوں گے۔ مجلس منتظمہ نے سہولت کے لئے مدرسہ کی ضروریات کو مختلف فنڈوں پر تقسیم کیا ہے

(۱) مدرسہ کی عمارت کا فنڈ۔ (۲) یتامیٰ اور مساکین کی امداد کا فنڈ۔ (۳) بورڈنگ ہوس کی تعمیر کا فنڈ۔ (۴) اخراجات تعلیم کا فنڈ۔ (۵) عام ضروریات کا فنڈ۔ مدرسہ کی عمارت دو سال تک کے لئے تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے مستغنا ہو چکا ہے کیونکہ ہماری ضرورت سے زیادہ عمارت بن چکی ہے جس سے باقی تمام ضرورتوں کو بہت بڑا دھکا لگا ہے کیونکہ اس مد میں روپیہ بہت خرچ ہو گیا ہے جو کمیٹی نے توکلاً علی اللہ خرچ کر دیا ہے اور بہت ہی ضروری تھا اب تعمیر بورڈنگ ہوس کے فکر میں مجلس منتظمہ لگ رہی ہے۔ ابھی تک مجلس منتظمہ کی طرف سے کوئی کھلی اپیل اس فنڈ میں نہیں ہوئی۔ لیکن اگر ہم اس کی ضرورت کو محسوس کریں اور اس کے پورا کرنے کی طرف توجہ نہ کریں تو سخت غلطی ہے۔ اس لئے ہم اپنے ناظرین کو اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ وہ مدرسہ کی ضروریات کی طرف توجہ کریں نہ صرف توجہ بلکہ عملی توجہ ہم اپنی محنت اور درخواست کو پھل پاتا ہوا دیکھیں گے کہ ہر فنڈ میں حسب مقدور شریک ہوں۔

[illegible]

کس طرح پر امداد ہو سکتی ہے۔

بڑی بھاری غلطی اور فروگذاشت ہوگی اگر ہم اس امر کا اظہار نہ کریں کہ تشویق تعلیم کے لئے انعام بھی ایک بڑا ذریعہ ہے۔ چنانچہ پچھلے سال کے آخیر پر ہماری کمیٹی نے قریباً عہ کا انعام طالب علموں میں تقسیم کیا اور سال رواں کے لئے تجویز کیا کہ ایک مستقل فنڈ قائم ہو۔ چنانچہ مندرجہ ذیل احباب نے اس فنڈ میں اس قدر امداد دی ہے جو انکے اسمار گرامی کے محاذی درج ہے

جناب مرزا خدا بخش صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر مدرسہ تعلیم الاسلام	صمہ
منشی احمد جان صاحب	عاہ
راجہ عطا محمد خاں صاحب	صمہ
حکیم فضل الدین صاحب	عا
ڈاکٹر محمد اسماعیل خاں صاحب	عہ
منشی محمد صادق صاحب	عہ
مولوی عبد الکریم صاحب	عہ
برادر عبد الرحمٰن صاحب	عاہ
مرزا افضل بیگ صاحب	صہ
مولوی محمد علی صاحب ایم اے انسپکٹر مدرسہ	صمہ
منشی کرم الٰہی صاحب بٹالہ	عا
مرزا ایوب بیگ صاحب	عا

تعمیر بورڈنگ کے لئے مندرجہ ذیل احباب نے چندہ دیا

مرزا خدا بخش صاحب	عہ
مرزا افضل بیگ صاحب	سہ
شیخ نور احمد صاحب	عاہ
صالح محمد صاحب	
منشی احمد جان صاحب	
مولوی فتح م[illegible]	
بیار[illegible]	

کچھ اثر اور تحریک پیدا کرے گی اور ہمارے ناظرین حتی الوسع ہر صیغہ میں حصہ لینے کی کوشش کریں گے۔

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں
حصہ اول

بالکل چھپ کر طیار ہو گیا ہے ۳۰ مئی ۱۸۹۹ء سے اسکی اشاعت شروع ہوتی ہے۔ قیمت ۲؍ ہے۔ اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر چھاپا گیا

حضرت اقدس کی ایک تقریر اور رد وحدت وجود پر ایک خط دوبارہ ڈمی کاغذ پر چھاپا گیا ہے قیمت وہی ۲؍

* * *

۱۔ حضرت اقدس بمعہ جمیع ممبران خاندان و خدام موجودہ قادیان دار الامان بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ حضرت اقدس کتاب معلوم کی طیاری میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ ۲۰۰ صفحہ تک اردو میں چھپ چکی ہے۔

۲۔ اس ہفتہ زور شور سے آندھیاں آتی رہی ہیں۔ اور خوب گرد و غبار اڑتا رہا۔

* * *

اعلان

چودھری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ اطلاع دیتے ہیں کہ انکے پاس رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء اور ازالہ اوہام اور تقاریر حضرت اقدس کی کچھ کاپیاں موجود ہیں جنکو وہ مفت تقسیم کرنا چاہتے ہیں اسلئے جو صاحبان کتابوں کی خرید کی استطاعت نہیں رکھتے وہ مندرجہ بالا پتہ پر درخواست کریں۔ رپورٹ کیلئے ایک آنہ اور باقی ہر دو کتب کیلئے آدھ آدھ آنہ محصول ارسال کریں

کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کیلئے بھیجینگے جسکی امداد کی آجکل بہت ضرورت ہے ہم نے چودھری صاحب کی تجویز کی [illegible]
[illegible] قیمت [illegible] امداد کی نظر [illegible] تو ملتی ہیں سے لیں

ہمارے ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ اگر امداد کا سلسلہ جاری نہ رہے تو مدرسہ کی ضروریات میں کیسی کیسی رکاوٹیں پیدا ہو سکتی ہیں لیکن ہاں ہم خدا تعالے کے خاص فضل سے مدرسہ کے کارکنوں کی نیک نیتی کے باعث ہو رہا ہے بوجہ احسن تمام امور سرانجام ہو رہے ہیں تاہم روپیہ کے کام روپیہ ہی سے ہوں گے۔ مجلس منتظمہ نے سہولت کے لئے مدرسہ کی ضروریات کو مختلف فنڈوں میں تقسیم کیا ہے

(۱) مدرسہ کی عمارت کا فنڈ۔ (۲) یتامٰی اور مساکین کی امداد کا فنڈ۔ (۳) بورڈنگ ہوس کی تعمیر کا فنڈ۔ (۴) اخراجات تعلیم کا فنڈ۔ (۵) عام ضروریات کا فنڈ۔ مدرسہ کی عمارت سے دو سال تک کے لئے تو اللہ تعالے کے فضل سے استغنا ہو چکا ہے کیونکہ کافی سے زیادہ عمارت بن چکی ہے جس نے باقی تمام ضرورتوں کو بہت بڑھا دیا ہے کیونکہ اس مد میں روپیہ بہت خرچ ہو گیا ہے جو کمیٹی نے توکلاً علی اللہ خرچ کر دیا ہے اور یہ بہت ہی ضروری تھا۔ اب تعمیر بورڈنگ ہوس کے فکر میں مجلس منتظمہ لگ رہی ہے۔ ابھی تک مجلس منتظمہ کی طرف سے کوئی کھلی اپیل اس فنڈ میں نہیں ہوئی۔ لیکن اگر ہم اسکی ضرورت کو محسوس کریں اور اس کے پورا کرنے کی طرف توجہ نہ کریں تو سخت غلطی ہے۔ اس لئے ہم اپنے ناظرین کو اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ وہ مدرسہ کی ضروریات کی طرف توجہ کریں نہ صرف توجہ بلکہ عملی توجہ ہم اپنی محنت اور درخواست کو بار آور ہوتا ہوا دیکھیں گے کہ ہر فنڈ میں جسقدر [illegible] شریک ہوں۔

کس طرح پر امداد ہو سکتی ہے۔

بڑی بھاری غلطی اور فروگذاشت ہوگی اگر ہم اس امر کا اظہار نہ کریں کہ تشویق تعلیم کے لئے انعام ہی ایک بڑا ذریعہ ہے چنانچہ پچھلے سال کے آخیر پر ہماری کمیٹی نے قریباً عـہ کا انعام طالب علموں میں تقسیم کیا اور سال رواں کے لئے تجویز کیا کہ ایک مستقل فنڈ قائم ہو چنانچہ مندرجہ ذیل احباب نے اس فنڈ میں اس قدر امداد دی ہے جو انکے اسماء گرامی کے محاذی درج ہے

جناب مرزا خدا بخش صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر مدرسہ تعلیم الاسلام	صمہ
منشی احمد جان صاحب	عا ر
راجہ عطاء محمد خاں صاحب	صمہ ر
حکیم فضل الدین صاحب	عا ر
ڈاکٹر محمد اسماعیل خاں صاحب	عہ ر
مفتی محمد صادق صاحب	عہ ر
مولوی عبد الکریم صاحب	عہ ر
برادر عبد الرحمن صاحب	عا ر
مرزا افضل بیگ صاحب	صہ ر
مولوی محمد علی صاحب ایم اے انسپکٹر مدرسہ	صمہ
منشی کرم الٰہی صاحب بٹالہ	عا ۔
مرزا ایوب بیگ صاحب	عا ر

تعمیر بورڈنگ کے لئے مندرجہ ذیل احباب نے چندہ دیا

مرزا خدا بخش صاحب	عـہ
مرزا افضل بیگ صاحب	سـہ
شیخ نور احمد صاحب	عا ر
صالح محمد صاحب	

میاں منشی احمد جان صاحب میارلی جائے مولوی فتح محمد کا مرشد اور رہبر بنایا جاوے میاں یہ ہے کہ اگرچہ ہندوؤں اور عیسائیوں کے لوگ ریاضت اور جوگ میں محنت کرتے ہیں کہ جس سے انکا جسم خشک ہو جاتا

کچھ اثر اور تحریک پیدا کرے گی اور ہمارے ناظرین حتی الوسع ہر صیغہ میں حصہ لینے کی کوشش کریں گے۔

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں

حصہ اول

بالکل چھپ کر طیار ہو گیا ہے ۳۰ مئی ۱۸۹۹ء سے اسکی اشاعت شروع ہوتی ہے۔ قیمت ۲ر ہے۔ اعلیٰ درجہ کا کاغذ چھاپا گیا

حضرت اقدس کی ایک تقریر اور وحدت وجود پر ایک خط دوبارہ ڈمی کاغذ پر چھاپا گیا ہے قیمت وہی ۲ر

۱۔ حضرت اقدس بمعہ جمیع ممبران خاندان و خدام موجودہ قادیان دارالامان بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ حضرت اقدس کتاب معالم کی طیاری میں ہمہ تن مصروف ہیں۔

۲۔ ۵ صفحہ تک اردو میں چھپ چکی ہے۔

۳۔ اس ہفتہ زور شور سے آندھیاں آتی رہی ہیں۔ اور خوب گرد و غبار اڑتا رہا۔

اعلان

چودھری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ اطلاع دیتے ہیں کہ انکے پاس رپورٹ جلسہ سالانہ ۹۷ء اور ازالہ اوہام اور تقاریر حضرت اقدس کی کچھ کاپیاں موجود ہیں جنکو وہ مفت تقسیم کرنا چاہتے ہیں اسلئے جو صاحب ان کتابوں کو خرید نے کی استطاعت نہیں رکھتے وہ مندرجہ بالا پتہ پر درخواست کریں۔ رپورٹ کیلئے ایک آنہ اور باقی ہر دو کتب کیلئے آدہ آدہ آنہ محصول کیلئے بھیجئے

یہ مشکل تو ہے کہ بعض لوگ طالب ہی نہیں دنیا کے لئے کیا کچھ محنت نہیں کرتے ایک پیسہ کا مٹی کا برتن بھی دیکھ بھال اور ٹھوک کر لیتے ہیں تا ایسا نہ ہو کہ ٹوٹا ہوا نکلے لیکن دین کا کام صرف زبان کے حوالہ کر رکھا ہے اور ہر قول کی سچائی امتحان ہے اس کو نہیں آزماتے عمل کر نہیں دیکھتے صدق دلی اخلاص

قادیان مورخہ ۱۹ اپریل [illegible]

لخانہ یونانی شیخ نظام الدین حکیم امرتسر

[illegible] قدردان علم و ہنر ☆ غور سے کیجئے ادھر بھی نظر [illegible] میں ہر بشر کے پسر ☆ لعل و دریتیم سے بڑھ کر	ہم لاتے ہیں آج لعل و گہر ☆ [illegible] کوئی لا ولد مضطر جس پہ ہو فضل ایزد داور ☆ کیوں نہ ہوں اس سے بامراد اکثر

اظہار [illegible] ۔ ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و عبارت اسناد بیشمار کا حقہ [illegible] ہم تاجر فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر [illegible] سکتے ہیں یہاں خیر خواہی عام اور راستبازی سے کام [illegible] آئیں شرطیہ دوا آزمائیں جھوٹوں کو سچا اور [illegible] بنائیں۔

معیار صداقت ۔ بالشرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے جس کو اس پر یقین نہ ہو آدی وہ پہلکہ لکھوائے اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو صحت کے طالبو!!! اولاد کے آرزو مندو!!! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو۔ فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارکبادی ہے۔

[illegible] ات اور فقرائے کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات و ممات و دافع اسقاط کیلئے [illegible] ات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر خدا ع پنج انگشت یکساں نہ کرد ☆ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں بزرگوں کے ارشاد سے فیض علم کا اشتہار کر [illegible] کم مقدور والے صرف نرخ مندرجہ سے اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دوچند سے دوائیں لیجائیں اور مراد دل پائیں۔ (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ اور دیگر [illegible] اگر میعاد مقررہ کے اندر امید برآئی بندہ کا حق ہے ورنہ واپس لیجائیں (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدیں بشرط پیدائش نرینہ [illegible] دوا ہی بذریعہ [illegible] سید واپس لے (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ [illegible] کامیابی [illegible] (۶) [illegible] اطمینان نہ ہو تو بحالکہ شرطیہ لکھا ہے وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو ورنہ ہرجانہ۔ ہرجانہ حسب قرارداد قبول [illegible] شرطیہ اقرار نامہ کے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو تحقیق کر لو مراد پانے پر دنیا کس کو گراں ہے فرزند نرینہ کا [illegible] وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں ہے ☆ برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں ☆ گمنام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں ☆ کتاب اسناد کامل فہرست [illegible] ہیں جنہوں نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد برآئی انکی تحریریں ملاحظہ فرمائیں تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے [illegible] ذریعہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض
۱	جنکے اولاد نہ ہو	ســ۵	۸	ضعف باہ	صہ	۱۵	گٹھیا	عہ	۲۲	بواسیر خونی و بادی	عہ	۲۹	[illegible]
۲	[illegible]	صہ	۹	ضعف جگر	عہ	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۳	دوہر رنگ	ع۵	۳۰	[illegible]
۳	[illegible]	صہ	۱۰	قولنج دوری	صہ	۱۷	ضعف بصر	عہ	۲۴	ضیق النفس	عـ۵	۳۱	نزلہ و زکام
					صہ	۱۸	سبل	عہ	۲۵	[illegible]	عہ	۳۲	[illegible]
						۱۹	لقوہ	عہ	۲۶	[illegible]	صہ	۳۳	[illegible]
							بھگندر	عہ	۲۷	[illegible]	ع۵	۳۴	[illegible]
								[illegible]	۲۸	[illegible]	عہ	۳۵	[illegible]

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی سے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ ڈھلکا۔ سرخی۔ ابتدائی۔ موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ نامور ڈاکٹر اور حکیم پُرانے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اُٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۳ روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ ۵ روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ۸ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی و جعلی ممیرے کی سُرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے مثلاً آنکھوں سے پانی جانا دُھندلا نظر آنا آنکھ میں جلن اور کمزوری نظر ناخنہ۔ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور آنسو بہتے رہنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے۔ اسلئے ہر کسی کیلئے استعمال سے بے خطر ہے جہاں ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے۔ اسلئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم درایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مساۃ ... پلکوں میں خرد خرد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑے تھے اُسکی آنکھیں عرصہ سے سُرخ اور دُکھتی رہتی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اُسکی ... سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور وہ اُن اشیاء کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ مریضہ مذکور نے استعمال کیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق ...

سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا۔ میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں کی کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر پر جلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ...

... کرنے ممیرے کا سُرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ...

... کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ...

... سرمہ کی سند ات میں سے ...

... جلا ہو گئے ...

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

جلد سوم

جلد ۳ | قادیان دار الامان ۔ ۹۔ جون ۱۸۹۹ء مطابق ۲۹ محرم الحرام ۱۳۱۷ھ | نمبر ۲۰

جلد ۳

حضرت اقدس کی پاک باتیں۔

۱؎ دعا کے بعد جلدی جواب ملے تو عموماً اچھا نہیں ہوتا۔ توقف کامیابی کا موجب ہوتا۔ ۵ ۳/۹۸

۲؎ خدا تعالیٰ کا پہلے نظر آنا گلون بھی رحمت ہے۔ ۵ ۲/۹۸

۳؎ دنیا کی دولت سلطنت اور شوکت رشک کا مقام نہیں ہے مگر رشک کا مقام دعا ہے۔ ۲۲ ۲/۹۸

۴؎ یہ ملک بہت ہی قابل رحم ہے۔ اسلام صرف رسمی طور پر رہ گیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے بڑا احسان کیا ہے جو اپنا نذیر اس ملک میں بھیجا۔ اگر کوئی حاملہ عورت مر جاتی ہے تو ہندوؤں کی طرح اسکی قبر کے گرد کیلیں ٹھونکتے پھرتے ہیں۔ ملاں صاحب اس کام کے لئے پھر لیتے ہیں۔ انکا یہ حال ہے کہ کوئی کچھہ کرالے مگر اجرت دیدے یہانتک کہ مکرر نکاح پڑھا دیتے ہیں۔ ۲۳ ۲/۲

۵؎ مرید و مرشد کے تعلقات ایسے ہوتے ہیں کہ ماں باپ اولاد کو اتنا عزیز نہیں سمجھتے جتنا مرشد مرید کو جانتا ہے۔ ماں باپ جسمانی تربیت اور تعلیم کے لئے کوششیں کرسکتے ہیں مگر مرشد مرید کی روحانی پیدائش کا موجب ہوتا ہے اور اسکی اندرونی تعلیم اور تربیت کا ذمہ وار ہے۔ بشرطیکہ راستباز ہو اگر ریاکار اور دھوکہ باز ہو تو وہ دشمن سے بھی بدتر ہوتا ہے ۲۴ ۲/۹۸

مولوی نور الدین صاحب کے اقوال

راستباز کی شناخت کا ایک معیار یہ بھی ہے (۱) پہلے بھلوں اور راستبازوں سے اس کا مقابلہ کرو۔ (۲) بروں بھلوں میں جنگ رہی ہے نتیجہ بھلوں کے حق میں ہوتا ہے۔ (۳) عام نشان اسکی جماعت ہی بننے وہ بنتی ہے اور دشمن تباہ ہو جاتے ہیں۔ ۲۴ ۲/۹۸

حنفی کسکو کہتے ہیں؟

ابھی امام صاحب بیعت نہ لیتے تھے ان دنوں میں ایک بار مجھہ سے کہا کہ تم اشتہار دو کہ میں حنفی ہوں۔ میں نے اشتہار لکھکر بھیجدیا جس کا عنوان یہہ تھا کہ ”بمے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید“ لیکن پھر جب میں قادیان آیا تو آپ نے وہ اشتہار نکال کر دیا اور کہا کہ اسکو پھاڑ ڈالو۔ میں نے پھاڑ دیا۔ پھر فرمایا کہ حنفی کس کو کہتے ہیں میں نے کہا کہ میں تو نہیں جانتا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ کیا کرتے تھے میں نے کہا جہاں نص پاتے تھے عمل کرتے تھے اور جہاں نص نہ پاتے تھے اجتہاد کرتے تھے۔ فرمایا کہ یہی مومن کا کام ہے اور یہی حنفی ہوتا ہے۔ [illegible]

مجھے کسی شرعی مسئلہ میں نئے جزئیات میں کبھی وسوسہ نہیں [illegible] ۵/۹۹

ایڈیٹوریل جملے

اَیَّدْنَاہُ بِرُوحِ الْقُدُس

حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت قرآن کریم نے منجملہ اور باتوں کے یہہ بھی فرمایا ہے کہ ایدناہ بروح القدس یعنے ہم نے اسکو روح القدس سے موید کیا۔ اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کی نسبت خصوصیت سے یہہ ذکر کیا گیا ہے اور عیسائی بھی عموماً مسیح کی فضیلت میں اُسے پیش کیا کرتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو یہود اور نصاریٰ کی افراط تفریط کا رد منظور ہے اور ان پاک الفاظ میں اُنکے خیالات فاسدہ کا استیصال کیا ہے کیونکہ یہ دونوں قومیں حضرت مسیح کو مکالمہ الٰہیہ سے مشرف اور فیضیاب نہیں سمجھتیں۔ یہود تو اس لئے کہ وہ سرے سے ہی انکی نبوت کا انکار کرتے ہیں اور عیسائیوں نے کچھہ تو انکو فرضی خدا قرار دیکر مکالمہ الٰہیہ سے دور [illegible] کچھہ [illegible] لعنت کا مصداق قرار دیکر خدا سے دور کر دیا۔ چونکہ خدا تعالیٰ کو اپنے [illegible] نبی کی [illegible] کے لئے خصوصیت کے ساتھہ [illegible] القدس لکھکر عیسائیوں اور یہود کی اعتقادات [illegible]

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ
سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

مندرجہ بالا دو باتیں میزان عمل میں بہت وزن رکھتی ہیں - اور ان ہر دو کلمات کے اجزا گویا ثابت شدہ صداقتیں ہیں کہ انپر کسی بحث کی ضرورت نہیں پڑتی ہے - دنیا کی ہر ایک چیز خواہ وہ زمین میں ہے یا اوپر آسمان میں اللہ تعالے کی تنزیہہ اور تحمید کر رہی ہے - خود لفظ اللہ جو اللہ تعالے کا اسم اعظم اور ذاتی نام ہے تمام محامد کو اپنے اندر رکھتا ہے اور تمام نقائص سے اپنے تئیں مبرا ٹھہراتا ہے - کسی نے کیا سچ کہا ہے ؎

ہر گیا ہے کہ از زمیں روید
وحدہ لاشریک لہ گوید

ان جڑی بوٹیوں کو دیکھو جو خاک کی ڈھیری سے پیدا ہوتی ہیں بلکہ بعض اوقات براز کی کھاد کے اندر سے نکلتی ہیں - لیکن کیسی مصفا اور خوشرنگ ہوتی ہیں جنکو دیکھکر آنکھوں میں طراوت اور دل میں قوت آتی ہے - یہہ کس کی تسبیح ہو رہی ہے ؟ اُسی ذات پاک کی ! انسان کے اندر غور کرو کیسا تنزیہ کا سلسلہ جاری ہے - خون الگ ہو رہا ہے - بول الگ ہو رہا ہے - براز کے لئے الگ راہ ہے - پسینہ الگ نکل جاتا ہے - پھر وہی خون کسی حصہ میں پہونچکر انسان کی پرورش کا ذریعہ بنتا ہے اور ماں کی چھاتیوں میں سے مصفا دودھ کی نہروں پر مشتمل ہوتا ہے - لیکن کیا مجال کہ اُس دودھ میں وہ خون کی سی حدت و سرخی ہو جو بالطبع انسان کو نفرت دلاتی ہے - کسی حصے میں پہونچکر انسان کی اصل یعنے نطفہ بنتا ہے جس سے ایک عالی خیال - پر غور طبیعت کا انسان بنجاتا ہے - کیا یہ ہر ہر چیز خدا کی تسبیح اور تنزیہہ نہیں کرتیں ؟ بے شک کرتی ہیں اور ہر آن کرتی ہیں -

مویشیوں کو دیکھو کہ وہ گھاس پھوس کھاتے ہیں لیکن انکی اندرونی مشین اس گھاس سے گوبر الگ اور دودھ الگ نکال کر رکھدیتی ہے بتلاؤ تو سہی یہ تنزیہہ الٰہی نہیں تو کیا ہے ؟ پھر دودھ کو دیکھو کہ اس کا خلاصہ یا عطر کبھی ملائی کی شکل میں نمودار ہوتا ہے اور کبھی مکھن بنکر جلوہ گر ہوتا ہے - غرض جدھر دیکھو ادھر ہی سے **سبحان اللہ وبحمدہ** کی آواز کان میں آئے گی - مگر کان سننے والے ہوں -

درختوں پر نظر کرو کیسے کیسے خوشنما پھل پھول کس ترتیب اور انداز سے نکلتے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے - ایک پھول کی بناوٹ پر غور کریں تو بے اختیار سبحان اللہ کہنا پڑتا ہے -

المختصر - سبحان اللہ وبحمدہ کا مضمون جیسا ہم نے کہا ایک ثابت شدہ صداقت ہے - اس کا مفہوم اور مطلب کیا ہے ؟ کہ ہر عیب ونقص سے منزہ اور مبرّا اور تعریف وستایش کے قابل صرف ایک ہی ذات ہے جس کا نام اللہ ہے -

پھر دوسرا جزو ہے **سبحان اللہ العظیم** تمام عظمت وعزت اسی خدا کو شایان ہے جو مندرجہ بالا صفات سے موصوف ہے - وہ خدا جو تمام خوبیاں اپنے اندر نہیں رکھ سکتا یا نہیں رکھتا وہ ناقص ہے اور تسبیح - تحمید اور تعظیم کے مراتب اسکی شان کے لائق نہیں ہو سکتے -

مثلاً اگر کوئی خدا ایسا ہو کہ وہ ایک ذرہ بھی دنیا میں پیدا نکر سکے یا کسی اپنے اعلیٰ درجہ کی ہمہ تن محو پریمی اور بھگت کو بھی ہمیشہ کے لئے نجات کا وارث اور نور کا فرزند نہ بنا سکے تو وہ سبحان اللہ وبحمدہ کا مصداق کہاں ہوا اس کے لئے وہ عظمت تامہ کا درجہ کہاں نصیب - تو پھر بتلاؤ کہ کیا ایک آریہ یہ اعتقاد رکھکر سبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم خدا کا قائل ہو سکتا ہے ؟ کبھی نہیں -

یا مثلاً برہمو کہتا ہے کہ خدا تعالے نے انسان پر اپنی مرضی اپنے کلام کے ذریعہ ظاہر نہیں فرمائی - تو وہ کیونکر تسبیح الٰہی کا مدعی ہو سکتا ہے ؟ اور اپنے دل کو عظمت الٰہی کے تخت کے سامنے جھکا سکتا ہے -

نادان عیسائی جبکہ مانتا ہے کہ خدا عادل ہے پر اوروں کے بدلے اپنے اکلوتے بیٹے (معاذ اللہ منہا) کو پھانسی دلاتا ہے تو ایسے عدل اور رحم کا محتاج خدا کیا خدا ہو سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں - پھر رافضی جو خدا کو ایسا خدا مانتا ہے کہ وہ اپنے پاک اور مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد سے قاصر رہا اور اس کے گرد اگرد (نقل کفر کفر نباشد) منافقوں کا گروہ جمع رہا کب سبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم کا لطف اٹھا سکتا ہے ؟ ممکن نہیں -

پس سبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم کہتے ہو تو اللہ تعالے کی عظمت اور قدوسیت کے سامنے سجدہ کرو - اسے وحدہ لاشریک خدا مانو - کسی کو خواہ وہ کوئی ہی کیوں نہ ہو اسکی سی عظمت اور قدرت نہ دو - وہ خالق کل شے ہے - پھر کوئی دوسرا کخلق اللہ کب خلق کر سکتا ہے - (احیاء موتےٰ خدا کے ہاں اسی خدا کی جو سبحان اللہ العظیم کا مصداق ہے) صفت ہے - پھر عاجز مسیح مردے کیونکر زندہ کر سکتا ہے اور پھر اسی طرح جیسے خدا کرتا ہے - خدا کی حکومت کا جوا گردن پر رکھلو اسکی عظمت کے ماتحت چلو راحت اسی میں ہے - اللہ تعالے ہمکو اور ہمارے پڑھنے والے احباب کو توفیق دے کہ ہم سبحان اللہ وبحمدہ اور سبحان اللہ العظیم نہ صرف زبان سے کہتے ہوئے بلکہ روح کے ساتھ بولتے ہوئے اللہ کریم کے تخت جلال کے سامنے سجدے کریں اور اُس نبی کریم پر درود پڑھیں جس نے اللہ تعالے اور اسکی صفات کا مسئلہ پاک اور سچی صورت میں ہمکو سمجھایا - آمین

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ

مندرجہ بالا الٰہی ارشاد میں تقوی اللہ کی ہدایت ہوئی ہے یعنے مومنو خدا سے ڈرو - تقوی اللہ کے مدارج اور قرآن کریم میں تقوی اللہ کی تفسیر مختلف مقامات میں درج ہے - جسپر اسوقت بحث نہیں کرینگے صرف خشیت الٰہی پر مختصر سی بحث کیجائیگی - مومنو ! خدا سے ڈرو !! ہم جب کبھی اس آیت کو سنتے ہیں یا پڑھتے ہیں تو جو باتیں دل میں علی العموم گذرتی ہیں انکا اظہار اس فائدہ اور ناظرین کے افادہ کی خاطر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے -

خدا سے ڈرو۔ اس لفظ کے کیا معنے ہیں خدا سے ڈرنا اس قسم کا ڈرنا مراد نہیں جیسے کبوتر بلی کو دیکھکر آنکھیں بند کر لیتا ہے اور کہتا ہے خالہ بلی مجھے نہیں دیکھتی۔ خدا کوئی ہوّا نہیں!!! وہ تو ایک پیاری اور دلکش بلکہ محبت مجسم ہستی ہے۔ پھر اس کو ہوّا قرار دینا یہ دانشمندی نہیں۔ پھر اتقوا اللہ سے کیا مراد ہوئی؟ اتقوا اللہ سے مراد یہی ہے کہ اوامر الٰہی کی تعظیم کریں یعنے اس کے اوامر پر عمل کریں اور نواہی سے بچیں۔ اگر یہ بات نہیں تو پھر یہ سمجھو کہ ہم میں خشیت ہی نہیں اور ہمارے دل اس پر ہیبت و جلال ہستی کے تحت حکومت سے باغی ہیں اور اس سزا کے مستحق ہیں جو باغی کو مل سکتی ہے۔

خدا نے ہم کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ اس کے فضل و کرم سے حصہ لیں اور اپنے تئیں اس قابل بنائیں کہ اس کے حضور نہایت عزت و احترام سے جا سکیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ باپ اولاد سے پیار نہیں کرتا۔ کرتا ہے اور ضرور کرتا ہے۔ لیکن جس طرح ناخلف اور بدمعاش بیٹا محروم الارث ہو کر کٹ جاتا ہے اسی طرح سے وہ ناعاقبت اندیش بدکار کٹ جاتا ہے جو خدا کی حکومت سے باغی ہے۔

ہم نے کہا ہے کہ تقویٰ اللہ کے مدارج مختلف ہیں۔ لیکن تقویٰ کی عام راہیں یہ ہیں کہ انسان کان کو بری اور لغو باتیں سننے سے محفوظ رکھے۔ زبان کو مذلیات اور ناشائستہ الفاظ سے روکے۔ آنکھوں کو بدنظری اور بدکاری کی راہوں سے بچائے۔ ہاتھوں کو ہر قسم کے ظلم و جبر سے بچائے اور پاؤں کو گندے اور ناپاک راہوں پر چلنے سے روکے۔ غرض اپنے ہر ایک قویٰ اور اعضاء کو خواہ وہ خارجی ہو یا اندرونی ایسے ارادوں اور ارتکابوں سے جو الٰہی نارضامندی کا موجب ہوں روکے۔ ہاں یہ بھی لحاظ رکھا جائے کہ یہ سب باتیں اس پاک نمونہ کے مطابق ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہے۔ اور محض اخلاص سے ہوں یعنے اللہ تعالےٰ ہی کے لئے ہوں۔

سلیمان علیہ السلام کہتے ہیں۔ خدا کا خوف حکمت کا شروع ہے"۔ اور قرآن کریم کے پر غور مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ:۔

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء

اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والے ہی عالم ہیں۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ تقویٰ اللہ جسکو خشیت الٰہی کا مترادف بھی ایک معنے سے کہہ سکتے ہیں ایک ایسی چیز ہے جو حکمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اور علم کی راہیں انسان پر وسیع کر دیتا ہے۔ علوم حقہ اور حق و حکمت کے حصول کے ذرائع معتبرہ میں سے تقویٰ اللہ ایک ضروری چیز ہے۔ قرآن کریم نے صاف شہادت بھی دی ہے:۔ اتقوا اللہ و یعلمکم اللہ۔

غرض تقویٰ بڑی چیز ہے۔ ہمارے استاد مولانا مولوی نور الدین صاحب فرمایا کرتے ہیں کہ گناہوں سے بچنے کے لئے خدا تعالےٰ کا خوف بھی ایک مجرب نسخہ ہے۔ حقیقت میں یہ سچی بات ہے۔ اگر انسان خدا تعالےٰ کو ذوالانتقام۔ قادر۔ مقتدر۔ قدوس۔ اور گناہوں سے متنفر ہستی خیال کرے اور مالک یوم الدین؛ ہے تو ضرور ضرور گناہوں سے نفرت پیدا کر لے۔ اللہ تعالےٰ ہم کو اور ہمارے پڑھنے والوں کو توفیق دے کہ تقویٰ اللہ کی راہوں پر چلیں۔ آمین

دنیا کے کل مذاہب حقہ اور باطلہ میں ایک فیصلہ کرنے والا معیار

قرآن کریم کا یوں تو ایک ایک لفظ مذاہب باطلہ اور ملت حقہ میں فیصلہ کن ہے لیکن قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت بھی اپنے ان عجائبات کی وجہ سے جو اسکے اندر ہیں ایک کامل معیار ہے:۔

اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی و مطہرک من الذین کفروا و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامہ۔

یعنے جب کہا اللہ تعالےٰ نے اے عیسیٰ میں تجھکو موت دینے والا ہوں اور اپنی جناب کی طرف رفعت دینے والا ہوں اور تجھے کافروں کی ناپاک تہمتوں اور الزاموں سے) پاک کرنے والا ہوں اور تیرے ماننے والوں کو ہمیشہ ہمیشہ تیرے منکروں پر حکمران رکھوں گا۔

سورہ آل عمران کے اس رکوع میں جس میں یہ آیت شریف ہے بے انتہا عجائبات ہیں خدا کی ہستی پر دلیل۔ رسول کی رسالت حقہ پر گواہی۔ کتاب کا منجانب اللہ ہونا ہر سہ امور کو بڑی زبردست دلیل کے ساتھ یکجائی طور پر ثابت کیا ہے۔

اس آیت میں چار امر بیان فرمائے ہیں۔

اولاً مسیح علیہ السلام کا طبعی موت سے وفات پا جانا یعنے ایسے طور پر وفات پانا کہ دشمنوں کے قابو میں نہ ہوں۔ کیونکہ دشمن کے ہاتھ میں مرنا گو ایک قسم کی موت ہی ہوتی ہے مگر اس میں ایک ذلت اور خفت ہوتی ہے جس سے بچا لینے کا خدا تعالےٰ وعدہ فرماتا ہے اس کا ثبوت مفصل طور پر اگر بیان کریں تو ایک کتاب بکار ہو۔ اس لئے قرآن کریم سے جو مسیح علیہ السلام کا اقرار ہی ہم بیان کریں گے اور وہ یہ ہے فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم۔ جب تو نے مجھے وفات دیدی تو ہی ان پر نگران تھا۔ اس آیت میں خود مسیح علیہ السلام اپنی موت کو اللہ تعالیٰ سے منسوب کرتے ہیں اور اس آیت وعدہ میں خدا اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور ان واقعات عظیمہ نے اس امر کو اور بھی اچھی طرح ثابت کر دیا ہے جن سے معلوم ہو گیا ہے کہ انہوں نے سری نگر میں آکر وفات پائی (چنانچہ یہ مفصل بحث مسیح ہندوستان میں ہو گی۔

ثانیاً رافعک الی۔ مسیح کا رفع الی اللہ اس کا ثبوت بھی قرآن میں موجود ہے بل رفعہ اللہ الیہ۔

ثالثاً مطہرک من الذین کفروا۔ یہ ایک بدیہی بات ہے جب اللہ تعالےٰ نے انکو عزت سے وفات دی تو وہ جو قتل صلیب سے لعنت کا مورد بناتے تھے اس سے پاک کیا۔

رابعاً متبعان مسیح کا قیامت تک منکروں

پر غلبہ۔ یہہ ایک ایسا پکا گر اور اصول ہے جس سے قرآن کریم کی صداقت۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت۔ خدا تعالے کی فوق الفوق ہستی اور مسیح علیہ السلام کی تطہیر کامل طور پر ثابت ہوتی ہے۔

اب ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ مسیح کے حقیقی متبعین مسلمان ہیں اور منکران حقیقی یہود ہیں۔ پس مسیح کے اولاً بالذات قایل یعنے مسلمان اس کے بالذات منکروں پر حکمران ہیں۔ کیونکہ یروشلم جو یہودیوں کا قبلہ ہے وہ مسلمانوں کے تحت حکومت میں ہے اور مرکز پر مسلمانوں کی حکومت گویا یہودیوں پر حکمرانی ہے۔ پھر دوسرے درجہ پر مسیح کے قائل ہیں عیسائی۔ اور دوسرے درجہ کے منکر مجوس اور ہنود اور یہ منکر علی العموم عیسائیوں کے ماتحت ہیں۔

اب یہ واقعہ صحیح کیونکر رد ہوسکتا ہے پس اس ایک امر سے امور ثلاثہ سابقہ وفات طبعی۔ رفعت الی اللہ۔ تطہیر بھی بخوبی ثابت ہوتی ہے۔ اور قرآن کریم جس نے یہ واقعہ بیان فرمایا ہے اسکی صداقت کی دلیل ٹھہرتی ہے۔ آریہ کو یہ ملزم کرسکتی ہے اور دہریہ پر یہ حجت ہے۔ رہی یہہ بات کہ مسلمانوں اور عیسائیوں میں کون سچا ہے اس کا جواب اس سے آگے خود خدا تعالے نے دیا ہے جو اسوقت ہمارا مقصود نہیں ہے۔ غرض یہ آیت مذاہب باطلہ اور حقہ میں ایک بین نشان ہے۔ سوچو اور غور کرو!

عبد الرحمٰن

نمبر ۶

(سلسلہ کے لئے دیکھو اخبار الحکم ۱۷ فروری ۱۸۹۹)

اس سے پچھلے نمبر میں ہم نے عباد الرحمٰن کی پانچویں چھٹی اور ساتویں صفت پر بحث کی ہے۔ چونکہ ان تین عظیم الشان صفات پر حسنات کا مدار اور دوسرے پہلو سے یعنے انکے خلاف عامل ہونے سے جرائم اور بدکاریوں کو ترقی ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالے نے عباد الرحمٰن کی آٹھویں علامت کے بیان کرنے سے پہلے اُن ثمرات کو بیان کیا ہے جو اُن کے خلاف بیان کرنے سے پیدا ہوتے ہیں اور پھر اُن بدنتائج کا علاج بیان کیا ہے۔ کیونکہ اگر اُس زہر کا کوئی تریاق نہ ہوتا تو ایک بڑی بھاری مایوسی اور نامرادی پیدا ہوکر انسان کی زندگی اسپر دوبھر کردیتی اور خودکشی جیسے خوفناک اور مکروہ مسئلہ کا جواز ماننا پڑتا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے محترم ناظرین کے ذہن میں وہ صفات ثلاثہ مستحضر ہوں گی اور نہیں تو سلسلہ قائم کرتے وقت معلوم ہوسکتی ہیں۔

ہم نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ اُن ہر سہ صفات میں سے لایدعون مع اللہ الٰھاً آخر والی صفت بطور ایک اصل درخت کے ہے اور زنا سے بچنا اور قتل نفس سے پرہیز اوس کے دو بڑے تنے ہیں۔ اور انکا تعلق شرک سے ہی۔ اُنکے ارتکاب پر جو ثمرات مترتب ہوتے ہیں اُن کا ذکر اب آتا ہے۔

زنا اور قتل نفس کے خطرناک ثمرات

ومن یفعل ذالك یلق اثاما یضعف له العذاب یوم القیامة ویخلد فیه مھانا۔ یعنے جو کوئی بندوں میں سے ایسی کرتوت کرتا ہے وہ بڑی سخت بدکاری میں گرفتار رہوا۔ ایسے بدکار کے لئے عذاب بڑھا۔ اور ذلیل و خوار ہوکر اس عذاب میں رہ پڑا

اس امر کا اظہار ہم پچھلے نمبروں میں بخوبی کر آئے ہیں کہ قتل نفس بغیر حق اور زنا کا تعلق باہم بڑا زبردست ہے۔ زانی کو عورت ہو یا مرد اپنی برائی کے چھپانے کے لئے اسقاط۔ مانع حمل ادویات کا استعمال وغیرہ وغیرہ خطرناک منصوبے کرنے پڑتے ہیں اور کبھی کبھی اُن لوگوں کو جو انکی راہ کا پتھر ہوتے ہیں قتل کرنے کی تدبیریں سوچنی پڑتی ہیں۔ غرض زنا ایک ایسی چیز ہے کہ وہ قتل انسان بغیر حق کا ایک باعث ہوجاتا ہے۔ یضعف سے مراد زیادتی عذاب ہے نہ کہ دوچند۔ اور یہ بدیہی بات ہے۔

بدکار زانی کا دل کب راحت پا سکتا ہے جبکہ ہر آن اُسے گھبراہٹ اور خوف افشاء حیران کرتا رہتا ہے اور اسپر آتشک سوزاک کے امراض کا پیدا ہونا ہر آن ایک نئی موت اور تکلیف اسپر وارد کرتا ہے۔ مگر کیا کسی خطا کار کے لئے آخری اور انتہائی حد یہی عذاب ہے؟ اور وہ ایک عرصہ معینہ کی بدی کے لئے ابدی سزا کا مستوجب ہوگیا؟

نہیں! نہیں!!

اس کے لئے ابھی راحت کا سامان اور ذریعہ موجود ہے وہ کیا؟

الا من تاب وآمن وعمل عملا صالحًا فاولئك یبدل اللہ سیاٰتھم حسنات وکان اللہ غفورًا رحیما۔

لیکن ہاں جس نے بدی کو چھوڑ دیا اور تمام بھلائیوں کی اصل ایمان کو اختیار کرلیا اور اختیار ایمان کا ثبوت اپنے اعمال سے دیا یعنے اچھے عمل کئے ایسے لوگوں کی برائیاں جاتی رہتی ہیں اور ان کے بدلہ میں نیکیاں آجاتی ہیں اور اللہ تو ہر تائب کی توبہ قبول کرنے والا اور اسکی توبہ پر رحم کرنے والا ہے

توبہ کیا ہے؟

توبہ سے مراد وہی ہے جو اسی آیت میں آمن وعمل عملا صالحا الی الآیہ میں بیان ہوئی ہے چور کی توبہ چوری کا چھوڑ دینا ہے۔ زانی کا عفت اختیار کرلینا اور ہر بدکار کا بدکاری چھوڑ دینا ہے۔ زبان سے توبہ توبہ کہنے سے کچھ فائدہ مترتب نہیں ہوسکتا۔ اور بدیوں کے چھوڑ دینے پر انکی تبدیلی نیکیوں سے ہوجانا ایک امر واقعی ہے۔ اس پر کسی فلسفیانہ بحث کی حاجت نہیں۔ جب ایک زانی نے عفت اختیار کی تو کون کہہ سکتا ہے کہ اسکی بدی نیکی سے نہیں بدلی۔

اس مقام پر اللہ تعالے کی صفت رحیمیت کا اظہار صاف بتلا رہا ہے کہ یہاں عمل بکار ہے۔ اسی مضمون کو وسیع کرکے پھر اللہ تعالے نے بیان فرمایا ہے کہ توبہ کیا چیز ہے؟ ومن تاب وعمل صالحا فانه یتوب الی اللہ متابا۔ جو کوئی بدی کو چھوڑ کر بھلے کاموں کی طرف متوجہ ہوا وہی اللہ تعالے کی طرف سچے معنوں میں تائب ہوا اس سے صاف صاف لفظوں میں معلوم ہوا کہ کسی فعل بد سے توبہ کرنے سے یہی مراد ہے کہ اسکو ترک کرکے بالمقابل حسنات پر

مشاہیر اسلام کی سوانح عمریاں

امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ امام موسیٰ عبد صالح کہکر پکارے جاتے تھے۔ ایک دفعہ وہ مسجد نبوی میں داخل ہوئے اور اول شب سجدہ میں جاکر عظم الذنب عندی فلیحسن العفو من عندک یا اھل التقویٰ ویا اھل المغفرۃ۔ بار بار اسی کو کہے جاتے تھے حتیٰ کہ صبح ہوگئی۔

سخی و جواد بہت ہی تھے۔ جب سن لیتے کہ فلاں شخص تنگدست ہے تو ایک تھیلی اس کے پاس بھیجدیتے۔ عموماً یہ عادت مبارک تھی کہ دو سو تین سو چار سو اشرفیوں کی تھیلیاں بنا لیتے اور مدینہ منورہ کے غربا کو تھیلیاں ہی تقسیم فرمایا کرتے۔ مدینہ منورہ میں قیام تھا۔ مہدی خلیفہ بغداد نے بلاکر حبس میں بھیجدیا۔ ایکرات کو امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا مہدی کو فرما رہے ہیں فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم۔ (ترجمہ) کیا تم اگر والی بنجاؤ تو قریب ہو اس امر کے کہ زمین فساد کرنے لگو اور رشتوں کو قطع کردو۔ ربیع (وزیر مہدی) کہتا ہے کہ رات کو ہی میرے پاس آدمی پہنچا کہ خلیفہ بلاتے ہیں۔ میں ڈرگیا۔ وہاں پہونچا تو دیکھا مہدی یہی آیت پڑھ رہا تھا۔ چونکہ آواز کا اچھا تھا اس لئے عجب اثر معلوم ہوتا تھا۔ مجھے دیکھکر کہا کہ موسیٰ بن جعفر (رضی اللہ عنہ) کو بلاؤ۔ میں انکو حبس سے لے آیا مہدی نے معانقہ کیا اور ان کو اپنے برابر بٹھلایا اور بیان کیا کہ میں نے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو خواب میں اس طرح پر دیکھا ہے کیا آپ مجھکو اطمینان دلا سکتے ہیں کہ آپ یا آپ کی کوئی اولاد مجھپر خروج نہ کریگی۔ فرمایا بخدا میں نے پہلے کبھی اس کا ارادہ نہیں کیا۔ اور نہ میری یہ شان کہ میں خروج کروں۔ کہا آپ سچ فرماتے ہیں۔ پھر وزیر سے کہا کہ تین ہزار اشرفی آپ کو دو اور مدینہ کو جہاں آپ کے اہل و عیال ہیں بھیجدو۔ ربیع کہتا ہے کہ میں نے صبح کو انکے سفر کی تیاری کرنی چاہی۔ معلوم ہوا وہ روانہ ہوچکے تھے۔ مدینہ منورہ میں ہارون الرشید کے زمانہ تک باامن و امان رہے۔ جب ہارون رشید سنہ ۱۷۹ ہجری میں عمرہ رمضان کرکے واپس بغداد کو آنے لگا تو آپکو ساتھ لے آیا اور یہاں لاکر حبس میں بھیجدیا اور حبس میں ہی آپ نے انتقال فرمایا۔

خطیب کا ہی بیان ہے کہ ہارون رشید حج کے بعد روضہ نبوی کی زیارت کو گیا۔ روضہ کے پاس بہیان قریش و سرداران قبیلہ اور حضرت موسیٰ کاظم بیٹھے ہوئے تھے۔ ہارون رشید نے حاضرین پر اپنا فخر جتلانے کے لئے کہا۔ السلام علیک یا رسول اللہ یا ابن عمی! اے رسول خدا اے چچا کے بیٹے آپ پر سلام ہوجیو!! حضرت موسیٰ کاظم بولے۔ السلام علیک یا ابت۔ بابا جان آپ پر سلام ہوجیو۔ ہارون رشید کے چہرہ کا رنگ اڑگیا اور کہا بیشک یہہ فخر پورا پورا ہے۔

مسعودی مروج الذہب میں لکھتا ہے کہ عبداللہ خزاعی ہارون رشید کا کوتوال تھا۔ اس کا بیان ہے کہ ہارون رشید کا آدمی رات کو ایسے وقت میرے پاس آیا کہ کبھی نہ آیا تھا اور مجھے کپڑے پہننے تک کی اس نے مہلت نہ دی اور ساتھ ہی لے لیا۔ مجھے نہایت خوف پیدا ہوا۔ جب میں محل کے قریب پہنچا تو ایک خادم نے دوڑ کر میرے آنے کی اطلاع کی۔ جب اجازت ہوگئی تو میں اندر گیا۔ میں نے دیکھا کہ ہارون بیٹھا ہوا ہے۔ میں نے سلام کیا۔ ایک گھڑی تک کچھ جواب نہ دیا۔ تب تو میرے ہوش جاتے رہے اور سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد خلیفہ بولا۔ عبداللہ تو جانتا ہے کہ میں نے تجھے کیوں طلب کیا ہے۔ میں نے عرض کی نہیں یا امیر المومنین۔ کہا میں نے ابھی ایک حبشی کو خواب میں دیکھا جس کے ہاتھ میں برہنہ تلوار ہے وہ کہہ رہا ہے کہ تو اسیوقت موسیٰ کاظم کو چھوڑدے ورنہ تجھے ابھی اسی تلوار کے ساتھ قتل کرتا ہوں۔ پس تو جا اور موسیٰ کو قید سے چھوڑدے۔ میں نے کہا کہ کیا آپ پھر کہہ سکتے ہیں کہ موسیٰ بن جعفر (رضی اللہ عنہ) کو چھوڑدوں۔ کہا ہاں۔ میں نے تین دفعہ اسی طرح کہلا لیا۔ تیسری دفعہ ہارون رشید نے کہا ہاں اسیوقت جاکر چھوڑدے اور تیس ہزار درہم بھی ان کو دیدے اور میری طرف سے یہ بھی کہدے کہ اگر آپ یہاں ٹھہرنا پسند کریں تو یہاں ٹھہریں۔ آپ کے جملہ مصارف اور ضروریات کا میں ذمہ وار ہوں گا۔ اور اگر آپ مدینہ جانا چاہیں تو وہاں تشریف لیجائیں۔ عبداللہ کہتا ہے کہ جب میں مجلس میں پہونچا تو امام موسیٰ مجھے دیکھکر کھڑے ہوگئے۔ شاید انہوں نے سمجھا کہ میں انکی نسبت کوئی مکروہ حکم لیکر آیا ہوں۔ میں نے عرض کی کہ آپ خوف نہ کریں میں تو آپ کے چھوڑنے کے لئے آیا ہوں پھر میں نے عرض کی کہ آپ کے معاملہ میں میں نہایت حیران ہوں۔ فرمایا میں یہاں سو رہا تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ فرمایا موسیٰ! تو مظلوم ہوکر زندان میں پڑا ہے یہ کلمات پڑھ! اور اسی رات یہاں سے رہائی پائے گا۔ کوتوال نے عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں وہ کلمات تو بتلا دیجئے۔ فرمایا یا سامع کل صوت ویا سابق الفوت ویا کاسی العظام لحما و منشرھا بعد الموت اسألک باسمائک الحسنیٰ وباسمک الاعظم الاکبر المخزون المکنون الذی لم یطلع علیہ احد من المخلوقین یا حلیما ذا اناۃ لا یقویٰ علیٰ آیاتہ یا ذا المعروف الذی لا ینقطع ابداً ولا یحصیٰ عددا فرج عنی۔

میں نے یہی پڑھا اور اس کا یہہ نتیجہ ہوا جو تم نے دیکھا۔ آپ کی ولادت مدینہ میں یوم شنبہ قبل طلوع شمس ۱۲۸ھ (یا بقول خطیب ۱۲۹ھ) کو ہوئی۔ اور انتقال بغداد میں ۲۵ رجب سنہ ۱۸۳ھ کو ہوا۔ بعض کا بیان ہے کہ آپکو زہر دیا گیا رحمہ اللہ تعالےٰ۔ آپ کی کنیت ابوالحسن لقب کاظم ہے۔ اور ائمہ اثنائے عشر میں آپ ساتویں امام ہیں۔ راقم قاضی محمد سلیمان عفی عنہ تحصیلدار سرکار پٹیالہ۔

مذہبی دنیا

انگلستان کے لندن [illegible] عیسائیوں کا سرگروہ پادری ڈاکٹر [illegible] نے یہہ اعلان کیا ہے کہ انجیل کے رو سے جنگ کی ممانعت نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی رائے میں کہ [illegible] گال پر تھپڑ لگانے والے کے روبرو دوسرا گال

کردینے کا مسئلہ عیسائی پادریوں کے کام سے تعلق رکھتا ہے۔ سلطنتوں اور دیگر کاروبار سے اس کا تعلق نہیں ہے"۔ کیا خوب! خوب تفسیر کی گئی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا عیسائی پادری واعظ اس پر عمل بھی کرتے ہیں؟ ہم نے بیسیوں پادری دیکھے ہیں جو صرف بحث سے تنگ آکر پولیس کی دھمکیاں دیا کرتے ہیں اور بعض اوقات مکہ بازی پر بھی اتر آتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ انجیل کی تعلیم کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ جسکی تعمیل ناممکن بلکہ محال مطلق ہے۔ اور انجیل کی موجودہ تعلیم کے غیر یقینی اور صحیح نہ ہونے کے لئے یہی ایک دلیل کافی ہوسکتی ہے۔ صلیبی لڑائیوں کی تاریخ اور سپین میں عیسائیوں کی دست درازیوں کے واقعات سے آگاہ لوگ خوب جانتے ہیں کہ مذہب کو کیا سمجھا گیا تھا بہرحال ہم یہہ کبھی بھی ماننے کو طیار نہیں اور نہ کوئی دانشمند کبھی مان سکے گا کہ موجودہ اناجیل کی تعلیم پادریوں کی اس تعلیم کے موافق ہے جو وہ اپنے قول وفعل سے بتلارہے ہیں۔

جاپان کے بدھ اب عیسائی یورشوں سے گھبرا رہے ہیں۔ اسوقت عیسائی پادریوں کی کوششوں کو کسی قدر محدود کرنے کے لئے بودھ پوجاریوں کی طرف سے جدوجہد ہورہی ہے۔ جاپان کے بڑے بدھ گورو نے ایک ہزار روپیہ کولمبو (لنکا) کی بدھ سوسائٹی کو بھیجکر انھیں زیادہ کوشش کرنے کی ترغیب دی ہے۔

اسوقت ولایت میں جو بحث مذہبی رسوم پر چھڑرہی ہے وہ کسی قدر ہمارے لئے بھی مفید ہوسکتی ہے۔ ایک طرف تو ہرایک قسم کی رسوم شان وشوکت کو پوپ ازم کے نام سے پکارا جاتا ہے اور دوسری طرف کہا جاتا ہے کہ شان وشوکت سے مذہبی رسوم کا بڑا اعلیٰ اثر پڑتا ہے اسپر ایک آریہ اخبار کہتا ہے کہ ہمارے ملک میں مصنوعی ذرایع کی ایشر میں دھیان لگانے کے لئے ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ ہم افسوس سے کہتے ہیں کہ ہمارے آریہ ہمعصر صاحب اس قول سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ جو سادگی اسلام نے عبادت الٰہی میں دنیا کو بخشی ہے وہ کوئی اور مذہب نہیں دے سکتا۔ ایک راہرو گھوڑے پر سوار نماز پڑھ سکتا ہے۔ جنگل میں گھر میں چھت پر غرض ہر جگہ خدا کی حمد کے ترانے گا سکتا ہے۔ لیکن ہون وسامگری کا پابند کشتا اور پوجن سادھن کا غلام کہاں سادگی اور آزادی سے ایسا کرسکتا ہے۔ سب سے افضل سب سے سادہ اور پھر سب سے موثر طریق اگر عبادت کا کوئی ہوسکتا ہے تو وہ وہی ہے جو اسلام نے دنیا کو دیا ہے۔

ملکہ معظمہ کی سالگرہ پر جو دعائیں ہندو مسلمانوں اور عیسائیوں نے قیصرہ ہند کی درازی عمر کیلئے مانگی ہیں انپر ریمارک کرتا ہوا ست دھرم پرچارک کہتا ہے کہ جسقدر عمر کرمانوسار ملی ہے اسیقدر ملکہ کو بھی بھگتنی ہے۔ اس سے اس کا مطلب صرف یہہ ہے کہ ایسی دعائیں بے فائدہ اور فضول ہیں۔ ہم اسوقت دعا کی قبولیت یا عدم قبولیت پر بحث نہ کریں گے بلکہ اپنے معزز دوست سے صرف اتنا ہی پوچھیں گے کہ کیا بعض آریہ سماجوں نے جو اظہار نمک حلالی کے لئے اس موقع پر اور دعائیں مانگی ہیں وہ تہہ دل سے نہیں؟ بلکہ محض نمایشی اور دکھاوے کیطور پر ہیں۔ اگر ایسا ہے اور ہمارے ہمعصر کے خیال کے موافق ایسا ہونا چاہیے۔ تو سخت افسوس ہے کہ ہمارے ہمعصر نے قبل از وقت کسی سرکلر لیٹر کے ذریعہ آریہ برادری کو ایسا کرنیسے منع نہ کردیا۔

اشتہار

گورنمنٹ ہند ہوم ڈیپارٹمنٹ

نمبری ۸۳۶ مورخہ ۶ر مارچ ۱۸۹۷ء

جناب معلی القاب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل اُن اختیارات کے رو سے جو جناب ممدوح کو وبائی بیماریوں کے ایکٹ (نمبر ۳ ۱۸۹۷ء) کی دفعہ ۲ کی ماتحتی دفعہ (۱) کے بموجب حاصل ہیں ہدایت فرماتے ہیں کہ کسی شخص کو جو یکم جنوری ۱۸۹۷ء سے اُن ممالک میں جو جناب نواب گورنر بہادر بمبئی باجلاس کونسل کے زیر انتظام ہیں یا ریاست بڑودہ یا کسی ایسے ویسے والئی ملک یا ریاست کے علاقہ میں جو زیر شاہنشاہی حضرت ملکہ معظمہ ہو [جس شاہنشاہی (کے اختیارات) کا نفاذ بذریعہ جناب نواب گورنر بہادر بمبئی باجلاس کونسل ہوتا ہو] سکونت پذیر ہو یا اُن کے اندر گیا ہو یا انمیں سے گذرا ہو تا حکم ثانی برٹش انڈیا کے کسی بندرگاہ میں کسی جہاز پر بدیں غرض سوار ہونے کی اجازت نہ دیجائے گی کہ وہ برٹش انڈیا سے باہر کے کسی بندرگاہ کو بحیثیت مزدور یا تارک الوطن کے چلا جائے۔

مکتوبات امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بعد ہذا آنمخدوم کا عنایت نامہ پہونچا آپ نے جو سوالات کئے ہیں انکی حقیقت خداوند کریم کو ہی معلوم ہے۔ اس احقر کے خیال میں جو گذرتا ہے وہ یہ ہے (۱) صوفی باعتبار اُس حالت کے سالک کا نام ہے کہ جب وہ اپنی تمام توجہ اور تمام عقل اور تمام اطاعت اور تمام مشغولی سے خدایتعالے کی راہ میں قدم اٹھاتا ہے اور اپنی جان فشانیوں اور محنتوں اور صدقوں کے ذریعہ سے خدایتعالے تک پہونچ جاتا ہے تو اس حالت میں تمام کاروبار اُس کا وابستہ اوقات ہوتا ہے۔ اگر اپنے وقتوں کو ہر ایک لہو ولعب سے بچا کر یاد الٰہی سے معمور کرتا ہے تو اگر خدا یتعالے نے چاہا ہے تو کسی منزل تک پہونچ جاتا ہے۔ لیکن اگر حفظ اوقات میں خلل ہوتا ہے تو اس کا سارا کام درہم برہم ہوجاتا ہے پھر اگر چلنا چھوڑدے بلکہ جنگل میں آرام کرنے کی نیت سے سوجائے تو قطع نظر عدم وصول سے جان کا بھی خطرہ ہے۔ سو جیسے مسافر ابن السبیل ہی سبیل کو قطع کرے تو کسی ٹھکانہ تک پہونچے ایسے ہی صوفی ابوالوقت ہے اپنے وقت کو خدا کی راہ میں لگاوے تو مقصود کو پاوے پس جبکہ حفظ وقت صوفی کے لازم حال پڑا ہے تو اپنے کام کو فردا پس فردا پر ڈالنا ہے اس کے حق میں مہلک ہے۔ اور نیز صوفی کے لئے بھی لازم ہے کہ اسی جہان میں اپنی نجات کے آثار نمایاں کا طالب ہو اور اپنے کام کے دن میں پہلے اپنی اجرت کا خواستگار ہو۔ فردا یعنے قیامت پر صوفی اپنا حساب نہیں ڈالتا اور

نسیہ اور اودھار کا روادار نہیں ہوتا بلکہ دست بدست مزدوری مانگتا ہے اور اس شریعت میں اس کا عمل ہوتا ہے۔ **من کان فی ھذہٖ اعمٰی فھو فی الاخرۃ اعمٰی** پس صوفی اُن علماء کی طرح جو ظاہری ہیں نہیں ہوتا کہ جو ظاہری اعمال بطور عادت اور رسم کے بجالا کر اور تزکیہ نفس اور تنویر قلب سے یقیناً محروم رہ کر بہشت کی امید ہی باندھ رہے ہیں۔ بلکہ صوفی اسی جہان میں اپنے بہشت کو دیکھنا چاہتا ہے اور صرف وعدوں پر قناعت نہیں کرتا تو صوفی عمل کے رو سے بھی اور اجرت عمل کے رو سے بھی ابن الوقت ہے جو حفظ اوقات ہی سے اس کے سارے کام نکلتے ہیں اور حاضر الوقت نعمتوں کو پاتا ہے۔ لیکن چونکہ ہنوز اپنی ہی قوتوں اور طاقتوں اور اخلاصوں اور صدقوں اور محنتوں اور مجاہدات پر اس کا مدار ہے اور مسافر کی طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ قدم رکھنا اس کا کام ہے۔ اس لئے وہ صاحب حال ہے صاحب مقام نہیں۔ کیونکہ حال وہ ہے جو تغیر پذیر ہو اور مقام وہ جسکو ثبات اور قرار ہو۔ سو صوفی ابھی مسافر کی طرح ہر ایک جگہ چھوڑتا ہے دوسری جگہ جاتا ہے دوسری چھوڑتا ہے تیسری جاتا ہے۔ لیکن صافی وہ ہے جسکو بعد حصول فناء اتم کی عنایات اللہ نے اپنی گود میں لیلیا ہے۔ اب اسکو ان محنتوں اور مشقتوں سے کچھ غرض نہیں کہ جو صوفی کو پیش آتی ہیں۔ کیونکہ وہ کاسات وصال سے بہرہ یاب ہو گیا ہے اور دست غیبی نے اُن ہر ایک غربت بشریت کے لوث سے مصفیٰ اور مطہر کر دیا ہے اور جو اعمال دوسروں کے لئے بوجھ ہیں اوس کے حق میں سرور اور لذت ہو گئے ہیں اور وہ تکلفات حفظ اوقات اور دوام مراقبہ و مشغولی سی برتر داخل ہے بلکہ **رجال لاتلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ** میں داخل ہے اور اس کا سونا اور اوس کا کھانا اور اس کا ہنسنا اور کھیلنا اور دنیا کے کاموں کو بجا لانا سب عبادت ہے کیونکہ وہ منقطع اور مقرب ہے اور عنایات الہیہ نے اس کو اس کے نفس کے پنجہ سے چھین لیا ہی اور اُس کی سرشت کو بدلا دیا ہے۔ اب اس کا غیر پر قیاس کرنا اور غیر کا اسپر قیاس کرنا ناجائز ہے۔ صوفی بھی اُسکو نہیں پہچان سکتا کیونکہ وہ بہت ہی دور نکل گیا ہے اور وہ صاحب مقام ہے اور خدا نے اسکو اپنی ذات سے تعلق شدید بخشا ہے اور وہ ہر ایک وقت اور حال سے فارغ ہے کیونکہ بجائے اس کے عنایت الہیہ کام کر رہی ہے اور وہ مست و مدہوش کی طرح پڑا ہے اور تمام آرام اس کے حق میں بصورت انعام ہو گئے ہیں اجر کی خواہش ہی اسمیں نہیں۔ صوفی معمور الاوقات ہے اور وہ فانی الذات ہے پھر معموری کیا اور وقت کیا۔ صیقل زدم آنقدر کہ آئینہ نماند۔

اس تحقیق میں دوسرے سوال کا جواب بھی آگیا۔ (۳) موسی اور فرعون سے روح اور نفس امارہ کا جنگ و جدال مراد ہے جو نور روح ہے جسکو نور قلب بھی کہتے ہیں وہ ہر وقت قالوا بلیٰ کا نعرہ مار رہا ہے اور بارگاہ خدا میں اپنی لذت اور سرور چاہتا ہے اور موسی کی طرح شرور کا دشمن ہے اور نفس امارہ شرور کا خواہاں ہے اور شہوت کا طالب۔ اُن دونوں میں موسی اور فرعون کی طرح جنگ ہو رہا ہے یہ جنگ اُسی وقت تک رہتا ہے جب انسان اپنی ہستی کو مقصود ٹھہرا کر فناء فی اللہ کی حالت سے گرا ہوا ہوتا ہے۔ لیکن جب انسان اپنی ہستی سے بالکل کھو یا جاتا ہے تو وہ پہلی بیرنگی جو عالم ہستی میں اسکو حاصل تھی پھر حاصل ہو جاتی ہے اور کوئی شائبہ وجود کا باقی نہیں رہتا اس مرتبہ پر نفس امارہ اور نور قلب کا جنگ ختم ہو جاتا ہے اور شہوات نفسانی حظوظ کا حکم پیدا کر لیتے ہیں اور فانی کا کھانا پینا ازدواج متعددہ کرنا وغیرہ امور جائے اعتراض نہیں ٹھہرتا اور نہ کچھ اسکو ضرر کرتا ہے کیونکہ وہ فانی ہے اور اب یہ خدا کے کام ہیں جو اس پر جاری ہوتے ہیں سو اس مقام پر آکر موسی اور فرعون کی صلح ہو جاتی ہے۔ (۴) حرص و ہوا سے اول چیز جو انسان کو روکتی ہے جذبہ الٰہی ہے وہی جذبہ انسان کو صالحین کی صحبت کی طرف کھینچتا ہے وہی اسکو کسی صالح کا مرید کراتا ہے۔ صحیح حدیث میں وارد ہے کہ انسان گناہ کرتا ہے پھر حضرت خداوندی میں روتا ہے کہ مجھ سے گناہ ہو گیا خدائے تعالے اسکو بخش دیتا ہے اور اپنے فرشتوں کے روبرو اُسکی تعریف کرتا ہے پھر چند روز پاکر اُس بندہ عاجز سے گناہ ہو جاتا ہے پھر وہ جناب الٰہی میں روتا ہے چلاتا ہے اور ہر بار خدا تعالے اُسکو بخشتا جاتا ہے اور فرشتوں کے روبروی اسکی تعریف کرتا ہے آخر اسکو کہتا ہے **اعمل ماشئت فانی غفرت لک** یعنے اب جو تیری مرضی ہو کر میں نے تجھکو بخشدیا ہی۔ سو اسی روز سے وہ محفوظ ہوتا ہے۔ اور پھر ہوا و ہوس اُسپر غالب نہیں ہو سکتی۔ غرض جیسے جسمانی پیدایش کی ابتدا خدا ہی کی طرف سے ہے روحانی پیدایش کی ابتدا بھی خدا کی ہی طرف سے ہے۔ **یھدی من یشاء و یضل من یشاء**۔ جسکو وہ بلاتا ہے وہ دوسرے کی بھی سن لیتا ہے مگر جسکو وہ نہیں بلاتا وہ کسیکی نہیں سنتا جیسے کہ خود اُس نے فرمایا ہے **من یھدی اللہ فھو المھتدی و من یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا**۔ الجزو نمبر ۱۵۔ سورہ کہف یعنے ہدایت وہی پاتا ہے جسکو خدا ہدایت دے اور جس کو خدا گمراہ رکھنا چاہتا ہے اسکو کوئی مرشد ہدایت نہیں دے سکتا۔ چند انگریزی فقرات جو الہام ہوئے تھے وہ مطبع میں بھیجدیئے گئے اس جگہ کوئی انگریزی خوان نہیں ایک ہندو لڑکا قادیاں کا لاہور پڑھتا ہے اوس نے دیکھے تھے۔

مرزا غلام احمد

دارالامان کا ہفتہ

مدرسہ تعلیم الاسلام

مدرسہ کی عام حالت روبہ ترقی ہے جو آخر مئی ۱۸۹۹ء کو درج رجسٹر طلباء کی تعداد ۸۹ تھی یعنے اوسط حاضری روزانہ [illegible]۔ کمیٹی نے مدرسہ کو زیادہ بہتر حالت میں بنانے کے لئے میاں شیر علی صاحب بی اے کو ہیڈ ماسٹر مقرر فرمایا ہے۔ اسوقت مدرسہ میں سات استاد کام کرتے ہیں لڑکوں کی جسمانی تعلیم کے لئے ایک ڈرل ماسٹر اور مانیٹر مقرر ہے۔ بورڈنگ ہوس کا انتظام ایک متدین سپرنٹنڈنٹ صاحب کے ہاتھ میں ہے۔ ہمارے دوستوں کو مدرسہ کی امداد کی طرف بہت بڑی توجہ کرنی چاہیے۔ کیونکہ مدرسہ کی عمارت کے کام کی وجہ سے سرمایہ بہت خرچ ہو چکا ہے۔

آمد و رفت مہمانان

ہفتہ زیر اشاعت میں منصدرجہ ذیل احباب تشریف لائے۔ جناب مرزا نیاز بیگ صاحب پنشنر ضلعدار کلانور سے۔ جناب مرزا ایوب بیگ صاحب سائنس ماسٹر چیفس کالج لاہور۔ جناب میاں معراج الدین صاحب لاہور۔ مرزا غلام حیدر بیگ صاحب پٹی ضلع لاہور۔ شیخ عبد اللہ صاحب لاہور سے۔ خلیفہ نور الدین صاحب جموں سے۔ خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی۔

حضرت اقدس آجکل کیا کر رہے ہیں

حضرت اقدس کی توجہ آجکل ہمہ تن "مسیح ہندوستان میں" کے نام کی کتاب کی تصنیف میں مصروف ہے۔ الحمد للہ خدا کا احسان ہے کہ بڑے اہتمام سے اس کتاب کی تصنیف کا سلسلہ جاری ہے۔ ۷۶ صفحہ تک کتاب مذکور اردو میں چھپ چکی ہے۔ جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے اس کا انگریزی میں ترجمہ کر رہے ہیں۔ اصل کتاب کے ترجمہ سے پہلے مولوی صاحب موصوف نے ایک مضمون اپنی طرف سے لکھا ہے جو گویا حضرت اقدس کی سوانح کا آئینہ ہے۔ یہ مضمون صرف انگریزی ترجمہ کے ساتھ ہوگا اردو کے ساتھ نہ ہوگا۔

جناب مولوی عبد الکریم صاحب

مولوی صاحب خدا کے فضل و کرم سے حسب معمول حضرت اقدس کے خطوط کے جواب میں بہت بڑی محنت اور خلوص سے حصہ لے رہے ہیں۔ خطوط کا جواب عموماً مولوی صاحب ہی دیتے ہیں۔ نماز پنجگانہ اور جمعہ کے امام بھی آپ ہی ہیں۔ مدرسہ کے مینیجنگ کمیٹی کے سکرٹری بھی ہیں۔

حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب

خدا تعالےٰ نے اپنے خاص فضل سے جو فہم قرآن کا مولوی صاحب کو دیا ہے۔ خدا کرے ہمکو اور ہمارے دوستوں بلکہ ہر مسلمان کو نصیب ہو۔ حسب معمول مولوی صاحب کا درس قرآن شریف ہوتا رہتا ہے جو ایک وسیع واقفیت اور معارف قرآنی کا مخزن ہوتا ہے۔

آجکل پانچواں سیپارہ شروع ہے۔ مولوی صاحب کا خاندان بھی بفضل الہی بخیریت ہے۔ مولانا صاحب نے جہاں ایک طرف بنی نوع انسان کی روحانی بھلائی کے لئے قرآن کریم کا درس شروع کر رکھا ہے۔ وہاں جسمانی بہتری کے لئے اپنے خرچ خاص سے ایک شفاخانہ بھی جاری کیا ہوا ہے۔ جس سے غربا کو مفت دوائی ملتی ہے۔

جزاہم اللہ احسن الجزاء

جو شخص انسان کا شکریہ نہیں کرتا وہ خدا کا شکریہ بھی نہیں بجا لا سکتا۔ پس اگر ہم اپنے مکرم بھائی محمد افضل صاحب اور معزز ہمدرد حافظ نور احمد صاحب ٹائم کیپر ممباسہ کی اوس گرانقدر امداد کے شکرگذار نہ ہوں جو انھوں نے حال میں ۵۰ اور ۲۵ سے علی الترتیب فرمائی ہے تو کچھ شک نہیں کہ خدا کے بھی گنہگار ہوں گے اور ہم ایسی خطاکاری سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

پچھلے سال برادرم محمد افضل صاحب نے ایک سو روپیہ نقد بھیجکر کارخانہ اخبار الحکم میں شراکت چاہی تھی جسکو وہ کسی وجہ سے قائم نہ رکھ سکے۔ چونکہ وہ سو روپیہ اخبار الحکم کی ضروریات میں خرچ ہو چکا تھا۔ اور کارخانہ اس کا ایک نہج سے زیر بار تھا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اپنے کامل فضل و احسان سے بابو محمد افضل صاحب کو اور حافظ صاحب کو توفیق دی کہ وہ اس زیر باری سے محض خدا کی خوشنودی کے لئے الحکم کو سبکدوش کریں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ ہم اپنے بھائیوں کی اس گرانقدر امداد کے از حد ممنون ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ انکو اپنے مقاصد میں کامیاب فرماوے۔ آمین

ثم آمین

ادھر اودھر کی خبریں

ٹانجیر سے آئی ہوئی خبریں مظہر ہیں کہ سلطان مراقش نے روسی سفیر سے نہایت شان و شوکت سے ملاقات کی۔ لیکن اس موقعہ پر یہ بیان کرنا بیجا نہ ہوگا کہ مراقش میں اسکو نہ کوئی استحقاق حاصل ہے نہ یہاں پر اسکی کوئی رعایا ہے۔ الغرض اثنائے ملاقات میں ایک بدمزگی واقع ہوئی۔ یہہ بات مشہور ہے کہ سلطان تمام غیر ملکی سفراء سے ایک بڑے دربار میں ملاقات کرتے ہیں اور وہ خود گھوڑے پر سوار رہا کرتے ہیں۔ جس وقت ملاقات ختم ہوئی سفیر اپنے گھوڑے پر سوار ہونے چلا اور پھر پھسل کر گر پڑا۔ سفیر کو وہاں سے اٹھا کر مکان پر پہونچا دیا گیا جہاں سلطان کے پاس سے بار بار خط موصول ہوا کرتے تھے۔ اس حادثہ کی وجہ سے سفیر کو زیادہ دیر تک ٹھہرنا پڑا۔ گو مراقش میں اتنی دیر ٹھہرنے کا ارادہ نہ تھا۔

"لوکل انزیگر" جو برلن سے شایع ہوتا ہے مظہر ہے کہ اسکو سینٹ پیٹرزبرگ سے خبر ملی ہے کہ روسی معدنی انجمن نے تلاش معدنیات کے لئے تمام صوبہ آذربائیجان کا ستر سال کا ٹھیکہ لیا ہے۔ روسی سفیر طہران نے اس رعایت کیلئے بڑی تائید کی ہے اور خود شاہ ایران نے یکم مارچ کو اپنے دستخط کئے۔ اجرائے حصص کے وقت روسی سرمایہ کو ترجیح دیجائے گی۔ اس سوسائٹی کا یہ فرض ہوگا کہ وہ جواہرات اور فلزات نکالے گی۔ سڑکیں اور ریلوے تعمیر کریگی اور نہر اراس کے انتظام کو اپنے ذمہ لیگی۔ اس صوبہ آذربائیجان میں تمام ایران شامل ہے اور تانبا بکثرت ملتا ہے۔

ایشیائے کوچک کے مفلس ارامنہ کو برٹش کیطرف سے جو تائید دیجاتی ہے اسمیں فلاکت زدہ مسلمانوں کا بھی لحاظ کیا جائے گا۔ اعلیٰ عثمانی دائروں میں اس امر کی بڑی تعریف ہوئی ہے۔

بغداد کے تاجروں نے ۲ لاکھ پونڈ کے سرمایہ سے کمپنی قائم کی کہ [illegible] تک ۵۵ میل ریل بنانیکا اجارہ دولت

انوار احمدیہ پریس قادیان دار الامان میں شیخ یعقوب علی مالک ایڈیٹر نے شائع کیا

www.daaif.org

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اخبار الحکم

نمبر ۲۱ | قادیان دار الامن والامان ۱۶؍ جون ۱۸۹۹ء مطابق ۵- صفر ۱۳۱۷ | جلد ۳

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

خدا بیند و بپوشد و ہمسایہ بیند و خروشد

خدایتعالے کی ستاری ایسی ہے کہ وہ انسان کے گناہ اور خطاؤں کو دیکھتا ہے لیکن اپنی اس صفت کے باعث اسکی غلط کاریوں کو اُسوقت تک جبتک کہ وہ اعتدال کی حد سے نگذر جاویں ڈھانپتا ہے لیکن انسان کسی دوسرے کی غلطی دیکھتا بھی نہیں اور شور مچاتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان کم حوصلہ ہے اور خدایتعالے کی ذات حلیم و کریم ہے۔ ظالم انسان اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھتا ہے اور کبھی کبھی خدایتعالے کے حلم پر پوری اطلاع نہ رکھنے کے باعث بیباک ہوجاتا ہے۔ اسوقت ذوانتقام کی صفت کام کرتی ہے۔ اور پھر اسے پکڑ لیتی ہے۔ ہندو لوگ کہا کرتے ہیں کہ پرمیشر اور ات ہیں دیر ہے۔ یعنے خدا حد سے بڑھی ہوئی بات کو عزیز نہیں رکھتا۔ بایں ہمہ بھی وہ ایسا رحیم کریم ہے کہ ایسی حالت میں بھی اگر انسان نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ آستانہ الٰہی پر جا گرے تو وہ رحم کے ساتھ اسپر نظر کرتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالےٰ ہماری خطاؤں پر معاً نظر نہیں کرتا اور اپنی ستاری کے طفیل رسوا نہیں کرتا تو ہم کو بھی چاہیے کہ ہر ایسی بات پر جو کسی دوسرے کی رسوائی یا ذلت پر مبنی ہو فی الفور مونہہ نکھولیں ۲۱ ۴/۹۹

غفلت کا علاج توبہ ہے

بعض لوگوں کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ انکو ایسے اسباب پیش آجاتے ہیں مثلاً ملازمت یا کوئی اور وجہ کہ انکی عمر کا ایک بڑا حصہ ظلمانی حالت میں گذرتا ہے۔ نہ پابندی نماز کی طرف توجہ کرتے ہیں نہ قال اللہ اور قال الرسول سننے کا موقع ملتا ہے۔ کتاب اللہ پر غور کرنے کا انکو خیال تک بھی نہیں آتا۔ ایسی صورت میں جب ایک زمانہ ظلمت کا گذر جاوے تو یہ خیالات راسخ ہو کر طبیعت ثانیہ کا رنگ پکڑ جاتے ہیں۔ پس اسوقت اگر انسان توبہ اور استغفار کی طرف توجہ نکرے تو سمجھو کہ بڑا ہی بدقسمت ہے۔ غفلت اور سستی کا بہترین علاج استغفار ہے۔ سابقہ غفلتوں اور سستیوں کی وجہ سے کوئی ابتلا بھی آجاوے تو راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر سجدے اور دعائیں کرے اور خدایتعالے کے حضور ایک سچی اور پاک تبدیلی کا وعدہ کرے۔ ۲۱ ۴/۹۹

اپنے دعوے کی صداقت پر ایک دلیل

ہمارے دعوی الہام و مکالمہ الٰہیہ کی اشاعت کو یوں تو بہت سال گذرے۔ لیکن اگر براہین کی اشاعت سے بھی لیا جائے تو بیس سال ہو چکے۔ ہمارے مخالف جو ہمکو جھوٹا اور اپنے دعوے میں مفتری قرار دیتے ہیں اُنسے کوئی سوال کرے کہ خدایتعالے تو کسی ایسے مفتری کو جو اسپر الہام اور مکالمہ کا افترا کرے مہلت نہیں دیتا۔ یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی فرمایا کہ اگر تو بعض باتیں اپنی طرف سے کہتا تو ہم شاہ رگ سے پکڑ لیتے۔ پھر کسی اور کی کیا خصوصیت ہو سکتی ہے۔ اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ تعالےٰ پر الہام کا افترا کرنے والا کبھی بھی مہلت نہیں پا سکتا۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ اگر یہ ہمارا سلسلہ خدایتعالے کا قائم کردہ نہیں ہے تو کسی قوم کی تاریخ سے ہم کو پتہ دو کہ خدائے تعالے پر کسی نے افترا کیا ہو اور پھر اُسے مہلت دیگئی ہو۔ ہمارے لئے تو یہ معیار صاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ۲۳ سال تک کا ایک دراز زمانہ ہے اُس صادق اور کامل نبی کے زمانہ سے قریباً ملتا ہوا زمانہ اللہ تعالےٰ نے ابتک ہمکو دیا کیونکہ براہین کی اشاعت پر بیس سال ہولئے جو ناعاقبت اندیش معترضوں کے نزدیک افترا کا پہلا زمانہ ہے۔ اب ہم تو ایک مسلم صادق بلکہ جملہ صادقوں کے سرتاج صادق کے

زمانہ سے ملتا ہوا زمانہ پیش کرتے ہیں اور یہ ظالم یہاں تک بھی کہے جاتے ہیں کہ جھوٹ ہے۔ افسوس ہماری تکذیب کے خیال میں یہ لوگ یہانتک اندھے ہوگئے ہیں کہ انکو یہ بھی نظر نہیں آتا کہ اس انکار کی زد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسی پڑتی ہے۔ کیونکہ اگر بیس بائیس سال تک بھی خدا کسی مفتری کو مدد دیسکتا ہے تو پھر مجھے تو تعجب ہی آتا ہے نہیں بلکہ دل کانپ اٹھتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر یہ کیا دلیل پیش کرینگے؟

ایک مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے متبع کے مونہہ سے جب وہ اتنا دراز عرصہ ایک مدعی کو مہلت پاتے ہوئے دیکھ لے کبھی یہ نہیں نکل سکتا کہ جھوٹا اور کاذب بھی اس قدر عرصۂ دراز کی مہلت پالیتا ہے۔ اگر اور کوئی بھی نشان اور دلیل ایسے مدعی کی صداقت کی نہ ملے تب بھی ایک سچے مسلمان کو حسن ظن اور ایمانداری کے رو سے لازم آتا ہے کہ انکار نہ کرے کیونکہ اس کا زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے مشابہ ہوگیا ہے۔

اگر کوئی عیسائی کہے کہ مفتری کو مہلت مل سکتی ہے تو وہ اس امر کا ثبوت دے۔ مگر مسلمان تو ایسا کہہ ہی نہیں سکتا! پس اب ہمارے مخالف بتلائیں کہ ایک کاذب دجال۔ مفتری علی اللہ طرز استدلال نبوت میں شریک ہو سکتا ہے؟ ماننا پڑیگا کہ ہرگز نہیں۔ پھر وہ ہمارے دعوے کو سوچیں اور اس زمانہ پر غور کریں جو استدلال نبوت کا زمانہ ہے۔ غرض ہر پہلو میں بہت سی باتیں ہیں جو سوچنے والے کو مل سکتی ہیں۔ اور ایک دور اندیش اُن سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ۲۲ ۹۹

مکتوبات حضرت امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از طرف احقر عباد عائذ باللہ الصمد بہ مخدومی مکرمی مولوی نور محمد صاحب سلام علی من اتبع الہدیٰ۔ اما بعد نامہ گرامی آنمخدوم پہونچا یہ عاجز بباعث کم فرصتی و مشغولی ملاقات بعض احباب ونیز بوجہ ضعف طبیعت اب تک جواب لکھنے سے مقصر رہا اور اب بھی اس قدر طاقت و فرصت نہیں کہ مفصل لکھوں صرف مجمل طور پر عرض کرتا ہوں کہ اگرچہ یہ عاجز اپنی ذاتی حالت کے رو سے فی الواقع نہایت آلودہ دامن اور ناچیز اور ہیچ ہے اور جس قدر بدظنی کیجائے وہ تھوڑی ہے۔ من آنم کہ من دانم۔ لیکن اگر رنج ہے تو صرف اسقدر ہے کہ جس بنا پر آپ اور آپ کے ان بزرگوں نے جن کے رویا اور کشوف آپ کے زعم خام میں قطعی اور یقینی ہیں جن میں وحی انبیاء کی طرح ایک ذرہ خطا اور غلطی کی گنجائش نہیں ہے اس احقر عباد پر کذب اور افترا کا الزام لگایا ہے اور اپنے گمان میں بہت کچھ فساد اور شرک اور کفر کی حالت کو بہ نسبت ایں احقر تسلیم کرلیا ہے ایسا یقین مسلمانوں کی حالت سے بعید ہے اللہم اصلح امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب آپکو اور آپ کے بزرگوار کو بڑی وحشت میں اس خواب نے ڈالا ہے کہ جو بقول آپ کے اس بزرگوار نے دیکھی ہے جس میں ان کے متخیلہ پر ایسا ظاہر ہوا کہ گویا یہ عاجز ایک جھوٹے پر سوار ہے اور گلے میں زنار ہے اور جھوٹے کی دم کی طرف مونہہ ہے اور پھر اس بزرگ نے یہ دیکھا کہ یہ عاجز ایک ریچھ کی کھال پر بیٹھا ہوا ہے اور اسپر قرآن شریف رکھا ہوا ہے اور پھر ایک دوسرے بزرگ نے بقول آپ کے اس عاجز کی بینائی میں فرق دیکھا۔ ان دونوں خوابوں کی صورت پر نظر کرکے سیرت حسن ظن اسلامی کو آپ نے چھوڑ دیا اور جو کچھ تمھارے رب کریم نے تاکید فرمائی ہے کہ ظن مومنین و مومنات کا اپنے بھائیوں سے بخیر ہونا چاہیے اُس تاکید کو یکلخت بھول گئے اور بڑے دعوے سے زبان کھولی کہ ضرور دال میں کچھ کالا ہے۔ برادرم آپ ناراض نہ ہوجائیں یہ کلمہ کفر سے کچھ کم نہیں۔ کاش اگر آپ کو کچھ سمجھ ہوتی کسی مومن کی نسبت ایسے ایسے وجوہات سے کفر یا شرک یا فسق اور افترا کا یقین کرنا اور یہ کہنا کہ ضرور دال میں کچھ کالا ہے پرہیزگار اور نیک شعار اور نیک طبیعت مسلمانوں کا ہرگز طریق نہیں

ومن الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم الآخر وماھم بمومنین

معلوم کہ آپ اور آپکے بزرگوار کہاں سے اور کس سے سُن آئے کہ جو صورت مثالی خواب یا کشف میں مشہود ہو وہی صورت حقیقت مقصودہ ہوتی ہے کیونکہ آجتک تمام معبرین کا اسی پر اتفاق ہے کہ ہر ایک نوع رویا اور کشوف میں اکثری اصول یہی ہے کہ جو امور صور حسیہ اور مثالیہ میں ظاہر ہوتے ہیں وہ اپنی ظاہری شکل پر حمل نہیں کئے جاتے کیونکہ وہ تمام معانی ہیں جن کو ان صورتوں سے بوجہ من الوجوہ مناسبت ہے اور یہ مناسبت ہے کہ جو صرف بوجہ اعتقاد رائی قوت متخیلہ میں پیدا ہوجاتے ہیں مثلاً ایک شخص اپنے دشمن کو سانپ کی صورت میں دیکھتا ہے سو یہ نہیں کہ سانپ کی صفات ذمیمہ فی الحقیقت اس دشمن میں موجود ہیں بلکہ ممکن ہے کہ دشمن اپنی ذاتی حالت کے رو سے پارسا اور نیک آدمی ہو اور صرف رائے کے خبث اعتقاد نے سانپ کی صورت پر اسکو کردیا ہو۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو معانی صور مثالیہ میں مشتمل ہوکر قوت متخیلہ پر ظاہر ہوتے ہیں وہ شخصی رائے کی خود اپنی ہی حالت ہوتی ہے۔ اور جو خبث اور فساد کسی دوسرے کی نسبت وہ رائی دیتا ہے حقیقت میں وہ تمام خبث اور فساد اس کے اپنے ہی نفس میں بھرا ہوا ہے اور شخص مرئی جو کامل اور آئینہ صفت ہوتا ہے وہ آئینہ کی طرح وہ خبث اسپر ظاہر کردیتا ہے مثلاً ایک شخص کہ جو نہایت بدشکل ہے جب وہ اپنی صورت آئینہ میں دیکھے گا تو ضرور اسکی شکل کا عکس آئینہ میں پڑے گا۔ اب یہ بات نہیں کہ آئینہ بدشکل ہے بلکہ بباعث نہایت صفائی کے اسمیں انعکاس بدشکلی کا ہوگیا ہے۔ اسی جہت سے محققین علم تعبیر لکھتے ہیں کہ جو لوگ فانی ہیں وہ بباعث آئینہ صفت ہونے کے محل انعکاسی صفات ہوجایا کرتے ہیں۔ اسیوجہ سے قدیم سے یہ تحریر ہوتا چلا آیا ہے کہ اکثر کفارہ فجارہ نے یا ایسوں نے جن کا خاتمہ بد تھا انبیا اور اولیاء کو خراب اور فاسد حالتوں میں دیکھا ہے اور آخر انجام ایسے لوگوں کا بد ہوا ہے اور کفر پر مرے ہیں تھوڑے عرصے کی بات ہے کہ ایک بزرگ مولوی فضل احمد نام نے کہ جو موضع خیروز والہ ضلع گوجرانوالہ میں رہتے ہیں اور ایام خورد سالی میں اس احقر کے استاد بھی تھے اور ابتک بقید حیات ہیں اس غا اس

ذکر کیا کہ ایک شخص نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت خراب میں دیکھا و لباس و وضع و مکان و حالت وغیرہ امور میں نالائق باتیں مشاہدہ کیں اور مولوی صاحب فرمانے لگے کہ اس خواب کے سننے سے مجھے بہت انقباض ہے اور ہر چند اس وسوسہ کو دور کرتا ہوں مگر بے اختیاری ہے تب میں نے امام زین العابدین وغیرہ کے اقوال انکو پڑھکر سنائے اور معتبر رسائل تعبیر کے کھولکر انپر ظاہر کیا کہ اوس پلید باطن نے اپنے ہی نفس کو دیکھا ہے نہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس کا خاتمہ بد ہوگا۔ تب مولوی صاحب سنکر بہت خوش ہوئے اور انکا تمام انقباض دور ہو گیا اور فرمانے لگے کہ وہ شخص کچھ تھوڑی مدت اس خواب کے بعد عیسائی بھی ہو گیا ہے سو خاتمۂ بد پر بھی قوی علامت ہے اور نیز مولوی صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ مجھکو اس عمدہ تعبیر کی ہرگز خبر نہ تھی اب مجھکو بہت بصیرت حاصل ہوئی۔ سچ ہے کہ بغیر علم کے انسان اندھا ہوتا ہے۔

غرض یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جو شخص فانیوں کو حالت خراب میں دیکھتا ہے وہ درحقیقت اپنے ہی نفس کی حالت کو مشاہدہ کرتا ہے اور سر اسمیں یہ ہے کہ جو شخص اپنے نفس سے فانی ہے وہ بباعث اپنی نہایت شفقت کے کہ جو اسکو عباد اللہ سے ہے دوسروں کی حالت پر کہ جن میں شخص خواب بین بھی داخل ہے ایسا ہی دردمند ہے کہ جیسا کہ خود صاحب درد کو ہونا چاہیئے پس اسی جہت سے شخصی رائے کی حالت ناقصہ اس صاحب کمال میں کہ جو بوجہ غایت شفقت محو فی الخلق بھی بطور انعکاس دکھائی دیتی ہے اور سادہ لوح کو یہ دھوکہ لگتا ہے کہ واقعی طور پر یہ حالت اسمیں موجود ہے اور کبھی اس کا باعث یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص کسی شخص کا حال اور مقام دریافت کرنے کے لئے باطنی طور پر توجہ کرتا ہے اور وہ شخص جس کا حال دریافت کرنا منظور ہے شخص متوجہ کے منبع نظر سے بہت دور ہوتا ہے۔ ناچار نظر باطنی کے تھکنے کی وجہ سے کچھ اپنے ہی حالات ظاہر ہو جاتے ہیں۔ جیسے ایک شخص کہ جو آسمان [illegible] نظر کرتا ہے تو آسمان بوجہ دور ہونے کے اسکو نظر نہیں آتا۔ لیکن اپنی ہی آنکھوں کی کبودی سامنے فضاء آسمان میں دکھائی دیتی ہے اور دھوکے سے نادان آدمی یہ خیال کر لیتا ہے کہ آسمان برنگ کبود ہے حالانکہ وہ ایک نورانی اور پاک جوہر ہے سو اسی طرح نقصان توجہ سے بھی دھوکے لگتے رہے ہیں جنمیں سلب ایمان کا خطرہ رہا ہے۔

اب قصے کو مختصر کرکے گذارش کرتا ہوں کہ جو آپ کے بزرگوار نے خواب دیکھا ہے وہ تعبیر کے رو سے نہایت عمدہ خواب ہے۔ کاش آپ کے بزرگوار اور نیز آپ کو کچھ حصہ علم تعبیر سے ہوتا تا دونوں تہلکہ بدظنی سے بچ جاتے۔ سو جاننا چاہیئے کہ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ زنار کا باندھنا نامستور الحال کے لئے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے صاحب عزم ہے اور نہ گھٹے گا اور نہ تھکے گا جبتک اپنے دشمنوں سے انصاف نہ لے اور گاؤمیش سے قوم لایعقل اور نفس پرست لوگ مراد ہیں اور اسپر سوار ہونا اشارہ بغلبہ و ظفر و فتح ہے۔ جس سے بالآخر سب نااہل و نفس پرست ذلیل ہو جائیں گے۔ اور حق ظاہر ہو جائے گا۔ اور یہ جو اس بزرگ نے دیکھا کہ سواری کی حالت میں دم کی طرف مونہہ ہے یہ اعراض عن الجاہلین کی طرف اشارہ ہے یعنے جاہلوں سے مونہہ پھیرا ہوا ہے اور انکے جاہلانہ شور و غوغا کی طرف التفات نہیں سو دم کی طرف مونہہ کرنے سے یہی مراد ہے کہ جاہلوں سے اعراض کیا ہوا ہے اور آیت اعرض عن الجاھلین پر عمل ہے اور دوسری خواب پہلی خواب کی تائید میں ہے۔ ریچھ سے مراد احمق اور سفلہ آدمی ہے کہ جو ریچھ کی طرح ناحق الجھتے ہیں اور ریچھ کی کھال پر بیٹھنا تسلط تام سے مراد ہے اور ریچھ کی کھال اسکے اخلاق ذمیمہ کا پردہ ہے جس پردہ کو خداوند کریم بذریعہ اس عاجز کے فاش کرے گا۔ اور یہ جو دیکھا کہ قرآن شریف اس کھال پر رکھا ہوا ہے اسکی یہ تعبیر ہے کہ حجت قرآنی ایسے ریچھوں پر قائم ہو جائے گی گویا قرآن اس کھال پر رکھا گیا۔ اور فرق بینائی سے اندوہ و حزن مراد ہے کہ جو شفقتاً علی خلق اللہ طاری حال ہے چنانچہ ابن سیرین وغیرہ معبّروں نے شخص نامستور الحال کے لئے یہی تعبیر لکھی ہے اور حوالہ اس آیت کا دیا ہے **وابیضت عیناہ من الحزن وھو کظیم**۔ یہ تعبیر اول کشف صریح کے ذریعہ سے اور پھر ابن سیرین وغیرہ کے معتبر اقوال سے بپایہ صداقت پہونچ گئی ہے **فالحمد للہ علی ذالک** افسوس کہ آپ کو ان قطعی اور یقینی الہامات سے کہ جو مخالفوں کی شہادت سے بپایہ ثبوت پہونچ گئے کچھ ہدایت نہ ہوئی کیا صدہا انوار یقینیہ قطعیہ کے سامنے کسی کی پیش جا سکتی ہے۔ خدا تعالے اس امت پر رحم کرے اور مرض خفاش سیرتی کی کہ جو ظلمت سے پیار اور نور سے بغض رکھنے کا موجب ہوا ہے آپ دور فرما دے۔ والسلام علی ارباب الصدق والدین۔ یکم مارچ ۱۸۸۴ء مطابق ۲ر جمادی الاول ۱۳۰۱ھ

معبود برحق

یہہ ہی معبود برحق ہے جسے جبار[1] کہتے ہیں
یہہ ہی معبود برحق ہے جسے قہار[2] کہتے ہیں
یہہ ہی معبود برحق ہے جسے غفار کہتے ہیں
یہہ ہی معبود برحق ہے جسے ستار کہتے ہیں
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ جو عالی و فایق ہے
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ رات اور دن کا خالق ہے
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ جو معبود کل ہووے
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ جو مسجود کل ہووے

---

[1] الجبار۔ جبر کرنے والا یعنے نقصان کا عوض دینے والا اور ہر قسم کی شکست کی جو بندوں کو پہونچے مرمت کرنیوالا۔ یہ نام بھی باریتعالے کے خوب اور مبارک ناموں سے رحمن و رحیم و غفار وغیرہ ناموں کا مرادف ہے۔ مسلمان نماز میں بین السجدتین دعا پڑھا کرتے ہیں اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی وعافنی وارزقنی واجبرنی۔ اس آخری کلمہ کے یہ معنے ہیں کہ ای خدا میری شکستگی کی مرمت کر اور میرے خستہ دلی کی مرمت فرما۔ اسی سے لفظ جبار نکلا ہے۔ [2] القہار غالب زبردست وھو القاھر فوق عبادہ یعنے وہ اپنے بندوں پر زبردست ہے۔ ہرگز ہرگز اس لفظ کا وہ منشاء و مدعا نہیں جو ہندوستانیوں اور پنجابیوں نے اپنی مفہوم میں خیال کیا ہے۔ تعالےٰ شانہٗ عما یقولون۔

یہہ ہی معبود برحق ہے کہ مذکور زباں ہووے
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ معروف جہاں ہووے
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ احساں اس کا بالا ہے
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ احساں کرنیوالا ہے
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ شان اسکی نرالی ہے
کوئی دن اور کوئی لحظہ نہ امر حق سے خالی ہے
یہہ ہی معبود برحق ہے مرا ایمان اس پر ہے
یہی معبود برحق ہے کہ اطمینان اس پر ہے
یہی معبود برحق ہے امانت اسکی جاری ہے
اسی کی پاک امانت سے میسر دینداری ہے
نہیں طاقت سوا اسکے بدی سے باز رہنے کی
وہی توفیق دیتا ہے کلام نیک کہنے کی
وہی معبود برحق ہے عبادت اس کی شایاں ہے
وہی معبود برحق ہے کہ حق اس کا نمایاں ہے
وہی معبود برحق ہے صداقت اور ایماں ہے
وہی معبود برحق ہے میں کہتا ہوں دل وجاں ہے
وہی معبود برحق ہے کہ رسب بندگی اس کی
ہماری بندگی کرنے میں ہے خورسندگی اس کی
وہی معبود برحق ہے کہ قبل از کل وجود اس کا
وہی معبود برحق ہے کہ بعد از کل نمود اس کا
وہی معبود برحق ہے کہ ہے جس کو بقا دائم
فنا اور موت سب کو ہے نظر آتے ہیں جو قائم
وہی معبود برحق ہے کہ عظمت میں وہ اعلیٰ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ کرم اور حکم والا ہے
وہی معبود برحق ہے کہ اکرم ہے کریموں سے
وہی معبود برحق ہے کہ ارحم ہے رحیموں سے
وہ انکو دوست رکھتا ہے کہ توبہ ہے شعار انکا
کراتا وا ہے باب رحم عجز و انکسار اُن کا
وہی معبود برحق ہے کہ گمراہوں کا ہادی ہے
گرہ میں باندھنے کی بات ہے جو یہ سنادی ہے
وہی معبود برحق ہے وکیل الحایریں وہ ہے
وہی معبود برحق ہے امان الخائفیں وہ ہے
وہی معبود برحق ہے پناہ ہے دادخواہوں کی
اسی کی ذات ہے فریادرس فریادخواہوں کی
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الناصریں وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الحافظیں وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الوارثیں وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الحاکمیں وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الرازقیں وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الفاتحیں وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الغافریں وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر [illegible] وہ ہے

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے درس قرآن مجید میں سے چندباتیں

(ہمارے اپنے الفاظ میں)

۱۰- جون ۱۹۰۹ء کے درس میں جو سورہ النسا کے سترھویں رکوع سے شروع ہوا تھا آپنے شرک کے متعلق چند ضروری باتیں نہایت وضاحت سے بیان فرمائیں۔ جنکو اصول کے طور پر ہم یہاں بتلاتے ہیں۔

شرک کیا ہے؟ کسی کو ساجھی کرنا۔ ملا دینا۔ خدا سے شرک کے یہ معنے ہیں کہ خدا کے اسما و افعال میں کسی دوسرے کو ساجھی کرنا۔ جو لوگ ایک خالق خیر اور دوسرا خالق شر یا خالق نور و خالق ظلمت مانتے تھے اور یزدان و اہرمن انکا نام علی الترتیب رکھتے تھے وہ بھی مشرک تھے گو اس کا اثر اعتقاداً ہی تھا۔ جوارح اور اعمال پر کچھ اثر نہ تھا اس لئے یہ شرک اعتقادی ہے۔ افعال اور اعمال میں کسی کو تعظیم لامر اللہ میں شریک کرنا شرک فعلی یا عملی ہے۔

شرک کیونکر پیدا ہوتا ہے؟ کسی غیر کو کامل تصرف اور کامل علم سے متصف ماننا شرک کا ابتدائی بیج ہے۔ اس سے امید وبیم کا ایک شگوفہ نکلتا ہے جس پر محبت اور تعظیم کا ایک درخت پھلتا ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔

شرک کو خدا ایتعالے معاف نہیں فرماتا ہے۔ یاد رکھو بعض گناہ شرک کے برابر اور بعض اس سے بڑھکر ہیں۔ انکار انبیا شرک کے برابر ہے اور انکار خدا شرک سے بڑھکر ہے۔

بانی اسلام علیہ التحیۃ والسلام نے شرک کا استیصال ایسے طور پر کیا کہ توحید الہی کے اقرار کے ساتھ اپنی عبودیت کا اقرار جزو لاینفک کی طرح مقرر کیا جسپر مسلمانوں کو عظیم الشان فخر حاصل ہے۔ کیونکہ بانیان مذہب کے خدا یا ہمسر خدا بنائے جانے کے اور اسباب میں سے یہ بھی ایک بڑا سبب ہے کہ انکی عبودیت کا اقرار دائمی طور پر انکی امت میں [illegible] نہ رہا [illegible] فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ [illegible]۔ اس سے پیشتر ہم نے شرک پر ایک مفصل تقریر عباد الرحمن کے مضمون میں لکھی ہے۔ ایڈیٹر)

ان یدعون من دونه الا اناثا۔ خدا ایتعالے کے سوا اصنام کو پکارتے ہیں۔ شاہ عبد القادر صاحب نے اہل ہند کے مذاق پر اناثا کا ترجمہ دیویاں کیا ہے وہ بھی بہت لطیف ہے۔ اگرچہ یہ لفظ وسیع المعنی ہے اور ہر صنم یا معبود باطل پر اس کا اطلاق ہوتا ہے

ومن یعمل من الصلحت من ذکر او انثی وھو مومن فاولئك یدخلون الجنة۔ یعنے مومن مرد ہو یا عورت مگر اعمال صالحہ کرنے والا ہو کوئی ہو بہشت میں داخل ہوگا۔ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو اس آیت سے عورت اور مرد کی مساوات کا مسئلہ کیسا صاف ثابت ہے وہ نادان آریہ وغیرہ غور کریں جو غیر مساوات حقوق نسوان پر زور دیا کرتے ہیں۔

۱۲- جون کے درس میں سے جو اکیسویں رکوع سے شروع ہوا اس امر پر ایک لطیف تقریر کی کہ قرآن کریم میں جو آیات طلب معجزات کی ایسی ہیں جیسے کہ یہ آیت یسئلك اهل الکتاب ان تنزل علیهم کتابا من السماء الی الایہ اور جن میں یہود کو طلب معجزات پر دھتکار دیا ہے ان پر کامل غور نکرنے کی وجہ سے معتزلہ اور نیچری تو معجزات سے انکار ہی کر بیٹھے ہیں۔ اور ایک گروہ ایسا ہے کہ جو منکر تو نہیں مگر کہتا ہے کہ اُنکے ایسے سوال چونکہ ضد اور تعصب سے تھے اس لئے اُنکو دھتکار آگیا ہے۔ مگر یہ ایک ایسی بات ہے جس کا تعلق دل سے ہے اس لئے اوس کا علم کسی دوسرے کو نہیں ہوسکتا۔

ایسی آیات میں جنہیں ایسے امور ہیں بہت غور کے بعد مجھے یہ راہ معلوم ہوئی ہے کہ شرارتی آدمی شرارت کرکے قسم قسم کی راہیں نکالتا ہے۔ چونکہ اہل کتاب کی کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت تھیں اس سئے انھوں نے ایسے معجزات طلب کرنے شروع کئے جو اُن بشارتوں کے خلاف تھے۔ اور اصل مطلب انکا یہہ تھا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن معجزات

کے دکھانے کا دعوی کریں۔ تو یہہ عذر اور بہانہ تراش لیں کہ ہماری کتب مسلمہ کے نشانات موعود کے خلاف ہے اس لئے ہم کو نبی موعود کے لئے دوسرے کی راہ تکنی چاہیئے۔ اور اگر انکار کریں تو انکار کے لئے صاف گنجائش ہے۔ غرض

غرض اسی نوعیت کا سوال یہاں بھی ہے چونکہ اہل کتاب یسعیاہ اور استثنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات میں سے ایک یہ بھی پڑھ چکے تھے کہ خدا کا کلام اسپر وقتاً فوقتاً یا متفرق طور پر نازل ہوگا اس لئے انھوں نے ایسا سوال کیا کہ گویا مجلد اور کل کتاب یکبارگی نازل ہو جائے۔ جس کا جواب خدا یتعالےٰ نے مناسب طریق پر دیا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا مثبت اور حکیمانہ طرز اپنے اندر رکھتا ہے اور انکے مسلم الثبوت نشان کو حجت قرار دیا کہ موسی کی راستبازی کا معیار اور اسکی کامیابی کا بڑا برہان اس کا تسلط پایا جاتا ہے۔ اسی طرح مثیل موسیٰ علیہ السلام کو بھی **سلطانا مبینا** کا واضح نشان عطا ہوا ہے۔

سبت

سبت کے متعلق توضیح کرتے ہوئے مندرجۂ ذیل تین امر بیان فرمائے۔

اوّل سبت کے معنے آرام کے بھی ہیں پس خدا یتعالےٰ اگر کسی کو کسی قسم کی راحت کا سامان دے تو وہ اسکی قدر کرے تاکہ خدا تعالےٰ کی برکات اور انعامات کی زیادتی ہو۔ ورنہ اگر کسی راحت اور آسایش کی قدر نہ کروگے تو یاد رکھو کہ ہلاک ہو جاؤگے تباہ اور ذلیل ہو جاؤگے۔ تاریخ اس امر کی مثبت اور شاہد عدل ہے کہ وہ لوگ جنھوں نے سبت کی قدر نہیں کی یعنے انعامات الٰہیہ کو حقیر سمجھا نہایت ذلت اور خواری کے ساتھ تباہ اور ہلاک ہوئے۔

دوم۔ سبت کے معنے سنیچر کے دن کے یہودیوں کے اعتقاد کے موافق اور جمعہ کے مسلمانوں کے اعتقاد کے موافق ہیں۔ یہودیوں نے سبت کی بے قدری کرکے دیکھ لیا کہ دنیا میں ذلت اور مسکنت کی ضرب سے پاش پاش ہوئے۔ بے خانماں ہو گئے۔ مسلمان اگر جمعہ کی قدر نہ کریں گے اور جمعہ چھوڑ دیں گے تو ذلیل ہو جاویں گے اس لئے کہا گیا ہے کہ ترک جمعہ سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ مسلمانوں کے ہندوستان میں زوال کی تاریخ عالمگیر کے بعد سے شروع ہوتی ہے اور یہ وہی زمانہ ہے جب سے جمعہ کا ترک شروع ہوا

سوم سبت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (اور یہ معنے پولوس نے کئے ہیں) جن کے ذریعے دنیا کو دوبارہ آرام ملا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبتی نبی ہیں۔ اب دیکھ لو جنھوں نے سبتی نبی کی قدر کی کیسا آرام پایا۔ عرب کو جو آرام ملا دنیا جانتی ہے۔ پھر جو جو قومیں مسلمان ہوئیں انھوں نے کیسا آرام پایا۔

الغرض یہ تینوں معنے سبت کے ہیں اور ہر ایک کی قدر نہ کرنے سے زوال ہلاکت کا سامان پیدا ہوتا ہے۔ پس مسلمانو! جمعہ کی قدر کرو۔ خدا تعالےٰ کی دی ہوئی راحتوں اور آسایشوں کی قدر کرو۔ اپنے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی قدر کرو۔

خطبہ (موعظت)

جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے ۹ جون ۱۸۹۹ء کو پڑھا

الحمد للہ رب العلمین الرحمٰن الرحیم مالك یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علی رسوله محمد وآله واصحابه اجمعین۔ امابعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ والذین لا یشهدون الزور واذا مروا باللغو مروا کراما۔

اللہ تعالےٰ کے بندے وہ ہیں جو ایسی جگہوں میں جہاں جھوٹی اور گندی باتیں ہوتی ہیں کبھی حاضر نہیں ہوتے اور کبھی جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ یعنے خدا یتعالےٰ کی مرضی کے خلاف نہیں بولتے ہیں اور کبھی کسی بیہودہ جگہ کے پاس سے گذرنے کا اتفاق بھی ہو جائے تو اس کے ساتھ کسی قسم کی دلچسپی نہیں لیتے اور توجہ بھی نہیں کرتے بلکہ کنارہ کرتے ہوئے گذر جاتے ہیں۔ مگر جب اللہ تعالےٰ کی آیتیں انکے پاس پڑھی جاتی ہیں تو پوری توجہ کرتے ہیں اور اندھوں بہروں کی طرح نہیں سنتے پوری قدر کرتے ہیں۔

بڑے تعجب کی بات ہے۔ ایک بھیڑ کا بچہ ایک بکری کا بچہ ہزاروں ہزار بھیڑوں کے ریوڑ اور گلہ میں سے اپنی ماں کو پہچان لیتا ہے۔ چند دن کا پیدا شدہ بچہ بھی بلاتکلف جوش محبت سے بھرا ہوا بلبلاتا ہوا دوڑ کر اپنی ماں کو جا لپٹتا ہے اگرچہ ہماری نگاہ میں سب بھیڑیں برابر ہیں اور کوئی نشان ایک کو دوسرے سے تمیز کرنے کا بظاہر نہیں ملتا ہے۔ لیکن ہر ایک آدمی جانتا ہے کہ اس کا بچہ ایک بڑے ریوڑ میں بھی اپنی ہی ماں کو پہچان لیتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ تمام پرندے اپنے نر و مادہ اپنے اپنے جوڑہ کو پہچان لیتے ہیں پر افسوس ہزار افسوس انسان غافل اپنے محسن۔ اپنے مولا۔ زندگے اور نور کے چشمہ۔ تمام بھلائیوں اور بہتریوں کی اصل۔ ہاں اپنے سچے اور حقیقی مربی مولا کو نہیں پہچانتا اور پھر نہیں پہچانتا۔ یہ مثال جو میں نے دی ہے ہر ایک سوچنے والی طبیعت کے لئے عبرت کو کافی ہے۔

خدا یتعالےٰ کے کاریگر ہاتھ نے جہاں ایک طرف ان حیوانات کو انسان کی زندگی کی جسمانی ضروریات کے لئے ایک یا دوسرے پہلو سے مفید اور خادم بنالیا ہے وہاں دوسری طرف انکی رفتار زندگی ایک عظیم الشان سبق انسان کی روحانی تربیت اور اخلاقی اصلاح کے لئے پیش کرتی ہے۔ بے شک! بے شک! ان حیوانات کی زندگی غافل انسان کے لئے ایک سبق ہے کہ وہ اندھا ہو کر ہی نہ گذر جاوے۔ کیا وجہ ہے کہ انسان جو ان جانوروں کی تمام صفات کا مجموعہ ہے اسوقت جب کہ اس نے ابھی یہ انسانی جامہ نہ پہنا تھا الست بربکم کے جواب میں بلاتامل قالوا بلیٰ کہتا ہے۔ مگر اب کیا ہو گیا ہے کہ اس وقت تو اسکو ایک خاص ذوق اور معرفت کے ساتھ اس بلیٰ کی تعمیل کرنی چاہیئے تھی لیکن اب ایسا غافل اور مدہوش ہوا ہے کہ گویا کچھ پتا ہی نہیں۔ میں بہت حیران ہو جاتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کے سوال پر توبہ ذرا بھی نہ ہچکچایا۔ اور بدوں کسی قسم کے تامل

کے بلا بول اٹھا۔ جیسا سوال جان ہی سے نکلا تھا ویسے ہی معاً سچا اور صحیح جواب اسکی جان سے نکلا۔ مگر اب کیا ہوا فطرتی طور پر آنکھ دیکھتی ہے جب کھولو دیکھتی ہے لیکن ایک شخص ہے بظاہر آنکھ رکھتا ہے غانے صاف ہیں لیکن آنکھ رکھتا ہوا بھی نہیں دیکھ سکتا۔ موتیا بند غالب ہوگیا ہے پانی اتر آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فطرتی قوی ہیں جب کسی قسم کی رکاوٹ آجاتی ہے تو وہ اپنا کام نہیں دے سکتی۔ اسی طرح پر انسان کی روح کے اندر اسکی بناوٹ میں حق تعالے کی ہستی کا اعتراف اور اقرار موجود ہے اور اس نے خدا کے حضور الست بربکم کے جواب میں قالوا بلےٰ کہکر بتلا دیا۔ لیکن اب جو وہ غافل ہو گیا ہے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ اس معرفت ربی کی آنکھ میں کوئی موتیا بند ہے اور کسی قسم کا پانی اتر آیا ہے۔

جانوروں تک میں احسان شناسی کا مادہ اور وفاداری کا نمونہ موجود ہے کتا بھی ایک ہڈی ڈالنے والے کو پہچانتا ہے اور اس کے سامنے دم ہلاتا ہوا وفاداری کے جوش میں احسان کا اقرار کرتا ہے۔ مگر یہ نالائق انسان! غافل انسان! اپنے محسن و معطی حقیقی کی نسبت ایسا ہوگیا ہے کہ گویا اسے کوئی تعلق ہی نہیں ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ آنکھیں اندھی ہوگئی ہیں اور دل کی وہ قوت جو اپنے محسن و مولا کو پہچانتی تھی جاتی رہی ہے۔ انسان بیمار ہوتا ہے۔ ہر ایک آدمی نے اپنی زندگی میں کبھی نہ کبھی بیمار ہوکر یا اپنے کسی عزیز کو بیمار ہوتے ہوئے دیکھا ہوگا۔ طبیب کہتا ہے کیا کھایا تھا؟ ابتدا کیونکر ہوئی۔ بیماری کی پہلی اٹھان کیونکر ہوئی۔ غرض ہر قسم کے اسباب معلوم کئے جاتے ہیں اور مریض خود بھی طبیب کی ہر قسم کی منت اور خوشامد کرتا ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ سعادتمند وہی ہے جو اس خطرناک بیماری کے وقت کہ روح خدا کو نہیں پہچانتی اور دل ناپاک ہوگیا ہے نماز میں لذت نہیں پاتا۔ قرآن پڑھتا ہے مگر ایک ذوق جو مومن صادق کو ملتا ہے اس کو حاصل نہیں۔ غرض جب اللہ تعالے جیسے محسن و مولا۔ اور دلی نعمت سے غافل ہے اسوقت اگر اس ہلاک کر دینے والے تپ دق کو محسوس کرتا ہے اور علاج کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو سمجھو کہ بڑا ہی بیدار بخت انسان ہے لیکن اگر باایں ہمہ بھی غفلت پر غفلت کرتا ہے تو پھر اسکی ہلاکت میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ آج اس زمانہ میں اس قسم کے مہلک امراض کے پیدا کرنے والے اسباب بہت ہیں۔ لیکن تھوڑے ہیں جو ان سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہاں فکر کرتے ہیں جب یہ تپ دق اندر اندر گھن کی طرح کھا جاتی ہے اور آخری منزل میں پہونچکر پیغام موت لے آتی ہے پس میرے دوستو اس سے پہلے فکر کرو کہ جب فکر کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

اللہ تعالے نے رحمٰن کے بندوں کی صفات کے بیان کرنے سے یہ مقصد رکھا ہے کہ تا ہر ایک شخص ان کا خلاف بھی سمجھ لے یعنے جن میں ایسی صفات ہونگی وہ تو عباد الرحمن اور اللہ کے مقبول ہیں مگر جن میں ان صفات کی ضدیں ہونگی وہ خدا تعالے کے نزدیک مردود اور مخذول ہوں گے۔

میں نے اس آیت کو اس زمانہ کے حسب حال دیکھکر اپنے اور اپنے دوستوں کی نصیحت کے لئے اختیار کیا ہے اللہ تعالے خوب جانتا ہے کہ میرے نزدیک سلوک کی منزلوں کے طے کرنے کے لئے یہ ایک ضروری نشان ہے۔ ہاں تو رحمان کے بندوں کا ایک نشان یہ ہے کہ ایسی مجلسوں میں جہاں غفلت اور تاریکی پیدا ہوتی ہے معصیت کی مجلسوں میں جہاں نہ کار دین نہ کار دنیا ایسے مشغلوں میں جہاں کوئی شخص جانے سے راندہ درگاہ الہی ہو جاتا ہے نہیں جاتے اور انسے کنارہ کرتے ہیں۔ مٹی کھانے والا انسان مٹی کھاتا ہے۔ کھانے کا لفظ اسپر بھی بولا جاتا ہے مگر اسکو دیکھو کہ صالح خون جو زندگی اور خوبصورتی کے لئے ضرور ہے اسمیں پیدا نہیں ہوتا بلکہ رفتہ رفتہ پہلے خون کو بھی وہ مٹی بھسم کرتی ہے اور آخر کو ایک بدنما اور بہت ہی کمزور بنا دیتی ہے اسی طرح پر وہ لوگ جو معصیت اور خطاکاری کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں اپنا وقت تو گذارتے ہیں لیکن آخر ہلاک ہو جاتے ہیں اور انکو وہ مزا اور راحت نہیں ملتی جو ایک مومن کو ملتی ہے وہ مزا اللہ تعالے کا ذکر ہے میں محراب میں کھڑا ہوا اس انسان کے سامنے جسکو میں صادق مانتا ہوں اور اس وقت روئے زمین کے کل موجودہ انسانوں سے افضل جانتا ہوں۔ خدا تعالے کی کتاب ہاتھ میں لئے ہوئے بقائمی ہوش و حواس کہتا ہوں اور ایسے انسان کے سامنے (جو موجودہ نسل کے کل انسانوں سے افضل اور اشرف ہے) جھوٹ بولنا خدا تعالے کے حضور جھوٹ بولنا ہے۔ میں نے کل اس کے سامنے اقرار کیا کہ اگرچہ عصبی بیماریاں مختلف رنگوں میں مجھے لگی ہوئی ہیں تشنج اور ضعف بھی غالب آجاتا ہے لیکن جب قرآن کی عزت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم۔ اعلائے کلمۃ اللہ کے تذکرے صلیب پرستی اور مردہ پرستی کی ہیکل کو گرا دینے کی باتیں سنتا ہوں اسوقت میں اپنے اندر ایک خاص قسم کی طاقت پاتا ہوں گویا یاقوتی یا فولاد یا مشک و عنبر کھاتا ہوں۔ میں اپنے تئیں پہلوان سمجھتا ہوں۔ میں اس سے نتیجہ نکالتا ہوں کہ ایک فہیم انسان کا دل جسقدر لذت اور سرور ذکر اللہ میں پاسکتا ہے اور کسی چیز میں نہیں۔ شرابیں پیتے اور زنا کرتے ہیں۔ عارضی اور ناپائدار لذت کے لئے۔ لیکن ایک وقت آجاتا ہے کہ شراب چھوٹ جاتی ہے اور زنا چھوٹ جاتا ہے احمق اگر پہلے ہی سے ایسی چیز کو موہنہ نہ لگاتا تو کیا اچھا ہوتا۔ پاکیزگی اور طہارت کو پیار کرنے والے بڑھاپے میں جاکر بھی ایک طمانینت اور قوت پاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ بڑی سچی بات ہے کہ جوانی میں خدا کو یاد کر کہ تیرے بڑھاپے کے دن آسانی سے گذریں گے۔ سچی یاقوتی اور حقیقی راحت اور اطمینان کا ذریعہ ذکر اللہ ہاں صرف ذکر اللہ ہے۔ دنیا میں حکم کتاب موجود ہے۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ کوئی لذت۔ راحت سکینت نہیں جو دل کو حاصل ہو سکے مگر ہاں ایک اور صرف ایک راہ ہے اور وہ ذکر اللہ ہے۔ یہ سچا دعویٰ ہے۔ جو لوگ اپنے اوقات گندی اور ناپاک مجلسوں میں محض بیہودہ گپّوں اور ہنسی میں گذارتے ہیں وہ

نہیں سمجھتے کہ ایک عظیم الشان نعمت کی ناقدر شناسی کر رہے ہیں۔ خدا نے ہر ایک سانس کے ساتھ جداگانہ انعام کئے ہیں پس مناسب اور لازم یہ ہے کہ ہر سانس کے ساتھ خداتعالے کی نعمت کا شکریہ کرے۔ پس وہ کیسا نادان ہے جو عزیز وقت رایگان کھوتا ہے میرے دوست جو اسوقت قادیاں میں ہیں سوچ سکتے ہیں کہ وہ کیسی قربانی کرکے وطن اور عزیزوں کو چھوڑ کر اور ان گلیوں کو چھوڑ کر جہاں خوشنما لباس پہن کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے چلتے ہوں گے چھوڑ کر ایک گاؤں میں آکر بیٹھے ہیں جہیں کوئی نظارہ نہیں۔ خوبصورتی اور دلچسپی کا کوئی منظر نہیں اگر ان ساری باتوں کے چھوڑنے سے صرف رضائے مولا حاصل کرنا غرض نہیں ہے تو پھر کیا غرض ہے۔ جب رضائے مولا مقصود ہے تو پھر وہ اپنے اندر سوچیں کہ اس کے حصول کے لئے کیا کچھ کر رہے ہیں۔

اب وقت ہے جھوٹی گندی اور محض بیہودہ مجلسوں سے کنارہ کشی کرتے ہوئے گذر جانا مومن اور عباد الرحمن کا کام ہے۔ ہاں آیات اللہ جہاں پڑھی جائیں وہاں پوری توجہ اور دلچسپی سے کام لیتے ہیں۔ اور اندھوں اور بہروں کی طرح نہیں گذرتے اللہ تعالے کی راہوں سے غفلت کا ایک بڑا باعث یہ بھی ہے کہ گرامی قدر اوقات کو لغویات میں کھوتے ہیں۔ پس یاد رکھو کہ بدپرہیز انسان کبھی صحت حاصل نہیں کر سکتا۔ اسے کوئی نسخہ اور کوئی دوا فائدہ نہ پہونچائے گی جب تک کہ وہ پرہیز اور احتیاط نہ کرے گا۔

میں پھر کہتا ہوں کہ روح اور دل کو کھا جانے والی بیماریاں۔ قرآن کی لذت نہ آنا۔ نماز سے حقیقی سرور کا حاصل نہ ہونا۔ دعا میں لذت کا نہ رہنا یہ ساری باتیں ناپاک مجلسوں میں اوقات ضایع کرنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ پس ان سے بچو اور پھر بچو۔ تمہاری نظر تمہارے ہاتھ پاؤں ایسے نہ ہوں جنمیں حکم خدا نہیں ہے اور خدا کی کتاب کے جوئے کے نیچے نہیں ہیں۔ نہیں بلکہ قرآن سے سروں کو خدا کی کتاب کے جوئے کے نیچے رکھدو میں پھر کہتا ہوں کہ ہر آن اپنے سروں کو خدا کی کتاب کے جوئے کے نیچے رکھدو۔ راحت اسی میں ہے خداتعالے تم پر اور مجھ پر رحم کرے۔ ہم اپنا نگران کتاب اللہ کو بنائیں اور اس کے پاک احکام کی تعمیل کی توفیق دے۔ ہم کو اس نے پاک مجلس دی ہے اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق شامل حال کرے۔ **ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔ آمین**

حسد پر عالموں کے خیالات

حاسد اپنا آپ دشمن ہے کیونکہ اس کا دل ہر وقت غمناک اور رنج کش حالت میں بھٹکتا پھرتا ہے۔

اگر ہم جانتے کہ دوسرونکی خوبیوں پر نگاہ بد کرنے سے ہم ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے تو شاید دنیا حسد سے خالی ہو جاتی۔

حاسدانہ خیالات سے ہمیں اپنا دل ہمیشہ بچائے رکھنا چاہیے۔ کیونکہ یہ ناپاک شے دھرم کی پاک امانت کو داغ لگا دیتی ہے۔

اگر تم ظاہری دکھلاوا چھوڑ دو اپنی دولت کا گھمنڈ نہ کرو۔ سوچو کہ اوروں کو بھی تمھاری طرح زندگی بآرام گذارنے کا حق ہے تو اس صورت میں تم حسد سے بچ سکوگے۔

جہاں کہیں حسد کی آگ جلتی دیکھتا ہوں تو میں بڑا خوش ہوتا ہوں اور اسے خوب بھڑکاتا ہوں۔ حاسد کے سامنے اس کے محسود کی زیادہ تعریف کرتا ہوں اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دل میں کڑھتا ہے اور اسے واجبی سزا ملجاتی ہے۔

ہم اکثر اوقات اپنی کمزوریاں اور نقص مان لیتے ہیں لیکن ایسا زہریلا اور بزدل غلبہ ہے کہ اس کا اقرار کرتے ہوئے جان جاتی ہے

تمام خرابیوں اور شرارتوں کی جڑ حسد ہے کیونکہ اس کے ساتھ سچائی اور حق شناسی کا رہنا ناممکن امر ہے۔

اگر حاسد کو اکیلا رہنے دیا جائے تو وہ بچھو کی طرح اپنے آپ کو ہی ڈنک مارتے ہوئے ملک عدم کا رستہ لیتا ہے۔

حاسد آدمی ناخوش اور رنجیدہ رہتا ہے۔ اس لئے نہیں کہ وہ خود بدقسمت ہے بلکہ اس لئے کہ دوسرے خوش قسمت ہیں۔ دوسری طرف دیکھو کہ اگر سچ مچ دوسرے لوگ خوش قسمت ہیں اور وہ بدقسمت تو اس قابل رحم نالائق کی کیا حالت ہوگی۔

ہڈیوں کو چبانے والی دل کا دھڑکا پیدا کرنے والی اور پھیپھڑوں کو گندہ کرنے والی بیماری وہ نہیں جو حکیموں کے خیال میں ہے بلکہ وہ حسد ہے۔

جب خدا فیصلہ کرے گا سچ سچ اور جھوٹ جھوٹ نکلیگا تو حاسد کو بھی سزا ملیگی اگرچہ وہ عذر بھی کرے کہ وہ پیشتر ہی دل میں جل جل کر کافی سزا پا چکا ہے۔

کہتے ہیں کہ ہر چیز سیکھنے کے لئے استاد کی ضرورت ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ حسد کرنے کے لئے کس تعلیم کی ضرورت ہے ہاں اسکی وجہ شاید یہ ہے کہ یہ کوئی ہنر نہیں بلکہ بڑا بھاری عیب ہے۔

بشارت

ہم نہایت خوشی سے ظاہر کرتے ہیں کہ ۴ صفر ۱۳۱۷ہجری المقدس مطابق ۱۴ جون ۱۸۹۹ء بروز بدھ بوقت ۳ بجے بعد دوپہر حضرت اقدس جناب امامنا مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کے مشکوئے معلی میں چوتھا **مبارک بیٹا** پیدا ہوا۔ اس تقریب سعید پر مدرسہ تعلیم الاسلام میں ایک دن کی تعطیل رہی۔ اخبار الحکم نے اپنا خاص پرچہ شایع کیا جو آج کے نمبر کے ہمراہ بطور ضمیمہ تقسیم ہوتا ہے۔

مولود مسعود کا نام حضرت امام صاحب نے **مبارک احمد** رکھا۔ ہماری دلی دعا ہے کہ خداتعالے اس مولود مسعود کو اپنی برکتوں اور رحمتوں کا مورد بنا دے اور خاندان۔ قوم۔ ملک بلکہ دنیا کے لئے اسے مبارک کرے۔ آمین۔ ۱۵ جون کو ختنہ کیا گیا۔

بالکل طیار ہے

حضرت اقدس کی ایک تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر ایک خط" کا دوسرا ایڈیشن چھپکر

طیار ہوگیا ہے۔ کاغذ پہلے ایڈیشن کی نسبت اعلی لگایا گیا ہے اور چھپائی میں بھی زیادہ احتیاط کی گئی ہے باایں ہمہ قیمت وہی دو آنہ ہے۔ جو صاحب منگوانا چاہیں جلد منگوالیں ورنہ پھر شکایت معاف کیونکہ اس مرتبہ بھی صرف چارسو کاپیاں چھپی ہیں۔

حضرت اقدس کی پرانی تحریروں کا پہلا حصہ چھپکر شایع ہو رہا ہے اور اب اسکی کوئی دوسو کاپی موجود ہے۔ شایقین جلد منگوالیں ورنہ ختم ہونے پر عدم تعمیل درخواست کی شکایت معاف فرماویں۔

قرآن کریم کیا ہے؟

قرآن کریم دنیا بھر کی صداقتوں کا مجموعہ اور تمام خوبیوں کا سرچشمہ ہے۔

(۲) قرآن کریم ایک مفصل کتاب ہے۔

(۳) قرآن کریم ان لوگونکا ہادی ہے جو رضائے الہی کے طالب اور دار السلام کے جویا ہیں۔

(۴) قرآن کریم ہر ایک قسم کی ظلمت سے خواہ وہ رسم کی ظلمت ہو یا عادت کی یا جہالت کی نور کی طرف لاتا ہے۔ اور ایسی باتوں پر اطلاع دیتا ہے جن کا علم پہلے نہیں ہوتا ہے۔

(۵) وہ سب سے زیادہ سیدھی راہ سکھاتا ہے۔

(۶) قرآن کریم حق الیقین ہے اس میں شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں۔

(۷) وہ حکمت بالغہ ہے اس میں ہر ایک چیز کا بیان ہے۔

(۸) قرآن کریم حق ہے اور میزان حق بھی یعنے آپ بھی سچا ہے اور سچ کے لئے محک بھی۔

(۹) وہ لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور ہدایتوں کی اس میں تفصیل ہے حق اور باطل میں فرق بیان کرتا ہے۔

(۹) قرآن کریم کی نقل صحیفہ فطرت میں منقوش ہے یا یہ کہو کہ اس کا یقین فطری ہے

(۱۰) **انہ لقول فصل**۔ وہ قول فیصل ہے

(۱۱) وہ اختلافات کے دور کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔

(۱۲) وہ ایمانداروں کے لئے ہدایت اور شفا ہے۔

(۱۳) قرآن ایک ایسی کتاب ہے جو قابل ذکر اور تاریخی انسان بنا دیتی ہے۔

(۱۴) قرآن کیا ہے؟ کامیابیوں کی سبیل اور فتحمندیوں کی کلید۔

(۱۵) قرآن کریم مہیمن۔ امام۔ میزان اور ہادی ہے۔

عقیقہ

جناب حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کا عقیقہ اس آیندہ اتوار یعنے ۲۶۔ جون سنہ ۱۸۹۹ء کو ہوگا۔

لعنۃ اللہ علی الکاذبین

دانہ ضلع ہزارہ سے ہمارے ایک دوست اطلاع دیتے ہیں کہ امرتسر کے بعض لوگوں نے جناب مولانا حضرت مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ کی نسبت ایک افواہ مشہور کی ہے کہ حضرت مولانا صاحب نے (نعوذ باللہ) حضرت امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام سے قطع تعلق کر لیا ہے"۔

ہم اسپر بجز اس کے اور کیا کہیں کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ مولانا صاحب جس اخلاص اور سچی محبت اور پھر محض رضائے الہی کے طالب اور جویا ہوکر دار الامان میں بیٹھے ہیں وہ ایک نمونہ ہے ان لوگوں کی محبت اور اخلاص کا جو خیر القرون میں ہادی کامل کی صحبت میں بیٹھے تھے۔ گھر بار چھوڑ کر۔ سارے منافعوں اور فائدوں کو پس پشت ڈالکر امام صاحب کے حضور بیٹھ جانا یہ آسان امر نہیں ہے۔ ہم نہایت زور کے ساتھ اس غلط خبر کی تردید کرتے ہیں اور اپنے دوست کو اطلاع دیتے ہیں کہ امرتسر نے غالباً ایسی جھوٹی اور کذب مجسم خبروں کی اشاعت کا ٹھیکہ لے لیا ہے۔ چنانچہ پچھلے سال حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب امروہی کی نسبت ایسی افواہیں اڑائی تھیں۔ اور امسال حضرت مولوی صاحب کے متعلق۔ حیرت ہے کہ ایسے جھوٹے لوگ کیوں خدا کا خوف نہیں کرتے اور اس کی لعنت سے نہیں ڈرتے۔

گھڑیاں

ریلوے ریگولیٹر واچ.

یہہ ریلوے ریگولیٹر واچ جو ہم نے ابھی ولایت سے منگوائی تھی باوجود عدم موجودگی اشتہارات بہت سی تعداد ہاتھوں ہاتھ بک گئی تھی۔ اس کی صورت شکل حسب ذیل ہے۔ اوپن فیس یعنے کھلے مونہہ کی ہے. کیلس یعنے چابی ساتھ شامل ہے۔ سوئیاں موٹی اور ہندسے جلی ہیں جو دیکھنے میں نہایت خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ چینی کا سفید یا رنگدار ڈایل ہے۔ اور سیکنڈ کا گھیرا بھی موجود ہے۔ سوئیاں پھرانے کے واسطے بیرونی پن لگا ہے۔ جرمن سلور کا گلٹ کیا ہوا کیس ہے اور دو قسم کی ہیں۔ یعنے

اول جسکی گارنٹی ۲ سال ہے میانہ قد نہ چھوٹی نہ بڑی۔ قیمت بلا محصول ڈاک ۵؎،

قسم دوم چھوٹا قد گارنٹی ۳ سال محصول ڈاک ۸؍ علاوہ قیمت ۸؎؍

مفصل فہرست اشیاء دوکان درخواست پر ارسال ہوگی۔ ناولیں وکتب دیگر قسم برائے فروخت موجود ہیں۔

المشتہر

کشن چند سدانند اینڈ کمپنی سوداگران واچ کلاک۔ بازار انارکلی لاہور

دار الامان کا ہفتہ

موسم میں برسات کا رنگ پیدا ہونے لگا ہے ہفتہ زیر اشاعت میں اچھی بارش ہوگئی ہے۔

دار الامان میں یہ ہفتہ نہایت برکتوں اور خوشیوں کا ہے۔ کتاب "مسیح ہندوستان میں" ۸۸ صفحہ تک چھپ چکی ہے۔ مدرسہ کی حالت روبہ ترقی ہے اس لئے امداد کی ضرورت تاکہ بورڈنگ تعمیر۔ باہر سے احباب اپنے لڑکے بھیجیں۔

انوار احمدیہ پریس میں شیخ یعقوب علی ایڈیٹر و مالک کے اہتمام سے چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خاص پرچہ اخبار الحکم قادیان دار الامن والایمان

مورخہ ۱۵- جون ۱۸۹۹ء

"امور منزلیہ"

الحمد للہ رب العلمین الرحمٰن الرحیم ملک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

ہم خدا تعالےٰ کی حمد و شکر کرتے ہوئے نہایت مسرت سے ظاہر کرتے ہیں کہ کل ۱۴- جون ۱۸۹۹ء بروز بدھ مطابق ۴- صفر ۱۳۱۷ ہجری المقدس بعد دوپہر ۳ بجے جناب امامنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود دام اللہ برکاتہم کے مشکوئے معلے میں **مبارک بیٹا** پیدا ہوا اور اسطرح پر خدا کے فضل سے الہام ۱۳- اپریل ۱۸۹۹ء پورا ہوا اور وہ یہ ہے اِصْبِرْ مَلِيًّا سَاَهَبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا۔ یعنے تھوڑی دیر ٹھہر میں تجھے پاکیزہ لڑکا دونگا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔ اس مبارک پسر کی ولادت پر انہی ایام کا حضرت اقدس کا ایک اور الہام بھی جو اسی ولادت سعیدہ کے متعلق تھا پورا ہوا اور وہ یہ ہے رَبِّ اَصِحَّ زَوْجَتِي هٰذِهٖ۔ یعنے ای میرے پروردگار میری اس بیوی کی صحت بحال رکھ۔ چنانچہ ام المومنین سخت تکلیف کیوجہ سی خطرناک حالت کو پہونچ گئی تھیں یہانتک کہ سارا بدن یخ ہو گیا تھا اور ایسی نازک حالتیں اطبا کے نزدیک جب بدن سرد پڑ جائے جان بری مشکل ہوتی ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اسوقت کی دعا سے جو مریضہ کیحالت پر ترحم کر کے بتضرع کر رہے تھے ام المومنین کو دوبارہ زندہ کیا۔ اور اس طرح پر مندرجہ بالا الہام بھی پورا ہوا۔ فالحمد للہ علی ذلک۔ یہ الہامات ۱۴- جون سے پیشتر مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کاتب خطوط حضرت اقدس کی معرفت صدہا لوگوں میں شایع ہو چکے ہیں۔ بہرحال خدا تعالےٰ کا فضل و احسان ہے کہ اسنے ہمکو بھی ان لوگوں میں جگہ دی جنھوں نے ان مبارک کلمات کو اپنی کان سے براہ راست حضرت امام کے مونہہ سی سُنا اور اپنی آنکھوں پورا ہوتے دیکھا۔ ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اس مولود مسعود کی عمر میں برکت دے اور اپنے دین کا سچا خادم بنا دے آمین ثم آمین۔

۱۵- جون ۱۸۹۹ء کی صبح کو ختنہ کیا گیا۔ اور اس تقریب پر مدرسہ تعلیم الاسلام میں ایک روز کی رخصت دی گئی۔

احقر الناس **شیخ یعقوب علی** تراب- ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان۔ ۱۵- جون ۱۸۹۹ء

مطبع انوار احمدیہ پریس - قادیان

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

رجسٹرڈ ایل ۶۲

THE HAKAM QADIAN

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

نمبر ۲۴ | قادیان دار الامن والامان - ۱۰ - جولائی سنہ ۱۸۹۹ء - | جلد ۳

جناب مولوی عبد الکریم صاحب کے خطوط

میرا تیسرا خط

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

مجھے اس سے بڑی خوشی ہوئی کہ میری پہلی دو چٹھیاں امید سے زیادہ نافع اور مقبول ہوئیں۔ خدا تعالےٰ خوب جانتا ہے کہ میری غرض یہی ہے کہ میں کسی طرح اپنی استطاعت کیموافق اپنے غائب دوستوں کو اس سرور و ذوق سے بہرہ مند کروں جس نے مجھے سرشار کر رکھا ہے اور یہ لذت جو اس پاک صحبت سے مجھے مل رہی ہے وہمی اور خیالی نہیں جیسا کہ ایک جلد باز معترض فوراً کہدینے کو طیار ہو جائیگا بلکہ اخلاق میں ایک پاک تبدیلی عیاں دیکھتا ہوں آج صبح ہی میں عزیز برادر مفتی صادق سے کہہ رہا تھا کہ منجملہ اُن بیشمار سبقوں کے جو ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک زندگی سے سیکھتے ہیں ایک بڑا بھاری سبق جس کی ہمیں انسان اور تمدنی انسان بننے کے لئے اس عالم میں سخت ضرورت ہے۔ وہ کیا ہے؟ استقامت اور ہر قسم کے زلزلہ ڈالنے والی اور ہمت کی کمر کو ڈھیلا کر دینے والی اور جی کو ہرا کر بٹھا دینے والی شدتوں اور فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابل فوق العادۃ صبر۔ اخلاق پر لکھنے والوں نے اسپر بہت کچھ لکھا ہے اور اس قوت کے زندہ رکھنے اور نشو و نما دینے کے لئے بہت سی تدابیر لکھی ہیں۔ مگر حق یہ ہے کہ زندہ نمونہ اور انسان کامل کی عملی زندگی سے بہتر کوئی نمونہ نہیں۔ میں دیکھتا ہوں کس قدر خوفناک ابتلا اور فتنے ہمارے پیارے مسیح کے سامنے آتے ہیں۔ بعض اوقات کسی سمت سے بظاہر چھکے چھڑا دینے والی خبر کان میں پڑتی ہے اور کبھی ایک معمولی انسان کو قطعاً مایوس کر دینے والی بات واقع ہو جاتی ہے مگر یہ کیسا قلب ہے کہ اسے جنبش تک نہیں ہوتی۔ پیش نظر کتاب کی تصنیف میں بدستور شغل کے سرانجام میں کوئی روک اور کوئی تردد رونما نہیں ہوتا۔ پانچ وقت مسجد میں آنے میں کوئی خلل کوئی اضطراب واقع ہو جائے۔ خدام سے حسب معمول خندہ پیشانی سے پیش آنے اور لطف و کرم اور بسط و بے تکلفی سے باتیں کرنے میں کوئی فرق پڑ جائے۔ اندر گھر میں بچوں کے معمولاً سوال پر سوال کرنے دق کرنے اور ستانے سے کوئی چڑچڑاپن کا نشان دکھائے۔ اپنی محترمہ رفیقہ سے کسی وقت ایسی آواز ہی سے بول اٹھے جس سے درشتی اور کرختی کی بو آئے۔ ان باتوں میں سے کبھی بھی کوئی آشکار نہیں ہوتی۔ مجھے خوب یاد ہے کہ جس روز ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ صاحب قادیان میں حضرت کے مکان کی تلاشی کے لئے آئے تھے اور قبل از وقت اس کا کوئی پتا اور خبر نہ تھی اور نہ ہو سکتی تھی۔ اسکی صبح کو کہیں سے ہمارے میر صاحب نے سن لیا کہ آج وارنٹ ہتکڑی سمیت آئیگا۔ میر صاحب حواس باختہ سراپا شکستہ حضرت کو اسکی خبر کرنے اندر دوڑے گئے اور غلبہ رقت کیوجہ سے بصد مشکل اس ناگوار خبر کے منہ سے برقع اُتارا۔ حضرت اُسوقت نور القرآن لکھ رہے تھے اور بڑا ہی لطیف اور نازک مضمون درپیش تھا سر اٹھا کر اور مسکرا کر فرمایا کہ میر صاحب لوگ دنیا کی خوشیوں میں چاندی سونے

کے کنگن پہنا ہی کرتے ہیں ہم سمجھ لینگے ہم نے اللہ تعالے کی راہ میں لوہے کے کنگن پہن لئے۔ پھر ذرا تامل کے بعد فرمایا۔ مگر ایسا نہ ہوگا کیونکہ خدا تعالے کی اپنی گورنمنٹ کے مصالح ہوتے ہیں وہ اپنے خلفائے ماموریں کی ایسی رسوائی پسند نہیں کرتا"۔ میں دہلی پٹیالہ لدھیانہ امرتسر لاہور سیالکوٹ کپورتھلہ اور جالندھر کے سفروں میں ساتھ رہا ہوں۔ کیا کیا ناگوار امور ان موقعوں پر پیش آئے اور اس اسداللہ الغالب نے کس بے التفاتی سے انھیں دیکھا۔ میں حلفاً کہتا ہوں مجھے انہی اداؤں نے اور کہیں کا نہیں رکھا۔ ہر روز قوم ناسپاس کی طرف سے ایک دل کے دکھانے والی بات تحریراً تقریراً واقع ہو جاتی ہے مگر مامور الہی کے قدم میں ذرا لغزش پیدا نہیں ہوتی۔ برخلاف اس کے ہم دیکھتے ہیں عام حالت انسان کی یہی ہے کہ ذرا سے تکدر اور خفیف سی نامرادی کے پیش آنے پر حواس میں خلل آگیا ہے کام چھوٹ گیا ہے کھانے پینے میں فرق آگیا ہاضمہ بگڑ گئی ہے۔ گھر میں بولتے ہیں تو سڑی کی طرح۔ اسے گھور اُسے مار۔ غرض سب تانا بانا ہی ادھڑ جاتا ہے۔ مرحوم سر سید (جنکی زندگی کے آخری اوراق نے انکے موتھہ سے نقاب کھول کر انکے قلب کے سچے خط وخال دکھا دیئے) کالج کے ایک مالی نقصان کے بعد کیسے گرے کہ کمر ہی ٹوٹ گئی اور ایک کوتاہ نظر میٹیریلیسٹ کی طرح ثابت کر دیا کہ بت تدبیر ہی کی ساری پرستار تھی جو کچھ تھی۔ جب تقدیر کے حضرت محمود نے اس سومنات کو توڑا تو ساتھ ہی آپ بھی ٹوٹ گئے اور ایک لحظہ کے لئے بھی اس پاک استقامت نے ان کا ساتھ نہ دیا جو انبیاء وصلحا و ماموریں کا خاصہ غیر منفک ہے مسٹر بیک کا قول ہے کہ اس نقصان کے بعد انھوں نے کبھی سید صاحب کو ہنستے اور مضبوط دل اور کشادہ پیشانی نہیں دیکھا۔ مجھے یاد ہے میں بھی اُس ایجوکیشنل کانفرنس میں جو علیگڈھ کالج میں منعقد ہوئی تھی موجود تھا۔ جب سید صاحب نے کمال یاس سے قوم کا جنازہ پڑھ دیا تھا۔

ممکن ہے کہ ایمان باللہ اور صفات الہیہ سے بیخبر شخص ان امور کو نہ سمجھے اور مجھے سید صاحب پر بیجا اعتراض کرنے کا ملزم بنائے مگر حقایق الہیہ ایمانیہ سے واقف سمجھ سکتا ہے کہ ساری نبوتوں اور امانتوں اور ولایتوں کی جان اور کامیابیوں کی کلید یہی استقامت ہے اور اسکی جڑ حقیقت میں وہ ایمان ویقین ہے جو ایک راستباز کو خدا کے کلمات اور اس کے وعدوں پر ہوتا ہے یہی وہ استقامت یا ایمان بکلمات اللہ ہے جس نے مکہ کی کالی اور ڈراونی راتوں میں ہمارے سید ومولی سرور اہل بلا کو مشعل کا کام دیا اور بالآخر مدنی زندگی کے روشن اور سفید دن دکھائے اور ابتدائے آفرینش سے۔ قیامت تک کامیابی کا کامل نمونہ آپ کی پاک ذات کو بنایا۔ یہی وہ استقامت ہے جس نے اُس تاریک گھڑی میں جبکہ مدینہ میں اس آفتاب حق وصدق نے اپنا موتہہ چھپا لیا اور بڑے بڑے صحابہ سے لیکر عوام میں ایک تہلکہ پڑ گیا اور بڑے بڑے دور اندیش دوربین دست وپا گم کر بیٹھے کہ اب کیا کریں اور حضرت شیر خدا مصداق لافتی جسد اطہر کی ملازمت سے ہٹ نہ سکتے اور گھر سے قدم باہر رکھنے کی تاب نہ لاسکتے تھے اِن ایسی زہرہ گداز گھڑی میں وہ استقامت ہی تھی جس نے اسلام کے آدم ثانی حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) کا ساتھ دیا اور آپ نے اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو سنبھال لیا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں یہی وہ استقامت ہے جو مسیح موعود کے دعوے کو دن بدن زور وقوت اور شوکت میں بڑھاتی چلی جاتی ہے۔ کیا یہ کوئی پوشیدہ بات ہے کہ سنہ ۹۱ء میں دعوے اور بینات کی کیا صورت تھی اور آج کیا صورت ہے۔ اس اثنا میں کسقدر آندھیاں آئیں۔ مولویوں شاعروں ناثروں صوفیوں جسمانی زور کی دھمکی دینے والوں نے غرض اپنوں اور بیگانوں نے کیا تھوڑے زور لگائے کہ اس مدعی کو شاید یا کم سے کم اس کے دعوے کو ہی کمزور اور پست آواز کر دیں مگر پھر یہ بات کیا ہے کہ زور اور تحدی دن بدن ترقی پر ہے۔ اتنے برس ایک بزدل اور مفتری اور کاذب کو مضبوط قدم رکھنے میں ساتھ نہیں دے سکتے۔ مادی چشموں سے پانی پینے والا آخر اکتا جاتا تھک جاتا اور ہار کھا جاتا ہے۔ مگر میرا مسیح میرا آقا ایدہ اللہ تواب سنہ ۹۹ میں، جوان ہوا ہے۔ کفر کے فتوے اعدا کے منصوبے مخالفوں کے موذی مقدمے اور ایس اور اُس کی ساری تدبیریں اس کے کھیت کا کھاد بن گئیں۔ وہ جو نادانی سے ہنستے اور ناعاقبت اندیشی سے بغلیں بجاتے تھے کہ اب نبوت بند ہو گئی ذرا صبر کریں وہ دیکھیں گے اور انشاءاللہ جلد دیکھیں گے کہ خدا اپنے مرسل کا کیسا ناصر ومولی ہے اور چاہتا ہے کہ ایک عالم کو یقین دلا دے کہ مرزا غلام احمد لاریب مسیح موعود اور مہدی مسعود ہے۔

الغرض یہ بڑا بھاری سبق ہے جو ہم اس امام ہمام علیہ السلام کے وجود باجود سے سیکھتے ہیں میں انشاءاللہ بشرط زندگی اسپر ایک مستقل اور مفصل مضمون لکھوں گا کہ میں نے یہاں بیٹھکر کیا سیکھا اور کیا دیکھا ہے۔ میری روح اس تمام مشاہدے سے ایک سرور ووجد کے عالم میں ہے جو میں نے یہاں گزشتہ تھ سال سے ایک خاندانی ممبر کی طرح رہ کر معاینہ کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں

کہ حضرت کی اندرونی اور معاشرتی زندگی کا نقشہ بیرونیوں کو دکھاؤں شاید کوئی سعید جس کا دل میرے دل سے ملتا جلتا اور میرے جیسے مشاہدات سے ذوق لینے کا عادی ہو میری تحریر سے فائدہ اٹھائے۔ میں اپنے تئیں بڑا خوش قسمت اور اسے نجات کا وسیلہ یقین کروں گا اگر یہ مضمون موثر طور پر میری قلم سے نکل گیا۔ اس چٹھی میں محض ایک ذوق نے مجھے اس وادی میں پھرایا۔ اور ایک بات کو اتنا طول دلایا ہے۔

اس ہفتہ میں سب سے عجیب اور دل چسپ بات جو واقع ہوئی اور جس نے ہمارے ایمانوں کو بڑی قوت بخشی وہ ایک چٹھی کا حضرت کے نام آنا تھا۔ اس میں پختہ ثبوت اور تفصیل سے لکھا ہے کہ جلال آباد (علاقہ کابل) کے علاقہ میں یوز آسف نبی کا چبوترہ موجود ہے اور وہاں مشہور ہے کہ دو ہزار برس ہوئے کہ یہ نبی شام سے یہاں آیا تھا اور سرکار کابل کی طرف سے کچھ جاگیر بھی اس چبوترہ کے نام ہے۔ زیادہ تفصیل کا محل نہیں۔ اس خط سے حضرت اقدس اسقدر خوش ہوئے کہ فرمایا اللہ تعالے گواہ اور علیم ہے کہ اگر مجھے کوئی کروڑوں روپے لا دیتا تو میں کبھی اتنا خوش نہ ہوتا جیسا اس خط نے مجھے خوشی بخشی ہے۔ برادران! دینی بات پر یہ خوشی کیا یہہ منجانب اللہ ہونے کا نشان نہیں؟ کون ہے آج جو اعلائے کلمۃ اللہ کی باتوں پر ایسی خوشی کرے؟ میں اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اسوقت حضرت کی خوشی کو دیکھکر اور اندازہ کرکے اپنے دل میں سخت شرمندہ ہوتا تھا کہ میں بھی اگرچہ خوش ہوں اور اور احباب بھی خوشیاں منا رہے ہیں کہ باطل کی شکست کے لئے ایک اور راہ نکل آئی اور اب مسیح علیہ السلام کی رفتار کا پورا نقشہ ملگیا۔ مگر اس بلاک خوشی کے مقابل ہماری ہنسی اور خوشی پھیکی معلوم ہوتی تھی۔ آخر میں بھی ایک مسلمان ہوں اور قرآن کی عزت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے قائم ہونے اور خلاف قرآن و رسول کے استیصال کا بھوکا پیاسا ہوں۔ مگر پھر کیوں اتنا خوش نہیں؟ برادران یہی وہ راز ہے جسے وہی سمجھ سکتا ہے جو مامور ان الٰہی کی حقیقت اور منصب کو سمجھ سکتا ہے۔ ہمارے ایمان کی تجدید و تقویت کے لئے ایک نشان یہ ظاہر ہوا کہ ظہر کے وقت اچانک یہ خط آتا ہے اور صبح حضرت اقدس کو یہ رویا ہوتی ہے کہ حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند سلمہا اللہ تعالےٰ گویا حضرت اقدس کے گھر میں رونق افروز ہوئی ہیں۔ حضرت اقدس رویا میں عاجز راقم عبدالکریم کو جو اسوقت حضور اقدس کے پاس بیٹھا ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ملکہ معظمہ کمال شفقت سے ہمارے ہاں قدم رنجہ فرما ہوئی ہیں اور دو روز قیام فرمایا ہے ان کا کوئی شکریہ بھی ادا کرنا چاہیے۔ اس رویا کی تعبیر یہ تھی کہ حضرت کے ساتھ کوئی نصرت الٰہی شامل ہوئی چاہتی ہے اس لئے کہ حضرت ملکہ معظمہ کا اسم مبارک وکٹوریہ ہے جس کے معنے ہیں مظفرہ منصورہ اور نیز چونکہ اسوقت حضرت ملکہ معظمہ کل روئے زمین کے سلاطین میں سب سے زیادہ کامیاب اور خوش نصیب ہیں اسلئے آپ کا مہربانی کے لباس میں آپ کے مکان میں تشریف لانا بڑی برکت و کامیابی کا نشان ہے۔ خدا کا علم و قدرت دیکھیے ظہر کے وقت اس رویا کی صحیح تاویل پوری ہوگئی۔ اللہ اللہ اس سے زیادہ نصرت کیا ہے کہ ایسے سامان مل رہے ہیں کہ جن سے دنیا کے کل نصاریٰ پر خدا کی روشن حجت پوری ہوتی ہے اور دور نہیں جبکہ عیاں ہو جائیگا کہ خدا کی سچی کتاب وہی ہے جس نے تیرہ سو برس ہوئے کس قوت سے دعویٰ کیا وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم۔ اب خدا دکھانا چاہتا ہے کہ وہ خدا کا برگزیدہ صلیبی موت سے بچکر کہیں اوپر کو نہیں اڑا بلکہ اس نے رفتار کے لئے ایک راہ اختیار کی جس کے جستہ جستہ نقش پا کہیں کہیں پائے جاتے ہیں اور منجملہ ان کے وہی چبوترہ ہے اور آخر کار اس رفتار نے سرزمین پاک کشمیر میں اپنا دورہ ختم کیا اور مرفوع و مطہر ہو کر اسی خطہ پاک میں سو گئے۔ یہ باتیں جب مجموعی طور پر اور مدلل کتاب میں نکلیں گی پھر ان کی دھاک پڑیگی اور بہت سے مونہہ اس سوال سے بند ہو جائیں گے کہ مسیح موعود نے آکر کیا کام کیا۔

فرمایا۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ ان کا فرضی مسیح اور کام کیا کرتا یا کرے گا؟ اسکی اوقات زندگی کی یہی تقسیم بتاتے ہیں کہ دن کا ایک حصہ تو لکڑی یا لوہے یا پیتل یا سونے چاندی کی صلیبوں کے توڑنے میں بسر کریگا اور ایک حصہ سوروں کے قتل کرنے میں صرف کریگا۔ بس یہی کہ کچھ اور بھی؟ ۔ فرمایا۔ یہ لوگ نہیں سوچتے کہ وہ بات کیا ہو جس سے اتنے کروڑ نصاریٰ پر حجت حق پوری ہو کیونکہ اگر نری تلوار ہو تو وہ تو احقاق حق کے لئے کبھی آلہ بن نہیں سکتی۔ کیا ایمان کبھی درشتی سے دلوں میں اتر سکتا اور جبر و اکراہ سے کسی کے دل کو فریفتہ کر سکتی ہے؟ وہ تو اور بھی الزام کا موجب ہے کہ ان لوگوں کے ہاتھ میں بجز لٹھم لٹھا ہونے کے دلیل کوئی نہیں۔ فرمایا۔ آگے تھوڑا اور ناحق کا الزام لگاتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا؟ اور اب یوں اسے سچا کر دینا چاہتے ہیں اور معمولی کرامات و معجزات سے بھی یورپ و دیگر نصاریٰ پر اثر نہیں پڑ سکتا اس لئے کہ ان میں لکھا ہے کہ بہت سے جھوٹے نبی آئیں گے جو نشان دکھائیں گے۔ پھر اب کیا ہے بجز اس کے کہ کوئی ایسی حجت ظاہر ہو جس کے آگے گردنیں خم ہو جائیں اور وہ وہی راہ ہے جو خدا میرے ہاتھ سے پوری کرے گا۔

اور اس ہفتہ میں لاہوری ملہم صاحب کا خط آیا جس میں انھوں نے حضرت اقدس اور آپ کے سلسلہ کے خلاف ایک دو پیشگوئیاں کی تھیں۔ اس کے متعلق میں زیادہ نہیں لکھتا عنقریب خود غیرت اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس پر ایک مستقل رسالہ لکھیں گے بشرطیکہ انھوں نے اپنا موعودہ رسالہ شایع کر دیا مگر اسپر اسوقت چند باتیں فرمائیں وہ لکھتا ہوں۔ فرمایا اللہ تعالےٰ جانتا ہے کہ ان لوگوں کی ہمدردی کے لئے کسقدر میرے دل میں تڑپ اور جوش ہے۔ اور میں حیران ہوں کہ کس طرح ان لوگوں کو سمجھاؤں۔ یہ لوگ کسی طرح بھی مقابلہ میں نہیں آتے۔ تین ہی راہیں ہیں۔ یا گزشتہ کے نشانوں سے میرے اپنے نشانوں کا مقابلہ کرلیں یا آیندہ نشانوں میں

مقابلہ کر لیں ۔ یا اللہ نہیں تو یہی دعا کریں کہ جس کا وجود نافع الناس ہے وہ بموجب وعدہ الٰہی **(فاما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض)** دراز زندگی پائے ۔ پھر عیاں ہو جائے گا کہ خدا کی نگاہ میں کون مقبول و منظور ہے ۔ فرمایا ۔ افسوس یہ لوگ چھوٹے چھوٹے معمولی الہامی ٹکڑوں اور خوابوں پر اترائے بیٹھے ہیں اور سمجھ نہیں سکتے کہ کسی الہام کے خدا کی طرف سے ہونے اور دخل شیطان سے پاک ہونے کا معیار کیا ہے معیار یہی ہے کہ اس کے ساتھ نصرت الٰہی ہو اور اقتداری علم غیب اور قاہر پیشگوئی اس کے ساتھ ہو ۔ ورنہ وہ فضول باتیں ہیں جو نافع الناس نہیں ہو سکتیں ۔ فرمایا اگر کوئی شخص کسی جلسہ کیوقت دور بیٹھا ہوا کسی عظیم الشان بادشاہ کی باتیں سمع لاسن لے اور آ کر کہے کہ میں نے فلاں بادشاہ کی باتیں سنی ہیں تو اس سے اسے اور دوسروں کو کیا حاصل ۔ تقرب سلطانی کے بعد کی باتوں کے نشان اور ہی ہوا کرتے ہیں جنہیں دیکھ کر ایک عالم پکار اٹھتا ہے کہ فلاں درحقیقت بادشاہ کا مہبط کلام و سلام ہے ۔ فرمایا اگر میرے الہامات بھی ویسے ہی معمولی اور فضول ٹکڑے ہوتے اور ہر ایک میں علم غیب اور اقتداری پیشگوئیاں نہ ہوتیں تو میں انہیں محض ہیچ سمجھتا ۔ فرمایا بھلا کوئی لیکھرام والی پیشگوئی کے برابر کوئی ایک ہی الہام بتا دے ۔ فرمایا ۔ میرے الہاموں سے قوم کا فائدہ اور اسلام کا فائدہ ہوتا ہے اور یہی معیار بڑا بھاری معیار ہے جو ان کے منجانب اللہ ہونے پر دلالت کرتا ہے ۔ فرمایا ۔ میرے ساتھ خدا کے معاملات اور تصرفات اور اس کے نشان میری تائید میں عجیب ہیں ۔ کچھ تو میری ذات کے متعلق ہیں ۔ کچھ میری اولاد کے متعلق ہیں اور کچھ میرے اہل بیت کے متعلق ہیں اور کچھ میرے دوستوں کے متعلق ہیں اور کچھ مخالفوں کے متعلق ہیں اور کچھ عامۃ الناس کے متعلق ہیں ۔ واللہ اس انسان کامل کا سراپا اور اس کے در و دیوار سب الٰہی نشان ہی ہیں ۔ اس کی تقریب یوں ہوئی کہ مولوی نورالدین صاحب کو ایک مہینہ سے زیادہ عرصہ ہوا لگاتار دانت کا سخت درد رہا اور سوائے اکھڑوانے کے کسی علاج سے فائدہ نہ ہوا ۔ فرمایا مجھے بھی ایک دفعہ خطرناک درد ہوا یہاں تک کہ مارے درد کے غشی ہو گئی آخر میں الہام ہوا **واذا مرضت فہو یشفین** ۔ جب اٹھا تو درد جاتا رہا ۔ لاہور کی ملہم کے مکرم دوستوں میں سے ایک حافظ صاحب کا پیغام پہنچا کہ وہ گزشتہ نشانوں کو بے پروائی سے دیکھتے ہیں اور ان کا حوالہ سننا نہیں چاہتے فرمایا افسوس یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ خدا کی کوئی بات بھی ناقدر دانی کے قابل نہیں ہوتی ۔ ایک قوم کو کیا پہلے بھی خدا تعالے نے یہ نہیں کہا **اولم یکفہم انا انزلنا علیک الکتاب یتلی علیہم** کیا یہ گزشتہ نشان کا حوالہ نہیں ۔ فرمایا ۔ اب ایسا وقت ہے کہ ہمارے دوستوں کو چاہیے کہ بہت دفعہ ملاقات کیا کریں تو کہ نئے نئے نشانوں کے دیکھنے سے جو روز بروز نازل ہوتے ہیں ان کے ایمان و تقویٰ میں ترقی ہو ۔

۶ ۔ جولائی کی رات کو خدا تعالے نے بہشت و دوزخ کا نظارہ آپکو دکھایا اول بہشت دکھائی گئی اور اس کے ہر قسم کے ثمرات و نعماء دکھائی گئیں ۔ اتنے میں الہام ہوا **یاتیک من کل فج عمیق** ۔ پھر دوزخ دکھایا گیا وہ سخت مکروہ اور پاخانہ کی شکل تھا اتنے میں الہام زبان پر جاری ہوا **لولا فضل اللہ و رحمتہ علی لالقی راسی فی ہذا الکنیف** ۔ یعنے اگر خدا کا فضل و رحمت مجھ پر نہ ہوتی تو میرا سر اس پاخانہ میں ڈالا جاتا ۔ یہ ایک انعام الٰہی کی طرز ہے کہ خدا نے آپ کو ایسے مکان کے لئے بنایا ہی نہیں ۔ اس سے پیشتر مدت ہوئی حضرت کچھ لوگوں کو اس تاریک غار میں دیکھ چکے تھے

برادران ! یہ رویا اور الہام بتلاتے ہیں کہ متبعان مسیح موعود انشاء اللہ اس مکروہ جگہ سے بفضل خدا بچائے جائیں گے ۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اتباع مسیح بہت نازک امر ہے مجھے یہاں رہنے سے اپنے ایمان و عمل کی حقیقت اچھی طرح معلوم ہوئی ہے ۔ مجھ پر کھل گیا ہے کہ مولوی بننا اور کہلانا بہت آسان ۔ سجادہ نشین پیر بننا اور کہلانا اور اور کیا کیا بننا بڑا آسان ہے ۔ مگر حقا کہ مسیح موعود کا اتباع بڑا ہی مشکل ہے ۔ میرے ایک معزز دوست منشی محمد اروڑا صاحب کپورتھلوی نے جالندھر میں حضور اقدس سے پوچھا ایمان کیا ہے ۔ فرمایا ۔ ایمان دو قسم ہے ایک موٹا اور ایک باریک ۔ موٹا یہی ہے ظاہری آداب شریعت کی اتباع اور رسمی مسلمان بن جانا ۔ اور باریک ہی میرے پیچھے ہو لینا ۔ اگر میں اسکی شرح کر دوں تو چھٹی ایک رسالہ بن جاتی ہے ۔ درحقیقت ہماری بیعت کا یہ فقرہ کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا کیا کم دل ہلا دینے والا فقرہ ہے ۔ پھر فرمایا میں دنیا میں اس لئے آیا ہوں کہ تا لوگوں میں قوت یقین پیدا ہو جائے ۔

برادران ! اگر عمل نہیں تو پھر نصرانیوں کا کفارہ حق ہے ۔ اور اگر تم یونہی میرا مسیح میرا مسیح کرتے پھرو اور لوگوں سے تکرار اور لڑائی کرتے رہو اور اپنے نفسوں کو مغالطہ دو کہ تم اس سلسلہ کے لئے بڑی غیرتمند اور اسکے ناصر ہو اور تمہارے اعمال میں حقیقی ایمان کی خوشبو نہیں تو تم نے برنگ دیگر اس تثلیث و کفارہ کے برہمزن مسیح موعود پر ایمان لا کر اپنی بد چلنی سے کفارہ کے صریح جھوٹے مسئلہ کو پھر رواج دیا ۔ مگر تم یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ سب سے سچی اور صادق مہیمن کتاب فرقان مجید اور قرآن حمید میں بارہا **ان الذین آمنوا وعملوا الصلحت** اس لئے آیا ہے کہ ایک پہلی قوم اعمال صالحہ کی طرف التفات نہ کرنے اور اسے حقیقۃً جزو ایمان نہ ٹھہرانے کے سبب ضلال کے خوفناک گڑھے میں اوندھے گر گئے ۔ پس مسیح موعود کا اتباع کیا ہے اسکی مانند کتاب اللہ کی خدمت کیلئے ہمیشہ چست رہنا ہادی کامل سید الاصفیا محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابراء ساحت کے لئے کامل [illegible] کا اپنے اوپر وارد کرنا ۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ان خشک دنوں میں جبکہ میں حقایق الامور سے قطعاً ناواقف تھا اور بیعت شدہ تو تھا مگر نہ بیعت کی حقیقت معلوم تھی اور نہ اپنے آقا کے ساتھ کوئی دلی لگن کی گرنیوالی محبت تھی یونہی رسمی طور پر آتا جاتا تھا اچانک اور پہلی ہی دفعہ جس چیز نے مجھے اسیر کر لیا وہ حضرت اقدس کی ایک تقریر تھی جو قرآن کریم کی محبت اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کے متعلق آپ نے فرمائی جو کہ میں اپنے اندر عشق قرآن اور حامل قرآن کریم کی ایک چنگاری پاتا تھا اپنے سے زیادہ عاشق خدا و رسول کا فریفتہ ہو گیا اور مجھے تو کھلا جو کھلا ۔ انہیں ایک عرصہ کے لیے [illegible] سے پھر رخصت ہوتا اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالے ہماری جماعت کو قرآن کریم کی سمجھ اور اتباع سنت کی توفیق دے والسلام ۔ عاجز عبد الکریم

حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب کے درس قرآن مجید میں سے

ذبح کرنا رحم ہے

قربانی کے متعلق جانوروں کے ذبح کرنے پر ایک شخص نے سوال کیا کہ ذبح کرنا رحم نہیں ہے۔ اسپر حضرت مولانا صاحب نے فرمایا سنو!!!

اول- خدا تعالے کو ماننے والی کل قومیں خواہ وہ کوئی ہوں اس بات کی ہرگز قائل نہیں کہ خدا ظالم ہے۔ بلکہ خدا کو رحمن رحیم دیالو کرپالو مانتی ہیں۔ پس خدا تو ظالم نہیں اور بیشک وہ ظالم نہیں۔ اب خدا تعالے کا فعل دیکھو کہ ہوا میں باز شکرے گدھ چرخ وغیرہ شکاری جانور موجود ہیں اور وہ غریب پرندوں کا گوشت ہی کھاتے ہیں۔ گھاس اور عمدہ سے عمدہ میوے اور اسی قسم کی کوئی چیز نہیں کھاتے۔ پھر دیکھو کہ آگ میں پروانہ کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے۔ پھر پانی کی طرف خیال کرو کہ اس میں کسقدر خونخوار جانور موجود ہیں۔ گھڑیال اور بڑی بڑی مچھلیاں اودبلاؤ وغیرہ چھوٹے چھوٹے آبی جانداروں کو کھا جاتے ہیں بلکہ بعض مچھلیاں قطب شمالی سے قطب جنوبی تک شکار کے لئے جاتی ہیں۔ پھر ایک اور قدرتی نظارہ سطح زمین پر دیکھو کہ چیونٹی خور جانور کیسے زبان نکالے پڑا رہتا ہے۔ جب بہت سی چیونٹیاں اس کی زبان کی شیرینی کی وجہ سے اسکی زبان پر چڑھ جاتی ہیں تو جھٹ زبان کھینچکر سب کو نگل جاتا ہے۔ مکڑی مکھیوں کا شکار کرتی ہے۔ مگس خور جانور اپنی غذا ان جانداروں کو ہی مارکر بہم پہونچاتے ہیں۔ بندروں کو چیتا مارکر کھاتا ہے۔ جنگل میں شیر بھیڑیے تیندوے کی غذا جو مقرر ہے وہ آپ کو معلوم ہے۔ اب بتلاؤ کہ اس نظارہ عالم کو دیکھکر کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ قانون ذبح کا جو عام طور پر جاری ہے یہ کسی ظلم کی بناء پر ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر انسان پر جیوں کے ذبح کرنے کے ظلم کا الزام کیا مطلب رکھتا ہے

دوم- انسان کے جوئیں پڑ جاتی ہیں یا کیڑے پڑ جاتے ہیں کو کیسے بے باکی سے انکی ہلاکت کی کوشش کیجاتی ہے کیا اس کا نام ظلم رکھا جاتا ہے؟ جب اسے ظلم نہیں کہتے صرف اس لئے کہ اشرف کے لئے اخس کا قتل جائز ہے تو ذبح پر اعتراض کیوں؟

سوم- قانون الہی میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہر چیز بے انت بڑھنا چاہتی ہے۔ اگر ہر ایک بڑ کے بیج حفاظت سے رکھے جائیں تو دنیا میں بڑ ہی بڑ ہوں اور دوسری کوئی چیز نہ ہو۔ مگر دیکھو ہزاروں ہزار جانور اسکا پھل کھاتے ہیں۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ اس بڑھنے کو روکنا منشاء الہی ہے۔ اگر ساری گایوں کی پرورش کریں تو ایک وقت میں کیا دنیا کی ساری زمین بھی ان کے چارے کے لئے مکتفی ہوگی؟ آخر بھوک پیاس سے خود ان کو مرنا پڑے گا۔ جب کہ یہ نظارہ قدرت موجود ہے تو ذبح خلاف منشاء الہی کے کیوں ہے؟

چہارم- اگر کسی چیز کو ذبح نہ کریں تو پھر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ کبھی نہ مرے گی؟ جب آخر مرے گی تو سکھ کی موت ذبح ہو سکتی ہے یا یہ کہ بھوکا پیاسا رہ کر یا بیماری وغیرہ کے بہت سے شدائد اور تکالیف اٹھا کر مرے۔ ماننا پڑیگا کہ سکھ کی موت ذبح ہی ہے۔

پھر کوئی کہے کہ ذبح انسان بھی جائز ہو سکتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ذبح انسان کے لئے بھی عمدہ تو ہے اور یہی وجہ ہے کہ شہادت کو سب نے متفق اللفظ ہوکر اعلیٰ مانا ہے۔ مگر انسان کے ذبح نہ کرنے پر اور بہت سے قوی دلائل ہیں انسان کے ساتھ اوروں کے حقوق ہیں کسی کی پرورش ہے تو کسی کا کچھ۔ اگر ایسا حکم دیدیں تو مشکلات کا ایک بڑا سلسلہ پیدا ہو جاتا ہے اس لئے قتل انسان مستلزم السزا کو عرفی اور شرعی قانون میں سخت گناہ کہا گیا ہے۔

اب ان دلائل کو کوئی پڑھکر بتلا دے کہ کیا ذبح کرنا رحم ہے یا ظلم؟ ماننا پڑے گا کہ ذبح سے بڑھکر رحم نہیں ہے۔

۲۳- جون ۱۸۹۹ء کی شب کو قریب مغرب چاند گرہن شروع ہوا تھوڑی دیر میں سارا چاند گہنا گیا۔ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب نے اس موقع پر خسوف کی نماز پڑھائی- اور تا وقتیکہ چاند بالکل روشن نہ ہوگیا مسنون طریق کے موافق کھانا نہ کھایا گیا۔ بلکہ عشاء کی نماز پڑھ چکنے کے بعد جب چاند بالکل صاف ہوگیا کھانا کھایا۔ گویا تمام وقت نماز اور ذکر الہی میں صرف ہوا- الحمدللہ-

---

خدا کا فضل ہے کہ اخبار الحکم کا پانچواں نمبر اسی تقطیع اور اسی صورت میں شایع ہوتا ہے- ابھی تک ٹھیک وقت پر اشاعت پذیر ہونے کا انتظام نہیں ہو سکا جس کے لئے ہم خدا تعالے کی مدد سے کوشش کر رہے ہیں- ہم کو خدا کے فضل سے امید ہے کہ وہ ان نقایص کے دور کرنے میں ہماری مدد کرے گا جو ابھی تک موجود ہیں- اس لئے ہم ناظرین سے امید رکھتے ہیں کہ وہ بھی صبر سے کام لیں اور ہر ایک قسم کی امداد میں ہمارا ہاتھ بٹائیں-

---

جناب مولوی عبدالکریم صاحب کی چند باتیں-

۲۳- جون ۱۸۹۹ء بعد جمعہ

خوف الہی

دنیا میں عام قاعدہ ہے کہ انسان جس سے ڈرتا ہے تو وہ وہ اسکو اور بھی حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگتا ہے- لیکن برخلاف اس کے اللہ تعالے سے جسقدر ڈرتا ہے اسیقدر وہ خدا کے حضور مقرب اور عزیز ہوتا جاتا ہے پھر چونکہ جزا بالمثل کا قانون ایک قانون الہی ہے اس لئے جسقدر انسان خدا سے ڈرتا ہے اسیقدر رعب اور ڈر اسکا اللہ تعالے اسکے دشمنوں

کے دل میں ڈالدیتا ہے۔ پس خدا سے ڈرنا چاہیے نہ لوگوں سے جو دنیا کے کیڑے اور جیفہ دنیا پر گرے پڑتے ہیں۔

لاہور میں تقریر کرتے وقت میرے دل میں خشیت الٰہی کے متعلق یہ بات پیدا ہوئی کہ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ انسان جن چیزوں سے ڈرتا ہے ان سے دور بھاگتا اور نفرت کرتا ہے۔ مثلاً شیر چیتے۔ سانپ وغیرہ سے انسان ڈرتا ہے اور اسی قدر ان سے نفرت کرتا اور دور بھاگتا ہے لیکن خدا سے جسقدر ڈرتا ہے اسی قدر اس کی روح میں اسکے حضور تقرب کی پیاس بڑھتی جاتی ہے اور قریب ہوتا جاتا ہے اور خدا سے پیار کرنے لگتا ہے۔

تقوٰی بکار ہے نہ دھڑہ بندی

خدا کے برگزیدہ کے ساتھ تعلق پیدا کر کے اگر صرف ایک جماعت یا فریق کا آدمی کہلانا مقصود ہو تو یہ بالکل فضول اور لغو ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں ایسے لوگ ہیں کہ جب دو پہلوان کشتی لڑتے ہیں تو حالانکہ انکے کشتی لڑنے سے دین یا دنیا کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا مگر نادان کسی ایک طرف ہو جاتے ہیں۔ یہانتک کہ اس دھڑہ بندی میں لڑائی تک نوبت پہونچ جاتی ہے۔ پس اگر ہم نے بھی **مرزا صاحب** کے ساتھ تعلق پیدا کر کے کوئی پاک تبدیلی پیدا نہیں کی تو بتلاؤ اس سے بڑھکر کیا خصوصیت ہوئی۔ آخر ایک طرف تو ہم نے ہونا ہی تھا۔ پس یاد رکھو جب دنیا کے لعن طعن کو لیا ہے تو اتنا تو کرو کہ پاک نمونے بنکر دکھاؤ۔ تقوٰی اختیار کرو اور دکھا دو کہ تمہاری غرض ایک مامور من اللہ کا ساتھ دینے سے کیا تھی۔

مضمون حضرت اقدس جناب مسیح موعود مندرجہ اخبار عام

مطبوعہ ۱۰۔ مئی ۱۸۸۵ء

آج ایک سوال از طرف رام چرن نامی جو آریہ سماج اکبرآباد کے ممبروں سے ہے میری نظر سے گذرا۔ سو اگرچہ لغو اور بے حقیقت سوالات کی طرف متوجہ ہونا ناحق اپنے وقت کو ضایع کرنا ہے لیکن ایک دوست کے الحاح و اصرار سے لکھتا ہوں۔

سوال یہ ہے کہ خدا نے شیطان کو پیدا کر کے کیوں آپ ہی لوگوں کو گناہ اور گمراہی میں ڈالا۔ کیا اس کا یہ ارادہ تھا کہ لوگ ہمیشہ بدی میں مبتلا رہکر کبھی نجات نہ پاویں۔

ایسا سوال ان لوگوں کے دل میں پیدا ہوتا ہے جنھوں نے کبھی غور اور فکر سے دینی معارف میں نظر نہیں کی یا جنکی نگاہیں خود ایسی پست ہیں کہ بجز بیجا نکتہ چینیوں کے اور کوئی حقیقت شناسی کی بات اور محققانہ صداقت انکو نہیں سوجھتی۔

اب واضح ہو کہ سائل کے اس سوال سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اصول اسلام سے بکلی بیگانہ اور معارف ربانی سے سراسر اجنبی ہے۔ کیونکہ وہ خیال کرتا ہے کہ شریعت اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ گویا شیطان صرف لوگوں کے بہکانے اور ورغلانے کے لئے خدا تعالے نے پیدا کیا ہے اور اسی اپنے وسوسہ کو پختہ سمجھکر تعلیم قرآنی پر اعتراض کرتا ہے۔ حالانکہ تعلیم قرآنی کا ہرگز یہ منشاء نہیں ہے اور نہ یہ بات کسی آیت کلام الٰہی سے نکلتی ہے بلکہ عقیدہ حقہ اہل اسلام جسکو حضرت خداوند کریم جلشانہ نے خود اپنی کلام پاک میں بیان کیا ہے یہ ہے کہ خدا تعالے نے انسان کے لئے دونوں اسباب نیکی اور بدی کے مہیا کر کے اور ایک وجہ کا اسکو اختیار دیکر قدرتی طور پر دو قسم کے محرک اس کے لئے مقرر کئے ہیں۔ ایک داعی خیر یعنے ملائکہ جو نیکی کی رغبت دل میں ڈالتا ہے۔

دوسرے داعی شر یعنے شیطان جو بدی کی رغبت دل میں ڈالتا ہے لیکن خدا نے داعی خیر کو غلبہ دیا ہے کہ اسکی تائید میں عقل عطا کی اور اپنا کلام نازل کیا اور خوارق اور نشان ظاہر کئے۔ اور ارتکاب جرائم پر سخت سخت سزائیں مقرر کیں۔ سو خدا تعالےٰ نے انسان کو ہدایت پانے کے لئے کئی قسم کی روشنی عطا کی اور خود اسکے دلی انصاف کو ہدایت کے قبول کرنے کے لئے مستعد پیدا کیا۔ اور داعی شر بدی کی طرف رغبت دینے والا ہے تا انسان اس کے رغبت دینے سے احتراز کر کے اس ثواب کو حاصل کرے جو بجز اس قسم کے امتحان کے حاصل نہیں کر سکتا تھا۔

اور ثبوت اس بات کا کہ ایسے دو داعی یعنے داعی خیر و داعی شر انسان کے لئے پائے جاتے ہیں بہت صاف اور روشن ہے۔ کیونکہ خود انسان بدیہی طور پر اپنے نفس میں احساس کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ دو قسم کے جذبات سے متاثر ہوتا رہتا ہے کبھی اس کے لئے ایسی حالت صاف اور نورانی میسر آجاتی ہے کہ نیک خیالات اور نیک ارادے اس کے دل میں اٹھتے ہیں اور کبھی اس کی حالت ایسی پر ظلمت اور مکدر ہوتی ہے کہ طبیعت اس کی بد خیالات کی طرف رجوع کرتی ہے اور بدی کی طرف اپنے دل میں رغبت پاتا ہے۔ سو یہی دونوں داعی ہیں جن کو ملائک اور شیطان سے تعبیر کیا جاتا ہے اور حکمائے فلسفہ نے انہی دونوں داعی خیر اور داعی شر کو دوسرے طور پر بیان کیا ہے یعنے انکے گمان میں خود انسان ہی کے وجود میں دو قسم

کی قوتیں ہیں ایک قوت ملکی جو داعی خیر ہے اور دوسری قوت شیطانی جو داعی شر ہے - قوت ملکی نیکی کی طرف رغبت دیتی ہے اور چپکے سے انسان کے دل میں خود بخود پڑ جاتا ہے کہ میں نیک کام کروں جس سے میرا خدا راضی ہو - اور قوت شیطانی بدی کی طرف محرک ہوتی ہے غرض اسلامی عقائد اور دنیا کے کل فلاسفہ کے اعتقاد میں صرف اتنا ہی فرق ہے کہ اہل اسلام دونوں محرکوں کو خارجی طور پر دو وجود قرار دیتے ہیں اور فلسفی لوگ ان ہی دونوں وجودوں کو دو قسم کی قوتیں سمجھتے ہیں جو خود انسان ہی کے نفس میں موجود ہیں لیکن اس اصل بات میں کہ فی الحقیقت انسان کے لئے دو محرک پائے جاتے ہیں خواہ وہ محرک خارجی طور پر کچھ وجود رکھتے ہوں یا قوتوں کے نام سے انکو موسوم کیا جائے - یہ ایک ایسا اجماعی اعتقاد ہے جو تمام گروہ فلاسفہ اسپر اتفاق رکھتے ہیں - اور آجتک کسی عقلمند نے اس اجماعی اعتقاد سے انحراف اور انکار نہیں کیا وجہ یہ کہ یہ بدیہی صداقتوں میں سے ایک اعلی درجہ کی بدیہی صداقت ہے جو اس شخص پر بکمال صفائی کھل سکتی ہے کہ جو اپنے نفس پر ایک منٹ کے لئے اپنی توجہ اور غور کرے اور دیکھے کہ کیونکر نفس اس کا مختلف جذبات میں مبتلا ہوتا رہتا ہے اور کیونکر ایک دم میں کبھی زاہدانہ خیالات اس کے دل میں بھر جاتے ہیں اور کبھی رندانہ وساوس اسکو پکڑ لیتے ہیں -

سو یہ ایک ایسی روشنی اور کھلی صداقت ہے جو ذوالمعقول اس سے منکر نہیں ہو سکتے - ہاں جو لوگ حیوانات کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں اور کبھی انھوں نے اپنے نفس کے حالات کی طرف توجہ نہیں کی ان کے دلو نمیں اگر ایسے ایسے پوچ وساوس اٹھیں تو کچھ بعید نہیں ہے - کیونکہ وہ لوگ بباعث نہایت درجہ کی غفلت اور کور باطنی کے قانون قدرت الہی سے کلی بیخبر اور انسانی خواص اور کیفیات سے سراسر ناواقف ہیں اور ان کے اس جہل مرکب کا یہی علاج ہے کہ وہ ہمارے اس بیان کو غور سے پڑھیں تا کہ انکو کچھ ندامت حاصل ہو کہ کسقدر تعصب نے انکو مجبور کر رکھا ہے کہ باوجود انسان کہلانے کے جو انسانیت کی عقل ہے اس سے بالکل خالی اور تہیدست ہیں اور ایسے اعلی درجہ کی صداقتوں سے انکار کر رہے ہیں جنکو ایک دس برس کا بچہ بھی سمجھ سکتا ہے - پھر بعض سائل اپنے سوال کے اخیر میں یہ شبہ پیش کرتا ہے کہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ خدا تعالے نے آدم کو تسلی دی تھی کہ شیطان تجھکو بہکا نہیں سکے گا - لیکن اسی قرآن میں لکھا ہے کہ شیطان نے آدم کو بہکایا -

یہ وسوسہ قلبی بھی سراسر قلت فہم اور کور باطنی کی وجہ سے سائل کے دل میں پیدا ہوا - کیونکہ قرآن شریف میں کوئی ایسی آیت نہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ شیطان آدم کو بہکانے اور گمراہ کرنے کا قصد نہیں کریگا یا آدم اس کے بہکانے میں کبھی نہیں آئے گا ہاں قرآن شریف میں ایسی آیتیں بکثرت پائی جاتی ہیں کہ خدا تعالے کے نیک بندے شیطان کے بہکانے سے ایسے وبال میں نہیں پڑتے جس سے انکا انجام بد ہو بلکہ حضرت خداوند کریم جل شانہ جلد تر انکا تدارک فرماتا ہے اور اپنے ظل حفاظت میں لے لیتا ہے سو ایسا ہی آدم کے حق میں اس نے کہا کہ آدم صفی اللہ خلیفۃ اللہ ہے اس انجام ہرگز بد نہوگا اور خدا کے محبوب بندوں میں رہے گا چنانچہ یہ امر ایسا ہی ظہور میں آیا اور خدا نے اخیر میں بھی آدم کو ایسا ہی چن لیا جیسا کہ پہلے برگزیدہ تھا - غرض یہ اعتراض معترض بھی سراسر تعصب اور جہالت پر مبنی ہے نہ انصاف اور عقلمندی پر و السلام علی من اتبع الہدی - فقط

بیش قیمت خیالات

خودشناسی

اپنے دل کا امتحان کرو - اور اس کی صداقت کو خوب طرح تولو - ہر روز اپنی زندگی کا حساب کرو اور کمال غور سے دیکھو کہ تم نے کس قدر ترقی کی ہے یا تنزل تمہاری طبیعت و اطوار اخلاق اور خواہش میں کس قدر تغیر ہوا ہے کس قدر مغایرت یا موافقت خدا تعالے سے حاصل کی ہے اور اس سے کسقدر قربت یا دوری ہے سب سے بڑھکر اپنی حالت کا مطالعہ ہے پس جو شخص اپنی حالت سے خوب محرم ہے اس نے گویا وہ علم تحصیل کیا ہے جو دیگر علوم سے بھی زیادہ بیش قیمت ہے -

انصاف

کل ذی حیات مخلوق کے ساتھ انصاف کے ساتھ پیش آنا لازم ہے - انصاف کا بڑا اصول یہہ ہے کہ اپنی نسبت دوسرے کیطرف سے جن خیالات جن اقوال اور جن افعال کی آرزو رکھتے ہو - دوسرے کے لئے بھی اپنی طرف سے اُن ہی کو جایز قرار دو -

آنچہ برخود نہ پسندی بردیگراں مپسند

ذاتی ایثار

جہاں کہیں اپنی تکلیف سے دوسرے کی بھلائی ہوتی ہو وہاں پر ہمیشہ اپنی تکلیف کو بھول جاؤ اور مسرت کے ساتھ اس کے برداشت کرنے کی عادت اختیار کرو -

کشادہ دلی

خیال میں کشادہ دلی کا اسوقت اظہار ہوتا ہے جب کہ انسان دوسرے کی کمزوریوں کو نظرِ عفو سے دیکھ سکتا ہو - گفتگو میں کشادہ دلی وہاں نمایاں ہوتی ہے جہاں انسان بلا ضرورت دوسرے کی کمزوری کے بیان کرنے میں پرہیز رکھتا ہو - کاموں میں کشادہ دلی اس طور پر ظاہر ہوتی ہے کہ جب اور جس وقت اور جس انسان کے ساتھ جب کبھی کوئی موقع ہاتھ آئے تبھی اس کے ساتھ تنگ دلی سے نفرت کرکے کشادہ دلی سے برتاؤ کیا جاوے -

اُلٹی سمجھ

دنیا کے لوگوں کا عجیب دستور ہے کہ اگر وہ اپنی قوم میں سے کسی شخص کو دیکھیں کہ وہ بے محاورہ الفاظ میں گفتگو کرتا ہے یا صحیح تلفظ نہیں کرتا یا صرف و نحو کے قواعد کے موافق نہیں بولتا ہے تو فوراً اسپر نکتہ چینی کرتے ہیں اور اسکی طرف حقارت سے دیکھتے ہیں - لیکن اگر انہیں سے کوئی شخص جھوٹ بولتا ہے - فریب دیتا ہے - اخلاقی اصولوں کو توڑتا ہے اس سے ذرہ بھی نفرت نہیں کرتے اور نہ رنجیدہ ہوکر اسپر نکتہ چینی کرتے ہیں - العجب! ثم العجب -

دعا

دعا اس خاص کوشش اور حالت کا نام ہے جو انسان پر اپنے خالق کی ہستی کے خیالات میں طاری ہوتی ہے اس قرب خاص میں تعجب ہے جو اسے لذات محسوسات کی باتیں یاد رہیں ایک عالی جناب شاہنشاہ کے حضور میں پہونچکر اس سے ٹھیکریاں مانگنے کی درخواست کی مانند ہے - دعا کی قبولیت کا وقت انسان پر لذات محسوسات اور اپنی ہستی کے بھولنے کی حالت ہوتی ہے مگر جس دعا میں جسمانی خواہشوں کے ساماں مانگے جائیں وہ دعا نہیں۔

عبادت

عبادت دل میں فضل الٰہی کے قبول کرنے کی وسعت دینے کا نام ہے یا اپنی ہستی میں مبدء فیض کے عشق کی جھلک پڑنے کی استعداد پیدا کرنے کا نام ہے - بغیر عشق الٰہی کی روشنی کے آدمی ٹھیکرے کی طرح تاریک جرم ہوتا ہے اور آفتاب رحمت کی دھوپ سے اس میں چمک اٹھنے کا جوہر نہیں ہوتا عبادت میں چار جزو ہیں -

اول - رحمت الٰہی کی تعریف -

دوم - خدا سے نزول رحمت کے لئے سوال کرنا -

سوم - اپنی عاجزی اور گناہوں کا اقرار اور اس سے شرمندگی کا اظہار -

چہارم - مغفرت کی درخواست -

خوشخبری

مجموعہ اشتہارات

ہم تمام احباب کی ایک آرزو کو پورا کرنے پر آمادہ اور طیار ہوگئے ہیں یعنے حضرت اقدس جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کل اشتہارات ابتدا سے آجتک جسقدر متفرق طور طور پر وقتاً فوقتاً حسب موقع شایع ہوتے رہے ہیں ہم نے اُن سب کو ایک جگہ جمع کرکے کتاب کی صورت میں ۲۶×۲۲ کی تقطیع یعنے اُس معمولی تقطیع پر جسپر حضرت اقدس کی کتابیں چھپتی ہیں چھاپنے کا بندوبست کرلیا ہے - اکثر احباب اس مجموعہ سے محروم تھے بلکہ بعض نے تو صرف چند ہی نئے اشتہارات جو ان تین چار سال کے ہیں پڑھے ہونگے اور جن کے پاس کچھ تھے تو وہ بھی پورے نہیں - اب ہم نے بہت کوشش سے ان اشتہارات کو جمع کر لیا ہے اور بہت بڑا حصہ اس مجموعہ کا تو ہمیں حضرت اقدس کے کتب خانہ سے ہی ملگیا ہے اور چند اشتہار جو ہمارے پاس نہ تھے وہ ہم کو بعض دوستوں نے مرحمت فرما دیئے - ہم انکی اس عنایت کے مشکور ہیں اس کے صلہ میں ایک ایک نسخہ اس مجموعہ کا مفت بعد طبع ہم انکو دیں گے -

یہ مجموعہ غالباً ۴۰۰ صفحہ کے قریب ہوگا اور عمدہ چھپائی اور خوشخطی کا خاص انتظام کیا گیا ہے - اس لئے اسکی قیمت کچھ زیادہ رکھنی پڑیگی کیونکہ خرچ بہت بڑھ جائیگا - لیکن جو صاحب طبع ہونیسے پہلے پہلے درخواست بھیج دیں گے انکے لئے قیمت میں بہت رعایت کیجائے گی لیکن بعد طبع پھر پوری قیمت لیجائے گی اس لئے ہم درخواستہائے خریداری کے منتظر ہیں - لیکن انتظام چھپائی ہم نے ابھی سے شروع کر دیا ہے - درخواستوں کے آنے تک کام کو التوا میں ڈالنا نہیں چاہا - کیونکہ ہمیں امید ہے کہ حضرت اقدس کے ان ہاتھوں سے نکلے ہوئی موتیوں کو ہر ایک سچا طالب بڑی آرزو سے لینے کی خواہش کریگا جو اسکے پاس نہیں -

اس مجموعہ سے بڑے فوائد یہ ہیں - اول - گویا یہ ایک حضرت اقدس کی بیس سالہ سوانح عمری ہے - دوم - متفرق اور پراگندہ چھوٹے بڑے اوراق کو موزون تقطیع پر ایک شیرازہ میں جمع کرکے ہر ایک شخص کو مجموعہ سے مستفید کرنا جو اس صورت کے سوا بہت مشکل تھا - اور بالخصوص آیندہ نسل کے لئے تو بالکل محال تھا کیونکہ پرانے متفرقات کو جمع کرنا آسان نہیں فقط

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی مالک مطبع کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۷۷ رجسٹرڈ ایل ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

THE HAKAM QADIAN

اخبار الحکم

جلد | قادیان دار الامن والامان ۱۷ جولائی ۱۸۹۹ء مطابق ۷ ربیع الاول ۱۳۱۷ھ | نمبر

مکتوب امام آخر الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بجانب پنڈت دیانند سرستی

من آنچہ شرط بلاغ ست با تو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

واضح ہو کہ ان دنونمین اس عاجز نے حق کی تائید کے لئے اور دین اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کی غرض سے ایک نہایت بڑی کتاب تالیف کی ہے جسکا نام **براہین احمدیہ** ہے چنانچہ اسمین سے تین حصے چھپ کر مشتہر ہو چکے ہین اور حصہ چہارم عنقریب چھپنے والا ہے حصہ سوم مین اثبات کا کافی ثبوت موجود ہے کہ سچا دین جسکو قبول کرنے پر نجات موقوف ہے دین اسلام ہے کیونکہ سچائی کے معلوم کرنیکے لئے دو ہی طریق ہین۔ ایک یہ کہ عقلی دلائل سے کسی دین کے عقائد صاف اور پاک ثابت ہون دوسرے یہ کہ جو دین اختیار کرنے کی علت غائی ہے یعنی نجات اس کے علامات اور انوار اس دین کی متابعت سے ظاہر ہو جائین۔ کیونکہ جو کتاب دعوی کرتی ہے کہ مین اندرونی بیماریون اور تاریکیون سے لوگون کو شفا دیتی ہون بجز میرے دوسری کتاب نہین دیتی تو ایسی کتاب کے لئے ضرور ہے کہ اپنا ثبوت دے۔

پس انھین دونون طریقون کی نسبت ثابت کرکے دکھلایا گیا ہے کہ یہ صرف اسلام مین پائے جاتے ہین۔

اسلام وہ پاک مذہب ہے کہ جسکی بنیاد ایسے عقاید صحیحہ پر ہے کہ جنمین سراسر جلال الٰہی ظاہر ہوتا ہے۔ قرآن شریف ہر ایک جزو کمال خدا کے لئے ثابت کرتا ہے اور ہر ایک نقص و زوال سے اسکو پاک ٹھیراتا ہے۔ اسکی نسبت قرآن شریف کی یہ تعلیم ہے کہ وہ بیچون و بیچگون ہے اور ہر ایک شبیہ و مانند سے منزہ ہے اور ہر ایک شکل اور مثال سے مبرا ہے۔ وہ مبدا ہے تمام فیضون کا اور جامع ہے تمام خوبیون کا اور مرجع ہے تمام امور کا اور خالق ہے تمام کائنات کا اور پاک ہے ہر ایک کمزوری اور ناقدرتی اور نقصان سے اور واحد ہے اپنی ذات مین اور صفات مین اور الوہیت مین اور معبودیت مین نہین مشابہ اُس سے کوئی چیز اور نہین جائز ہے کسی چیز سے اسکا اتحاد اور حلول۔ مگر افسوس کہ آپکا اعتقاد سراسر اس کے برخلاف ہے۔ اور ایسی روشنی چھوڑ کر تاریکی ظلمت مین خوش ہو رہے ہین۔

اب چونکہ مینے اس روشنی کو آپ جیسے لوگون کی سمجھ کے موافق نہایت صاف اور سلیس اردو مین کھولکر دکھلایا ہے اور اثبات کا قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ آپ لوگ سخت ظلمت مین پڑے ہوئے ہین یہانتک کہ جسکے سہارے پر تمام دنیا جیتی ہے اُسکی نسبت آپکا یہ خیال ہے کہ وہ تمام فیضون کا مبدا نہین اور تمام ارواح یعنی جیو اور اُن کی روحانی قوتین اور استعدادین اور ایسا ہی تمام اجسام صغار یعنی پرکرتی خود بخود انادی طور پر قدیم سے چلے آتے ہین۔ اور تمام ہنر یعنی گن جو اُنمین ہین وہ خود بخود ہین اور اس فیصلہ کو صرف عقلی طور پر نہین چھوڑا بلکہ آسمانی نشان بھی ثابت کئے ہین کہ جو خدا کی برگزیدہ قوم مین ہونے چاہئے۔ اور ان نشانون کے گواہ صرف مسلمان لوگ ہی نہین بلکہ کئی آریہ سماج والے بھی گواہ ہین۔ اور بفضل خداوند کریم دن بدن لوگون پر کھلتا جاتا ہے کہ برکت اور روشنی اور صداقت صرف قرآن شریف مین ہے اور دوسری کتابین ظلمت اور تاریکی سے بھری ہوئی ہین۔

لہذا یہ خط آپ کے پاس رجسٹری کرا کر بھیجتا ہون اگر آپ کتاب براہین احمدیہ

کے مطالعہ کے لئے مستعد ہون تو مین وہ کتاب مفت بلاقیمت آپ کو بھیجدونگا آپ اُسکو غور سے پڑھین اگر اس کے دلائل کو لاجواب پاوین تو حق کے قبول کرنے مین توقف نہ کرین کہ دنیا روزی چند آخر کار با خداوند

مین ابھی اس کتاب کو بھیج سکتا تھا مگر مینے سُنا ہے کہ آپ اپنی خیالات مین محو ہو رہے ہین اور دوسرے شخص کی تحقیقات سے فائدہ اُٹھانا ایک عار سمجھتے ہین۔ سو مین آپ کو دوستی اور خیر خواہی کی راہ سے لکھتا ہون کہ آپ کے خیالات صحیح نہین ہین۔ آپ ضرور ہی میری کتاب کو منگا کر دیکھین اُمید ہے کہ اگر حق جوئی کی راہ سے دیکھین گے تو اس کتاب کے پڑھنے سے بہت سے حجاب اور پردے آپ کے دور ہو جائینگے اور اگر آپ اردو عبارت پڑھ نسکین تاہم کسی لکھے پڑھے آدمی کے ذریعہ سے سمجھ سکتے ہین۔ آپ اپنے جواب سے مجھکو اطلاع دین اور جسطور سے آپ تسلی چاہین خداوند قادر کر سکتا صرف سچی طلب اور انصاف اور حق جوئی درکار ہے جواب سے جلد تر اطلاع بخشین کہ مین منتظر ہون۔ اور اگر آپ خاموش رہین تو پھر اس سے یہی سمجھا جائے گا کہ آپ کو صداقت اور روشنی اور راستی سے کچھ غرض نہین۔

۲۰۔ اپریل سنہ ۱۸۸۳ء مطابق ۱۳ر جمادی الثانی سنہ ۱۳۰۰ھ۔

سورۃ الفتح اور استغفار کی حقیقت

*اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَ
رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ
اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ
وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا

یعنی جب کہ آنیوالی مدد اور فتح آگئی جس کا وعدہ دیا گیا تھا اور تو نے دیکھ لیا کہ لوگ فوج در فوج دین اسلام مین داخل ہوتے جاتے ہین پس خدا کی حمد اور تسبیح کر یعنی یہ کہہ کہ جو ہوا وہ مجھسے نہین بلکہ اُس کے فضل اور کرم کی تائید سے ہے اور الوداعی استغفار کر کیونکہ وہ رحمت کے ساتھ بہت ہی رجوع کرنیوالا ہے استغفار کی تعلیم جو نبیون کو دی جاتی ہے اُسکو عام لوگون کے گناہ مین داخل کرنا عین حماقت ہے بلکہ دوسرے لفظون مین یہ لفظ اپنی نیستی اور تذلل اور کمزوری کا اقرار اور مدد طلب کرنے کا متواضعانہ طریق ہے چونکہ اس سورہ مین فرمایا گیا ہے کہ جس کام کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے وہ پورا ہوگیا یعنی یہ کہ ہزارہا لوگون نے دین اسلام قبول کر لیا اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کیطرف بھی اشارہ ہے چنانچہ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک برس کے اندر فوت ہوگئے پس ضرور تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے نزول سے جیسا کہ خوش ہوئے تھے غمگین بھی ہون کیونکہ باغ تو لگایا گیا مگر ہمیشہ کی آبپاشی کا کیا انتظام ہوا سو خدا تعالے نے اسی غم کے دور کرنے کے لئے استغفار کا حکم دیا کیونکہ لغت مین ایسے ڈھانکنے کو کہتے ہین جس سے انسان آفات سے محفوظ رہے اسیوجہ سے مغفر جو خود کے معنے رکھتا ہے اسی مین سے نکالا گیا ہے اور مغفرت مانگنے سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ جس بلا کا خوف ہے یا جس گنہ کا اندیشہ ہے خدا تعالی اُس بلا یا اُس گناہ کو ظاہر ہونے سے روکدے اور ڈھانکے رکھے سو اس استغفار کے ضمن مین یہ وعدہ دیا گیا کہ اس دین کے لئے غم مت کھا خدا تعالی اس کو ضائع نہین کریگا اور ہمیشہ رحمت کے ساتھ اس کیطرف رجوع کرتا رہیگا اور ان بلاؤن کو روکدیگا جو کسی ضعف کیوقت عاید حال ہو سکتی ہین۔

اکثر **نادان عیسائی** مغفرت کی سچی حقیقت نادریافت کرنے کیوجہ سے یہ خیال کر لیتے ہین کہ جو شخص مغفرت مانگے وہ فاسق اور گنہگار ہوتا ہے مگر مغفرت کے لفظ پر خوب غور کرنے کے بعد صاف طور پر سمجھ مین آجاتا ہے کہ فاسق اور بدکار وہی ہے جو خدا تعالے سے مغفرت نہین مانگتا کیونکہ جب کہ ہر ایک سچی پاکیزگی اُسی کیطرف سے ملتی ہے اور وہی نفسانی جذبات کے طوفانون سے محفوظ اور معصوم رکھتا ہے تو پھر خدا تعالے کے راستباز بندون کا ہر ایک طرفۃ العین مین یہی کام ہونا چاہیئے کہ وہ اس حافظ اور عاصم حقیقی سے مغفرت مانگا کرین اگر ہم جسمانی عالم مین مغفرت کا کوئی نمونہ تلاش کرین تو ہمین اس سے بڑھکر اور کوئی مثال نہین مل سکتی کہ مغفرت اس مضبوط اور ناقابل بند کیطرح ہے جو ایک طوفان اور سیلاب کے روکنے کے لئے بنایا جاتا ہے پس چونکہ تمام زور تمام طاقتین خدا تعالے کی مسلم ہین اور انسان جیسا کہ جسم کی رو سے کمزور ہے روح کی رو سے بھی ناتوان ہے اور اپنے شجرۂ پیدایش کے لئے ہر ایک وقت اُس لازوال ہستی سے آبپاشی چاہتا ہے جس کے فیض کے بغیر یہ جی ہی نہین سکتا اسلئے استغفار مذکورہ معانی کے رو سے اس کے لازم حال پڑا ہے اور جیسا کہ چارون طرف درخت اپنی ٹہنیان چھوڑتا ہے گویا اردگرد کے چشمہ کیطرف اپنے ہاتھون کو پھیلاتا ہے کہ اے چشمہ میری مدد کر اور میری سرسبزی مین کمی نہ ہونے دے اور میرے پھلونکا وقت ضائع ہونے سے بچا یہی حال راستبازونکا ہے۔ روحانی سرسبزی کے محفوظ اور سلامت رہنے کے لئے یا اُس سرسبزی کی ترقیات کی غرض سے حقیقی زندگی کے چشمہ سے سلامتی کا پانی مانگنا بھی وہ امر ہے جسکو قرآن کریم دوسرے لفظون مین استغفار کے نام سے موسوم کرتا ہے قرآن کو سوچو اور غور سے پڑھو استغفار کی اعلی حقیقت پاؤ گے اور ہم ابھی بیان کر چکے ہین کہ مغفرت لغت کی رو سے

---

*حاشیہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مین نہایت درجہ کا یہ جوش تھا کہ مین اپنی زندگی ہی مین اسلام کا زمین پر پھیلنا دیکھلون اور یہ بات بہت ناگوار تھی کہ حق کو زمین پر قائم کرنے سے پہلے سفر آخرت پیش آوے سو خدا تعالی اس آیت مین آنحضرت کو خوشخبری دیتا ہے کہ مینے تیری مراد پوری کر دی اور کم و بیش اس مراد کا ہر ایک نبی کو خیال تھا مگر چونکہ اس درجہ کا جوش نہین تھا اس لئے نہ مسیح کو اور نہ موسی کو یہ خوشخبری ملی بلکہ اسی کو ملی جس کے حق مین قرآن مین فرمایا لعلك باخع نفسك الا یکونوا مومنین یعنی کیا تو اس سے ہلاک ہو جائیگا کہ یہ لوگ ایمان کیون نہین لاتے۔ منہ

اسپر ڈھانکنے کو کہتے ہین جس سے کسی آفت سے بچنا مقصود ہے مثلاً پانی درختون کے حق مین ایک مغفرت کرنے والا عنصر یعنی اُن کے عیبون کو ڈھانکتا ہے - یہ بات سوچ لو کہ اگر کسی باغ کو برس دو برس بالکل پانی نہ ملے تو اس کی کیا شکل نکل آئیگی - کیا یہ سچ نہین کہ اسکی خوبصورتی بالکل دور ہو جائیگی اور سرسبزی اور خوشنمائی کا نام ونشان نہین رہیگا اور وہ وقت پر کبھی پھل نہین لائیگا اور اندر ہی اندر جل جائیگا - اور پھول نہین آئینگے بلکہ اُس کے سرسبز اور نرم لہلہاتے ہوئے پتے چند روز مین ہی خشک ہو کر گر جائینگے اور خشکی غالب ہو کر مجذوم کیطرح آہستہ آہستہ اُس کے تمام اعضا گرنے شروع ہو جائینگے یہ تمام بلائین کیون اُس پر نازل ہون گی؟ اسوجہ سے کہ وہ پانی جو اس کی زندگی کا مدار تھا اُس نے اُس کو سیراب نہین کیا - اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ جلشانہ فرماتا ہے

كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ

یعنی پاک کلمہ پاک درخت کی مانند ہے پس جیسا کہ کوئی عمدہ اور شریف درخت بغیر پانی کے نشو ونما نہین کر سکتا اسیطرح راستباز انسان کے کلمات طیبہ جو اُس کے مُنہ سے نکلتے ہین اپنی پوری سرسبزی دکھلا نہین سکتے اور نہ نشو ونما کر سکتے ہین جب تک وہ پاک چشمہ اُن کی جڑون کو استغفار کے نلے مین بہ کر تر نہ کرے سو انسان کی روحانی زندگی استغفار سے ہے جس کی نالی مین ہو کر حقیقی چشمہ انسانیت کی جڑون تک پہنچتا ہے اور خشک ہونے اور مرنے سے بچا لیتا ہے -

جس مذہب مین اس فلسفہ کا ذکر نہین وہ مذہب خدا تعالے کیطرف سے ہرگز نہین اور جس شخص نے نبیؑ یا رسول یا راستباز یا پاک فطرت کہلا کر اس چشمہ سے مُنہ پھیرا ہو وہ ہرگز خدا تعالے کیطرف سے نہین اور ایسا آدمی خدا تعالے سے نہین بلکہ شیطان سے نکلا ہے کیونکہ شیط مرنیکو کہتے ہین پس جس نے اپنے روحانی باغ کو سرسبز کرنے کے لئے اس حقیقی چشمہ کو اپنی طرف کھینچنا نہین چاہا - اور استغفار کی نالی کو اس چشمہ سے لبالب نہین کیا وہ شیطان ہے یعنی مرنیوالا ہے کیونکہ ممکن نہین کہ کوئی سرسبز درخت بغیر پانی کے زندہ رہ سکے ہر ایک متکبر جو اس زندگی کے چشمہ سے اپنے روحانی درخت کو سرسبز کرنا نہین چاہتا وہ شیطان ہے اور شیطان کیطرح ہلاک ہوگا - کوئی راستباز نبی دنیا مین نہین آیا جس نے استغفار کی حقیقت سے مُنہ پھیرا اور اس حقیقی چشمہ سے سرسبز ہونا نہ چاہا - ہان سب سے زیادہ اس سرسبزی کو ہمارے سید ومولے ختم المرسلین فخر الاولین والآخرین **محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ** وسلم نے مانگا اس لئے خدا نے اُس کو اُس کے تمام ہم منصبون سے زیادہ سرسبز اور معطر کیا ◆

……

خطبہ

(موعظت)

جو حضرت مولنا مولوی **عبد الکریم** صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ نے ۱۴ر جولائی ۱۸۹۹ء کو پڑھا - اور جسکو ہمنے برعایت اختصار اپنے طور پر لکھا - کیونکہ حضرت مولنا موصوف نے اول تو یہ خطبہ پنجابی مین پڑھا تھا دوسرے آپ بوجہ عدیم الفرصتی ہمارے صاف کردہ مسودہ پر نظر ثانی نہین فرما سکے اس لئے ممکن ہے کہ ہمارے مشتاق ناظرین پورا حظ نہ اُٹھا سکین لیکن با اینہمہ ہم اُمید کرتے ہین کہ مولویصاحب ممدوح کی تقریر کا خلاصہ بھی دلچسپی اور ترقی ایمان کا موجب ہوگا -

ہیچمیرز ایڈیٹر

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ

مومنو مان لیا کرو اللہ اور اُس کے رسول کی باتین جسوقت وہ تمکو بلاوے اُن باتون کیطرف جو زندگی بخشتی ہین ہان جو مردون کو زندہ کرنے والی ہین - اُن باتون کے ماننے مین ٹال مٹول نہ کرو - یہ خوب یاد رکھو کہ اگر ٹال مٹول کروگے تو اللہ تعالے قبولیت اور مان لینے کی طاقتکو جو انسان مین ودیعت رکھی ہوئی ہے چھین لیگا - یا یون کہو کہ اللہ تعالے قلب اور انسان کے درمیان ایک رکاوٹ ہو جاتی ہے اور آخر اُسی کیطرف تمکو اکٹھا ہونا ہے

ایک وقت ایسا آتا ہے کہ انسان خدا تعالے کی باتین ماننے کے لئے طیار اور ہمہ تن مستعد ہوتا ہے دل مین ایک رقت اور قبولیت کیلئے ایک خاص جذبہ ہوتا ہے لیکن جب وہ ٹال مٹول کرتا ہے اور اُن زندگی بخش باتون کی قبولیت اور علی رؤس الاشہاد اظہار کے لئے صبح وشام کا انتظار کرتا ہے تو پھر عشق الٰہی کی آگ جو اندر ہی اندر کسی مخفی تحریک پر بھڑک اُٹھتی تھی بجھنے لگتی ہے یہانتک کہ بالکل سرد ہو جاتی ہے - یہ بہت ہی خطرناک حالت اور وقت ہے جو بدبخت انسان پر آجاتا ہے اور اُسے معاً سعادت اور رشد کی مستحکم چٹان سے شقاوت اور بدبختی کے تاریک غار مین گرا دیتا ہے -

مین اپنے تجربہ کی بناپر کہتا ہون کہ بہت سے لوگ اس قسم کے دنیا مین موجود ہین اور مینے ایسے لوگ دیکھے ہین کہ اگر اُن کو دنیا کا کوئی کام پیش آجاوے اُس کے مفاد تو منافع یقینی بھی نہ ہون اور متوقع بھی نہین ہوتے لیکن پھر بھی وہ مجسم عجلت ہو کر اسکی طرف متوجہ ہو جاتے ہین اور ایسے منہمک ہوتے ہین کہ گویا وہ کوہ ندا کی آواز ہے جو انھین کھینچ کر لے گئی - لیکن اگر دین کا کوئی کام آجاوے تو نہایت ہی سستی اور غفلت سے کام لیتے ہین

اسوقت میرے سامنے دو زندہ مثالین موجود ہین ایک میرے دوست نومسلم ہین خدا تعالے انکو اسلام پر قائم رکھے اور جس صدق اور وفاداری سے انھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ پر قدم مارا ہے اکثرون کو نصیب ہو - وہ کون؟

شیخ عبد الرحیم صاحب اور دوسرے ایک اور بھائی ہین ان دونوکو مینے کفر کے بھیس مین دیکہا ہے دونوکے دل مین **اسلام** کا خیال پیدا ہوا اور ایک جوش سے دونو کے دلومین تحریک کی اُس حالت اور صورت مین اندازہ نہو سکتا تھا کہ کسکا جوش زیادہ اور معنے خیز ہے - مگر تجربہ نے دکھایا - اول الذکر نے معًا اپنی تمام رکاوٹون اور بندشون کو توڑ کر مردانہ وار اسلام کیطرف قدم اُٹھایا اور جو نور اُس کے سینہ مین چمکتا تھا اپنے عمل اور علے رؤس الاشہاد اظہار سے بتلادیا کہ دنیا کی کوئی روک اُسکو اُس سے مستفید ہونے سے نہین روک سکتی - اب اگر اُسکو قسم دیکر کوئی پوچھے تو وہ لذت اور سرور جو اسلام مین آنے سے اُسکو حاصل ہوئی ہے بتلا سکتا ہے -

دوسرے نے بھی ہمارے سامنے اسلام کی صداقت کا اعتراف کیا اور اسکی خوبیون کا اظہار - اور ہم اس دوسرے کی زبانی عشق کے تو دلدادہ تھے اور گمان تھا کہ یہی پہلے دولت اسلام سے مالا مال ہونگے مگر انھون نے بدبختی سے جب کہا یہی کہا کہ ابھی فلان کام کا سرانجام باقی ہے فلان امر کا تصفیہ ہولے تو پھر اظہار کرونگا مین بس تیار ہی تو ہون - اور یون افسوس ایک عرصہ گذر گیا اُسکی حالت کو دیکھکر رحم آتا ہے کہ وہ عہد پر عہد کرکے پیچھے ہٹتا ہے خدا جانے اُس کا انجام کیا ہے - ؟

اس مثال سے میری غرض یہ ہی کہ انسان کا دل ایک وقت گداز اور روح مین جوش ہوتا ہے اور وہ سچی بات کے قبول کرنے کے لئے بالکل تیار ہوتا ہے مگر جب دوسرے وقتون پر اُسے ٹالتا ہے تو پھر وہ توفیق کسی وقت چھن جاتی ہے اور اسے ایسا ہی بدبخت چھوڑ جاتی ہے

رقت اور گدازش دل کے وقت انسان کو کیا معلوم تھا کہ آسمان پر کیا فضل اور فیض تھا کہ یہ حالت تھی لیکن دوسرے وقت مین پھر پاک اور پسندیدہ بات بھی روکھی اور خشک معلوم ہوتی ہے - پس سوچو ! اور غور کرو !! کہ جس شخصکو رضاء الٰہی اور راہ حق کیطرف بلایا جاوے وہ دیر نہ کرے ورنہ غیور خدا اُس سے توفیق چھین کر دوسریکو عطا کردیگا -

اس آیت پر غور کرنے سے پتہ لگ سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس قسم کی زندگی مُردون کو عطا کرتے ہین اور نہ صرف یہ بلکہ عام طور پر اُس احیا کا پتہ لگتا ہے جو خدا تعالےٰ کے مامور اور مرسل دنیا مین آکر کرتے ہین - نادان ہین وہ لوگ جو اسکے خلاف کہتے ہین - کتاب مجید کی ایک ایک بات زندگی ہے اور جسقدر نااہل انسان عمل مین کوتاہی کرتا ہے اُسی قدر موت اسپر وارد ہو جاتی ہے اسکا مشاہدہ ہم نظام جسمانی مین کرسکتے ہین ایک انسان اگر اپنے ہاتھ کو ہلائے نہین لیکن دوسرے اعضا کو خوب حرکت دے خواہ کیسی ہی ریاضت اور ورزش کیون نہ کرے قدرت کا اٹل قانون اُس کے ہاتھ کو بےحس و حرکت کرکے چھوڑیگا ایسا ہی کوئی عضو ہو اگر اُسے بیکار چھوڑ دیا جاوے تو وہ مردہ ہو جاویگا - یہی نظام روحانی ہے جسقدر انسان اعمال صالحہ اور بجا آوری احکام الٰہی مین سستی اور غفلت کریگا اُسی قدر حصہ اُس کا مردہ ہوتا جاویگا - یہانتک کہ روح مردہ ہو جاوے گی -

خدا کی کتاب آب حیات اور ابدی زندگی کا چشمہ ہے جو چاہتا ہے کہ ابدی زندگی اور دائمی راحت حاصل کرے ہان جسکو آرزو ہے کہ وہ اپنے شجر ایمان کو سرسبز اور شاداب رکھے وہ کتاب اللہ کیطرف آئے کہ زندگی کی روح اُسمین ہے - اور وہ سرور عالم ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جُھکے کہ حیات لازوال کا چشمہ وہ ہے یہی ایک کتاب ہے جو انسان کے ایمان کو سرسبز رکھہ سکتی ہے اور اسکو مثمر بہ ثمرات کرسکتی ہے -

مین اسوقت بڑے افسوس سے دیکھتا ہون کہ بعض آدمی گو نماز مین بھی آتے ہین مگر جو بات ایمان کے لئے [illegible] بہ محافظ ہے ہان جس سے ایک تار [illegible] اور نئی روشنی ملتی ہے جو سلوک کی راہو مین ایک ہری کین (لالٹین) کا کام دیتی ہے اُن کے لئے اُن کے دلون مین تڑپ اُنکی روحومین اضطراب نہین پاتا وہ چیز کیا ہے اللہ تعالیٰ کے دین کی غیرت !

مینے دیکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی کسیکی پگڑی کرتا یا کسی معمولی چیز کو بُرا کہدے تو لڑنے مرنے کو طیار ہو جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے دین اور اُس کے برگزیدہ اور مطہر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور کتاب اللہ کی ہتک سُنکر اُسکا دل نہین پسیجتا اور اُسے غصہ نہین آتا - میرا یہ منشا نہین کہ دست و گریبان ہو جاؤ - نہین نہین غیرت اور چیز ہے یہ تو وحشیانہ طریق ہے کہ دست و گریبان ہو اسلام نے اسکو پسند نہین کیا -

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ہِیَ اَحْسَنُ

پر عمل کرو ایسے طریق پر کاربند ہو جاؤ کہ امن اور صلحکاری پھیلے - ایسے لوگون سے میل ملاپ چھوڑ دو راہ و رسم قطع کرو - اگر نہین ہے تو یاد رکھو ایسی نماز کچھہ سودمند نہین اور اس مین حیات کی روح نہین ہے -

میری سمجھ مین یہ بات نہین آتی ہے کہ کوئی آدمی اپنے دشمن کے ساتھ کیونکر ملسکتا ہے اور کیونکر اُسکی صحبت اور مجلس مین اُسے راحت مل سکتی ہے - خدا کے دشمنون اللہ اور رسول کی باتون پر استہزا کرنے والون کے ساتھ پھر تمھارے تعلقات کیون ہون - وہ تمھاری مجلسو نمین اور تم اُنکی مجلسون مین کیون بیٹھو - ایک قوم ہے نماز مین شامل نہین ہوتی بلکہ شامل ہونے والون پر ٹھٹھا کرتی ہے - خدا کے بندون پر ناجائز بالکل افک اور جھوٹھ مجسم تہمتین لگاتے ہین پھر اگر تم دین اللہ کی غیرت رکھتے ہو تو اُن سے کیون پیار کرتے ہو -

صحبت اور ہم نشینی سے دو فائدے ہین یا دین کا فائدہ یا دنیا کا مگر ایسے لوگون سے ملکر نہ دین کا فائدہ ہے نہ دنیا کا کوئی نفع -

دین کا فائدہ عظیم الشان فائدہ ہے جو صرف اُن لوگون کے پاس بیٹھنے سے حاصل ہو سکتا ہے جو خدا تعالیٰ کی حکومت کے نیچے آتے ہین اور اُس کے دین کے لئے ایک سچی غیرت اور حقیقی جوش اپنے اندر رکھتے ہین - ایسے آدمیون مین سے جو آج اس زمانہ مین حجۃ اللہ علی الارض ہے اور نصرت دین اور غیرت دین کے لئے

اس قدر تڑپ اپنے اندر رکھتا ہے کہ اُسکا اندازہ بھی ممکن نہین اُس کا پتہ مین تمھین دیتا ہون - وہ کون ہے؟

وہ حضرت میرزا غلام احمد

ایدہ اللہ بنصرہ

مین خدا تعالے کی قسم کھا کر کہتا ہون اور یاد رکھو مین پورے شعور اور خدا تعالے کو حاضر ناظر سمجھکر قسم کھاتا ہون - بیوقوفون اور سفلون کی طرح نہکین کہ مین جو اس پاک انسان کے پاس بیٹھا ہون وہ ایک چیز ہے جس نے میری روح کو ذوق اور لذت سے معمور کر دیا وہ بات یہی ہے کہ اس پاک وجود مین خدا تعالے کے پاک دین اُسکی سچی اور بہین کتاب اُس کے کامل و خاتم النبیین رسول کے لئے ایک بے نظیر غیرت پاتا ہون ہان یہی عشق اور محبت کی چنگاری ہے جسنے میرے سینہ کو منور کر دیا ہے اور مین دیکھتا ہون کہ اس دل مین اُس نے کہا تک ترقی پائی ہے مجھے بھی بحیثیت ایک مسلمان کے پھر ایک محقق مسلمان کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سچی محبت اور سچا عشق ہے کتاب مجید کے ساتھ ایک دلچسپی اور اُس کے لئے میرے دل مین ایک خاص قدر ہے اور نہایت عزت ہے - مگر مینے خوب خوب اندازہ کر کے دیکھ لیا - اور اب مین پوری بصیرت کے ساتھ کہتا ہون کہ ایک بھی دل نہین جو ایسا سوز اور عشق رکھتا ہو جو میرے آقا میرے ہادی و پیشوا حضرت مرزا غلام احمد کے دل کو ہے - دین کی نصرت اعلاء کلمۃ الاسلام کے لئے وہ کیا کیا بے آرامیان سہتا اور دُکھ اُٹھاتا ہے مین بیان نہین کر سکتا مگر ایک ان تھک محنت اور کوشش کے ساتھ اس میدان مین اگر کوئی دوڑ رہا ہے تو وہ وہی ہے جسکو خدا نے اپنے ہاتھ سے مسیح بنا کر بھیجا ہے - اور وہ وہی ہے جو تم مین سے ہی ایک انسان ہے -

پس مین پھر آخر مین کہنا چاہتا ہون کہ اُن لوگون سے سانپ کیطرح بھاگو جو اسلام اور احمدیت کے پاک ارکان پر استہزا کرتے ہین -

محمد اسمعیل

ایک وقت آئے گا کہ اس گاؤن کے لوگ اس پاک وجود کی قدر کرین گے اور اُس آواز کی عزت کرین گے جسکی قدر اب نہین کی -

پس یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی باتون کو ہنسی اور استہزا مین نہ ٹالدو خدا تعالے کے ایام کے آنے سے پہلے اپنے لئے پناہ تلاش کرو - خدا تعالے کا احسان ہے کہ اُس نے ایک راہ پیدا کی ہے جیسے نوح علیہ السلام نے طوفان سے پیشتر بتلا دیا تھا کہ آنے والے طوفان سے وہی بچیگا جو کشتی مین سوار ہوگا - اسی طرح جیسے مسیح موعود علیہ السلام نے آنیوالے طوفان سے بچانے کے لئے بیعت کی کشتی خدا تعالے کی آنکھون کے سامنے اور اس کے حکم سے طیار کی ہے پس مبارک ہے وہ جو اُس کشتی پر سوار ہوا - ہمین ہر وقت دعا مانگنی چاہئے کہ کہین بیٹھے ہوون کو خدا تعالیٰ باہر نہ نکالدے

اللہ تعالے مجھکو اور آپ کو توفیق
دے کہ ہم اُسکی پاک باتون پر
کان رکھین اور اُنپر
عمل کرین
آمین

عیسائیونکی کتاب مقدس

نظم

انجیل[۱] جوکہ اُتری تھی حضرت مسیح پر
افسوس اُسکا ملتا جہان مین پتا نہین
کہتے ہین بے کتاب ہی تھے حضرت مسیح
اُن پر کوئی صحیفہ اُتارا گیا نہین
ایسا رسول ہو کے نہ ہو صاحب کتاب
عیسائیو سمجھین یہ آتا ذرا نہین
موسیٰ کو جب کتاب الٰہی ہوئی عطا
عیسیٰ پہ اُتری کوئی کتاب جدا نہین
کہتے ہو کس لئے کہ مسیحا ہے الرسول
اُتری کتاب اُسپہ اگر مطلقا نہین
کچھ شک نہین کہ اصلی[۱] بھی انجیل تھی ضرور
اُتری جو تھی مسیح پہ اُس مین خطا نہین
انجیل تمسے کھوئی گئی حادثات مین[۲]
پھر اُس کے بعد تم کو پتہ کچھ لگا نہین

---

[۱] اصل انجیل جو حضرت مسیح پر نازل ہوئی اور جسکا قرآن شریف مین ذکر ہے اسکا دنیا مین کہین پتہ نہین لگتا -

[۲] رسول اور نبی مین فرق یہی ہے کہ رسول نئی شریعت لاتا اور صاحب کتاب ہوتا ہے اور نبی پچھلی کتاب کا متبع پس اگر حضرت مسیح پر کوئی کتاب نازل نہین ہوئی اور وہ بے کتاب ہین تو وہ صرف ایک نبی ہونگے - پھر عیسائی انھین رسول کیون کہتے ہین؟ رسول نبی سے بڑا ہوتا ہے دیکھو متی باب

[۱] چنانچہ عیسائیون کے اقوال سے بھی اس اصل انجیل کا کچھ پتہ لگتا ہے - بشپ مارش واکھارن وغیرہ کہتے ہین کہ مسیح کے حالات مین ابتداءً ایک تحریر تھی جسکی نقلین قدرتاً مؤلفین اناجیل کے پاس تھین - انہین نقول سے ان لوگون نے اناجیل مرتب کین اور کچھ اپنی طرف سے اضافہ کیا - چنانچہ فاضل نورٹن اپنی کتاب کی جلد اول کے دیباچہ مین لکھتا ہے کہ اکھارن نے اپنی کتاب مین لکھا ہے کہ ابتداءً مسیح کے حالات مین ایک چھوٹا سا رسالہ تھا ممکن ہے کہ اسکو اصل انجیل کہا جاسکے - اور یہ رسالہ تمام ان انجیلون کا ماخذ تھا جو پہلی اور دوسری صدی مین رائج تھین اور انجیل متی اور لوقا اور مرقس کے لئے بھی ماخذ تھین - اس قول کی تفصیل دیکھو چیمبرز سائیکلوپیڈیا جلدہ مطبوعہ ۱۸۶۳ء لنڈن بیان گاسپل، خود انجیل سے بھی ظاہر ہے کہ حضرت مسیح کے زمانہ مین کوئی انجیل تھی چنانچہ مرقس ۱ باب ۱۴-۱۵ - مین ہے پھر یوحنا کی گرفتاری کے بعد یسوع نے جلیل مین آکر منادی کی اور کہا کہ وقت پورا ہوا اور خدا کی بادشاہت نزدیک آئی توبہ کرو اور انجیل پر ایمان لاؤ - پھر مرقس ۱۰ باب ۲۹ مین ہے یسوع نے جواب مین انھین کہا مین تم سے سچ کہتا ہون ایسا کوئی نہین جس نے گھر یا بھائیون یا بہنون یا باپ یا مان یا جورو یا لڑکون یا کھیتون کو میرے اور انجیل کے لئے چھوڑ دیا ہے اسی طرح متی ۲۶ باب ۱۳ مین ہے جہان کہین انجیل کی منادی ہوگی - ہارن صاحب کے انٹروڈکشن کی چوتھی جلد مین لیکلریپ - کدپ سکاتیلس - میگ - بارش وغیرہ علماء متقدمین کی رائے اسطرح منقول ہے کہ شاید متی اور مرقس اور لوقا کے پاس ایک کتاب عبری زبان مین تھی جسمین حضرت مسیح کے حالات لکھے تھے اُن مین سے متی نے زیادہ نقل کیا اور مرقس اور لوقا نے کم - اب جبکہ خود انجیل اور عیسائیون کے تواتر سے پتہ لگتا ہے - کہ اصل انجیل کوئی اور ان اناجیل کے سوا تھی تو مسلمان لوگ ان اناجیل مروجہ کو کسطرح باور کرلین - راڈویل صاحب ترجمہ قرآن کے صفحہ مین لکھتے ہین کہ انجیل کے لفظ سے یہ مجموعہ عہد جدید کا یا اُسکا کوئی حصہ نہ سمجھنا چاہئے بلکہ وہ وحی سمجھنی چاہئے جو خدا کیطرف سے عیسیٰ پر بھیجی گئی - انتہیٰ -

[۲] پادری عماد الدین صاحب اپنی کتاب ہدایت المسلمین مطبوعہ ۱۸۶۸ء کے صفحہ ۱۰ مین لکھتے ہین کہ بعد زمانہ کے سبب اور مختلف مقامون مین جدی جدی انجیلین جاری ہونے کے سبب اور رات دن معتبر عیسائیون پر آپہنچے

جو باتین تھے زبانی مقولے مسیح کے
وہ تم نے لکھہ لئے ہین شک اسمین ذرا نہیں

……

بقیہ حاشیہ ص۵ سبب روایات متفق علیہ محققین کو نہ ملین اسلئے اختلاف واقع رہا۔ پس ان حادثات مین نہ صرف روایات متفق علیہ نہین بلکہ خود اصلی انجیل بھی کھوئی گئی۔ اور اس کے بعد عیسائیون نے اپنی ایمانی کتاب کے ضائع ہونے سے گھبرا کر بیسیون انجیلین تالیف کین اور حواریون کے نام منسوب کردین اگر اصلی انجیل دنیا مین موجود ہوتی تو کبھی بیسیون انجیلون کے تالیف ہونے کی نوبت نہ پہنچتی اور نہ ان چار اناجیل کا وجود پایا جاتا بلکہ ایک ہی انجیل ہوتی چار کی کیا ضرورت تھی اور چار کا فائدہ کیا تھا کیا ایک حواری پر اعتبار نہ تھا اور ایک پر خدا سے مکمل الہام نہ کیا جو دوسرون کو تین اور انجیلین تالیف کرکے ساتھ جوڑنی پڑین فتفکروا یا اولی الالباب عیسائیون پر شدید مصائب کا پڑنا سخت انقلابات کا واقع ہونا کال قلت کتاب طوالت زمانہ جہالت وتاریکی عیسائیان۔ کثرت جعلسازان اندرونی وبیرونی دشمنون کیطرف سے تحریف کے واقع ہونے کا مفصل حال جس صاحب کو دیکھنا ہو وہ کتاب نوید جاوید کا کلیسیا م مطالعہ کرے۔

[۱] چنانچہ ان جملون کے ملاحظہ سے اظہر من الشمس ہے کہ کسی قدر کلام حضرت مسیح کا ہے اور کچھہ مصنفین نے اپنی طرف سی مخلوط کردیا ہے اس بات کا کلی تصدیق نامہ قرنتی ۷ باب ۱۰-۱۲ سے ہوتی ہے جہان پولوس فرماتے ہین کہ یہ انکو جنکا بیاہ ہوا ہے مین نہین بلکہ خداوند حکم کرتا ہے کہ جورو اپنی خصم کو نہ چھوڑے بر باقیون کو خداوند نہین مین کہتا ہون کہ اگر بھائی کی جورو بے ایمان ہو الخ یہ مین کہتا ہون کا لفظ قابل غور ہے اور ایسا ہی کئی جگہ اس مجموعہ عہد جدید مین آیا ہے؟

……

منسوب کردیئے ہین بنام حواریان
ہو کر دلیر خوف خدا کچھہ کیا نہین
قول بشر سے قول خدائی مین خلط ملط
الہام سے کسی نے بھی انکو لکھا نہین

……

[۱] سوائے ان ۲۷ کتب عہد جدید کے ۱۳۲ کتب اور ہین جنہین سے کئی انجیلون کے نام سی مشہور ہین ان کی فہرست ہارن صاحب نے اپنے انٹروڈکشن مطبوعہ لندن ۱۸۲۵ء جلد ۱ ص ۶۲ مین لکھی ہے انمین کتنی کتابین کئی وقتون مین الہامی تصور کی گئین اور پھر دوسرے وقت خارج کی گئین

تصنیف کی گئی ہین اناجیل بیسیون
کچھہ فرق جعلسازی مین تم نے کیا نہیں
ہوتی رہی ہین کونسلین پھر بعد مین بہت
آیا فلان کتاب ہے اصلی کہ یا نہین
چھانٹی گئین یہ چارون اناجیل آخرش
اور یہ خطوط جو نہ تھے کلام خدا نہین
دیکھا جو مدعا کے موافق وہ ٹھیک ہے
جو پھیرا یا اسکو پوچ جو حسب ہوا نہین
تحریف تب سے جاری ہے اسمین بھی رات دن
محفوظ اس کتاب کو بھی پھر رکھا نہین
بازار جعلسازی کا گرم اب تلک
ہے کون جعل تم نے جو اس مین کیا نہین
عیسائیو تمھاری وہان ہوگی کیا نجات
جب اصل پر تمھاری کتاب خدا نہین
گھر خالہ جی کا ہے نہ نجات ای کرسچنو
کرتوت ایسی اسپہ یہ دعوی روا نہین
منہ دھو رکھو نجات سے گھر ہے تمھارا نار
کہتا ہون صاف صاف شک اسمین ذرا نہین

……

[۱] جعلی انجیلین اپنے مسلمہ عقاید ومقاصد کے موافق بنالینا یہ امر عیسائیون مین فلسفہ افلاطون کی بدولت رائج ہوا جسکا یہ اصول تھا کہ مسیح کی تائید جھوٹ سی جائز بلکہ مستحسن ہے چنانچہ آنریبل ولیم میور صاحب اپنی کتاب اردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۴۸ء کے صفحہ ۱۸۱-۱۸۵ مین لکھتے ہین کہ قدیم فلسفیون کے درمیان یہ رسم ایک عرصہ سے جاری تھی۔ کہ اپنی تصنیف کسی دوسرے ایسے شخص کے نام سی مشہور کردین جسکو سب مانتے ہون تاکہ لوگ ان کے مضامین کو دل دیکر پڑھین لیکن جب اس رسم نے دین عیسوی مین راہ پائی تو بجز اس کے اور کیا نتیجہ نکل سکتا تھا کہ عموماً بدگمانی اور تکرار پیدا ہوا اسکی اسوقت کی صفائی مین داغ لگے اور آیندہ کے لئے بڑی بڑی خرابیون کا سامان پیدا ہوا یعنی ان جعلی انجیلون کی۔ اعمالون کی۔ مکاشفاتون کی جڑ ہوئی جو لوگون نے کسی نہ کسی حواری کے نام سے مشہور کردی ہین۔ جو کتابین کہ بہت دنون کے بعد لکھی گئی لوگون نے مسیح کے حواریون کی تصنیف بتلادین ارجن کیوقت مین جعلی کتابین تصنیف کرکے حواریون کے نام سے مشہور کرنے کا دستور زیادہ رائج ہوا اور چھہ سو برس تک رہا اب ایسے اندھیر مین کون انصاف کرسکتا ہے کہ یہ اناجیل مروجہ جعلی اور مصنوعی انجیلون مین سے نہین؟

[۲] سب سے پہلی کونسل جو قسطنطین کے حکم سے شہر نائسیس مین منعقد ہوئی تھی اس مین ایک کتاب جوڈتھ بھی کتب الہامیہ مین شامل کی گئی تھی پھر ۳۶۴ء مین ایک کونسل لوڈیسیا نام سے قائم ہوئی جس نے علاوہ کتاب جوڈتھ کے اور سات کتابین شامل کین یعنی کتاب آستر نامہ یعقوب نامہ ۲ پطرس نامہ ۲-۳ یوحنا نامہ یہودا عبرانیون کا خط اور اس حکم کو جابجا مشتہر کرادیا پھر ۳۹۷ء مین ایک اور کونسل قائم ہوئی جسکو کارتھج کہتے ہین جسمین علاوہ آسٹن کے جو بڑا عالم تھا-۱۲۶ اور بڑے بڑے عالم تھے اس کونسل نے یہ سات کتابین اور شامل کین کتاب وزڈم کتاب ٹوبیا مین۔ کتاب باروق کتاب ایکلیز یاسٹیکس کتاب مقابیس اول ودوم مکاشفات یوحنا اس کے بعد تین کونسلین اور ہوئین جنکو کونسل ٹرلو کونسل فلارنس کونسل ٹرنٹ کہتے ہین ان کونسلون نے کونسل کارتھج کے حکم کو بحال رکھا پر یہ کتابین بارہ سو سال تک واجب التسلیم رہین۔ یہانتک کہ فرقہ پروٹسٹنٹ نے جو ۱۵۳۰ء مین قائم ہوا کتاب باروق کتاب ٹوبیاس کتاب جوڈتھ کتاب وزڈم کتاب ایکلیز یاسٹیکس مقابیس اول۔ دوم کو رد کردیا اور لغو سمجھا اور کتاب آستر کے بھی چند بابون کو الحاقی بتانا اور اس کے ۱۶ باب مین سے اب ۹ باب اور دسوین کی بعض آیات کو مانتے ہین اور باقی سب کو جعلی بتاتے ہین ۱۲-۶۔ اسکا مفصل حال ہماری کتاب عیسائیون کی دینداری کا نمونہ مین دیکھو کونسل نائیسیا نے جو عجیب وغریب طریقہ کتب الہامی وغیرہ الہامی کی شناخت کا ایجاد کیا تھا وہ بھی سننے کے لائق ہے۔ فاضل پیپس اپنی کتاب سانیڈوکن مین لکھتا ہے کہ جب بہت سی انجیلین اکٹھی ہوگئین تو اس کونسل نے ان کو الہامی اور غیر الہامی ہونیکی لئے یہ تصفیہ کیا۔ کہ گرجا مین میز کے نیچے کل کتابین گڈ مڈ کرکے رکھدی جائین اور تمام بشپ اسطرح دعا کرین کہ اے خداوند ما جو کتابین الہامی ہین وہ میز پر چڑھ جائین اور غیر الہامی ہین نیچے پڑی رہین اور اسی کیمطابق وقوع ہوا۔ آئیسیس انویلڈ ص۲۵۱ جلد ۲ مطبوعہ نیویارک ۱۸۸۸ء مولفہ ایچ۔ پی۔ بلاوٹسکی۔

[۳] ہارن صاحب مفسر اپنی تفسیر کی جلد ۴ مین لکھتے ہین کہ بڑا سبب اختلاف عبارت کا ایسی خرابیان یا تبدیلیان ہین جو کسی فرقہ کی مطلب براری کیلئے دانستہ کی گئین ہین خواہ وہ فرقہ درست مذہب رکھتا ہو یا بدعتی۔ یہ بات محقق ہے کہ ان لوگون نے بھی جو دیندار کہلاتے ہین قصداً بعض خرابیان یا تبدیلیان اس دور اندیشی سے کین کہ جو مسئلہ تسلیم کیا گیا ہے اسکو تائید ہو یا جو اعتراض اس مسئلہ پر ہوتا ہو وہ نہ ہوسکے انہی ان خرابیون اور تبدیلیون سے ایک یہ ہے کہ کسی تثلیث گرنے نامہ اول یوحنا باب ۵-۷ مین یہ الفاظ بڑھادئے ہین تین ہین جو آسمان پر گواہی دیتے ہین باپ اور کلام اور روح القدس اور یہ تینون ایک ہین تحریف دیکھو کیسی دلیری سے کسقدر چالاکی کی ہے کہ صریحاً تثلیث کا عقیدہ انجیل مین داخل کردیا (مفصل دیکھو عیسائیون کی دینداری کا نمونہ)

کچھ نصیحت کی باتین

حقوق اللہ کے متعلق ۱- تم خدا کو اپنے جسمون اور روحونکا رب سمجھو جسنے تمھارے اجسام اور ارواح کو پیدا کیا وہی تم سب کا خالق ہے اُس بن کوئی چیز موجود نہین ہوئی اور نہ زندہ و قائم رہ سکتی ہے کیونکہ حی و قیوم وہی ہے

۲- زمین - آسمان - چاند سورج اور جسقدر نعمتین زمین و آسمان مین نظر آتی ہین یہ کسی عمل کنندہ کے عمل کی پاداش نہین ہے بلکہ محض خدا تعالے کا فضل ہے کوئی دعوی نہین کرسکتا کہ میری فلان نیکی کے عوض خدا نے سورج بنایا زمین کا فرش بچھایا یا پانی کو پیدا کیا۔

۳- تو سورج اور دیگر اجرام علوی کی پرستش نہ کر کسی آدم زاد اور کسی جسمانی چیز کو خدا مت سمجھ کیونکہ یہ سب چیزین تو تیرے ہی لئے پیدا کی ہین اور بطور خادم کے کام کرتی ہین - پھر مخدوم کا رتبہ اُنھین حاصل نہین، چہ جائیکہ معبود ہون۔

۴- خدا تعالے کے سوا کسی چیز کی حقیقی طور پر تعریف نہ کر کیونکہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کا مصداق اور مرجع وہی ذات پاک ہے بجز اُس کے کسیکو اُس کا وسیلہ مت سمجھ کہ وہ تجھسے تیری رگ جان سے بھی زیادہ عزیز ہے

۵- تو اُسکو ایک سمجھ کہ جسکا کوئی ثانی نہین تو اُسکو قادر سمجھ جو کسی فعل قابل تعریف سے عاجز نہین ہے تو اُسکو رحیم سمجھ کہ جس کے رحم اور فیض پر کسی عامل کے عمل کو سبقت نہین۔

عام ہدایتین گناہ کی ممانعت مین

۱- تو سچ بول اور سچی گواہی دے اگرچہ اپنے حقیقی بھائی پر ہو یا باپ پر ہو یا ماں پر ہو یا کسی اور عزیز پر ہو اور سچائی کی راہون سے الگ مت ہو۔

۲- تو خون مت کر کیونکہ جس نے ایک بیگناہ کو مار ڈالا - وہ ایسا ہے کہ جیسے اُس نے سارے جہان کو مار ڈالا۔

۳- تو اولاد کشی اور دختر کشی مت کر تو کسی ظالم یا قاتل کا مددگار نہ ہو۔

۴- تو زنا مت کر۔

۵- تو کوئی ایسا فعل نہ کر جو دوسرے کے ناحق آزار کا موجب ہو۔

۶- تو قمار بازی مت کر۔ تو شراب مت پی۔ سود مت لے۔ اور جو اپنے لئے اچھا سمجھتا ہے وہ دوسرے کے لئے کر۔

۷- تو نامحرم پر ہرگز آنکھ مت ڈال نہ شہوت سے نہ خالی نظر سے کہ یہ تیرے لئے ٹھوکر کھانے کی جگہ ہے۔

۸- تم اپنی عورتون کو میلون اور محفلون مین مت بھیجو اور اُن کو ایسے کامون سے بچاؤ کہ جہان وہ ننگی نظر آوین - تم اپنی عورتون کو زیور جھنکاتے ہوے خوش نظر پسند لباس مین کوچون اور بازارون مین اور میلون کی سیر سے منع کرو اور اُن کو نامحرمون کی نظر بازی سے بچاتے رہو۔

۹- تم اپنی عورتون کو تعلیم دو اور دین اور عقل اور خداترسی مین اُن کو پختہ کرو اور اپنے لڑکون کو علم پڑھاؤ۔

۱۰- تو جب حاکم ہو کر کوئی مقدمہ کرے تو عدالت سے کر اور رشوت مت لے اور جب تو گواہ ہو کر پیش ہو- تو سچی سچی گواہی دیدے اور جب تیرے نام حاکم کیطرف سے بغرض ادا کرنے کسی گواہی کے حکم طلبی کا صادر ہو تو خبردار حاضر ہونے سے انکار مت کر اور عدول حکمی مت کر۔

۱۱- تو خیانت مت کر۔ تو کم وزنی مت کر اور پورا تول تو جنس ناقص کو عمدہ کی جگہ مت بیچ تو جعلی دستاویز مت بنا اور اپنی تحریر مین جعلسازی مت کر تو کسی پر تہمت مت لگا اور کسیکو ایسا الزام نہ دے کہ جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہین -

۱۲- تو چغلی نہ کر۔ تو گلہ نہ کر تو نمامی مت کر اور جو تیرے دل مین نہین وہ زبان پر مت لا۔

۱۳- تجھپر تیرے ماباپ کا حق ہے جنہون نے تجھے پرورش کیا - بھائی کا حق ہے محسن کا حق ہے - سچے دوست کا حق ہے - ہمسایہ کا حق ہے - ہموطنون کا حق ہے۔ تمام دنیا کا حق ہے۔ سب کو رتبہ برتبہ ہمدردی کر

۱۴- شرکا سے بدمعاملگی مت کر یتیمون اور اور ناقابلون کے مال کو خورد برد مت کر۔

۱۵- اسقاط حمل مت کر۔ زنا کی تمام قسمون سے پرہیز کر۔ کسی عورت کی عزت مین خلل ڈالنے کی نیت سے اُسپر بہتان مت لگا۔

۱۶- رو بخدا ہو۔ رو بدنیا مت ہو۔ کہ دنیا ایک گذرنے والی چیز ہے اور وہ جہان ابدی جہان ہے بغیر ثبوت کامل کے کسی پر زنا کی تہمت مت لگا کہ دلون اور کانون اور آنکھون سے قیامت کے دن مواخذہ ہوگا۔

۱۷- کسی کے مال مین لاپرواہی سے نقصان مت پہنچا اور نیک کام مین لوگون کو مدد دے

۱۸- اپنے ہمسفر کی خدمت کر اور اپنے مہمان کو تواضع سے پیش آ۔ سوال کرنیوالون کو خالی ہاتھ مت پھیر اور ہر ایک جاندار بھوکے پیاسے پر رحم کرو

حضرت مولنا مولوی نور الدین صاحب کے درس قرآن مجید مین سے چند باتین -

(ہماری اپنے الفاظ مین)

....

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ قرآن کریم نے کیا لطیف اور محکم بات فرمائی ہے کہ تمھارا مال اور تمھاری اولاد بھی تمکو کندن بنا دیتا ہے + خدا تعالے کا فضل خواہ کوئی بھی کیون نہ ہو کبھی عبث اور بیہودہ نہین ہوتا - بلکہ اُس مین انسان کی بہتری اور بہبودی مضمر ہوتی ہے + اولاد- اموال- بھی اللہ تعالے کے فضل ہین- اُنکی خبرگیری- احتیاط حسن سلوک تربیت وغیرہ وغیرہ سے انسان کی اخلاقی قوتون کا نشوونما ہوتا ہے اپنے پاک نمونہ سے انسان ایک دائمی نیکی کا بیج بوتا ہے مگر جس شخصکو ایسا موقعہ حاصل نہین ہے وہ اُن اخلاق فاضلہ کو جو اولاد کی تربیت اور تعلیم اور احتیاط و سلوک کی تہ مین ہین کیونکر حاصل کرسکتا ہے + ہماری شریعت - اعتقادات صحیحہ اعمال صالحہ اور اخلاق فاضلہ کا مجموعہ ہے

یہی وجہ ہے کہ اسلام رہبانیت اور تجرید کو پسند نہین کرتا کیا بلکہ جائز نہین رکھتا - اللہ تعالے کی دی ہوئی طاقتون کا برمحل اتفاق نہ کرنے سے انسان کے ایمان مین نقص اور کمی راہ پالی ہے - یہانتک کہ اندیشہ ہو جاتا ہی کہ ان الذین کفروا کے زمرہ مین داخل نہ ہو جاوے -

اسلام نے جو کچھ بیان کیا ہی اُس دعوے کو دلائل سے موکد کیا ہے اور یہ فخر جملہ مذاہب مین سے اسلام ہان صرف اسلام کو ہی حاصل ہی کہ وہ اپنے مبلغ کو و عادی کی تصدیق اور تائید کے لئے خارجی دلائل کی تفتیش اور تلاش کا محتاج نہین بناتا ہے -

مگر یہ بات بھی یاد رکھو کہ کوئی چیز خواہ کیسی ہی مفید اور بہتر کیون نہ ہو لیکن وہ مفید نہین ہوسکتی جب تک کہ اسکا استعمال عمدہ نہ ہو اور بات کے خواص عمدہ صحت مسلم ہین لیکن تا وقتیکہ ہم عمدہ طور پر قواعد طب کی رعایت سے اُن کو استعمال نہ کرین کچھ بھی فائدہ نہین اُٹھا سکتے -

مکر کے کیا معنی ھین

مکر کے معنے کرنے مین مخالفان دین اسلام خصوصا عیسائیون نے محض عداوت اور حسد کی راہ سے اور دیانندی آریون نے اُن کی تقلید سے بہت غلطی کہائی ہے یا فریب دینا چاہا ہے - مکر - کید - حیلہ - وغیرہ ملٹری ٹرمس - (فوجی اصطلاحین) ہین اور ان کے معنے قریب قریب ایک ہی ہین - چنانچہ اس آیت مین اذ یمکر بك الذین کفروا لیثبتوك او یخرجوك او یقتلوك و یمکرون و یمکر اللہ واللہ خیر الماکرین - مین مکر سے مراد تدابیر جنگ ہی ہین یعنی جب کہ بے ایمان کافر تیری نسبت خفیہ تدابیر کر رہے تھے کہ تجھے قید کرلین یا جلاوطن کرین یا مار ہی ڈالین - اور باریک در باریک تدبیرون مین لگے ہوئے تھے اور اللہ تعالے بھی تدبیر کر رہا تھا (آخر ثابت ہوگیا) کہ اللہ کی تدابیر ہی خیر و برکت کی بھری ہوئی ہین - اس مقام پر صاف ظاہر ہے کہ اہل عرب کے منصوبہ بازیون اور خفیہ تدابیر کو مکر کے لفظ سے بیان کیا ہے -

عرب نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تین تدابیر کین یعنی اخراج - قید قتل - مگر پہلی دو تدبیرون کو کمزور سمجھکر آخر انھون نے تدبیر قتل پر اتفاق کیا - مگر اللہ کی تدابیر کیسی غالب اور خیر و برکت کا موجب ہوئین کہ اُن نا عاقبت اندیشون کی ہی تدابیر مین سے بظاہر ایک تدبیر ایسی نکل آتی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پوری حفاظت کے ساتھ مکہ سے نکل جاتے ہین اور پھر وہی ہجرت آپ کی بے نظیر کامیابیون اور برکتون کا بنیادی پتھر رکھدیتی ہے ہجرت کے بعد آپ کی کامیابیان اللہ تعالے کے خیر الماکرین ہونے کی کیسی مثبت ہین -

نا عاقبت اندیش انسان جلدبازی اور عداوت سے الفاظ کے معنے کرتے ہین موقع محل متکلم اور مخاطب کے حالات کا لحاظ نہین کرتا - اور سچ تو یہ ہی کہ راستباز سے بیجا عداوت اُسکو پاس کرنے نہین دیتی - اللہ تعالے سے ہر وقت دعا مانگنی چاہیئے - کہ راستبازون کی مخالفت اور انکار سے بچاوے بلکہ کونوا مع الصادقین کے زمرہ مین داخل کرے -

افسوس ہے

کہ جولائی ۱۸۹۹ء مین اخبار کی اشاعت مین غیر معمولی بے ترتیبی واقع ہوئی - چونکہ ناظرین کو اسباب رکاوٹ سے اطلاع نہین ہوتی اس لئے نہایت اضطراب اور بیقراری سے بھرے ہوے شکایتی خطوط کا لگاتار سلسلہ شروع ہو جاتا ہی ہم اُنکی اطلاع کی خاطر اسقدر عرض کرنا چاہتے ہین کہ ۱۰ جولائی کا الحکم ابھی چھپنا شروع نہ ہوا تھا کہ یکایک پتھر ٹوٹ گیا جسکی وجہ سے ۱۰ کا پرچہ کوئی ۲۱ یا ۲۲ کو جا کر اشاعت پذیر ہوا - اور پھر بارش کیوجہ سے خدا کی قدرت ہو وہ مکان جسمین پریس تھا گر گیا - مجبورًا وہان سے پریس اُکھاڑ کر دوسری جگہ لگایا گیا - اور اس نقل مکانی مین اور پریس کی ضروری مرمت نے ۱۷ جولائی کے پرچہ مین پھر دیر کی - بہرحال ہم نے یہ پسند نہین کیا کہ ان نمبرون کو چھوڑ کر دوسرے نمبر شائع کرین اس لئے یہ انتظام کیا ہے کہ اگست کے پہلے پرچہ کے ساتھ ۲۴ جولائی کا الحکم اور دوسرے کے ہمراہ ۳۱ - جولائی کا الحکم ناظرین کو ڈبل نمبر کیصورت مین پہنچا دین - ان قدرتی اور اتفاقی حادثات کیوجہ سے ہمارے ناظرین ہمین معذور سمجھین گے -

اثبات خلافت شیخین

حضرت مولنا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کے مندرجہ عنوان لاجواب لیکچر نے جسقدر فائدہ اہل اسلام کو پہنچایا ہے اور جسقدر قبولیت اُس نے حاصل کی ہے اُس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ آج ایک کاپی بھی اُس کی نہین ملتی - ہم نے بہت سے دوستون کے بیحد اصرار سے اُس کو دوبارہ چھاپنے کا ارادہ کیا ہے اور ہمارے محسن و مخدوم مولنا صاحب نے اُس لیکچر کو مزید حواشی اور فٹ نوٹس کے ساتھ اور بھی مزین کرکے دینے کا وعدہ فرمایا ہے اور مولنا صاحب نے محض دینی عزت اور حمایت اسلام کی غرض سے اس کام کو نہایت خوشی کے ساتھ کرنیکا مستعد ارادہ فرمایا ہے - اور اس خیال سے کہ الحکم کو امداد پہنچے مکرر چھاپنے کی اجازت دی ہے - جس خوبی اور پایہ کا یہ لیکچر ہے اُسکا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ آجتک کسی شیعہ کا قلم اُس کے جواب مین نہین اُٹھ سکا۔

قرآن کریم کی عظمت کو دنیا مین قائم کرنے کے لئے ایسے لیکچرون اور رسالون کی ضرورت ہے - بالکل قرآن کریم سے ہی جس مضمون کو لیا ہے ادا کیا ہے - ہمکو کسی تعریف کرنے کی ضرورت نہین ہم اُمید کرتے ہین کہ ہمارے احباب الحکم کی امداد کی غرض سے اس کی متعدد کاپیان خرید کر تقسیم کرین گے اور مفت تقسیم کرنے والون کو ہم یہ لیکچر ۲۵ فیصدی نفع کے ساتھ دین گے اور درخواستین جلد آنی چاہیئن -

مینیجر اخبار الحکم قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ العلی العظیم و نصلی علی رسولہ الکریم
دوستو اک نظر خدا کے لئے

مسیح موعود کے جان نثار خادم - حضور ممدوح (ایدہ اللہ) کے مقاصد سے واقف - دینی ضرورتون کی سچی اور پکی پیاس رکھنی والی قوم - پھر مین ناحق کا درد سر اُٹھا کر قصہ کو لمبا کرون زمانہ کو صرف چکنے چپڑے فقرے کہون کیا حاصل صاف اور سیدھی بات کہے دیتا ہون کہ مدرسہ **تعلیم الاسلام** کو آپ کی ہمدردی کی سخت ضرورت ہی - ممکن ہے کہ اب تک بعض کو معلوم نہ ہو کہ مدرسہ کا خرچ کہا تک بڑھ گیا ہے اور یہی وجہ انکی بے التفاتی کی ہو سو سُن لو - یکم اگست سے مدرسہ کا ماہوار خرچ [illegible] ہوگیا ہی علاوہ ماسٹر شیر علی صاحب بی اے کے ایک لائق ٹرینڈ انڈر گریجوایٹ سکنڈ ماسٹر منگوایا گیا ہے - ان سے بورڈنگ ہوس بنا ہے [illegible] روپیہ صد کا ہی اسکے [illegible] مدرسہ کی ترقی بتعداد قطعا اسی پر موقوف ہی - دائمی چندہ دینے والے مقرر رقم مین کچھ اضافہ کرین - غافل ہوشیار ہوجائین اور [illegible] کے لئے مافات کی تلافی کرین اور مقدور والے اچھی معقول یکمشت رقم سے اعانت کرکے اجر لین والسلام المشتہر عبد الکریم سیالکوٹی جانب سکریٹری مدرسہ تعلیم الاسلام

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷
رجسٹرڈ ایل ،،

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

اخبار الحکم

جلد ۳ | قادیان دار الامن و الامان ۱۴ ربیع الاول سنہ ۱۳۱۷ مطابق ۲۴ جولائی سنہ ۱۸۹۹ء | نمبر [illegible]

خطبہ (موعظت)

جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے ۱۴ جولائی سنہ ۱۸۹۹ء کو پڑھا اور ایڈیٹر نے مولانا ممدوح کے پنجابی خطبہ کو ساتہ ساتہ اردو مین لکھا۔

وَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ
یَکْتُمُ اِیْمَانَہٗ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا
اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَقَدْ جَآءَکُمْ
بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّکُمْ وَاِنْ یَّکُ
کَاذِبًا فَعَلَیْہِ کَذِبُہٗ وَاِنْ یَّکُ
صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ
یَعِدُکُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ
مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ

اور ایک شخص نے جو تھا قوم فرعون ہی مین سی مگر مومن تھا۔ اور اپنے ایمان کو مخفی رکھتا تھا ان لوگون کہا (سنو) کیا تم ایک شخص سے برسرپیکار ہوتے اور اس کے قتل کے منصوبے کرتے ہو جو کہتا ہے اَللّٰہُ رَبِّیْ یعنی جو اپنا محسن و مربی اس پاک ذات کو قرار دیتا ہے جو جمیع صفات ستودہ سے متصف اور کل صفات ناقصہ اور ردیہ سے منزہ ہے اور پھر اپنے اس قول کی کہ (رَبِّیَ اللّٰہ) تصدیق مین کھلی کھلی نشانیان لیکر آیا ہے (دیکھو اگر تم ان آثار اور نشانات بینہ کو جو اللہ تعالے کے اپنے ساتھ معیت کے وہ دکھاتا ہے) دیکھکر بھی اس کی تکذیب سے باز نہین آتے اور مجادلہ نہین چھوڑتے تو آسان فیصلہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر وہ درحقیقت کاذب ہے اور خدا تعالے پر افترا باندھتا ہے تو اسکی ہلاکت اور سزا کے لئے اسکا جھوٹ ہی کافی ہے لیکن اگر وہ سچا ہے تو پھر یہ بھی یاد رکھو کہ ان وعدون مین سے تمکو کوئی پہنچ رہے گا جو وہ تم سے کرتا ہے۔ پس اسی معیار کو تم رہنے دو کیونکہ اللہ تعالی کی یہ سنت اور پختہ قانون ہے کہ وہ کبھی کبھی بھی اپنی حد سے باہر قدم رکھنے والے اور خدا تعالے پر جھوٹ بولنے والے انسان کو سرفراز اور سرسبز نہین کرتا۔ اللہ تعالے نے قرآن کریم مین ایک صادق۔ مامور من اللہ۔ راستباز کا ذکر فرمایا ہے جو بنی اسرائیل کو مصر کے آہنی تنور اور فرعون کی غلامی سے رہائی دینے کے لئے اُس زمانہ کے متکبر اور رعونت مجسم انسان کے سامنے جاکر تبلیغ حق کرتا ہے اور پورے زور اور قوت کے ساتھ اپنے مخالف کی جو سوئنت دنیوی جاہ و جلال کی کرسی پر بیٹھا ہوا شیخی بگھار رہا تھا ہلاکت کی پیشگوئی کرتا ہے اس کے دعوے کی قوت اسکی جرأت اور پُر ہیبت آواز اس امر کا ثبوت دی رہی ہے کہ اُس کا مربی اللہ تھا۔ کسقدر قوت یقین اور استقلال رکھتا ہے۔ نادان فرعون اپنے جاہ و جلال اپنے حشم و خدم کے گھمنڈ مین سرشار اس عاجز انسان کے قتل کا ارادہ کرتا ہے لیکن اسی قوم کا ایک مومن انسان اٹھکھڑا ہوتا ہے اور ان سب کو جو **موسیٰ علیہ السلام** کے قتل کے درپے تھے مخاطب کرکے ایک معقول بحث کرتا ہے اور قوم پر حجت ملزمہ قائم کر دیتا ہے۔

اس قصہ کے بیان سے خدا تعالیٰ کا یہ منشا ہے کہ تا وہ پاک اور سچا اصول دنیا کے سامنے پیش کرے جو استقرا کے طور پر

مامور من اللہ کی صداقت اور جانچ کا ایک کامل العیار محک ثابت ہوا ہے اور وہ یہ ہے

إنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ

یعنی خدا تعالے کبھی بھی ایسے انسان کو برومند اور سرسبز نہین کرتا جو اپنی حد سے بڑھ جانے والا ہو اور خدا تعالے پر افترا اور جھوٹ باندھتا ہو۔ اس سنہری اصول پر غور کرو خدا تعالے نے اپنا لاتبدیل قانون اور لاتحویل قاعدہ بتلا دیا ہے کہ جو لوگ اپنی حد سے باہر قدم رکھتے ہین اور جس عہدہ اور اعزاز کی قابلیت نہین رکھتے پھر اپنے آپ کو اسکا سزاوار اور مستحق قرار دیتے ہین خدا کی ذات پر جھوٹ بولتے ہین یعنی مامور اور منجانب اللہ نہین ہوتے لیکن اپنی ماموریت کا ادعا کرتے ہین وہ فائز المرام نہین ہوتے۔

مسرف کسکو کہتے ہین۔ ایک شخص جو اپنے آپ کو مالدار اور ذی حیثیت دکھانے کے لئے محض نمود کیخاطر فضول خرچیان کرتا ہے یہانتک کہ ایک وقت اس پر آجاتا ہے کہ دیوالیہ ہو جاتا ہے ادھر سے ڈگری ہوتی ہے ادھر سے گرفتاری کے وارنٹ جاری ہوتے ہین اور پھر وہ ساری شیخی کرکری ہوکر رہجاتی ہے۔ وہ عزت و مکنت جو کہ بوالفضول چاہتا تھا کہان گئی۔ اسکی عزت پر پانی پھر گیا۔ اور ٹکڑے سے محتاج ہوکر ذلت اور نکبت کے قعر مین جا پڑا۔ یہ ایک ایسا ثابت شدہ امر ہے کہ ہمکو کسی بحث کی اسپر ضرورت نہین آئے دن ایسے تباہ کار لوگون کے حالات دیکھے جاتے ہین۔

پھر وہ کذاب جو خدا تعالی پر افترا کرکے دو چار فقرے سنا کر مامور من اللہ ہونے کا دعوی کرتا ہے حالانکہ اسکو خدا تعالے کیطرف سے مامور ہونے کا اعزاز نہین دیا گیا۔ غلط فہمی غلط کاری سے ایک راستباز کے بالمقابل بول اٹھتا ہے کہ مین کامیاب ہونگا اور بالمقابل راستباز کو مسرف کذاب کہتا ہے۔ اور ادھر یہ راستباز بولتا ہے کہ مجھے کہا گیا ہے انا الفتاح

افتح لک تری فتحا مبینا۔ یاتیک

من کل فج عمیق

اب یہ اصول اس موقع پر کیسا کام دیتا ہے اگر اول الذکر جو دوسرے کو مسرف کذاب کہتا ہے فی الحقیقت خدا تعالے کیطرف سے نہین بولتا ہے تو اسکا پول کھلجاویگا اور مسرف کذاب کا خود ہی مصداق ہوکر بے نیل مرام دنیا سے اٹھ جائے گا اور وہ شخص جو منصر کائنات عالم الغیب خدا کے کہنے سے بولتا ہے کہ انا الفتاح وہ کامیاب ہوکر اور بھی اس کے جھوٹ پر مہر کر دیگا۔ غرض یہ ایک بین اور معا ایک نازک اصول ہے

آج بھی ایک صدا مامور من اللہ ہونے کی کانون مین ایک عرصہ سے گونج رہی ہے اور خدا کا احسان اور اسکا فضل ہے کہ اس آواز کی حقیقت ہمپر کھلی اور اسے تسلیم کرنے کی توفیق ہمکو ملی۔ اس نے کہا کہ

اس زمانہ کا امام مین ہون

اسپر نادانون نے شور مخالفت بلند کیا۔ تکفیر کے فتوون کے لئے تگ و دو کی۔ غرض کہین کچھ کہین کچھ ہر قسم کی مخالفت سے چاہا کہ اس نور اللہ کو بجھا دین مگر وہ تو روشن ہی ہوتا گیا۔

مین کہتا ہون کہ آہ! کیون ان ناعاقبت اندیش حقیقت و حق سے مہجور لوگون نے قرآن کریم کے اس مقدس اصول کو زیر نظر نہ رکھا اور کیون اب بھی اس پر توجہ نہین کرتے۔ گھبرانے اور حیرت مین پڑنے کی کیا ضرورت ہی مدعی کے سچ اور جھوٹھ کے دریافت کرنے کے لئے کسی اور معیار کی تلاش فضول ہے۔ یہ بہت سچا اور خطا نہ کرنے والا محک موجود ہے۔

ہمارے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم ایک تاریک غار سے نکلکر جس مین کوئی انسان آسائش و آرام کے ساتھ نہین بیٹھ سکتا باوجودیکہ کسی قسم کا سہارا اور آسرا قوم یا کسی انسان کا نہین ایک اکھڑ اور سرکش قوم کے سامنے کہتے ہین۔

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝

خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝

اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ

باایںہمہ بے سامانی و بیکسی وہ انسان کامل قوم کو یہ سناتا ہے اور ابھی معلوم نہین کہ اوس قوم سے کیا کیا پیش آتا ہے مگر یہ اسے پہلے سے کہے دیتا ہے کہ چونکہ میرا استاد میرا محسن و مربی مکرم ہے اس لئے مین بھی معزز و محترم ہونگا۔

ایک دہریہ جو اپنی ناقص عقل مین ہستی الہی کے لئے کوئی زبردست دلیل یا شہادت نہین پاتا (بہ خیال خویش) مین خدا ہی کو گواہ رکھکر کہتا ہون کہ اگر وہ ہماری کتاب مجید مین غور کرے اور سید الاولین و الآخرین علیہ افضل الصلوۃ والسلام کی اس شان مین جو کتاب مجید نے دکھائی ہے فکر کرے تو اسکو ایک چمکتا ہوا **خدا** نمایان طور پر نظر آئے گا۔ کیا ایک عاجز انسان عرب جیسی قوم کے سامنے خود بخود بغیر بلائے یہ کہہ سکتا ہے کہ اقرأ وربک الاکرم اسمین بڑی بھاری غرض بیان کی گئی ہے کہ تیرا مربی جو خود مکرم ہے محترم ہے اور جب اسکی کنار عاطفت مین تو نے پرورش پائی ہے پھر تو بھی اعزاز و تکریم کی کرسی پر بیٹھے گا۔ پھر دیکھلو کہ کسقدر عزت حاصل کی۔ ہمارے ہادی و مولے سید الاصفیا کی شرافت اور بزرگی کے کنہ تک آج کون پہنچ سکتا ہے۔ ہر آن جسکے مدارج و مراتب مین ایک رفعت اور کثرت ہو رہی ہے۔ اللہ اللہ ایسا بڑا جلیل القدر انسان!!! جسنے بنی نوع انسان کے کمالات کو یکجا جمع کرکے دکھا دیا۔

غرض بات یہ ہے کہ ربک الاکرم کہنے والا واقعی خدا تھا ورنہ باوجود اسقدر رکاوٹون کے اور مخالفتون کے کیا ممکن تھا کہ ایک بے کس بے بس بے زر بے پر انسان اسقدر کامیاب ہو سکتا

مسیلمہ کذاب کا ہی معاملہ دیکھلو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ آدھی زمین مجھے دیدو اور آدھی تم لے لو۔ لیکن آپ نے اس مسرف کذاب کے جواب مین لکھا

إِنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ يُورِثُهَا

مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝

زمین خدا تعالے کی ہے جسکو چاہتا ہے اپنے بندونمین سے وارث کرتاہے اور انجام نیک متقیون کا ہے یعنی ہم دونونمین سے جو متقی ہوگا آخر کامیاب ہوگا۔

دوسرے لفظون مین یون کہو کہ حامل قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام صاف دلیری سے دعویٰ کرتے ہین کہ مین متقی ہون اسلئے خدا تعالے کا فتویٰ ہے کہ کامیابیونکا وارث مین ہونگا اگر یہ انسانی افترا نعوذ باللہ ہوتا تو یہان بھی وہی ناکامی پیش آتی جو مسیلمہ کے پلہ پڑی لیکن واقعات نے دکھادیا کہ لاریب آپ سید الاتقیا تھے اور **انا اعطینٰک الکوثر** کے سچے مخاطب تھے۔

مین پھر اصل کیطرف رجوع کرکے کہتا ہون کہ یہ کیا عجب اور مستحکم اصول ہے کہ ان اللہ لا یہدی من ہو مسرف کذاب۔ جو اپنی چادر سے باہر قدم رکھتا ہے اور کذاب ہے خدا اسکو کامیاب نہین کرتا۔ سمجھہ مین نہین آتا دل گھبراتا اور ایک ایک وقت میری گلیمین آکر اٹک جاتا ہے کہ وہ قوم جسکے پاس ایسے مستحکم اصول راستباز اور مسرف کذاب مین امتیاز کے موجود ہین اور جو ایسی کتاب اپنے پاس رکھتے ہے جسکو قول فصل خدا نے آپ کہا ہے جو میزان اور مہیمن کہلاتی ہے کیا .... ان آیات کو نہین پڑھتے اور پڑھتے ہین تو پھر ان سے کیا مراد لیتے ہین۔ ایک دو نہین بائیس برس سے زیادہ عرصہ گذرنے کو آیا۔ یہ خدا کا راستباز پکار پکار کر کہتا ہے کہ مین **مہدی** ہون اور خدا نے مجھے **ھادی و مسیح** بنا دیا ہے پہلے اگر دھیمی آواز سے بولتا تھا تو اب ایک گرج اور کڑک سی بولتا ہے بلکہ اس کی آواز آج اس زور مین ہے کہ گرجتی ہوئی یورپ کے عظیم الشان گرجون کی صلیب پر جا کر کڑکتی ہے۔ اگر کوئی میرے جیسا مذاق رکھتا ہے اور میرا دل کسی مین ہے تو وہ اس سے لذت اٹھا سکتا ہے۔

غیظ و غضب کو دور کرکے تعصب اور ضد چھوڑکر کوئی دیکھے کہ اس آواز مین کیسی قوت کیسا یقین اور استقلال ہے پھر نری آواز ہی نہین بلکہ اس کے ساتھہ نمایان نصرتین اور برکات الہیہ کے مین اور کھلے نشان مین کیا ہوسکتا ہے کہ خدا تعالے خود حق اور باطل مین التباس کرے **تعالیٰ شانہ** ہو نہین سکتا! ایک جھوٹا وہ نصرتین پاسکے جو ایک راستباز کو ملتی ہین ممکن نہین؟

انسان ایک مستقیم دل سے کر سوچے تو حیران ہوجاتا ہے کہ کیون تیرہ سو برس پیشتر اپنے رسول کی زبان سے کہلایا کہ **ان لمہدینا آیتین** کیا خدا تعالیٰ نہ تھا کہ وید اور پران کیطرح احادیث کی اصلیت کو گم کر دیتا۔ کیا احادیث کے الفاظ کا محفوظ رہنا اور پھر **خسوف کسوف** کا اسی فرمودہ کے موافق ہوجانا صاف طور پر نہین بتلاتا کہ منشار الٰہی یونہی تھا پھر اسی نشان کو کیون ایک ایسے مدعی کے وقت مین پورا کیا۔ اونٹ کیون بیکار ہوگئے ریل اور چھاپہ کا اجرا اسی کے زمانہ مین کیون بسرعت ترقی ہوتا ہے۔ کیون ایسا ہوتا ہے کہ طاعون کی خبر بھی اس کے زمانہ مین پوری ہوئی پھر علاوہ بران ایک کپکپا دینے والی پیشگوئی کا پورا ہونا ایک بیدل شخص کا اپنی بدزبانیون اور دریدہ دہنیون کی پاداش مین خدا تعالے کے غضب کی قہری چھری سے اس کے کہنے کے موافق عین میعاد کے اندر ہلاک ہونا اگر اسے ہلاک بھی ہونا تھا تو خدا تعالے اسکو صرف اس لئے بچالیتا کہ اس جھوٹھ کو ترقی نہ ہوتی؟ مگر نہین اے قوم! ناقدر شناس قوم سن۔! اور کان لگا کر سن۔ آسمان نے اسکی صداقت پر مہر کردی زمین نے اپنے خزانے اگلدئے اور اسکی تصدیق کے لئے تمام نشانون کو پورا کردکھایا مشیت الٰہی یونہی تھی۔ خدا کا مامور آیا۔ اور اپنے وقت پر آیا اسکی تائید و تصدیق مین نشان کیون پورے نہ ہون؟ اے قوم تو اب اور کیا چاہتی ہے جو تیری خوشی کا موجب ہو۔ اللہ اللہ خدا کا کلام جلی اور زرین حروف مین لکھا ہوا ہے کہ

ان اللہ لا یہدی من ہو مسرف کذاب

اور پھر تم دیکھ چکے کہ یہ نوبنت نئی قوت اور ہر روز ایک تازہ نصرت کے ساتھہ ترقی کرتا ہے پس آؤ مخالفت سے باز آؤ کہ یہ خدا تعالے سے لڑائی ہے اور اس سے لڑنے مین خیر و برکت نہین ہے۔ ناسپاس قوم! اٹھہ اور شکر کے سجدے کر۔ اپنی نشنابکاریون سے توبہ کر۔ اور اپنے ہمدرد اور خیرخواہ کی باتین سن کہ تیرے لئے برکت کا موجب ہے!!!

میرے دوستو! ہان اے وہ لوگو جنھون نے اس امام کو پہچان لیا ہے اور اس کا ساتھہ دیا ہے تم بھی سن رکھو کہ تمپر حجت پوری ہوچکی تم نے نشانات کو دیکھہ لیا۔ تم صرف اسبات پر ناز نہ کرو کہ امام کے ساتھہ ہو یاد رکھو کہ تقویٰ کے بغیر کچھہ نہین۔ ساری امیدین اور کامیابیان متقیون کے واسطے ہین۔ پس اسکا ساتھہ دینا کیا ہے اسکی ہر ادا اس کے خط و خال نشست برخاست غرض اسکی بات سے محبت کرنا تاکہ تقویٰ کی حقیقت کا ٹھیک پتہ لگے۔ مین اس خطبہ کی گھڑی مین اپنے لئے اور اپنے حاضر و غائب دوستون کے لئے دعا کرتا ہون کہ خدا تعالے تقویٰ اللہ کی
توفیق دے۔ اور امام کے ساتھہ سچی
محبت اور ارادت عطا فرماوے اور اسکی
محبت مین زندہ رکھے اور اسکی
محبت مین دنیا سے اٹھاکر
اور اس کے محبون کے
زمرہ مین
اٹھائے

آمین

مکتوب امام الزمان علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ المخدوم کا عنایت نامہ پہنچا **حدیث نبوی** بغیر فہم غیری کے معنے جو اس عاجز کے دل مین ڈالے گئے ہین یہ ہین کہ غیر کے لفظ سے نفس ماسوی اللہ مراد نہین بلکہ نفس نااہل و ناآشنا مراد ہین مگر جو لوگ مومن حقیقی ہین وہ بباعث استعداد فنا اور زوال حجب کی کبریائی دامن کے اندر داخل ہین۔ اور غیر نہین ہین خود خدا تعالے نے بعض صالح اہل کتاب کے حق مین اپنی کتاب مجید مین فرمایا ہے **یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم** یعنی وہ لوگ پیغمبر آخر الزمان کو جو امام الدنیا اور سید الاولیا ہے اسطرح پر شناخت کرتے ہین جیسے وہ اپنے بیٹون کو شناخت کر رہے ہین اور اسی طرح روحانی

روشنی کی برکت سے اولیا کو شناخت کر لیتے حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اویس کے وجود کو یمن مین شناخت کر لیا ہے اور بارہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ یمن کیطرف سے رحمٰن کی مجھکو خوشبو آرہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ کے مراتب معلوم تھے اور ہر ایک کی نورانیت باطنی کا اندازہ اُس قلب منور پر مکشوف تھا ہان جو لوگ بیگانہ ہین وہ بیگانہ حضرت احدیت کو شناخت نہین کر سکتے جیسے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے

يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ

یعنی وہ تیری طرف (اے پیغمبر) نظر اُٹھا کر دیکھتے ہین پر تو اُنھین نظر نہین آتا اور وہ تیری صورت کو دیکھ نہین سکتے۔

اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انوار روحانی کا سخت چمکارہ بیگانہ بعض پر بھی جا پڑتا ہے جیسے ایک عیسائی نے جب کہ مباہلہ کے لئے آنحضرت صلعم مع حسنین و حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہم عیسائیون کے سامنے آئے دیکھکر اپنے بھائیون کو کہا کہ مباہلت کرو مجھکو پروردگار کی قسم ہے کہ مین ایسے منہ دیکھ رہا ہون کہ اس پہاڑ کو کہین گے کہ یہان سے اُٹھ جا تو فی الفور اُٹھ جائیگا۔ تو خدا جانے کہ اسوقت نور نبوت و ولایت کیسا جلال مین تھا کہ اُس کافر بد باطن اور سیہ دل کو بھی نظر آگیا اور عام طور پر باستثنار خواص اہل اللہ و اکابر اولیا کی حقیقت ولایت کہ جو قرب الٰہی کا نام ہے بجز حضرت احدیت کے کسیکو اسپر آگاہی نہین ہو سکتی ہے اس حقیقت کے انوار و آثار جیسے صبر استقامت رضا جود سخا صدق وفا شجاعت حیا اور نیز خوارق و دیگر علامات قبولیت لوگون پر ظاہر ہو جاتے ہین مگر یہ سب آثار ولایت ہین اور حقیقت ولایت ایک مخفی امر ہے جسپر غیر اللہ کو ہرگز اطلاع نہین واللہ اعلم بالصواب

اور جو آپ نے دریافت کیا ہے کہ خوارق و کرامات ریاضات شاقہ کا نتیجہ ہے یا کیا حال ہے اسمین تحقیق یہ ہے کہ بلاشبہ ریاضات شاقہ کو کشوف وغیرہ خوارق مین دخل عظیم ہے بلکہ اسمین کسی خاص مذہب بلکہ توحید کی بھی شرط نہین اور اسی جہت سے فلاسفہ یونان اور اس ملک ہند کے جوگی اپنے تپون جپون کے ذریعہ سے صفائی نفس حاصل کرتے رہے ہین اور اُنکا قلب اپنی معبودات باطلہ پر جاری ہوتا رہا ہے اور مکاشفات بھی انکو ظہور مین آتے رہے ہین چنانچہ کسی تاریخدان اور صاحب تجربہ پر یہ امر پوشیدہ نہین رہ سکتا اب یہ بڑی مشکل پیش آتی ہے کہ جب کشوف و خوارق باطل پرستون اور استدراج والون سے بھی ہو سکتے ہین تو پھر انہین اور اہل حق مین کیا فرق باقی رہا اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت احدیت کے برگزیدے بندے تین علامات خاصہ سے شناخت کئے جاتے ہین اور وہ علامتین ایسی ہین کہ گو باطل پرست لوگ اپنی کجروی کی محنتون سے گداز بھی ہو جائین تب بھی وہ علامات انمین متحقق نہین ہو سکتی۔ چنانچہ اوّل انمین سے ایک یہ ہے کہ اہل حق کو صرف کشفی صفائی نہین اخلاقی صفائی بھی عطا ہوتی ہے اور وہ اخلاق فاضلہ مین اسقدر پایہ عالیہ تک پہنچ جاتے ہین کہ جیسے خدا کو اپنے اخلاق پیارے ہین ویسا ہی وہ باقی اخلاق انکو پیارے ہو جاتے ہین اور اُنکی سرشت مین الوہیت کی تجلیات گھر کر جاتی ہین اور بشریت کی آلودگیان اور تنگیان اُٹھ جاتی ہین پس اُن سے نیک اور پاک خلق ایسے عجیب اور خارق العادت کے طور پر صادر ہوتے ہین کہ بشری طاقتون سے بجز خاص تائید الٰہی کے انکا صادر ہونا ممکن نہین انسان بشریت کے تجلیات اور نفس امارہ کی زنجیرون مین اور ننگ و ناموس کی قید و بند مین اور خانہ داری کے جانگداز فکر و غم مین اور شدائد اور آلام کے حملون مین اور وساوس اور اوہام فتنہ خیز مین سخت عاجز ہو رہا ہے اور اگر دعوی کرے کہ مین اپنے آپ ہی سے ان بھاری بوجھون سے نکل سکتا ہون تو وہ جھوٹھا ہے پس اہل اللہ مین یہ بزرگی ہے کہ وہ توفیق یافتہ ہوتے ہین اور دست غیبی اپنی خاص حمایت اور قوت سے انکو ان تمام بوجھون نیچے سے نکال لیتا ہے سو اُن مین ایسا توکل اور ایسا صبر اور ایسی سخا اور ایسا ایثار اور ایسا صدق اور ایسی رضا بقضا ہوتا ہے کہ دوسرون سے ہرگز ممکن نہین کیونکہ در پردہ الٰہی ستارے ان کے مددگار ہوتے ہین اور لغزشون سے بچائے جاتے ہین اور جسکی محبت مین وہ دنیا کو کھو بیٹھے ہین اور دنیوی عزتون اور ناموسون سے بیزار ہو گئے ہین وہ محبوب حقیقی انکا متولی ہو جاتا ہے۔

دوسرے یہ کہ اہل حق مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت پاتے ہین جو تائیدات خاصہ کی بشارتون پر مشتمل ہوتے ہین اور نیز انمین وہ مراتب عالیہ انپر ظاہر کئے جاتے ہین کہ جو ان کو حضرت احدیت مین حاصل ہین۔ اور یہ نعمت غیرون کو ہرگز حاصل نہین ہو سکتی۔

اسجگہ بتوجہ یاد رکھنا چاہئے کہ الہامات و مکالمات الٰہیہ کو جو ایسی پیشگوئی پر مشتمل ہون جنمین شخص ملہم کی تائیدات عظیمہ کا وعدہ ہے وہ اہل اللہ کی شناخت کے لئے نہایت روشن علامات ہین اور کوئی خارق عادت اسکے برابر نہین ہو سکتا کیونکہ خداتعالیٰ کا اپنے بندہ سے کلام کرنا اور پھر اُس کلام کی ایسی پیشگوئیون پر مشتمل ہونا کہ جو تائیدات عظیمہ کے مواعید ہین اور پھر اُن مواعید کا اپنے وقتون پر پورا ہونا محبت اللہ کا ایک روشن نشان ہے

تیسرے علامت یہ ہے کہ خواص اولیا ریاضات شاقہ کے محتاج بھی نہین ہوتے ایک قسم کی ولایت کہ جو وہ نبوت سے بہت مشابہ ہے اس قسم کے لوگ جب دنیا مین آتے ہین تو ہوش پکڑتے ہین عنایات الٰہیہ اُنکی متولی ہو جاتی ہے اُنکو سالکون کی پر تکلف حالت سے کچھ مناسبت نہین ہوتی ان کو کچھ خبر نہین ہوتی کہ کب فنا آئی اور کب بقا حاصل ہوئی کیونکہ دست غیبی نے اُنکو فطرت مین ہی درست کر لیا ہوتا ہے اور بعضے بشریت مین داخل ہی نہین ہوتے تعلقات شدیدہ عشق الٰہی کے اُن کی فطرت سے لگے ہوئے ہوتے ہین اور ابتداء فطرت سے کسی ریاضت کے محتاج نہین ہوتے و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اور ایسے لوگون سے بغیر حاجت ریاضات شاقہ کے خوارق عجیبہ ظاہر ہوتے ہین کیونکہ شان نبوت انپر غالب ہے سو اگر اکابر نقشبندیہ نے ظہور خوارق کے ریاضات شاقہ کو شرط ٹھہرایا ہے تو ایسے کمل لوگون کو مستثنیٰ رکھ لیا ہوگا اور ایسے لوگ نہایت قلیل الوجود اور نادر الظہور مین کبھی کبھی شدت حاجت کے وقت خلق اللہ کی بھلائی کے لئے دنیا مین بھیجے جاتے ہین اور انکا آنا لوگون کے لئے ایک رحمت عظیم ہوتا ہے اور امت محمدیہ مرحومہ پر حضرت احدیت کی یہ رحمت ہے کہ کبھی کبھی آخر صدی پر اصلاح اور تجدید دین کے لئے اس شان کے لوگ مبعوث ہوتے ہین اور دنیا اُن کے وجود سے نفع اُٹھاتی ہے اور دین زندہ ہوتا ہے اور یہ بات کہ ظہور خوارق ولایت کے لئے شرط ہے یا نہین اکثر صوفیون کا اتفاق اسی پر ہے کہ شرط نہین پر اس عاجز کے نزدیک ولایت تامہ کے لئے ظہور خوارق شرط ہے ولایت کی حقیقی قرب اور معرفت الٰہی ہے سو جو شخص صرف منقولی یا معقولی طور پر ایمان لاتا ہے اور وہ کشوف عالیہ اور زوال حجب اُسکو نصیب نہین ہوا جس سے ایمان اُسکا تقلید سے تحقیق کے ساتھ مبدل ہو جاتا تو کیونکر کہا جاوے کہ اُسکو

ہدایت ... نصیب ہوگی - بعض بزرگون نے جیسے حضرت مجدد الف ثانی صاحب نے اپنے مکتوبات مین لکھا ہے کہ یقین کے لئے معجزات نبوۃ کافی ہین مین کہتا ہون کہ کافی نہین کیونکہ وہ اس شخص کے حق مین کہ صدہا سال بعد پیدا ہوا ہے منقولات کا حکم رکھتے ہین اور دیدا اور شنید مین جسقدر فرق ہے ظاہر ہے علمار محدثین سے زیادہ تر اور کون معجزات سے واقف ہوگا مگر وہ معجزات کہ جنکی رویت سے ہزارہا صحابہ یقین کامل تک پہنچگئے تھے اب اُن کے ذریعہ کر علمار ظاہر کو اسقدر اثر بھی نہین کہ اُنھین اُن معجزات کی ہیبت سے اخراج نفسانیت ہی ہو مگر یہ بھی نہین اسد تعالے نے خود فرمایا ہے کہ ہماری نشانون کے از دیاد ایمان مین دخل عظیم ہے اور خود ولایت تامہ کی حقیقت جبکہ قرب تامہ ہے تو پھر ظاہر ہے کہ قرب اور مشاہدہ عجائبات لازم ملزوم ہین جو شخص ہمارے مکان پر آتا ہے اُسے ضرور ہے کہ مکان کی وضع اور اسکی کیفیت کمیت سے اطلاع پیدا کرے لیکن اگر بعد از وصول بھی ایسا ہے جو قبل از وصول تھا تو گویا اُس نے مکان کو دیکھا ہی نہین انبیا کے یقین کو بھی خدا نے نشانون سے ہی بڑھایا ہے اور قرآن شریف مین رب ارنی کیف تحیی الموتٰی حضرت ابراہیم کا سوال ہی موجود ہے پھر کیونکر کہا جاوے کہ ولایت بغیر خوارق کے حاصل ہوسکتی ہے بلاشبہ جسقدر مشاہدہ خوارق کا زیادہ ہو اسیقدر علم زیادہ ہے خدا تعالے خود آپنے نبی کریم صلی اسد علیہ وسلم کے حق مین فرماتا ہے کہ ہم نے اسکو مسجد اقصٰے اور آسمان کا سیر کرایا تاکہ اسکو اپنی آیات خاصہ سے مطلع کرین - ہان یہ ضرور ہے کہ جس ولی کو منصب ارشاد اور ہدایت کا عطا نہین کیا گیا اسکے خوارق اور لوگون پر ظاہر ہونا ضرور نہین ہے کیونکہ اسکو لوگون سے کچھ واسطہ اور تعلق نہین ہے لیکن خود اُسپر تو ظاہر ہونا نہایت ضروری ہے کیونکہ حقیقت ولایت تک اسکا قدم پہنچنا اسی سے وابستہ ہے مسجد کے بارہ مین جو فقرہ خداوند کریم کیطرف سے الہام ہوا تھا جسمین خیال کیا جاتا ہے کہ تاریخ مسجد اسمین موجود ہے اور وہ فقرہ الہامیہ یہ ہے

مبارک و مبارک و کل امر مبارک یجعل فیہ

خداوند تعالے کی عجیب قدرت ہے کہ اس مسجد مبارک کے بارہ مین پانچ مرتبہ الہام ہوا منجملہ ان کے ایک نہایت عظیم الشان الہام ہے جسکے ایک فقرہ سے آپ کو اطلاع دیچکا ہون مگر بعد اسکر ایک دوسرا فقرہ بھی الہام ہوا اور وہ دوسرا فقرہ یہ ہے

فیہ برکات للناس ومن دخلہ کان امنا

یعنی اسمین لوگون کیلئے برکتین ہین جو اسمین داخل ہوا وہ امن مین آگیا - علمار ظاہر شاید اسمین اعتراض کرین کہ یہ تو بیت اسد خانہ کعبہ کی شان مین وارد ہے مگر وہ لوگ برکات وسیعہ حضرت احدیت سی بیخبر ہین اور معذور ہین اور نیز ایک الہام یعنی مکالمہ حضرت احدیت اس ذلیل ناچیز عاجز سے واقعہ ہوا بباعث رابطہ اتحاد آپکو لکھتا ہون اور چونکہ یہ عاجز اعلاق کا اذن بھی پاتا ہے اس لئے کتاب مین یعنی حصہ چہارم مین درج بھی کیا جائیگا خداوند تعالی کی الوہیت کی موجبین مین کہ اس ناکارہ بندہ کو جو فی الواقعہ بی ہنر اور تہیدست ہی ایسے مکالمات سی یاد کرتا ہے روحی فداہ سبیلہ بالشان من جلیلہ اور وہ الہام یہ ہے **بشری لک یا احمدی انت مرادی ومعی غرست کرامتک بیدی** بشارت بادترا یا احمد من تو مرادمنی و بامنی نشاندم درخت بزرگی ترا بدست خود بخدمت خواجہ علیصاحب و مولوی عبدالقادر صاحب و منشی بہرام خانصاحب وغیرہ جناب انصاحب سلام مسنون پہنچے ۱۳ ستمبر ۱۸۸۳ء مطابق ذیقعد ۱۳۰۰ ہجری نبوی -

گورنمنٹ اور ہم

ایک معزز افسر جو کسی تقریب پر اگلے دن قادیان تشریف لای تو حضرت اقدس امامنا مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان نے بھی اُن کی دعوت کی جبکہ سب مہمان کھانے کیواسطے جمع ہوے تو دستر خوان کے بچھائے جانے سے پہلے حضرت اقدس امام صاحب نے اُس مہمان کو اور دوسرے احباب کو مخاطب کرکے جو گفتگو کی وہ ایسی مفید اور کار آمد باتون پر مشتمل تھی کہ مینے اکثر فقرون کو اپنی عادت کے موافق اسی وقت اپنی نوٹ بک مین جمع کیا اور بعد مین مجھے خیال آیا کہ بذریعہ اخبار الحکم مین دوسرے احباب کو بھی اس پر لطف تقریر کے مضمون سے حظ اُٹھانے کا موقع دون تا کہ اسد تعالے کے اُس احسان کے شکریہ مین کہ مجھے چند دن مسیح کے قدمون مین رہ کر ایمان مین ترقی کرنے کا موقع ملا ہے خلقت کی خدمت ہوجائے لہذا اُن فقرات کی مدد سے اور اپنے یادداشت کے ذریعہ مینے مفصلہ ذیل عبارت ترتیب دی ہے

حضرت نے اُس معزز مہمان کو مخاطب کرکے فرمایا - کہ جب کبھی آپ اسجگہ قادیان مین تشریف لادین بے تکلف ہمارے گھر مین تشریف لایا کرین ہمارے ہان مطلق تکلف نہین ہے ہمارا سب کاروبار دینی ہے اور دنیا اور اُس کے تعلقات اور تکلفات سے ہم بالکل جدا ہین گویا کہ ہم دنیا داری کے لحاظ سے مثل مردہ کے ہین ہم محض دین کے ہین اور ہمارا سب کارخانہ دینی ہے جیسا کہ اسلام مین ہمیشہ بزرگون اور اماموں کا ہوتا آیا ہے اور ہمارا کوئی نیا طریق نہین بلکہ لوگون کے اُس اعتقادی طریق کو جو کہ ہر طرح سے اُن کے لئے خطرناک ہے دور کرنا اور اُن کے دلون سے نکالنا ہمارا اصل منشا اور مقصود ہے مثلاً بعض نادان عقیدہ رکھتے ہین کہ غیر قومون کے لوگون کی چیزین چرا لینا جائز ہے اور کافرونکا مال ہمارے لئے حلال ہے اور پھر اپنے ان نفسانی خواہشون کی خاطر اس کے مطابق حدیثین بھی گھڑ رکھی ہین - پھر وہ یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ حضرت عیسیٰ جو دوبارہ دنیا مین آنیوالے ہین تو انکا کام لاٹھی مارنا اور خونریزیان کرنا ہے حالانکہ جبر سے کوئی دین دین نہین ہوسکتا - غرض اسی قسم کے خوفناک عقیدے اور غلط خیالات ان لوگون کے دلونمین پڑے ہوے ہین جنکو دور کرنے کے واسطے اور پُر امن عقائد انکی جگہ قائم کرنیکے واسطے ہمارا سلسلہ ہے جیسا کہ ہمیشہ سے ہوتا رہا ہے کہ مصلحون کی اور اولیاء اسد کی اور نیک باتین سکھانے والون کی دنیا دار مخالفت کرتے ہین ایسا ہی ہمارے ساتھ بھی ہوا ہے اور مخالفون نے غلط خبرین محض افترا اور جھوٹ کے ساتھ ہماری برخلاف مشہور کین یہانتک کہ ہمکو ضرر پہنچانیکے واسطے گورنمنٹ تک غلط رپوٹین کین کہ یہ مفسد آدمی ہیز اور بغاوت کے ارادے رکھتے ہین اور ضرور تھا کہ یہ لوگ ایسا کرتے کیونکہ نادانون نے اپنے خیر خواہون یعنی انبیاء اور اُن کے وارثین کے ساتھ ہمیشہ اور ہر زمانہ مین ایسا ہی سلوک کیا ہے مگر خدا تعالے نے انسان مین ایک زیرکی رکھی ہے اور گورنمنٹ کے کارکن ان لوگون کو خوب جانتے ہین چنانچہ **کپتان ڈگلس** صاحب کی دانائی کیطرف خیال کرنا چاہئے کہ جب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے میری نسبت کہا کہ یہ بادشاہ ہونے کا دعوی کرتے ہین اور اشتہار

اس کے سامنے پڑھا گیا تو اس نے بڑی زیرکی سے سمجھا کہ یہ سب ان لوگوں کا افترا ہے اور ہمارے مخالف کی کسی بات پر توجہ نہ کی۔ کیونکہ اس میں شک نہیں کہ ازالہ اوہام وغیرہ دوسری کتب میں ہمارا لقب **سلطان** لکھا ہے مگر یہ آسمانی سلطنت کی طرف اشارہ ہے اور دنیوی بادشاہوں سے ہمارا کچھ سروکار نہیں ایسا ہی ہمارا نام **حکم عادل** بھی ہے جس کا ترجمہ اگر انگریزی میں کیا جائے تو گورنر جنرل ہوتا ہے اور شروع سے یہ سب باتیں ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں میں موجود ہے کہ آنیوالے مسیح کے یہ نام ہیں۔ یہ سب ہماری خطاب کتابوں میں موجود ہیں اور ساتھ ہی انکی تشریح بھی موجود ہے کہ یہ آسمانی سلطنتوں کی اصطلاحیں ہیں اور زمینی بادشاہوں سے انکا تعلق نہیں ہے اگر ہم تلوار کو چاہنے والے ہوتے تو ہم جہاد وغیرہ سے لوگوں کو کیوں روکتے اور زندگی سے ہم مخلوقات کو کیوں منع کرتے۔ غرض کپتان ڈگلس صاحب عقلمند نے ان سب باتوں کو پا گیا اور پوری پوری انصاف سے کام لیا اور دونوں فریق میں سے ذرہ بھی دوسرے فریق کی طرف نہیں جھکا اور ایسا نمونہ انصاف پروری اور دادرسی کا دکھایا کہ ہم بدل خواہشمند ہیں کہ ہماری گورنمنٹ کے تمام معزز حکام ہمیشہ اسی اعلیٰ درجہ کے نمونہ انصاف کو دکھلاتے رہیں جو نوشیروانی انصاف کو بھی اپنے کامل انصاف کی وجہ سے ادنیٰ درجہ کا ٹھیراتا ہے اور یہ کس طرح سے ہو سکتا ہے کہ کوئی اس گورنمنٹ کے پرامن زمانہ کو برا خیال کرے اور اس کے برخلاف منصوبہ بازی کی طرف اپنا ذہن لیجاوے حالانکہ یہ ہمارے دیکھنے کی باتیں ہیں کہ سکھوں کے زمانہ میں مسلمانوں کو کس قدر تکلیف ہوتی تھی صرف ایک گائے کے اتفاقاً ذبح کئے جانے پر سکھوں نے چھ سات ہزار آدمیوں کو تہ تیغ کر دیا تھا اور نیکی کی راہ اس طرح پر مسدود تھی کہ ایک شخص مسمی کرم شاہ اس آرزو میں ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعائیں مانگتا تھا کہ ایک دفعہ **صحیح بخاری** کی زیارت ہو جاوے اور دعا کرتا کرتا رو پڑتا تھا اور زمانہ کے حالات کی وجہ سے ناامید ہو جاتا تھا آج گورنمنٹ کے قدم کی برکت سے وہی صحیح بخاری چار پانچ روپے میں ملجاتی ہے اور اس زمانہ میں لوگ اس قدر دور جا پڑے تھے کہ ایک مسلمان نے جس کا نام خدا بخش تھا اپنا نام خدا سنگھ رکھ لیا تھا۔ بلکہ اس گورنمنٹ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں کہ اگر ہم یہاں سے نکل جائیں تو نہ ہمارا مکہ میں گذارا ہو سکتا ہے اور نہ قسطنطنیہ میں۔ تو پھر کس طرح سے ہو سکتا ہے کہ ہم اس کے برخلاف کوئی خیال اپنے دل میں رکھیں۔ اگر ہماری قوم کو خیال ہے کہ ہم گورنمنٹ کے برخلاف ہیں یا ہمارا مذہب غلط ہے تو ان کو چاہیئے کہ وہ ایک مجلس قائم کریں اور اس میں ہماری باتوں کو ٹھنڈے دل سے سنیں تاکہ ان کی تسلی ہو اور ان کی غلط فہمیاں دور ہوں جھوٹے کے منہ سے بدبو آتی ہے اور فراست والا اسکو پہچان جاتا ہے صادقوں کے کام سادگی اور یکرنگی سے ہوتے ہیں اور زمانہ کے حالات اس کے مؤید ہوتے ہیں۔

آجکل دیکھنا چاہیئے کہ لوگ کس طرح عقائد حقہ سے پھر گئے ہیں ۴۰ کروڑ کتاب اسلام کے برخلاف شائع ہوئی ہیں اور کئی لاکھ آدمی عیسائی ہو گئے ہیں۔ ہر ایک بات کے لئے ایک حد ہوتی ہے۔ اور خشک سالی کے بعد جنگل کے حیوان بھی بارش کی امید میں آسمان کی طرف منہ اٹھاتے ہیں آج ۱۳۰۰ برس کی دھوپ اور امساک باران کے بعد آسمان سے بارش اتری ہے اب اسکو کوئی روک نہیں سکتا۔ برسات کا جب وقت آ گیا ہے تو کون ہے جو اسکو بند کرے یہ ایسا وقت ہے کہ لوگوں کے دل حق سے بہت ہی دور جا پڑے ہیں ایسا کہ خود خدا پر بھی شک ہو گیا ہے حالانکہ تمام اعمال کی طرف حرکت صرف ایمان سے ہوتی ہے مثلاً سم الفار کو اگر کوئی شخص طباشیر سمجھ لے تو بلا خوف و خطر کئی ماشوں تک کھا جاویگا اگر یقین رکھتا ہو کہ یہ زہر قاتل ہے تو ہرگز اسکو منہ کے قریب بھی نہ لاوے گا حقیقی نیکی کے واسطے یہ ضروری ہے کہ خدا کے وجود پر ایمان ہو۔ کیونکہ مجازی حکام کو یہ معلوم نہیں کہ کوئی گھر کے اندر کیا کرتا ہے اور پس پردہ کسی کا کیا فعل ہے اور اگرچہ کوئی زبان سے نیکی کا اقرار کرے مگر اپنے دل کے اندر وہ جو کچھ رکھتا ہے اس کے لئے اسکو ہمارے مواخذہ کا خوف نہیں اور دنیا کی حکومتوں میں سے کوئی ایسی نہیں جس کا خوف انسان کو رات میں اور دن میں اندھیرے میں اور اجالے میں خلوت میں اور جلوت میں ویرانے میں اور آبادی میں گھر میں اور بازار میں ہر حالت میں یکساں ہو پس درستی اخلاق کے واسطے ایسی ہستی پر ایمان کا ہونا ضروری ہے جو ہر حال اور ہر وقت میں اس کے نگران اور اس کے اعمال اور افعال اور اس کے سینہ کے بھیدوں کی شاہد ہے کیونکہ دراصل نیک وہی ہے جس کا ظاہر اور باطن ایک ہو اور جس کا دل اور باہر ایک ہے وہ زمین پر فرشتہ کی طرح چلتا ہے۔ دہریہ ایسی گورنمنٹ کے نیچے نہیں کہ وہ حسن اخلاق کو پا سکے۔ تمام نتائج ایمان سے پیدا ہوتے ہیں چنانچہ سانپ کی سوراخ کو پہچان کر کوئی انگلی اسمیں نہیں ڈالتا۔ جب ہم جانتے ہیں کہ ایک مقدار اسٹرکنیا کی قاتل ہے تو ہمارا اس کے قاتل ہونے پر ایمان ہے اور اس ایمان کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم اسکو منہ نہیں لگائیں گے اور مرنے سے بچ جائیں گے۔ اور تقدیر یعنی دنیا کے اندر تمام اشیا کا ایک اندازہ اور قانون کے ساتھ چلنا اور ٹھیرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اسکا کوئی مقدر یعنی اندازہ باندھنے والا ضرور ہے گھڑی کو اگر کسی نے بالارادہ نہیں بنایا تو وہ کیوں اسقدر ایک باقاعدہ نظام کے ساتھ اپنی حرکت کو قائم رکھکر ہمارے واسطے فائدہ مند ہوتی ہے ایسا ہی آسمان کی گھڑی کہ اس کی ترتیب اور باقاعدہ اور باضابطہ انتظام یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ بالارادہ خاص مقصد اور مطلب اور فائدہ کے واسطے بنائی گئی ہے اسطرح انسان مصنوع سے صانع کو اور تقدیر سے مقدر کو پہچان سکتا ہے لیکن اس سے بڑھکر اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی کے ثبوت کا ایک اور ذریعہ قائم ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ قبل از وقت اپنے برگزیدوں کو کسی تقدیر سے اطلاع دیدیتا ہے اور ان کو بتلا دیتا ہے کہ فلاں وقت اور فلاں دن میں نے فلاں امر کو مقدر کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ شخص جسکو خدا نے اس کام کے واسطے چنا ہوا ہوتا ہے پہلے سے لوگوں کو اطلاع دیدیتا ہے کہ ایسا ہوگا اور پھر ویسا ہی ہو جاتا ہے جیسا کہ اس نے کہا تھا اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت کے واسطے یہ ایسی دلیل ہے کہ ہر ایک دہریہ اس موقع پر شرمندہ اور لاجواب ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمکو ہزاروں ایسے نشانات عطا کئے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر لذیذ ایمان پیدا ہوتا ہے ہماری جماعت کے اسقدر لوگ اسجگہ موجود ہیں کون ہے جس نے کم از کم دو چار نشان نہیں دیکھے اور اگر آپ چاہیں تو کئی سو آدمی کو باہر سے بلوائیں اور ان سے پوچھیں اس قدر احباب اور اخیار اور متقی اور صالح لوگ جو کہ ہر طرح سے عقلمند

وابستہ رکھتے ہین اور دینوی طور پر اپنے معقول روزگارون پر قائم ہین کیا ان کو تسلی نہین ہوئی کیا انھون نے ایسی باتین نہین دیکھین جنپر انسان کبھی قادر نہین ہے اگر ان سے سوال کیا جاوے تو ہر ایک اپنے آپ کو اول درجہ کا گواہ قرار دیگا۔ کیا ممکن ہے کہ ایسے ہر طبقہ کے انسان جنمین عاقل اور فاضل اور طبیب اور ڈاکٹر اور سوداگر اور مشائخ سجادہ نشین اور وکیل اور معزز عہدہ دار ہین بغیر پوری تسلی پانے کے یہ اقرار کر سکتے ہین کہ ہم نے اس قدر آسمانی نشان بچشم خود دیکھے اور جب کہ وہ لوگ واقعی طور پر ایسا اقرار کرتے ہین جسکی تصدیق کے لئے ہر دوست شخص مکذب کو اختیار ہے تو پھر سوچنا چاہئے کہ ان مجموعہ اقرارات کا طالب حق کے لئے اگر وہ فی الحقیقت طالب حق ہے کیا نتیجہ ہونا چاہئے کم سے کم ایک ناواقف اتنا تو ضرور سوچ سکتا ہے کہ اس گروہ مین جو لوگ ہر طرح سے تعلیم یافتہ اور دانا اور فرسودہ روزگار اور بفضل الٰہی مالی حالتون مین دوسرون کے محتاج نہین ہین اگر انھون نے پورے طور پر میرے دعوے پر یقین حاصل نہین کیا اور پوری تسلی نہین پائی تو کیون وہ اپنے وطنون کو چھوڑ کر اور عزیزون سے علیحدہ ہو کر غربت اور مسافری مین اس جگہ میرے پاس رہتے ہین اور اپنی اپنی مقدرت کیموافق ان دنون مین میرے سلسلہ کے لئے فدا اور دلدادہ ہین۔

ہر ایکبات کا وقت ہے بہار کا بھی وقت ہے اور برسات کا بھی وقت ہے وہ کوئی نہین جو خدا کے ارادے کو ٹال دے۔

محمد صادق بھیروی

لطیفہ

حضرت مولوی نور الدین صاحب اپنے طالب علمی کے زمانہ کی بات سنایا کرتے ہین کہ ہندوستان مین جب کہ ہم تعلیم پاتے تھے تو ہمارے ایک مہربان تھے بڑے پرہیزگار اور صالح آدمی انکا اسم شریف تھا شاہ جی **عبد الرزاق** مین ان کی ملاقات کیلئے جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ بہت دنون تک ان کے پاس نہ گیا اور پھر جب مین ان کی ملاقات کے لئے گیا تو انھون نے فرمایا تم اتنی دیر تک کیون نہ آئے مینے عرض کی کہ ایسے ہی آنا نہ ہوسکا فرمایا کہ کیا تم کبھی قصاب کی دوکان پر نہین گئے۔ کیا تم کبھی قصاب کی دوکان پر بھی نہین گئے۔ اس فقرہ کو دو تین دفعہ دہرایا مین نہ سمجھ سکا کہ اس سے آپ کا کیا مطلب ہے پھر آپ نے ہاتھ کے اشارہ سے مجھکو سمجھایا کہ قصاب کسطرح اپنی دونون چھریونکو تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ایک دوسری سے ملا لیتا اور رگڑ لیتا ہے۔ اس سے عارف کو سبق لینا چاہئے کہ دُنیا کے دھندون اور تعلقات کے درمیان انسان کے قلب پر بہت جلد ایک زنگ چڑھجاتا ہے اور معرفت کی تیزی جلد کند ہونے لگ جاتی ہے جسکے واسطے ضروری ہے کہ انسان وقتاً فوقتاً نیک صحبت کے ساتھ قوت پکڑتا رہے چنانچہ **قرآن کریم** نے اس کیطرف اشارہ فرمایا ہے

یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ*

وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ

تقوی اختیار کرو اور صادقون کے ساتھ ہو ان کی معیت سے قوت پکڑو۔ مبارک ہین وہ جو صادق کو پہچانتے ہین اور اسکی خدمت مین حاضر ہو کر اُس کے منور چہرہ کے دیدار سے نور حاصل کرتے ہین اور اُسکی جاری کی ہوئی نہرون سے ایسا پانی پیتے ہین کہ پھر کبھی پیاسے نہین ہوتے۔

محمد صادق

---

* **فٹ نوٹ** اس آیۂ کریمہ پر بغور نظر کرنے سے ہمارے بالغ خرد ناظرین اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہین کہ تقوی اللہ کی حقیقت اُسوقت تک متحقق نہین ہوسکتی جبتک کہ ایک فانی مرد کی پاک صحبت مین بیٹھکر اُس کے انفاس طیبہ کی برکت سے بہرہ ور نہون۔ اس سے اُن لوگون کو سبق لینا چاہئے جو کہا کرتے ہین کہ اپنے گھر مین بیٹھکر اللہ اللہ کرلینا کافی سمجھتے ہین۔ اور کسی صادق کے ہاتھ پر بیعت توبہ کو ضروری نہین سمجھتے تقوی اللہ سے انسان محسنون کے زمرہ مین داخل ہوسکتا ہے مگر اس تقوی اللہ کی حقیقت ایک صادق کے حضور بیٹھکر کھلتی ہے۔

(ایڈیٹر)

ضرور پڑھ لین

مندرجہ ذیل کتابین ہمارے پاس موجود ہین لیکن بعض انمین سے اب بہت تھوڑی باقی ہین اسلئے قرآن کریم کے اسرار اور نکات سے مزہ لینے والے احباب جسقدر جلد ممکن ہو منگوالین ورنہ بعد مین عدم تعمیل ارشاد کے لئے ہمکو معاف رکھین۔ کیونکہ اول تو یہ کتابین چھپتی ہی تھوڑی ہین اور پھر اکثر احباب جو کارخانہ کی اعانت اپنا فرض سمجھتے ہین محض بہ تقسیم کرنے کے لئے متعدد کاپیان خرید لیتے ہین اس لئے بعد مین پھر جو درخواستین آتی ہین ہم اُن کی تعمیل نہین کرسکتے شکایت رہجاتی ہے لہٰذا اطلاع دیجاتی ہے کہ مندرجہ ذیل کتابین اسوقت موجود ہین

رپوٹ جلسہ سالانہ

جنمین حضرت اقدس کی تین مبسوط تقریرین **تقوی اللہ** کی فلاسفی اپنے دعاوی کی توضیح اسلام کی حقیقت اور ایمان کی حقیقت پر مشتمل ہین غرض یہ کہ **امام الزمان** کا کلام ہے۔

اور دو زبردست تقریرین حضرت مولینا مولوی **عبد الکریم** صاحب سیالکوٹی کی اس مضمون پر ہین کہ قرآن کریم کا منشا جبکہ اخلاقی تعلیم تھی تو پھر تحدیانہ پیشگوئیان کیون کی ہین سوال کی وقعت سے جواب کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ قرآنی فلسفہ کے مزہ لینے والے ضرور پڑھین

پھر حضرت مولانا مولوی
حکیم نور الدین صاحب کی ایک لطیف تقریر
اثبات رسالت اور **ضرورۃ امام** پر ہے
قرآن کریم کے بعض مقامات کی لطیف تفسیر۔

علاوہ ازین ایڈیٹر کیطرف سے دو جزو مین حضرت اقدس کی نسبت سالا کارروائی پر ایک ریویو کیا گیا ہے قیمت عہ

انذار

طاعون کے متعلق حضرت اقدس کی کل کارروائی کا مجموعہ - جسمین جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب اور حضرۃ اقدس کی دو جداگانہ تقریرین اور جناب سید حامد شاہ صاحب کی ایک [illegible] حالات زمانہ پر ہے قیمت ۴؍

حضرت اقدس کی ایک **تقریر** مسئلہ وحدت وجود پر **خط** - نماز کی حقیقت اور دعا کا فلسفہ بیان فرمایا - اور مسئلہ وحدت وجود کی حقیقت کھول کر دکھائی ہے - بے نظیر مضمون ہے دوبارہ چھپی ہے قیمت ۲؍

حضرت اقدس کی پرانی تحریرین

سنہ ۱۸۷۹ء مین حضرت اقدس کے جو مضامین اسلام کی تائید اور حقیقت مین مخالفین پر حجت پوری کرنے کی غرض سے ہندو باندھو مین شائع ہوئے تھے انمین سے پہلا حصہ ۴؍ قابل قدر مضمون ہین

وید و فرقان کا مقابلہ

الہام اور مسئلہ قدامت روح

قیمت ۲؍

حضرت مولنا مولوی نورالدین صاحب کے

درس قرآن مجید مین سے چند باتین

لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی

بسا اوقات نادان پادری اور ان کی کورانہ تقلید سے کم عقل آریہ اسلام پر جبر و اکراہ کا الزام لگاتے ہین مگر مین حیران ہوتا ہون کہ اسلام کیا ہے؟ اور جبر و اکراہ کیا ہے؟ خود لفظ اسلام جو سلم سے مشتق ہے اپنے اندر صلح اور آشتی کے معنے رکھتا ہے گویا بذاتہ اسلام مین صلح اور آشتی کا مادہ موجود ہے - اور یہ بالکل سچ ہے کہ ایمان جو تصدیق قلبی کا نام ہے جبر و اکراہ سے ممکن نہین - اسلام ایکطرف منافقون کی مذمت بیان کرتا ہے پھر دوسری طرف کب روا رکھ سکتا تھا کہ ایک انسان ایسے طور پر داخل اسلام ہو جس سے نفاق کا اندیشہ ہو؟ چنانچہ اس آیت سے جو مدنی سورۃ کی ایک آیت ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قبول اسلام مین کسی قسم کا جبر و اکراہ جائز نہین ہے - جبکہ حق و باطل بالکل واضح ہو جاوے پھر اس مین اکراہ کی حاجت ہی کیا - اسلام کے اصول بجائے خود اس قسم کے ہین کہ ایک سلیم الفطرت انسان کو ان کے قبول کرنے کے بدون چارہ ہی نہین رہتا - ۸

مین اس الزام پر کہ اسلام بجبر پھیلایا گیا ذرا کھولکر بیان کرنا چاہتا ہون - اسلام مین شرط ہی کہ انسان صدق دل سے اللہ تعالی کی الوہیت اور اس کے صفات کاملہ اور رسالت اور یوم آخرۃ وغیرہ ضروریات دین پر ایمان لاوے تب وہ مسلمان ہوتا ہے اور یہ بات کیسی صاف اور سیدھی ہے کہ جبر و اکراہ سے کبھی کوئی دلی یقین پیدا نہین ہو سکتا - مین دعوے سے کہتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے واجب الاحترام جانشینون کے عہد مین کوئی شخص بھی جبر و اکراہ سے داخل اسلام نہین کیا گیا - بلکہ مین اس خیال کو یہانتک وسیع کرکے کہہ سکتا ہون کہ محمود غزنوی اور عالمگیر کے عہد مین بھی کوئی عاقل و بالغ جبر و اکراہ سے مسلمان نہین بنایا گیا اور ہرگز نہین بنایا گیا - دنیا مین تاریخ موجود ہے اگر کوئی ہے تو صحیح تاریخ سے اسکو ثابت کر دکھائے۔ ایک رئیس نے عالمگیر کا تذکرہ مجھسے کیا - مینے جب انکو جواب دیا کہ عالمگیر متعصب نہ تھا اور نہ اس نے کسی کو جبراً مسلمان کیا تو انہون نے مجھسے کہا کہ آپنے خافی خان کی تاریخ نہین پڑھی مینے جواب دیا کہ مین ایسی تاریخون کو پڑھنا نہین چاہتا جنکا نام ہی بتلا رہا ہی کہ خافی خان ہر بات وہ ہے جو مردون کے مبدا ان ہو -

غرض یہ ہے کہ اسلام نے کیسکو جبرا داخل اسلام کرنے کی اجازت نہین دی اور نہ کسی نے ایسا کیا - ہمکو تاریخ بتلاتی ہے کہ زمانہ رسالت مآب مین اور خلافت راشدہ مین صلح اور امن کے معاہدہ کے بعد کل مذاہب کے لوگ مذہبی آزادی حاصل کر لیتے تھے خیبر کے یہود بحرین اور عمان کے عیسائی حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم اور خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ کیوقت شام کے یہود اور عیسائی اسلام کے رعایا تھے اور اپنے مذہبی فرائض کی بجا آوری مین بالکل آزاد تھے -

عالمگیر پر بڑا الزام دیا جاتا ہے مگر اس کے عہد مین بڑے بڑے عہدون پر ہندو ہی مختار تھے اگر کہا جاوے کہ اسکی لڑائیان مذہبی لڑائیان تھین تو یہ بھی تاریخ کی ناواقفیت کی وجہ سے ہی ورنہ کون نہین جانتا کہ عالمگیر نے دکن کے ایک سید بادشاہ تانا شاہ پر چڑھائی کی اور اپنے مسلمان باپ اور بھائیون کو جو کیا وہ مخفی نہین - یہ امور پولیٹکل تھے نہ مذہبی ایسا ہی محمود کی نسبت کہین تاریخ سے پتہ نہین لگتا کہ اس نے اشاعت اسلام اور دعوت اسلام مین ہمت صرف کی - اپنے بھائی مسلمان امیر اسمعیل سے جنگ کی یہان وہ مذہبی جنگ تھی اور ہند کے حملہ راجہ جیپال نے خود کرائے جسنے ابتدائی ورنہ محمود بلاد تاتار کو فتح کرنا چاہتا تھا - القصہ اسلام کا دامن اس الزام ناپاک سے بالکل پاک ہے

ضروری اطلاع

ہمارے مکرم چودھری رستم علیخانصاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ سے اطلاع دیتے ہین کہ انبالہ سے گذرکر جو صاحب قادیان شریف جانیوالے ہون یا قادیان شریف سے واپس ہوتے ہوئے انبالہ سے گذرین وہ انبالہ مین انکو بشرط فرصت ضرور مل لیا کرین - اس سے باہمی محبت اور تعارف بڑھتا ہے - اور اگر کوئی کام ہو تو وہ بھی ہو جاتا ہے - اور اگر کسی صاحب کو اترنے کی فرصت نہ ہو تو مجھے بذریعہ کارڈ صحیح وقت اور تاریخ سے اطلاع دیا کرین مین خود سٹیشن پر آکر مل لیا کرونگا -

(ایڈیٹر)

مطبع انوار احمدیہ واقع قادیان شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا - الحمد للہ علی ذلک

KADIAN
99

جلد ۳ نمبر [illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

قادیان دار الامن و الامان ۳۱ جولائی سنہ ۱۸۹۹ء ۲۱ ربیع الاول سنہ ۱۳۱۷ھ

ہماری حیدر آبادی جماعت

حیدر آباد دکن مین جناب سید محمد سعید صاحب کی کوشش اور سرگرمی عمدہ نتائج پیدا کر رہی ہے سید صاحب تبلیغ حق مین بڑی دلچسپی سے حصہ لے رہے ہین ڈیڑھ سو کے قریب آدمی صرف انکی مساعی جمیلہ سے اس سلسلہ حقہ مین داخل ہو چکے ہین اس کام کو اور بھی عمدہ طریق پر سر انجام دینے کیلئے آپ نے بتائید و سرپرستی میر محمد رضوی صاحب وکیل ایک انجمن قائم کی ہے جسکی روئیداد ذیل مین درج کی جاتی ہے ہم چاہتے ہین کہ ہر ایک جگہ کی حقانی جماعتین حیدر آبادی جماعت کے نقش قدم پر چلین امید ہے کہ میر صاحب موصوف کی یہ کوششین دینی ترقی کا موجب ہون گی۔ (ایڈیٹر)

نقل

مقاصد و دستور العمل مجلس اتحاد اسلامی جماعت حضرت اقدس امام الزمان

تمہید

میرے معزز احباب و شرفاء قوم نے بندۂ ہیچمدان و خادم محبان کو مقاصد و اغراض ترقی اتحاد اسلامی جماعت حضرت اقدس مد فیضہ کی تحریر کے لئے شرف اعزاز بخشا ہے جسکا شکریہ ادا کر کے اپنی بے بسی اور ناتجربہ کاری سے سخت پشیمانی ہے۔ بہتر ہوتا کہ یہ اہم کام کسی ایسے سعید و بصیر و لئیق شخص کے سپرد فرمایا جاتا جو اس کام کا ہر طرح اہل ہوتا لیکن اس خیال سے گذارش کی جرات ہو سکتی ہے کہ مصلحان و رہنمایان قوم ہدایت و اصلاح کے لئے بدل و جان ساعی و داعی ہین۔ اور المسلم مراۃ المسلم کے فیض نما۔ اور اپنی جماعت کے لئے اس راعی کے فرائض کو مد نظر رکھتے ہین جو اپنے کسی بھیڑ کو گلہ سے باہر ہونے نہین دیتا اس امت مرحومہ کی صفات مین سے اللہ جل جلالہ نے یہ بھی ایک بڑی صفت ارشاد فرمائی ہے کہ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ۔

نام دستور العمل

پس حسب تجویز جلسہ منعقدہ ۵ ربیع الاول شریف ۱۳۱۷ھ روز جمعہ یہ مسودہ مرتب کر کے بغرض ترمیم و منظوری پیش کیا جاتا ہے اس کا نام

دستور العمل ترقی اتحاد اسلامی جماعت حضرت اقدس واقع حیدر آباد دکن

رکھا جاوے۔

(نفاذ) اس کا اجرا ۱۲ ربیع الاول ۱۳۱۷ھ یوم عید السعید و المیلاد یعنی روز جمعہ سے ہوگا۔ اور تا وقتیکہ اجلاس عام سے اس کے خلاف مین کوئی امر طے نہ کیا جاوے واجب العمل ہر شریک پر ہوگا۔ الغرض حسب الارشاد عالی غالبا مقاصد و اغراض اتحاد اسلامی یہ ہونی چاہئین۔

مقاصد

مقاصد و اغراض ترقی اتحاد اسلامی جماعت حضرت اقدس یہ ہون گے۔

فقرہ (ا) کل فرق اہل اسلام مین باہم حقیقی اتحاد و اتفاق پیدا کرنا۔

(تشریح) حقیقی اتحاد سے غرض یہ ہے کہ اہل اسلام عملی طور پر اتفاق کے پابند ہون کیونکہ اسلام کی لا انتہا خوبیون مین سے یہی مہتم بالشان ایسی خوبی ہے جو بنی نوع انسان کو متحد الخَلق و الخُلق والعمل والخیال بننے کی تعلیم دیتی ہے۔ مگر وائے برحال ما کہ اسوقت یہ ساری باتین ہماری زبان اور کتابون مین برائے گفتن خواندن ہین عملی نتیجہ تو الا ماشاء اللہ حکم عنقا رکھتا ہے۔ بلکہ قریب تھا کہ یہ جوش لسانی و تحریری بھی بالکل بیسود پڑ جائے

مگر وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ کے ازلی اور زبردست اقتضا نے ایسے نازک وقت مین ایک متبع سنت اور نائب الرسول امام الوقت کو اس کی تقویت کیلئے حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ کی صفت عنایت فرما کر کھڑا کر دیا جو ملک پنجاب سے ہدایت کے انوار کو بڑے زور کے ساتھ ساری دنیا مین پھیلا رہا ہے اور ہمارے نبی فداہ امی و ابی کا زندہ معجزہ ہے لہذا اب ہم سب مسلمانون کو چاہئے کہ باہم سچے اتفاق سے اس مقدس امام کی پیروی کرین۔ اور زندہ اسلام سے مشرف ہوکر اپنی گم کردہ گرانمایہ پونجی کو پھر حاصل کرین۔

فقرہ (۲) قرآن مجید کی تسلیم اور اس کی اتباع مین ہر شریک بقدر طاقت خود حصہ لیا کرے۔

فقرہ (۳) باہمی ہر شریک اس جماعت کے اغراض و مقاصد کا محافظ رہے گا اور حتی الوسع باہمی مواسات و ہمدردی ذاتی بھی کرنی ہوگی۔

(شریک) ہر شخص موجودہ حیدر آباد جسکو حضرت اقدس سے بیعت ہو یا حضرت موصوف کا معتقد ہو ایک شریک جماعت حضرت اقدس کا ہوسکے گا۔

چندہ

ہر شریک جماعت کے سامنے فہرست چندہ پیش کی جاوے گی ہر شخص اپنی استطاعت اور طیب خاطر سے جو مقدار چندہ درج فہرست کریگا ماہانہ اس کی ادائی اس پر لازم ہوگی۔

محافظ و خازن اور خازن کا فرض

اس جماعت سے دو شخص منتخب کئے جائینگے جنمین سے ایک کو محافظ کی خدمت اور دوسرے کو خازن کی سپرد رہیگی اور شخص خازن کے پاس ماہانہ چندہ ہر شریک ماہانہ جلسہ مین دیدیا کرے گا۔ اور اس کے لئے ایک کتاب رہیگی جس مین شریک چندہ دہندہ کے نام کے محاذی بعد وصول رقم چندہ خازن لکھ لیا کرے گا۔

رجسٹر اسماء

ایک کتاب جس مین کل شرکاء جماعت کے نام مع ولدیت و سکونت و علاقہ بتصریح درج رہین گے وہ خازن کے پاس رہے گی۔

رجسٹر مصرف

ایک کتاب مصرف چندہ کی جس مین ابواب خرچ وقتاً فوقتاً لکھے جایا کرین گے خازن کی تحویل مین رہیگی۔ شریک جماعت جس وقت چاہے معائنہ کرے۔ اور سالانہ جماعت موجودہ حساب کتاب کو جانچ لیا کرے گی۔

فقرہ (۴) حضرت اقدس کی کل تحریرات یعنی کتب اشتہارات و اخبار وغیرہ کسی خاص مقام مین جو اندرون بلدہ واقع ہو فراہم کردئے جائین اور کتب کا سلسلہ ہمیشہ مکرر ہو تاکہ خریدار کی بھی حاجت روائی ہوسکے قیمت مع خرچ مساوی رہے **(ا)** کتب و اخبارات و اشتہارات دیکھنے کے عام و خاص مجاز رہین بشرطیکہ وہ کتاب وغیرہ کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائین۔ **(ب)** کتب کی نگہداشت و سلسلہ خرید و فروخت محافظ کے سپرد رہے جو کم سے کم تین روپیے ماہوار کا تجویز کیا جائے **(ج)** محافظ کو لازم ہوگا کہ وہ بہت خوش اخلاق نرم مزاج و متحمل ہو اور اپنی کارگذاری کا حال ہفتہ وار بذریعہ تحریر کسی خاص رکن یا ارکان کو دکھایا کرے اور خازن کے دستخط لیا کرے **(د)** ممکن ہو تو ملاحظہ کنندگان کتب کے اسماء کسی رجسٹر مین درج کرلے۔

فقرہ (۵) حضرت اقدس کی تصانیف سے ہفتہ وار بعد نماز جمعہ دو گھنٹہ کے لئے ہمیشہ کچھ پڑھا جائے جسکو علی الخصوص ہماری جماعت کے لوگ سنین اور بشرط مصلحت عام لوگون کو بھی اس کے سننے کی اجازت رہے **(ا)** علی الخصوص رجوع الی اللہ اور تاکید نماز وغیرہ کا مضمون پڑھا جائے **(ب)** حضرت اقدس کے خطوط اخبار الحکم کا مضمون بقدر ضرورت سنایا جائے **(ج)** از قسم مذکورہ بالا مضمون حضرت کے کسی خادم کا جسکو ارکان مجلس پسند فرمائین پڑھنے کی اجازت رہے

فقرہ (۶) اس کام کے لئے وسیع مکان کی ضرورت ہے جو اندرون بلدہ ہو اور ہماری جماعت مین سے کوئی صاحب سردست بلا کرایہ دیدین **(ا)** اس مکان مین پانی وغیرہ کا انتظام صاحب خانہ سے متعلق رہے اور اس کے اسباب کی نگرانی فقرہ (۴) ذیل (ب) کے سپرد رہے۔

فقرہ (۷) اس مجلس سے کسیکو مناظرہ وغیرہ کرنے کا حق نہ ہوگا اور نہ یہ جماعت بطور خود کسی سے مناظرہ کریگی اس جماعت کے ہر شخصکو لازم ہے کہ وہ اپنے غصہ کا سخت دشمن بنکر **وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ** کا ثواب لین **(ا)** جو صاحب بعد ملاحظہ کامل کتب حضرت اقدس کے کوئی شبہ حق جوئی کے طور پر تحریری یا تقریری پیش کرین تو حسب تقرر مجلس وقت معینہ پر جواب ادا کیا جائے۔

فقرہ (۸) ہماری جماعت کو جہانتک ممکن ہو ہفتہ وار حسب تصریح فقرہ (۵) کارروائی کے لئے مقام مقررہ پر حاضر رہنا ہوگا اور ماہانہ حاضری یعنی ہر ماہ کے آخر جمعہ کو بلا عذر لازم سمجھی جائے گی۔

فقرہ (۹) ممکن ہو تو اس مجلس کو اضلاع بلدہ کی جماعت کیلئے جو ہماری جماعت ہے اگر وہ منظور کرین صدر قرار دیا جائے اور روحانی حوائج کا رفع یعنی مقاصد دستور العمل ہذا کے حتی المقدور اس مجلس سے ہو

فقرہ (۱۰) حضرت اقدس امام الزمان سے عرض معروض و مراسلت کا دائمی سلسلہ جاری کرکے وقتاً فوقتاً مقاصد مجلس کی اشاعت مین استہداد و استمداد ہوا کرے اور یہان کی کارروائیون کو اگر مصلحت سمجھی جاوے تو کسی اخبار یا اخبار الحکم کو اشاعت کے لئے دیا جائے مگر کوئی شخص بطور خود اسکا مجاز نہوگا کہ وہ کسی

ردائی کو کسی اخبار کو دے سکے۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

ملتمسہ

میر محمدؐ سعید

بتائید جناب مولوی سید محمد رضوی
صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد

* * *

مسلمانان درگور و مسلمانی درکتاب

ہائے یہ بھی کس غضب کا جملہ ہے اُف کیسی حسرت ٹپک رہی ہے! نہین معلوم دیکھنے والے نے اسلامی دنیا مین کس بلا کا چھایا ہوا سناٹا دیکھا ہوگا کس قسم کی اُداسی برستی ہوئی دیکھی ہوگی کہ جسکو دیکھتے ہی دیکھتے اس کا دل بھر آیا اور بے اختیار اُسکی زبان سے نکل گیا کہ ”مسلمانان درگور و مسلمانی درکتاب“ اصل تو یہ ہے کہ خدا کسی دشمن کو بھی وہ روز بد نہ دکھائے کہ کسی مذہب کا کوئی آدمی خود اپنے ہی مذہب پر سوز و گداز کے ساتھ مرثیہ پڑھنے کے لئے بیٹھے۔

دل مین اک درد اٹھا آنکھون مین آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمین کیا جانئے کیا یاد آیا!

اسلام ایک جامع صفات انسانی طریقہ کا نام تھا مگر افسوس اب تو اسکی صورت کچھ ایسی بدل گئی کہ پہچانی ہی نہین جاتی۔ عرب کی سر زمین پر جاہلیت کے زمانہ مین کفر کی اندھیان چل رہی تھین جب ضلالت اور گمراہی کی گھٹا گھنگور گھٹائین بڑے زور شور کے ساتھ چارون طرف سے اُٹھ رہی تھین نفاق پھیلا ہوا تھا خود پسندی ہر شخص کی گھٹی مین پڑی تھی اسوقت اسلام کے چمکتے ہوئے آفتاب نے خاک بطحی سے نکلکر اہل دنیا کی آنکھین کھولدین اور پھر اُنھون نے اسلام کی اس پیاری صورت کو دیکھا جو سر سے پانوں تک دلکش زیورون سے آراستہ تھی اور جس مین دلفریبی کچھ ایسی کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی تھی کہ جسکو لوگ دیکھتے ہی دیکھتے دل پکڑ کر رہ گئے اور پھر یکے بعد دیگرے اپنے اس آبائی مذہب کو جسکی محبت ان کے خون کے ساتھ ان کی رگون مین دوڑ رہی تھی چھوڑ چھوڑ کر اسلام کے شمع جمال کے پروانے بنگئے اور لطف یہ تھا کہ جو مسلمان ہوتا تھا وہ اسلام کی اس دلکش صورت کا ایک بہت اچھا آئینہ بنجاتا تھا جھوٹھ سے اسکو قطعی دشمنی ہوجاتی تھی غیبت کو وہ برا جانتا تھا۔ بری باتون سے اس کو نفرت ہوجاتی تھی اور اچھے کامون کی طرف بالطبع رغبت۔ اس کے دل مین اسلام کا ایک نیا جوش پیدا ہوجاتا تھا جس سے وہ سخت سے سخت آنیوالی آفتون کا بہت استقلال کے ساتھ مقابلہ کرتا تھا۔ اس کے ہر کام کی بنا خلوص اور محبت پر ہوتی تھی اور جو کام وہ کرتا تھا خاص خدا ہی کے لئے کرتا تھا۔ مکر اور فریب کو ان کے اعمال مین دخل تھا آپس مین ایک دوسرے کا سچا بہی خواہ اور ہمدرد تھا اور رنج و خوشی کا دل سے شریک۔ آپس مین بھائی بھائی بنئے۔ اخوت تھی اتفاق تھا اور ان عمدہ خصلتون نے اسلام کو وہ برقی قوت عطا کردی تھی کہ تھوڑے ہی دنون مین اس کی روشنی مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک پھیل گئی تھی۔ گو نو مسلمون کو اپنے قدیم آبائی مذہب کو چھوڑنے اور اسلام کے قبول کرلینے کی وجہ سے ان کے اعزا اقارب اور دوست احباب کی طرف سے ان پر سخت سخت اذیتین پہونچائی جاتی تھین۔ طعنہ کشی ہوتی تھی گھربار سے نکالے جاتے تھے کھانا پینا بند کردیا جاتا تھا۔ تاجر اور دوکاندار ان کے ہاتھ کوئی چیز بیچتے نہ تھے مگر وہ اسلام کے کچھ ایسے جان دادہ اور عاشق تھے کہ یہ سب کچھ سہتے تھے مگر اسلام نہین چھوڑتے تھے۔ کسیطرح نہین چھوڑتے تھے اس موقع پر اسلام سے میری مراد فقط اسیقدر نہین ہے کہ خدا کی خدائی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے ہی وہ قائل ہون۔ بس اور کچھ نہین۔ نہین وہ ان سب صفات کے بھی جامع تھے جنکا سبق اسلام نے ان کو دیا تھا۔ زہد ان پر فخر کرتا تھا اور پرہیزگاری ان پر ناز کررہی تھی بری خصلتون سے ان کو عار تھا۔ جس سے ملتے تھے خلق سے ملتے تھے۔ خلوص اور صفائی انکا شعار تھا۔ اپنے پرائے کے حقوق کو وہ اچھی طرح پہچانتے تھے اور بہت مستعدی کے ساتھ ان باتون پر انکا عمل تھا وہ اسلام کے سچے عاشق تھے اور رات دن ان کو انھین باتون کا شوق تھا جنکی طرف اسلام اپنی تیکھی چتونون سے اشارہ کررہا تھا اسلام زبان سے فقط ایک بار

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ

کہہ لینے کا نام نہین ہے بلکہ اس پر سچے دل سے اعتقاد لانا اور اسی کے ساتھ ان احکام پر ایمان لانا بھی مشروط تھا جنکے کرنے نہ کرنے کے لئے اس کا کلام پاک نصیحت کا مجموعہ بنکر نازل ہوا تھا یا جس کی ہدایت اس کے رسول برحق نے فرمائی تھی۔

صوم صلوۃ حج اور زکوۃ خیر یہ تو اسلام کے رکن ہین ان کو فرض نہ جاننے والے پر تو کفر کا اطلاق ہوجاتا ہے لیکن اگر وہ حسن خلق۔ حسن معاشرت۔ تمدن۔ صلہ رحم۔ ذوی القربی کے حقوق۔ مسافر فقرا اور یتیمون کے ساتھ اور عہد کی وفا۔ قول کی راستی اور ان کے علاوہ وہ سب باتین جنسے انسان انسان ہوسکتا ہے۔ اگر ان کی پابندی کے احکام کلام مجید مین ڈھونڈو گے تو ایک نہین۔ صدہا آیتین ملین گی۔

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ۔ خدا کا حکم ہے عدل کرو احسان

ذوالقربے کے حقوق ادا کرو۔ بُری۔ بدنما اور فساد کی باتون سے پرہیز کرو۔ خدا تمکو نصیحت کرتا ہے تاکہ تم اُن کو یاد رکھو۔ ان پر عمل کرو۔

یہ ایک چھوٹی سی آیت تھی مگر غور کرنے کے قابل ہے کہ اس پر عمل کرنا انسان کو کہان تک لوگون کی نظرون مین ذی عزت بنا سکتا ہے اسی کے بعد پھر ارشاد فرماتا ہے وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا۔ جس بات کا عہد کرو۔ وعدہ کرو اُسکو پورا کرو اور قسم کھا کر بدلو نہین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کو جسکو سنت رسول اللہ کہتے ہین اگر غور سے دیکھین گے تو معلوم ہوگا کہ ہم سب آپسمین کسطرح پیش آتے ہین۔ کسطرح آنا چاہیئے اور ہمارے رسول بابی و امّی کس طرح ہر کس و ناکس کے ساتھ پیش آتے تھے آپ کے حضور مین جب کفار آتے تھے تو آپ اپنی چادر مبارک ان کے لیئے بچھا دیتے تھے اور کفار کے لیئے اپنی جگہ خالی کرتے کرتے اس جگہ تک پہنچ جاتے تھے جہان پر جوتے رکھے ہوتے تھے۔

رَوَی هشام بن عروة عن ابیه عن عائشة قالت ما کان احد احسن خلقا من رسول الله صلی الله علیه وسلم ما دعاه احد من اصحابه ولا عن اهل بیته الا قال لَبَّیْکَ۔ ہشام ابن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھین کہ رسول اللہ علیہ وسلم سے زیادہ دنیا مین کوئی خلیق نتھا اصحاب یا اہل بیت مین سے جب کوئی آپ کو پکارتا تھا تو آپ جواب مین لبیک ہی فرماتے تھے یعنی حاضر ہون

قَالَ اَنَسٌ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِيْ فِيْ شَيْءٍ فَعَلْتُهٗ لِمَ فَعَلْتَ وَلَا فِيْ شَيْءٍ لَمْ اَفْعَلْهُ هَلَّا فَعَلْتَ

حضرت انس کہتے ہین کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین دس برس رہا اتنے زمانہ مین کبھی کسی کام پر حضرت نے اعتراضًا یہ نہین فرمایا کہ تم نے ایسا کیون کیا۔ اور مجھسے آپ کا کوئی کام نہو سکا تو آپ نے تحکمًا اتنا بھی نہین فرمایا کہ یہ کام تم نے کیون نہین کیا۔

یہی وہ خوبیان تھین جنمین مقناطیسی قوت تھی جو لوگون کے دل بے اختیار اپنی طرف کھینچ لیتی تھی اور عام لوگ مسلمانون کا طرز عمل دیکھہ دیکھہ کر بڑے ذوق و شوق کے ساتھہ جوق جوق اسلام مین داخل ہوتے جاتے تھے۔ جو مسلمان ہوتا تھا وہ اسلام کا سچا عاشق ہوتا تھا۔ اور اس کے عشق مین جو جو تکلیفین کھانے پینے اور جسمی اذیتون کی ان پر ہوتی تھین انکو وہ اسی طرح راحت سمجھتا تھا جسطرح کسی دلستان کے عشق مین اس کا دلدادہ عاشق سب طرح کی مصیبتین جھیلتا ہے مگر منہ نہین موڑتا ہے۔ جس کی تصدیق کے لیئے حضرت بلال کا واقعہ بہت مشہور ہے وہی لوگ شریعت کے احکام کے دل وجان سے اتباع کرتے تھے۔ امین وہ تھے۔ سچے وہ تھے۔ جو کہتے تھے وہ کرتے تھے۔ اور جس امر کا وعدہ کرتے تھے۔ اسکو وفا کرتے تھے۔ رحمدل وہ تھے۔ محسن وہ تھے۔ اعزا اقارب کے حقوق وہ پہچانتے تھے۔ کسی بندۂ خدا کے ٹھیس لگتی تھی تو ان کے دل پر چوٹ لگتی تھی۔ اگر کسی کے چوٹ لگتی تھی تو ان کے دل مین درد ہوتا تھا۔ کسی کے درد ہوتا تھا تو ان کے آنسو نکل آتے تھے اور اگر کسی کی آنکھون سے آنسو نکلتے دیکھتے تھے تو بے اختیار وہ چیخ اُٹھتے تھے۔ اصل تو یہ ہے کہ وہی سچے مسلمان تھے اور انھین کا ایمان تھا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ سے جسقدر بعد ہوتا گیا ویسا ہی اسلام خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ کا مصداق بنتا گیا۔ اسلام کے ہری بھری باغین اور ہی ہوائین چلنے لگین۔ انقلاب ہو چلا اور اُداسی دوڑنے لگی۔ موسم بہار کی رت تو تھی پھول کھلے ہوکر بھی تھے مگر وہ انکا اگلا سا روپ و رنگ نتھا۔ نہ وہ رنگ مین شوخی تھی اور نہ وہ بھینی بھینی خوشبوئین اُن سے آتی تھین جو پہلے نکلی تھین۔ غنچے چٹکتے تو تھے مگر چٹکنے مین درد کی صدا آتی تھی۔ شاخین جھوم تو رہی تھین مگر ان مین وہ لوچ نتھا جسکو دیکھتے ہی بے اختیار حسینون کی کلائیان یاد آجاتی ہین۔ پتے ہرے تو تھے مگر وہ بھی کچھ افسوس سے ہاتھہ مل رہے تھے۔ رفتہ رفتہ بہار یہان سے رخصت ہونے لگی اور خزان کا گذر ہو چلا ہرے ہرے پتون پر زردی دوڑنے لگی پھول کملانے لگے اور پھر خزان کے جھونکے بڑے زور شور کے ساتھہ یہان بھی چلنے لگے۔ یہ اس زمانہ کا تذکرہ ہے جب تبع تابعین کا زمانہ گذر چکا تھا مگر پھر مسلمانون کا طرز عمل اب تک اسلامی عظمت وجبروت کو کسیقدر سنبھالے ہوئے تھا اور مسلمان کچھہ اسلام کے نام کا لحاظ و پاس کرتے تھے۔ اس کے بعد پھر جو زمانہ آیا گیا خراب ہی آتا گیا اور اس کے مخالف ہوائین اسلام کے لیئے ناسزاوار ہی رہین اور اب تو کہا ہی نہین جاتا۔ اسلامی صفات یا تو اب کتابون مین ملین گی۔ یا پہلے مسلمانون کی قبرون مین۔ لیکن اُن مسلمانون کو تو زمین کھا گئی اور ان کتابون کو اب زمانہ کا انقلاب کھا جاتا ہے۔ اس زمانہ کے مسلمانون کا حال نہ پوچھیئے صاف صاف کہتے ڈرتا ہون غیبت تو غیبت اندیشہ ہے کہ کہین لائبل کیس نہ ہو جائے۔ خیر کسیکو تو ہم کیا کہین مثال دیئے کی خود ایک ہماری ذات کیا کم ہے

* * *

نہ گلم نہ برگ سبزم نہ درخت سایہ دارم
ہمہ حیرتم کہ دہقان بچہ کار کشت مارا

ایمان کی تو یہ ہے کہ ہم مین اسلامی خوبو کہین نام کو بھی نہین چھو گئی ہے۔ حسد۔ بغض عداوت۔ فریب۔ بیرحمی۔ جھوٹھ۔ ریا دغابازی۔ خلف وعد۔ اور بیغیرتی۔ الغرض دنیا مین جسقدر بُری باتین ہین وہ سب ہم مین اسیطرح بھری ہوئی ہین جسطرح ہمارے

محمد اسمٰعیل

اسلاف مین بھی خوبیان تھین ؎

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

یہ ہے ہمارا ایمان - اور ایسے ہین ہم مسلمان - ! لیکن یہ کیون ؟ اس لیئے کہ وہ اسلامی زمانہ جسمین سچے اور دیندار مسلمانون کی جیتی جاگتی مثالین بکثرت موجود تھین جنکے طرز عمل کو دیکھہ دیکھکر دوسرون کو غیرت آتی تھی دلونمین جوش پیدا ہوتا تھا اب وہ زمانہ بہت دور نکل گیا اور وہ علم بھی اُٹھ گیا اور اگر نہین اُٹھ گیا ہے تو اب اُٹھا جاتا ہے جو ارکان دین اور عقاید درست کردینے کے ساتھ اخلاق کو سنبھال سکتا تھا اور اسپر یہ اور ستم ہوگیا کہ ہمارا اسلام اب آبائی ہوگیا - اب ہم کو اس سے بحث نہین کہ ہمارا مذہب ہے کیسا اور ہم کو اس کی رو سے کیا کیا کرنا چاہیئے بس ہمارے لیئے اسقدر کافی ہے کہ مسلمان کے گھر مین پیدا ہوئے اور زیادہ کیا چاہیئے - ہمارا اسلام اب رسم و عادت کی قبیل سے ہوگیا - چاہیئے تو یہ تھا کہ مسلمان بن مسلمان ہوکر ہمارے ایمان اور اسلام کو پہلے ایمان والون سے بھی زیادہ قوت ہوتی - اُن سے زیادہ دلون مین جوش ہوتا رگ و پے مین اسلام کی محبت بھری ہوتی اور محبت محبت کے درجہ سے بڑھکر عشق کے مرتبہ کو پہنچ جاتی - مگر نہین ہم نے اسلام کو آبا و اجداد سے ترکہ و میراث مین ملا تھا مگر ہماری گاڑھی کمائی کا نہ تھا اسکو ہم نے اسی طرح بیقدری سے برباد و تباہ کر دیا جسطرح نا خلف [illegible] اپنے مرجانے والے ماں باپ کا اندوختہ بڑی بیدردی کے ساتھ آوارگی مین اڑا دیتے ہین -

ہماری افلاس - ہماری بیغیرتی اور ہماری نکبت کا یہی قوی سبب ہے کہ ہم نے اپنے اچھے طریقون کو بُرے عادات سے بدل لیا - اور پھر ہم اس آیہ کریمہ کے مصداق بنگئے - اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ - حق تعالے کسی قوم کی حالت نہین بدلتا جب تک وہ آپ اپنی حالت نہ بدلے -

* * *

اشتہار

اپنی جماعت کے نام

اور نیز

ہرایک شخص کے نام جو خواہشمند ہو

ہماری جماعت مین اول درجہ کے مخلص دوستون مین سے مولوی **محمد علی** صاحب ایم اے ہین جنھون نے علاوہ اپنی دوسری لیاقتون کے ابھی وکالت کا بھی امتحان پاس کیا ہے اور وہ بہت سا حرج اُٹھاکر چند ماہ سے ایک دینی کام کے انجام کے لیئے یعنی بعض میری تالیفات کو انگریزی مین ترجمہ کرنے کے لیئے میرے پاس قادیان مین مقیم ہین اور یقین ہے کہ جب وہ بعد فراغت اس کام کے اپنے کام وکالت پر جائینگے تو کسی قریب ضلع مین ہی کام شروع کرینگے اور مین اس مدت مین یعنی جب سے کہ وہ میرے پاس ہین ظاہری نظر سے اور نیز پوشیدہ طور پر اُن کے حالات کا اخلاق اور دین اور شرافت کی رو سے تجسس کرتا رہا ہون سو خدا تعالے کا شکر ہے کہ مین نے انکو دینداری اور شرافت کے ہرایک پہلو مین بھی نہایت عمدہ انسان پایا ہے - غریب طبع با حیا اور نیک اندرون پرہیزگار آدمی ہے اور بہت سی خوبیون مین رشک کے لائق ہے - ان دنون مین انکو شادی کی ضرورت ہے - عمر تخمینا چوبیس برس کے قریب ہوگی - خاندان کے نجیب اور شریف اور موضع مرار علاقہ ریاست کپورتھلہ کے باشندے ہین - پہلے بھی مین نے ان کے لیئے اپنی جماعت مین تحریک* کی تھی مگر بعض وجوہ کے سبب سے اُس وقت اس کام کی انجام دہی مین معذوری پیش آگئی - اور اب وہ وقت ہے کہ بخیر و خوبی وہ کام کیا جائے لہذا دوبارہ یہ اشتہار جاری کیا گیا - میرے نزدیک جہانتک مجھے علم ہے ہماری جماعت ایسا انسان پاکوئی اور شخص بہت ہی خوش قسمت ہوگا جس کی لڑکی یا ہمشیرہ کا رشتہ مولوی صاحب موصوف سے ہو جائیگا - یہ بات ظاہر ہے کہ ایسے ہونہار لڑکے جو بہمہ صفت موصوف ہون اور ہر طرح لائق اور معزز درجہ کے ہون تلاش کرنے سے نہین ملتے اور لوگ اکثر دھوکا کھا لیتے ہین اور اپنی لڑکیون پر ظلم کرتے ہین - چاہیئے کہ ہرایک صاحب بہت جلد مجھے اطلاع دین اور یہ ضروری ہے کہ لڑکی علاوہ شکل اور صورت خداداد کے سنجیدگی اور شعور [illegible] ضرورتون کے موافق علم ادب یا [illegible] سے کافی بہرہ رکھتی ہو - زیادہ [illegible] کی ضرورت نہین - والسلام

المشتہر

خاکسار **مرزا غلام احمد** از قادیان

* حاشیہ جن صاحبون نے پہلے اشتہار کے وقت اس بارہ مین خط بھیجے تھے وہ خط محفوظ نہین رہے لہذا انکو بھی چاہیئے کہ دوبارہ اطلاع دین - مشتہر

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خط کا انتخاب

یہ خط فرزند یا بھتیجے کے نام ہے -

دھوم دھام

دھوم دھام سے خوش اس لئے ہون کہ یہ دونون باتین بڑی سعادت کی ہین - اور بہایت اندیشہ مین بھی پڑا ہوا ہون یہ شہرت کیطرف سے ! یہ سارے پھندے خود میرے راستون مین پڑ چکے ہین اور مین انہین بار ہا پھنسا ہون - مجھے یہ خوف ہے کہ یہ تمھاری پرہیزگاری اور تقوی اور طہارت کی بلند نامی ظاہر پرست اہل دنیا کو تمھارے گرد جمع کر دے انکی اطاعت اور خوشامد اور تعریفین نفس کو سرکشی مین مدد دین اور تمھین مریدون کا سراہنا اپنی ذات کی عاجزی اور کمزوری سے بیخبر کر دے - ہم تم دونو فی الحقیقت کچھ نہین ایک سخت درجہ کے گنہگار ہین اگر کچھ ہین تو بس اتنا کہ مدتون بعد ہم مین اپنی ہستی کی نسبت سوچ کا مادہ پیدا ہو چلا تھا - اور صرف اپنا محض نکما اور ہیچمیرز ہونا ہمپر کھلتا جاتا تھا اگر ہم سے کسی طرح اپنی ذات کی نسبت اتنی سی پہچان (جو دوسرے عارفون کے دریائے عرفان کے ایک قطرہ سے بھی کم ہے مگر ہمارے لیئے غنیمت ہے) وہ بھی چھن جائے اسحالت مین ہماری شوربختی بڑی افسوس کے لائق ہوگی -

اصل یہ ہے کہ یہ خوبی اور قوت مامور من اللہ کو دیجاتی ہے کہ بیرونی محرکات خواہ وہ کسی قسم کے کیون نہون اس کے جذبات کو اپیل نہین کر سکتی - لوگون کی خوشامد اس مین خود پسندی اور انانیت کا مادہ پیدا نہین کر سکتی - کیون ؟ اس کی زندگی اس کا چال چلن اس کی ہر ادا تو دنیا کے لئے ایک نمونہ ہوتی ہے اس لئے ان کی وہ قوتین گویا سلب ہو جاتی ہین جو خارجی محرکات سے جوش مین آکر ملکی خواص کو دبالیتی ہین - چونکہ ان کو اخلاق کے مختلف شعبون کی تعلیم دینی منظور ہوتی ہے اور عملی طور پر اس تعلیم کی سہولت دکھانی مدنظر اس لئے ہر ایک قسم کے امور ان کو پیش آتے ہین تاکہ وہ عملی طور پر ہدایت کر سکین سبق نہین لیتا ہمارے محسن و مخدوم مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ نے اپنے سالہاسال کے تجربہ کے بعد ایک ایسا گر بتلایا ہے جو سلیم الفطرت انسانون کے لئے ہر حالت مین خضر طریقت ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ راستباز کی مخالفت کے لئے کسی کا کوئی اعتراض یا طعن کبھی بھی باعث نہیں ہونا چاہیے خواہ وہ طعن کرنے والا کیسا ہی بڑا عابد و زاہد کیوں نہ ہو - کیونکہ آخر ابو البشر خلیفہ اول آدم علیہ السلام پر طعن کرنے والے ملائکہ سے تو بڑھا ہوا نہ ہوگا پس اس کے طرز عمل کو دیکھو اس کی تسلیم پر غور کرو کہ منہاج نبوت کے خلاف تو نہین - بہر حال ہماری غرض اس وقت یہ ہے کہ شیخصاحب موصوف اس خط مین جو کچھ ارقام فرماتے ہین لاریب وہ سالک کے لئے بہت ہی مفید امر ہے لیکن کوئی نادان اس قاعدہ کو مامور من اللہ کے متعلق قائم کر کے دھوکا نہ کھاوے - وہ عوام الناس سے وحشت اور نفرت نہین کر سکتا اور نہ اسے کرنی چاہیئے - بلکہ اسکے اندر موانست اور تالیف قلوب کی ایسی قوت ودیعت رکھی جاتی ہے کہ عام لوگون سے وحشت وہ کر ہی نہین سکتا ! ہر قسم کے انسان اس کے حضور آتے ہین تاکہ وہ اطمینان کے ساتھ تبلیغ حق کر سکے - اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ وہ مامور من اللہ کو کسقدر وسعت اخلاق عطا ہوتی ہے اور اس کے سینہ مین کیسی انشراح ہوتی ہے -

ایڈیٹر

تریاق القلوب

جاذب الارواح الی حضرۃ المحبوب

مندرجہ بالا نام کا ایک رسالہ ان دنون زیر اشاعت ہے جب ہوگی دنیا کو معلوم ہو جاوے گا کہ کس فوق العادۃ استقامت اور جرات کے ساتھ اسکا مصنف لوگون کو اپنے مشن کیطرف بلا رہا ہے اور اپنی صداقت کے لئے کسقدر زبردست تائیدی نشان اس کے ہاتھ پر صادر ہو چکے ہین - اللہ تعالی کی پاک ذات پر ایمان اور کامل ایمان کا نمونہ اس کی زندگی مین نظر آتا ہے - نظر انصاف اور فکر مستقیم سے اگر ایک دہریہ اور مادہ پرست انسان بھی اسکو پڑھ لیگا - تو ہمارا دل شہادت دیتا ہے کہ اسے اگر اور کچھ نہین تو اتنا ماننے مین تو کلام نہین ہو سکے گا کہ خدا تعالے پر ایک کامل ایمان کے جس معراج پر یہ انسان پہنچا ہے - آج دنیا مین اس کی نظیر مشکل ہے - بہر نمط اللہ تعالے کے فوق الفوق ہستی پر ایمان پیدا کرنے اور منہاج نبوت کے اسرار کی کلید ہے اور لاریب دل کی زہرناک روحانی امراض کے لئے تریاق ہے اس کی **قیمت** عمہ تجویز ہوئی ہے ابھی مکمل نہین ہوا - بہرحال اپنی روحانی امراض کا مداوا چاہنے والے مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس امام علیہ السلام قادیان کے نام درخواست بھیجین -

ہجرت

اکثر احباب کے عنایت نامے خاکسار کے نام آتے ہین تو وہ سرساوہ آتے ہین اور سرساوہ سے قادیان آتے ہین تو اسمین بڑی دقت اور مشکل ہوتی ہے اب مین ہر ایک صاحب کو جو مجھسے واقفیت رکھتے ہین اطلاع دیتا ہون کہ اب جو صاحب خاکسار کے نام خط لکھین وہ سیدھا قادیان بھیجین کس لیئے کہ اب خاکسار ہمیشہ ہمیشہ کو ہجرت کر کے مع اہل و عیال دارالامان مین حضرت امام علیہ السلام کے قدمون مین آپڑا ہون ہر ایک صاحب میرے لئے بجناب باری مین دعا کرین کہ خداوند کریم اس معصوم امام کی معیت دائمی نصیب کرے

نکل جاوے دم تیرے قدمون کے نیچے * یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے *

خاکسار محمد سراج الحق جمالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرہم عیسیٰ، مرہم رسل، مرہم حواریین ٭

یہ مرہم نہایت مبارک مرہم ہے جو زخموں اور جراحتوں اور نیز زخموں کے نشان معدوم کرنے کیلئے نہایت نافع ہے یہ وہ مرہم ہے جو واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے یعنی ان کے صلیبی زخموں کیواسطے بنائی گئی تھی جبکہ حضرت مسیح صلیب کے بعد حواریوں کو ملے اور اپنے وہ زخم ان کو دکھائے جو صلیب پر کھینچنے سے آپ کے ہاتھوں اور پیروں میں لوہے کی کیل ٹھوکنے سے لگ گئے تھے تو حضرت مسیح کے ان چوٹوں اور زخموں کیلئے یہ مرہم تیار ہوئی

جو برابر چالیس روز تک حضرت مسیح کے صلیبی زخموں پر لگتی رہی اور اسی سے خدا تعالیٰ نے آپکو شفا بخشی

اور اس مرہم کا اس تواتر سے طبی کتابوں میں ذکر ہے کہ ہر ایک مذہب کے فاضل طبیب نے کیا عیسائی ڈاکٹر اور کیا یہودی مجوسی طبیب اور کیا اطباء اسلام نے اس مرہم کو اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور سب نے اس مرہم کے بارہ میں یہی بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے حواریوں نے اسکو بنایا تھا ٭ چنانچہ ہزار کتاب سے زیادہ اس مرہم عیسیٰ کا ذکر مع وجہ تسمیہ درج ہے اور اس کے عجیب غریب فوائد کی سب نے شہادت دی ہے اور اسکی اکسیر تاثیر کو تمام طبیبوں نے تسلیم کیا ہے غرضیکہ اس مرہم کی تعریف میں فقط یہ لکھنا کافی ہے کہ **حضرت مسیح تو بیماروں کو اچھا کرتے تھے مگر اس مرہم نے حضرت مسیح کو اچھا کیا**

یہ مرہم تمام قسم کے زخموں کیلئے نہایت پرتاثیر دوا ہے

اس کے لگانے کے ساتھ ہی زخم کی اصلاح شروع ہو جاتی ہے اور پھر زخم مندمل ہو جاتے مندرجہ ذیل امراض کیلئے جسقدر مرہم اور مالش کے تیل آجکل رائج ہیں سب سے بہتر اور زود اثر مفید ہے نہایت احتیاط سے اصل اجزا کو مہیا کر کے اس مرہم کو طیار کیا جاتا ہے۔

طاعون - سرطان کے زخم - خنازیر کے گھاؤ - گلٹیاں - چوٹوں کے زخم

پھنسی - پھوڑے - گنج - خارش - اور طرح طرح کی جلدی بیماریاں - ہر قسم کے **ناسور** - پرانے گندے زخم - **تلی** کے ورم - سرطان رحم وغیرہ وغیرہ۔

بواسیر کے درد - ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا - کان سے ریم کا بہنا - جانوروں کا کاٹ لینا - جل جانا - عورتوں کی خطرناک بیماریاں

قیمت فی ڈبیہ ۱عہ - ۱۲ر

کارخانہ مرہم عیسیٰ

حکیم محمد حسین

لاہور بھاٹی دروازہ سے طلب کرو

٭ اور اس لئے کہ یہ مرہم حضرت عیسیٰ کے صلیبی زخموں کے لئے بنائی گئی تھی اس کا نام مرہم عیسیٰ مشہور ہے اور اس لئے کہ حواریوں نے اس کو بنایا تھا اور کسی طبیب کا اختراع نہیں تھا اسکا نام مرہم حواریین ہوا منہ

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عا ممیرے کا سرمہ سفید۔ اعلیٰ قسم فی تولہ سےر خالص ممیرا فی ماسہ عـہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے بہت پانی جانا۔ دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے بہت پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اس لئے مین بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔

راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

۲ مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے طیار کیا ہے مینے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھون کی پلکومین خورد و خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی تھین انمین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اس کی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ رکھی جاتی تھین صفائی کے ساتھ نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ **راقم** خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳ مینے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے طیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین۔ استعمال کرکے دیکھا۔ مفید پایا۔ میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے

راقم ڈاکٹر برج جلاس گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہے ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا۔ جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لئے مارچ سنہ ۱۸۹۹ء سے جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ واقع قادیان مین شیخ یعقوب علی ایڈیٹر و مالک کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

www.aaii.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

شیخ یعقوب علی ایڈیٹر

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

نمبر ۳۰ | قادیان دار الامن و الامان ۱۰ اگست ۱۸۹۹ء مطابق ۲ ربیع الثانی ۱۳۱۷ھ | جلد ۳

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر

قربان تیرے اے ہمارے **مجدد** اس اختلاف کا قضیہ بھی چکا دیا۔ تصویر کی بحث لفظ پرستوں معنی ناشناسوں مین دیر سے چلی آتی تھی خلیفۃ اللہ نے جو مصداق مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ہے اپنے عمل سے اس راہ کو صاف کر دیا۔

حضرت اقدس امام علیہ السلام کی تین تصویرین ایک لسٹ (نصف قد) اور ایک پورے قد کی اور ایک گروپ ہیں۔ قیمت ذیل مین درج ہے درخواستین مشتہر کے نام جلد آنی چاہیئین۔ درخواست کی تعمیل نقد قیمت پر یا وی پی کے ذریعہ سے ہوگی

المشتہر

معراج الدین عمر ٹھیکیدار لنگے منڈی لاہور

تصاویر حضرت اقدسؑ

ہول پلیٹ - لسٹ	عہ؍
ہول پلیٹ - پوری	عہ؍
کیبنٹ سائز - لسٹ	۱۴؍
گروپ - -	عہ؍

جس تصویر کی پشت پر مشتہر کے دستخط نہ ہون وہ مال مسروقہ تصور ہوگا۔

مولوی عبدالکریم صاحب کی معمولی ڈاک مین سے ایک دوست کے نام خط

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط مجھے ملا۔ درد دل سے دعا کی گئی حضرت اقدس کی خدمت مین مفصل عرض کیا گیا حضور ممدوح نے پختہ وعدہ فرمایا اگر کوئی دنیا کے کسی قانون پر کسی وعدہ یا کسی عہد پر وثوق کرسکتا ہے تو ہمین اپنے خدا کے لاتبدیل کلام اسکے استراری سنتوں پر اس سے زیادہ قوی ایمان ہے اور وہ فرماتا ہے انّ اللہ لایضیع اجر المحسنین اور پھر فرماتا ہے والعاقبۃ للمتقین تو پھر ضرورت اس امر کی ہے کہ اللہ تعالے کا مخلص و محسن اور متقی بندہ بنے لوگ کسقدر بھوکے پیاسے اس امر کے ہوتے ہین کہ کوئی مجرب نسخہ انھین ملے بڑے بڑے ملکی مدبر گذشتہ تواریخ کو پڑھکر اور پھر یکسان واقعات مجربہ کو دیکھکر ایک استقرائی نتیجہ نکال لیتے ہین اور پھر اسکو دستور العمل بنانے کیلئے خوش ہوجاتے ہین حالانکہ وہ نتائج علی الغالب صحیح ہوتے ہین اور نہان درنہان اسباب

کی وجہ سے کبھی خطا بھی کر جاتے ہین مگر یہ استقرائی تجربہ اور مجرب نسخہ ہم مسلمانون کے پاس ایسا موجود ہے کہ جو نامعلوم وقتون سے برتا جاتا ہے اور کبھی نتیجہ خیز دینے سے خطا نہین کی **آدم** سے ہمارے سید الاصفیا اسوۃ الاتقیا صلے اللہ علیہ وسلم اور پھر ہمارے حضرت **مسیح** علیہ السلام تک تمام **منعم علیہم** کی اسپر مہر ہے اور وہ یہی ہے کہ خدا کی ساری نصرتین اور تائیدین صفت تقویٰ سے متصف ہونے پر موقوف ہین خدا کی گورنمنٹ ممیز گورنمنٹ ہے اگر ایک انسان دوست دشمن اور نیک و بد سے یکسان معاملہ نہین کرتا تو علیم حکیم کی کب شان ہے کہ ایسا کرے کتاب مجید مین فرماتا ہے **ام نجعل المتقین کالفجار** - کیا ہم فاجرون اور متقیون سے یکسان معاملہ کرین گے ؟ ہرگز نہین تو سب سے ضروری امر یہی ہے کہ انسان متقی بننے کی کوشش کرے اور راتدن استغفار کے حصن حصین مین پناہ ڈھونڈتا رہے نامراد وہ جو عورت کے پیٹ سے نکل کر ایک لحظہ بھر کے لئے بھی استغفار سے غافل ہوتا ہے آہ ! ایسے جنگل مین کہ لا انتہا چیتے اور بھیڑیے چارون طرف سے کھانے کو لپک رہے ہین کیونکر ایک شخص مزہ سے سو سکتا ہے -

آپ ہرگز قناعت نہ کرین جب تک دعا مین سرور اور ذوق پیدا نہ ہوجاوے اور کوشش کرین کہ نماز مین رکوع سجود کے اندر بعد مسنونانہ تسبیحات کے اپنی بولی مین لمبی لمبی دعائین آمرزش گناہان کے لئے کی جاوین اور جب تک دل بول نہ اُٹھے کہ آسمان کو اب میری آوازین چڑھنے لگ گئی ہین کسی اور حالت پر بس کرنا مومنانہ جوانمردی سے بعید سمجھنا چاہیئے یہی حالت ہے جسمین انسان **ادعونی استجب لکم** کی صحیح کیفیت سمجھنے لگتا ہے اور یہی وہ نقطہ ہے جہان پہنچکر اُس کی آواز جناب ایزدی مین مسموع ہوتی ہے اور قبولیت کی لذیذ بشارتین اُسے ملتی ہین بہت لوگ گھبرا گھبرا کر پوچھتے ہین کہ دعا کیونکر مقبول ہو - اور پھر کہتے ہین کہ اتنے روز دعا مانگی کوئی اثر ظاہر نہین ہوا - کم حوصلہ مضطرب فطرت جلد اکتا جاتے اور سررشتہ صبر ہاتھہ سے دے بیٹھتے ہین ظاہری معالجات مین بھی ایسا ہی کرتے ہین - دو روز ایک طبیب کا نسخہ برتا پھر اکتا گئے اور دوسرے کیطرف رجوع کیا اور پھر اُس سے بھی ہٹ گئے یہ راہ حسن ظن اور استقامت چاہتی ہے کبھی خائب و خاسر نہین ہوا وہ جسنے یہ دو مدد گار ساتھہ لئے

آپ بھی سچی توبہ کے ساتھہ اس عمل پر مواظبت فرماوین - مین بھی انشاء اللہ دعا کرونگا اور حضرت **روح اللہ علیہ السلام** سے بھی کراؤن گا اور عادت مالوفہ سے ذرا جلدی اپنے حالات سے مطلع فرمایا کرین -

اگرچہ یہ ابتلا آپ کو تو تلخ ہی معلوم ہوتے ہون گے مگر مین تو آپ کے حق مین انھین مبارک اور ایمانی ترقی کا موجب دیکھتا ہون مین آپ کے حالات مین دیکھہ رہا ہون کہ ان مخالفتون کی وجہ سے آپ ایک پختہ مسلمان بنگئے ہین اور اغیار سے شدید نفرت روح مین پیدا ہوگئی ہے - برادرم یہی گر ہے جس سے ایمان کامل حاصل ہوتا ہے خدا کہتا ہے - **ومن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی** جب تک ابتلا کے کورہ مین انسان ڈالا نہ جائے کندن نہین ہوسکتا بڑے بدنصیب ہین وہ جو ہر وقت آرام اور چین مانگتے ہین کہ یہ ابرار و اخیار کی زندگی کی شان نہین ہمیشہ فسق و فجور نے اُن ہی محلون مین راہ پائی ہے جہان سے ابتلا و فتن رخصت ہو اور آسودگی اور آرام نے جگہ لی خدا کی کتاب کہتی ہے **واذا اردنا ان نہلک قریۃ امرنا مترفیہا ففسقوا فیہا فحق القول فدمرنا تدمیرا** تمام انبیا اور صلحا کی سوانح پڑھکر دیکھہ لین یہ لوگ سدا بے آرامی کے طالب رہے ہین - یہ لوگ دیوانے تو نہین ہوتے کہ تن پروری اور تن آسانی کو چھوڑ کر دروازہ بدروازہ سے دھکے کھاتے پھرتے ہین اور جنکی خیر خواہی کرتے ہین اُن سے کیا کیا سنتے ہین آخر اس بے آرامی مین ہی کیا جو ان سب تلخیون کو گوارا کرا دیتا ہے اُن کی اس استقامت و ہمت کو دیکھکر تو دنیا پرست تن آسانیون کے مبتلا انھین مجنون کہہ اُٹھتے ہین آخری زمانہ مین اس برگزیدہ گروہ کا ایک کامل انسان جو ہم مین موجود ہے اُسی لہجہ سے کہتا ہے - ع

ہمہ در دوران عالم امان و عافیت خواہند
چہ افتاد این سر ما را کہ میخواہد مصیبت ہا

مینے بارہا اپنے محبوب مرشد سید الاولیاء **عیسی موعود علیہ السلام** کی زبان مبارک سے سنا ہے آپ فرماتے ہین ہم اسپر قادر ہین کہ ایسی تقریرین کرین اور ایسی تحریرین شائع کرین کہ لوگون کی مطلع صلح کل کے ڈھانچہ مین ڈھلی ہوئی ہون اور سب قومین علی اختلاف المشارب خوش ہوجاوین اور حکام و رعا مین سے کسیکو بھی کبھی ان پر نکتہ چینی کا موقع نہ مل سکے مگر اس خبیث دنیا کو خوش کرکے اپنے خدا کی دھتکار کی طاقت ہم کہان رکھ سکتے ہین -

اس نکتہ کیطرف اشارہ کرتی ہے یہ **حدیث** جو سید اہل بلا **محمد** مصطفے علیہ الصلواۃ والتسلیمات سے مروی ہے کہ مین چاہتا ہون کہ خدا کے رستہ مین مارا جاؤن پھر جلایا جاؤن پھر زندہ کیا جاؤن - الخ - مین خود اس راہ مین صاحب تجربہ ہون حزن و اندوہ کی گھڑیون مین جب کہ ہمجنسون کے ہاتھون سے سخت ستایا گیا ہون اور اُن کی زبان سے ناگفتنی باتین سُنین جنکی زبان میری مدح کرتے کرتے سوکھہ سوکھہ جاتی تھی تو ایسے اوقات مین تضرع و خشوع و ابتہال کی سیڑھی کے ذریعہ بڑی آسانی سے جناب الٰہی مین پہنچ گیا ہون مین خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ وہ ذوق و سرور کسی شادی مین نہین دیکھا جو ایسے وقت مین دعا مین حاصل ہوتا ہے اور بسا اوقات طبیعت اگر کچھ روز ابتلا دور ہوجائے تو پریشان اور روکھی سوکھی ہوجاتی ہے مینے ہمیشہ ایسے حال مین محسوس کیا ہے کہ اب دعا قبول ہوگئی اور رویا اور کشف کے ذریعہ مجھے استجابت دعا کی اطلاع بھی دیگئی آپ پر یقیناً خدا کی رحمت ہے کہ آپ کو بدسگال منصوبہ سازون

کے ہرنہ مین پھنس دینا ہے اس لئے نہین کہ وہ موذی آپ پر مسلط ہو جاوین اور آپ کو ہلاک کر ڈالین بلکہ اس لئے کہ آپ کا ایمان قوی ہو اور زمین سے تنگ ہو کر آسمان کی طرف دیکھنے کی عادت آپ ہو جاوے آخر مین مجبور ہون کہ ایک دو باتین آپ کو اور سنا دون۔ مین دیکھتا ہون کہ آپ باوجود معرفت کے حضرت ید اللہ کے ہاتھ مین ہاتھ دینے سے پہلو تہی کر رہے ہین کوئی عذر ہو وہی ضعف ہے جو خداتعالے پر کامل بھروسہ نہ ہونے سے پیدا ہوتا ہے کیا دنیا کا خوف ہے۔ مین آپ کی نسبت ایسا گمان نہین کر سکتا اس لئے کہ یہ کمزوری پست فطرت مخنث طبع لوگون کا خاصہ ہے اور کوئی روحانی تردد ہے اسکی تردید تو آپ پہلے خط مین کر چکے اور وعدہ کر چکے ہین کہ اب بیعت کی راہ مین کوئی روک نہین۔ یہی وقت چونکہ نازک ہے اور زندگی کا اعتبار نہین سر دست خط ہی کے ذریعہ سے بیعت کر لین ملاقات پر پھر دیکھا جاویگا۔ میری بڑی آرزو ہے کہ اس سدرۃ المنتہٰی سے آپ کی شاخ کو پیوند نصیب ہو جائے

والسلام و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

آپ کا عاجز دوست
عبدالکریم سیالکوٹی

* * *

حضرت اقدس اور ایک ہندو گرو

یکم اگست ۱۸۹۹ء کو بعد مغرب حضرت اقدس کی ملاقات کے لئے ایک ہندو سادھو صاحب جو اپنے طبقہ مین مشہور گرو ہین تشریف لائے حضرت اقدس جیسا آپ کا معمول ہے نہایت ملاطفت اور خندہ پیشانی سے پیش آئے اور باتین کرتے رہے آخر مین گرو جی کے ایک ایک سوال پر حضرت نے ایک بے نظیر تقریر فرمائی۔ چونکہ مغرب کا وقت تھا تاریکی کے دمبدم پھیل جانے کی وجہ سے ہم اُس پر قادر نہ ہو سکے کہ حسب معمول اسکو نوٹ کرتے۔ لہٰذا اس ملاقات مین سے کچھ باتین جو حافظہ کے نوٹ بک مین محفوظ ہو گئین اُنکو قلم بند کر کے اور اپنے محسن و مخدوم حضرت مولٰنا مولوی عبد الکریم سیالکوٹی ایدہ اللہ کی اصلاح سے ناظرین کی روحانی اور ایمانی ترقی کے لئے پیش کرتے ہین پھر ہم اتنا کہے دیتے ہین کہ یہ حضور کی گفتگو کا خلاصہ یا مفہوم ہے جسکو ہمنے الفاظ مین قلم بند کیا ہے

(ایڈیٹر)

(حضرت اقدس) آپ کے ہان جوگ کا طریق سناتن دھرم کے اصول پر ہے یا آریہ سماج کے اصول پر۔

(سادھو) سناتن دھرم کیموافق۔

(حضرت اقدس) آریہ سماج ایک ایسا فرقہ ہے جسمین صرف کہنا ہے کرنا نہین۔

(سادھو) بیشک یہ لوگ گورو کی ضرورت نہین سمجھتے۔ اور یہانتک کہ دیانند کو بھی گرو کی حیثیت سے نہین مانتے کہتے ہین کہ وہ ایک راہ بتا گیا ہے۔ اُسپر چلنا چاہئے

(حضرت اقدس) آپ کے جوگ کے لئے بڑی بڑی مشقتین ہین۔

(سادھو) جی ہان۔

(حضرت اقدس) اس مشقت کے بعد کیا کوئی ایسی قوت اور طاقت پیدا ہو جاتی ہے جس سے اُس پریم کا پتہ لگ جاوے جو اُس ریاضت کرنے والے کو خدا کے ساتھ ہوتا ہے کیونکہ محبت کا پتہ اور وجود اسوقت تک نہین ملتا جب تک کہ دونون طرفسے کامل محبت کا اظہار نہ ہو ادھر سے محبت کے جوش مین ہر قسم کے دُکھ اور تکلیف کو برداشت کرنے کے لئے طیار ہو اور اُدھر سے یعنی پرمیشر کیطرفسے ایسا پرکاش (روشنی یا نور) اُس کو ملے کہ وہ عام طور پر لوگون مین متمیز ہو جاوے۔

(سادھو) ہان کچھ بل اور طاقت آ ہی جاتا ہے۔

(حضرت اقدس) بھلا کوئی ایسی طاقت اور بل کی بات آپ سنائین جو آپ کی سنی ہوئی نہ ہو بلکہ دیکھی ہوئی ہو یعنی آپ کے گرو مین یا اُن کے گرو مین۔ کیونکہ بات یہ ہے کہ سنی ہوئی بات کچھ ایسی مؤثر نہین ہوتی خواہ وہ کتنی ہی صحیح کیون نہ ہو۔ قصے کہانی کے ذیل مین سمجھی جاتی ہے جیسے مثلاً کوئی کہے کہ ایک دیش ہے وہان آدمی اُڑا کرتے ہین اب ہمکو اُس کے ماننے مین ضرور تامل ہوگا کیونکہ ہمنے تو ایسے اُڑتے دیکھے ہین اور نہ خود اُڑے ہین پس قوت ایمان اور یقین کے بڑھانے کے لئے سنی سنائی باتین فائدہ نہین پہنچاتی ہین بلکہ تازہ بتازہ جو سامنے دیکھی جاوین اور اس سے بھی بڑھکر وہ جو خود انسان کی اپنی حالت پر وارد ہون پس میرے اس سوال سے یہ غرض ہے کہ آپ کوئی ایسی بات بتلائین جو اس ریاضت کرنے والون مین آپ نے دیکھی ہون یا سنی ہون۔

(سادھو) ہان ہمارے جو گرو تھے اُن مین بعض بعض باتین ایسی تھین جو دوسرے کے مَن کی بات بوجھ لیتے تھے اور پھر جو منہ سے کہہ دیتے تھے ہو جاتا تھا۔ اور جو اُن کے گرو تھے اُنمین بھی بہت سی باتین ایسی ہوتی تھین۔ مگر اُن کو دیکھا نہین تاہم دیکھنے کے برابر ہے کیونکہ اُن کو مرے کوئی اسّی برس کے قریب ہوئے اور اُن کے دیکھنے والے ابھی موجود ہین +

(حضرت اقدس) آپ نے بھی کوئی ریاضتین کی تھین +

(سادھو) جی ہان مینے بھی کی ہین۔

(حضرت) کیا کیا +

(سادھو) پہلے چلہ کشی کیا کرتے تھے یہانتک کہ آٹھ مہینے کا ایک ہی چلہ تھا۔

(حضرت) اُس مین کیا کھاتے تھے +

(سادھو) پہلے چاولونکا آٹا کھایا کرتے تھے پھر صرف پانی جو پکا کر رکھا ہوا تھا۔ یعنی ایک گاگر کا نصف جب رہجاوے تو وہ رکھ لیا کرتے تھے اور اُس مین سے سیر کچّا جسکو پی لیا کرتے تھے اور اسیوقت پیشاب کر لیا کرتے تھے اور پھر کچھ نہین (ناظرین اس مقام کو یاد رکھین ایک لطیفہ سنائین گے)

(حضرت) کیا اُس مین لوہا وغیرہ تو نہ ہوتا تھا؟۔

(سادھو) نہین +

حضرت اقدس) پھر کیا اس ریاضت کی حالت مین آپ کو کچھ عجیب وغریب نظارے نظر آئے۔

سادھو) ہان کبھی روشنی نظر آتی تھی جو اندر ہو جاتی تھی اور دور دور سے آتے جاتے آدمی نظر آجاتے تھے۔

اس کے بعد ادھر ادھر کی باتین قصبہ مکیریان کی جہان سادھو صاحب رہتے تھے ہوتی رہین اور کچھ باتین سادھو جی کے ایک چودہ پندرہ سالہ چیلے اور انکی گدی وغیرہ کے متعلق ہوتی رہین اور چند منٹ خاموشی رہی۔ پھر اس مہر سکوت کو سادھو صاحب نے اپنے اس ایک سوال سے توڑا۔

سادھو) کیا آپ پرمیشر کو اکار مانتے ہین یا نراکار۔

(حضرت مولوی نورالدین صاحب نے اس موقع پر بطور تشریح عرض کیا کہ مورتی کے قابل یا ایسا خدا کہ مورتی کی ضرورت نہ ہو۔)

حضرت اقدس) ہم تو خدا کو مانتے ہین اس کی عبادت اور پرستش کے لئے نہ تو ان استھنون اور ریاضتون کی ضرورت ہے اور نہ کسی مورتی کی حاجت ہے اور ہمارے مذہب مین خدا تعالے کو حاصل کرنے اور اس کی قدرت نمائیون کے نظارے دیکھنے کے لئے ایسی تکالیف کے برداشت کرنے کی کچھ بھی حاجت نہین وہ اپنے سچے پریمی بھگتون کو آسان طریق سے جیسا ہمنے خود تجربہ کرکے دیکھ لیا ہے بہت جلد ملتا ہے انسان اگر اسکی طرف ایک قدم اٹھاتا ہے تو وہ دو قدم اٹھاتا ہے انسان اگر تیز چلتا ہے تو وہ دوڑ کر اسکے ہردے مین پرکاش کرتا ہے۔

میرے نزدیک مورتی بنانے والون نے خدا تعالے کی اس حکمت اور راز کو نہین سمجھا جو اس نے اپنے آپ کو بظاہر ایک حالت غیب مین رکھا ہے خدا تعالے کا غیب مین ہی ہونا انسان کے لئے تمام تلاش اور جستجو اور کل تحقیقاتون کی راہون کو کھولتا ہے جسقدر علوم اور معارف انسان پر کھلے ہین وہ گو موجود تھے اور ہین لیکن ایک وقت مین وہ غیب مین تھے انسان کی سعی اور کوشش کی قوت نے اونکی چمک دکھائی اور آخر مقصود کو پالیا جسطرح پر ایک عاشق صادق ہوتا ہے اس کے محبوب اور معشوق کی غیر حاضری اور آنکھون سے بظاہر دور ہونا اس کی محبت مین کچھ فرق نہین ڈالتا۔ بلکہ وہ ظاہری ہجر اسکے اندر ایک قسم کی سوزش پیدا کرکے اس پریم سبھاو کو اور بھی بھڑکا دیتا ہے۔ اسی طرح بغیر مورتی کے خدا کو تلاش کرنے والا ایک سچی اور حقیقی محبت کا دعویدار بن سکتا ہے۔ جب کہ مورتی کے بدون اسکی توجہ کامل طور پر اس پاک اور کامل ہستی کیطرف نہین پڑ سکتی۔ انسان اپنی محبت کا خود امتحان کرے اگر اسکو اس سوختہ دل عاشق کیطرح چلتے پھرتے بیٹھتے اٹھتے غرض ہر حالت مین بیداری کی ہو یا خواب کی اپنے محبوب کا ہی چہرہ نظر آتا ہے اور کامل توجہ اسی طرف ہے تو سمجھے کہ واقعی مجھے خدا تعالے سے ایک عشق ہے اور ضرور ضرور خدا تعالے کا پرکاش اور پریم میرے اندر موجود ہے لیکن اگر دنیاوی امور اور خارجی بندھن اور رکاوٹین اسکی توجہ کو پھرا سکتی ہین اور ایک لحظہ کے لئے بھی وہ خیال اس کے دل سے نکل سکتا ہے تو مین سچ کہتا ہون کہ وہ خدا تعالے کا عاشق نہین اور اس سے محبت نہین کرتا۔ اور اسی لئے وہ روشنی اور نور جو سچے عاشقون کو ملتا ہے اسے نہین ملتا۔ یہی وہ جگہ ہے جہان آکر اکثر لوگون نے ٹھوکر کھائی ہے اور خدا کا انکار کر بیٹھے ہین۔ نادانون نے اپنی محبت کا امتحان نہین کیا اور اسکا وزن کئے بدون ہی خدا پر بدظن ہو گئے ہین۔ پس میرے خیال مین خدا تعالے کا غیب مین رہنا انسان کی سعادت اور رشد کو ترقی دینے کی خاطر ہے اور اس کی روحانی قوتون کو صاف کرکے جلا دینے کے لئے تاکہ وہ تو اس مین پرکاش ہو ہم جو بار بار اشتہار دیتے ہین اور لوگون کو تجربہ کے لئے بلاتے ہین بعض لوگ ہمکو دوکاندار کہتے ہین کوئی کچھ بولتا ہے کوئی کچھ۔ غرض ان بھانت بھانت کی بولیون کو سنکر جو ہر ملک مین جو اس دنیا پر آباد ہے یورپ امریکہ وغیرہ مین اشتہار دینے مین اسکی غرض کیا ہے ہماری غرض بجز اس کے اور کچھ نہین تاکہ لوگون کو اس خدا کیطرف رہنمائی کرین جسے ہمنے خود دیکھ لیا ہے یہ کوئی کہانی بات اور قصہ کے رنگ مین ہم خدا کو دکھانا نہین چاہتے۔ بلکہ ہم اپنی ذات اور اپنے وجود کو پیش کرکے دنیا کو خدا تعالی کا وجود منوانا چاہتے ہین۔ یہ ایک سیدھی بات ہے۔ خدا تعالے کی طرف جسقدر کوئی قدم اٹھاتا ہے خدا تعالی اس سے زیادہ سرعت اور تیزی کے ساتھ اسکی طرف آتا ہے۔ دنیا مین ہم دیکھتے ہین کہ جب ایک معزز آدمی کا منظور نظر عزیز اور واجب التعظیم سمجھا جاتا ہے تو کیا خدا تعالے کا تقرب حاصل کرنے والا اپنے اندر ان نشانات مین سے کچھ بھی حصہ نہ لیگا جو خدا تعالے کی قدرتون اور بے انتہا طاقتون کا نمونہ ہوں۔

یہ یاد رکھو کہ خدا تعالے کی غیرت کبھی تقاضا نہین کرتی کہ اسکو ایسی حالت مین چھوڑے کہ وہ ذلیل ہوکر پیسا جاوے نہین بلکہ جیسے وہ خود وحدہ لاشریک ہے وہ اپنے اس بندہ کو بھی ایک فرد اور وحدہ لاشریک بنا دیتا ہے۔ دنیا کے تختہ پر کوئی انسان اس کا مقابلہ نہین کر سکتا ہر طرف سے اس پر حملے ہوتے ہین اور ہر حملہ کرنے والا اس کی طاقت کے اندازہ سے بیخبر ہوکر جانتا ہے کہ مین اسکو تباہ کر ڈالون گا لیکن آخر اسکو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کا بچ نکلنا انسانی طاقت سے باہر کسی قوت کا کام ہے۔ کیونکہ اگر اسے پہلے سے یہ علم ہوتا تو وہ حملہ بھی نہ کرتا پس وہ لوگ جو خدا تعالے کے حضور ایک تقرب حاصل کرتے ہین اور دنیا مین انکے وجود اور ہستی پر ایک نشان ہوتے ہین بظاہر اس قسم کے ہوتے ہین کہ ہر ایک مخالف اپنے خیال مین یہ سمجھتا ہے کہ میرے مقابلہ مین یہ بچ نہین سکتا۔ کیونکہ ہر قسم کی تدبیر اور کوشش کے نتائج اسے یہین تک پہنچاتے ہین لیکن جب وہ اس رو مین سے ایک عزت اور احترام کے ساتھ اور سلامتی

سے نکلتا تھا تو ایک دم کے لئے تو اُسکو حیران ہونا پڑتا ہے کہ اگر انسانی طاقت کا ہی کام تھا تو اس کا بچنا محال تھا لیکن اب اس کا صحیح سلامت رہنا انسان نہیں بلکہ خدا کا کام ہے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ مقربان بارگاہ الٰہی پر جو مخالفانہ حملے ہوتے ہیں وہ کیوں ہوتے ہیں معرفت اور گیان کے کوچہ سے بیخبر لوگ ایسی مخالفتوں کو ایک ذلت سمجھتے ہیں مگر اُن کو کیا خبر ہوتی ہے کہ اس ذلت میں اُن کے لئے ایک عزت اور امتیاز نکلتا ہے جو اللہ تعالےٰ کے وجود اور ہستی پر ایک نشان ہوتا ہے۔ اسی لئے یہ وجود آیات اللہ کہلاتے ہیں۔

غرض ہم جو اشتہار دے دیکر لوگوں کو بلاتے ہیں تو ہماری یہی آرزو ہے کہ اُن کو اُس خدا کا پتہ دیں جسے ہمنے پایا اور دیکھا ہے اور وہ اقرب راہ بتلائیں جس سے انسان جلد باخدا ہو جاتا ہے پس ہمارے خیال میں قصہ کہانی سے کوئی معرفت اور گیان ترقی نہیں پا سکتا جب تک کہ خود عملی حالت سے انسان نہ دیکھے۔ اور یہ بدوں اس راہ کے جو ہماری راہ ہے میسر نہیں اور اس راہ کے لئے ایسی صعوبتوں اور مشقتوں کی ضرورت نہیں یہاں دل بکار ہے خدا تعالیٰ کی نگاہ دل پر پڑتی ہے۔ اور جس دل میں محبت اور عشق ہو اسکو مورتی سے کیا غرض؟

مورتی پوجا سے انسان کبھی صحیح اور یقینی نتائج پر پہنچ نہیں سکتا۔

خدا تعالےٰ کی نگاہ انسان مخلص کے دل کے ایک نقطہ پر ہوتی ہے جسے وہ دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ اسکی خاطر وہ خوشی دل سے ہر صعوبت و مکروہ کو برداشت کرلیگا۔ یہ ضرور نہیں کہ کوئی بڑی بڑی مشقتیں کرے اور دائم حاضر باش رہے ہم دیکھتے ہیں کہ خاکروب ہمارے مکان میں آکر بڑی تکلیف اُٹھاتا ہے اور جو کام وہ کرتا ہے ہمارا ایک بڑا معزز مخلص دوست وہ کام نہیں کر سکتا تو کیا ہم اپنے وفادار احباب کو بیقدر سمجھیں اور خاکروب کو معزز و مکرم خیال کریں۔ بعض ہمارے ایسے بھی احباب ہیں جو مدتوں کے بعد تشریف لاتے ہیں اور اُنھیں ہر وقت ہمارے پاس بیٹھنا میسر نہیں آتا۔ مگر ہم خوب جانتے ہیں کہ ان کے دلوں کی بناوٹ ایسی ہے اور وہ اخلاص و مودت سے ایسی خمیر کئے گئے ہیں کہ ایک وقت ہمارے بڑے بڑے کام آسکتے ہیں۔ نظام قدرت میں بھی ہم ایسا ہی دیکھتے ہیں کہ جتنا شرف بڑھ جاتا ہے محنت اور کام ہلکا ہو جاتا ہے ایک مذکوری کو دیکھلو اجار پروانوں کا اُسے دیا جاتا ہے اور ایک ہفتہ کے اندر حکم ہے کہ تعمیل کرکے حاضر ہو برسات ہو دھوپ ہو جاڑا ہو دیہات کے راستے خراب ہوں کوئی عذر سنا نہیں جاتا اور تنخواہ پوچھو تو پانچ روپے۔ اور حکام بالادست کا معاملہ اس کے بالکل برخلاف ہے۔ اس قانون سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کا قانون بھی اپنے برگزیدوں سے ایسا ہی ہے۔ خطرناک ریاضتیں کرنا اور اعضا اور قویٰ کو مجاہدات میں بیکار کر دینا محض نکمی بات اور لاحاصل ہے۔ اسی لئے ہمارے ہادی کامل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ

یعنی جب انسان کو صفت اسلام (گردن نہادن بر حکم خدا و موافقت تامہ بمقادیر الٰہیہ) میسر آجائے تو پھر رہبانیت یعنی ایسی مجاہدوں اور ریاضتوں کی کوئی ضرورت نہیں۔

اس کے بعد سادھو صاحب تشریف لے گئے اور کھانا رکھا گیا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے رہبانیت کو نہیں رکھا۔ اس لئے کہ وہ معرفت تامہ کا ذریعہ نہیں ہے۔

لطیفہ

سادھو صاحب نے اپنے تپ کے اندر خوراک کا ذکر کرتے ہوئے پانی کا ذکر فرمایا ہے کہ ان ایام میں اُن کی وہی غذا تھی اس پر حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب نے ایک لطیفہ بیان فرمایا ہے کہ ان سے ایک تجربہ کار نے کہا کہ اگر بہت سا پانی پکایا جاوے یہاں تک کہ پیالہ رہجاوے تو بہت مقوی ہوتا ہے کیونکہ وہ در اصل پانی نہیں ہوتا بلکہ اُن کیڑوں کی جو پانی میں ہوتے ہیں یخنی ہوتی ہے۔

چہ خوش کہاں گوشت کھانا منع اور کہاں آبی کیڑوں کی یخنی۔ ہمارے خیال میں گوشت کا چسکا اجازت نہیں دیتا کہ ہڈی بھی چھوڑی جاوے اس لئے کیڑوں کے کل وجود کا ست لذیذ اور خوشگوار معلوم دیتا ہے اور جوگی اسماں کی منزل میں اس کی خوراک کا جواز احسن قرار دیا ہے۔

(ایڈیٹر)

مکتوب امام آخر الزمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی

مشفقی مکرمی حضرت میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ زاد عنایتہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد ہذا دو قطعہ ہنڈوی عہ پہنچ گئے جزاکم اللہ خیرا۔ امور خمسہ کی بابت جو آپ نے حسب الارشاد منشی احمد جان صاحب تاکید لکھی ہے مناسب ہے کہ آپ بعد سلام مسنون منشی صاحب مخدوم کی خدمت اس عاجز کیطرف سے عرض کر دیں کہ حتی الوسع آپ کے فرمودہ پر تعمیل ہوگی اور آپ کو خدا جزائے خیر بخشے یہ بھی گذارش کیجاتی ہے کہ حصہ سوم کتاب براہین احمدیہ میں جو دس وسوسوں کا بیان ہے وہ آریہ سماج والوں کے متعلق نہیں آریہ سماج ایک اور فرقہ ہے جو وید کو خدا کا کلام جانتے ہیں اور دوسری کتابوں کو نعوذ باللہ انسانوں کا اختراع سمجھتے ہیں اس فرقہ کے رد کرنے کے لئے کتاب براہین احمدیہ میں دوسرا مقام ہے لیکن وہ وساوس جو حصہ سوم میں لکھے گئے ہیں وہ برہمو سماج والوں کا رد ہے۔ یہ ایک اور فرقہ ہے جو کلکتہ اور ہندوستان کے

اسمٰعیل

اکثر مقامات مین پھیلا ہوا ہے اور لاہور مین بھی موجود ہے یہ لوگ کتب الہامیہ کا انکار کرتے ہین اگرچہ ہندو ہین مگر وید کو نہین مانتے نہ اس کی تعلیم کو عمدہ سمجھتے ہین یہ لوگ آریہ سماج والون کی نسبت بہت ذی علم اور دانا ہوتے ہین اور کئی اصول ان کے اسلام سے ملتے ہین مثلاً یہ تناسخ کے قائل نہین بت پرستی کو برا سمجھتے ہین - خدا کو صاحب اولاد اور متولد ہونے سے پاک سمجھتے ہین مگر کتب الہامیہ کے منکر ہین اور الہام صرف ایسی باتون کا نام رکھتے ہین جنکو انسان خود اپنی عقل یا فکر کے ذریعہ سے پیدا کرے یا معمولی طور پر اس کے دل مین گذر جائین اور انبیاء کی متابعت کو ضروری نہین سمجھتے اور صرف عقل کو کافی قرار دیتے ہین الہام ربانی سے انکار کرنا انکا ایک مشہور اصول ہے جیسا رسالہ برادر ہند مین جو پنڈت شیو نراین کی طرف سے شائع ہوتا تھا چھپتا رہا ہے چونکہ ہندوستان مین ان کی جماعت بہت پھیل گئی ہے اور ان کے وساوس کا ضرر نو تعلیم یافتہ لوگون کو بہت پہنچتا ہے اور پہنچ رہا ہے اسلئے ضرور تھا کہ ان کا رد لکھا جاوے اور انکا کتب الہامیہ سے انکار کرنا ایسا جزو مذہب ہے جیسا کہ ہمارے یہان **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کا اقرار اصل مذہب ہے -

غرض آریہ سماج ایک الگ فرقہ ہے جو بہت ذلیل اور ناکارہ خیال رکھتا ہے اور وہ عقل کے پابند نہین بلکہ صرف وید پر چلتے ہین اور بہت سے واہیات اور مزخرفات کے قائل ہین مگر برہمو سماج کا فرقہ دلائل عقلیہ پر چلتا ہے اور اپنی عقل ناتمام کیوجہ سے کتب الہامیہ سے منکر ہے چونکہ انسان کا خاصہ ہے کہ معقولات سے زیادہ اور جلد تر متاثر ہوتا ہے اس لئے اطفال مدارس اور بہت سے نو تعلیم یافتہ ان کی سوفسطائی تقریرون سے متاثر ہو گئے اور **سید احمد خان** بھی انھین کی ایک شاخ ہے اور انھین کی صحبتون سے متاثر ہی پس ان کے زہرناک وساوس کی بیخکنی کرنا از حد ضرور تھا - لاہور کے برہمو سماج نے پرچہ رفاہ مین بہ نیت رد حصہ سوم کچھ لکھنا بھی شروع کیا ہے مگر حق محض کے آگے ان کی کوششین ضائع ہین عنقریب خدا انکو ذلیل اور رسوا کرے گا اور اپنے دین کی عظمت اور صداقت ظاہر کردیگا

منشی احمد جان صاحب نے جو یہ نصیحت فرمائی ہے کہ تعریف مین مبالغہ نہو اسکا مطلب اس عاجز کو معلوم نہین ہوا اس کتاب مین تعریف قرآن شریف اور حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے سو وہ دونو دریا سے بے انتہا ہین اگر تمام دنیا کے عاقل اور فاضل انکی تعریف کرین تب بھی حق تعریف کا ادا نہین ہوسکتا چہ جائیکہ مبالغہ تک نوبت پہنچے - ہان الہامی عبارت مین کہ جو اس عاجز پر خداوند کریم کی طرف سے القا ہوئے کچھ کچھ تعریفین ایسی لکھی ہین کہ بظاہر اس عاجز کیطرف منسوب ہوتے ہین مگر حقیقت مین وہ سب تعریفین حضرت خاتم الانبیاء کی ہین صلی اللہ علیہ وسلم اور اسی وقت تک کوئی دوسرا انکی طرف منسوب ہوسکتا ہی کہ جب تک اس نبی کریم کی متابعت کرے اور جب متابعت سے ایک ذرہ منہ پھیرے تو پھر تحت الثری مین گر جاتا ہی ان الہامی عبارتون مین خداوند کریم کا یہی منشا ہے کہ تا اپنے نبی اور اپنی کتاب کی عظمت ظاہر کرے -

۸ ر نومبر سنہ ۱۸۸۲ء مطابق ۲۶ ر ذی الحجہ سنہ ۱۲۹۹ھ

فلسفہ مذہب

یہ کہتے ہین دانائے اسرار نیچر
کہ ہو ایک سے دوسرا جلوہ گستر
ہے پانی سے مٹی تو مٹی سے پتھر
ہون پانی بخارات ارضی نکل کر
رگڑ سے ہوئی آگ عالم مین پیدا
ہے اسٹیم مین اسکی طاقت ہویدا
اسی طرح چلتے چلے جاؤ اوپر
ملین گے پتے تمکو ایسے ہی یکسر
مگر دور پہنچو گے جب یان سے چلکر
تو ہو جائے گی عقل حیران و ششدر
نہ نکلو گا وان کام عقل بشر سے
نہ سمجھو گے اسکو نہ دیکھو نظر سے
خدا نے کئے ہین عناصر جو پیدا
ہین ترکیب اجسام کے چند اجزا
اگر ہم بنا ہین کوئی ان سے پتلا
بنے گا نہ ہم سے کوئی ایک بھنگا
بس اب جان لو یہ کہ صنعت ہی کسکی
بشر جس سے عاجز وہ حکمت ہی کسکی
اگر آپ سے آپ ہم بن بھی جاتے
عناصر سے اجسام ترکیب پاتے
مگر یہ حواس و خرد کیسے آتے
جو یون مغز سر اور دل مین سماتے
بتاؤ یہ ادراک کس نے دیا ہے
شناسائے عالم یہ کس نے کیا ہے
خدا ہے وہی عقل مین جو نہ آئے
اسی کی ہے طاقت جو سب مین سمائے
اسی نے ہین یہ چاند سورج بنائے
اسی نے ہین یہ غنچہ و گل کھلائے
اسی نے یہ اجسام کو روح دی ہی
اسی سے یہ ارواح مین آگہی ہی
جو ہے نفس ناطق ہمارا تمھارا
جسے روح کہتے ہین عالم مین دانا
جو ہے سب حقایق کا ادراک کرتا
سمجھتا ہے جو خوب اپنا پرایا
توسل وہ رکھتا ہے قرب خدا سے
مدارج ہین حاصل اُسے کبریا سے
ہے ادراک خالق سے لاچار دنیا
ہے مافوق عقل بشر ذات والا
منابع سے کب ہی خبردار دریا
نہ جانے کوئی ذرہ تعریف صحرا
خبر آگ کو کیا وہ آئی کہان سے
ہوا کو خبر کیا چلی وہ جہان سے
اجمادات کیا ہین یہی خاک پتھر
ہون الماس و یاقوت یا لعل احمر
ہو چاندی کہ سونا ہو مٹی کہ کنکر
موثر ہے ان سب مین ترکیب نیچر
حرارت برودت رطوبت یبوست
بنائے انھین حسب فرمان قدرت
مری آنکھ سے دیکھ بندہ خدا کے
بتون مین جو آئین نظر اُس کے جلوے
نشان ذرہ ذرہ مین اُس کے ہین ملتے
جدا سب کی صورت جدا سب کی سانچے

ہے ہر ذرہ سورج سی آنکھیں لڑائے
کوئی ایک ذرہ تو ایسا بنائے
جمادات میں ہر شجر کے ہے لب پر
کہ خالق مرا ہے خداوند اکبر
ہے ہر نخل خالق کی قدرت کا دفتر
ہے ہر برگ میں صنعتِ خاص مضمر
کریں جذب اجسام میں حسب عادت
حرارت برودت رطوبت یبوست
کھڑا ہے وہ دیکھو جو نخل تناور
وہ چھوٹے سے اس بیج میں ہے سراسر
یہ صنعت ہے کسکی کرو غور دم بھر
کہ اس بیج میں آگیا وہ سمٹ کر
ذرا بڑ کو تم بیج میں بڑھکے دیکھو
اثر ہے پتے میں تم جڑ کے دیکھو
درختوں کے نر مادہ کا کام دیکھو
توالد کا ان کے سرانجام دیکھو
کہیں نطفہ و شکل ارحام دیکھو
کہیں خاص قدرت کہیں عام دیکھو
کرو غور سترہ نہالی میں ان کے
بڑھاپے لڑکپن جوانی میں ان کے
کہیں مادہ سے نر ملاتا ہے جوڑا
رہے رحم میں نطفہ مادہ کے نر کا
کہیں رحم میں نطفہ لیجائے کیڑا
ہوا سے کہیں اڑکے پہونچے وہ نطفا
بتاؤ تو یہ کارسازی ہے کس کی
زمانہ میں یہ ہاکبازی ہے کس کی
کہیں تخم بونے سے اوگے زمین پر
کہیں بیل پھیلے درختوں پہ مکبر
کہیں ہو سے شاخ قلم بار آور
کہیں شاخ پیوند ہو سایہ گستر
بدن میں جو انسان کے ترکیب دیکھو
شجر میں وہی حسن ترتیب دیکھو
نباتات کے بعد حیوان کو دیکھو
بناوٹ میں ترکیب انسان کو دیکھو
ہرن اور شیر نیستان کو دیکھو
نگر اور ماہی و سرطان کو دیکھو
طیور و وحوش اور سباع و بہائم
چرندہ پرندہ و عزا ایم غنائم
عیان سب سے ہے صنعت حق کی قدرت
کہو تم خدایا لکھو اس کو فطرت
ہے ہر شے میں اس کی نمودار صنعت
ہے ہر فرد اس کی حسن ادا پہ حجت

وہ صانع وہ خالق وہ مالک ہے سب کا
اسی سے عیان جلوہ ہے روز و شب کا
جہان آئینہ ہم ہیں تصویر اُس میں
خدا کی ہے صنعت سے تنویر اسمین
ہزاروں صنائع ہیں تحریر اس میں
ہے جلوہ فزا رنگ تقدیر اس میں
مٹے شکل یا اس کا آئینہ ٹوٹے
مصور کا اس سے تعلق نہ چھوٹے
یہ فوٹوگراف اور یہ تار برقی
جو ہیں معجزات کمالات علمی
یہ ساری کلیں جو ہیں تازہ ترقی
ہوں منسوب اس سے ہیں ایجاد جسکی ،
جو موجد ہیں اس کے وہی حق نما ہیں
جدا جو ہوں ان سے وہ حق سے جدا ہیں
ہے آواز کی چال تم سب نے دیکھی
ہوا کی ہے رفتار چلنے میں آندھی۔
چراغ اور سورج کی ہے چال برقی
گرج کی صدا سے چلے جلد بجلی
گر کتنے سیارے پاؤ گے ایسے
جو بجلی سے ہیں سیکڑوں درجہ آگے
مگر ہمکو دی ہے خدا نے وہ طاقت
ملی ہے نفوس بشر کو وہ قدرت
جو سب سے زیادہ ہے سرگرم سرعت
ہے دل کے خزانہ میں یہ سب امانت
ادھر ہمنے سوچا اُدھر ہمنے پایا
تصور خدا تک گیا اور آیا
سنا اشہری سے جو تم نے برادر
کرو اس کے مطلب کو تم یاد ازبر
خدا نے بنایا سب کو پیدا برابر
وہ ہر ایک مذہب میں ہے پاک و برتر
خدا کو ہر اک حال میں یاد رکھنا
مربیجان مری روح کو شاد رکھنا

نکاح

ہفتہ زیر اشاعت میں ہمارے مکرم حکیم فضل الدین صاحب بھیروی کا مولوی بہار الدین صاحب احمد آبادی کی دختر نیک اختر سے نکاح ہوا بعد نماز مغرب مجلس نکاح منعقد ہوئی۔ حضرت اقدس مع جمیع احباب و خدام تشریف فرما تھے۔ مولوی نور الدین صاحب نے نہایت مؤثر مگر مختصر خطبہ نکاح پڑھا اور آخر میں یہ کہکر ختم کیا کہ خطبہ کا بعضحصہ قرآن کریم کے بیان کردہ احکام معاشرت سے تعلق رکھتا ہے اس لئے خطبہ کو لمبا کرنیکی ضرورت نہیں [illegible] [illegible] [illegible] دعا مانگی [illegible] [illegible] کو وقت [illegible]

لاہوری ملہم پارٹی اور ہمارے حضرت ایدہ اللہ

من از آن حسن روز افزون کہ یوسف داشتم دانستم
کہ عشق از پردہ عصمت بیرون آرد زلیخا را ۔

ہمارے معتنم ناظرین لاہوری ملہم کے نام سے الحکم کے کالموں میں مختلف نمبروں میں حضرت اقدس کے کسی مخالف کا ذکر پڑھ چکے ہیں اور یا ہیں وجہ کہ انہوں نے مخالفت میں الہامی رنگ اور دعوی رکھا تھا اور رکھا ہے ناظرین کو ان کے متعلق چند ضروری امور اور کوائف کے معلوم کرنے کی بڑی آرزو ہی اول ہی اول جبکہ مولوی عبد الکریم صاحب کی سرکلر لیٹر میں یہ نام آیا تو خود مولانا کو اور ہمکو بہت سی خطوط حالات مزید کے معلوم کرنیکے لئے پہنچے لیکن نہ تو مولانا ممدوح کا اور نہ ہم بعض ضروری مصالح دین کی خاطر ان خطوط پر توجہ کر سکے لیکن الحکم کا نمبر زیر اشاعت ہمارے محسن و مخدوم مولوی نور الدین صاحب کا ایک پردہ بر انداز خط لیکر شائع ہوتا ہی اور آئندہ اس سلسلہ کے جاری رہنے کی امید کیجاتی ہی اسلئے ناظرین کو لاہوری ملہم اور انکی پارٹی کے متعلق انٹروڈیوس کرا دینا ضروری ہی۔ لاہوری ملہم صاحب کا نام الٰہی بخش ہے جو محکمہ نہر میں اکونٹنٹ ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا جب آپ قادیان تشریف لائے تھے اور انکی اصلاح کے لئے ضرورۃ الامام گرانقدر رسالہ کی ضرورت پڑی۔ منشی صاحب نے دعوی کیا کہ مجھے حضرت مرزا صاحب کے خلاف الہام ہوئے ہیں اسپر حضرت اقدس نے صرف اسلام کی حالت پر اور بنی نوع انسان پر رحم کرکے یہ مناسب سمجھا کہ چونکہ یہ امر ایک سخت حربہ اسلام اور نفس الہام پر ہے مناسب سمجھا کہ ان لوگوں کے مخالف الہام جمع کرکے توجہ کی جاوے تاکہ کوئی فیصلہ ناطق ہو جاوے کیونکہ اس سے لوگ وید ما میں پڑیں گے کہ جبکہ خدا ہی کی طرف سے الہام ہوتے ہیں تو متضاد الہام کے کیا معنے۔ غرض اس بنا پر خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہوا جو درج اخبار ہوگا۔ مگر لاہوری ملہم صاحب اکیلے اکیلے ہی نہیں ہیں آپ کی پارٹی میں تین اور صاحب ہیں جنمیں سے منشی عبد الحق صاحب پنشنر اکونٹنٹ آپ کے الہامات کے مفسر ہیں اور سید فتح علی شاہ صاحب خان بہادر ڈپٹی کلکٹر اور حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار نہر آپ کے پرانے رفیق ہیں غرض یہ چار آدمیوں کی پارٹی ہے۔ سر دست اتنا ہی کہدینا کافی ہے اور حضرت اقدس کے خطوط اور مولوی نور الدین صاحب کی باقی خطوط جب درج ہونگے ان کے ساتھ ساتھ مختصر طور پر ضروری کوائف بتلاتے چلینگے منشی صاحب کی طرز عمل سے ہرچند پایا جاتا تھا کہ انکی مخالفت سلسلہ ایک خاموشی کے عالم میں رہیگا بلکہ سنا گیا ہے کہ ملہم پارٹی منشی الٰہی بخش [illegible] رسالہ [illegible] مضمون کا جو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ایک اشتہار بھیجا ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

حضرت مولنا مولوی نور الدین صاحب

کا

ایک ضروری خط

برادرم منشی تاج الدین صاحب !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پرسوں شام کے وقت ایک میرے مکرم معظم دوست نے برسر مجلس ذکر فرمایا جسکا خلاصہ یہ تھا منشی تاج الدین صاحب نے ارقام فرمایا ہے ڈپٹی فتح علی شاہ صاحب نے مجھے دریافت کیا ہے کہ کیوں ابتک منشی الٰہی بخش صاحب نے اپنے الہامات دربارہ حضرت مرزا صاحب شائع نہیں فرمائے۔ ڈپٹی صاحب نے فرمایا کہ نور الدین نے کیا یعنی اس راقم خاکسار نے منشی جی کو منت وسماجت خط لکھا ہے کہ منشی صاحب ایسے الہامات کے شائع کرنے سے باز رہیں اس لئے منشی صاحب نے اشاعت الہامات مخالفہ مرزا صاحب سے اعراض کیا

برادرم! اس کلام کے سننے سے مجھکو تعجب اور حیرت ہوئی۔ اور میں عام اہل اسلام کی حالت پر دیر تک افسوس کرتا رہا۔ تعجب اسلئے کہ ایک ملہم من اللہ جسکو الہام الٰہی سے ثابت ہو گیا کہ فلاں شخص اللہ و رسول کا مخالف ہے تو اس مخالف اللہ و رسول کا پردہ فاش کرنیکے لئے ہمہ تن متوجہ ہونا چاہئے تھا کسی کے روکنے سے وہ کیونکر رک سکتا تھا۔

۲ جب منشی الٰہی بخش صاحب کو ثابت ہو چکا کہ مرزا صاحب کے الہامات نعوذ باللہ شیطانی ہیں اور غلط ہوتے ہیں اور انکو پختہ طور پر معلوم ہے کہ نور الدین مرزا جی کا دل سے جان سے مال سے عزت و آبرو سے فدائی ہے اور پورا معتقد ہے تو مرزا کے ایسے معتقد کے خط بخلاف الہامات آلٰہیہ کیوں متبع ہوئے۔ ۳ نص صریح ہے کہ مامور من اللہ ان لوگوں کے کہنے پر نہیں چلا کرتے تو اگر نور الدین نے مداہنت چاہی تھی تو منشی الٰہی بخش صاحب پر واجب تھا کہ نور الدین کا وہ خط جسمیں اس نے منشی جی کو روکا ہے الہامات کیساتھ شائع کردیتے تا کہ حسب منشا منشی صاحب مرزا جی کے ساتھ مرزا کے ایک مرید کی بھی پردہ دری ہو جاتی اور اس سے عام لوگ نتیجہ نکال لیتے کہ یہ جماعت کیسی مکار ہے

۴ اگر وہ الہامات منشی جی کے منجانب اللہ ہوتے تو وہ کسی کے کہنے سے انکی اشاعت سے کیوں رکتے کیا انکو خبر نہیں۔ بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ کس کتاب کا حکم ہے کیا ان کو خبر نہیں کہ ودوالو تدھن فیدھنون کون کہتا ہے ۵ مرزا صاحب نے منشی جی کو براہ راست خطوط لکھکر تحریک کی پس اس تحریک کے مقابل نور الدین کا پرائیویٹ خط کیوں زیادہ مؤثر ہوا۔ ۶ مرزا صاحب اپنے الہامات اپنی تحقیقات کی اشاعت میں کیسے دلیر ہیں آپکے مخالفوں کو چاہئے تھا کہ مرزا صاحب سے زیادہ دلیر ہوتے۔ کیوں؟ وہ لوگ اپنے گمان کیا یقین میں راستباز اور مرزا صاحب نعوذ باللہ مفتری ہیں ۷ منشی صاحب نے وعدہ کا ایفا نہ کیا۔ اور نور الدین کے کہنے سے ان العہد کان مسئولا سے کیوں بے پروائی کی ۸ ڈپٹی صاحب اول سید اہلبیت دوم دنیا میں معزز عہدہ پر ممتاز میرا دل نہیں پسند کرتا کہ میں مان لوں ایسا بڑا آدمی جھوٹھ بولتا ہو۔ جھوٹھ بولنا بڑے ہی کمینوں کا کام ہے جھوٹا ذلیل ہوتا ہے پس مجھکو حیرت ہے کہ یہ غیر واقعہ کلمات کہاں سے نکلے ۹ میرے نزدیک مامور من اللہ اور دوسروں میں یہ بھی ایک فرق ہے کہ مامور من اللہ ہمت نہیں ہارتے۔ تھکتے نہیں۔ ڈرتے نہیں۔ گھبراتے نہیں مشکلات کیوقت دلیر ہوتے ہیں آخر کامیاب ہوتے ہیں۔ دیکھو مرزا صاحب نے مخالفوں کے مقابلہ میں کیسے کیسے کام کئے ہیں۔ کیا ہمت ہاری ہے؟ نہیں! تھکا؟ نہیں! ڈرا ہے؟ نہیں کیا دلیر نہیں ہوا؟ کیا کامیاب نہیں ہوا؟ سوچو!!! ۱۰ وتلک عشرۃ کاملۃ۔

اگر منشی صاحب اپنے الہامات اور پیش از وقت اپنی پیشگوئیاں شائع کرتے تو انکو پتہ لگ جاتا کہ ان پیشگوئیوں کی اشاعت میں کیا کیا مشکلات آتی ہیں اور پھر انکو یہ بھی پتہ لگ جاتا کہ جو جو اعتراض انھوں نے مرزا جی پر کئے ہیں کیا وقعت رکھتے ہیں۔ مثلاً مرزا جی کے وعدے پر۔ براہین احمدیہ کی اشاعت پر کیوں التوا ہوا ہے حالانکہ مخالفوں کے لئے بار بار اشتہار دیئے گئے کہ وہ براہین کا روپیہ واپس لے لیں۔ اور روپیہ دیا بھی گیا) مثلاً آتھم کی پیشگوئی کہ آیا شرط پوری ہوئی جیسے الہام میں مشروط تھی یا نہ ہوئی۔ مثلاً بشیر احمد کے متعلق کہ وہ موعود فرزند ہے حالانکہ وہ موعود حسب الہامات بحمد اللہ موجود ہیں۔ مثلاً انکا خیال کہ مسجد کا روپیہ مسجد پر خرچ ہوا یا نہیں۔ یا معرض التوا میں ہے وغیرہ وغیرہ۔ ابتک تو منشی صاحب اپنے گھر میں خاص خاص احباب کے سامنے بیان فرماتے ہیں اور ان کے احباب بھی فرماتے ہیں کہ ان کی پیشگوئیاں بہ نسبت مرزا جی کے بہت مصفی اور صحیح ہیں مگر جب معاملہ پبلک میں عام طور پر مرزا جی کیطرح پیش ہونے ظاہر ہو جاویگا کہ مامور من اللہ کون ہے؟ عند الامتحان یکرم الرجل او یہان

برادرم یاد رکھو جو باتیں الہامی طور ثابت ہوں انہیں اعلیٰ وہی ہیں جو لکھی ہوئی ہم دیکھیں۔ قرآن کریم میں اللہ فرماتا ہے ام عندھم الغیب فھم یکتبون نبی کریم کے مخالفوں پر بھی الزام قائم ہوا ہے کہ اگر ان کے پاس غیب ہے تو اسے لکھا ہوا پیش کریں۔ میرے بھائی آخر میں آپکو بڑے زور اور جوش سے نصیحت کرتا ہوں کہ آپ کامل استقلال کامل بردباری کامل حوصلہ اعلیٰ ہمت سے کام لیکر اسوقت ڈپٹی صاحب سے دریافت فرماتے کہ لیس الخبر کالمعاینۃ۔ ہمیں وہ خط نور الدین کا دکھائیں آپ ڈپٹی صاحب اگرچہ راستباز ہیں مگر راستی کا ثبوت دینا راستبازی کے مخالف نہیں۔ مولیٰ کریم بھی سچا مولیٰ کا رسول بھی سچا۔ مگر پھر بھی دونوں نے اپنی صداقت کے ثبوت دیئے ہیں۔ پس آپ راستباز سہی ہمیں راستبازی کے ثبوت سے محروم نہ فرماویں۔ بہر حال اب پھر کوشش کریں شاید اسی ذرہ سی بات میں حق ظاہر ہو جاوے کہ ڈپٹی صاحب اور انکو منشی صاحب کو یہ خبر دینے والا کیسا راستباز ہے ہمیں تو ایسی خبریں [illegible] کا موجب ہیں اور انشاء اللہ بہتوں کیلئے ترقیات کا باعث ہونگی۔ اب آپ ہمت بلند سے کام لیں اور اس خط کو نکلوائیں جسمیں نور الدین نے خوشامد کرکے منشی جی کو روکا ہے۔ میرے بھائی میں دلیری سے عرض کرتا ہوں کہ میری تحریریں بچپن سے لیکر آجتک کبھی بھی ایسی نہیں جنکی اشاعت سے مجھے کسی نوع کا خطرہ ہو

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَھٰذِہٖ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ عَلَیَّ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ

۷ر اگست ۱۸۹۹ء

محمد اسمٰعیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرہم عیسیٰ یا مرہم رسل یا مرہم حوارین

یہ مرہم نہایت مبارک مرہم ہے جو زخموں اور جراحتوں اور نیز زخموں کے نشان معدوم کرنے کیلئے نہایت نافع ہے

یہ وہ مرہم ہے جو واقع صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے یعنی اُن کے صلیبی زخموں کے واسطے بنائی گئی تھی۔ جب کہ حضرت مسیح صلیب کے بعد حواریوں کو ملے اور اپنے وہ زخم اُن کو دکھائے جو صلیب پر کھینچنے سے آپ کے ہاتھوں اور پیروں میں لوہے کے کیل ٹھونکنے سے لگ گئے تھے تو حضرت مسیح کے ان چوٹوں اور زخموں کے لئے یہ مرہم طیار ہوئی۔

جو برابر چالیس روز تک حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیبی زخموں پر لگتی رہی اور اسی سے خدا تعالیٰ نے آپکو شفا بخشی۔

اور اس مرہم کا اس تواتر سے طبی کتابوں میں ذکر ہے کہ ہر ایک مذہب کے فاضل طبیب نے کیا عیسائی ڈاکٹر اور کیا یہودی مجوسی طبیب اور کیا اطباء اسلام سب نے اس مرہم کو اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور سب نے اس مرہم کے بارہ میں یہی بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے حواریوں نے اسکو بنایا تھا* چنانچہ ہزار کتاب سے زیادہ میں اس مرہم عیسیٰ کا ذکر مع وجہ تسمیہ درج ہے اور اس کے عجیب و غریب فوائد کی سب نے شہادت دی ہے اور اس کی اکسیر تاثیر کو تمام طبیبوں نے تسلیم کیا ہے غرض اس مرہم کی تعریف میں اسیقدر لکھنا کافی ہے کہ

حضرت مسیح تو بیماروں کو اچھا کرتے تھے مگر اس مرہم نے حضرت مسیح ؑ کو اچھا کیا

یہ مرہم تمام قسم کے زخموں کے لئے نہایت پر تاثیر دوا ہے

اس کے لگانیکے ساتھ ہی زخم کی اصلاح شروع ہو جاتی ہے اور پھر زخم مندمل ہو جاتے ہیں مندرجہ ذیل امراض کیلئے جس قدر مرہم اور مالش کے تیل آجکل رائج ہیں سب سے بہتر اور زود اثر مفید ہے نہایت احتیاط سے اصل اجزا کو مہیا کر کے اس مرہم کو طیار کیا جاتا ہے۔ طاعون

سرطان کے زخم۔ خنازیر کے گھاؤ۔ گلٹیاں۔ چوٹوں کے زخم

پھنسی پھوڑے۔ گنج۔ خارش اور طرح طرح کی جلدی بیماریاں۔ ہر قسم کے ناسور پرانے گندے زخم تلی کے ورم۔ بواسیر کے درد ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا

کان سے ریم کا بہنا۔ جانوروں کا کاٹ لینا۔ جلجانا عورات کی خطرناک بیماریاں سرطان رحم وغیرہ وغیرہ

قیمت فی ڈبیہ عہ ۱۲/

کارخانہ مرہم عیسیٰ حکیم محمد حسین لاہور

موچی دروازہ سے طلب کرو۔

www.alislam.org

---

* اور اس لئے کہ یہ مرہم حضرت عیسیٰ کے صلیبی زخموں کیلئے بنائی گئی یعنی اسکا نام مرہم عیسیٰ مشہور ہے اور اس لئے کہ حواریوں نے اسکو بنایا تھا اور کسی طبیب کا اختراع نہیں تھا اسکا نام مرہم حوارین ہے۔ منہ

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون۔ نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا ثعل سرخی ابتدائی۔ موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اعداد ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عا میرکا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ عہ خالص ہیرا فی ماشہ للعہ مصری سرمہ فی تولہ عہ خرچہ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہئے۔

المشتہر۔ پروفیسر میاسنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱ مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاسنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھونسے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے۔ اس لئے مین بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ **راقم** ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

۲ مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میاسنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے مینے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ ام دیلوی بعمر ۲۰ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکو نمین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھین عرصہ سے سرخ رہا اور دکھتی رہتی تھین انمین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اس کی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی۔ اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ **راقم** خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳ مینے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین۔ استعمال کرکے دیکھا مفید پایا۔ میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطہ جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ **راقم** ڈاکٹر پرجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا۔ میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ **راقم** خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۸ء مین جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹر نمبر L 77

رجسٹر نمبر ایل ۷۷

قیمت سالانہ پیشگی عوام سے تین روپے

مورخہ ۱۷۔ اگست سنہ ۰۹ء

نمبر ۳۰ جلد ۱۳

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

خدا تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہین بدلتا جب تک کہ وہ آپ اپنی حالت نہ بدلے

الحکم

قادیان

دار الامان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

قادیان ۱۱۔ اگست سنہ ۰۹ء

میرا چوتھا خط

اخوانی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بہت دنون سے ایک اخلاقی نقص نے میری توجہ اپنی طرف پھیر رکھی ہے مین چاہتا ہون کہ اس کی اصلاح کی نسبت چند باتین لکھون شاید کسیکو فائدہ ہو جائے۔

بہت سے خطوط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت مین دعا کے لئے آتے ہین اور جواب مین لکھا جاتا ہے کہ دعا کی گئی۔ اور یہ واقعی امر ہے کہ حضرت موعود علیہ السلام دعا کی ہر درخواست پر توجہ کرتے ہین تھوڑے دنون کے بعد بعض لکھتے ہین کہ کچھ فائدہ نہین ہوا اور وہ حال سے خالی نہین یا تو آپ نے دعا نہین کی یا اگر کی ہے تو توجہ سے نہین کی ،، یہ ایسی خطرناک ٹھوکر ہے کہ اس کا نتیجہ آخرکار منہ کے بل گرنا ہوتا ہے۔ مین نے ایکدن اسبارہ مین عرض کیا فرمایا سخت ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ دعا کے مضمون پر پھر قلم اٹھایا جائے اور پہلے مضمون کافی ثابت نہین ہوے۔ فرمایا دعا نہایت نازک امر ہے۔ اس کے لئے شرط ہے کہ مستدعی اور داعی مین ایسا رابطہ مستحکم ہو جائے کہ اسکا درد اس کا درد ہو جائے اور اس کی خوشی اس کی خوشی ہو جائے جسطرح شیرخوار بچہ کا رونا مان کو بے اختیار کر دیتا اور اس کی چھاتیون مین دودھ اتر آتا ہے ویسے ہی مستدعی کی حالت زار اور استغاثہ پر داعی سراسر رقت اور عقد ہمت بنجائے۔ فرمایا اصل بات یہہ ہے کہ یہ سب امور خدا تعالی کی موہبت ہین اکتساب کو انہین دخل نہین۔ توجہ اور رقت بھی خدا کے ہان سے نازل ہوتی ہے جب خدا چاہتا ہے کہ کسی کے لئے کامیابی کی راہ نکال دے۔ مگر سلسلہ اسباب مین ضروری ہوتا ہے کہ داعی کو کوئی محرک شدید جنبش دینیکو والا ہو۔ اس کی تدبیر بجز اس کے نہین کہ مستدعی اپنی حالت ایسی بنائے کہ اضطراراً داعی کو اس کی طرف توجہ ہو جائے۔ فرمایا کہ جو حالت میری توجہ کو جذب کرتی اور جسے دیکھکر مین دعا کے لئے اپنے اندر تحریک پاتا ہون وہ ایک ہی بات ہے کہ مین کسی شخصکو معلوم کر لون کہ یہ خدمت دین کے سزاوار ہے اور اس کا وجود خدا کے لئے خدا کے رسول کے لئے خدا کی کتاب کے لئے اور خدا کے بندون کے لئے نافع ہے۔ ایسے شخصکو جو درد والم پہنچے وہ درحقیقت مجھے پہنچتا ہے فرمایا ہمارے دوستون کو چاہیئے کہ اپنے اپنے دلونمین خدمت دین کی نیت

باندھ لین جس طرز اور رنگ کی خدمت جس سے بن پڑے ۔ پھر فرمایا مین سچ سچ کہتا ہون کہ خدا تعالےٰ کے نزدیک قدر و منزلت اُس شخص کی ہے جو دین کا خادم اور نافع الناس ہے ورنہ وہ کچھ پروا نہین کرتا کہ لوگ کتون اور بھیڑون کی موت مر جائین۔

مینے جہان تک تجربہ کیا ہے اور خدا تعالیٰ کے کلام سے بھی وہی مستنبط ہوتا ہے قبول دعا کے لئے اور کسی مرد خدا کے دل مین دعا کی تحریک پیدا کرنے کے لئے ایک ہی گُر ہے اور وہ اضطرار ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے **اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ** یہ آیت صاف بتاتی ہے کہ مضطر کی دعا سُنی جاتی ہے ۔ درحقیقت جیسے اس سلسلہ اسباب مین ہر مسبب کے لئے ایک مناسب سبب ہے ویسی ہی استجابت دعا کے لئے انسان کے اندر حالت اضطرار کا پیدا ہونا ہے جب انسان کی حالت اس نقطہ تک پہنچ جاتی ہے لامحالہ قبولیت اسکا استقبال کرتی ہے ۔ مین اعتراف کرتا ہون کہ یہ حالت بھی موہبت الٰہی ہے مگر جیسی ہر شئے کے حصول کے لئے کسی منشہ و طریقہ اس کے لئے بھی کچھ اسباب ہین ان کے اکٹھا کرنے کی فکر کرنا فائدہ طلب انسان کو ضروری ہے سب سے بڑا سبب وہ ہے جو خدا کی کتاب فرماتی ہے **فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ** ۔ یعنی مین قریب ہون اور داعی کی دعا سنتا ہون مگر داعی کو چاہیئے کہ قبول دعا کی شرائط اپنے اندر پیدا کرے اور پھر میری ذات اور میری صفات اور میرے اقتدار پر پورا بھروسا رکھے اور بدظنی اور بے صبری اور عجلت کو دل مین جگہ نہ دے اور بہت جلد ملول نہ ہو جاوے تب اسکو کامیابی اور قبولیت کی راہ ملیگی ۔ میرے نزدیک ان شرائط کو حصول اور اسباب معینہ معلومہ کے جمع آوری کا نشان کسی شخص مین یہ ہے کہ اسکو خدا تعالےٰ سے توفیق ملجائے کہ وہ خلیفۃ اللہ لسان اللہ (**علیہ السلام**) کے زیر نظر رہے یہان تک کہ خود خداوند کریم اس داعی کی توجہ اس کی طرف پھیر دے مگر اس کے لئے بھی ازبس ضروری ہے کہ اس کے قلب کے کسی گوشہ مین استبعاد اور سوء ظن اور بے صبری کا شائبہ نہ ہو اور ہر حال مین ایک لذیذ یقین اور قوی رجا اور کامل حسن ظن اس کے رفیق ہون آہ آہ کہتے ہین اور الفاظ مین یہ بات کسقدر آسان ہے اور کیسے مختصر الفاظ مین طے ہوگئی مگر درحقیقت ایسی حالت کا پیدا ہونا اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گذرنا ہے ہان جسے خدا چاہے اُسے یہ نعمت مل سکتی ہے فللہ الحجۃ البالغۃ والیہ یرجع الامر کلہ ۔

افسوس جہان قوم سے اور خوبیان دور ہوگئی ہین اور رذائل نے اُن کی جگہ لے لی ہے ۔ حسن ظن اور استقامت کی جگہ سوء ظن اور بے صبری اور ملالت نے لے لی ہے ۔ کوئی کہتا ہے مینے اتنے دن دعا کی اور آپ کے ارشاد کے موافق اتنے روز استغفار بھی پڑھا اور درود شریف بھی پڑھا اور **یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ** بھی پڑھتا رہا مگر خاک بھی کام نہین ہوا ۔ کوئی کہتا ہے کہ ہماری خدا سُنتا ہی کب ہے ۔ ہم اس قابل ہی نہین کہ ہماری آواز اُس تک پہنچ سکے اور جو ہم اس قابل ہوتے تو آپ کو تکلیف ہی کیون دیتے ۔ یہ سب شیطانی وسوسے اور خدا تعالےٰ کے کلام کے خلاف ہین ۔ خدا تعالےٰ نے **عبادی** کے لفظ سے **وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ** مین کل بندون کو قبول دعا کی بشارت دی ہے ہان اسمین شک نہین کہ اس کا بندہ ہونا اور شیطان کی غلامی سے نکلنا شرط ہی بدنصیب ہے وہ ۔ مقصد کے حصول کی شرائط و اسباب تو اکٹھے نہین کرتا اور حرمان مقصود سے زار نالے کرتا اور آخر خدا اور اس کے بندون سے بھی تردد مین پڑ جاتا ہے ۔

میری قوم ۔ میرے دوستو مین چلا چلا کر کہتا ہون کہ تم مین بہتیرے اس مرض مین گرفتار ہین اور یہ بڑا خطرناک مرض ہے اور یقیناً ہلاک مرض ہے حضرت اقدس ایک روز فرماتے تھے کہ دو دوستون مین دوستی اُسی صورت مین نبھ سکتی ہے کہ کبھی وہ اس کی مان لے اور کبھی یہ اس کی ۔ اگر ایک سدا اپنی ہی منوانے کے درپے ہوجائے تو معاملہ بگڑ جاتا ہے یہی حال خدا اور بندہ کے رابطہ کا ہونا چاہیئے کبھی اللہ تعالےٰ اس کی سن لے اور اس پر فضل کے دروازے کھولدے اور کبھی بندہ اُس کی قضا و قدر پر راضی ہوجائے حقیقت یہ ہے کہ حق خدا تعالےٰ کا ہی ہے کہ وہ بندون پر امتحان ڈالے اور یہ امتحان اُس کی طرف سے انسان کے فوائد کے لئے ہوتے ہین ۔ اسکا قانون قدرت ایسا ہی واقع ہوا ہے کہ امتحان کے بعد جو اچھے نکلین انھین اپنے فضلون کا وارث بناتا ہے۔ ہماری پیاری مان **ھاجرہ** صلوات اللہ علیہا و برکاتہ کیا فاران کے وادی غیر ذی زرع مین ایک شیر خوار بچہ کے ساتھ اکیلی اس لئے چھوڑی گئی تھین کہ ہلاک ہوجائین نہین وہی امتحان اُن کے لئے کیسی برکت کا موجب ہوا کہ اُن کا بیٹا **اسمٰعیل** صلوات اللہ علیہ وسلامہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا باپ ہوا اور یہ امتحان اُن کا قیامت تک مومنین کے لئے اُسوہ قرار پایا ۔ ابو الانبیاء سیدنا **ابراھیم** صلوات اللہ علیہ وسلامہ کی نسبت خدا تعالےٰ فرماتا ہے ۔ **وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ قَالَ اِنِّیْ**

جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔

کیا یہ نمونے اور سچے نمونے یہ حیثیت نہین رکھتے کہ ایک مسلمان کی پشت ایمان کو قوی کردین اور جزع و فزع اور ہر ایک قسم کی بیقراری و ناشکیبائی سے بچالین۔ ہمین جو مسلمان ہین۔ انبیاء علیہم السلام کی دعائین قرآن کریم مین اور خدا کا اُنھین قبول فرمانا اور نبیوں کا اپنے اعمال سے اس کا ثبوت دینا کہ وہ خدا کی قبول دعا کے بھروسے پر کیسے کیسے اعمال شاقہ بجالانے پر قادر ہین کافی سبق دیتا ہی کہ نبیوں جیسے ایمان کو ساتھ لے کر اور اُس نور بصیرت کی مدد سے دعا مانگا کرین۔ اور اُسی طرح کامل بھروسا خدا تعالے کے وعدون پر رکھین پھر گوہر مراد کا دامن مین پڑنا کوئی بعید امر نہین۔

کنعان کے فرقت زدہ باپ نے باوجود اتنی دراز جدائی کے پھر کس قوت قلب سے اپنے مسافر بیٹون سے کہا

يَا بَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝

غرض بڑی بدبختی ہے کہ ایک شخص دعا کرتا ہے اور اندر ہی اندر کوئی اُسے کہتا ہے کہ کہان منظور ہوگی۔ تیرے ایسے بخت کہان کہ خدا اُسے سُنے۔ یہی استغنا دے جو اس راہ کا رہزن غول ہے اور یہی مغوی ہے جو آخر کار دہریت کے بے آب و گیاہ بیابان مین سرگردان کردیتا ہے۔ بدنصیب ہے وہ جو اپنے خدا کو امتحان مین ڈالتا ہے اور دل مین قرار دے لیتا ہے کہ میری من مانی مرادین اگر وہ پوری کرے تو مین اُسے خدا مانون گا۔ احمق خدا پر احسان کرتا ہے گویا اس کے اقرار کے سوا اُس کی خدائی کی کل چل سکتی ہی نہین۔

مجھے یاد ہے کہ کشمیر مین ایک شیخ قانون گو رئیس کے ڈیرہ پر مین اور میرے مخدوم مولوی نور الدین صاحب بیٹھے تھے اس کا ایک ہی بیٹا تھا اور وہ سخت بیمار تھا۔ بڑی جوش سے اُس نے مولوی صاحب سے کہا اگر یہ میرا بیٹا مر گیا تو مین خدا کو کبھی نہ مانون گا۔ بیٹے۔ بحمد اللہ اُس گھڑی سے پھر اُس کا پانی تک نہ پیا بدقسمت تھوڑے دنون کے بعد خود ہی لقمہ نہنگ اجل ہوگیا اور بیٹا اب تک جیتا ہے۔

مینے تجربہ کیا ہے کہ شرطی ایمان والے ہمیشہ ٹھوکر کے سزاوار رہتے ہین اس راہ مین ٹھوکرون کا کھانا اور فتنون کا آنا ضروری ہے۔ جو یہ چاہتا ہے کہ اس سلسلہ مین داخل ہوکر آرام و تنعم سے زندگی بسر کرے اور کوئی ناملائم امر اُسے پیش نہ آئے وہ غلطی پر ہے ابھی تھوڑے روز ہوے ایک شخص حضرت مسیح علیہ السلام کی خدمت مین لکھتا ہے کہ یا حضرت کیا سبب ہی کہ مین آپ کا مرید ہوکر ایسی مصیبتون مین گرفتار رہون اور لوگ مجھے طعنے دیتے ہین کہ وہ مسیح کیسے ہین جو تمھاری مصیبت کو ٹال نہین سکتے۔ ایسی ہی ایک اور واقعہ ہوا ہمارے ایک دوست ڈاکٹر صاحب کسی ابتلا مین گرفتار ہین۔ اس سے پہلے ضلع راولپنڈی کے ایک گدی نشین سے اُن کا کوئی پیوند تھا۔ گستاخ گدی نشین اور خدا کی سنتون سے ناواقف آدم زاد اس کی نسبت ایک روز کہتا ہے کہ مرزا سے تو کچھ بن نہین پڑا کہ اس کی تکلیفون کو دور کرسکتا۔ اگر وہ میرے پاس آجائے اور مجھسے بیعت کرے تو مین اُسے اس ورطہ سے نکال دون گا۔

اللہ اللہ! مسرف خدا کی صفات سے ناواقف بشریت کی حدود سے باہر پاؤن نکالنے کی جرأت کرنے والے! کیا یہ لوگ نہین جانتے کہ مامورین اور اہل اللہ اس لئے تو نہین آتے کہ خدا تعالے کی قضاء و قدر کے نظام کو باطل کردین۔ کیا ہمارے سید و مولے خاتم النبین صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مین حوادث آسمانی کی راہین زمین پر بند ہوگئین اور صحابہ سے قضاء و قدر کے نافذ کرنیوالے فرشتون نے مصالحت کر لی تھی۔ اہل اللہ پر سب سے زیادہ امتحان اور مصائب نازل ہوتے ہین اس لئے کہ وہ مخلوقات کے لئے خدا کی قضاء و قدر سے پوری موافقت و صلح کرنے کے باب مین نمونے ٹھہر جائین چونکہ نظام الٰہی نے حکمت سے ایسا ہی چاہا کہ یہ دار الابتلا طرح طرح کی آفات کا عرصہ بنا رہے اور صفات الٰہی کا یہ بھی تقاضا ہے کہ خدا صبر اور رضاء بالقضاء سے بہت پیار کرتا اور بڑے بڑے انعام صابرین و محسنین پر نازل فرماتا ہے اور ناشکیبائی سے اُسے بغض ہے۔

اسلئے ضروری تھا کہ وہ ایسی قوی دل مضبوط ایمان والی قوم کو چن لیتا جو اس راہ مین کامل اُسوہ بنتے۔

یہ خدا کا اٹل قانون قدرت ہے مصائب اور فتن اور آلام و اسقام اس عالم کی فطرت مین مخمر کئے گئے ہین۔ اُنکا بڑا علاج وہی ہے جو انبیاء علیہم السلام کے مطب مین پایا جاتا ہے اور وہ ہے قضاء و قدر سے پوری صلح کر لینا۔

یورپ مین خودکشی کا نمبر اس لئے بڑھ گیا ہے کہ وہان اُن کے سر پر زندہ خدا نہین اُن کے ہاتھ مین زندہ کتاب نہین۔ **پھانسی ملنے والے مردہ انسان بناوٹی خدا۔ اپنے ہاتھون کے بنائے ہوئے بت** اپنے مُنہ سے بولے ہوے الفا او میگا سے کوئی کیا دل لگائے اور اُس سے اُمید کیا کہے خدا کی زندہ کتاب کہتی ہے لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

یعنی مومنون کا نشان یہ ہے کہ ایمان باللہ کے تحقق کے بعد اُنھین حزن اور خوف نہین رہتا۔

کیسی افسوس اور رونے کی بات ہے اگر کوئی اسلام کا حی قیوم خدا اور قرآن جیسی زندہ بابرکات کتاب اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کامل نمونہ اور حضرت مسیح موعود جیسا امام حق رکھتا ہو اور پھر اُس کے دل مین یاس جگہ لے سکے۔ مجھے بڑا ہی پیارا لگتا ہے اپنے سید و مولیٰ محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک قول اور فعل کہ آپ نے فرمایا کہ مین خودکشی کرنے والے کا جنازہ نہین پڑھون گا۔ اور نہین پڑھا۔ خدا پر بھروسا کرنے اور کبھی بھی کسی حال مین مایوس نہ ہونے کا کیسا نمونہ ہے۔ **اللّٰھم صلّ علیٰ محمد و علیٰ آل محمد**۔ خدا پر بدظنی کرنے والا اول چھوٹی خودکشی کرتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ قریب ہو جاتا ہے کہ یہ بدعادت اُسے بڑی ملعون پھانسی تک پہنچا دے۔

دعا کے معاملہ مین مینے دیکھا ہے کہ ہمارے حضرت امام صادق کی عادت ہے کہ اگر کوئی دینی **مصیبت** مین گرفتار ہو تو آواز کان مین پڑتے ہی بے اختیار ہو جاتے اور پوری رقت اور عقدِ ہمت اپنے اندر پاتے ہین۔ اسکو یون سمجھو کہ اس انسان کامل کو دین سے ایسا ہی پیار ہے کہ ہمہ تن دین ہی دین ہے یا یون اسے تعبیر کرو کہ خدا تعالیٰ کی توجہ محض دین ہی کے امور کیطرف اور اس کا محبوب دین ہی ہے کہ وہ دین کے لئے دعا کو فوراً سنتا ہے۔ غرض حضرت اقدس کی توجہ اشرف دینی امور کی طرف ایسی متوجہ پاتا ہون کہ دنیا اور اُس کے امور اُن کی پاک اور بلند نگاہ مین رستہ کے تنکے سے زیادہ خسیس ہین۔ میرے سامنے کی بات ہے ایک نوجوان نے آپ کی حضور مین دنیا کی مصائب کی کہانی شروع کی اور طرح طرح کے ہم و غم بیان کئے۔ آپ نے بہت سمجھایا کہ ہمہ تن ان امور مین کھویا جانا خسارت آخرت کا موجب ہوتا ہے اس قدر جزع فزع مومن کو نہین چاہئے آخر وہ زور زور سے رونے لگا۔ حضرت اقدس باوجود جبلی رحم و کرم اور نہایت ہی رقیق طبیعت ہونے کے ایسے خفا ہوئے کہ مین حیران ہوگیا۔ اُسے کہا بس کرو مین ایسے رونے کو جہنم کا موجب جانتا ہون میرے نزدیک جو آنسو دنیا کے ہم و غم مین گرائے جاتے ہین وہ آگ ہین جو بہانے والے کو ہی جلا دیتے ہین میرا دل سخت ہو جاتا ہے ایسی شخص کے حال کو دیکھ کر جو ایسی جیفہ کی تڑپ مین کڑھتا ہے۔

ایک روز مین حضور اقدس کی خدمت مین اندر بیٹھا تھا۔ خدا تعالےٰ پر توکل کی بات چل پڑی۔ حضور اقدس نے فرمایا۔ مین اپنے قلب کی عجیب کیفیت پاتا ہون جیسے سخت حبس ہوتا اور گرمی کمال شدت کو پہنچ جاتی ہے لوگ وثوق سے امید کرتے ہین کہ اب بارش ہوگی ایسا ہی جب اپنی صندوقچی کو خالی دیکھتا ہون تو مجھے خدا کے فضل پر یقین واثق ہوتا ہے کہ اب یہ بھرے گی اور ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا کہ جب میرا کیسہ خالی ہوتا ہے جو ذوق و سرور خدا تعالےٰ پر توکل کا اس وقت مجھے حاصل ہوتا ہے مین اس کی کیفیت بیان نہین کر سکتا اور وہ حالت بہت ہی زیادہ راحت بخش اور طمانینت انگیز ہوتی ہے بہ نسبت اس کے کہ کیسہ بھرا ہوا ہو۔

اور فرمایا ان دنون مین جب کہ دنیوی مقدمات کی وجہ سے والد صاحب اور بھائی صاحب طرح طرح کے ہموم و غموم مین مبتلا رہتے تھے وہ بسا اوقات میری حالت دیکھ کر رشک کھاتے اور فرماتے تھے کہ یہ بڑا ہی خوش نصیب آدمی ہے اس کے نزدیک کوئی غم نہین آتا۔

برادران دعا کے مضمون مین **حضرت اقدس** کے یہ **کلمات طیبات** مینے اسلئے لکھے ہین کہ واقف و ناواقف جان لین کہ اس سے افضل وہ کسکو دنیا مین پا سکتے ہین۔ اور ہمین اپنی رفتار زندگی مین اگر ایسے ہادی و قائد کی ضرورت نہین تو اور کس کی ہے

غرض بھائیو کبھی نفس و شیطان کے دھوکے سے مطمئن نہ بیٹھو جب تک اپنے اندر خالص ایمان کی چمک نہ دیکھو جس مین کسی دنیوی غرض کی آمیزش نہو خدا تعالےٰ کے فرستادون کا کام ہے صراط مستقیم دکھا دینا اپنے قول سے اپنے فعل سے اور اس راہ کی ٹھوکرون سے واقف کرنا۔ یہ کہان سے معلوم ہوا ہے کہ اولیاء اللہ کا کام ہے کہ اُن کے متوسلین و خدام پر آسمان سے جو قضا و قدر نازل ہوتی ہین وہ اُنھین ٹال دیا کرتے ہین اور نعوذ باللہ خدا اُن کے کسی منتر جنتر یا کسی عمل یا کسی وظیفہ کا مسخر و منقاد ہوتا ہے کہ جو چاہین اور جب چاہین اُس سے کرالین۔ یہ مشرکانہ عقائد ہین جو خدا تعالےٰ کی صفات کاملہ کی عدم واقفیت سے دنیا مین پھیلے ہین۔ افسوس بہت سا حصہ مسلمانون کا مشرکین اور کفار کی تقلید پر اپنی بزرگون کی نسبت ایسا ہی خیال کرتا ہے اور اس بنا پر مین دیکھتا ہون کہ اکثر خطوط مین حضرت مسیح علیہ السلام سے اسی قسم کی درخواستین کیجاتی ہین اور بہتیرے ان مین ایسے ہین جو اس سلسلہ مین داخل ہین کاش وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کو پڑھین اور قرآن کریم مین تدبر کرین۔

اب مین اس سلسلہ کو اسجگہ بس کرتا ہون اور اگر ضرورت ہوئی اور خدا نے میرا سینہ اور زیادہ منشرح کیا تو پھر کبھی اسپر لکھون گا۔

ایک اور بڑی عظیم الشان بات جسکی طرف مین اپنے دوستون کو توجہ دلانا چاہتا ہون وہ یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے الفاظ و عقائد کی نسبت محاسبہ کیا کرین جو وہ حضرت اقدس امام صادق علیہ السلام کی نسبت مُنہ سے نکالتے اور دل مین رکھتے ہین۔ یہ مقام سراسر ادب ہی اور ادب ہی سے انسان فلاح پاتا ہے جو مقام

ومنزلت خدا تعالے نے کسیکا مقرر فرمایا ہے وہ درحقیقت توفیقی ہے دوسرے کسی شخص کا اختیار نہین کہ اس پر زیادت کرے یا اس کے نقص پر زبان کھولے نصاریٰ نے حضرت ابن مریم علیہ السلام کی نسبت اطراء کرکے کیا پھل پایا ہے جو اس مسلک پر چلنے والا آیندہ توقع رکھہ سکتا ہے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ ہمارے ایک دوست نے جو حضرت امام کی محبت مین فنا شدہ ہین آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ کیون نہ ہم آپ کو مدارج مین حسنین سے افضل سمجھا کرین اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے قریب قریب مانین۔ اللہ اللہ! اسبات کو سُنکر حضرت اقدس کا رنگ اُڑگیا اور آپ کے سراپا پہ عجیب اضطراب و بیتابی مستولی ہوگئی مین خداے غیور قدوس کی قسم کھاکر کہتا ہون کہ اس گھڑی نے میرا ایمان حضور اقدس کی نسبت اور بھی زیادہ کردیا۔ آپ نے برابر چھہ گھنٹے کامل تقریر فرمائی۔ بولنے وقت جیبی گھڑی دیکھلی تھی اور جب آپ نے تقریر ختم کی جب بھی دیکھی پورے چھہ ہوئے ایک منٹ کا فرق بھی نہتھا۔ اتنی مدت تک ایک مضمون کو بیان کرنا اور مسلسل بیان کرنا ایک خرق عادت تھا اس سارے مضمون مین آپ نے رسول کریم علیہ افضل الصلوات والتسلیمات کے محامد و فضائل اور اپنی غلامی اور کفش برداری کی نسبت حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے اور جناب **حسنین علیہما السلام** کے فضائل مذکور فرمائے اور فرمایا کہ میرے لئے یہ کافی فخر ہے کہ مین ان لوگون کا مداح اور خاک پا ہون جو جزئی فضیلت خدا تعالے نے اُنھین بخشی ہے وہ قیامت تک کوئی اور شخص پا نہین سکتا۔ کب دوبارہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا مین پیدا ہون اور پھر کسیکو ایسی خدمت کا موقعہ ملے جو جناب حسنین علیہما السلام کو ملا۔

افسوس اس وقت نہ تو شیخ یعقوب علیصاحب تھے جو اس تقریر کو قلمبند کرتے اور نہ مجھے اتنی استطاعت تھی کہ مین ہی لکھہ لیتا۔

غرض محبت کے جوش مین ہمیشہ اپنی زبان و دل کو شریعت حقہ کے تصرف و حکم کے نیچے رکھنا چاہئے مین بڑے افسوس سے بعض خطوط میں پڑھتا اور بعض وسائط سے سنتا ہون کہ ہمارے بھائیون مین کسی کسی بات پر آپس مین تکرار ہو جایا کرتی ہے۔ کوئی دل آزار بات ہمین اتنا دُکھہ نہین دیسکتی کوئی گالی کوئی تکفیر وتفسیق کا فتوے ایک پرکاہ کی برابر بھی ہماری توجہ کو کھینچ نہین سکتا۔ جتنی یہ بات دل کو ایذا پہنچاتی ہے کہ ہمارے بھائی کسی بات پر آپس مین جھگڑین اور خدا کا فرستادہ اُن مین موجود ہو۔

یاد رکھو امام کی ضرورت ایک وحدت کی روح پھونکنے کے لئے ہی تو ہے جو قوم بننے اور قومی ترقیات کی جان ہے۔ اور ہم جہان ضرورت امام کے دلائل اس زمانہ کے فرزندون کے آگے پیش کرتے ہین۔ منجملہ اور دلائل کے بڑی دلیل یہی دیا کرتے ہین کہ اس وقت اسلامی قومون اور فرقونکا تفرق وتشعب جسنے قوم کو ذلیل کردیا ہے چاہتا ہے کہ ایک ایسی زبردست قوت ان پر وحدت ارادی کی حکومت کرنے والی ہو جسکے حکم ہونے پر سب کے سب راضی ہو جائین اور پھر لازماً اسی طرح ترقی کرین جسطرح آغاز مین کی تھی۔ تو پھر کیسے رنج کی بات ہے اگر بعض لوگ اس پاک سلسلہ کے اغراض ومقاصد سے ناواقفیت کی وجہ سے یا اور اغراض نفسانیہ کے سبب سے جاہلیت کی کنڈیان ہلائین۔ اسپر مین زیادہ لکھنا نہین چاہتا۔ حضرت اقدس حکم عدل کا ایک صحیفہ گرامی نقل کردیتا ہون جو آپ نے ایک نزاع کے فیصلہ کے لئے ارقام فرمایا ہے اور روانہ کرنے سے پہلے مین نے بھائیون کے فائدہ کیلئے حضور اقدس سے لے لیا ہے اور عمداً مکتوب الیہ اور سمت مقصودہ کو حذف کردیا ہے کہ غرض اصل مطلب سے ہے۔

میرے دوسرے خط مرقومہ ۴ر جون ۱۸۹۹ء مین جو حضرت اقدس ایدہ اللہ کا الہام لکھا گیا تھا

"پہلے بیہوشی پھر غشی پھر موت"

وہ ...... ہمارے مکرم دوست ڈاکٹر بوڑیخان صاحب اسسٹنٹ سرجن قصور کے وجود مین ۱۰ر اخر جولائی ۱۸۹۹ء کو پورا ہوگیا۔ ڈاکٹر صاحب خدا مغفرت کرے بڑے مخلص بے ریا آدمی تھے۔ تھوڑے دنون میں حضرت امام کی شناخت اُنھین نصیب ہوئی اُنھون نے اتباع سنت نبوی مین نمایان ترقی کی اس سلسلہ عالیہ کی بدولت وہ اسلام کی حقیقت سے واقف ہوے اس سے قبل اُن کی زندگی اسلام سے پوری بیخبری مین بسر ہوئی۔ مگر چند روز مین خدا تعالی نے اُن پر ایسا فضل کیا اور خلیفۃ اللہ کی عشق مین جان و مال سے اُنھون نے ایسے ثبوت دیے کہ میرا دل یقین ہے کہ اُنکی نیتون سے اُن کی میزان اعمال زیادہ ثقیل ہوگی جو ایک عمر دراز تک بڑی بڑی ریاضتین کرتے ہین اور بلاکسی اُسوۂ حسنہ کے اقتدا کے مرجاتے ہین۔ حضرت اقدس نے جمعہ کے بعد اُن کا جنازہ پڑھا اور بہت دیر تک اُن کی مغفرت کے لئے دعا مانگی۔ کیا ہی خوش نصیب ہین وہ جو حضرت امام ہمام کے سامنے مرتے اور اس پاک اعتقاد پر اُٹھاکر جاتے ہین اور پھر خلیفۃ اللہ اُن پر صلوۃ پڑھتا ہے وہ یقیناً فردوس کے وارث ہون گے خدا تعالے فرماتا ہے

اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ

مین اپنی سناتا ہون مجھے تو بڑا ہی رشک اُن لوگون کے حال پر آتا ہے۔ اس لئے کہ انکا خاتمہ تو یقیناً اچھا ہوگیا کہ وہ اس ایمان پر دنیا سے اُٹھے اور ہم ابھی زندہ ہین اور ہمارا ایمان امید و بیم مین معلق لٹک رہا ہے

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ + رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ

المیعاد خداوند کریم ہم سب کا خاتمہ اس ایمان پر کرے۔ آمین

عاجز عبدالکریم سیالکوٹی

اور وہ صحیفہ گرامی حضرت اقدس کا یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

محبی عزیزی اخویم . . . .

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا حال یہ ہے کہ اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو جو الہام ہوا ہے اکثر دفعہ ان مین رسول یا نبی کا لفظ آ گیا ہے جیسا کہ یہ الہام ہوا۔ **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق** اور جیسا کہ یہ الہام ہوا **جری اللہ فی حلل الانبیاء** اور جیسا کہ الہام ہوا۔ * دنیا مین ایک نبی آیا مگر دنیا نے اسکو قبول نکیا۔ ایسے ہی بہت سے الہام ہین جنمین اس عاجز کی نسبت نبی یا رسول کا لفظ آیا ہی لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہی جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے بلکہ رسول کے لفظ سے صرف اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالے کی طرف سے بھیجا گیا اور نبی کے لفظ سے صرف اسیقدر مراد ہے کہ خدا سے علم پاکر پیشگوئی کرنے والا یا معارف پوشیدہ بتلانے والا سو چونکہ ایسے لفظون سے جو محض استعارہ کے رنگ مین ہین اسلام مین فتنہ پڑتا ہے اور اسکا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات مین یہ لفظ نہین آنے چاہئین اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہئے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے

ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین

اس آیت کا انکار کرنا یا استخفاف کی نظر سے دیکھنا درحقیقت اسلام سے علیحدہ ہونا ہے جو شخص انکار مین حد سے گذرتا ہی جسطرح کہ وہ ایک خطرناک حالت مین ہے ایسا ہی وہ بھی خطرناک حالت مین ہے جو شیعون کیطرح اعتقاد مین حد سے گذر جاتا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ خدا تعالے نے اپنی تمام نبوتون اور رسالتون کو قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا ہے۔ اور ہم محض دین اسلام کے خادم بنکر دنیا مین آئی ہین اور دنیا مین بھیجے گئے ہین نہ اس لئے کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین بناوین ہمیشہ شیاطین کی رہزنی سے اپنے تئین بچانا چاہیئے اور اسلام سے سچی محبت رکھنی چاہیئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو بھلانا نہین چاہیئے ہم خادم دین اسلام ہین اور یہی ہمارے ظہور کی علت غائی ہے اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ مین ہین۔ رسالت لغت عرب مین بھیجے جانیکو کہتے ہین اور نبوت یہ ہے کہ خدا سے علم پاکر پوشیدہ باتون یا پوشیدہ حقایق اور معارف کو بیان کرنا سو اس حد تک مفہوم کو ذہن مین رکھکر دل مین اس کے معنے کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہین ہے مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح مین نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہین کہ وہ کامل شریعت لاتے ہین یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہین یا نبی سابق کی امت نہین کہلاتے اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالے سے تعلق رکھتے ہین اس لئے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اس جگہ بھی یہی معنی نہ سمجھ لین۔ کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے نہین ہے اور ہمارا کوئی رسول بجز محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کے نہین ہی اور ہمارا کوئی دین بجز اسلام کے نہین ہی اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہین کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہی سو دین کو بچون کا کھیل بنانا نہین چاہیئے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمین بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعوے بالمقابل نہین ہے اور جو شخص ہماری طرف اس کے خلاف منسوب کرے وہ ہم پر افترا کرتا ہے ہم اپنے نبی کریم کے ذریعہ سے فیض و برکات پاتے ہین اور قرآن کے ذریعہ سے ہمین فیض معارف ملتا ہے سو مناسب ہے کہ کوئی شخص اس ہدایت کے برخلاف کچھ بھی دل مین نہ رکھے۔ ورنہ وہی خدا تعالے کے نزدیک اس کا جواب دہ ہوگا۔ اگر ہم اسلام کے خادم نہین ہین تو ہمارا سب کاروبار عبث اور مردود اور قابل مواخذہ ہے زیادہ خیریت ہی والسلام

مورخہ ۷ر اگست ۱۸۹۹ء

* **نوٹ** ایک قرارت اس الہام مین یہ بھی ہے کہ دنیا مین ایک نذیر آیا۔ اور یہی قرارت براہین مین درج ہی اور فتنہ سے بچنے کے لئے یہ دوسری قرارت درج نہین کی گئی" منہ

امام اعظم رضہ کا

عہدہ قضا منظور کرنے سے انکار

خلیفہ منصور نے امام اعظم ابو حنیفہ کو طلب کرکے ان کے لئے قضا کا عہدہ تجویز کیا۔ امام صاحب نے صاف انکار کیا۔ اور کہا کہ مین اسکی قابلیت نہین رکھتا منصور نے کہ جسکو امام صاحب سے پہلے بھی کسی وجہ سے ناراضگی تھی خفا ہو کر کہا کہ تم جھوٹے ہو امام صاحب نے کہا کہ اگر مین جھوٹا ہون تو یہ دعوی ضرور سچا ہی کہ مین عہدہ قضا کے قابل نہین کیونکہ جھوٹا شخص قاضی مقرر نہین ہو سکتا یہ تو ایک منطقی لطیفہ تھا لیکن دراصل وہ ایسے محتاط تھے کہ قضا کی ذمہ داری نہین اٹھا سکتے تھے مگر منصور نہ مانا اور اس نے اصرار کیا امام صاحب اپنے انکار پر قائم رہے خلیفہ نے انھین قید کیا اور اسی قید مین قید ہستی سے رہا ہو گئے

محمد اسمٰعیل

مولنا بالفضل اولنا حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کا خط

خاکسار نورالدین اللّٰہم اجعلہ کاسمہ آمین

بخدمت حافظ محمد یوسف صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گذارش پرداز ہے۔

جناب کو معلوم ہے کہ جناب واحد احد کی یکتا ذات پاک وحدۃ کو کیسی پسند فرماتے ہیں۔ ہمارے سردار و مولے افضل الرسل خاتم النبیین پر احسانات کا اظہار فرماتے فرماتے ارشاد کرتا ہے

لٰکِنَّ اللّٰہَ اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِہِمْ

اور اس کے بالمقابل اختلاف پر اپنا سخط یوں ظاہر فرمایا۔

وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْہَبَ رِیْحُکُمْ

جناب حافظ صاحب صرف مطاعن سے کام لینا کوئی پسندیدہ امر اور مقصود تک پہنچانے والی بات نہیں۔ پہلے خلیفہ فی الارض حضرت ابو البشر **آدم** صفی اللہ صلوات وسلامہ پر خود ملائکہ نے مطاعن سے کام لیا مگر کیا فائدہ اٹھایا یہ قصہ سورہ بقرہ میں جو فاتحہ کی اعظم ترین تفسیر ہے بڑی عبرۃ کے لئے درج ہوا ہے غور کرو۔

مامور من اللہ پر دو قسم کے معترض اعتراض کرتے ہیں ایک طرف ملائکہ اور دوسری طرف ابلیس پس ہم کسی اچھے یا بُرے معترض کے باعث ایک مامور امام کو کیوں چھوڑ سکتے ہیں۔

حضرت موسی صاحب الشریعہ پر بھی ایک فلسفی بادشاہ اعتراض کرتا ہے جیسے بیان ہوا

ہو مہین ولا یکاد یبین

لولا انزل علیہ اسورۃ من ذہب

تمام شیعہ اور خوارج صرف مطاعن سے کام لیکر شیخین ابو بکر و عمر رضوان اللہ علیہما اور ختنین علی و عثمان رضی اللہ عنہما کی خلافتوں سے انکار کر گئے ہمارے لئے کچھ بھی مشکل نہیں۔ اگر ہم تواضع و انکسار و توبہ و استغفار کے بعد تھوڑی سی غور کریں۔ کیونکہ۔

اوّل تو پہلے انبیاء و رسل اور تمام راستبازوں کی تعلیمیں ہمارے پاس ہیں ان کے ساتھ **نئے مامور من اللہ** کی تعلیم ملالیں

دوم عقل کا معیار پاس ہے عقل سے تول لیں کیونکہ **افلا تعقلون** سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ نعمت بیکار نہیں۔

سوم وجدان و فطرۃ صحیحہ اگر وہم اور غضب سے اسے نہ دبایا جائے اور اسے بیکار نہ چھوڑا جائے تو بھی دین قیم کو ظاہر کرنیکا عمدہ سامان ہے

چہارم تائیدات سماویہ پر نظر کریں کہ آیا اس مدعی کے شامل حال ہیں یا نہیں

پنجم۔ نقل کو دیکھیں اور مسلم الثبوت نقل کو دیکھیں کہ آیا وہ اس مامور من اللہ کی موئد ہے یا نہیں۔

ششم ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ جس مامور من اللہ نے مامور من اللہ ہونیکا دعوے کیا ہے آیا اس کے دعوے کا وقت بھی ہے یا نہیں۔

ہفتم ہمیں مامور کی گزشتہ زندگی کو دیکھنا چاہیئے کہ کیسے گزری۔

ہشتم جس کام کے لئے مامور مقرر ہوا ہے آیا اس میں لیاقت بھی اس کام کرنے کی ہے یا نہیں۔

نہم مامور کی قوت نظریہ علمیہ اور قوت عملیہ کیسی قوی ہے۔

دہم آیا کوئی ممتاز قوم تیار کر سکتا ہے یا نہیں۔

تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ۔

اب میں پوچھتا ہوں کہ جسکو میں نے امام مانا ہے اس میں یہ دانہ از خروار اور قطرہ از انبار علامات موجود ہیں یا نہیں

(۱) پہلی نشانی کے لئے مزاجی کی تعلیم موجود ہے غور کر لو کوئی امر تعظیم الٰہی یا شفقت علی کافۃ انام کے خلاف ہے۔ میں دلیری سے کہونگا اور کہتا ہوں کہ نہیں۔

۲۔ نشانی دعوی ہے کہ عیسی بن مریم فوت ہو چکے۔ دعوی ہے کہ مُردے واپس نہیں آتے۔ کیسی صاف باتیں ہیں جنکو عقل بلا تامل قبول کرتی ہے۔

۳۔ نشانی اُنیس سو برس سے ایک مفقود الخبر انسان کیا زندہ رہ سکتا ہے۔

(۴) اجتماع کسوف و خسوف ایسے رنگ میں ہوا کہ عقل حیران ہو جاتی ہے۔ عطارا ولاً حسب وعدہ ایسی عطا ہوئی کہ باید و شاید۔

۵۔ امر کو غور کرو سورۂ نور میں مولی کریم وعدہ فرماتا ہے۔

وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم۔ کہ تم لوگوں میں مومنوں نیک اعمال والے ایسے خلفاء ہونگے جیسے پہلے ہوئے۔ اور باجماع اہل حدیث و کتب احادیث عیسی بن مریم کا نزول ثابت ہے۔ جیسے سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم مثل موسی تشریف لائے تھے آپ کی صدی چہاردہم میں مثل عیسی ضروری تھے اور یہ عیسی بن مریم کے نزول کے لئے نقل مفید ہے نہ کسی موسی کے واسطے

۶۔ کسر صلیب کا وقت بھی ہے پس جسکی کامل توجہ کسر صلیب پر مبذول ہے وہی مامور من اللہ ہو سکتا ہے

۷۔ ہمارے مامور اور امام کی گزشتہ زندگی کے واسطے اسکا ہمدرس محمد حسین گواہ حافظ محمد یوسف منشی الٰہی بخش تمام قادیان کے عمائد گواہ ہیں۔ یستحی ان یقول

وَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِہٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ

۸۔ لیاقت کا حال لکھوں تو کیا لکھوں مخالف و موافق نے سلطان القلم مانا ہوا ہے اور اس پر آشوب زمانہ میں جس میں لوگ مادر پدر آزاد ہو رہے ہے۔ ایک عظیم الشان کثیر التعداد سپاہ کا سپہ سالار ہے۔

۹۔ علم و عمل کا کوئی تجربہ کر کے دیکھے بائیں امراض کیسے نکات اور کسقدر تصنیف کر سکتا ہے قابل غور ہے۔

۱۰- ممتاز قوم کا تیار کرنا۔ اس کی ممتاز جماعت سے ظاہر ہے۔

آریہ۔ برہمو۔ سناتن۔ سکھ۔ پادری۔ یہودی صفت ملاں۔ سجادہ نشین۔ عوام۔ خواص۔ اس کی دشمنی میں کیسی سر توڑ کوششیں کر رہے ہیں۔ مقدمات کئے۔ فتوے لگائے۔ جھوٹے اتہامات کے لئے ایمان فروشی کی مگر انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوة الدنیا کا سچا وعدہ کیسی زور سے جلوہ گر رہا۔ والحمد للہ رب العلمین۔ مولوی لوگوں۔ فلسفہ دہریہ۔ وغیرہ وغیرہ کا مباحثہ تو ذرہ بھی مشکل نہیں بالکل سہل ہے اور انکا ضرر بھی کوئی معتدبہ ضرر نہیں۔ کیونکہ اس کے باعث جناب الٰہی کی شان میں واقعی کوئی بٹہ نہیں لگ سکتا۔

الا سردست آپ کی جماعت کچھ ایسا فکر کر رہی ہے کہ اسلام کے نازک سر پر ایک پہاڑ گرا دے اور اسکا سر پھوڑ کر چور کر دے اگرچہ انشاء اللہ اسلام کا حافظ و ناصر السلام نام ذات ہی۔

برا ماننے کی بات نہیں حافظ صاحب غور کرو کہ ایک طرف مرزا دعوی کرتا ہی کہ میں مامور من اللہ ہوں۔ آپ بھی آجتک اس کی تصدیق کرتے رہے۔ کم سے کم اگر مفتری و کذاب ہوتا تو آپ لوگ اس سے تعلق نہ رکھتے۔

پھر وہ کہتا ہے کہ میرے متبع ہمیشہ تک ہاں قیامت تک میرے منکروں پر بڑھے چڑھے رہیں گے۔

مرزا کا دعوی ہے کہ میں امام برحق ہوں جو مجھ امام برحق کو نہ مانے گا جاہلیت کی موت مریگا۔ دوسری طرف منشی الٰہی بخش صاحب کو الہام ہوتے ہیں کہ مرزا مسرف کذاب ہی۔ اور کم سے کم مرزا کی بیعت کو تو آپ بھی ایک لغو امر یقین کرتے ہیں جیسے آپ کے فعل سے ظاہر ہے۔

پس کیا دونوں الہام۔ مرزا جی کے اور منشی جی کے ایک چشمہ سے نکل سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں نہیں ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔

آزاد خیال۔ مخالفان اسلام۔ بل عامہ موافقان اسلام کو بھی کیسا موقع ہے کہ کہدیں۔ کہ الہام بھی لغو اور بیہودہ چیز ہے کہ ملہم باہم ایسے متخالف ہیں حالانکہ الہام الٰہی ہی اختلاف مٹا دینے کا ایک عمدہ ذریعہ ہو سکتا ہے۔

حیرت ہے کہ ایک طرف تو خدا کہی کہ تو عیسی بن مریم۔ مہدی۔ مجدد الوقت ہے اور دوسری طرف کہے کہ نہ فلاں شخص تو موسی و عیسی برگزیدہ وہ دوسرا عیسی مفتری و کذاب ہے۔

اب بتائیے کہ کس معیار سے ہم دونو تمیز تفرقہ کریں۔ حافظ صاحب غور کرو اور سوچو اور تامل سے کام لو۔

آپ کی بعض تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ مرزا خاموش ہوجائے حتی کہ محمد حسین سے صلح کرے۔ دعاوی ترک کرے۔ مگر فرمائیے کہ جسکو الہام ہوتے ہوں کہ تو مہدی ہے۔ مجدد ہے۔ عیسی بن مریم ہے۔ تو دعوی کر۔ دعوت میں ہوشیار ہو جا۔ تو کامیاب ہوگا۔ وہ آپ کے کہنے پر کیونکر خاموشی اختیار کرے اور امام ہوکر آپکا کیونکر ماتحت ہو۔

العاقبة للمتقین کا پاک جملہ اور تائیدات الٰہیہ کا مقدس سلسلہ یقین دلاتا ہے کہ فیصلہ ہو کر رہیگا۔

مگر انسان کو سعی کرنا لابد ہے اور سنت اللہ کے مطابق ہے اس لئے عرض ہے کہ جناب کوئی موقع دیں جسمیں میں اور آپ ملیں تو اس معاملہ پر روبرو کچھ گفتگو کی جاوے۔

یہ ایک خطرناک مصیبت ہی کہ دو آدمیوں کو متخالف الہام ہوتے ہیں اور دونوں منجانب اللہ ہوں۔

اگر منشی الٰہی بخش صاحب کچھ افہام فرماتے ہیں تو آپ جانتے ہیں کہ مرزا جی لکھنے میں بے نظیر شجاع ہیں۔ بلکہ وہ تحریر کو اپنے لئے ایک تائید الٰہی اور کرامت و معجزہ یقین کرتے ہیں والامر حق۔

حافظ صاحب ہماری جماعت میں بھی بہت سارے ملہم ہیں۔ اگر صرف الٰہی الہام عام اشخاص کا خلفاء اللہ کو خلافت امامت مہدویت سے بیکار کر سکتا ہے تو تمام انبیاء و رسل اور آئمہ مہدیین کی خلافت باطل ہو سکتی ہے۔ مجھے آپ کی حق پسند طبیعت اور مصالحت کی خواہش کرنے والی آپکی ارادت نے یہ خط لکھوایا ہی۔ آپ اس معاملہ میں بہت غور کرکے کوئی جگہ اور کوئی وقت مقرر فرما دیں جہاں میں اور آپ مل سکیں۔ شاید حضرت حق سبحانہ و تعالے کوئی عمدہ سبیل نکالدے۔ صرف آدمی کو اسی واسطے روانہ کیا ہے۔ آپ از راہ کرم بہت تامل کے بعد جواب دیں۔ اور بعد از ملاقات کم سے کم آپ استفساری کرلیں۔ کہ

اول کہ تائیدات الٰہیہ کھلے طور سے اور کامل زور سے کس کے ساتھ ہیں۔

دوم برس چھ مہینے مخالفت چھوڑ کر آپ لوگ خاموش ہو رہیں اور دیکھیں کیا جلوہ گری ہوتی ہے۔

سوم انتظار فرماویں کہ اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض۔ کا نشان دیکھنے والے کیلئے کس طرح پر ظہور فرماتا ہی۔ یا گزشتہ نشانوں سے مقابلہ کریں کہ کھلے طور پر اور زور سے کس کی تائید ہوئی۔ اور دوسری بات میں انتظار کیا جاوے کہ آئندہ برس یا چھ ماہ تک تائیدات الٰہیہ کس کے شامل حال رہتے ہیں۔

چہارم بات یہ ہے کہ دیکھا جاوے کہ کس کا وجود اپنی بقا سے مفید ہے اور کس کا وجود نکما اور بیکار ہوکر دنیا کے لئے برکت کا موجب نہیں ہوتا ہے —

ضروری یادداشت

معزز ناظرین! یہ وہ خط ہے جسپر لاہوری ملہم پارٹی نے حضرت مولانا صاحب کو اس خط لکھنے کی ضرورت محسوس کرائی جو گذشتہ نمبر میں شائع ہوا ہی اس خط سے لاہور کی ملہم پارٹی نے یہ نتیجہ نکالا کہ گویا ہمارے محسن و مخدوم مولانا نور الدین صاحب نے ان کو حضرت اقدس کے خلاف الہامات شائع کرنے سے بمنت روکا ہے۔ ناظرین خود اندازہ کریں! اور جس لفظ پر ان لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے اسپر کسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ ایک واضح نوٹ لکھا جاوے گا۔ — — — ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرہمِ عیسیٰ یا مرہمِ رُسُل یا مرہمِ حواریین

یہ مرہم نہایت مبارک مرہم ہے جو زخموں اور جراحتوں اور نیز زخموں کے نشان معدوم کرنے کیلئے نہایت ہی نافع ہے

یہ وہ مرہم ہے جو واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے یعنی اُن کے صلیبی زخموں کیواسطے بنائی گئی تھی جبکہ حضرت مسیح صلیب سے بچ کر حواریوں کو ملے اور اپنے وہ زخم اُنکو دکھائے جو صلیب پر کھینچنے سے آپکے ہاتھوں اور پیروں میں لوہے کی کیل ٹھوکنے سے لگ گئے تھے تو حضرت مسیح کے ان چوٹوں اور زخموں کیلئے یہ مرہم طیار ہوئی

جو برابر چالیس روز تک حضرت مسیح کے صلیبی زخم پر لگتی رہی اور اسی سے خدا تعالیٰ نے آپ کو شفا بخشی

اور اس مرہم کا اس تواتر سے **طبی کتابوں** میں ذکر ہے کہ ایک مذہب کے فاضل طبیب نے کیا عیسائی ڈاکٹر اور کیا یہودی مجوسی طبیب اور کیا اطبار اسلام سب نے اس مرہم کو اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور سب نے اس مرہم کے بارہ میں یہی بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے حواریوں نے اس کو بنایا تھا ❖ چنانچہ ہزار کتاب سے زیادہ میں اس مرہم عیسیٰ کا ذکر مع وجہ تسمیہ درج ہے اور اس کے عجیب و غریب فوائد کی سب نے شہادت دی ہے اور اسکی اکسیر تاثیر کو تمام طبیبوں نے تسلیم کیا ہے غرض اس مرہم کی تعریف میں اتنا ہی لکھنا کافی ہے کہ

حضرت مسیح تو بیماروں کو اچھا کیا کرتے تھے مگر اس مرہم نے خود حضرت مسیح کو ہی اچھا کیا

یہ مرہم تمام قسم کے زخموں کے لئے نہایت پُر تاثیر دوا ہے۔

اس کے لگانے کے ساتھ ہی زخم کی اصلاح شروع ہو جاتی ہے اور پھر زخم مندمل ہو جاتے ہیں مندرجہ ذیل کے لئے جس قدر مرہم اور مالش کے تیل آجکل رائج ہیں سب سے بہتر اور زود اثر مفید ہے نہایت احتیاط سے اصل اجزا کو مہیا کرکے اس مرہم کو طیار کیا جاتا ہے۔

طاعون - سرطان کے زخم - خنازیر کے گھاؤ - گلٹیاں - چوٹوں کے زخم - پھنسی - پھوڑے - گنج - خارش - طرح طرح کی جلدی بیماریاں - ہر قسم کے ناسور - پرانے گندے زخم - تلی کے ورم - بواسیر کے درد - ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا - کان سے ریم کا بہنا جانوروں کا کاٹ لینا - جلجانا - عورتوں کی خطرناک بیماریاں - سرطان رحم وغیرہ وغیرہ

قیمت فی ڈبیہ

عہ - ۱۲/

کارخانہ مرہم عیسےٰ

حکیم محمد حسین لاہور بھاٹی دروازہ سے

طلب کرو

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے امداد ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عا ممیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم عہ فی تولہ ست خالص ممیار فی ماسہ عہ مصری سرمہ فی تولہ تہر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے ضرور بچنا چاہیئے۔

المشتہر پروفیسر میّا سنگہ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور-

(ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے)

مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگہ اہلو والیہ نے طیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین چلن کمزوری ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے بہت پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شئے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے مین بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورۂ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے

راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی ساگلی صاحب بہادر ایم بی ایس سند یافتہ یونیورسٹی-

---

۲ مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگہ صاحب اہلو والیہ نے طیار کیا ہے جیسے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھون کی پلکون مین خورد و خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اُس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی تھین اُن مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اُس کی بینائی مین فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ اشیاء کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی

راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳ مین نے ممیرے کے سرمہ کا جو سردار میا سنگہ نے طیار کیا ہے اُن مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا - میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے

راقم ڈاکٹر بیر جلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگہ اہلو والیہ نے طیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام جو لاہور کی نیشنل بنک مین اسی مطلب کیلئے ۱۸۹۹ء مین جمع کیا گیا ہے دیا جاوے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

الحکم

نمبر

قادیان دارالامان ۲۴ر اگست سنہ ۱۸۹۹ء

جلد

مکتوب امام اخر الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعدہٗ آنمخدوم کا خط پہنچا۔ جسقدر آنمخدوم نے کوشش اور سعی اُٹھائی ہے اور اپنے نفس پر مشقت اور تحمل مکروہات روا رکھا ہے یہ سب خداوند کریم کی عنایت ہے تا آپ کو اُس کے عوض مین وہ اجر عطا فرماوے جسکا عطا ہونا انھین کوششون پر موقوف تھا۔ جس کریم رحیم نے اس عاجز نالائق کو اپنے غیر متناہی احسانون سے بغیر عوض کسی عمل اور محنت کے ممنون اور پرورش فرمایا ہے وہ محنت کرنے والون کی محنت کو ہرگز ضائع نہین کرتا۔ خدا کی راہ مین انسان ایک ذرہ بات مُنہ سے نہین نکالتا اور ایک قدم زمین پر نہین رکھتا جسکا اُسکو ثواب نہین دیا جاتا۔ لیکن مین اسجگہ یہ بھی ظاہر کرنا مناسب سمجھتا ہون کہ آپ اپنے جوش دلی کے باعث سے لوگون کے پاس جاتے ہین کہ جو ظنون فاسدہ اپنے دل پر رکھتے ہین اور غرور اور استکبار نفس سے مرے ہوے ہین یہ ہرگز نہین چاہیے اس کام کی خداوند کریم نے اپنے ہاتھ سے بنیاد ڈالی ہے اور وہ ابھی اسبات کے تعلق ہو رہا ہے کہ شوکت اور شان دین کی ظاہر کرے اور اسبارہ مین اُس کی طرف سے کھلی کھلی بشارتین عطا ہو چکی ہین سو جس بات کو خدا انجام دینے والا ہے اُسکو کوئی روک نہین سکتا۔ دنیا مردار ہے اور جسقدر کوئی اُس سے نزدیک ہے اُسی قدر ناپاکی مین گرفتار ہے اور بد باطن اور بدبودار ہے اور حدیث شریف مین وارد ہے کہ مومن کے لئے لازم ہے کہ دنیا دار کے سامنے تذلل اختیار نہ کرے اور اُس کی شان باطل کو تحقیر کی نظر سے دیکھے۔ انسان دنیا دار کے سامنے نرمی اور تواضع اختیار کرتا ہے یہان تک کہ حضرت خداوند کریم عزوجل کے نزدیک مشرک ٹھیرتا ہے سمجھنا چاہیئے کہ بجز قادر توانا کے کوئی کام کسی کے اختیار مین نہین اور تمام آسمان و زمین اور تمام دل اُس کے قبضہ مین ہین اور قدرت سخت درجہ پر متصرف ہے اور اگر وہ کسی کام مین توقف کرتا ہے تو اسلئے نہین کہ وہ اُس کے کرنے سے عاجز ہے بلکہ اُس توقف مین اُس کی حکمتین ہوتی ہین مخلوق سب ہیچ اور ادنے سے اور مردود ہے نہ اُس سے کچھ نقصان متصور ہے اور نہ نفع۔ دنیاداروں سے مطلب براری کے لئے نرمی کرنا دنیادارون کا کام ہے۔ اور یہ کام خالق السموات والارض کا ہے مجھکو یا آپ کو لازم نہین کہ ایک بدنصیب دنیا دار سے ایسی لجاجت کرے کہ جس سے اپنے مولیٰ کی کسر شان لازم آوے جو لوگ ذات کبریا کا دامن پکڑتے ہین وہ متکبرون کے دروازہ ہرگز نہین جاتے اور لجاجت سے بات نہین کرتے سو آپ اس طریق کو ترک کردین اگر کسی دنیا دار مالدار کو کچھ کہنا ہو تو کلمہ مختصر کہین اور آزادی سے کہین اور صرف ایک بار پر کفایت رکھین۔ اور بار بار مجھکو روپے بھیجنے سے منع کرین

محمد اسمعیل

اور مناسب ہی کہ آپ یہ سلسلہ غریب مسلمانون مین جاری رکھین دوسرے لوگون کا خیال چھوڑ دین اس مین ذرہ تردد نہ کیا کرین۔ تعجب کہ آپ جیسے آدمی متردد ہو جائین۔ اگر ایک کا ذب بیدین جو دولت مند ہو کسیکو وعدہ دے جو میں تیری مشکلات پر بڑی مدد کرون گا تو وہ اس کے وعدہ سے تسلی پکڑ جاتا ہے لکھا ہے کہ اول مرتبہ مین جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابی کو برعایت ظاہر اپنی جان کی حفاظت کے لئے ہمراہ رکھا کرتے تھے پھر جب یہ آیت نازل ہوئی واللہ یعصمك من الناس یعنی خدا تجھکو لوگون سے بچائے گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سبکو رخصت کر دیا اور فرمایا کہ اب مجھکو تمہاری حفاظت کی ضرورت نہین اسواسطے سمجھین کہ ایک مرتبہ اس عاجز کو خدا تعالی کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ اگر تمام لوگ منہ پھیرین تو مین زمین کے نیچے سے یا آسمان کے اوپر سے مدد کر سکتا ہون۔ پھر جب قادر رحمن رحیم ساتھ ہے اور اسکی طرف سے مواعید ہین تو کیا غم ہے دنیادار کیا چیز ہین اور کیا حقیقت تا اُن کے سامنے لجاجت کی جائے اور اگر خدا چاہتا تو اُن کو ایسا سخت دل نہ کرتا ہم نے یہی چاہا تا کہ اس کے نشان ظاہر ہون۔ تاریخ ۲۴ر اکتوبر ۱۸۹۸ء مطابق ۸ ذوالحجہ ۱۳۱۶ ہجری۔

◆ ◆ ◆

اسلام پر ایک نظر

از مولانا مولوی نور الدین سلمہ ربہ

اسلام نے کوئی عمدہ تعلیم اور پسندیدہ بات نہین جس کا حکم اور کوئی بری اور ناپسند بات نہین جس کی ممانعت نہ کی ہو۔ بارہا سوال ہوا ہے اسلام کو ہماری معاشرت اور دنیوی امور مین دخل ہے یا نہین مجھے یقین ہے اسلام ہمارے اُن امور مین جنکا تعلق ہماری عام حالت صحت اور مرض سے ہے راحت بخش مقنن ہے یہ صحت یا مرض روحانی ہو یا جسمانی۔ ہان ایسے امور مین جو خاص ملک یا خاص آب و ہوا یا خاص اسباب مختص الزمان یا مختص المکان کے ساتھ تعلق رکھتے ہون اسلام آزادی بخش مذہب ہے

توحید کا وہ بیان کہ ہادی علیہ الصلوۃ والسلام اپنی عبودیت کا اقرار ایمان کا لازمی جزو قرار دے کوئی انکار کر سکتا ہے؟ کہ کتب سابقہ کے ان الفاظ نے "اسرائیل میرا پہلوٹھا ہے" "میرا اکلوتا بیٹا" "موسی خدا سا" وغیرہ وغیرہ اور سجدہ کی عام رسم نے توحید الوہیت مین نقصان نہین پہنچایا؟

ویدون مین اگر صاف صاف حکم ہوتا کہ سورج اور چاند اور عنصری آگ اور دیوون کو سجدہ اور عبادت نہ کرو تو یہ جھگڑا جواز یا عدم جواز بت پرستی کا آریہ ورت مین کیون پڑتا۔

اخلاق وہ کسی نبی پر کوئی اعتراض نہین سب کا ماننا سب کا ادب اسلام مین ضرور ہوا؟

قولوا للناس حسنا

لوگون سے بھلی باتین کہو

ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ

(اور تم لوگ انکو برا نکہو جو ماسوی اللہ کو پکارتے ہین) اس سے بڑھکر کون حکم ہے جو مصدر اخلاق ہو سکے۔ تعجب آتا ہے الزامی طور پر بھی قرآن عیوب کا اشارہ نہین کرتا۔

آپ نے کوئی حکم ایسا نہین فرمایا جسمین آج ہمین کہنا پڑے کہ کاش اسلام مین یہ حکم نہ ہوتا۔ کسی ایسی چیز سے منع نہین فرمایا جس مین آج ہم کو یہ کہنے کی ضرورت ہو کہ کاش اسلامیون کو منع نہ فرماتے۔

تمام عمدہ اور ستھری چیزون کی اجازت ہے۔ کل بری اور خبیث اشیاء سے ممانعت ہے۔ نہایت پسندیدہ صفات مین عدل تھا

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ بِالْعَدْلِ

(تحقیق اللہ تعالے عدل کا حکم دیتا ہے) فرماکر اس کی تاکید کی۔ اور ظلم سے

اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ

(خبردار ہو خدا کی لعنت ظالمون پر ہی) کہکر سخت ممانعت کی۔ (شرک بڑا ظلم اور عدل کی ضد ہے۔) صدق ہو

یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ

(مومنو! تقوی اللہ اختیار کرو اور صادقون کے ساتھ ہو جاؤ)

کہا اور کذب کے حق مین

لَعْنَۃَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ

(جھوٹے پر خدا کی لعنت ہے)

فرمایا۔ منشاء صفات کا علم ہے اس کے لئے

قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا

(کہ اے رب میرا علم بڑھا)

آیا۔ منشاء شرور جہل ہے اُسے

اِنِّیْ اَعِظُکَ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْجٰہِلِیْنَ

(مین تجھے نصیحت کرتا ہون کہ تو جاہلون مین سے نہو) کہکر ہٹایا۔ احسان کی ترغیب

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ

(اللہ تعالے کی رحمت احسان کرنے والون کے قریب ہوتی ہے۔)

سے ظاہر ہے۔ اور مدمقابل کی برائی

وَاِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْہَا وَیُہْلِکَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ

(اور جب پیٹھ پھیرے دوڑتا پھرے ملک مین کہ اُس مین ویرانی کرے اور ہلاک کرے کھیتیان اور جانین اور اللہ فساد کرنے والون کو دوست نہین رکھتا۔) سے عیان ہے۔

معاد اور قیامت کا اعتقاد جو ہر خوبی اور نیکی اور دلی محبت وسلوک کا سرچشمہ اور تمام خوشیون اور امیدون کی غایت ہی ایسے دلائل قویہ قانون قدرت سے مستحکم کیا ہے کہ اس سے زیادہ ممکن نہین۔ ہان علوم مین جادو ٹوٹنے نجوم کا عملی حصہ وغیرہ ردیات سے۔

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ

(اور پیچھے لگے ہین اُس علم کے جو پڑھتے تھے شیطان سلطنت ملک سلیمان کی) فرما کر منع فرمایا۔ تمام امت کو کس امر کی تاکید کی۔ امت کو کیا کام سپرد کیا۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

(یعنی تم سب اُمتون سے جو پیدا ہوئین بہتر ہو لوگون مین پسندیدہ باتون کا حکم کرتے ہو اور بری اور ناپسندیدہ باتون سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔) اسلام کی خوبی کیا بتائی۔ من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ یعنی اسلام کے معترف مسلمان کی خوبی یہ ہے کہ وہ بیفائدہ غیر مقصود چیز کو چھوڑ دے اور پھر ایمان کا مدار اسپر رکھا **لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ** یعنی تم مین سے کوئی مومن کامل نہین ہو سکتا جب تک کہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے اسی چیز کو دوست نہ رکھے جو وہ اپنے نفس کے لئے دوست رکھتا ہے۔

یہ ہے **اسلام** اور اسکی **تعلیم**

اب بتلاؤ کہ ایسے ملک مین جو سراسر جہالت ہو اور کوئی کتاب اس ملک مین نہ ہو ایسی سیرت اور تعلیم کا آدمی جسکی تمام تعلیم قوئی فطری اور قانون قدرت کے موافق ہو جس مین تمام روحانی ضروریتین موجود ہون اگر معجزہ اور خرق عادت نہین تو نظیر دو

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے درس قرآن مجید مین سے چند باتین

(ہمارے اپنے الفاظ مین)

خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ

ہم نے انسان کو خلاصہ مٹی سے پیدا کیا

صلصال کے دو معنے ہین اور دونون صورتون مین قرآن کریم کا فلسفہ متعلق پیدائش انسان صحیح اور درست ہے اول صلصال کہتے ہین خلاصہ کو اور یہ اس صورت مین سلۃ سے نکلا ہے۔ دویم جبکہ یہ صلۃ سے مشتق ہو اُسوقت اسکے معنے ہین مختلف اجزا مین سے کھنچا ہوا۔

بہرحال انسان کی پیدائش پر غور کرو۔ ایک دانہ جو زمین مین ڈالا جاتا ہے مٹی کے ساتھ ملکر وہ ایک پودہ کیصورت مین نشوونما پاتا ہے گویا اُس دانہ کا خلاصہ وہ درخت ہے اور اُس درخت مین سے ایک سبز بال نکلتی ہے جو اُس پودہ کا لب لباب ہی پھر مختلف عمل کرنے کے بعد وہ دانہ جدا ہوتا ہے اور پھر اُس دانہ کا خلاصہ ایک آٹا بنتا ہے اُسمین بھی بعض اجزا ملے ہوتے ہین اس لیئے اُسکا خلاصہ چھلنی کے ذریعہ نکلتا ہے اور انسان اُسکو کھاتا ہے۔ معدہ مین جا کر مختلف قسم کے تیزاب اُس کے خلاصہ بنانے مین کام کرتے ہین۔ غذا کو اندرونی مشین مین بہت مرتبہ چکر کھانا پڑتا ہے یہان تک کہ آخر اُس کا فضلہ پاخانہ کے راستہ سے نکل جاتا ہے اور پھر اصل خلاصہ خون کی شکل اختیار کرتا ہے جب کہ جگر صفرا کو الگ کر دیتا ہے۔ اور پیشاب الگ ہو جاتا ہے ازان بعد یہ خون حرکت کرتا ہوا خصیہ مین پہنچتا ہے جہان منی بنتی ہے اور جو انسان کی پیدائش کا موجب ہوتی ہے لیکن ابھی یہ خلاصہ ہوتا ہے اور اُس منی سے پھر سے لوتڑا (علق) بنتا ہے اب غور کرو کہ کیسا خلاصہ ہے قرآنی فلسفہ کی تائید مشاہدہ قدرت کیسے کھلے کھلے طور پر کر رہا ہے۔

یہ ہے قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے کا ایک زبردست ثبوت منجملہ اور دلائل قویہ کے۔ غرض خدا تعالے نے جو کچھ فرمایا ہے وہ بالکل سچ ہے۔

اَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ

مجھے یوم بعث تک ڈھیل دے

یہ شیطان کا مقولہ ہے۔ جو سورۃ الحجر مین اللہ کریم نے نقل فرمایا ہے۔ شیطان کیا ہے؟ اُسپر اسوقت کسی بحث کی ہمکو ضرورت نہین متعدد مرتبہ مختلف صورتون مین شیطان کی متعلق مضامین ہم شائع کر چکے ہین اور خدا تعالے چاہے گا تو کسی وقت جداگانہ بحث بھی اس مضمون پر ہوگی سردست ہمکو یہ بتلانا ہے کہ یوم یبعثون سے کیا مراد ہے۔ بعثت کے دن سے قیامت بھی مراد ہوتی ہے مگر اس مقام پر قیامت مراد نہین بلکہ اس مقام پر انسان کا اپنی غفلتون سے بیدار ہونیکا ذکر ہے۔ انسان دھوکا کھا سکتا ہے جبتک کہ اس کے اندر ایک نئی تبدیلی نہ ہو۔ پاکیزہ خیالات پاکیزہ باتین اُسمین پیدا نہ ہون جب انسان اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرتا ہے تو وہ گویا اپنی پہلی حالت سے جو موت کے مشابہ ہوتی ہے نئے سر سے پیدا ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام یا اُن کے نقش قدم پر آنے والے مجددون کیوقت بھی ایک بعثت ہوتی ہے۔

تو اصل بات یہی ہے جو اس آیت مین

اللہ کریم نے بیان فرمائی ہے کہ انسان ابھی وقت تک شیطان کی حکومت کے نیچے رہتا ہے جب تک کہ وہ صلاحیت اور تقوی پیدا نہین کرتا۔ لیکن جب وہ مخلصین کے زمرہ اور عباد اللہ کے گروہ مین داخل ہو جاتا ہے تو شیطان کا کوئی تسلط اُس پر نہین رہ سکتا۔ جیسا کہ قرآن کریم سے ثابت ہے۔ یہ بات ہمارے اپنے خیال مین مایوس کرنے والی ہے کہ شیطان قیامت تک انسانکو گمراہ کرتا ہے۔ کیونکہ جب قیامت تک ایک باعث اور محرک سیآت لگا ہوا ہے تو بیشک انسان ایک محمصہ مین ہے۔ مگر یہ بات نہین انسان جس وقت چاہے اس کے محرکات سے بچ سکتا ہے۔ **عِبَادُ اللّٰہ** کے زمرہ مین آئے اور **فَادْخُلِی فِی عِبَادِی** معزز خطاب حاصل کرے پھر **اِنَّ عِبَادِی لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَان** خدا کا وعدہ سچ ہے۔ ہان ضرورت ہے تبدیلی کی ضرورت ہے تقوی اللہ اور خشیت الٰہی کی ضرورت ہے ایک مخلص دل کی۔ پھر اللہ تعالے کا فضل خود دستگیری کرتا ہے۔ پس جو چاہتا ہے کہ شیطان کی غلامی سے نکلے اور ملائکۃ اللہ اُسے سجدہ کرین وہ وہ دل پیدا کرے

جو آدم کو ملا

لَہَا سَبْعَۃُ اَبْوَاب

جہنم کے سات دروازے ہین۔

حضرت مولنا صاحب نے اس پر فرمایا کہ خدا تعالے کے خاص فضل مین سے جو اُس نے فہم قرآن کے متعلق مجھے دیا ہے یہ بھی ہے کہ جہنم کے سات دروازون کی حقیقت بتلائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے بتلائی۔ وہ سات راہین یا سات دروازے جنسے انسان جہنم مین داخل ہوتا ہے یہ ہین۔

اوّلاً۔ اللہ تعالے کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کرنا۔

ثانیاً۔ والدین کی نافرمانی کرنا۔

ثالثاً کسی کو ناحق قتل کرنا۔

رابعاً۔ اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا

خامساً فی سبیل اللہ جنگ مین پیٹھ دینا۔

سادساً یتیمون کا مال کھانا۔

سابعاً جھوٹھی قسم کھانا۔

پس ان سات راہون کو چھوڑ دو کہ جہنم تک لیجاتے ہین۔ ہمکو اور ہمارے پڑھنے والونکو اللہ تعالے محفوظ رکھے آمین ثم آمین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نَحْمَدُہٗ اللّٰہَ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

دوستو اک نظر خدا کے لئے

مسیح موعود کے جان نثار خادم۔ حضور ممدوح ایدہ اللہ کے مقاصد سے واقف۔ دینی ضرورتونکی مہیا کرنیکی پیاس رکھنے والی قوم۔ پھر مین ناحق کا دردسر اُٹھاکر قصہ کو لمبا کرون زمانہ کے معروف چکنے چپڑے فقرے لکھون کیا حاصل صاف اور سیدھی بات کہے دیتا ہون کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کو آپ کی ہمدردی کی سخت ضرورت ہے۔ ممکن ہے کہ اب تک بعض کو معلوم نہ ہو کہ مدرسہ کا خرچ کہان تک بڑھ گیا ہے اور یہی وجہ اُن کی بے التفاتی کی ہو۔ سو سُن لو۔ یکم اگست سے مدرسہ کا ماہوار خرچ مالہ ۱۱۱ عہ ہوگیا ہے۔ علاوہ ماسٹر شیر علی صاحب بی اے کے ایک لایق ٹرینڈ انڈر گریجوایٹ سکنڈ ماسٹر منگوایا گیا ہے۔ ان سب پر بورڈنگ ہوس بنانے کے لئے روپیہ درکار ہے اسلئے کہ طلباء مدرسہ کی ترقی کی تعداد قطعاً اسی پر موقوف ہے۔

دائمی چندہ دینے والے مقرر رقم مین کچھہ اضافہ کرین۔ غافل ہوشیار ہو جائین۔ اور خدا کے لئے مافات کی تلافی کرین اور مقدور والے اچھی یکمشت رقمون سے اعانت کرکے اجر لین۔ وَالسَّلَام

المشتہر

عَبْدُ الْکَرِیْم سیالکوٹی

منجانب سکرٹری مدرسہ تعلیم الاسلام

خطبہ

موعظت

جو حضرت مولنا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے ۲۸ر جولائے ۱۸۹۹ء کو پڑھا

وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَۃٌ فَمِنْھُمْ
مَنْ یَّقُوْلُ اَیُّکُمْ زَادَتْہُ ھٰذِہٖٓ
اِیْمَانًا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
فَزَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّھُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ
وَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ
فَزَادَتْھُمْ رِجْسًا اِلٰی رِجْسِھِمْ
وَمَاتُوْا وَھُمْ کٰفِرُوْنَ سورہ توبہ

جب اللہ کیطرف سے کوئی سورۃ

۲۰ نمبر
محمد اسمٰعیل

آ تار ۱ جاتی ہے تو ان مین سے بعض لوگ کہتے ہین کہ اس سورہ کے نازل ہونے سے کس کے ایمان مین ترقی ہوئی۔ خدا تعالے فرماتا ہے کہ ترقی اُن لوگون ہی کے ایمان مین ہوئی ہے جنکو پہلے سے نور ایمان و یقین عطا ہوا ہے نئی سورۃ کے نازل ہونے سے اُنکو ایک نئی لذت اور نیا سرور ملتا ہے آپس مین خوشیان مناتے ہین لیکن جن کے دل مین روگ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نہین جانتے اُن کے خبث باطن کو اور بھی ترقی ہوتی ہے اور کیٹ پرکیٹ بڑھتی ہے یہان تک کہ اُنہی عناد و عداوت اور اُنہی جلن و سوزش مین ہلاک ہو جاتے ہین۔

خدا تعالے نے انسانی فطرت کی افتاد ایسی رکھی ہے کہ وہ بہت جلد مختلف اسباب سے غفلت کے نیچے دب جاتی ہے چونکہ غفلت کے اسباب سہل اور آسان اور بظاہر خوشنما اور راحت بخش نظر آتے ہین نادان انسان اُن سے متاثر ہوکر غفلت کا بندہ اور غلام بنکر خدا سے دور جا پڑتا ہے۔ ایک ایسا زنگ دل پر بیٹھ جاتا ہے جسکے صیقل کرنے کے ہتھیار (جو استغفار اور رجوع الی اللہ ہین) بدون فضل الٰہی حاصل نہین ہو سکتے۔

مشاہدہ قدرت مین جو خدا تعالی کا کھلا ہوا صحیفہ ہے ہم دیکھتے ہین کہ جیسے نازک اور خوشنما پھول درخت پر آبپاشی چاہتے ہین اور بدون اسکے وہ تازہ اور شگفتہ رہ ہی نہین سکتے خواہ وہ پانی زمین سے آوے یا آسمان سے ٹھیک اسی طرح پر ایمان و یقین کا راحت رسان پھول شگفتہ نہین رہ سکتا جب تک کہ تازہ اور زندہ نشان جو ایمانی ترقی کا موجب ہوتے ہین نازل نہ ہون۔ اگر ایسا نہو تو جیسے وہ غنچہ بند کا بند ہی پژمردہ ہو جاتا ہے جبکہ اُسکو عین وقت پر پانی نہین ملتا۔ ویسے ہی ایمان کا لہلہاتا پودہ یکدم مرجھا کر مردہ ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم نے اس امر پر ایک بات بیان کی ہے۔

فَطَالَ عَلَیْھِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُھُمْ

یہ نصاری اور یہود کی قساوت قلبی اور سنگدلی کی وجہ بیان فرمائی ہے کہ کیونکر وہ **انبیاء علیہم السلام** کی پاک ہدایات اور مقدس نصائح کو بھول گئے) جواب دیا ہے **فطال علیھم الامد** اُن کی امیدونکا زمانہ دراز ہو گیا اُن کی اس انتظاری پر کہ کوئی عالم باعمل آوے مدتہائے دراز گذر گئین۔ اُن کی شبہائے تار کی انتہا نہ ہوئی۔ آخر سنگدلی اور اپنے مخترعہ خیالات مین مشغول ہو گئے۔

اس سے صاف طور پر پتہ لگتا ہے کہ جیسے بارش وقت پر سرسبز کرتی ہے اور انسانون کے کھیتے غلہ سے بھرتے ہین ایسے ہی روحانی بارش کی ضرورت شجر ایمان کے نشوونما اور ترو تازہ ہونے کے لئے ہے۔ بڑی ہی بدقسمت ہے وہ قوم! جس مین روحانی سرسبزی اور بہتری کے لئے یہ سلسلہ نہین ہے!!

بڑا ہی بدنصیب ہے وہ انسان! جسکی امیدون کا خاتمہ ہو چکا اور جسنے مان لیا کہ فلان فلان وقت تک یہ سلسلہ چل کر محدود ہو گیا ایسے انسان! ایسی قوم کے نزدیک خدا تعالے کہان قادر مطلق! اور کہان ہمہ امید اور ہمہ حیات ہو سکتا ہے۔ سچ پوچھو تو اُن کا خدا خدا ہی نہین بلکہ ایک مردہ اور بیت ویا خدا ہے۔ پھر بالمقابل وہ قوم کیسی مبارک اور بیدار بخت قوم ہے جنکا ایمان ہے کہ ہر ضرورت حقہ پر اللہ تعالے کا کلام نازل ہوتا ہے اور اُسی نظام کے موافق جو اس جسمانی اور ظاہری سلسلہ مین ہم دیکھتے ہین کہ جب شدت کی گرمی پڑتی ہے تو مانسون ٹھنڈے جھونکے یک بیک طبیعتون کو نزول باران رحمت کی بشارت دیجاتے ہین اسی طرح پر ٹھیک اسی نظام پر ایمان خشک سالی اور یقین اور معرفت کی اوڑ لگنے پر جب بارش نہین ہوتی (اُسکو اوڑ لگنا کہتے ہین) ایڈیٹر۔ خدا تعالے کی رحمت جوش مارتی ہے اور اپنے برگزیدہ کے ذریعہ روحانی بارش بھیجکر مردہ اور خشک ایمان مین ایک نئی روح پیدا کر دیتی ہے اور یقین اور معرفت کی آنکھ کو کھول دیتی ہے۔

آج روئے زمین مین دیکھلو یہ آیت موجود ہے مگر ذرا سوچو اور بلند نظری سے کام لو کہ اس سے لذت اُٹھانے والی کون قوم ہے؟ وہ کون لوگ ہین جنکے ایمان اس کے پڑھنے سے تازہ اور مضبوط ہوتے ہین؟ کیا وہ جو باوجودیکہ دیکھتے ہین کہ جسمانی نظام مین وقت پر بارشین ہوتی ہین لیکن روحانی دنیا مین ابد الآباد کے لئے روحانی بارش کا امساک قرار دے بیٹھے ہین؟ یا کیا وہ جو مانتے ہین کہ اب بھی خدا اپنے برگزیدہ بندہ کے ذریعہ سے اپنے فضل و رحمت سے دنیا مین معرفت اور یقین کی روشنی پھیلا رہا ہے اور روحانی امراض کے مبتلاؤن کے لئے اُس کا **مسیح** تریاق القلوب کے ذریعہ سے ایک زندگی بخش رہا ہے؟ یقیناً یقیناً وہی آخری قوم! وہی آخری گروہ!! جو **اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ** کا مصداق ہے وہ بدنصیب کیا لذت اُٹھا سکینگے جنہون نے خدا کو ایک گونگا خدا بنایا ہے!!!

ہمارے ہادی کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک وقت ہے اُس روحانی معلم کے پاس کچھ لوگ جمع ہوئے اُن کی تعلیم و تربیت کیونکر ہوئی؟ اسکو کچھ وہی لوگ سمجھ سکتے ہین جنکے دل نور معرفت سے بہرہ ور ہین مگر وہ جو لوگون کے خود ساختہ و خود تراشیدہ خیالات کی پیرو ہین وہ تو غالباً سمجھ بھی نہین سکتے کہ صحابہ نے سلوک کی منزلین کیونکر طے کین۔ مختلف اخلاقی قوتون کے پیدا کرنے کے لئے کیا سامان کیا جو ایسے مستقیم الایمان لوگ پیدا ہو گئے جنہون نے صرف صرف اپنی روحانی اور ایمانی قوت اور یقین کی طاقت سے دنیا کو دکھلا دیا کہ وہ کیسے کیا بن سکتے تھے! اور بن گئے کبھی وہ دیکھتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر دشمنون کیطرف سے

ایک ایسا حملہ ہوا ہے کہ اگر وہ خدا تعالیٰ کی آغوش ربوبیت کا تربیت یافتہ نہوتا تو ہلاک ہو جاتا۔ کبھی بدر کی لڑائی آپکی عظمت کا نشان ہوتی ہے کبھی احزاب کبھی فتح مکہ کبھی کوئی اندرونی نشان بات بات مین اللہ تعالےٰ کی فوق الفوق اور غیب الغیب ہستی کا پتہ لگتا ہے کبھی کسی رؤیا اور کشف کا سُننا اور پورا ہونا اُن کی ایمانی قوتون کے بڑھانے کا موجب ہوتا ہے۔ جسطرح بارش سے سبزہ بڑھتا ہے اُسی طرح پاک صحبت مین رہ کر یہ گروہ ایمانی نشوونما پاتا اور نشان پر نشان دیکھکر خدا کے زندہ ہونیکا یقین تازہ کرتا تھا۔ پس یاد رکھو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک پاک نمونہ دنیا مین موجود ہے۔ اب اگر اس نمونہ کے خلاف کوئی صوفی اور پیر اخلاقی اور روحانی قوتون کے تزکیہ اور نجاستون کے پاک کرنے کے واسطے کوئی ریاضت یا وظیفہ بتلاتا ہے تو مین کھول کر کہتا ہون کہ یاد رکھو اور پھر یاد رکھو کہ وہ طریقہ خدا سے نہین اور وہ نمونہ حقہ نہین ہے بجز اس کے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا اور صحابہ نے جس کی شاگردی کی وہی منجانب اللہ ہے باقی اپنے خیالات اور خود تراشیدہ باتین ہین۔ پس اُن سے بچو! اور دور بھاگو!! کہ انمین زندگی کی روح نہین!!!

اب پھر مین اصل مطلب کیطرف رجوع کرکے کہتا ہون کہ خدا تعالےٰ کے نشان جب نازل ہوتے ہین تو کس کا ایمان بڑھتا ہے؟ ایمان مین اُن کے ترقی ہوتی ہے جنکو پہلے سے نور ایمان ملا ہے۔ آفتاب کی روشنی سے وہی بہرہ ور ہوگا جس کی آنکھ مین روشنی ہے اندھا اُس سے کیا فائدہ اُٹھائے گا۔ میرے دوستو!! کیا آج اللہ تعالےٰ کی شکرگذاری کی جگہ نہین ہے؟ کہ ٹھیک اسی طرح سے جیسے ہمیشہ سے سنت اللہ چلی آئی ہے خدا تعالےٰ کے نشانات کی بارش ہو رہی ہے۔ ہر ہفتہ مین دو تین مرتبہ خدا کے برگزیدہ اور خلیفہ کے مُنہ سے ایسی باتین سنی جاتی ہین جو انسانی طاقتون سے برتر ہوتی ہین۔ پھر اُن کو اُسیطرح پورا ہوتے دیکھکر یقین و معرفت کی قوت مین ایک استحکام اور طاقت آتی ہے۔ آج صرف ہم ہین جو ان آیات کے موافق کہہ سکتے ہین کہ ہمارا ایمان بڑھتا اور تازہ ہوتا ہے۔ ایک عاجز انسان بے زر۔ بے سامان۔ بے زور یعنی دنیوی زور اور طاقت نہین رکھتا اور پھر ایک گاؤن مین پڑا ہے۔ ہم دیکھتے ہین کہ وہ نہ کسی قسم کے منصوبے کرتا ہے اور نہ کرسکتا ہے نہ کسی خادم کو دُکھ دیتا ہے نہ اس کے ہاتھون مین کبھی گدگدی ہوتی ہے کہ کسی بڑے سے بڑے قصور پر بھی کسی کو تھپڑ مارے پھر اس بیکسی و ناطاقتی کی حالت مین کبھی بدر کے قائمقام کسی ایک پادری نہ ایک نہ دو بلکہ سیکڑون بعض ہندوون اور ناعاقبت اندیش مسلمانون کی مجموعی طاقت سے اُسکو نیچا دکھانے کے لئے اور بیگناہ پھانسی کے واسطے اقدام قتل کا مقدمہ کیا جاتا ہے۔ ایکطرف مادی عقل کے بندے نہین بیٹے ایسی متفقہ کوشش کو دیکھکر فتوے دیتے ہین کہ اب اس کا خاتمہ ہے۔ مگر ادھر آسمان سے ملائکہ اُسکو ابرأ سے قصور ٹھیرانا کی راحت بخش آواز سے تسلی اور اطمینان بخشتے ہین اور وہ پورے زور سے اپنی بریت کی بشارت دیتا ہے۔ اب واقعات بتلاتے ہین کہ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدر کے مقام پر فتح ہوئی ٹھیک اُسی کے رنگ مین اس کو بد اندیش دشمنون کے مقابلہ پر بالکل اُسی طرح جیسے وہ پہلے کہہ چکا تھا فتح ملتی ہے۔ اور یون خدا کی باتین پوری ہوتی ہوئی ہم آئے دن دیکھتے ہین۔

اس نے مقدمہ مین کسی کے پاس دانت نکالکر تضرع نہین کی۔ اور نہ اُسے ضرورت پڑی مگر پھر بھی وہی فتحمند ہوا۔ جسکو انا الفتاح کہنے والے نے بشارت دی تھی والحمد للہ علیٰ ذالک

اب تم ہی بتلاؤ! اے قوم کے برگزیدہ لوگو! اے رفتار زمانہ سے آشنا مردو!! ذرا انصاف تو کرو اور کہو کہ کیا ایسے وقت مین قبل از وقت اُسحالت مین جبکہ مادہ پرست سطحی خیالات کے بندے!! دنیوی تدبیرون کے فرزند اُس کے استیصال کا فتویٰ دیتے ہون اور بیشک ظاہری حالات اسی قسم کے ہون یہ کہدینا کہ مین بری ہونگا خدا تعالےٰ کی تائید اور نصرت کے بدون ممکن ہے؟ ہرگز نہین! ہرگز نہین!

پھر

آج کون صوفی یا گدی نشین ہے جسکے پاس رہ کر اس الحاد کے زمانہ مین خدا تعالےٰ پر ایمان زندہ رہ سکتا ہے؟ بولو تو سہی! کیا **سنگھڑ** اور **رتڑ چھتڑ۔ بریلی۔ کلیر۔ پاکپٹن** یہان وہان کی گدی ایمان کو زندگی بخش سکتی ہے۔؟ یقیناً نہین ان گدیون مین فاسق کافر ہون ان مین کچھ امتیاز نہین کوئی فتنہ و امتحان ایسا نہین جو یہان ہے حاکمون کی طرف سے کوئی نگرانی نہین کوئی قطع تعلق اور فتنہ نہین۔ قوم کی طرف سے کفر کے فتوے اور قتل کے فتوے نہین۔ یہی ثبوت اس امر کے لئے کافی ہے کہ وہ خدا سے نہین ہین۔ ایمان کے زندہ کرنے کے لئے ابتلا ضروری ہین مامور من اللہ ابتلاؤن کے نرغہ مین ہوتا ہے کہ خدا پر ایمان زندہ کرے۔ اسکو مختلف قسم کے معرکے اور ہنگامے پیش آتے ہین اور قبل از وقت خبر دیکر وہ کامیاب ہوتا ہے تا لوگون کو دکھلائے کہ وہ خدا کی نگرانی مین ہے۔ بجز اس کے اور کوئی راہ نہین جو خدا تک پہنچا سکے اور یقیناً نہین!!!

مین خدا تعالےٰ کو گواہ رکھکر اسوقت مسجد مین اور پھر محراب مین کھڑا ہو کر خدا کے پاک کلام کو ہاتھ مین لئے ہوئے ایک قوت اور بصیرت کے ساتھ کہتا ہون کہ یہی ایک سلسلہ ہے جو ہادی کامل صلے اللہ علیہ وسلم کے

نقش مستقیم پر ہے - پس میرے دوستو! جو دور ہو یا نزدیک ہو سن لو کسقدر خوشی کی بات ہے کہ ہمارا ایمان نت نئی شادابی حاصل کرتا ہے تم جانتے ہو کہ اس روز جب **لعمان** کی خبر آئی تھی کہ وہان حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد کی نشانات کا ایک پتہ ملتا ہے تو ہمارے سید و مولیٰ **امام** کو کسقدر خوشی ہوئی تھی جیسے اس خوشی کو محفوظ رکھا ہو یہ خوشی صرف دین کی کامیابی کی راہ نکلنے کی وجہ سے تھی - اس خوشی کا باعث صرف یہ تھا کہ اسلام کی زندگی! ہادی انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی!! اور قرآن کریم کی حیات کی ایک ممتاز راہ ہے یاد رکھو کہ اس قسم کی عزت اور دینی حمایت مامور من اللہ کے سوا ہو نہین سکتی!!!

پس میرے دوستو!

تم جہان ہو سنو کہ خدا نے ہمکو موقع دیا ہے کہ ہم اپنے ایمان کو تازہ کرین اور ایک بصیرت اور معرفت حاصل کرین۔

مگر یہ امر بھی سنانا ہی ہے کہ وہ جنکے دل بیمار اور جنکی روح مردہ ہے وہ ایمان کی لذت اور یقین کی حلاوت کی حس کو کھو بیٹھے ہین اس لئے نشان پر نشان دیکھتے ہین مگر مردہ کیطرح بے حس و حرکت پڑے ہین - دیکھو! **کسوف خسوف** نے کسکو خوشی دی؟ ہمکو لیکھرام اور آتھم نے کسکو خوش کیا؟ ہمکو!! لیکن جو بدظنیون کے گڑھے مین گرے ہین انھون نے اور بھی بغض و عداوت مین ترقی کی - کاش! وہ دیکھتے اور ذرا دانش سے کام لیتے کہ ہر سال انپر کیسی شرمندگی کی بلا آتی ہے - ہر سال ہمارے دشمن ہماری قطعی ہلاکت کا حکم لگاتے ہین مگر جب وہ دیکھتے ہین کہ پہلے سے زیادہ قوت اور زور کے ساتھ ہم بڑھتے ہین تو ندامت سے ڈوب نہین مرتے مجھے خوب یاد ہے کہ جب ہمارے امام دہلی مین تھے میرے مخدوم مولوی نورالدین صاحب نے آنے کا ارادہ کیا عبدالواحد غزنوی نے کہا کہ مت جاؤ مرزا دہلی مین ہی یا دہلی سے نکل کر ہلاک ہو جاویگا مگر **كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ** کیا ہی دشمن خدا کا اسکو اب تک زندہ رکھنا ان لوگون کے لئے ڈوب مرنے کی جگہ نہین ؟

ہنری کلارک کے مقدمہ مین دشمن کہتے تھے کہ خاتمہ ہوگیا ؟ کیا نجات کے بعد ان کے لئے منہ چھپانیکا مقام نہ تھا ؟

ابھی پچھلے مقدمہ مین سنت اللہ سے ناواقف - خدا کی باتون سے ناآشنا الہام کے مدعی کہہ اٹھے تھے کہ اب اس مقدمہ کے بعد اس سلسلہ کا خاتمہ ہے ؟ کیا دن دونی رات چوگنی ترقی نے ان کو ابھی سوچنے اور غور کرنے کی طرف توجہ نہ دلائی ؟ آہ! وہ کیون نہین سوچتے!! اور کیون نہین سوچتے!!! حق تو یہ تھا کہ اب خدا کے اس مامور پر ایمان لے آتے اور اس ایمانی لذت اور معرفت یقین کی حلاوت سے بہرہ اندوز ہوتے جو مومن کے لئے مخصوص ہے مین اس سلسلہ کو کہان تک لمبا کرون یہ ناعاقبت اندیش ہر سال مین دو دفعہ یا ایک دفعہ بربادی کا حکم لگاتے ہین مگر ان کی باتین ان کے ہی منہ پر ماری جاتی ہین اور یہ خدا کا مرد بڑھتا ہے اور پہلے سے زیادہ قوت و استحکام کے ساتھ قدم اٹھاتا ہے **ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ**۔

ان ناعاقبت اندیشون نے جب ہر طرف سے ذلت ہی ذلت دیکھی تو اب مشہور کیا ہے کہ ولایت ختم ہوگئی مگر عنقریب **تریاق القلوب** انکو بتلادے گا کہ وہ کیا کرتا ہے۔

الغرض دوستو! آج ان آیات کی عظمت اور سچائی دنیا مین صرف یہی سلسلہ عملی طور پر دکھا رہا ہے پس اس کی قدر کرو - اور اس سے فائدہ اٹھاؤ۔

اللہ تعالےٰ مجھکو اور میرے حاضر و غائب دوستون کو سچی قدر کی توفیق دے اور ہماری زندگی موت اور حشر اسی سلسلہ مین ہو **رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ** آمین

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

مندرجہ بالا الفاظ جو اسلام کے پہلی اصل کے نام سے موسوم ہین اپنے اندر جو کمالات رکھتے ہین ہم چاہتے ہین کہ کسی قدر مختصر طور پر انھین بیان کرین -

اس کلمہ کے دو جزو ہین - پہلا جزو **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** ہے جس کے معنی ہین کہ کوئی بھی (خواہ وہ کچھ ہی کیون نہو) بجز اللہ تعالےٰ کے محبوب مطلوب معبود اور مطاع نہین +

محبت کا منبع اور اصل دو چیزین ہین - اوّل محبوب کا کمال حسن مین یکتا اور فرد ہونا دوم اس کے احسانات اور انواع و اقسام کی مروتون کا بے انتہا ہونا - پس اللہ تعالےٰ کے حسن اور احسان کے مقابل مین کیا چیز ہو سکتی ہے - جب کہ ہر ایک چیز اس کی مخلوق اور پھر ہر چیز انسان کی خادم اور بے منت و مزدوری اسکے کام مین لگی ہوئی ہے اور ہر ایک اپنی زبان حال سے **يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ** کے مصداق ہے

لہذا کوئی محبوب - اگر ہو سکتا ہے تو وہی جسکو **اللہ** کہتے ہین - اور **اللہ** لغت عرب کی رو سے اسکو کہتے ہین جو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام نقایص اور عیوب سے منزہ اور مبرا ہو یہی وجہ ہے کہ **اللہ** تعالے کو **قرآن** شریف مین ہر جگہ موصوف کیا ہے

غرض **اسلام** نے بتلایا ہے کہ دنیا مین اگر کوئی محبوب ہو سکتا ہے تو وہ **اللہ** ہے - محبوب مطلوب ہی ہوتا ہے اور لذت محبت کا تقاضا ہی عبادت جون جون انسان پر خدا تعالےٰ کے حسن و احسان کے نظارے کھلتے جائینگے اور ظلمانی حجب اور درمیانی پردے اٹھتے جائینگے وہ اپنی عبودیت کے اقرار مین ترقی کرتا جائے گا اور اس کی رضا جوئی کے لئے مشتاق وار دوڑے گا۔

پرستش کے بھی تین درجے ہوتے ہین یا از روئے خوف کے ہو یا پرستش از روئے طمع کے یا پرستش از روئے محبت کے۔ ان تین مراتب کے علاوہ ایک اور درجہ بھی پرستش کا ہے جو از روئے تشکر کے ہوا کرتی ہے اور حقیقت مین شکر اس حمد کا نام ہے جو منعم کے عطای انعام پر کی جاتی ہے اور یہ پرستش ہر سہ اقسام متذکرہ بالا پر مشتمل ہے۔ اب معلوم ہوا کہ تحقق کامل مضمون لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا یہ ہے کہ صرف اسی سے ڈرے اور اسی سے امید رکھے اور اسی ایک سے پیار کرے ڈر انسان کو اس سے پیدا ہو سکتا ہے جو انسان کی اپنی مجموعی طاقتون سے بالاتر اور قوی تر ہو۔ پس اللہ تعالی سے بڑھکر جو القہار ہے کون قوی ہوسکتا ہے ہوی اس کی صفت القہار اسکی صفت غالب اسکی صفت ذوانتقام اسکی صفت وہ پھر کوئی قوت کوئی طاقت زمین آسمان مین کونسی ہو سکتی ہے جس سے انسان ڈرے؟ صرف اسی سے اور ہان اسی سے جو اللہ ہے طمع اور امید اس سے پیدا ہوسکتی ہے جو املاک وخزائن کا مالک ہو۔ اور با این ہمہ احسان اور عام ربوبیت اس کی شان ہو۔ اب غور کرو کہ اللہ تعالی سے بڑھکر کون خزائن و املاک کا مالک ہوسکتا ہے وہ جسکو چاہے بادشاہ کرے اور جسے چاہے ذلیل کرے وہی ہے جو خزائن کا مالک ہے اور پھر وہی ہے جو رب العلمین ہے رحمن ہے رحیم ہے بدون کسی عمل کے ہماری پرورش کر رہی ہے اور بے انتہا اجرام ارضی و سماوی کو ہماری کام مین لگا رکھا ہے پس اس سے بڑھکر جائے امید کون ؟

محبت کے لئے ہم حسن اور احسان اصل بتلا چکے اور یہ اکمل طور پر اللہ تعالے مین پائے جاتے ہین بلکہ ایسے طور پر کہ کل دنیا کی مخلوق بھی ابدا ابدا اس کے احسانات وحسن کا ایک شمہ بھی بیان نہین کر سکتے۔

غرض توحید کے ان مدارج کو حاصل کرنا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا مفہوم و مقصود ہے۔ مگر اس توحید تک پہنچنا انسان کے اپنے ہاتھ مین نہین ہے بلکہ اللہ تعالے ہی کے فضل پر موقوف ہے۔ پس اللہ تعالے نے جیساکہ اسکی رحمت کا دسترخوان وسیع اور عام ہے اپنے اس فضل کو بھی مخصوص نہین کیا عام کیا جو چاہے اس سے بہرہ حاصل کرے۔ ہان جیساکہ اسکا قانون اور سنت ہے کہ ہر ایک حاجت کے پورا کرنے کے لئے ایک ایک وسیلہ اور اسباب رکھدیا ہے جیسے کانون کی شنوائی کے لئے ہوا کا وجود ہے بینائی کے لئے سورج کی روشنی۔ اسی طرح پر اس فضل کے حقدارون کے لئے ایک ذریعہ رکھا ہے جو قرآن شریف کے نام سے موسوم ہے۔ اسجگہ ان لوگون کے وہم کا بھی ازالہ ہوتا ہے جو یہ کہتے ہین کہ جب مدار نجات توحید پر ہے تو پھر مسلمان کی کیا خصوصیت ہے بلکہ جو شخص توحید اختیار کریگا وہ نجات پالے گا۔ یہ ایک دھوکا ہے جو غور نہ کرنے والی کجرو طبیعتون کو پیدا ہوا ہے ان کو خیال کرنا چاہئے کہ بیشک مدار نجات توحید پر ہے لیکن توحید کا حاصل کرنا اور صدہا وساوس اور ظنون منافی توحید سے اپنے دل کو پاک کرنا یہ ایک ایسا امر ہے جو ایک کامل قانون اور مصفا اور اتم ہدایت کے بدون ممکن نہین ہے جو قرآن شریف ہے کیونکہ اکمل و اتم ہدایت ہونے کا اسکا دعوی ہے اور نہ صرف دعوے بلکہ ایک ثابت شدہ صداقت ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ دنیا مین بجز اہل اسلام کے اور کوئی فرقہ توحید خالص پر قائم نہین اور ذات باری کے ساتھ مختلف شریک ان کو تجویز کرنے پڑے۔ پس توحید کامل جسپر مدار نجات ہے وہ صرف قرآن شریف لایا ہے اور دوسرے لوگون کی توحید در اصل توحید ہی نہین۔ بلکہ وہ شرک کی ملونی اپنے اندر رکھتی ہے پس قرآن شریف پر ایمان لانا ضروری ہوا۔ تاکہ وہ کامل تیقن جو توحید کا مفہوم ہے حاصل ہو۔ اور یہ اسیکو دیا جاتا ہے جو کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے۔ اور یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ توحید کامل محبت الٰہیہ کے لئے لازمی ہے۔ اور یہ امر خدا تعالے نے خود فیصل کر دیا ہے کہ محبت الٰہیہ کا حصول بدون محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو نہین ہوسکتا جیسے کہ خدا نے فرمایا

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ پس کلمہ شریف کے دوسرے جزو پر ایمان لانا ضروری ہوا۔ یہ ہے مختصر سی حقیقت کلمہ طیبہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

کی

ستارہ قیصرہ

مندرجہ بالا نام کا ایک مختصر رسالہ ابھی چھپکر طیار ہوا ہے جسمین حضرت ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی برکات کا ذکر ہے اور یہ بیان ہے کہ جناب ملکہ ممدوحہ کے عہد عدالت مہد مین اور ان کے نہایت روشن ستارہ کی تاثیر سے انواع اقسام کی زمینی اور آسمانی برکتین ظہور مین آئین ہین۔ الغرض یہ ایک دلچسپ اور لطیف رسالہ ہے اسکی صرف (۳۰۰) کاپیان طبع ہوئی ہین قیمت ۲؍ ہے مہتمم مطبع ضیاء الاسلام قادیان کے نام درخواست کرنے پر مل سکتا ہے۔

قبول اسلام

اخبار عام مظہر ہے کہ مراد آباد کے مشہور منشی اندمن مرادآبادی کے نبیرہ جگوتی سہای پسر لالہ نراین داس پلیڈر نے دہلی مین اسلام قبول کیا۔ منشی اندمن کو جسقدر اسلام کے ساتھ ضد اور عداوت تھی وہ اظہر من الشمس ہے مگر کرشمہ قدرت تو دیکھو انکی نسل مین سے اسلام کی صداقت پر مہر لگانیوالا پیدا ہوا والحمد للہ علی ذلک

مرہم عیسیٰ یا مرہم رسل یا مرہم حواریین

یہ مرہم نہایت مبارک مرہم ہی خونی زخموں اور جراحتوں اور نیز زخموں کے نشان معدوم کرنیکے لئے نہایت نافع ہے

یہ وہ مرہم ہے جو واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے صلیبی زخموں کے واسطے بنائی گئی تھی جبکہ جب مسیح صلیب کے بعد اپنے حواریوں کو ملے اور اپنے وہ زخم ان کو دکھائے جو صلیب پر کھینچنے سے آپ کے ہاتھوں اور پیروں میں لوہے کے کیل ٹھونکنے سے لگ گئے تھے تو حضرت مسیح کے ان چوٹوں اور زخموں کے لئے یہ مرہم طیار ہوئی

جو برابر چالیس روز تک حضرت مسیح کی صلیبی زخموں پر لگتی رہی اور اسی سے خدا تعالیٰ نے آپکو شفا بخشی

اور اس مرہم کا اس تواتر سے طبی کتابوں میں ذکر ہے کہ ہر ایک مذہب کے فاضل طبیب نے کیا عیسائی ڈاکٹر اور کیا یہودی مجوسی طبیب اور کیا اطبار اسلام سب نے اس مرہم کو اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور سب نے اس مرہم کے بارہ میں یہی بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے حواریوں نے اسکو بنایا تھا۔ چنانچہ ہزار کتاب سے زیادہ میں اس مرہم عیسیٰ کا ذکر معہ تسمیہ درج ہے اور اس کے عجیب و غریب فوائد کی سب نے شہادت دی ہے اور اسکی اکسیر تاثیر کو تمام طبیبوں نے تسلیم کیا ہے غرض اس مرہم کی تعریف میں اسقدر لکھنا کافی ہے کہ

حضرت مسیح تو بیماروں کو اچھا کرتے تھے مگر اس مرہم نے حضرت مسیح کو اچھا کیا

یہ مرہم تمام قسم کے زخموں کیلئے نہایت پرتاثیر دوا ہے

اس کے لگانے کے ساتھ ہی زخم کی اصلاح شروع ہو جاتی ہے اور پھر زخم مندمل ہو جاتے ہیں مندرجہ ذیل امراض کے لئے جسقدر مرہم اور مالش کے تیل آجکل رائج ہیں سب سے بہتر اور زود اثر مفید ہی نہایت احتیاط سے اصل اجزا کو مہیا کرکے اس مرہم کو طیار کیا جاتا ہے

طاعون کے زخم، خنازیر کے گھاؤ، گلٹیاں، چوٹوں کے زخم، پھنسی، پھوڑے، گنج، خارش، طرح طرح کی جلدی بیماریاں، ہر قسم کے ناسور، پرانے گندے زخم، تلی کا ورم، بواسیر کا درد، ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا، کان سے ریم بہنا، جانوروں کا کاٹ لینا، جلجانا، عورتوں کی خطرناک بیماریاں، طاعون وغیرہ قیمت فی ڈبیہ عہ ۱۲/

کارخانہ مرہم عیسیٰ

حکیم محمد حسین لاہور بھاٹی دروازہ سے طلب کرو

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون و الیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی دھند جالا پروال غبار پھولا تبکل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اوراد ویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عا ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ے ر خالص ممیرہ فی ماشہ عـــہ ۲۰ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہار ونسے بچنا چاہیے۔

المشتہر- پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید وطبی بالخصوص معضلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا وصند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے۔ اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے معضلات مین جہان لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے۔ اس لئے مین بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔

راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

۲ مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمرہ ۴۰ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکونمین جوز دجوزد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین ان مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پروسکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی مرض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج

۳ مین نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھندلا اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنی زیر علاج کئی اک قسم کے مریضون پہ استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لئے ۹ مارچ ۱۹۰۹ء کو جمع کیا گیا ہے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان مین شیخ یعقوب علی مالک وایڈیٹر کے لئے چھپکر شایع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

نمبر ۳۱ قادیان دار الامن والامان ۲۳ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۷ھ مطابق ۳۱ اگست ۱۸۹۹ء جلد ۳

DIPALPUR B.O. 10 SE 99 JULLUNDUR

مکتوب امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علیشاہ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ ۔ بعد سلام مسنون آنمخدوم کا عنایت نامہ پہونچا یہ عاجز اگرچہ بہت چاہتا ہے کہ آنمخدوم کے بار بار لکھنے کی تعمیل کرے مگر کچھ خداوند کریم ہی کی طرف سے ایسے اسباب آپڑتے ہین کہ رک جاتا ہون نہین معلوم کہ حضرت احدیت کی کیا مرضی ہے عاجز بندہ بغیر اس کی مشیت کے قدم اٹھا نہین سکتا

ایک رات **خواب** مین دیکھا کہ کسی مکان پر جو یاد نہین رہا یہ عاجز موجود ہے اور بہت سے نئے نئے آدمی جنسے سابق تعارف نہین ملنے کو آئے ہوے ہین اور **آپ** بھی ان کے ساتھ موجود ہین مگر معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اور مکان ہے **ان لوگون نے** اس عاجز مین کوئی بات دیکھی ہے جو انکو **ناگوار** گذری ہے سو ان **سب کے دل منقطع** ہوگئے اس وقت مجھکو کہا کہ وضع بدل لو مینے کہا کہ نہین **بدعت ہے** سو وہ لوگ بیزار ہوگئے اور ایک دوسرے مکان مین جو ساتھ ہے بیٹھ گئے تب شاید آپ بھی ساتھ ہین ۔ مین آپ کے پاس گیا تا اپنی امامت سے ان کو نماز پڑھاؤن پھر بھی انھون نے بیزاری سے کہا کہ ہم نماز پڑھ چکے ہین تب اس عاجز نے ان سے علحدہ ہونا اور کنارہ کرنا چاہا اور باہر نکلنے کے لئے قدم اٹھایا معلوم ہوا کہ ان سب مین سے **ایک شخص** چلا آتا ہے جب نظر اٹھا کر دیکھا تو **آپ ہین**

اب اگرچہ خوابون مین تعینات معتبر نہین ہوتے اور اگر خدا چاہے تو تقدیرات معلقہ کو مبدل بھی کر دیتا ہے لیکن اندیشہ ہی گذرتا ہے کہ خدا نخواستہ وہ آپ ہی کا شبیہ نہ ہو ۔

لوگون کے شوق اور ارادت پر آپ خوش نہ ہون ۔ حقیقی شوق اور ارادت کہ جو لغزش اور ابتلا کے مقابلہ پر کچھ ٹھہر سکے لاکھون مین سے کسی ایک کو ہوتا ہے ورنہ اکثر لوگون کے دل تھوڑی تھوڑی بات مین بدظنی کیطرف جھک جاتے ہین اور پھر پہلے حال سے پچھلا حال ان کا بدتر ہو جاتا ہے ۔ صادق الارادت وہ شخص ہے کہ جو رابطہ توڑنے کے لیے جلد تر طیار نہ ہو جائے اور اگر ایسا شخص جسپر ارادت بھی کسی فسق اور معصیت مین مبتلا نظر آوے یا کسی اور قسم کا ظلم اور تعدی اس کے ہاتھ سے ظاہر ہوتا دیکھے یا کچھ اسباب اور اشیاء منہیات کے اس کے مکان پر موجود پاوے تو جلد تر اپنے جامہ سے باہر نہ آوے اور اپنی دیرینہ خدمت اور ارادت کو ایک ساعت مین برباد نہ کرے بلکہ یقیناً دل مین سمجھے کہ یہ ایک ابتلا ہے جو میرے لئے پیش آیا اور اپنی ارادت اور عقیدت مین ایک ذرہ فتور پیدا نہ کرے اور کوئی اعتراض پیش نہ کرے اور خدا سے چاہے کہ اسکو اس ابتلا سے نجات بخشے اور اگر ایسا نہین تو کسی نہ کسی وقت اس کے لئے ٹھوکر درپیش ہے ۔ جنپر خدا کی نظر لطف ہے ان کو خدا نے ایک مشرب پر نہین رکھا بعض کو کوئی مشرب بخشا اور بعض کو کوئی اور ۔ ان لوگون مین ایسے مشرب بھی ہین کہ جو ظاہری علماء کی

نوٹ شیخ عبد القدوس قطب العالم گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب مین یہ جو بہت صحیح تحریر فرمایا ہے کہ (علمائے ظواہر جہلائے مطلق اند) - جمالی

سمجھ سے بہت دور ہیں حضرت موسیٰ جیسے اولو العزم مرسل خضر کے کاموں کو دیکھکر سراسیمہ اور حیران ہوئے اور ہر چند وعدہ بھی کیا کہ میں اعتراض نہیں کرونگا مگر جوش شریعت سے اعتراض کر بیٹھے اور وہ اپنے حال میں معذور تھے اور خضر اپنے حال میں معذور تھا غرض اس مشرب کے لوگوں کی خدمت میں ارادت کے ساتھ آنا آسان ہے مگر ارادت کو سلامت لیجانا مشکل ہے بات یہ ہے کہ خدا کو ہر ایک زاہد کا ابتلا منظور ہے تا وہ ان پر انکی چھپی ہوئی بیماریاں ظاہر کرے سو نہایت بدقسمت وہ شخص ہے کہ جو اس ابتلا کے وقت تباہ ہو جائے کاش اگر وہ دور کا دور ہی رہتا۔ تو اس کے لئے اچھا ہوتا ابوجہل کچھ سب سے زیادہ شریر تھا رسالت کے زمانہ نے اسکا پردہ فاش کیا اگر کسی بعد کی صدی میں کسی مسلمان کے گھر پیدا ہو جاتا تو شاید وہ خبث اس کی چھپی رہتی سو خبث امتحان ہی سے ظاہر ہوتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ آنمخدوم ابھی اس عاجز کی تکلیف بیعت کے لئے بہت زور نہ دیں کہ کئی اندیشوں کا محل ہے۔ یہ عاجز معمولی زاہدوں اور عابدوں کے مشرب پر نہیں اور نہ ان کی رسم اور عادت کے مطابق اوقات رکھتا ہے بلکہ ان کے پیرایہ سے نہایت بیگانہ اور دور ہے **سیفعل اللہ ما یشاء** اگر خدا نے چاہا تو وہ قادر ہے کہ اپنے خاص ایما سے اجازت فرماوے ہر ایک کو اسجگہ کے آنے سے روکدیں اور جو پردہ غیب میں مخفی ہے اس کے ظہور کے منتظر رہیں باقی سب خیریت ہے ۱۰ر جنوری ۱۸۸۳ء مطابق ۸ ربیع الاول ۱۳۰۱ھ

یہ مکتوب مقدس

خوب غور سے پڑھ جاوے کیونکہ اس سے اس عظیم الشان پیشگوئی کا پتہ لگتا ہے جو عباس علی کے انکار سے وابستہ ہے یہ اللہ تعالے کا فضل ہے جس نے سترہ برس پہلے ایک واقعہ کی خبر دی اور وہ پوری ہوئی۔ (ایڈیٹر)

مِعیار الصادقین

۲۵ اگست ۱۸۹۹ء کے جمعہ کے خطبہ میں ہمارے محسن و مخدوم حضرت مولانا مولوی **عبد الکریم** صاحب سیالکوٹی نے جو مضمون بیان فرمایا اس میں ایک راستباز مامور من اللہ مؤید بتائید کی شناخت پر **قرآن کریم** کی ایک آیۃ شریفہ سے استنباط کیا گیا تھا۔ اس لئے آج کے خطبہ کو ہم مندرجہ بالا عنوان سے لکھتے ہیں **قرآن کریم** میں اللہ تعالے نے اپنے مرسل اور مامور بندوں کی شناخت اور امتیاز کے مختلف اصول بتلائے ہیں انمیں سے ایک اصول اور امتیازی نشان جو خصوصیت کے ساتھ ان کو دیا جاتا ہے وہ ہے جو ہمارے محسن و مخدوم نے بیان فرمایا ہے اب کسی تمہید کے بغیر ہم مولانا صاحب کی تقریر کو درج کرتے ہیں

(ایڈیٹر)

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا

میرے دل میں ایک خیال ہے۔ خیال نہیں بلکہ اک عرصہ دراز کی فکر اور غور کا یقینی نتیجہ اور تجربہ جسنے میرے دل کو ایک طاقت اور میری روح کو ایک لذت بخشی ہے اور جسنے مجھے بصیرت کے ساتھ ان باتوں پر پہنچا دیا ہے جو اس آیت کے متعلق اپنے دوستوں کو سناتا ہوں۔

خدا فرماتا ہے ہماری ابدی عادت اور لاتبدیل سنت ہے کہ اس دنیا کی زندگی میں اپنے رسولوں کو نہ صرف رسولوں کو بلکہ ان کے سچے متبعین مومنین کو بھی ایک امتیازی نصرت کا نشان دیتے ہیں۔ اور اس دن جب کل اولیاء و اخیار کل راستباز اور صادق غرضیکہ کل مخلوق اس میدان محشر میں جمع ہوگی ان کو اور بھی عزت و امتیاز دیا جاوے گا۔

یہ ایک قانون الہی ہے جو مرسلین اور مومنین کے ساتھ ایک خصوصیت رکھتا ہے۔ میں ابھی بتلاؤں گا کہ اللہ تعالے کی اس سنت محکمہ نے مختلف اوقات میں کیونکر اپنی صداقت کی چمکار دکھلائی ہے اور کیونکر ہر زمانہ میں اس کے تجربہ نے گواہی دی ہے۔ میں یہ بھی بتلاؤں گا کہ اللہ تعالے کا یہ یقینی اور کبھی کبھی بھی خطا نہ کرنے والا وعدہ قرآن کریم کی عظمت۔ اللہ تعالے کی ہستی کا زبردست ثبوت۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل رسالت کی برہان اپنے اندر رکھتا ہے کیونکہ جب اس کو ہم بالکل اپنے الفاظ کے ساتھ پورا ہوتا ہوا ہر زمانہ میں دیکھتے ہیں تو کسقدر ایمان اللہ تعالے کی مقتدر ہستی اس کی پاک اور کامل کتاب اور اس کے اصفی الاصفیا نامی کامل پر بڑھتا ہے۔

ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی بڑے آدمی سے دوستی رکھتا ہے تو اس کی دوستی کے ایسے بین ثبوت اسکے پاس ہوتے ہیں کہ دنیا کو پتہ لگ جاتا ہے اور وہ خود سمجھ جاتی ہے کہ فلاں عظیم الشان انسان سے اسکا تعلق ہے۔ ایک جلیل القدر بادشاہ کا مقرب کیونکر مقرب سمجھا جاتا ہے اس کے پاس امتیاز کا ایک علانیہ اور روشن نشان ہوتا ہے بادشاہ کے آئے دن انعام و اکرام اور اس کو مختلف قسم کے رتبے اور اعزاز عنایت کرنا اس کی باتوں کو سننا اس کی خاطر سے بعض انتظاموں کو جو لوگوں کی نظر میں لاتبدیل اور غیر ممکن سمجھے گئے ہوں بدل دینا۔ یہ ایسی باتیں ہوتی ہیں جو عام طور پر مقرب بارگاہ سلطانی کی شناخت کا معیار سمجھی جاتی ہیں۔ مگر ایک شخص جو کہیں دور سے بادشاہ کی کسی بات کو سنکر یہ کہتا ہے کہ میں

بادشاہ کی بات سنی اُس کے الفاظ بہری گنبد کان مین گونجے کیا اُسکو سزاوار ہی کہ وہ یہ دعوے کرے کہ مین بادشاہ کا مقرب ہون وہ فخر نہین کرسکتا۔ اور اگر وہ ایسا دعوے کرے تو اُسے ضرور خبطی اور بے سمجھ کہا جاویگا اور کوئی دانشمند اُس کی اثبات پر بدون کسی ایسے امتیازی نشان کے جو ایک مقرب سلطانی کو ملتے ہین ہرگز ہرگز یقین نہ کرے گا۔ الغرض مین سمجھتا ہون کہ اسبات کا سمجھ لینا مشکل نہین کہ تقرب کے لئے خواہ کسی سے ہو خاص نشان ہین اور وہ ایسے عام ہوتے ہین کہ مقرب الیہ کی طاقت اور قوت کے آثار اپنے مقرب مین جلوہ گر ہوتے ہین اور وہ سب اُن کو شناخت کرسکتے ہین جو ایک فراست اور روشنی اپنے اندر رکھتے ہین۔

مین اس شبہ کو بھی ساتھ دور کر دینا چاہتا ہون کہ یہ نشانات نہ عام طور پر لئے ہین جنکو سب جانتے ہین بعض خاص نشان بھی اُسکو دئے جاتے ہین جس سے عام لوگ کسی قسم کا اندازہ کرنے کی سمجھ نہین رکھتے۔ اور بعض نادان جو اپنی اندرونی بیماریون کی وجہ سے غور و فکر کی قوتین کھو بیٹھتے ہین وہ ان نشانات کو دیکھکر بھی بہک جاتے ہین۔ غرض یہ ایک عام اصول ہے جو اس مادی نظام مین ہم دیکھتے ہین اور جس سے انکار نہین ہوسکتا اسی طرح پر اس کے ہمرنگ روحانی دنیا کا ایک نظام اور قانون ہے جسکو اللہ تعالےٰ اس آیت مین جو مینے پڑھی ہے بیان فرمایا ہے۔ آج ہم دیکھتے ہین کہ بہت سے مدعی موجود ہین جو تقرب الٰہی کا دعوے کرتے ہین۔ کوئی گدی نشین اور سجادہ نشین ہونے کا مدعی ہے۔ کوئی خلق اللہ کی مشکلکشائی اپنی مٹھی مین قرار دیتا ہے بلا خیال اس امر کے کہ تعظیم لامر اللہ کے مخالف ہے یا موافق۔ اسی طرح پر بہت سے دعویدار موجود ہین۔ پس کیا معیار ہے جس سے ان مدعیون کے دعاوی کی تحقیق اور کامل جانچ پڑتال ہو کر ایک صادق راستباز شناخت ہو؟ کیا یہ معاملہ کچھ ملتبس اور مشکوک ہے اور کیا خدا نے راستی اور صداقت کے طلبگارون کو ایک حیرانی مین ڈال رکھا ہے اور کوئی راہ امتیاز کا نہین رکھا؟ دنیا کے جسمانی اور مادی عالم مین ہر ایک چیز کی شناخت کے لئے مختلف معیار ہین سونے چاندی کی کسوٹیان موجود ہین۔ حساب کے پیمانے اور ناپ تول کے اوزان مقرر ہین پھر کیا روحانی عالم کے لئے جو انسان کی زندگی کا اصل مقصود اور محبوب ہے کوئی معیار نہین؟ نہین نہین ہے اور زبردست معیار موجود ہے جو انسان کو گھبراہٹ اور حیرت کی تاریکی سے نکال کر یقین اور صداقت کی روشنی مین لے آتا ہے۔

وہ عظیم الشان معیار اور کبھی خطا نہ کرنے والا محک جسپر **توریت** اور تمام **صحف انبیاء** نے مدار رکھا ہے اور جسکو آخر کامل و خاتم الکتب **کتاب** نے معیار قرار دیا ہے اور جو ثابت کرتا ہے کہ ایک راستباز کب خدا کیطرف سے مامور اور مؤید ہوتا ہے یہ ہے کہ الہام مین ایسی پیشگوئیان ہون جنمین اقتدار اور قاہری طاقت ہو۔ اور خدا کے وجود کو بتلا دینے والی اور کپکپا دینے والی قدرت ہو اور پھر اللہ جلشانہ ٹھیک اُسی طرح جسطرح اُس کے الفاظ کا منشاء ہو جو پیشگوئی مین موجود ہے اُسے پورا کر دے۔ بڑے بڑے عقلمند اور دانشمند زمانہ سچائی کے معیار مقرر کرنے مین ٹھوکرین کھاتے رہتے ہین۔

مینے یورپ کے بڑے بڑے فلاسفرون کی کتابین پڑھی ہین اور دیکھا ہے کہ اس امر نے اُن کو سخت حیران کیا ہے؟ بلکہ ایک تو راستی اور صداقت کے موجود ہونے سے ہی منکر ہو بیٹھا اور دنیا کی ہر بات کو خواہ وہ تجربہ صحیحہ سے بھی کیسی ہی ثابت شدہ صداقت کیون نہ ہو؟ ایک ظنی امر خیال کرتا ہے۔ مگر خدا کی روشن کتاب یہ معیار بتلاتی ہے اور بس یہی معیار ہے۔ تجربہ اور تاریخ شہادت دیتی ہے کہ ایک بیکس بے بس بے حشم کوئی مدد لشکر اور سامان اُس کے ساتھ نہین اُسی بیکسی کیحالت مین کہتا ہے کہ دیکھو مین مظفر و منصور ہونگا اور میرے دشمن کے شامل حال خذلان اور ناکامی ہوگی۔ خدا کا مقابلہ کرنے والا اپلج ہوگا۔ یہ بات ایسی ہے کہ اُسوقت ناعاقبت اندیش مخالفون کے نزدیک ایک معمولی بات تھی مگر آخر واقعات نے دکھلا دیا کہ کامیابی نے کس کی رکاب کو چوما۔ اور ذلت و ناکامی نے کس کو اپنی گود مین اٹھا لیا۔ یہ بات ایسی ثابت شدہ صداقت ہے کہ کوئی فلسفی اور عقل پرست اسکو رد نہین کرسکتا۔ احمقون نے بڑے بڑے اعتراضات معجزات پر کئے ہین اور اپنے خیال مین معجزہ کی ایسی تعریف کی ہے کہ اسپر اعتراض ہونا چاہئے۔ مینے جہانتک معجزات پر اعتراض کرنے والون کی رائے کی توزین کی ہے یہی معلوم ہوا ہے کہ ایک گدھا دوسرے گدھے کی پیروی کرتا رہا ہے۔ ان نادانون کو جو **اسلام** اور اُس کے **کامل ہادی علیہ الصلوٰۃ والسلام** کی عزت پر حرف لانے والے تھے خدا نے رد کر دیا اور محروم کر کے اپنی معرفت اور نور کا کرشمہ کسی اور کے ذریعہ سے دکھایا جو اس **صدی کا مجدد** اور امت مرحومہ کے **مرضوں کا مسیح** اور گمراہ قوم کا **مہدی** ہے اُس نے اس راز کو کھولا۔ کہ **قرآن کریم** نے جس معجزہ کا دعویٰ کیا ہے اور جو قیامت تک تازہ اور نیا رہیگا اور کوئی اُسے رد نہین کرسکتا وہ ہی غالب اور مقتدر پیشگوئی کرنا اور پھر اُس کا پورا ہونا۔ کیونکہ یہ تو ایک مسلم امر ہے کہ ایک محدود و خیالات محدود و قوت کا انسان جو آئے دن ضعف اور بیماریون کا عرضہ بنا ہوا ہے۔ پس ایسی ضعیف ہستی جو قدرت کے نشانہ کی نشانہ بنی ہو رہی ہے ممکن نہین ایک ہیبت و جبروت

بھری ہوئی پیشگوئی کر سکے اور پھر اسی طرح پوری بھی ہو۔

لہذا جبکہ صحیفون اور کلام الٰہی کی بنا پر خدا کے مقرب کا یہ نشان ہے کہ خدا ان سے کلام کرتا ہے اور اس مین خدا کے اقتداری اور جبروتی پیشگوئیان ہوتی ہین۔ اور وہ نہین ٹل سکتین۔ زمین و آسمان ٹل جاوین مگر خدا کی باتین پوری ہی ہوتی ہین۔ یہ پیشگوئیان بتلا دیتی ہین کہ وہ خدا سے ہے اور خدا مین ہو کر بولتا ہے لیکن ایک آدمی جو کہتا ہے کہ مجھے الہام ہوتا ہے اور میری دعا سے فلان صاحب کے گھر لڑکا ہو گیا اس کا کیا ثبوت ہے۔ ایسا ہر ایک شخص کہتا ہے اور یہ کہہ سکتا ہے میرے دوستو! جب تک اس کے کلام مین خدایانہ پیشگوئی نہین اور پھر وہ اپنے الفاظ کے منشا کے موافق پوری نہین ہوتی اس کی باتین نری باتین ہی باتین ہین۔ مین کسقدر خوشی سرور اور بصیرت سے سناتا ہون **اَنَا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا** یعنی ہم کو اپنی ذات کی قسم ہے ہماری خدائی یون ہی چلتی ہے ہان ہماری الوہیت کا یہی اقتضا ہے کہ ہم اپنے رسولون کی نصرت کرتے ہین اور پھر یہ نصرت ادھار نہین اور وعدہ ہی کے رنگ مین نہین بلکہ اسی دنیا مین دکھا دیتے ہین کہ وہ سچے ہین اور پھر ان کے ساتھ والے سچے مومن اور متبع بھی اس نصرت سے بہرہ ور ہوتے ہین۔

اب یہ ایک معیار ہے جو خدا تعالےٰ نے خود اپنے صادقون راستبازون اور مامورین کی حقیقت اور صداقت کی پرکھ کے لئے مقرر کیا ہے آج جو مدعی اس کا ہو بہتر اور مناسب یہی ہے کہ اس کے دعوے کو اس کسوٹی پر پرکھ لین۔ کچھ ضرور نہین کہ لفظی بحثون اور فضول جھگڑون مین پڑین۔ خدا کا مقرر کردہ معیار موجود ہے اسپر آزماؤ حضرت اقدس جناب **مسیح موعود** کے متعلق اکثر لوگ پوچھتے ہین کہ کیا ثبوت ہے مین کہتا ہون **اَنَا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا** خدا کا فرمودہ ہے اگر اس کی تائید اور نصرت اسی نہج اور طریق سے ہوتی ہے جسطرح مامورین اللہ نصرت پاتے ہین تو پھر ماننے مین کیا عذر! مین تو دعوے کے ساتھ اور نری لاف وگزاف کے طور پر نہین ایک لمبے تجربہ کے بعد سالہاسال انکے پاس بیٹھکر اور دیکھکر اب بصیرت کے ساتھ کہتا ہون کہ خدا کی روح پاک کی باتین اس کے منہ سے نکلتی ہین۔ وقت سے پہلے ہر ایک قسم کا عجز اسے گھیرے ہوے ہوتا ہے۔ یہ ناتوان کمزور اور بیمار ہستی جو دنیا مین کوئی جتھا اور برادری نہین رکھتی کوئی طاقت اور قوت اسے حاصل نہین پھر وہ کس زور اور جرأت کے ساتھ کہتا ہے **اَنَا الْفَتَّاح اِفْتَحْ لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا** یہ الفاظ اس کے منہ سے نکلتے ہین۔ مینے یہ الفاظ لاہور کے عظیم الشان مجمع مین جو بابو میران بخش کی کوٹھی پر ہوا تھا اس وقت سنے تھے جب کہ مولوی **محمد حسین** پاس کی ایک مسجد کی شکستہ اور منہدم دیوار پر چلا چلا کر کہتا تھا کہ یہ جھوٹا ہے بیشک ایک مادی آدمی کو جس کی نگاہ مین دھندلاپن ہے اور جو دور تک پہونچ نہین سکتی ایسا ہی کہنا چاہیئے اسوقت تکفیر کا زور تھا۔ کوئی جماعت ساتھ نہ تھی۔ کسی قسم کی نصرت کا نشان نہ تھا۔ ایک پودہ تھا کہ جس کا ڈھنٹل تک بھی نہ نکلا تھا اس وقت یہ عجز و بیکسی کی تصویر پکار پکار کر کئی ہزار آدمی کے مجمع مین کہہ رہی تھی کہ خدا نے مجھے کہا ہے کہ **مین جیت جاؤن گا تم گواہ رہو** اور مجھے اس نے کہا ہے **کہ تیرے دشمن تھوڑیون کے بل گرین گے اور کہین گے کہ اے خدا کے مسیح ہمارے لئے خدا سے استغفار کر ہمنے نہین پہچانا** سات برس پیچھے نکل جاؤ اور آتے دیکھو کہ خدا کی کیسی نصرتین شامل حال ہوئی ہین اب وہی پودہ ایک بڑا درخت ہے اور اس کو کوئی ہلا نہین سکتا۔ اور ابدًا ابدًا نہین ہلا سکتا۔ واقعات نے بتلا دیا ہے کہ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے اور اس کا بانی خدا سے ہے۔ کس طرح خدا نے دکھایا کہ وہ اپنے مامورین کی کیسی نصرتین کرتا ہے۔ نادان مخالفون نے کیا کیا منصوبے کئے قتل کی دھمکیان دین۔ اقدام قتل کے مقدمہ مین پھنسانا چاہا۔ سرکار دربار مین چغلیان کھائین مگر خدا نے نصرت کی **وَهُوَ خَیْرُ النَّاصِرِیْنَ**

میرے دوستو! اب کیا چاہتے ہو خدا کی نصرتون کا وقت ہے **امام** کے ساتھ ہو لو۔ اس کی اتباع مین وہ لذت پاؤ جو دائمی ہے۔ اپنے آپ کو اس قابل بنا لو کہ اللہ تعالےٰ ہمارا ناصر ہو۔

مین اس وقت **خطبہ** کی گھڑی مین جو قبولیت دعا کی گھڑی ہے اپنے لئے اور اپنے دوستون کے لئے دعا کرتا ہون اور اپنے **امام** کی خدمت مین التماس کرتا ہون کہ وہ آمین کہے کیونکہ اس کی آمین رد نہین ہوتی۔ کہ خدا تعالےٰ ہمارا خاتمہ ایمان پر کرے ہر ایک قسم کی کجی اور زیغ سے بچا دے مجھے راتدن اس فکر نے گداز کر رکھا ہے ایسا نہ ہو کہ اس پاک سلسلہ سے کٹ جاؤن خدا تعالےٰ مجھے اور سب احباب کو محفوظ رکھے اور ہمارا پیوند اس شجرۂ طیبہ سے رہے اور ہر ایک قسم کی برائی سے بچاوے اور تقویٰ اور خشیت الٰہی کی توفیق رفیق حال ہو

آمین

وھو ولی التوفیق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ العلی العظیم و نصلی علی رسولہ الکریم

دوستو اک نظر خدا کیلئے

مسیح موعود کے جان نثار خادم۔ حضور

اصلاح۔ ہمارے الحکم نمبر ۳۰ جلد ۱۳ کالم ۳ کی سطر ۱۹ کو یوں پڑھنا چاہیئے۔ ان کدیوں میں چونکہ ابتلا اور امتحان آسمانی کا سلسلہ نہیں ہوتا اس سے منافق اور مومن اور فاسق اور فاجر اور متقی اور صالح کی امتیاز اور تمحیص کی کوئی سبیل نہیں۔

ممدوح ایدہ اللہ کے مقاصد سے واقف دینی ضرورتون کے مہیا کرنیکی پیاس رکھنے والی قوم - پھر مین ناحق کا درد سر اُٹھا کر قصہ کو لمبا کرون - زمانہ کے معروف چکنے چپڑے فقرے لکھون کیا حاصل - صاف اور سیدھی بات کہے دیتا ہون - کہ

مدرسہ تعلیم الاسلام

کو آپ کی ہمدردی کی سخت ضرورت ہے - ممکن ہے کہ اب تک بعض کو معلوم نہ ہو کہ مدرسہ کا خرچ کہانتک بڑھ گیا ہے اور یہی وجہ اُن کی بے التفاتی کی ہو -

سوسُن لو - یکم اگست سے مدرسہ کا ماہوار خرچ ایک سو گیارہ روپیہ مادیہ ۱۱۱ ہو گیا ہے علاوہ ماسٹر شیر علی صاحب بی - اے - کے ایک لائق ٹرینڈ انڈر گریجوایٹ سکنڈ ماسٹر منگوایا گیا ہے ان سب پر بورڈنگ ہوس بنانے کے لئے روپیہ درکار ہے کیونکہ مدرسہ کی ترقی طلبا، قطعاً اسی پر موقوف ہے دائمی چندہ دینے والے مقدار قم مین کچھ اضافہ کرین غافل ہوشیار ہو جائین اور خدا کے لئے مافات کی تلافی کرین اور مقدور والے اچھی یکمشت رقمون سے اعانت کرکے اجر لین والسلام -

المشتہر

عبد الکریم سیالکوٹی منجانب سکرٹری مدرسہ
تعلیم الاسلام

مقدمہ خارج

نہایت خوشی سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ گوڑگانوہ والا مقدمہ دیوانی اصغر حسین بنام حضرت اقدس خارج ہوا مفصل حالات پھر - اخبار عام اور دست دصرم پرچارک وغیرہ وغیرہ ہندو اخبارات جو قبل از مرگ واویلا شور مچاتے تھے اور طرح طرح کی لن ترانیاں ہانکتے تھے سوچین - اور اپنی رپورٹ پڑھکر کچھ شرم کرین کہ کرنی والے صاف بچ پاے ہین

(ایڈیٹر)

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ

کا

ایک اور گرامی نامہ

مولوی عبد الجبار غزنوی ثم امرتسری کے نام

ذیل مین ہم اپنے محسن و مخدوم حضرت مولنا مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ ربہ کا ایک اور گرانقدر گرامی نامہ درج کرتے ہین جو مولوی **عبد الجبار** غزنوی ثم امرتسری کے نام آپ نے مسلمانون کی اُس حالت پر رحم کھا کر درد دل سے لکھا تھا - جو آجکل روحانی طور پر خصوصاً بگڑ رہی ہے - ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ یہ بتلایا جاوے کہ یہ خط کیون لکھا گیا اور اس کا کیا نتیجہ ہوا -

ہمارے ناظرین سے یہ امر اب پوشیدہ نہین رہا - کہ لاہور مین منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ نے کچھ دنون سے الہامی رنگ مین حضرت اقدس کی مخالفت کا اظہار کیا ہے - اور اپنے دو چار پُرانے رُفقا کی دوست نوازی کی بنا پر کچھ ہاتھ پیر نکالے ہین چونکہ اس سے ایک عظیم الشان اور خطرناک حربہ اسلام پر ہوتا ہے کہ جب کہ ایک ہی مقدس ذات سے الہامات کا سلسلہ جاری ہے پھر کیا وجہ ہے کہ متضاد الہام ہون ؟ ایک کو **اول المومنین** اور **مسیح موعود** ہونے کا الہام ہو اور دوسرے کو اس کے خلاف - اس لئے حضرت اقدس نے عامۃ المسلمین کی بہی خواہی کے لئے چاہا - کہ ان مخالف الہامون کو جمع کرکے توجہ کیجاوے تا کہ اللہ تعالے کوئی فیصلہ اور یقین کی راہ نکالدے - اس پر ہمارے محسن و مخدوم حضرت مولانا نے غزنوی گروہ کے امام کے نام ذیل کا خط لکھا تا کہ اُن کے پاس جو الہام حضرت اقدس کے خلاف موجود ہون وہ لکھکر بھیجدین - ان خطوط سے جو مختلف اوقات مین کبھی حافظ محمد یوسف کبھی منشی الٰہی بخش کبھی مولوی عبد الجبار وغیرہ کے نام لکھے گئے کوئی غرض اور غائت بجز اس کے نہ تھی کہ تا مسلمانون پر رحم کرکے اُنکو اُس ٹھوکر سے بچایا جاتا اور اُس صدمہ سے محفوظ رکھا جاتا جو اُن کو اس ابتلا سے پہنچ سکتا تھا. مگر افسوس اور صد افسوس تھا کہ ان لوگون کو رحم نہ آیا اور حوصلہ نہ پڑا - کہ ان الہامات کو شائع کرتے یا اُن کی ایک نقل ہی جیسا کہ مانگی گئی تھی دیتے - مولانا صاحب کے اس خط پر یہی جواب دیا گیا کہ ہمارے پاس کوئی نقل نہین - اور بجائے اسکے کہ مولانا صاحب کی اُس درد دل کی جو انکو مسلمانون کی ایسی حالت پر ہمیشہ پہنچتا ہے کچھ قدر کی جاتی اور اُن کے سچے اخلاص سے فائدہ اُٹھایا جاتا یہ مشہور کیا گیا کہ حضرت مولانا صاحب نے معاذ اللہ حضرت اقدس سے قطع تعلق کر لیا ہے غرض جھوٹی اور ناپاک افواہین اُڑائی گئین جنکی تردید الحکم کے ذریعہ ہم خود اور حضرت مولانا کے خطوط سے کر چکے ہین اور اس خط کے اندراج کا وعدہ بھی کیا تھا علاوہ اس کے ملہم پارٹی کے نام خطوط کے سلسلہ مین سے یہ ایک خط ہے اس لئے اس کو درج کرنا ضروری سمجھا -

اُمید ہے کہ ہمارے ناظرین اور عام پڑھنے والون کے لئے فائدہ سے خالی نہ ہوگا - ایڈیٹر -

اور وہ گرامی نامہ یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم خاتم الانبیاء وآلہ مع التسلیم -

من نور الدین الی الفاضل عبد الجبار

امابعد - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

فقیر خاکسار نے آپ کی کتاب تلبیس ابلیس بھیجدی ہے ان شاء اللہ تعالےٰ پہنچی ہوگی اس وقت اپنا رضاعی برادر حافظ محی الدین ایک دینی غرض کے لئے روانہ کرتا ہون اور وہ یہ ہے کہ ان الدنیا قد فسدت بلادھا عامرۃ وہی خراب الا من کان اللہ و فی عون اللہ فلہ الفوز وحسن ماب

جناب من۔ ایک دردمند دل جسکو الٰہی رضامندی مقصود ہے وہ بھی بعض وقت اپنی بعض غفلتون اور نادانیون سے ابتلا مین پھنسکر ہلاکت تک پہنچ سکتا ہے۔ ولا عصمۃ الا لمن عصمہ اللہ اس واسطے مجھے ایمان بین الخوف والرجاء ملجاوے تو اُمید واثق ہے کہ میرا انجام اچھا ہو ہان مین جہان تک اپنے آپ کو دیکھتا ہون میرے لئے ایک بات بحمد اللہ موجود ہے کہ مین الٰہی رضا کا طالب اور اُس کا اُمیدوار ہون اور غضب الٰہی سے خائف اور خائف فی اللیل والنہار ہون مینے باین اعتقاد اوّل کتاب اللہ اور پھر سنت رسول اللہ کو ایام فتن مین اپنے داہین باہین ہمیشہ رکھا ہے اور آئمۃ الاسلام آئمہ اربعہ فقہا اور آئمۃ التفقہ والحدیث بل آئمۃ اہل التصوف کی محبت کو بھی بحمد اللہ لحہ کے لئے نہین چھوڑا اگر آپ سوچو تو عبد الواحد کو اپنی لڑکی امامۃ رحمہا اللہ کا نکاح تمھارے والد ماجد کی محبت کا ہی ثمرہ تھا ابتدا سے میرے کانون نے شیخ الاسلام الشیخ ابن تیمیہ وتلمیذ الشیخ ابن قیم کی مذمت پہنچی مگر میرا دل اُنکی محبت سے پُر ہے مین موافق اور مخالف کی باتین سُن لیتا ہون مگر مجھے بحمد اللہ۔ اللہ تعالےٰ کی کتاب قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی محبت مین ترقی ہوتی ہے مینے دنیا کے بڑے بڑے تعلقات اور آمدنی کو جو بظاہر مفید عام ہوتی ہے باراحت رسان ترک کرکے قادیان کی اقامت جبند ایسے ہی امور پر نظر کرکے اختیار کرلی ہے۔

میری عمر کا بڑا حصہ گذر گیا ہے اور کم باقی معلوم ہوتا ہے قسم قسم کے امراض آئے دن لاحق ہوتے ہین اس لئے مین کونسی دنیوی امید پر رسولِ کریم کو ناراض کرنے کی جرأت کرسکتا ہون۔

مینے بتجربۂ الہامات الصیدین

مرزا غلام احمد قادیانی

کو صادق یقین کیا ہے اور ہر طرح کامل ارادہ اور استقلال سے اُسکا ساتھ دیا ہے۔ دنیا کے لعن وطعن کی پروا کی وھذا امر ظاھر اجد الاخفاء فیہ

آفتاب آمد دلیل آفتاب

لاکن آجکل ایک عظیم الشان امر پیش آگیا ہے جس مین آپ سے اعانت چاہتا ہون واعتقد ان المعین ھو اللہ یارب ایاک نعبد وایاک نستعین اور مجھے یقین ہے کہ آپ کی اعانت بمصداق ما کان العبد فی عون اخیہ المسلم کان اللہ فی عونہ باعث برکات ہوگی اور وہ امر عظیم یہ ہے کہ مجھے میان الٰہی بخش اکونٹنٹ اور عبد الحق الغزنوی اور مولوی محی الدین لکھوکے والے اور آپ کے جدّ ادکی نسبت بھی کامل یقین ہے کہ ہر ایک ان مین سے مفتری علی اللہ نہین اور ہرگز نہین اور مینے پختہ طور پر سُنا ہے کہ ان لوگون کو مرزاجی کے خلاف الہامات ہوتے ہین پس مین چاہتا ہون کہ ان مخالف الہامات کو سنون۔ آپ سعی فرماوین کہ ایک مجموعہ ایسے الہامات کا جو مرزاجی کے خلاف ہون جمع کرلون پھر اُسپر کامل توجہ اور غور سے کام لون آپ ضرور کوشش سے کام لین۔ اسمین ہر طرح انشاءاللہ فائدہ ہے ضرر کا واہمہ نہین وما رئیت منی خنافظ۔

والحمد للہ رب العلمین

بیک کرشمہ دوکار

"تقریر حضرت اقدس"

جو جلسہ دھرم مہوتسو کی تقریب پر لاہور مین پڑھی گئی تھی۔ اسلام کی حقیقت سے اگر واقفیت پیدا کرنا چاہو تو اسے ضرور پڑھو یہ تقریر چھوٹی تقطیع پر جداگانہ چھپی ہے اور اس کی قیمت ۸ر ہے مگر ہمارے ایک مخلص دوست اس خیال سے کہ اس کی اشاعت ہو اور بندگان خدا کو روحانی فائدہ پہنچے ان لوگون مین جو بالکل خریدنے کی استطاعت نہین رکھتے مفت تقسیم کرنا چاہتے ہین انھون نے یہ بھی مناسب سمجھا ہے کہ اس تقریر کی فروخت سے جو کچھ وصول ہو وہ حضرت اقدس کے مشن مین دیا جاوے۔ اس لئے وہ اشتہار دیتے ہین کہ اس تقریر کی قیمت وہ (۸ر) سے لے کر (۴ر) تک تجویز کرتے ہین۔ پس جو صاحب اس تقریر کو لینا چاہین وہ (۴ر) یا ۸ر کے ٹکٹ مع آدہ آنہ کے ٹکٹ برائے محصول مندرجہ ذیل پتہ پر بھیجدین۔ ہم امید کرتے ہین کہ حضرت اقدس کی اس بے نظیر تقریر کے شائق اس موقع کو ہاتھ سے نہ دین گے اور فوراً درخواستین بھیجکر منگوالین گے۔ پتہ یہ ہے میان عبد العزیز انبالوی معرفت چودھری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ۔

ضروری اطلاع

اکثر احباب نے شکایت کی ہے کہ انکو اخبار کے دو نمبر اکٹھے پہونچے ہمکو اس سے پیشتر بار بار لکھنا پڑا ہے کہ ایک گاؤن مین جسقدر مشکلات مطبع کے متعلق ہوسکتی ہین وہ علی العموم کوئی نہ کوئی رکاوٹ ڈال کر حارج ہو جاتی ہین یہ نہین کہ ہم اُن کے دور کرنے کی کوشش نہین کرتے حتی الوسع سعی کی جاتی ہے مگر اللہ تعالی جب چاہیگا اُن کو آسان کر دیگا۔

انھین رکاوٹون نے ۱۴ر اور ۱۳ر اگست کے الحکم مین غیر متوقعہ دیر کرادی ہے جسکو ہمارے یہان کے احباب خوب جانتے ہین اس لئے ایسی مجبوریون پر ہمکو معذور سمجھا جاوے۔ (ایڈیٹر)۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرہم عیسیٰ یا مرہم رسل یا مرہم حواریین

یہ مرہم نہایت مبارک مرہم ہے جو زخمون اور جراحتون اور نیز زخمون کے نشان معدوم کرنے کیلئے نہایت نافع ہے

یہ وہ مرہم ہے جو واقع صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے یعنی اُن کے **صلیبی زخمون** کے واسطے بنائی گئی تھی جب کہ حضرت مسیح صلیب کے بعد حواریون کو ملے اور اپنے وہ زخم اُن کو دکھلائے جو صلیب پر کھینچنے سے آپ کے ہاتھون اور پیرون مین لوہے کے کیل ٹھونکنے سے لگ گئے تھے تو حضرت مسیح کے اُن چوٹون اور زخمون کے لئے یہ مرہم طیار ہوئی۔

جو برابر چالیس روز تک حضرت مسیح کے صلیبی زخمون پر لگتی رہی اور اسی سے خدا تعالےٰ نے آپ کو شفا بخشی

اور اس مرہم کا اس تواتر سے **طبی کتابون مین** ذکر ہے کہ ہر ایک مذہب کے فاضل طبیب نے کیا **عیسائی ڈاکٹر** اور کیا یہودی **مجوسی طبیب** اور کیا **اطبار اسلام** سب نے اس مرہم کو اپنی اپنی کتابون مین لکھا ہے اور سب نے اس مرہم کے بارہ مین یہی بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے حواریون نے اس کو بنایا تھا ✱ چنانچہ ہزار کتاب سے زیادہ مین اس مرہم عیسیٰ کا ذکر معہ وجہ تسمیہ درج ہے اور اس کے عجیب وغریب فوائد کی سب نے شہادت دی ہے اور اسکی اکسیر تاثیر کو تمام طبیبون نے تسلیم کیا ہے غرض اس مرہم کی تعریف مین اسیقدر لکھنا کافی ہے

کہ حضرت مسیح تو بیمارون کو اچھا کرتے تھے مگر اس مرہم نے **حضرت مسیح** کو اچھا کیا۔

یہ مرہم تمام قسم کی زخمون کیلئے نہایت پُرتاثیر دوا ہے

اس کے لگانے کے ساتھ ہی زخم کی اصلاح شروع ہو جاتی ہے اور پھر زخم مندمل ہو جاتے ہین مندرجہ ذیل امراض کے لئے جسقدر مرہم اور مالش کے تیل آج کل رائج ہین سب سے بہتر اور زود اثر مفید ہے نہایت احتیاط سے اصل اجزا کو مہیا کرکے اس مرہم کو طیار کیا جاتا ہے

طاعون - سرطان کے زخم - خنازیر کے گھاؤ - گلٹیان - چوٹون کے زخم - پھنسی - پھوڑے

گنج - خارش - طرح طرح کی جلدی بیماریان - ہر قسم کے ناسور - پُرانے گندے زخم - تلّی کے ورم

بواسیر کے درد - ہاتھون کا سردی سے پھٹ جانا - کان سے ریم کا بہنا - جانورون کا کاٹ لینا

عورتون کی خطرناک بیماریان - سرطان رحم وغیرہ وغیرہ قیمت فی ڈبیہ ۱۲؍

کارخانہ مرہم عیسیٰ

حکیم محمد حسین لاہور بھاٹی دروازہ سے طلب کرو

ممیری کا سرمہ

مُصدّقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دُھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھاسکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عا ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ہے، خالص ممیرہ فی ماشہ عنہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیری سرمہ کے اشتہارون سے بچنا ہیگا

المشتہر پروفیسر میا سنگہ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اسسے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیریکا سرمہ جو سردار میا سنگہ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہی بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ یاپڑا اور انکی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اس لئے ہر کسیکو لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرونکا ملنا مشکل ہی وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئیے اسلئے مین بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیریکا سرمہ ضروری ہے

راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - پی - ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی -

۲ مین بڑی خوشی سے ممیریکے سرمہ کی فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگہ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہی مینے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۰ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہی مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکونمین جوز دخدو دانے نکلے ہوئے تھی اور پڑوال پڑتے تھی اسکی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین انمین سے کثرت سی مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئیمین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ خود ان اشیا کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی -

راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل

۳ مین نے ممیرےکے سرمہ کا جوکہ سردار میا سنگہ نے تیار کیا ہے ان مریضونپر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا - میری رائےمین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سی پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے -

راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رای بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری گورنر جنرل ہند

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیریکا سرمہ جوکہ سردار میا سنگہ اہلووالیہ نے طیار کیا ہے اپنی زیر علاج مجھی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائےمین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے -

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید مبشر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور +

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۸ء مین جمع کیا گیا ہی -

انوار احمدیہ پریس مین شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سی چھپکر شائع ہوا

بگرامی خدمت [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحکم

قادیان دار الامن والامان ۳ جمادی الاول سنہ ۱۳۱۷ھ مطابق ۹ ستمبر ۱۸۹۹ء

حضرت مولینا مولوی عبدالکریم صاحب کی پانچوین چٹھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد برادران۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مین درد دل سے خدا کے لئے چند باتین سناتا ہون بڑی توجہ سے سنئے۔ کئی روز سے بعض اطراف سے ایسی آوازین میرے کان مین آرہی ہین کہ مین اپنے تئین گنہگار سمجھون گا اگر ان مفاسد کی اصلاح کے لئے مقدور بھر کوشش نہ کرون۔ جبدن سے تصویر کا اشتہار ہوا ہے بعض طبائع مین کورانہ تقلید کی وجہ سے شورش پیدا ہوئی ہے اور بعض نے غلبہ اضطراب اور ضعف قلب کی وجہ سے اس آڑ مین پناہ لینا چاہی ہے کہ گویا وہ مزید اطمینان کے لئے یا شرح صدر کے لئے اس پر نصوص سے دلائل چاہتے ہین۔ اگرچہ مین خدا تعالے کا شکر کرتا ہون کہ ایسے لوگون مین ہمارے احباب کی وہ پاک مخلص جماعت داخل نہین جنکی زبان پر بڑی صفائی سے یہ بات جاری رہتی ہے کہ **لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا** اور علم فضل فہم فراست اور رسم کے ارادون اور تمناؤن کے رہزن غول ان کی راہون سے دور ہو چکے اور وہ بالکلیہ اپنے امام ومقتدا کے اتباع مین کھوئے جا چکے ہین۔ مگر بعض کمزور دل بھی حق رکھتے ہین کہ ان کی ہمدردی کی جائے شاید کوئی کسی حق بات کے سننے سے راہ پر آجائے۔

مین اس وقت موقعہ نہین دیکھتا کہ تصویر کی نسبت نقلی مباحث کی الجھیڑ مین پڑون۔ شاید اس کے لئے کسی اور وقت ضرورت اور موقعہ نکل آوے۔ مگر مین ایک عظیم الشان دلیل جس کے ذوق سے میرا سراپا مسرور ہے ایسی پاتا ہون کہ اس کے بعد ان کے لئے خصوصا جو کسی طرح حضرت اقدس کو **امام زمان** اور **مؤید من اللہ** مان چکے ہین اور دوسرون کے لئے بھی اگر وہ طبع سلیم رکھتے ہون اس سے زیادہ صاف اور قوی دلیل نہین ہو سکتی۔ اور وہ کیا ہے خود حضرت **مؤید من اللہ مکلم اللہ مقرب اللہ** کا عمل۔ اور حضرت **حکم عدل** کا عمل۔ ایک جلدباز غور کی عادت نہ رکھنے والا جھٹ بول اٹھے گا کہ ہم جس کورانہ تقلید سے لوگون کو چھڑانا چاہتے اور اس پر انہین ملامت کرتے ہین اپنی جگہ اپنی باتون کے لئے پھر اسی کی تعلیم دیتے ہین۔ ایسا نہین۔ تھوڑی فکر کرنے سے یہ عقیدہ کھل جاتا ہے۔ خدا تعالے کے کامل رسول **خاتم النبیین** نے (صلی اللہ علیہ وسلم) خدائے کامل العلم کے بتانے سے **مسیح موعود** کا نام **حکم** رکھا ہے۔ اگر وہ ایسی الجھنون کو جنہین قوم کے علماء و دانشمند مدتون سرگردان رہے اور کوئی مخرج نہ پا سکے اور بیسیون مختلف اقوال نقل کرنے پر سارے علم وفضل کا مدار رکھا اور کوئی قول فیصل لکھ نہ سکے ہان اگر وہ **حکم** ایسی الجھنون کو نہ سلجھائے اور ایک بین وقطعی فیصلہ کی راہ نہ دکھاوے تو

اُس نے رسول کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) کے رکھے ہوئے نام کی کیا عزت رکھی اور اُس کا سچا مصداق کیونکر ہوا۔ حَکَم کا لفظ بڑا عظیم الشان لفظ ہے اور حقیقت مین دانشمند کے لئے اس راہ مین ہر مشکل کے حل کرنے کی کلید ہے۔ سوال یہ ہے کہ وہ اختلاف اور نزاعین کیا ہوسکتی ہین جکے لئے ضرور تھا کہ ایک حکم آتا۔ مادی اور ارضی نزاعین اور اختلاف تو مقصود ہین ہی نہین اور نہ کوئی اسبات کا قائل ہوا ہے۔ تو پھر دینی اور ایمانی اختلاف ہی ہوسکے۔ مگر پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کتب مدونہ احادیث کے موجود ہوتے اور علماء سلف کی مجلدات فتاوے کے موجود ہوتے پھر اختلاف کیا اور حکم کیا۔ مگر یہ واقعہ ہے اور وقوع ہی اس کا شاہد عدل ہے کہ باوجود ان سب سامانون کے اختلاف بھی ہے اور نزاع بھی ہے اور معًا یہ واقعہ حقہ بھی دوپہر کے آفتاب سے زیادہ روشن ہے کہ نبی اللہ خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) قطعی اور یقینی خبر دیچکے ہین کہ مسیح موعود تم مین حکم عدل ہوکر آئے گا۔ اب اگر غور سے دیکھین تو سارے سوالون اور اعتراضون کا ہدف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم عدل والی خبر ٹھیرتی ہے۔ اور درحقیقت اگر کسی کی تیز طبیعت ایسے سوالات اور اعتراضات پیدا کرنے کی جرأت کرسکتی ہے تو اُس ناعاقبت اندیش کی کرسکتی ہے جس نے خدا کے کامل رسول (علیہ افضل الصلوٰت والتسلیمات) کے مُنہ کی باتون کا پاس کرنا اور ایسی شوخیون سے ہراس کرنا نہ سیکھا ہو۔ اب بات صاف ہے کہ مخبر صادق (علیہ السلام والصلوٰۃ) نے امت کے لئے ایک حکم عدل کی خبر دی ہے۔ اور اُس پیشگوئی کیوقت خدا تعالیٰ بھی جانتا تھا کہ قوم مین قرآن و حدیث تو ضرور ہی ہوگا باوجود پھر اسکا یہ خبر بھی دی اور ضرور دی اور تمام امت اسے تسلیم کرچکی ہے تو اب خدا کے لئے اسمین غور کرنی چاہیئے کہ وہ حکم بجز اس کے اور کیا کریگا کیا کرنا اُس کا فرض منصبی ہے کہ متخالف اور متعارض اقوال اور انبار اقوال مین سے ایک کی نسبت قطعی فیصلہ کردے کہ حق و صدق اسی مین دائر ہے اور یون اُمت مرحومہ کو صدیون کی سرگردانیون اور قیل یقال کے حیرت افزا گورکھ دھندے سے نجات دے۔ ہان یہ بات باقی رہجاتی ہے کہ اس حکم مین دوسرے علماء کی نسبت مزیت اور فضیلت کیا ہوسکتی ہے کہ اُسی کی بات کو مان لیا جاوے۔ اس کا جواب بڑا صاف اور تسلی بخش یہ ہے کہ وہ اپنی تائید مین آسمانی نشان رکھتا ہے اور مؤید من اللہ ہونے کے بین ثبوت اُس کے ہاتھ مین ہین۔ اختلاف کی تہ برتہ تاریکیون سے نکلنے کے لئے بجز اس کے اور کوئی راہ ہو ہی نہین سکتی اور فطرت انسانی اضطرارًا اس امر کی مقتضی ہے کہ انسان تمدنی عالم مین ایک ایسا مدار علیہ اور مشار الیہ انسان کامل ہو جو براہ راست راستی کے سرچشمہ ذات باری تعالے سے واسطہ و تعلق رکھتا ہو اس لئے کہ قانون قدرت نے ایسا چلایا نہین کہ ہر فرد کی رائے سچائی کی کھلی روشنی رکھتی اور خطا سے محفوظ ہو مگر ایک بین اور مبرہن اور معصوم رائے اور مستقیم راہ کا ہونا ضروری اور انسانی فطرت کا مقتضا ہے سو حکم مؤید منصور کا ہونا قانون قدرت کا مقتضی اور تمام شرائع حقہ کا مدعا ہے ہمارے ہادی کامل خاتم النبیین (صلے اللہ علیہ وسلم) کے من جانب اللہ ہونے اور آپ کی نظر کے دوربین ہونے اور آپ کے مشن کے مطابق قانون قدرت اور صحیفہ فطرت ہونیکا یہ بڑا ثبوت ہے کہ آپ نے اس حکم عدل کی پیشگوئی سے مقتضیات فطرت کے سارے پہلوون کو پورا کردیا ہے۔ نظام ظاہری مین ہم ایسے افراد دیکھتے ہین کہ اُن کی رائین اور فیصلے پولٹکس مین نسبتًا بڑی وقعت سے دیکھی جاتی اور لاکھون انسانون کی قسمتون کا مدار اُن ہی کی رایون اور فیصلون پر آٹھیرتا ہے اُن کی اس مزیت اور ترجیح کے لئے قوم کے دانشمندون کے نزدیک کوئی معیار تو ہے اسی طرح روحانی نظام مین خدا کی مشیت نے اقتضا فرمایا ہے کہ بعض افراد ایسے ہون جو انسانی عقول اور آراء کی گھمسان لڑائی کیوقت جبکہ انسانی تمدن کی تباہی کا وقت قریب آگیا ہو ایک فلاح اور فوز کی راہ طیار کردین اور طبائع وحدت ارادی سے بیچون وچرا اس راہ پر قدم مارنے لگ جائین اور بڑے بڑے انانیت کے پتلے اور کسی کے آگے سر نیچا نہ کرنے والے اور خودستائی پر اترانے والے بھی شرح صدر سے سر تسلیم خم کردین۔ ہان یہ امر غور طلب رہ جاتا ہے کہ ایک حکومت کا مدعی درحقیقت اس منصب کا حقدار اور مؤید من اللہ ہے بھی؟ یہ بات اگرچہ تھوڑی دیر کے لئے ایک منکر یا مذبذب کے نزدیک دھندلی ہو مگر مومن کے نزدیک تو مسلّم اور صاف ہے چونکہ میرا روئے سخن اپنی قوم کیطرف ہے اور ان ہی کی قوت معرفت کی ترقی کے لئے مینے قلم اُٹھایا ہے اس لئے مین ایسی طرز تحریر کو اختیار نہ کرونگا جو منکرون کے مقابل اختیار کی جاتی ہے ہان اگر کوئی اس بحث کو دیکھنا چاہے تو کتاب **ایام الصلح** پڑھ لے۔ اُس مین حضرت مسیح موعود حکم عدل نے (ایدہ اللہ) بڑی عمدگی سے اس امر کا فیصلہ کیا ہے کہ کیون ایک منجانب اللہ شخص کا فیصلہ ہمعصر علماء کے مقابل ماننے کے قابل ہوتا ہے۔

غرض وہ لوگ جو ایک شخص کو حکم مان چکے ہین وہ خدا کے فضل اور توفیق سے اس ایمان کے ساتھ ہزارون حیران کرنے والی ظلمتون سے نکل چکے اور نجات کے بلند سطح پر قدم لگا چکے ہین۔ اُن کے ہاتھ مین قومی ترقی کی کلید آچکی ہے جسکی تلاش مین آج ساری قومین قابل رحم سرگردانیان کھینچ رہی ہین اور سیکڑون تدبیرین سوچتی اور زمینی منصوبون اور مادی عقلون سے کام لیکر نئی نئی راہین نکالتی ہین مگر چونکہ خدا تعالیٰ کی سنت مستمرہ کے خلاف چلنے مین کوئی بات بنتی نہین۔ تو اب اُن لوگون کا فرض کیا ہے جو ایک امام تائید

اس کے پورے معنی مین تسلیم کر چکے ہین یہی کہ اس کی ہر حرکت ہر سکون ہر قول ہر فعل غرض اس کی ہر ادا کے ساتھ اُنہین کلی صلح اور پوری موافقت ہو جاوے اور دل کے کسی گوشہ مین اس کے کسی فیصلہ پر کوئی اعتراض اور نکتہ چینی باقی نہ رہے۔ اُس وقت ایک سرسبز زمانہ کے آنے کے آثار پیدا ہون گے اور وہ مبارک گھڑی نمودار ہوگی جس مین کوئی شخص فخر اور بجا فخر سے کہہ سکے گا **فاصبحتم بنعمته اخوانا** اسی ایمان کامل اور موافقت تامہ کی طرف اشارہ ہے حکیم کتاب کی اس آیۃ مین **فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما**۔ یعنی خلاصہ ان امور کا یہ ہے کہ مومن نہین ہو سکتے ہان تیرے رب کی قسم (اس مین اشارہ ہے کہ خدا نے اپنی مشیت اور ارادہ سے تیری خاص تربیت کی ہے اور تیری فطرت ہی اس قسم کی بنائی ہے کہ تو حکم عدل ہو اور تیرا فیصلہ حق و صدق او فلاح کی راہ ہو اور دوسرے لوگ فطرتا ایسے بنائے گئے ہین کہ تیری طرف رجوع کرین اس لئے کہ ربوبیت الٰہیہ نے ایسا ہی چاہا ہے) مومن ہو نہین سکتے جب تک اپنے ہر قسم کے اختلافی امور مین تجھے حکم نہ بنائین پھر (یعنی یہی کافی نہین کہ بس حکم مان لیا اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ ہی رکھی) تیرے قطعی فیصلہ سے کوئی گھبراہٹ اور تنگی ان کے دل مین پیدا نہ ہو (یاد رہے حرج ایک قسم کی خطرناک گھاس ہوتی ہے جس کو کھا جانے سے اونٹ کے پیٹ مین مہلک درد پیدا ہوتا اور اس کا پیٹ پھول جاتا ہے اور اس کی وہ حالت ہوتی ہے جسے ہم سُول کہتے ہین۔ خدا کی بلاغت بھری کتاب مین جو اپنی زبان کے لحاظ سے بھی عظیم الشان معجزہ ہے اور جو عجیب مناسبت سے لغات کو استعمال کرتی ہے اس لفظ حرج کا لانا بتاتا ہے کہ خواہ نہ خواہ منہ سے مان لین اور چونکہ مرشد اور حکم مان چکے ہین اور گلے پڑا ڈھول بجانا ہے اس لئے جیسے تو اقرار کر دے مگر اندر کراہت اور ناراضگی سے پیٹ پھول جائے اور بالآخر انکار و ارتداد کی موت سے ہلاک ہو جائے۔) اور (یہان تک تو روحانی حالت اور مخفی ارادون کا بیان ہے اور آگے اظہار عمل ہے جس پر تمدن کا مدار ہے) اس کے مقابل سر تسلیم پوری طرح جھکا کر اس پر عمل درآمد کرین۔

غرض یہ آیت قرآن کریم کی بڑا عظیم الشان سبق اور قابل اخذ گر ہے اُن لوگون کے لئے جو قومی ترقی کے دلدادہ ہین اور کسی ہادی اور اصول کی تلاش مین سرگردان ہو رہے ہین۔ یاد رکھو کبھی کوئی قوم قوم نہین بن سکتی جبتک اس مین وحدت کی روح نفخ نہ ہو جائے اور وحدت پیدا ہو نہین سکتی جب تک گروہین وحدت ارادی سے ایک روحانی لیڈر کے آگے جھک نہ جائین۔ خصوصا ایسی قوم کا متحد اور متفق ہونا جیسے مسلمان ہین جو سیکڑون گروہون اور مذہبون اور مشربون کا مجموعہ ہین اور پھر ایسی صورت مین کہ ہر گروہ اپنے اپنے طریق و مشرب کی نسبت سخت متعصب اور حامی ہے اور حریف کی تکفیر و تفسیق سے ذرا بھی ہراس نہین رکھتا۔ ان کی ترقی کے لئے وہی پہلا اسوہ ہے اور وہی زینہ ہے اور کوئی راہ نہین ہرگز نہین۔ غلط ہین اور راہین اور باطل ہین اور سب تدابیرین جو اس پہلے پاک نمونہ پر نہین۔ اگر کسی نیچری نے ایک پہلو اور خدا کی نگاہ مین ذلیل ترین پہلو لیا ہے تو دوسرے ہزارون اور حیات ابدی کے پہلوون سے چشم پوشی کی ہے اور اس لئے اپنے عبرتناک انجام سے مادی دنیا اور پیروان ملت کو کافی سبق دیا ہے کہ آخر دنیوی تدبیرون کا انجام ناکامی اور حسرت سے مرنا ہے۔ پہلا حال قوم کا اور پھر اُس اسوہ پر چلنے کے بعد کا کیا ہی عجیب طرح ان مختصر لفظون مین کتاب حکیم نے دکھایا ہے حقیقت مین حضرت ہادی اکمل خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے کی حالت اور آپ کے وجود باجود کی ضرورت اور آپ کی دعوت تبلیغی کی پوری کامیابی کا نقشہ کھینچ دیا ہے اور وہ یہ ہے **واذکروا نعمة اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا**۔ اب بھی مسلمانون کی وہی حالت ہے۔ مسجدون کے نمازیون سے بھر جانے اور مسلمان کہلانے والون کی تعداد کثیر کسی کو دھوکے مین نہ ڈالے اور اس ظاہری نظارہ سے کوئی یہ بات کہنے کی جرأت نہ کرے کہ مسلمان بہت ہین اُن کا کچھ بھی بگڑا نہین اور کسی مصلح کی کوئی ضرورت نہین وہ بات جس سے قوم قوم بنتی ہے اور قوم بننے کی جان ہے وہ کہان ہے۔ کوئی کسی رنگ مین ادا کرے اور کوئی کسی طرح اظہار کرے اس بات کا رونا اور جھینکنا تو سب کو ہے کہ قوم مین کچھ بھی نہین رہا۔ مین کہتا ہون اور حقیقت اور حق کی کہتا ہون اور بظاہر اُسی لہجہ مین کہتا ہون جس طرح اور اصلاح چاہنے والے کہتے ہین کہ قوم مین تقوی و طہارت اور خدا کی صفات پر ایمان بہت کم ہو گیا الا ماشاء اللہ اور خدا نے قوم بننے اور نصرت و تائید کرنے کا ایک ہی قاعدہ بتایا ہے اور وہ **تقویٰ** ہے اور یہ عظیم الشان بات نہین حاصل ہو سکتی جب تک ایک شخص کو جو خدا کے ہاتھ سے پاک کیا گیا اور **روح قدس** نے اُسے چھوا ہے امام اور نمونہ تسلیم نہ کیا جاوے۔ خدا کا شکر ہے کہ قوم کی اصلاح کے دن آگئے ہین اور وہ شخص آگیا ہے جس کا علم و عمل قومی اجتماع کی روح رواں ہے کاش دردمند دل والے غور کرین اور کسی کی تلاش کی گدگدی دل مین محسوس کرنے والے اُٹھین اور ڈھونڈین مین مبارک دیتا ہون ان سعیدون کو جنکی

وہین **امام زمان مصلح دوران** کی محبت مین مخمر کی گئی ہین اور ان کو بھی جنہین اس راستی کی کچھ بھی پہچان ملی ہے۔ مگر مین بار بار یہی کہون گا کہ شرط استقامت یہی ہے اور خدا کی خوشنودی اسی مین ہے کہ ایمان مین اپنے تئین قرآن کریم کی اس آیۃ کے مصداق بنائین اور اس کی سب باتون کو روح اور راستی سے قبول کرین اور اس علم حق کے مقابل اپنے علم خشک کی پگڑیان اتار دین۔ جیسے ایک شخص کے منہ سے سنا اور مین خیال کرسکتا ہون کہ اور بھی اس کے مثیل ہون گے وہ کہہ رہے تھے کہ ہماری تحقیقات حضرت اقدس کی تحقیقات سے بعض امور مین الگ ہے اور ہم انہین امور مین ان کی اتباع کے لئے مکلف ہین جن کی نسبت وہ دعوی کرین کہ الہام الٰہی سے لکھے گئے ہین۔ مین ایسے دل کا آدمی ہون کہ میری روح ایسی تفریق و تقسیم سے ان امور مین کوسون بھاگتی ہے۔ میری روح جس اتباع سے لذت اٹھاتی ہے وہ حضرت **ابن عمر** کا سا اتباع ہے جو انہون نے اس ٹھوکر تک کی پیروی کو بھی نہ چھوڑا۔ علاوہ بران وہ محل جس مین یہ تفریق و تقسیم صورت پکڑتی ہے غور کے قابل ہے۔ خدا نے انسان کے جوف مین دو قلب پیدا نہین کئے ایک دل مین اپنی علمیت و تعلی پر بھی ناز اور انکار رہو اور ایک اور شاہد ہمہ حسن کا دلدادہ اور اسمین بکلی فنا شدہ بھی ہو یہ دو ضدین ہین جو جمع نہین ہوسکتین یا کم سے کم میرے جیسا دل اسے سمجھ نہین سکتا۔ میرا خیال ہے کہ ایک شخص کی نسبت باوجود تسلیم کرنے اس کی بہت سی خوبیون کے اس کی ذرا سی کمزوری کا دھیان دل مین رکھو یا اپنے دل کو اس سے کسی ایک بات مین اختلاف کرنے کی حیثیت دو تو وہ خفیف سا نقطہ پھیلتے پھیلتے آخر سارے دل پر برص کے مرض کی طرح محیط ہوجائے گا **ونعوذ باللہ منہا**۔ مین ان امور مین خود صاحب تجربہ ہون مین ۹۳ء تک بہت سے امور مین حضرت **امام زمان** سے اختلاف کرتا اور اکڑ بیٹھتا تھا اور اسے طبیعت کی آزادی اور دلیری اور قوت تحقیق پر محمول کرتا تھا اور حقیقت مین وجہ یہ تھی کہ اس سے قبل مجھے حضرت کی خدمت مین اکثر دوستون کی طرح بہت کم بیٹھنا ملا تھا اور نہ مجھے ان علوم حقہ پر اطلاع تھی جو خدا نے اپنے برگزیدہ کو عطا فرمائے تھے۔ مگر اس کے بعد جو توفیق الٰہی نے مجھے مہینون اور سالون حضور اقدس کے آستانہ کی ملازمت کا شرف بخشا اور میرا سینہ ان انوار و علوم حقہ سے بھرا جو صرف آسمان ہی سے اترتے اور کسی چترائی اور زبان درازی اور مادی تجویزون سے مل نہین سکتے تو اب میرا یہ حال ہے کہ مین بحمد اللہ اطمینان قلب اور شرح صدر سے آپ کی ہر ادا سے اپنے دل کو پورا مصالح اور موافق پاتا ہون اور مین پوری بصیرت سے صاف صاف یہ بات کہتا ہون کہ کبھی فتنہ اور ٹھوکر سے مطمئن نہ بیٹھے وہ شخص جسے یہ رتبہ اور توفیق نہین ملی اگرچہ با این ہمہ ہر نماز مین کئی دفعہ اس آیۃ کو پڑھتا ہون ربنا لا تزغ **قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب ۝**

مین نے بہت دفعہ اپنے آپ مین سوچا ہے اور آخر میرے دل نے مجھ یقین دلایا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو مان کر مجھے وہ لذت ملی ہے جو ایک واقعی اور لابدی شے کے حصول سے حاجت مند انسان کو ملتی ہے۔ اس لئے کہ میرا یقین ہے کہ جیسے ضروریات بقاے نوع مثلاً غذا ہوا روشنی پانی وغیرہا انسان کے لئے ضروری ہین اور ان کے عدم و وجود دونون صورتون مین انسان ایک کھلا فرق پاتا ہے ایسا ہی ایمان بھی بقاے روح اور اطمینان روح اور سکینت روح کے لئے ضروری شے ہے اور ایک سلیم اور زندہ روح کو اس کے عدم و وجود مین فرق محسوس ہونا چاہیے۔ یا بلفظ دیگر مین کہہ سکتا ہون کہ مقتدا ایک تکیہ گاہ اور سہارا ہے اور ہر شخص اگر کوئی سہارا اور امید گاہ اور حاجت پوری کرنے والا شفیق رکھتا ہے تو وہ اس سہارے اور امید کی لذت کو محسوس کرسکتا ہے مین پڑھنے اور لکھنے بسا اوقات تھک جاتا ہون اور میری کمر مین ایک کوفت سی محسوس ہونے لگتی ہے تو پیٹھ کو کرسی کا سہارا دلاتا ہون اور یون ایک آدھ منٹ مین کوفت رفع ہوجاتی ہے۔ مین کہتا ہون کہ جسطرح پیٹھ نے سہارے کو واقعی محسوس کیا اور حقیقۃً آرام پایا کیا اسی طرح ہماری روحین محسوس کرتی ہین کہ ہماری دل اور لذید اعتقاد کی تکیہ گاہ **امام زمان** ہے اور اس سہارے کو محسوس کرکے واقعی طمانیت اور سکینت انہین حاصل ہوگئی ہے۔ اگر یہ ہے تو مبارک ورنہ ایمان کی اور زندہ ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔ مردہ ایمان اور مذبذب ایمان اور ظلمتون کے تحت الثری مین گرا ہوا ایمان کیا نفع پہنچا سکتا ہے۔ بالفعل اس بارہ مین اتنے پر اکتفا کرتا ہون خدا کرے کہ میرے سب دوست لذید ایمان سے بہرہ مند ہون اور ہم سب کو حضرت **امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام** کے اتباع کی پوری توفیق ملے۔

ایک اور عجیب بات بھائیون کو سناتا ہون جو اگرچہ ایک معنی مین پرانی ہے مگر لذت مین نئی اور ایمان کے بڑھانے مین بالکل نئی ہے چند روز ہوئے بریلی سے ایک شخص نے حضرت کی خدمت مین لکھا کیا آپ وہی مسیح موعود ہین جسکی نسبت رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے احادیث مین خبر دی ہے خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر آپ اس کا جواب لکھین۔ جیسے معمولاً رسالہ تریاق القلوب سے دو ایک ایسے فقرے جو اس کا کافی جواب ہوسکتے تھے لکھدئے۔ وہ شخص اس پر قانع نہ ہوا اور پھر مجھے مخاطب کرکے لکھا کہ مین چاہتا ہون کہ حضرت مرزا صاحب خود اپنے قلم سے حلفیہ لکھین

کہ آیا وہ وہی **مسیح موعود** ہیں جن کا ذکر احادیث اور قرآن شریف میں ہے میں نے شام کی نماز کے بعد دوات قلم اور کاغذ حضرت کے آگے رکھدیا اور عرض کیا کہ ایک شخص لیا لکھتا ہے حضرت نے عوزا کاغذ ہاتھ میں لیا اور یہ چند سطریں لکھدیں۔

"دو مہینے پہلے بھی اس اقرار مفصل ذیل کو اپنی کتابوں میں قسم کے ساتھ لوگوں پر ظاہر کیا ہے اور اب بھی اس پرچہ میں اُس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ **میں وہی مسیح موعود ہوں** جس کی خبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن احادیث صحیحہ میں دی ہے جو **صحیح بخاری** اور **صحیح مسلم** اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔"

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا

الراقم مرزا غلام احمد عفا اللہ عنہ وایدہ۔ ۲۷ اگست ۹۹ء

اس ذکر سے میری دو غرضیں ہیں ایک یہ کہ اپنی جماعت کا ایمان بڑھے اور اُنھیں وہی ذوق اور سرور حاصل ہو جو یہاں کے خوش قسمت حاضرین کو اس گھڑی حاصل ہوا اور اُنھوں نے سچے دل سے اعتراف کیا کہ اُن کو نیا ایمان ملا ہے اور دوسرے یہ کہ منکرین اور بدظن اس علی بصیرۃ قسم میں ٹھنڈے دل سے غور کریں اور سوچیں کہ متعمد کذاب اور مفتری مختلق کی یہ شان اور اُسے یہ جرأت ہو سکتی ہے کہ ذو الجلال خدا کی ایسی اور اسطرح اور ایسے مجمع میں قسم کھائے۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر! اللہ اکبر! بڑا بدکار اور بڑا ہی نابنجار ہے وہ جو خدا پر افترا کرتا اور جلد نحث جانے کے لائق ہے وہ ظالم جو اپنے دل سے باتیں بناتا اور خدا کی طرف اُنھیں منسوب کرتا ہے اور سخت ہی ظالم اور بدکار ہے وہ بھی جو حق بین کی تکذیب کرتا ہے اور نشانات دیکھکر اور کئی مرتبہ تصدیق کر کر اور علی رؤ الاشہاد شہادت دیکر اور ایک وقت کے لئے اُس حق کی خاطر ملامتوں کا نشانہ بن کر پھر نفس شریر کے کہنے سے اُس کا انکار کرتا آپ ہلاک ہوتا اور دوسروں کو نار سعیر کی راہ دکھاتا ہے۔

برادران اس اقرار سے اور ہر سوال سے وہ سنت پوری ہوئی جو ایک شخص نے ہادی کامل (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بھی ایسی ہی قسم دیکر پوچھا تھا کہ آپ رسول اللہ ہیں الخ۔ میرا تو دل کانپ اُٹھتا ہے جب میں تصور کرتا ہوں کہ ایسے قلوب بھی ہیں جو اس کپکپا دینے والے اظہار پر بھی التفات نہیں کرتے اور کاذب کاذب کہے جاتے ہیں۔ میں سچے یقین سے پکار کر کہتا ہوں اور ایک عالم کو اس پر گواہ کرتا ہوں کہ ایک کاذب مفتری کی یہ شان ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اے مسلمانوں کی اولاد۔ اے وہ لوگو جن کے پاس خدا کی سنتوں کا علم آگیا ہے اور جو خدا تعالیٰ کے فرستادوں کے لب ولہجہ سے آشنا ہو چکے ہیں اسی غور سے پڑھو اور خدا سے ڈرو اور قبل اس کے کہ خدا کی گرفت کا دن آجاے اور نامہ اعمال سامنے رکھے جائیں تلافی مافات کرلو۔ اے تفرقہ پرداز الہام کے مدعی اگر تجھ میں واقعی جسارت ہے اور تو علی بصیرۃ بولتا ہے تو نقاب سے منہ باہر کر اور برقع پرے پھینک دے اور گھر کے آنگن سے پاؤں باہر نکال اور پست آواز اور چلمن کے پیچھے کی رنگ آرائی چھوڑ اور مردانہ وار میدان میں نکل اور ایسا ہی اوران لفظوں میں دعوے کر اور حضرت خلیفۃ اللہ الرحمن مسیح موعود اور مہدی مسعود کی علانیہ صاف لفظوں میں تکذیب کر پھر دیکھ خدا کس کی طرف ہوتا ہے

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ ؏

ان سب باتوں کے بعد میں نے ضروری سمجھا کہ بھائیوں کو اُن تازہ مبشر الہامات سے آگاہ کروں جو گذشتہ ہفتہ حضرت مکلم اللہ پر نازل ہوے۔ ۲۷ اگست ۹ بجے دن کے "خدا نے ارادہ کیا ہے کہ تیرا نام بڑھا دے اور تیرے نام کی خوب چمک آفاق میں دکھلاوے۔" پھر ۲۷ اگست چار بجے بعد دوپہر۔ "آسمان سے کئی تخت اُترے مگر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔" پھر ۲۹ اگست کو خدا کا کلام یوں اُترا۔ "دشمنوں سے ملاقات کرتے وقت ملائکہ نے تیری مدد کی"۔ پھر ۳۰ اگست کو خدا نے اپنے برگزیدہ کو یوں بشارت دی ہے "رحمت الٰہی کے چھلکے سامان"۔

اسی تاریخ کو رؤیا میں حضرت اقدس نے نبض پر ہاتھ رکھکر کہا کہ اس سے ذلت کی آواز آتی ہے یا نصرت کی۔ تو نبض سے نصرت کی آواز آئی۔

اب یہ تو خدا کی باتیں اور اُس کے کلمات ہیں یا اقلاً یہ کہ ہم تحدی سے دعوے کرتے ہیں کہ یہ خدا کے مبشر وعدے ہیں اور یقیناً خداوند کریم ان کو اپنے اپنے وقت پر پورا کرے گا۔ سوا اے مخالفو لاہور میں ہو تو۔ اور امرتسر میں ہو تو۔ اور اے وہ جو ٹڈی کی طرح ادھر اُدھر منتشر ہو اور کوئی خیر تمھارے ہاتھ سے سرزد نہیں ہوتی اور اے گدی نشین صوفیو اور فقیرو جہاں کہیں ہو اکیلے اکیلے اور مل مل کر دعائیں کرو اور ان مبشرات کی نظیر اپنے لیئے تم بھی لاؤ اور یاد رکھو ہرگز ہرگز نہ لاسکوگے کیونکہ اگر کوئی تم میں سے راستباز کے مقابل ایسی جرأت کریگا تو غیور خدا اُسے شرمندہ کرے گا اور اُن کے دعووں کے خلاف ظاہر کر کے اُسکو اسی عالم میں نیچا دکھائے گا اور نہیں تو اے حاسدو حضرت **امام زمان** کے ان مبشر **الہامات** کے خلاف تم وعیدی الہامات شائع کردو۔ کوئی تو مردی کا کام دکھاؤ۔

اے خدا اے رحمٰن رحیم خدا قوم کو فہم عطا کر کہ اپنی ذلیل حالت کو سمجھیں اور اُس وسیلہ کو شناخت کریں جو اس عالم میں ہر قسم کی خیر وبرکت کا ایک ہی وسیلہ ہے آمین۔

آپ کا عاجز دوست

عبدالکریم سیالکوٹی۔

اشتہار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ اللہ العلی العظیم

ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

دوستو اک نظر خدا کے لئے

مسیح موعود کے جان نثار خادم ۔ حضور ممدوح ایدہ اللہ کے مقاصد سے واقف ۔ دینی ضرورتوں کے مہیا کرنے کی پیاس رکھنے والی قوم ۔ پھر مین ناحق کا دردسر اُٹھا کر قصہ کو لمبا کرون زمانہ کے معروف چکنے چپڑے فقرے لکھون کیا حاصل صاف اور سیدھی بات کہے دیتا ہون کہ

مدرسہ تعلیم الاسلام

کو آپ کی ہمدردی کی سخت ضرورت ہے ۔ ممکن ہے کہ اب تک بعض کو معلوم نہو کہ مدرسہ کا خرچ کہانتک بڑھ گیا ہے اور یہی وجہ اُن کی بے التفاتی کی ہو ۔ سو سُن لو ۔ یکم اگست سے مدرسہ کا ماہوار خرچ مالعہ ہوگیا ہے ۔ علاوہ ماسٹر شیر علی صاحب بی اے کے ایک لائق ٹرینڈ انڈر گریجوایٹ سکنڈ ماسٹر منگوایا گیا ہے ۔ ان سب پر بورڈنگ ہوس بنانے کے لئے روپیہ درکار ہے اس لئے کہ طلبار مدرسہ کی ترقی کی تعداد قطعاً اسی پر موقوف ہے

دائمی چندہ دینے والے مقرر رقم مین کچھ اضافہ کرین ۔ غافل ہوشیار ہوجائین ۔ اور خدا کے لئے مافات کی تلافی کرین اور مقدور والے اچھی یکمشت رقمون سے اعانت کرکے اجر لین ۔ والسلام

المشتہر عبدالکریم سیالکوٹی

منجانب سکرٹری مدرسہ تعلیم الاسلام

تضمین جمالی

بر غزل امام علیہ السلام

احمد مرسل کہ آمد صاحب خلق عظیم
ہم قسیم ست و جسیم ست و نسیم ست و وسیم
کس نیارد گفتنش کو ہست حادث یا قدیم
شان احمد را کہ داند جز خداوند کریم
آنچنان از خود جدا شد کز میان افتاد میم

◆

باہمہ مشغولی اشغال تعلیم و وداد
باہمہ مصروفی فیض و ہدیٰ و دین و داد
عاشق حق بود و در عشقش بجوش انقیاد
زان نمط شد محو دلبر کز کمال اتحاد
پیکر او شد سراسر صورت رب رحیم

◆

بارک اللہ جلوۂ حسن تو اے روحی فداک
لوحش اللہ خوبی نور تو اے قلبی ہواک
میکشد دل را و جان را حسن روی تابناک
بوئے محبوب حقیقی می دمد زان روی پاک
ذات حقانی صفاتش مظہر ذات قدیم

◆

گرچہ دارند ابلہان در اعتقادم قیل و قال
گرچہ نادانان بجز و بندند صدگونہ خیال
غافلان را گرچہ باشد گونہ گونہ احتمال
گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال
چون دل احمد نمی بینم دگر عرش عظیم

◆

اہل دنیا را طلب در نان و آب آمد بکار
اہل دین دارند بر زہد و ورع دار و مدار
ہر دو از عشق محمد غافلند اے ہوشیار
منت ایزد را کہ من بر رغم اہل روزگار
صد بلا را میخرم از ذوق آن عین النعیم

◆

گر ز طعن طاعنان جان و دلم را چاک چاک
غاویان با ما دیان دارند چون مہر و تپاک
گرچہ من ہستم بعشق احمدی اندوہناک
از عنایات خدا و از فضل آن داور پاک
دشمن فرعونیانم بہر عشق آن کلیم

◆

نازم الطاف خدا را کز رہ نام و نشان
میرم احسان خدا را کز کمال جسم و جان
برگزیدہ کرد ذاتش از ہمہ اہل جہان
آن مقام و رتبت خاصش کہ بر شد عیان
گفتمی گر دیدے طبعی درین راہ سلیم

◆

من نمیخواہم کہ گنج و دولت و ملکم بود
من نمیخواہم کہ در دین عزت و جاہم شود
من ہمیخواہم ہمیخواہم ز خلاق صمد
در رہ عشق محمد این سر و جانم رود
این تمنا این دعا این در دلم عزم صمیم

◆

مخمس

حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری

مسلمانون کو کہنے کس لئے ناحق برا تم ہو
ڈرو اللہ سے کس خوئے بد مین مبتلا تم ہو
ابھی سے اس قدر کس واسطے ہم سے خفا تم ہو
سمجھ لو پہلے اتنا بر سر حق ہم ہین یا تم ہو
یون ہی تکفیر مین سرگرم کیون بیفائدہ تم ہو

◆

خلایق سے نہین ہے شرم خالق سے تو شرماؤ
کرو تا منصفی کو ترک ہٹ دہرمی سے باز آؤ
کہین ایسا نہ ہو پل کر کف افسوس پچھتاؤ
یہ کس پر کفر کا لکھتے ہو فتویٰ کچھ تو فرماؤ
یہ کس کے واسطے سوچو تو سرگرم جفا تم ہو

◆

محبت جو کہ رکھتے ہین کلام پاک سبحان سے
تعشق ہے دلون کو جنکے شاہنشاہ ذیشان سے
رہا کرتے ہین فکر دین مین جو ہر وقت قرآن سے
فدا ہین جو رہ اسلام مین ہر دم دل و جان سے
انھین کو ہائے بے ایمان کہنے بر ملا تم ہو

◆

نہین ہوتے ہین لوگ آیات قرآن دیکھکر قائل
دلون سے آہ کیسا نور ایمان ہوگیا زائل
جہالت سے لبون پر رہتی ہے تقریر لاطائل
کلام حق سے روگردان بیان خلق پر مائل
نہین انصاف سے کہدو کہ ایسے ہم ہین یا تم ہو

کہو تو کس سے سیکھا تم نے نیکوں کو برا کہنا
کسی کو ناسزا کہنا کسی کو ناروا کہنا
بنانا خوب ہٹ دھرمی کو تم نے واہ کیا کہنا
مگر اب مان لو اتنا مرا بہر خدا کہنا
اجی انصاف کی جانب بھی مائل اک ذرا تم ہو

◆

جو شوق اتباع سید ابرار ہے تم کو
تو موت حضرت عیسیٰ سے کیوں انکار ہے تم کو
یہ کیوں ہے اسقدر ضد کس لئے تکرار ہے تم کو
یہ کیسے امر حق کے ماننے میں عار ہے تم کو
ہم اہل حق ہیں کہنے کو یہ کہتے بارہا تم ہو

◆

رسول حق سے جب کم ہیں صفات حضرت عیسیٰ
نہیں افضل جب آنحضرت سے ذات حضرت عیسیٰ
بھلا تسلیم ہو پھر کیوں حیات حضرت عیسیٰ
ہوئی قرآن سے ثابت وفات حضرت عیسیٰ
کہو اب پیرو فرمان خالق ہم ہیں یا تم ہو

◆

نزول انکا جو تم سمجھے ہوئے ہو تمکو دھوکا ہے
یہ سوچو تو ہوا جو فوت وہ واپس بھی آیا ہے
احادیث نبی میں بھی یہی مرقوم ہو چکا ہے
کلام اللہ میں بھی فوت ہونا انکا لکھا ہے
نہ واقف ہوگے اس سے ایسے واقف بھی کیا تم ہو

◆

جو آیا اس جہاں میں اسکو لازم موت آنی ہے
یہ ثابت ہو گیا آنا ہی جانے کی نشانی ہے
نہیں منکر کوئی ہر شخص نے یہ بات مانی ہے
مسلم ہو گیا یہ مسئلہ انسان فانی ہے
سمجھتے ہو نہ اس کو ناسمجھ ایسے بھی کیا تم ہو

◆

کوئی کل ہو گیا رخصت کسی کی آج باری ہے
کسیکی آج ہے نوبت کسی کی کل تیاری ہے
غرض سب پر یونہی ہو جائیگی یکدم فنا طاری
سمجھ لینے میں پھر اسبات کے ہے کیوں دشواری
خدا کے فضل سے جب صاحب ذہن رسا تم ہو

◆

نہ اب جو لوگ ہٹ دھرمی سے باز آئیں گے
کف افسوس مل ملکر بہت آنسو بہائیں گے
جو ان کے منتظر ہیں یاد رکھیں منہ کی کھائیں گے
کہاں ہیں حضرت عیسیٰ جو اب تشریف لائیں گے
عبث اس قصۂ باطل پہ کیوں ایسے فدا تم ہو

◆

یہی قول رسول میں بھی لکھا ہوا پایا
یہی قرآن میں خالق نے بھی ارشاد فرمایا
درست اس کا عقیدہ کب ہے جو اسمیں شک لایا
ہوا جو فوت دنیا میں وہ پھر واپس نہیں آیا
اسی تو مدتوں سے دیکھتے صبح و مسا تم ہو

◆

نہ ہوں اس قصۂ باطل سے ہم خشمگیں کیونکر
یہ باتیں مانکر کھووے کوئی ایمان و دیں کیونکر
مسلماں ہیں ہمیں ہو ان فسانوں سے یقیں کیونکر
بھلا آئیں گے عیسیٰ بعد ختم المرسلیں کیونکر
بتاؤ تو یہی اس وہم میں کیوں مبتلا تم ہو

◆

علاج درد پنہان و عیاں ہیں میرزا صاحب
شفابخشندۂ آزار جاں ہیں میرزا صاحب
خدا کے مرسل باعزو شاں ہیں میرزا صاحب
امام الوقت مہدی زماں ہیں میرزا صاحب
معاذ اللہ معاذ اللہ انھیں کہتے برا تم ہو

◆

بنایا ہے خدا نے انکو مورد لطف بیحد کا
ہوا ہے بول بالا انکے باعث دین احمد کا
بڑا ہے مرتبہ نزد خدا ان کے سعید کا
یہی ہیں وہ زمانہ منتظر تھا جنکی آمد کا
یہی ہیں وہ یہی ہیں اب بدل ان پر فدا تم ہو

◆

یہی ہیں مدتوں سے تکتے تھے سب راستہ جن کا
یہی ہیں قبل بعثت بھی زمانہ تھا فدا جن کا
یہی ہیں وہ ہوا کرتا تھا چرچا جابجا جن کا
یہی ہیں ذکر فرماتے تھے شاہ دوسرا جن کا
یہی ہیں وہ یہی ہیں طالب عفو خطا تم ہو

◆

حق آگاہ و امین و متقی و مرسل رحمان
شفیق غمگسار و باعث تسکین غمناکان
غلام احمد ختم الرسل شاہنشہ دیںستان
امام الوقت و مہدی زمان عیسیٰ دوران
یہی ہیں ہاں یہی ہیں شک میں اب کیوں مبتلا تم ہو

◆

یہی ہیں وہ یہی ہیں جنسے عالم میں ہیں سب عاجز
فصیحان عجم عاجز بلیغان عرب عاجز
کسی سے یہ زمانہ میں ہوئی گو قوت کب عاجز
مخالف ہوتے جاتے ہیں انھیں سے روز و شب عاجز
یہی ہیں آج جنکا شور سنتے جابجا تم ہو

◆

یہی ہیں وہ لقب جنکا ہے مہدی کرم گستر
مصدق ہیں انھیں کے قول کے اقوال پیغمبر
کلام اللہ بھی کرتا ہے تائید ان کی سرتاسر
شہادت دیچکے ہیں مہر و مہ بھی انکے دعوے پر
بتاؤ چاہتے اب کیا ثبوت اس کے سوا تم ہو

◆

خدا کیواسطے باز آؤ اب شیخی و نخوت سے
کرو اس ضد کو تم فی الفور دور اپنی طبیعت سے
دل اپنا صاف کر لو مرسل حق کی کدورت سے
نصیحت کر رہا ہوں میں نہایت جوش الفت سے
نہیں منظور مجکو سر گروہ اشقیا تم ہو

◆

یہ حکم امت کو صادر کر گئے ہیں سرور امت
کہ جن کے سامنے ہوں جلوہ گر مہدی با عظمت
سلام ان کو ہمارا بھی وہ پہنچا کر بصد شفقت
ادب سے پھر کریں یہ عرض خود ان سے کہ حضرت
ہمارے رہنما تم ہو ہمارے پیشوا تم ہو

◆

بیان ہو ہائے کیا طوفان بحر کفر کی حالت
جھکولے دے رہی ہے ہر طرف سے موج پر آفت
بچاؤ ڈوبنے سے اسکو ہے کون ایسا باہمت
تلاطم میں پڑی ہے کشتی دین شہ امت
مسیح وقت اس کے نا خدا بہر خدا تم ہو

◆

اگر یہ چاہتے ہو خوش ہو تم سے خالق اکبر
تو ہے ہر وقت لازم پیروی قول پیغمبر
مٹا کر دل سے نقش اتباع نفس سرتاسر
کرو بیعت امام الوقت کے دست مبارک پر
اگر پابند فرمان محمد مصطفیٰ تم ہو

◆

خدا ہے بخشنے والا اگر تم اب بھی باز آؤ
نہ مایوس اتنے ہو لا تقنطوا کو یاد فرماؤ
نصیحت ہے یہی مختار کی اس کو بجا لاؤ
ادب کے ساتھ پیچھے پیچھے مہدی کے چلے جاؤ
جو ڈھونڈا چاہتے جنت کا سیدھا راستہ تم ہو

◆

ذیل کا اشتہار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکم سے

شائع کیا جاتا ہے امید ہے کہ بہت جلد توجہ کی جائے گی۔ (ایڈیٹر)

محمد اسمٰعیل

ضرورت تعمیر مکان

ہمارے ناظرین کو معلوم ہے کہ صاحبزادہ پیر سراج الحق جمالی نعمانی سرساوی ہجرت کرکے دار الامان میں حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن کے آستانہ علیا پر ہمیشہ کے لئے آگئے ہیں اور عنقریب وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشاد کے موافق بعض ضروری دینی خدمات کے سرانجام دینے کے لئے ایک لمبا سفر کرنے والے ہیں۔

حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام نے تجویز کی ہے کہ اس سے پیشتر کہ صاحبزادہ صاحب اپنے مقررہ سفر کے لئے روانہ ہوں اُن کے اہل و عیال کے رہنے کے لئے ایک مختصر سا مکان باہمی چندہ سے طیار کرا دیا جاوے اور خود حضرت اقدس اور حضرت ام المؤمنین نے اس کار خیر میں سبقت فرمائی ہے جیسا کہ فہرست چندہ سے معلوم ہوگا۔ لہذا بتعمیل ارشاد حضرت مسیح موعود اپنی جماعت کے مخلص احباب کو اطلاع دی جاتی ہے کہ حسب استطاعت اس چندہ میں شریک ہوں۔ کل روپیہ اس تعمیر مکان کے متعلق حضرت میر ناصر نواب صاحب مہتمم کی خدمت میں بھیجا جاوے جس کی رسید بذریعہ اخبار شائع ہوتی رہیگی اب ذیل میں اُن احباب کے نام درج کئے جاتے ہیں جنہوں نے اس مکان کی تعمیر کے لئے چندہ دیا ہے۔

حضرت اقدس امام الزمان	عمہ
حضرت ام المؤمنین۔	[illegible]
حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب۔	کسفدر کڑی
حافظ غلام محی الدین صاحب	۰ر
منشی محمد عمر صاحب	۸ر
مولوی عنا [illegible] مدرس سیالدوگرایہ	۲ر
مرزا اسمعیل بیگ بیرسیمین	۲ر
پیر منظور محمد صاحب	عہ
غلام محمد صاحب طالب العلم	۲ر
قاضی سید امیر حسین صاحب	۴ر
حضرت میر ناصر نواب صاحب	عا
محمد اکبر خان صاحب سنوری	۴ر
یار محمد صاحب	۸ر
شیخ محمد اسمعیل صاحب	۸ر
حاجی فضل حسین صاحب شاہجہانپوری	عہ
مولوی محمد علی صاحب ایم اے	عمہ
متفرق معرفت میر ناصر نواب صاحب	۱۰ر
ماسٹر شیر علی صاحب بی اے	عہ
شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر	۰ر
پیر سراج الحق صاحب	صہ
عبد الرؤف صاحب	۶ہر
منشی کرم علی صاحب سنگ ساز	۸ر
شیخ نذر محمد صاحب	عہ

(ایڈیٹر)

تریاق القلوب

اکثر احباب تریاق القلوب کے متعلق استفسار کرتے ہیں کہ وہ اب تک شائع ہوا یا نہیں؟ جوابا اطلاع دیتے ہیں کہ تریاق القلوب قریبا ۶۴ صفحہ تک چھپ چکا ہے اور ابھی معلوم نہیں کہ کب تک طیار ہو سردست وہی چھپ رہا ہے اشاعت پر اطلاع دیجاوے گی۔

گوڑگالوہ والا مقدمہ

یہ خبر ہم سنا چکے ہیں کہ مندرجہ بالا مقدمہ خارج ہوچکا ہے اس دعوی کی بنیاد وہ اشتہار تھا جو (ایک ہزار روپیہ انعام) کے عنوان سے پادریوں پر حجت پوری کرنے کی غرض سے شائع ہوا تھا۔ **اصغر حسین** نام ایک مولوی نے اپنے آپکو عیسائی قرار دیکر دعوی کیا تھا کہ چونکہ میں سب رسولوں کا ماننے والا ہوں اور مسیح علیہ السلام کو بھی مانتا ہوں اس لیے میں عیسائی ہوں۔ اس پر بعض نافہم کوتاہ اندیش اور قبل از مرگ واویلا کرنے والے متعصب اخبارات نے عجیب عجیب قسم کے بے سروپا ریمارک کئے آخر خدا کا راستباز کامیاب ہوا۔ اور خدا تعالی کی سنت سے ناواقف نادان شرمندہ ہوئے۔ اس مقدمہ کی پیروی ہمارے مہربان مولوی **محمد علی** صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل بی۔ اور مرزا خدا بخش صاحب اور مرزا فضل بیگ صاحب مختار قصوری کررہے تھے جس اخلاص اور کوشش کے ساتھ انہوں نے اس مقدمہ کی پیروی کی ہے اللہ تعالی انکو جزائے خیر دے بیشک مندرجہ بالا احباب کی مساعی جمیلہ قابل نمونہ ہر

معزز ناظرین!

آپ کو معلوم ہے کہ اخبار الحکم کا مالی سال آخر اکتوبر ۱۸۹۹ء کو ختم ہوگا جس میں اب صرف ڈیڑھ مہینہ ہی رہ گیا ہے۔ لہذا اپنے اپنے حساب بیباق کی طرف توجہ فرماویں۔ خصوصا وہ احباب نظر عنایت کریں جنہوں نے جون ۱۸۹۷ء سے لے کر آج تک قیمت اخبار میں ایک حبہ تک نہیں دیا باوجودیکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ اُن کی سرد مہریوں سے زیر بار بھی ہونا پڑتا ہے۔ قومی اخبار قومی مقاصد کی تکمیل کے لئے پورے طور پر اُس وقت میں کامیاب ہوگا جب قوم متوجہ ہو۔ امید ہے کہ ناظرین توجہ کرینگے

خان بہادر سید فتح علی شاہ صاحب ڈپٹی کلکٹر

نے ایک رجسٹرڈ خط حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے نام بجواب اُس خط کے جو ۴ر جولائی ۱۸۹۹ء کے الحکم میں شائع ہوا ہے روانہ کیا ہے عنقریب اس خط کا جواب شائع کیا جائے گا بظاہر یہ خط شاہ صاحب کے نام سے لکھا گیا ہے لیکن پردہ زنگاری کے پس پشت بیٹھکر کارروائی کرنے والے برقع نشین کا پتہ اس خط سے خوب ملتا ہے بہرحال جواب بھی شاہ صاحب ہی کے نام ہوگا اور چونکہ یہ خط ایک طرح سے ملہم پارٹی کے اعتراضات کا اچھا خاصہ مجموعہ ہے اس لئے امید ہے کہ جواب بہت ہی دلچسپ اور فائدہ بخش ہوگا۔

خوب یاد رکھو کہ اگر مفصلہ ذیل بیماریون مین سے کسی علاج کی ضرورت پڑے تو اس مرہم کے سوا کوئی اور دوائی ہرگز ہرگز نہ خریدو یہ بے نظیر مرہم فورًا مقام مرض پر اثر کرتی ہے آج تک ایسی کوئی مرہم ایجاد نہین ہوئی

مرہم عیسیٰ

ضرور آزماؤ کیونکہ یہ مرہم ایک بزرگ نبی کی یادگار ہے

[illegible] اکسیر نہایت عجیب اور عجیب و غریب [illegible] ثابت ہو چکی ہے

تریاق اعظم

یہ بہت سی تریاقی دواؤن کا ایک مرکب ہے جو وبائی کیڑون کو ہلاک کرتی اور سمیت کو دور کرکے انسان کے لئے ٹھنڈک پہنچاتی ہے اور بہت سی عفونتی بیماریون کو روک دیتی ہے اور باذن اللہ طاعون اور وبا سے محفوظ رہنے کے لئے سب سے عمدہ دوا ہے اور سمیت کو بدن مین پھیلنے نہین دیتی اور جمیع سموم کی فادزہر ہے - اور نزلات کھانسی ضیق سعال تشنگی اطفال ام الصبیان اسقاط حمل ضعف دل غشی ہول دل ہبوط قوی کی کمی کثرت سیلان خون دماغ اور نخاع اور اعصاب اور معدہ کی کمزوری ذیابیطس مقعدہ سل وغیرہ کے لئے مجرب ہے

قیمت فی ڈبیہ ۱ر

لاہور
بھاٹی دروازہ
کارخانہ مرہم عیسیٰ
حکیم محمد حسین

معزز بھائیو! کوئی تعجب

کرنے کی بات نہیں - مرہم عیسیٰ اسکو اس لئے کہتے ہیں کہ صلیب کھینچے جانے کے بعد جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بچ گئے تو آپ کے صلیبی زخموں پر لگانے کے لئے الہام الٰہی کی بنا پر انکے حواریون نے اسکو طیار کیا تہا - خدا کا فضل جو مرہم کے رنگ میں اترا اس مقدس بشر کے زخمونکے چنگا کرنے میں معجزہ ثابت ہوا - ہر ایک زمانہ کے نامی فاضل طبیبوں نے اسکو آزمایا - اور اسکی مسیحائی تاثیرات اور وجہ تسمیہ کو بلا اختلاف تسلیم کیا حکماء یورپ بہی اسکے اعجازی خواص کے قائل ہیں - ہم نے بڑی محنت اور احتیاط سے اسکے اصل بیش قیمت اجزا ممالک غیر سے منگائی ہیں خالص یقینی صحیح اور آلایش سے پاک مرہم صرف ہم ہی طیار کرتے ہیں **قیمت** فی ڈبیہ ـ ۱۲ ـ ۱ر ـ ۸ر ـ ۴ر علاوہ محصول

ان مرضون کے لئے شفا ہے

ہر قسم کی طاعون - سرطان کے زخم - خنازیر گلٹیان - چوٹون کے زخم - پھنسی پھوڑے گھاؤ - خارش - گنج - طرح طرح کی جلد کی بیماریان ہر قسم کے ناسور - پرانے گندے زخم - زخمون کے کیڑے - تلی کے ورم - بواسیر کے درد ہاتھون کا سردی سے پھٹ جانا - جل جانا کان سے ریم کا بہنا - جانورون کا کاٹ لینا عورات کی خطرناک بیماریان سرطان رحم وغیرہ وغیرہ

ممیرے کا سُرمہ

مصدّقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اُٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عا ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ے خالص ممیرہ فی ماشہ عـہ مصری سرمہ فی تولہ ہم۔ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیئے۔

المشتہر - پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداس پور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے۔ اس لئے مین بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔ مختصر

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مینے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی عمر ۵۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھون کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اُس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین اُنمین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اُس کی بینائی مین فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) مینے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور او بیمار تھین استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوش صاحب بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل

(۴) مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کی نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لئے ۷ مارچ ۹۵ء سے جمع کرایا گیا

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

[illegible] حق [illegible]

اخبار الحکم

ج ۳ | قادیان دار الامن والامان [illegible] جمادی الاول [illegible] ھ مطابق [illegible] ستمبر ۱۸۹۹ء | ج ۳۶

ایمان بالغیب کی حقیقت

جاننا چاہیئے کہ خدا تعالے اور عالم مجازات اور دیگر امور مبدء اور معاد کے ماننے مین فلسفیون کا طریقہ انبیاء علیہم السلام کے طریقہ سے بہت مختلف ہے نبیون کے طریق کا اصل اعظم یہ ہے کہ ایمان کا ثواب تب مترتب اور بارور ہوگا کہ جب غیب کی باتون کو غیب ہی کی صورت مین قبول کیا جاوے اور ظاہری حواس کی کھلی کھلی شہادتین یا دلائل ہندسیہ کے یقینی اور قطعی ثبوت طلب نہ کئے جائین کیونکہ تمام وکمال مدار ثواب اور استحقاق قرب و توصل الٰہی کا تقوے پر ہے اور تقوے کی حقیقت وہی شخص اپنے اندر رکھتا ہے جو افراط آمیز تفتیشون اور لمبے چوڑے انکارون اور ہر ہر جزئی کی موشگافی سے اپنے تئین بچاتا ہے اور صرف دور اندیشی کے طور سے ایک راہ کی سچائی کا دوسری راہون پر غلبہ اور رجحان دیکھکر بحسن ظن قبول کرلیتا ہے اسی بات کا نام ایمان ہے اور اسی ایمان پر فیوض الٰہی کا دروازہ کھلتا ہے اور دنیا و آخرت مین سعادتین حاصل ہوتی ہین جب کوئی نیک بندہ ایمان پر محکم قدم مارتا ہے اور پھر دعا اور نماز اور فکر اور نظر سے اپنی حالت علمی مین ترقی چاہتا ہے تو خدا تعالے خود اس کا متولی ہوکر اور آپ اس کا ہاتھہ پکڑ کر درجہ ایمان سے درجہ عین الیقین تک اس کو پہنچا دیتا ہے مگر یہ سب کچھہ بعد استقامت و مجاہدات و ریاضات و تزکیہ و تصفیہ نفس ملتا ہے پہلے نہین اور جو شخص پہلے ہی تمام جزئیات کی بکلی صفائی کرنا چاہتا ہے اور قبل از صفائی اپنے بدعقائد اور بداعمال کو کسی حالت مین چھوڑنا نہین چاہتا وہ اس ثواب اور اس راہ کے پانے سے محروم ہے کیونکہ ایمان اسی حد تک ایمان ہے جب تک وہ امور جنکو مانا گیا ہے کسی قدر پردہ غیب مین ہین یعنی ایسی حالت پر واقعہ ہین جو ابھی تک عقلی ثبوت نے ان پر احاطہ تام نہین کیا اور نہ کسی کشفی طور پر وہ نظر آئے بلکہ ان کا ثبوت غلبہ ظن تک پہنچا ہے بس یہ تو انبیاء کا سچا فلسفہ ہے جس پر قدم مارنے سے کروڑہا بندگان خدا آسمانی برکتین پا چکے ہین اور جس پر ٹھیک ٹھیک چلنے سے بیشمار خلق اللہ معرفت تامہ کے درجہ تک پہنچ چکے ہین اور ہمیشہ پہنچتے ہین اور جن اعلے درجہ کی تجلیون کو سختی اور جلدی سے فلسفی لوگون نے ڈھونڈا اور نہ پایا وہ سب مراتب ان ایمان دار بندون کو بڑی آسانی سے مل گئے اور اس سے بھی بڑھکر اس مین معرفت تامہ کے درجہ تک پہنچ گئے کہ جو کسی فلسفی کے کانون نے اسکو نہین سنا اور نہ اس کی آنکھہ نے دیکھا اور نہ کبھی اس کے دل مین گذرا لیکن اس کے مقابلہ پر خشک فلاسفرون کا جھوٹا اور مغشوش فلسفہ جس پر آج کل کے نو تعلیم یافتہ لوگ فریفتہ ہو رہے ہین اور جس کے بدنتائج کی بیخبری نے بہت سے سادہ لوحون کو برباد کردیا ہے بات یہ ہے کہ جب تک کسی اصل یا فرع کا قطعی طور پر فیصلہ نہ ہوجائے اور بکلی اس کا انکشاف نہ ہوجائے تب تک اسکو

محمد اسمٰعیل

ہرگز ماننا نہین چاہیے گو یا خدا ہو یا کوئی اور چیز ہو ان مین سے اعلیٰ درجہ کے اور کامل فلاسفر جنھون نے ان اصولون کی سخت پابندی اختیار کی تھی اُنھون نے اپنا نام محققین رکھا جنکا دوسرا نام دہریہ بھی ہے ان کامل فلاسفرون کا بہ پابندی اپنے اصول قدیمہ کے یہ مذہب رہا ہے کہ چونکہ خداتعالیٰ کا وجود قطعی طور پر بذریعہ عقل ثابت نہین ہوسکتا اور نہ ہم نے اُس کو بچشم خود دیکھا اس لئے ایسے خدا کا ماننا ایک امر مظنون اور مشتبہ کا مان لینا ہے جو اصول مقررہ فلسفہ سے بکلی بعید ہے سو اُنھون نے پہلے ہی خداتعالےٰ کو درمیان سے اڑایا پھر فرشتون کا یون فیصلہ کیا کہ یہ بھی خداتعالیٰ کی طرح نظر نہین آتے چلو یہ بھی درمیان سے اُٹھاؤ۔ پھر روحون کی طرف متوجہ ہو اور یہ رائے ظاہر کی کہ ہم کوئی ثبوت قابل اطمینان اس بات پر نہین دیکھتے کہ بعد مرنے کے روح باقی رہ جاتی ہے نہ کوئی روح نظر آتی ہے اور نہ واپس آکر کچھہ اپنا قصہ سناتی ہے بلکہ سب روحین مفارقت بدن کے بعد خدا اور فرشتون کی طرح بے اثر و بے نشان ہین سو اُن کا بھی وجود ماننا خلاف دلیل و برہان ہے۔ ان سب فیصلون کے بعد ان کی نظر عمیق نے تکالیف شرعیہ کی مشقت اور حلال و حرام کا فرق اصول فلسفہ کا سخت مخالف سمجھا اس لئے انھون نے صاف صاف اپنی رائے ظاہر کردی کہ مان اور بہن اور جورو مین فرق کرنا یا اور چیزون مین سے بلا ثبوت ضرر طبّی بعض چیزون کو حرام سمجھ لینا یہ سب بناوٹی باتین ہین جنپر کوئی فلسفی دلیل قائم نہین ہوسکتی۔ اسی طرح اُنھون نے یہ بھی بیان کیا کہ ننگا رہنے مین کوئی شناعت عقلی ثابت نہین ہوتی بلکہ اس مین طبّی قواعد کے رو سے فوائد ہین اسی طرح ان فلاسفرون کے اور بھی مسائل ہین اور خلاصہ اُن کے مذہب کا یہی ہے کہ وہ بجز دلائل قطعیہ عقلیہ کے کسی چیز کو نہین مانتے اور اُن کی فلسفیانہ نگاہ مین گو کیسی ہی کوئی بد عملی ہو جب تک اس مین کوئی طبی ضرر یا دنیوی بد انتظامی متصور نہ ہو تب تک اُنکا ترک کرنا بیجا ہے مگر جو دوسرے درجہ کے فلاسفر ہین اُنھون نے لوگون کے لعن طعن سے اندیشہ کرکے اپنی فلاسفری کے اصولون کو کچھہ نرم کردیا ہے اور قوم کے خوف اور ہم جنسون کی شرم سے خدا اور عالم جزا اور دوسری کئی باتون کو ظنی طور پر تسلیم کر بیٹھے ہین لیکن یہ اعلے درجہ کے فلاسفر اُن کو سخت نالائق اور بدفہم اور غبی الطبع اور بزدل اور اپنی سوسائٹی کے بدنام کنندہ خیال کرتے ہین کیونکہ اُنھون نے فلاسفر ہونے کا دعوی تو کیا لیکن اصول فلسفہ پر جیسا کہ حق چلنے کا تھا نہین چلے اس لئے اول درجہ کے فلاسفر اس بات سے عار رکھتے ہین کہ ان ناقصون کو فلاسفر کے باعزت لفظ سے مخاطب یا موسوم کیا جائے کیونکہ اُنھون نے کچھہ کچھہ تو فلسفہ کے طریقہ پر قدم مارا اور کچھہ عام لوگون کی ملامت لعنت سے ڈر کر نبیون کے عقاید مین بھی (جو فلسفیون کے منشار کے موافق قطعی اور یقینی دلائل سے ثابت نہین ہوسکتے) ٹانگ اڑادی اس لئے یہ لوگ اُنکی نظر مین نیم حکیم ہین حقیقی فلاسفر نہین ہان ممکن بلکہ قرین قیاس ہے اور امید کی جاتی ہے کہ جیسے جیسے ایک سخت جوش قطعی اور یقینی اور نہایت واشگاف ثبوت عقلی طلب کرنے کا ان کے مستعد اور ہونہار لوگون کے دلو مین آتا جائے گا ویسی ویسی وہ کسرین جو باقی رہ گئی ہین اُن کے خیالات سے وہ سب نکل جائین گے اور عقاید اور اعمال مین پوری پوری مطابقت اپنے بڑے بھائیون سے کرلین گے تب وہ شیطانی اور ظلمانی دوکانے پائی دنیا کے برباد کرنے کے لئے ایک ہی ہوکر رہین گے اور اگر آیندہ ذریت مین فلسفہ نے ترقی کی تو وہ بجائے اسکے کہ حال کے فلسفیون کی طرح یہ سوال کرین کہ اگر ملائک یا شیاطین کچھہ چیز ہین تو ہمین دکھلاؤ یہ اعلے درجہ کے سوالات کرین گے کہ اگر خدا اور اس کی قدرتین کچھہ چیز ہین تو ہمین ظاہر ظاہر بلا واسطہ اسباب دکھلاؤ اور اگر روحین بعد مفارقت بدن باقی رہ جاتی ہین اور اُن کا وجود بھی کچھہ چیز ہے تو وہ بھی ہمین دکھلاؤ غرض جیسے جیسے ان نو آموزون کے فلسفہ مین صیقل ہوتا جائے گا اعلے سے اعلے سوال ان کے دلون مین پیدا ہوتے جائین گے یہان تک کہ اول درجہ کے فلاسفرون سے ہاتھہ جا ملائین گے ابھی تو حال بھی کچا اور خیال بھی کچا ہے —

(حضرت اقدس امام الزمان)

حقیقت الصلوہ

۸ر ستمبر ۱۸۹۹ء کے جمعہ مین جو خطبہ حضرت مولٰنا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھا تھا اُس مین کسی قدر حقیقت نماز بیان فرمائی تھی چونکہ وقت تنگ تھا اس لئے جس قدر مولانا بیان کرنا چاہتے تھے اُسقدر وسعت سے بیان نہ کرسکے بہرنمط جو کچھہ فرمایا وہ قلبی اور روحانی امراض کے لئے ایک شفابخش نسخہ ہے۔ امید ہے کہ اکثر بیمار دلون کے لئے مفید ثابت ہوگا۔

(ایڈیٹر)

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ
وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی
عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ
اَکْبَرُ ؕ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ

یہ کتاب جو تیری طرف وحی کی گئی ہے وہ پڑھہ سُنا۔ اور نماز کو ٹھیک رکھہ۔ نماز ہرقسم کی بدکاری اور بُری باتون سے روکتی ہے۔ نماز ہی ذکر اللہ ہے اور ذکر اللہ تمام چیزون سے بڑھکر ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھہ تم کرتے ہو۔

چونکہ وقت بہت تھوڑا ہے اور خطبہ کو لمبا کرنا جائز نہین ہے۔ اس لئے

مین جو کچھ کہون گا بہت مختصر کہون گا۔ یہ آیت مینے خصوصًا اس لئے پڑھی ہے کہ آداب نماز کے متعلق چند باتین جو میرے دل مین ہین آپ کو سُناؤن۔

مین دیکھتا ہون کہ ہر مجلس اور دربار کے کچھ قواعد اور آداب ہوتے ہین اور کوئی شخص جو اُس مجلس اور دربار مین جانا چاہے اس کو ان آداب کی رعایت اور نگہداشت لازم طور پر کرنی پڑتی ہے اگر وہ پرواہ نہ کرے یا کوئی فروگذاشت کرے تو وہ ذلیل ہوجاتا ہے۔

مسجد کیا ہے؟ اللہ کریم کا ایک دربار ہے پس جب نماز کے لئے مسجد مین جاؤ تو یقینًا یقینًا دل کی بصیرت اور بینائی کے ساتھ اعتقاد رکھو کہ خدا کے حضور جاتے ہین اور نماز کے ارکان قیام رکوع - سجود - قومہ - جلسہ - وغیرہ - سب کے سب آداب الصلوٰۃ ہین۔ پس اگر کوئی آدمی ان آداب اور قواعد کی اُسی طرح پر رعایت نہ کرے جیسا کہ اس عظیم الشان مجلس کے بانی یا ان قواعد کے مرتب کرنے والے مقنن نے فرمایا ہے تو وہ گویا مجلس کی توہین کے جرم کا مرتکب ہوتا ہے اور ضرور ضرور ذلیل ہوگا مین مسلمانون کی حالت پر جب ایک لمبی نگاہ کرتا ہون تو میرے دل مین ایک درد اُٹھتا ہے کہ انھون نے مسنون طریقون مسنون اذکار کو چھوڑ کر خود تراشیدہ وظائف اور اوراد مقرر کر لئے ہین۔ اور اُن مین یہان تک منہمک ہوگئے ہین کہ فرائض کی بجا آوری تک چھوڑ دی ہے بات یہ ہے کہ جب کسی قوم کے برے دن آتے ہین تو اس کی خوبیان نکل جاتی ہین اور برائیان ان کی جگہ آجاتی ہین۔ مسلمانون کی بدقسمتی سے ایسے صوفی اور بدعت پسند مشائخ پیدا ہوگئے جنھون نے اللہ اور اس کے برگزیدہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمودہ کی پرواہ نہ کرکے من عند النفس وظائف تراش لئے۔ اور وہ حزب جس پر اللہ تعالے کی مہر تھی اور جو منزل مقصود تک پہنچانے کے واسطے ایک سیدھی راہ اور تجربہ کار رہبر کا کام دیتا تھا جس کے ساتھ ہزارون ہزار برگزیدگان الٰہی کی شہادتین موجود تھین اُسے چھوڑ دیا۔ پاک اسلام نے کبھی یہ پسند نہین کیا کہ کوئی شخص دنیا کے تمام ضروری اور عظیم الشان کامون سے کنارہ کشی کرکے صرف تسبیح ہی لے کر بیٹھا رہے۔ ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاک اسوہ یعنی عمل در آمد سے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اپنے نمونہ سے دکھا دیا ہے کہ فرائض انسانی کیا ہین۔ اُن کو میدان جنگ مین دیکھنے والا کبھی خیال بھی نہین کرسکتا تھا کہ یہ لوگ مسجدون مین خشوع و خضوع اور پورے تبتل سے نمازین پڑھتے ہون گے اور اس وقت ایسے مستغرق ہون گے کہ کاٹو تو خون نہ نکلے اور نماز مین اُن کو دیکھنے والا نہین کہہ سکتا تھا کہ یہ ایسے تیغ زن اور بہادر ہوسکتے ہین جیسے وہ تھے اور کہ ایسے لوگ رقت قلب اور سوز و گداز کے منازل سے کیا واقف ہون گے۔ غرض وہ لوگ ہر کام مین مستعد اور ہوشیار تھے اور جو کچھ کرتے دل سے اور خدا کے لئے کرتے تھے اصل یہ ہے کہ جو کام انسان کی فطرت مین مرکوز اور انسانیت کی غائت ہین وہ سب کے سب ایک مومن اور مسلمان کو کرنے چاہئین لیکن شرط یہ ہے کہ خدا مین ہو کر کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی پر ایک گہری نگاہ کرو اور دیکھو کہ آپ کو کیا کچھ کرنا پڑا ہے مین پورے یقین اور شعور کے ساتھ اور ایمان کی بصیرت کے ساتھ کہتا ہون کہ مینے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی پر غور کی ہے اور ہر روز کرتا ہون کیونکہ جب قرآن شریف کی ایک آیت بھی پڑھتا ہون تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی لائف میرے سامنے آجاتی ہے اور آپ کی زندگی کے واقعات کا ایک نقشہ میرے دل کے سامنے کھنچ جاتا ہے اور مین آپ کو انسانی نوع مین خدا کے قدوس کی طرح ایک عظیم الشان اور کامل انسان اور یکتا دیکھتا ہون اور اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ خدا کی طرح اس انسان کامل کی کنہ تک بھی پہنچنا محال ہے۔ تو اب غور کرو کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑھیون کی طرح کوئی خاص حزب پیش دست لئے بیٹھے رہتے تھے اور کوئی شغل نہ تھا آپ کا عام وظیفہ صرف نماز تھا اور یون تو آپ کی زندگی کا ایک لمحہ بھی ایسا نہ پاؤگے جو ذکر اللہ اور وظیفہ سے خالی ہو آپ کا زرہ بکتر پہننا بھی ذکر اللہ تھا۔ آپکا بیویون کے ساتھ معاشرت کرنا بھی ذکر اللہ تھا۔ آپ کا مہمانون کے ساتھ کشادہ پیشانی سے پیش آنا ذکر اللہ تھا اور اُنکی مہمان نوازی بھی ذکر اللہ ہی تھا غرض آپ کا ہر فعل ہر حرکت و سکون ذکر اللہ تھا آپ کی مقدس اور مطہر زندگی سے مومن کے لئے ایک تسلی دینے والا سبق ملتا ہے کہ جب وہ ہر فعل خدا مین ہو کر کرتا ہے تو وہ سب کے سب ذکر اللہ ہی ہوتے ہین کاش کوئی سوچنے والا سوچے اور سعید روح غور کرے!!

جب نحوست کے دن آئے اور **اسلام** کی ہدایتون پر عمل نہ رہا۔ تو ہزارون ہزار وظائف اور انبارون کے انبار ورد نئے طیار کئے گئے۔

چشتیون نے اپنے ورد وظائف الگ سہروردیون اور نقشبندیون نے الگ اور قادریون نے الگ تجویز کئے اور چودہ خانوادون نے ان کے سوا جو تودہ طوفان بنایا اس کا کچھ شمار ہی نہین اور انبار استغفار اور قصائد کے اور بزرگون کے نامون کے خدا کے ذکر کی جگہ قائم کردئے۔۔ چونکہ یہ باتین یہ اوراد و وظائف خدا سے نہ تھے اور خدا مین ہو کر نہ تھے اخلاق اور عادات کی تبدیلی مین وہ قطعًا کوئی اثر پیدا نہ کرسکے جو خدا تعالے کے فرمودہ کے موافق حزب اور وظائف نے کرکے دکھلایا۔ قوم کی جو گت اس طرح پر بنی وہ بھی اور بالکل ایک ظاہر امر ہے مجھے اس پر کچھ کہنے کی ضرورت اور حاجت نہین۔ مگر ان وظائف اور اوراد نے کیون اثر نہ کیا؟ اس لئے کہ

ان کے ساتھ کوئی زندہ شہادت اور تعلیم کی دلیل موجود نہ تھی ان کی علت غائی زیادہ سے زیادہ حبّ و بغض اور دیگر اغراض یہان تک مقصود تھی - یہ بات صرف کتاب اللہ مین ہی ہے کہ اس کی ہر بات تزکیہ قلب اور تصفیہ روح کے لئے ہوتی ہے اور پھر ہر دعوے کے ساتھ ہر قسم کے دلایل موجود - عقلی شہادتین اور ہر زمانہ مین تجربہ کے زندہ شواہد ساتھ ہوتے ہین - ان وظائف کو عاملون نے اغراض کی تحریک سے سر پر اٹھا تو لیا مگر ہمیشہ ناقابل تحمل بوجھ سمجھا گئے اور رسم وعادت سے نبھاتے رہے یہی وجہ ہے کہ نہان در نہان خیانتون اور بعض جیسی بدکاریون اور بعض اعمال خلاف شریعت حقہ سے محفوظ نہ رہ سکے - اور ان وظائف کے ساتھ دلائل حقہ کے نہ ہونے کے باعث سے شرح صدر سے ان کو اٹھا نہ سکے - مگر قرآن کریم کی حالت اس کے خلاف ہے اس نے ہر حکم کے ساتھ علت موجبہ اور مدلل دلیل دی ہے چنانچہ اسی نماز کی نسبت فرمایا ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ نماز کو قائم کر - کیون؟ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ اس مین فائدہ اور حکمت یہ ہے کہ یہ ہر فعل بد اور ہر قول بد سے بچا لیتی ہے - مین اپنی کہتا ہون کہ ایسے اخلاق ذمیمہ سے جن کی اصلاح سے مین قریب قریب نومید سا ہو گیا ہون نماز ہی کے واسطہ سے مین بچا ہون اور بخدا مین اسے اپنا بڑا رفیق اور محافظ سمجھتا ہون - مینے تجربہ کیا ہے کہ اگر کوئی ناسزا لفظ جوش نفس سے میرے منہ سے نکل گیا جس کی نسبت میرے ایمان نے یقین دلایا کہ اس مین للہیت کی بو نہ تھی اور معاً اس کے بعد نماز کا وقت آگیا کیونکہ ہر فعل کے بعد ضرور ہے کہ ایک نہ ایک نماز کا وقت بھی آجائے تب مجھ ایسی شرم لاحق ہوئی کہ اس ناپاک گندے منہ سے اب خدا کے آگے اپنے حالات عرض کرون گا اور بار بار یہ خیال برق کی طرح سامنے آتا کہ لوگون کے ساتھ معاملہ اور خدا کے روبرو اب منافقانہ طور پر اب کہے گا اِیَّاکَ نَعْبُدُ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہین یعنی ہمارے اقوال وافعال تیرا ہی جلال و کمال ظاہر کرتے ہین - غرض یہ ہے مہذب نماز کی انسان کو پاک کرنے ناسزا کردنی اور گفتنی امور سے اسی طرح کی تواتر واردات نے میرے جیسے تباہ حال کو امید دلادی ہے کہ مین انشاء اللہ اپنے مقصود کو پالون گا بہرحال نماز کمال درجہ کی فروتنی اور تواضع اور تمام قوی کا گرا دینا سکھاتی ہے اور اس مین ذاتی خاصیت کہ نفس کے جذبات واشتعالات کو فنا کر دیتی ہے اور میرا اعتقاد ہے کہ اس وقت تک انسان راستباز نہین ہو سکتا جب تک وہ اپنے جوش نفس سے اس طرح پر باہر نہ آجاوے جیسے سانپ اپنی کینچلی سے نکل آتا ہے - اور وہ پاکباز جو مرنے کو قریب جانتا ہے اور عرش عظیم کے سامنے کھڑا ہونے کا یقین رکھتا ہے اس کو چونکہ ہر گھڑی کبھی ظہر اور کبھی عصر کی نماز مین خدا کے حضور حاضر ہونا پڑتا ہے ضرور ہے کہ اپنے افعال اور اقوال مین خوف خدا کو مدنظر رکھے اور جب کہ ایک عام دربار مین جانے والا اپنے کپڑون کو گوبر مین لت پت کرکے نہین جاتا اور ایسی ادا کو کبھی روا نہین رکھتا جو آداب مجلس کے خلاف ہو تو پھر اس حقیقی دربار مین حاضر ہونے والا کیونکر اپنی کسی ادا کو کریہ اور بدنما بنانے کی جرأت کر سکتا ہے -

غرض یہ بڑا مجرب اور کبھی خطا نہ کرنے والا وظیفہ ہے جو انسان کو منعم علیہ گروہ کا بنا دیتا ہے اور جس کے مجرب اور مفید ہونے کی لاکھون راستبازون نے شہادت دی کہ نمازون کو درست کرو - اور سچا خشوع اور خضوع پیدا کرو اور چاہئے کہ نمازون کو دعاؤن کا مخزن بنایا جاوے - خلاف سنت ہے یہ بات کہ نمازون کو جلد جلد ختم کر لیا جاوے اور پھر آدھ گھنٹہ تک دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر بیٹھے رہین اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ ایک شخص جب تک بادشاہ کی حضور مین رہا اور عرض معروض کا پورا موقع بھی ملا اور خود حضرت سلطان نے ہر قسم کی درخواست اور خواہش کے بیان کرنے کی اجازت بھی دیدی تھی مگر وہان تو بدقسمت چپ رہا اور جب باہر آیا تو لگا دانت نکال کر مانگنے اور رونے دھونے پس نمازون مین دعائین مانگو سجود مین قبولیت کا ایک وقت ہوتا ہے قانون قدرت نے یہ امر ثابت کر دیا ہے کہ ہر فعل کے لئے ایک وقت ہے - علم موسیقی کے ماہر بتلاتے ہین کہ راگون کی تاثیرات کے لئے اوقات ہین اسی طرح پر نفحات الٰہیہ کے لئے اوقات ہین - جب انسان پوری عجز اور نیاز مندی کے ساتھ سجدہ مین گر کر

مولانا صاحب کے اس استدلال نے ایک لطیف اور ضروری سوال کا حل بھی کر دیا ہے جو اکثر لوگ کہا کرتے ہین کہ ہمکو یہ کیونکر معلوم ہو کہ ہماری نماز قبول ہوئی ہے ؟ ہر چیز اپنے آثار سے ثابت ہوتی ہے یا بقول سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام درخت اپنے پھلون سے پہچانا جاتا ہے - پس نماز کے لوازمات اور ثمرات ہین ہر قسم کی بدکاری وبد اطواری سے محترز رہنا - اگر نماز پڑھنے سے یہ باتین حاصل ہوتی ہین اور ہر ایک قسم کی برائی مین کمی اور تنزل ہو رہا ہے تو بیشک وہ نماز موجب برکات ہو رہی ہے ورنہ ہم کو زیادہ استغفار اور زیادہ دعا کی ضرورت ہے + نماز کے ان ثمرات کے مرتب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ان آداب کا لحاظ رکھا جاوے جو مولانا صاحب نے بیان فرمائے ہین نماز اس کی قبولیت اور حقیقت کے متعلق پوری واقفیت چاہتے ہو تو حضرت اقدس امام ہمام علیہ السلام کی وہ تقریر پڑھو جو آپ نے صرف نماز پر فرمائی ہے اور جو ۲ر کو دفتر الحکم سے مل سکتی ہے

(ایڈیٹر)

محمد اسمعیل

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہتا ہے خدا کی الوہیت اُس سے مزا لیتی ہے اور اُس ذلت عبودیت اور ربوبیت سے مل کر ایک چیز پیدا ہوتی ہے جو مومن یا انسان کی علت غائی ہے اور یہی نماز کا حقیقی ثمرہ ہے پس بھرے عزیزو یاد رکھو کہ ہر قسم کی دعا خواہ وہ ایک سوئی یا تسمہ کے لئے ہی کیوں نہ ہو مسنون تسبیحوں کے بعد نماز میں نہایت عجز و نیاز سے مانگو خدا بڑا کریم ہے۔ جھوٹھا اور نادان ہے وہ انسان جس کی روح ان دعاؤں میں لذت نہیں پاتی اور اور راہوں سے لذت طلب کرتا ہے ہم نے خود دیکھا ہے اور چکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ نماز کے اندر کی دعاؤں کے وقت داعی کے قریب ہو جاتا ہے آخر میں ایک بات اپنے دوستوں کو کہنی چاہتا ہوں اکثر دفعہ دیکھا گیا ہے اور دیکھا جاتا ہے کہ آداب نماز کی رعایت نہیں کی جاتی جو نماز پڑھ چکتے ہیں وہ اس قدر جلد مسجد سے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں کہ گویا جب تک نکل نہ جاویں ان کو ڈر ہے کہ چھت ان پر ٹوٹ نہ پڑے۔ بعض بوڑھوں نے مجھ سے بھی اور میرے مخدوم مولوی نور الدین صاحب سے بھی شکایت کی ہے۔ کہ اکثر دفعہ ایسا دھکا لگتا ہے کہ نماز پڑھنے والے کو اپنے مرکز سے اٹھا دیا جاتا ہے تم جانتے ہو کہ تم مبارک خدا کے استاذ کی نگاہ کے نیچے درس سیکھتے آئے ہو۔ تم شہداء علی الناس ہو۔ خدا اور اس کا رسول تم پر گواہ ہو اگر تم قابل گرفت چلن رکھتے ہو تو پھر نمونے بننے والے کون ہوں گے؟ سوچو! اور اپنی کمزوریوں کے لئے خدا سے مدد چاہو۔ خدا تعالےٰ مجھکو اور تمکو برکت دے کہ اس کے مسیح مبارک انسان کے نقش قدم پر چلیں اور لوگ بول اُٹھیں کہ ان کا قول و فعل اللہ اور اُس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمودہ کے موافق ہے آمین آمین

مکتوب امام آخر الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد ہذا یہ عاجز یہ دعا کرتا ہے کہ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے آنمخدوم کی عمر میں برکت بخشے زیادہ تر اس بات میں کوشش کرنی چاہئے کہ کسی طرح مولیٰ کریم راضی ہو جاوے ہر ایک سعادت اسی کی رضا سے حاصل ہوتی ہے دنیا میں جو کچھ انسان رسوم کے طور پر کرتا ہے وہ کچھ چیز نہیں ہے مگر جو کچھ خالصاً مرضات الٰہیہ کے حاصل کرنے کے لئے صدق قدم سے کیا جاتا ہے وہ عمل صالح ہے جس کی انسان کو ضرورت ہے عمل صالح بڑی نعمت ہے خداوند کریم عمل صالح سے راضی ہو جاتا ہے اور قرب احدیت حاصل ہوتا ہے مگر جس طرح شراب کے آخری گھونٹ میں نشہ ہوتا ہے اسی طرح عمل صالح کے برکات اس کے آخری جز میں مخفی ہوتے ہیں جو شخص آخر تک پہنچتا ہے اور عمل صالح کو اپنے کمال تک پہنچاتا ہے وہ ان برکات سے متمتع ہو جاتا ہے لیکن جو شخص درمیان سے ہی عمل صالح کو چھوڑ دیتا ہے اور اس کو اپنے کمال مطلوب تک نہیں پہنچاتا وہ ان برکات سے محروم رہ جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ باوجود اس کے کہ کچھ کچھ عمل صالح بجا لاتے ہیں مگر برکات ان اعمال کی ان میں نمایاں نہیں ہوتی۔ کیونکہ جب تک کوئی میوہ خام ہے وہ پختہ اور رسیدہ میوہ کی لذت نہیں بخش سکتا سب برکتیں کمال میں ہیں اور عمل ناتمام میں کوئی برکت نہیں بلکہ بسا اوقات ناقص العمل انسان کا پچھلا حال پہلے سے بدتر ہو جاتا ہے اور ان لوگوں میں جا ملتا ہے جو خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃ ہیں سو حقیقی طور پر عمل صالح اس عمل کو کہا جاتا ہے کہ جو ہر یک قسم کے فساد سے محفوظ رہ کر اپنے کمال کو پہونچ جائے اور اپنے کمال تک کسی عمل صالح کا پہونچنا اس بات پر موقوف ہے کہ عامل کی ایسی نیت صالح ہو کہ جس میں بجز حق ربوبیت بجا لانے کے کوئی اور غرض مخفی نہ ہو یعنی صرف اس کے دل میں یہ ہو کہ وہ اپنے رب کی اطاعت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور گو اطاعت بجا لانے پر ثواب مترتب ہو یا عذاب مترتب ہو اور گو اس کا نتیجہ آرام و راحت ہو یا نکبت اور عقوبت ہو لیکن بہرحال وہ اپنے مالک کی اطاعت میں رہے گا کیونکہ وہ بندہ ہے پس جو شخص اس اصول پر خدا کی عبادت کرتا ہے وہ اس راہ کی آفات سے امن میں ہے اور امید ہے کہ اس پر فضل ہو لیکن اسے یہ لازم ہے کہ کسی امید پر بنیاد نہ رکھے اور اطاعت اور عبودیت کو ایک حق ربوبیت کا سمجھے کہ جو بہرحال ادا کرنا ہے اور سرگرمی سے خدمت میں لگا رہے اور اپنی کارگذاری اور خدمت کو کچھ چیز نہ سمجھے اور مولیٰ کریم پر احسان خیال نہ کرے دنیا مزرعہ آخرت ہے اور فارغ باتیں کچھ چیز نہیں وہی لوگ مبارک ہیں کہ جو دن رات اپنے زور سے اپنے تمام اخلاص سے اپنے تمام رجوع سے رضائے مولیٰ حاصل کرنا چاہتے ہیں

۲۸ فروری ۱۸۸۴ء مطابق ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۰۱ سنہ ہجری

(ولہ)

علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی مولانا اخویم مولوی محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عنایت نامہ آنمخدوم پہونچا باعث ممنونی ہوا الحمد للہ والمنۃ کہ علماء شرع کی طرف سے حسن ظن اور رفق اور نرمی ظہور میں آئی اور اگر بعض نے طریق نزاع اختیار کیا ہے تو اس میں بھی حضرت ارحم الراحمین کی طرف سے کوئی مصلحت ہوگی یہ عاجز بخوبی جانتا ہے

کہ جناب الٰہی کی یہ عادت ہنین ہے کہ ایسے کامون کو جینکر جیپکے یکدفعہ کمال تک پہونچادی اور ہر ایک فہم کے دل سے بیکبارگی اٰمَنَّا صَدَّقْنَا کا اقرار کرادے اگر ایسا ہوتا تو بہت سے ثواب کہ جو شدائد اور مکروہات کے اوٹھانے پر موقوف ہین۔ نبیون اور مرسلون کو اور ہم لوگون کو جو ان کے متبعین ہین ہرگز حاصل نہ ہو سکتے بلکہ انواع و اقسام کے اسرار مخفی رہ جاتے اور کئی قسم کی تائیدات اور برکات سماوی اور آیات رحمانی جنکا ظہور بروز کسی موذی کی ایذا سے وابستہ ہے پردۂ اخفا مین چھپی رہتی

۱۵ر فروری ۱۸۸۴ء

مطابق

۱۶ر ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ

نظام شمسی مین تغیر عظیم

اور

ایک عظیم الشان مصلح

یا

مثیل مسیح کی ضرورت

اخبار ٹریبیون لاہور ولایت کے ایک اخبار سے ناقل ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے ایک نیا دور حرکات آفتاب اور اس کے متعلق کل نظام شمسی کا شروع ہوتا ہے سنہ ۱۹۰۱ء سے لے کر سنہ ۱۹۰۶ء تک ایک بڑے دائرہ کا خاتمہ نظر آتا ہے۔ جس کے اخیر مین سورج ایک نئے طرح کے سلسلہ برج مین داخل ہوگا۔ قریبا ۲۱۶۰ سال کے بعد ایک دفعہ ایسا واقع ہوتا ہے۔ اور نظام شمسی پر اس کا بہت اثر پڑتا ہے۔ اس وقت ستارے ایک خاص طور کے اقتران مین ہوتے ہین۔ جس کا زمین پر بھی بڑا اثر پڑتا کہ ٹھیک حساب کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ جب پچھلی دفعہ ایسا واقعہ ہوا تھا تو وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے پیدا ہونے کا وقت تھا۔ دراصل عیسوی سنہ ہمارے شمار سے ۱۶۰ سال بعد شروع ہوا تھا۔ یعنی جسکو ہم عیسوی سنہ ۱۶۰ دان سال قرار دیتے ہین وہ دراصل ابتدائی سال ہے۔ اہل ہنود کے حساب کے مطابق (حضرت مسیح کی پیدائش سے پہلے) جب ایسا واقع ہوا تھا۔ تو اس وقت کرشن جی مہاراج نے جنم لیا تھا جوگی فقرا اس بات پر اصرار کرتے ہین کہ سنہ ۱۹۰۱ء مین لوگس ایک نیا جنم دھارکر گا۔ جو کہ زمین پر مظہر الٰہی ہوگا۔ اور خلق اللہ کے لئے وہی کچھ کرے گا جو یسوع مسیح نے اپنے وقت مین کیا تھا۔ اہل نجوم اس بات کے قائل ہین کہ ۲۱۶۰ سال کے وقفہ کے بعد ہمیشہ زمین پر ایک ایسا آدمی پیدا ہوتا رہتا ہے۔ جو زمین پر مسیح یا ئندہ کا سا کام کرتا ہے وہ اہل دنیا کو پاک ترین زندگی کی طرف ترقی دیتا ہے اور وہ پاک علوم جو صدیون صرف چند لوگون کے سینون تک محدود رہے تھے۔ اس کے ذریعہ سے تمام مخلوقات کو عطا کئے جاتے ہین۔

(ہم لوگون کو جو ایک روحانی ریفارمر یا زیادہ واضح الفاظ مین یون کہو کہ مسیح موعود کی ضرورت کو مختلف پہلوؤن سے محسوس کرتے ہین یہ خوشخبری سنانا چاہتے ہین کہ آنے والا مسیح آگیا جس کی دیکھنے کی آنکھین ہون دیکھے اور جس کے کان سننے کے ہون سنے۔

(ایڈیٹر)

حضرت اقدس امام الزمان

کا

ایک تازہ الہام

یہ چار الہام جو ذیل مین درج کئے جاتے ہین ۱۳ر ستمبر ۱۹۰۹ء کو ہوئے نہایت خوشخط اور خوبصورت لکھوا کر حضرت اقدس نے مسجد بیت الذکر مین ۱۶ ستمبر ۱۹۰۹ء چسپان کرائے ہین کلام الٰہی کے الفاظ بجائے خود ایک عظیم الشان بشارت اور نشان کی خبر دیتے ہین ہماری غرض اس اشاعت سے صرف یہی ہے کہ جس وقت یہ الہام پورا ہو مومنون کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہو۔

(ایڈیٹر)

الہام یعنی کلام الٰہی جو حضرت اقدس پر نازل ہوا یہ ہے

ایک عزت کا خطاب
ایک عزت کا خطاب
لَکَ خِطَابُ العِزَّۃِ
ایک بڑا نشان اسکے ساتھ ہوگا

کیا آپ نے نہین پڑھی

سالانہ جلسہ ۱۹۰۸ء کی مفصل رپورٹ عرصہ سے چھپکر شائع ہو چکی ہے اگر آپ نے ابتک بھی نہین پڑھی تو ضرور پڑھین کہ اس مین مندرجہ ذیل بزرگون کی تقریرین علاوہ اس دیباچہ کے جو دو جزو پر خاکسار ڈیٹر نے لکھا ہے درج ہین

(۱) حضرت اقدس علیہ السلام کی ۳ تقریرین
(۲) حضرت مولانا نورالدین صاحب کی ۱ تقریر
(۳) حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی ۲ تقریرین
(۴) حضرت مولوی مبارک علی صاحب کا ۱ قصیدہ
(۵) مولوی غلام الدین صاحب کا ۱ ″

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مرہم عیسیٰ

خوب یاد رکھو کہ اگر مفصلہ ذیل بیماریون مین سے کسی علاج کی ضرورت پڑے تو اس مرہم کے سوا کوئی اور دوائی ہرگز نہ خریدو یہ بے نظیر مرہم فوراً مقام مرض پر اثر کرتی ہے آج تک ایسی کوئی مرہم عمدہ ایجاد نہین ہوئی۔ ...

....

....

ضرور آزماؤ کیونکہ یہ مرہم ایک بزرگ نبی کی یادگار ہے

کارخانہ مرہم عیسیٰ حکیم محمد حسین لاہور بھاٹی دروازہ

اس مرہم کا نام مرہم حواریین اور مرہم رسل بھی ہے

اس کے خریدنے کیطرف ضرور توجہ کرو

صرف یہی مرہم ہے جو نافع اور کثیر الفوائد ہے

ضرور خریدو

اس مرہم کے بنانے پر تاثیر عجیب و غریب ہونے کی سندات بکثرت موجود ہین

قیمت فی ڈبیہ ۱۲/

عہ - عا علاوہ محصولڈاک

معزز بھائیو! کوئی تعجب کرنے کی بات

نہین۔ مرہم عیسیٰ اس کو اس لئے کہتے ہین کہ صلیب کھینچے جانے کے بعد جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بچ گئے تو آپ کے صلیبی زخمون پر لگانے کے لئے الہام الٰہی کی بنا پر اُن کے حواریون نے اس کو طیار کیا تھا خدا کا فضل جو مرہم کے رنگ مین اُترا اُس مقدس بشر کے زخمون کے چنگا کرنے مین معجزہ ثابت ہوا۔ ہر ایک زمانہ کے نامی فاضل طبیبون نے اس کو آزمایا اور اس کی مسیحائی تاثیرات اور وجہ تسمیہ کو بلا اختلاف تسلیم کیا حکماء یورپ بھی اس کے اعجازی خواص کے قائل ہین ہم نے بڑی محنت اور احتیاط سے اس کے اصل بیش قیمت اجزا ممالک غیر سے منگائے ہین خالص یعنی صحیح آلائش سے پاک غرض ہم ہی طیار کرتے ہین۔

ان مرضون کے لئے شفا ہے

ہر قسم کی طاعون۔ سرطان کے زخم۔ خنازیر گلٹیان۔ چوٹون کے زخم۔ پھنسی۔ پھوڑے گھاؤ۔ خارش۔ گنج۔ طرح طرح کی جلد کی بیماریان ہر قسم کے ناسور۔ پرانے گندے زخم۔ زخمون کے کیڑے۔ تلی کے ورم۔ بواسیر کے درد ناخنون کا سردی سے پھٹ جانا۔ جل جانا۔ کان سے ریم کا بہنا۔ جانورون کا کاٹ لینا۔ عورات کی خطرناک بیماریان سرطان رحم وغیرہ وغیرہ

تریاق اعظم

یہ بہت سی تریاقی دواؤن کا اک مرکب ہے جو وبائی کیڑون کو ہلاک کرتی اور سمیت کو دور کر کے انسان کے لئے ٹھنڈک پہنچاتی ہے اور بہت سی عفونتی بیماریون کو روک دیتی ہے اور باذن اللہ طاعون اور وبا سے محفوظ رہنے کو سب سے عمدہ دوا ہے اور سمیت کو بدن مین پھیلنے نہین دیتی اور جمیع سموم کی فادزہر ہے اور نزلات کہانسی قے اسہال تشنگی اطفال ام الصبیان اسقاط حمل ضعف دل غشی ہول دل محمولی قوی کی کمی کثرت سیلان خون دماغ اور نخاع اور اعصاب اور معدہ کی کمزوری ذیابیطس مقدمہ سل وغیرہ کے لئے مجرب ہے قیمت فی ڈبیہ للعہ ....

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی دان میڈیکل کالج کے پروفیسرون ۔ نامور ڈاکٹرون ۔ والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھتا ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی ۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عا ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ عہ خاص ممیرے فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہئے۔

المشتہر سردار مبا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار مبا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہی بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن گرد و غبار ناخنہ یا ہر اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اس لئے مین بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔

راقم ڈاکٹر ڈی ۔ ایم ۔ بی ۔ ایم سانگلی صاحب بہادر ایم ۔ بی ۔ ایم ۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی

۲ مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار مبا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مینے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین ان مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا ۔ اس کی بینائی مین اس قدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳ مین نے ممیرے کے سرمہ کا جو سردار مبا سنگھ تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کر کے دیکھا مفید پایا ۔ میری رائے مین خاصکر ان مریضون کو واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے ۔

راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار مبا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید مشیر شاہ ایل ایم ۔ ایس ۔ اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا ۔ جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۹۰۸ء مین جمع کیا گیا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان مین شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

www.alislam.org

J-3 IN
SET No 2
6 OO.

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار الحکم

قادیان دار الامن والامان ۷ جمادی الاول ۱۳۱۷ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۸۹۹ء

مکتوب
حضرت امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی حضرت والا شان نواب صاحب سلمہ اللہ تعالے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد ہذا والا نامہ آنحضرت عین انتظار مین اس احقر عباد کو پہونچا خداوند کریم کے لطف و احسان کا کیا شکر ادا کیا جاوے جس نے اس ناچیز کی دعا کو قبول فرمایا الحمد للہ ثم الحمد للہ آن مخدوم کا منی آڈر بھی پہونچ گیا۔ جزاکم اللہ خیرا واحسن الیکم فی الدنیا والآخرۃ۔ آنمخدوم نے اپنے دلی اعتقاد سے بہت سی مدد فرمائی خدا تعالے آپ کو خوش و خورم رکھے اور آپ کی عمر اور عزت اور عاقبت مین برکت اور ترقی بخشے۔

حضرت خداوند کریم کی قبولیت کی ایک یہ نشانی ہے کہ بعض اوقات آپکی توجہات کی مجھکو وہ خبر دیتا رہتا ہے اور پرسون کے دن بھی ایک عجیب بات ہوئی کہ ابھی آنمخدوم کا منی آڈر نہین پہنچا تھا اور نہ خط پہنچا تھا کہ ایک منی آڈر آپ کی طرف سے برنگ زرد مجھکو حالت کشفی مین دکھلایا گیا اور پھر آن مخدوم کے خط سے اس عاجز کو بذریعہ الہام اطلاع دی گئی اور آپ کے مافی الضمیر سے اور خط کے مضمون سے مطلع کیا گیا اس مین بہ پیرایہ الہامی عبارت بطور حکایت آنمخدوم کی طرف سے یہ بھی فقرہ تھا میرے خیال مین یہ آپ کی توجہ کا اثر ہے۔ چنانچہ یہ خط کا مضمون اور مافی الضمیر کا منشا ربتین ہندوون اور بہت سے مسلمانون کو بھی بتلایا گیا ازان بعد آنمخدوم کا منی آڈر اور خط بھی آگیا سو حضرت خداوند کریم کا پیش از وقوع آپ کے نام اور آپ کے منی آڈر اور آپ کے خط اور آپ کے مافی الضمیر سے مطلع فرمایا اس بات پر دلیل ہے کہ حضرت ارحم الراحمین کی آپ پر رحمت شامل ہے فالحمد للہ علی ذلک۔ آنمخدوم کے لئے یہ عاجز دعا کرے گا اور آپ کا دلی اعتقاد اور ربط بھی بمقام دعا کا ہی ہو رہا ہے دلی محبت اور ربط کو دعا مین بہت کچھ دخل ہے اور جس سے دلی ربط اور توجہ ہو اگرچہ اُس کے حق مین کسی وقت دعا نہ کرین تب بھی اثر ہو جاتا ہے۔ مجھکو یاد ہے اور شاید عرصہ تین ماہ یا کچھ کم و بیش ہوا ہے کہ اس عاجز کے فرزند نے ایک خط لکھکر مجھکو بھیجا کہ جو بیٹے امتحان تحصیلداری کا

دیا ہے اُس کی نسبت دعا کرین کہ پاس ہو جاوے اور بہت کچھ انکسار اور تذلل ظاہر کیا کہ ضرور دعا کرین مجھکو وہ خط پڑھ کر بجائے رحم کے غصہ آیا کہ اس شخص کو دنیا کے بارہ مین کس قدر ہم اور غم ہے چنانچہ اس عاجز نے وہ خط پڑھتے ہی بہ تمام نفرت وکراہت چاک کر دیا اور دل مین کہا کہ ایک دنیوی غرض اپنے مالک کے سامنے کیا پیش کرون اُس خط کو چاک کرتے ہی الہام ہوا کہ (پاس ہو جاویگا) اور وہ عجیب الہام بھی اکثر لوگون کو بتلایا گیا چنانچہ وہ لڑکا پاس ہوگیا فالحمد للہ۔

سو خداوند کریم کی عالیشان درگاہ مین نازک آداب ہین جب کوئی عرض آداب کے مطابق صادر ہو جاتی ہے تو قبول ہو جاتی ہے اور ربط اور محبت اور اعتقاد کو ان معاملات مین بہت کچھ دخل ہے اور صاحب محبت اور ارادت کے بہت سے ایسے آفات اور مکروہات بباعث عین محبت دور کیے جاتے ہین کہ ان کی اُسکو خبر بھی نہین ہوتی۔ فقط

۱۱ر مئی ۱۸۸۸ء مطابق ۲۸ر رجب سنہ ۱۳۰۵ ہجری

وَلہا

عَلَیہ السَّلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

بعد ہذا آپ نے جو اس عنایت نامہ مرقومہ ۲۹ر فروری ۱۸۸۸ء مین ایک سوال تحریر فرمایا تھا آج تک مینے بباعث ملالت طبع اُس کی طرف توجہ نہین کی اور اب بھی بباعث ضعف دماغ و دوردسر طبیعت حاضر نہین ہے لیکن جو آنمخدوم کا وہ خط دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ سوال صرف ایک نزاع لفظی ہے کیونکہ جس مرتبہ توحید کو آنمخدوم ابتدائی مرتبہ تصور فرماتے ہین وہ مرتبہ اس عاجز کے نزدیک ان معنون کر کے انتہائی مرتبہ توحید کا ہے کہ وہ سید اولیا کا منتہا اور آخری حد ہے جس سے فنا اتم کا چشمہ جوش مارتا ہے اگرچہ دریائے احدیت بے نہایت ہے لیکن جس کمال توحید کو انسان اپنے مجاہدہ سے اپنی کوشش سے اپنے تزکیہ نفس سے اپنے سیر و سلوک سے حاصل کرنا چاہتا ہے وہ یہین تک ہے۔ پھر بعد اس کے محض تفضلات الٰہیہ اور مواہب لدنیہ ہین جن تک کوششون کو راہ نہین ساری کوششین اور محنتین صرف اس حد تک ہین کہ انسان اپنے اور تمام خلق کو ہیچ اور لاشے محض سمجھکر اور اپنی ہوا اور ارادہ سے باہر ہو کر بکلی خدا کے لیے ہو جاوے اور اپنی ناچیز ہستی بشہود ہستی حقیقی حضرت باری تعالے کے نابود اور معدوم دکھائی دے اور جیسا فی الواقع انسان محبت وجود حضرت قادر مطلق کے ہیچ اور ناچیز ہے ایسی ہی حالت پیدا ہو جائے گویا اب بھی وہ نیست ہے جیسا پہلے نیست تھا سو یہ مرتبہ عبودیت کی آخری حد ہے اور یہی اس توحید کا انتہائی مقام ہے کہ جو سعی اور کوشش اور سیر و سلوک سے حاصل کرنا چاہیے یہ سچ ہے کہ بعد اس کے مرتبہ سیر فی اللہ ہے لیکن اس مرتبہ کے حصول کے لئے کوششون کو دخل نہین بلکہ یہ محض بطریق فضل اور موہبت کے حاصل ہوتا ہے اور کوششین صرف اسی مرتبہ فنا تک ختم ہو جاتی ہین کہ جو اوپر ذکر کیا گیا ہے مثلاً ایک شخص کئی منزلین طے کر کے بادشاہ کے ملنے کے لئے آیا ہے اور جس قدر راہ مین موانع تھے سب سے خلاصی پا کر بادشاہ کے خیمہ تک پہنچ گیا ہے اب خیمہ مین داخل کرنا اور بارگاہ مین دخل دینا یہ خاص بادشاہ کا کام ہے کہ جو ایک خاص اجازت بادشاہ ہی پر موقوف ہے ناچیز بندہ کیا حقیقت رکھتا ہے کہ جو اپنی بشری طاقتون کے ذریعہ سے اور اپنے اختیار سے خود بخود بلا اجازت بارگاہ مین داخل ہو جاوے۔

اور اب بباعث ضعف زیادہ لکھ نہین سکتا۔

آپ نے جو کئی شعرون کے معنی دریافت فرمائے ہین وہ کسی اور وقت اگر خدائے چاہا تحریر کرون گا اور امرتسر سے واپس آگیا ہون اور واپس اگر میر علی مراد صاحب کا خط ملا سو اُن کی نسبت اور آنمخدوم کے لخت جگر کی نسبت دعا خیر کر کے حوالہ بخدا کرتا ہون جب طبیعت روبصحت ہوگی انشاء اللہ تعالے بشرط یاد آنمخدوم کے سوال یعنی اشعار کے معنون کی بابت لکھا جائیگا۔

۱۱ر مارچ ۱۸۸۴ء مطابق ۱۳ر جمادی الاول سنہ ۱۳۰۱ ہجری

* * *

اسلام اور غیر مذاہب والون سے محبت

واضح ہو کہ یہ تمام ناقص اور ادھوری انجیل کی نحوستین ہین کہ عیسائی لوگ حق اور حقیقت سے دور جا پڑے ورنہ اگر ایک گہری نگاہ سے دیکھا جاوے کہ محبت کیا چیز ہے اور کس کس محل پر اُس کو استعمال کرنا چاہیے اور بغض کیا چیز ہے اور کن کن مقامات مین برتنا چاہیے تو فرقان کریم کا سچا فلسفہ نہ صرف سمجھ ہی مین آتا ہے بلکہ روح کو اُس سے معارف حقہ کی ایک کامل روشنی ملتی ہے۔

اب جاننا چاہیے کہ محبت کوئی تصنع کا کام نہین بلکہ انسانی قوی

محمد اسمعیل

مین سے یہ بھی ایک قوت ہی اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ دل کا ایک چیز کو پسند کرکے اس کی طرف کھنچ جانا اور جیساکہ ہر ایک چیز کے اصل خواص اس کے کمال کے وقت بدیہی طور پر محسوس ہوتے ہین یہی محبت کا حال ہے کہ اس کے جوہر بھی اس وقت کھلے کھلے ظاہر ہوتے ہین کہ جب اتم اور اکمل درجہ پر پہنچ جاتے۔ اللہ تعالے فرماتا ہے اُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ یعنی انھون نے گوسالہ سے ایسی محبت کی کہ گویا ان کو گوسالہ شربت کی طرح پلا دیا گیا درحقیقت جو شخص کسی سے کامل محبت کرتا ہے تو گویا اُسے پی لیتا ہے یا کھا لیتا ہے اور اس کے اخلاق اور اس کے چال چلن کے ساتھ رنگین ہوجاتا ہے اور جسقدر زیادہ محبت ہوتی ہے اسی قدر انسان بالطبع اپنے محبوب کی صفات کی طرف کھینچا جاتا ہے یہان تک کہ اسی کا روپ ہوجاتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہی یہی بھید ہے کہ جو شخص خدا سے محبت کرتا ہے وہ ظلّی طور پر بقدر اپنی استعداد کے اس نور کو حاصل کرلیتا ہے جو خدا تعالے کی ذات مین ہے پس جبکہ محبت کی حقیقت یہ ہے تو پھر کیونکر ایک سچی کتاب جو منجانب اللہ ہے اجازت دے سکتی ہے کہ تم شیطان سے وہ محبت کرو جو خدا سے کرنی چاہیئے اور شیطان کے جانشینون سے وہ پیار کرو جو رحمٰن کے جانشینون سے کرنا چاہیئے افسوس کہ پہلے تو انجیل کے باطل ہونے پر ہمارے پاس یہی ایک دلیل تھی کہ وہ ایک عاجز مشت خاک کو خدا بناتی ہے اب یہ دوسری دلایل بھی پیدا ہوگئین کہ اس کی دوسری تعلیمین بھی گندی ہین کیا یہ پاک تعلیم ہوسکتی ہے کہ شیطان سے ایسی ہی محبت کرو جیساکہ خدا سے۔ اور اگر یہ عذر کیا جاوے کہ یسوع کے منہ سے سہوًا یہ باتین نکل گئین کیونکہ وہ الٰہیات کے فلسفہ سے ناواقف تھا تو یہ عذر نکمّا اور فضول ہوگا کیونکہ اگر وہ ایسا ہی ناواقف تھا تو کیون اس نے قوم کے مصلح ہونے کا دعوے کیا۔ کیا وہ بچہ تھا اُسے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ محبت کی حقیقت بالالتزام اس بات کو چاہتی ہے کہ انسان سچے دل سے اپنے محبوب کے تمام شمایل اور اخلاق اور عبادات پسند کرے اور ان مین فنا ہونے کے لیئے بدل وجان ساعی ہو تا اپنے محبوب مین ہوکر وہ زندگی پاوے جو محبوب کو حاصل ہے سچی محبت کرنے والا اپنے محبوب مین فنا ہوجاتا ہے اپنے محبوب کے گریبان سے ظاہر ہوتا ہے اور ایسی تصویر اس کی اپنے اندر کھینچتا ہے کہ گویا اُسے پی جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ اس مین ہوکر اور اس کے رنگ مین رنگین ہوکر اور اس کے ساتھ ہوکر لوگون پر ظاہر کردیتا ہے کہ وہ درحقیقت اس کی محبت مین کھویا گیا ہے۔

محبت ایک عربی لفظ ہے اور معنی اس کے پُر ہوجانا ہے چنانچہ عرب مین یہ مثل مشہور ہے کہ تحبب الحمار اور جب یہ کہنا منظور ہوتا ہے کہ گدھے کا پیٹ پانی سے بھر گیا تو کہتے ہین شربت الابل حتی تحببت اور حب جو دانہ کو کہتے ہین وہ بھی اسی سے نکلا ہے جس سے یہ مطلب ہے کہ وہ پہلے دانہ کی کیفیت سے بھر گیا اور اسی بنا پر احباب سونے کو بھی کہتے ہین کیونکہ جو دوسرے سے بھر جائے گا وہ اپنے وجود کو کھودے گا گویا سو جائیگا اور اپنے وجود کی کچھ حس اس کو باقی نہین رہے گی پھر جب کہ محبت کی یہ حقیقت ہے تو ایسی انجیل جس کی یہ تعلیم ہے کہ شیطان سے بھی محبت کرو اور شیطانی گروہ سے بھی پیار کرو دوسرے لفظون مین اس کا ماحصل یہی نکلا کہ ان کی بدکاری مین تم بھی شریک ہوجاؤ خوب تعلیم ہے ایسی تعلیم کیونکر خدا تعالے کی طرف سے ہوسکتی ہے بلکہ وہ تو انسان کو شیطان بنانا چاہتی ہے خدا انجیل کی اس تعلیم سے ہر ایک کو بچاوے۔

اگر یہ سوال ہو کہ جس حالت مین شیطان اور شیطانی رنگ و روپ والون سے محبت کرنا حرام ہے تو کس قسم کا خلق ان سے برتنا چاہیئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالے کا پاک کلام قرآن شریف یہ ہدایت کرتا ہے کہ ان پر کمال درجہ کی شفقت چاہیئے جیساکہ ایک رحیم دل آدمی جذامیون اور اندھون اور لولون اور لنگڑون وغیرہ دُکھ والون پر شفقت کرتا ہے اور شفقت اور محبت مین یہ فرق ہے کہ محب اپنے محبوب کے تمام قول اور فعل کو بنظر استحسان دیکھتا ہے اور رغبت رکھتا ہے کہ ایسے حالات اس مین بھی پیدا ہوجاوین مگر مشفق شخص مشفق علیہ کے حالات بنظر خوف وعبرت دیکھتا ہے اور اندیشہ کرتا ہے کہ شاید وہ شخص اس تباہ حالی مین ہلاک نہ ہوجاوے اور حقیقی مشفق کی یہ علامت ہے کہ وہ شخص مشفق علیہ سے ہمیشہ نرمی سے پیش نہین آتا بلکہ اس کی نسبت محل اور موقع کے مناسب حال کارروائی کرتا ہی اور کبھی نرمی اور کبھی درشتی سے پیش آتا ہے بعض وقت اس کو شربت پلاتا ہے اور بعض اوقات ایک صادق ڈاکٹر کی طرح اس کا ہاتھ یا پیر کاٹنے مین اس کی زندگی دیکھتا ہے اور بعض اوقات اس کے کسی عضو کو چیرتا ہے اور بعض اوقات مرہم لگاتا ہے۔ اگر تم ایک دن ایک بڑے شفاخانہ مین جہان صدہا بیمار اور ہر ایک قسم کے مریض آتے ہون بیٹھکر ایک حاذق تجربہ کار ڈاکٹر کی کارروائیون کو مشاہدہ کرو تو امید ہے کہ مشفق کے معنی تمہاری سمجھ مین آجائینگے سو تعلیم قرآنی ہمین یہی سبق دیتی ہے کہ نیکون اور ابرار

مذیل

احباء سے محبت کرو اور فاسقون اور کافرون پر شفقت کرو چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ یعنی اے کافرو یہ نبی ایسا مشفق ہے جو تمہارے رنج کو دیکھ نہین سکتا اور نہایت درجہ خواہشمند ہے کہ تم ان بلاؤن سے نجات پا جاؤ پھر فرمایا لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ یعنی کیا تو اس غم سے ہلاک ہو جائے گا کہ یہ لوگ کیون ایمان نہین لاتے مطلب یہ ہے کہ تیری شفقت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ تو ان کے غم مین ہلاک ہونے کے قریب ہے اور پھر ایک مقام مین فرماتا ہے تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ یعنی مومن وہی ہین جو ایک دوسرے کو صبر اور مرحمت کی نصیحت کرتے ہین یعنی یہ کہتے ہین کہ شدائد پر صبر کرو اور خدا کے بندون پر شفقت کرو اس جگہ بھی مرحمت سے مراد شفقت ہے کیونکہ مرحمت کا لفظ زبان عرب مین شفقت کے معنون پر مستعمل ہوتا ہے قرآنی تعلیم کا اصل مطلب یہ ہے کہ محبت جس کی حقیقت محبوب کے رنگ رنگین ہو جانا ہے بجز خدا تعالیٰ اور صلحاء کے اور کسی سے جائز نہین بلکہ سخت حرام ہے جیسا کہ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا أَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ اور فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى أَوْلِيَاءَ اور پھر دوسرے مقام مین فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ یعنی یہود اور نصاریٰ سے محبت مت کرو اور ہر ایک شخص جو صالح نہین اس سے محبت مت کرو ان آیتون کو پڑھکر نادان عیسائی دھوکا کھاتے ہین کہ مسلمانون کو حکم ہے کہ عیسائی وغیرہ بیدین فرقون سے محبت نہ کرین۔ لیکن نہین سوچتے کہ ہر ایک لفظ اپنے محل پر استعمال ہوتا ہے جس چیز کا نام محبت ہے وہ فاسقون اور کافرون کی اسی صورت مین پایا جانا متصور ہے کہ جب ان کے کفر اور فسق سے کچھ حصہ لے وے نہایت سخت جاہل وہ شخص ہوگا جس نے یہ تعلیم دی کہ اپنے دین کے دشمنون سے پیار کرو ہم بار ہا لکھ چکے ہین کہ پیار اور محبت اسی کا نام ہے کہ اس شخص کے قول اور فعل اور عادت اور خلق اور مذہب کو رضا کے رنگ مین دیکھین اور اس پر خوش ہون اور اس کا اثر اپنے دل پر ڈال لین اور ایسا ہونا مومن سے کافر کی نسبت ہرگز ممکن نہین۔ ہان مومن کافر پر شفقت کرے گا اور تمام دقایق ہمدردی بجا لائے گا اور اس کی جسمانی اور روحانی بیماریون کا غمگسار ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ بغیر لحاظ مذہب ملت کے تم لوگون سے ہمدردی کرو بھوکون کو کھلاؤ غلامون کو آزاد کرو قرضدارون کے قرض ادا کرو اور زیر بارون کے بار اٹھاؤ اور بنی نوع سے ہمدردی کا حق ادا کرو اور فرماتا ہے إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى یعنی خدا تعالیٰ تمھین حکم دیتا ہے کہ عدل کرو اور عدل سے بڑھ کر یہ کہ احسان کرو جیسے بچہ سے اس کی والدہ یا کوئی اور شخص محض قرابت کے جوش سے کسی کی ہمدردی کرتا ہے اور پھر فرماتا ہے لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ یعنی نصاریٰ وغیرہ سے جو خدا نے محبت کرنے سے ممانعت فرمائی تو اس سے یہ نہ سمجھو کہ وہ نیکی اور احسان اور ہمدردی کرنے سے تمھین منع کرتا ہے نہین بلکہ جن لوگون نے تمھارے قتل کرنے کے لئے لڑائیان نہین کین اور تمھین تمھارے وطنون سے نہین نکالا وہ اگرچہ عیسائی ہون یا یہودی ہون بے شک ان پر احسان کرو ان سے ہمدردی کرو انصاف کرو کہ خدا ایسے لوگون سے پیار کرتا ہے اور پھر فرماتا ہے إِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَأَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوْا عَلٰى إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ یعنی خدا نے جو تمھین ہمدردی اور دوستی سے منع کیا ہے تو صرف ان لوگون کی نسبت جنھون نے دینی لڑائیان تم سے کین اور تمھین تمھارے وطنون سے نکالا اور بس نہ کیا جب تک باہم مل کر تمھین نکال نہ دیا سو ان کی دوستی حرام ہے کیونکہ یہ دین کو مٹانا چاہتے ہین اس جگہ یاد رکھنے کے لایق ایک نکتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تولّی ❁ عربی زبان مین دوستی کو کہتے ہین جس کا دوسرا نام مودت ہے اور اصل حقیقت دوستی اور مودت کی خیرخواہی اور ہمدردی ہے سو مومن نصاریٰ اور یہود سے اور ہنود سے دوستی اور ہمدردی اور خیرخواہی کر سکتا ہے احسان کر سکتا ہے مگر ان سے محبت نہین کر سکتا۔ یہ ایک باریک فرق ہے اس کو خوب یاد رکھو۔

(حضرت اقدس امام الزمان)

مسئلہ تصویر

حضرت اقدس مسیح موعود

علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے فوٹو کی متعلق بعض دوستون نے کئی قسم کے سوال کئے ہین اور اس مسئلہ کی تحقیقات [illegible] ہمارے محسن و مشفق و مکرم مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے جس طرز اور اسلوب پر اس مسئلہ کو

❁ نوٹ تولّی کی تا اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تولّی مین ایک تکلف ہے جو مغایرت پر دلالت کرتا ہے مگر محبت مین ایک ذرہ مغایرت باقی نہین رہتی منہ

اپنی چٹھی نمبر ۹ مطبوعہ الحکم مورخہ ۹ ستمبر ۱۸۹۹ء مین حل کیا ہے ہمارے خیال مین اس سے بہتر ممکن نہین ہے۔ مولانا صاحب کا طرز ایک بصیرۃ اور ایمانی قوت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور اگر ہمارا ایمان اس قسم کا نہین تو بے شک ٹھوکر اور خطرہ کا اندیشہ ہے کیونکہ اس حکم عدل کا ایک فعل ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ٹھیرایا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو گا گو اس کے بعد کسی اور مضمون کی اس مسئلہ پر ضرورت نہ تھی تاہم ہم ذیل مین ایک اور مضمون درج کرتے ہین جو ہمارے محترم بھائی **منشی عبد العزیز دہلوی** نے کرزن گزٹ مین چھپوایا ہے۔ (ایڈیٹر)

یہ ایک مسلم مسئلہ ہے کہ کتب سابقہ کی تعلیم مختص الزمان اور مختص المکان تھی اور اس بات کا حق صرف اسلام کو ہی حاصل ہے کہ اس کے تمام عالمگیر اصول کل دنیا کے واسطے اور ہر زمانہ کے لئے قواعد فطرت انسانی کے موافق نہایت موزون اور مناسب ثابت ہوئے ہین اور کوئی ایک اسلامی مسئلہ بھی ایسا نہین مل سکتا ہے جو گوش خوش کن ابلہ فریب ڈھکوسلون کی طرح محض خیالی ہون اور ان پر عمل درآمد کرنے کی کبھی کسی نے کوشش نہ کی ہو اگر کتب سابقہ کی تعلیم پر کسی کو پورا پورا عمل درآمد ہو تو سبت کے دن ریل محکمہ ڈاک خانہ اور تار برقی اور بعض دیگر کارخانجات کا کام بند کر دینے سے تمام کارخانہ درہم برہم ہو جاتا ہے لیکن الحمد للہ کہ ہمارے پیارے مذہب اسلام مین کوئی ایک بھی ایسا مسئلہ نہین ہے جس کی وقعت ایک تصور یا خیال کے برابر ہو۔ اور جس پر عمل درآمد ہونے سے تمام کارخانہ عالم درہم برہم ہو جاتا ہو۔ وہ لوگ جنھون نے اپنے پر ایک خلاف فطرت خیالات کے اثبات اور تصدیق کا ٹھیکہ لے رکھا ہے خواہ کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی ان خیالات کی پابندی نہ کی ہو وہ میرے مخاطب نہین ہین البتہ محققانہ طبیعتون کے واجب التعظیم خیالات کی ہماری نگاہ مین وقعت ہے اس لئے ہم جواز و حرمت تصویر کی بابت مختصر الفاظ مین اپنے خیالات ظاہر کرتے ہین تصویر کی حرمت کی بابت پہلے بھی بہت کچھ بحثین ہو چکی ہین لیکن افسوس ہے کہ ان پر مجموعی نگاہ ڈالنے سے جواز یا عدم جواز کی بابت کوئی قطعی رائے قائم نہین ہو سکتی ہے اس لئے ہم فی الحال چند مختصر نوٹ کرزن گزٹ کے ناظرین کے واسطے پیش کرتے ہین اور آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ تمام حدیثون اور اقوال کو یکجا جمع کر کے اس مسئلہ پر مفصل بحث کرین گے۔

حرمت تصویر کی بابت کلام الٰہی مین تو کہین بھی ذکر نہین ہوا ہے اب رہین احادیث سو اکثر احادیث پر عمیق نگاہ ڈالنے سے یہ ضرور پتہ لگتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض کپڑون کو جن پر تصویرین ہوتی تھین بعض صحابی کے گھر مین دیکھنے سے ناراضگی ظاہر فرمائی ہے لیکن یہ ہرگز ثابت نہین ہوتا ہے کہ آپ نے کبھی ان کپڑون کو بالکل ضائع کر دینے کے واسطے ارشاد فرمایا ہو بلکہ ان کپڑون کو پھاڑ کر تکیہ وغیرہ بنانے کا حکم دینے سے تو اتنا ضرور ثابت ہے کہ تصویر کا گھر مین رکھنا قطعی حرام تو نہین ہے کیونکہ اگر قطعی حرام ہوتا تو ضرور ان کپڑون یا جن پر تصویرین ہوتی تھین قطعاً ضائع کر دیا جاتا ان کے علاوہ بعض احادیث ایسی بیان کی جاتی ہین کہ جس کے گھر مین تصویر ہوتی ہے وہان رحمت کے فرشتہ کا دخل نہین ہوتا ہے۔ اگر اس قسم کی احادیث واقعی صحیح ہین تو بھی ان سے تصویر کی حرمت ثابت نہین ہو سکتی ہے کیونکہ اول تو اس بات کی تحقیق کرنی چاہیئے کہ مخبر صادق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد تصویر سے کیا تھی ہم سمجھتے ہین کہ ضرور اس موقعہ پر تصویر سے مراد بت تھے ورنہ جب آپ جانتے تھے کہ بعض تصویرون کے گھر مین رہنے سے رحمت کے فرشتہ کا گذر ہونا بند ہو جاتا ہے تو آپ تصویرون دار کپڑون کے تکیہ اور فرش بنانے کی بابت ہرگز ارشاد نہ فرماتے بلکہ انکو جلا کر ضائع کر دینے کا حکم فرماتے۔ اب ہم دیکھنا چاہتے ہین کہ جو لوگ تصویرون کے گھر مین رکھنے سے رحمت کے فرشتہ کی آمد و رفت بند ہو جانے کا عقیدہ رکھتے ہین آیا انھون نے کبھی اپنے خیالات کے موافق کاربند ہونے کی کوشش کی یا نہین۔ سو ہم دعوے سے کہتے ہین کہ نہین اور ہرگز نہین ان کی مثال بعینہٖ ایسی ہے کہ مچھر کو چھانتے اور اونٹ کو نگل جاتے ہین۔ یہ سخت حماقت بلکہ بے شرمی کی بات ہے کہ اپنی خود غرضی اور تن آسانی کے واسطے سرکاری سکہ کو جس پر تصویر موجود ہے کئی کئی تھیلون مین بند کر کے رکھا جاوے بلکہ کمینہ طور پر بھی اگر یہ تصویرین ہاتھ آ سکتی ہون تو ان کے حاصل کرنے سے دریغ نہ کیا جاوے اور ان کی وقعت دل مین اس درجہ قائم کر لی جاوے کہ خدا پر بھروسا کرنے کی بہ نسبت اس پر حد درجہ جان فدا کی جاوے لیکن معمولی تصویرون کی بابت ایسی شد و مد سے بحث کی جاوے ہماری رائے مین ان سکون سے بڑھ کر اور کونسی تصویرین ہو سکتی ہین جن کی وجہ سے انسان خداوند کریم کی طرف سے از حد غافل ہو جاتا ہے بلکہ اور تصویرون کی تو اس زمانہ مین جس قدر بے قدری ہوئی ہے شاید ہی کسی زمانہ مین ایسی ہوئی ہوگی۔ البتہ ان تانبے چاندی اور سونے کی تصویرون نے جس قدر دنیا کو قبلۂ حاجات کی طرف سے دور اور مہجور کرنے مین کامیابی حاصل کی ہے اگر اس پر ان تصویرون والے خیالی احکام کو چسپان کرنے کی کوشش کی جاوے تو شاید بیجا نہ ہوگا لیکن ہم کو کوئی شخص ایسا نہین دکھائی

دیتا ہے جس سے ایک لمحہ کے لئے بھی اس پر عمل درآمد کرنے کی کوشش کی ہو کیا کوئی خیال کرسکتا ہے کہ ایسے ناقابل عمل احکام اسلام کی تعلیم مین ہوسکتے ہین - ممکن ہے کہ کوئی شخص تصویر کے گھر مین نہ رکھنے کی بابت اس درجہ کا زاہد ہو کہ وہ شیشہ بھی دیکھنا چھوڑ دے کیونکہ اس مین خود اپنی ہی تصویر کھینچی کھنچائی سامنے موجود ہو جاتی ہے بلکہ ہم یہ بھی مانتے ہین کہ خواہ کوئی اس مسئلہ پر اس درجہ پر کاربند ہو جاوے کہ ہر وقت اپنی آنکھین بند رکھنے لگے کیونکہ یہ ثابت شدہ بات ہے کہ دونون آنکھون مین جو کچھ سامنے موجود ہوتا ہے اس کا عکس پڑنے سے ہر وقت آنکھون مین دو تصویرین کھنچی ہوئی ہین لیکن کوئی ذی شعور باور نہین کرسکتا کہ ان سے احکام اسلام کچھ بھی تعلق رکھتے ہون یہ سخت غلطی ہے کہ کسی مسئلہ مین اپنے خیالات کی پابندی سے حد درجہ غلو کیا جاوے - جہان تک ہم خیال کرتے ہین ہم کو تصویر کی حرمت کی بابت کوئی قطعی حکم نہین ملتا سوائے [illegible] اس [illegible] کے حکم پر عمل درآمد کرنا [illegible] امر [illegible] ہم اوپر بیان کرچکے ہین اور ایسے ناقابل عمل احکامات سے اسلام کو کچھ تعلق نہین ہے

([illegible])

غض بصر

مندرجہ بالا مضمون پر ہمارے محسن مخدوم مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے ایک مختصر سا خطبہ یکم ستمبر ۱۸۹۹ء کو پڑھا تھا - ہم اس مضمون کو اپنے الفاظ مین بیان کرنا چاہتے ہین -

قرآن کریم کا یہ عام اصول ہے کہ وہ مبادی گناہ تک سے روکتا ہے جو تقوی اللہ کی باریک سے [illegible] - آنکھ کا بے محل اٹھنا بہت سی خرابیون کا موجب ہو کر اس لئے قرآن کریم نے غض بصر یعنی نیچی نگاہ رکھنے کی تعلیم دی چنانچہ فرمایا

قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم ان اللہ خبیر بما یصنعون

یعنی مومنون سے کہدو کہ اپنی نگاہین نیچی رکھا کرین - اور شرم گاہون کی حفاظت کرین یہ نہایت پسندیدہ بات ہے بے شک اللہ ان تمام باتون سے آگاہ ہے جو کرتے ہین

اس آیت کو اللہ تعالے نے باہمی معاملات اور اصول تمدن پہ تعلیم دیتے سورہ نور مین فرمایا ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حکم کے نیچے ایک عظیم الشان نور موجود ہے اور عدم تعمیل سے ایک خوفناک اندھیرا قلب پر چھا جاتا ہے جو آخر دل دماغ سب کو تباہ کرکے انسان کو تاریکی کا فرزند بنا دیتا ہے -

جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے کہ قرآن کریم باریک سے باریک مبادی گناہ سے بچنے کی ہدایت فرماتا ہے اس مقام پر بھی قرآن کریم کی پہلی آیتون پر غور کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ اول ان موٹی موٹی باتون کی ہدایت کی ہے جو انسان کو شرمناک گناہ حرامکاری سے روکتی ہین اور پھر سلسلہ وار ذکر کرتے کرتے **غض البصر** کی ہدایت فرمائی ہے -

بہت سے گناہ ایسے ہین کہ ان سے بچنے مین کسی نہ کسی قسم کی ریا کو دخل ہوتا ہے یا کم از کم ہوسکتا ہے مثلاً اگر شراب پینے سے بچتا ہے تو یہ خیال ہوسکتا ہے کہ لوگ شرابی سمجھکر نکو نہ بنائین یا جھوٹ سے احتراز کرتا ہے تو بے امتیازہ نہ بننے کے خیال سے مگر غض بصر کا ایک حکم ایسا حکم ہے کہ اس پہ چلنے والا اور اس کی پابندی کرنے والا بالکل [illegible] اور خدا تعالے ہی کے لئے اس کی تعمیل کرنے والا جوانمرد ہے - کیونکہ آنکھ کی چوری ایک ایسی چوری ہے کہ انسان نامحرم کو دیکھ بھی سکتا ہے اور کوئی آگاہ بھی نہین ہوسکتا وہ بڑا فسق یعنی زنا اگر اس کی تاریخ پر غور کرو - اور ان ہزارون لاکھون آباد شہرون پر نظر کرو جو اس زنا کی وجہ سے تباہ ہوکر کھنڈرات بن گئے -

ہان جس بدکاری کی وجہ سے زمین کانپتی اور کوشش کرتی ہے کہ زانی کو نگل دے - جس نے ہزارہا قومون کے نام نشان مٹا دیے اس کی علت موجبہ آنکھ ہی کی چوری ہے - پہلے آنکھ کسی نامحرم کو تاڑتی ہے پھر زبان اس کے متعلق حالات دریافت کرتی ہے اور کان سنتے ہین - پھر یہان تک کہ زنا تک نوبت پہنچ جاتی ہے - پس دیکھو قرآن کریم نے اس اصل مرض سے بچنے کے لئے اول ہدایت کی کہ تم اپنی نگاہین نیچی رکھو - چونکہ یہ حکم **قل للمؤمنین** سے شروع ہوا تو معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے غض بصر ایک لازمہ ہے اگر ہم غض بصر کی پرواہ نہین کرتے اور آنکھ کو ہر محرم و نامحرم جگہ پر کھلا اور آزاد چھوڑتے ہین تو یاد رکھو کہ یہی نہین کہ ہم ایک بربادی اور تباہی کے لئے سامان بنا رہے ہین بلکہ ایمان کو ہاتھ سے دے رہے ہین اسی لئے ہمارے ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن جب زنا کرتا ہے تو ایمان اس سے نکل جاتا ہے -

بے شک یہ امر واقعی ہے کیونکہ ارتکاب زنا تک تو بہت سی بے ایمانیون کا ارتکاب کرچکا - ایک بدی دوسری بدی کا نتیجہ اور تیسری کی علت ہوتی ہے - یون یہ یون مین ترقی ہوتی ہے اور ایمان زائل ہوتا چلا جاتا ہے یہان تک کہ ایمان سلب ہو جاتا ہے (اللہ تعالی ہم سب کو محفوظ رکھے آمین)

اس امر کو اور بھی واضح کرنے کے لئے فرمایا **ویحفظوا فروجہم** اور اپنے شرم گاہون کو محفوظ رکھین۔ ترتیب قرآن کریم پر غور کرو۔ اوّل غض بصر کا حکم دیا۔ پھر حفاظت فروج کی ہدایت فرمائی۔ چونکہ انسان کے وہ تمام سوراخ جو حواس کے نام سے موسوم ہوسکتے ہین۔ مثلاً کان۔ ناک۔ دہن۔ وغیرہ ان سب کا عمل نظر کے بعد شروع ہوتا ہے اس لئے اس ہدایت کو غض بصر کے بعد مین رکھا۔ اس کو ہم یون بھی کہہ سکتے ہین کہ غض بصر اگر کرین گے تو حفاظت فروج کی توفیق ضرور ملے گی۔

اور ایک اور نصیحت اور پاک ہدایت بھی **یحفظوا فروجہم** مین مرکوز ہے کہ غض بصر تو کرو۔ اس سے کہین یہ سمجھ لو کہ منہ سے ناپاک باتین کرین یا کانون سے گندی اور ناپاک باتین سنین اس مین کوئی گناہ نہین۔ نہین نہین ایسا بھی مت کرو۔ بلکہ ہمارے اپنے خیال مین ناپاک اور مخرب اخلاق فسانون اور ناولون کا پڑھنا بھی اس حکم کے رو سے صحیح نہین ہے۔

تو غرض یہ ہے کہ زنا اور بدکاری کے تمام مبادی سے اللہ کریم نے انسان کو بچنے کی ہدایت فرمائی ہے اور پھر اس کا نتیجہ بھی بتلایا کہ **ذلک ازکی لہم** یہ تمہارے لئے بہت ہی پسندیدہ بات ہے۔ تزکیہ قلب اور تصفیہ روح کے لئے یہ بہترین نسخہ ہے خدا قدوس اور پاک خدا ہے وہ پاکیزگی چاہتا ہے اور پاکیزگی کے لئے یہ راہ ہے۔

اس وقت ہم ضرورت نہین سمجھتے کہ زنا کی برائیون پر کوئی مضمون لکھین کیونکہ یہ ایک مسلّم برائی ہے خود زانی اور حرامکار اس کو برا سمجھتے ہین۔ اس کے نتائج ایسے بدیہی ہین کہ ان پر بھی کسی بحث کی ضرورت نہین نہ جسمانی صحت درست رہ سکتی ہے نہ روحانی حالت ٹھیک ہوسکتی ہے آتشک اور جذام کا مریض ہوکر دنیا سے دور اور دنیا کا ملعون۔ اور حدود اللہ کے توڑنے کی وجہ سے خدا سے دور اور ملعون ہوجاتا ہے۔ پس اس سے بچنے کے لئے شفابخش نسخہ اگر کوئی ہے تو یہی غض بصر ہے۔

پھر غض بصر کو شاید کوئی مشکل امر اور ناممکن بات خیال کرے کہ یہ ہو ہی نہین سکتی۔ اس کا علاج بتلایا کہ غض بصر کیونکر ہوسکتی ہے یاد رکھو **ان اللہ خبیر بما یصنعون**۔ اللہ تعالیٰ ان تمہاری کرتوتون سے واقف ہے جو وہ کرتے ہین۔ یعنی جو کچھ اپنی زبانون سے کہتے اور کانون سے سنتے دل و دماغ سے سوچتے اور اعضاء سے کام لیتے ہین۔ خدا ان سے بیخبر نہین۔

یہ ایک ایسا گر ہے کہ اگر انسان اس کو ہر وقت پیش نظر رکھے تو یقیناً یقیناً وہ نیکی اور پاکیزگی کی راہون پر قدم مارنے کی توفیق پاوے گا جب انسان کوئی کام کرے تو وہ سوچے کہ کیا اللہ تعالیٰ کی نظر سے یہ پوشیدہ اور مخفی ہے؟ اور جب مخفی نہین تو پھر اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ یہ سوچ لے کہ کیا اس مین اس کی رضا اور اجازت ہے یا نہین؟ اگر اجازت نہین تو اس سے احتراز کرے اور اگر اس کی رضا کا ذریعہ ہو تو فی الفور کرے۔

الغرض خدا تعالیٰ نے مومنین کو غض بصر کی ہدایت کی ہے جو ان کے لئے پاک اور بہترین نتائج کی مثمر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اور ہمارے پڑھنے والون کو اس پاک ہدایت کی توفیق دیوے آمین

کچھ اپنی نسبت

یہ امر ہمارے ناظرین سے مخفی نہین کہ جون سنہ ۱۸۹۹ء سے جب سے کہ اخبار کی ظاہری حالت مین ایک نمایان تبدیلی ترقی کی صورت مین کی ہے سابق اور حال کے اخراجات مین دو اور تین کی نسبت ہوگئی ہے ہم کو خیال تھا کہ ہمارے ناظرین بجائے خود اس امر پر توجہ کرین گے لیکن ہم کو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بجز چند ایک دوستون کے کسی نے اس ضرورت کو محسوس نہین کیا چنانچہ انہون نے اخراجات کی بیشی پر لحاظ کرکے نہایت خوشی سے لکھا کہ اگر اخبار کی قیمت مین کچھ بیشی کردی جاوے تو مناسب ہے اور وہ دینے کو طیار ہین۔ مگر ہم نے عام ناظرین کی حالت کا اندازہ کرنے کے لئے اس امر پر کوئی توجہ نہین دلائی۔ اور پہلے یہ چاہا کہ ہم خود اس طرز پر اخبار کو چلا کر تو دیکھین۔ سو الحمد للہ کہ چار مہینے سے الحکم نئی طرز پر شائع ہو رہا ہے اور خدا کے فضل سے دوسرا نمبر پہلے نمبر سے بہتر ہی ہوتا ہے۔

ہان

بعض مشکلات اور دقتین جو اس راہ مین ہین اور خصوصاً ہماری راہ مین وہ بعض اوقات ہمارے شوقین ناظرین کو مضطر کر دیتی ہین بے شک انکا حد سے بڑھا ہوا شوق انکو اس حالت تک پہنچا دیتا ہے لیکن اگر ہماری مشکلات کا جو یہان ہوسکتی ہین اندازہ بھی وہ کرلین تو ممکن ہے کہ حد سے بڑھے ہوئے اضطراب تک وہ نہ پہونچین۔ بہرحال یہ سب کو ماننا پڑے گا کہ اخبار کی حالت پہلے کی نسبت اچھی اور عمدہ ہے۔

مگر

اس کے قیام اور استقلال کے لئے ناظرین

کی توجہ کی ضرورت بدستور ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ ہمارے اس اپیل پر جو مارچ ۱۸۹۹ء میں شائع کی گئی تھی بہت کچھ توجہ ہوگی مگر بجز دو تین خطوں کے کسی نے اظہار ہمدردی بھی تو نہ کیا۔ البتہ افریقہ والے ہمارے دو تین احباب اس سے مستثنیٰ ہیں جنھوں نے مالی امداد دیکر ایک بوجھ سے سبکدوشی فرمائی امید کی گئی تھی کہ اگر اور کچھ نہیں تو کم از کم ہمارا زر واجب ہی دیکر ہماری مدد کی جاوے گی لیکن اکثر دوستوں کی طرف سے ایسا سلوک ہوا ہے جو اُلٹے نقصان کا موجب ہوا ہے۔ بعض نے وی پی منگوا کر واپس کئے۔ بعض نے جکو اطلاع دیکر وی پی بھیجا تھا۔ باوصفیکہ اول کوئی جواب نہیں دیا پھر رکیک عذر کر کے واپس کر دیا۔ بعض نے یہ کمال دکھایا کہ اخبار لیتے رہے جب قیمت طلب کی تو پتہ ندارد کہاں گئے ہمارا خیال ہے کہ اس قسم کے آدمی ہمارے احباب میں سے نہیں ہونگے۔ ہم مناسب نہیں سمجھتے کہ اُن کے نام نامی کا اظہار کیا جاوے بہرحال اس وقت تک ایک بہت بڑا حصہ بیباق نہیں ہوا۔ اور ابھی کوئی تین سو سے اوپر اخیر ۱۸۹۹ء تک خریداران موجودہ کے ذمہ ہے۔ اگر یہ روپیہ جلد وصول ہو جاوے تو اُس میں سے اخراجات نکال کر پہلی زیر باریوں سے کسیقدر مخلصی ہو سکتی ہے۔ اس لئے ہم نے تجویز کی ہے کہ آیندہ تا وقتیکہ یہ لوگ بیباق نہ ہو لیں۔ ہر ایک کے نام اُس کے بقایا حساب کے لئے جب چاہیں وی پی بھیجکر قیمت وصول کریں۔ اور اگر کسی کو کوئی عذر ہو تو وہ ہم کو اطلاع دے ورنہ پھر اُس کا حق نہ ہوگا کہ ہم کو مفت کا نقصان پہنچاوے ۱۸۹۹ء تک کا حساب بیباق ہو جانا ضروری ہے۔ اس کے بعد آیندہ کے لئے جو مناسب ہوگا وہ ناظرین کے مشورہ سے ہوگا۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے دوست وفادار ناظرین پوری توجہ فرمائیں گے۔

* * *

ہمارے مخالف نئے بھیس میں

شعر

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

لاہور سے خادم ہند نام ایک پندرہ روزہ چورقہ شائع ہوا ہے جس کی پاک اور ضروری خدمت شاید یہ قرار پائی ہے کہ وہ حق پرست راستباز نبی خواہ نوع انسان کی ذات پر ناپاک اور ناقابل شرم حملے کرے۔ اس کا ایک نمبر ہمارے پاس بھی پہنچا ہے جس میں حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود ادام اللہ برکاتہم پر ملا جعفر زٹلی نے ایک خواب کے پیرایہ میں حسب معمول نہایت کمینے حملے کئے ہیں ہم کو جعفر زٹلی کے مخاطب کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ہاں ملک کی حالت پر رحم آتا ہے کہ اگر اس کا مذاقی اور اخلاقی اور روحانی حالت بگڑی ہوئی نہیں تو کیوں ایسے رسالے یا اخبار اشاعت پاتے ہیں۔ بہرحال جبکہ مسٹر ڈوئی آجکل لاہور میں کمشنر ہیں (جنکے زمانہ ڈپٹی کمشنری گورداسپور میں وہ مشہور مقدمہ ہوا تھا جس میں مولوی محمد حسین بٹالوی اور جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بطور فریق ثانی تھے اور جس میں انھوں نے آیندہ کے لئے فریقین کو اپنے اور اپنے دوستوں کی سخت تحریروں کے شائع کرنے سے ہدایت کی تھی) تو کم از کم یہ اخبار ان کی نظر سے گذرنا چاہیئے۔ اور گورنمنٹ کو یہ امر مدنظر رکھنا چاہیئے کہ کس فریق نے اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی ہے اور یہ دوسرا موقعہ ہے ہم ایسی تحریروں کو پسند نہیں کرتے اور خصوصاً جبکہ ہمارے حضرت نے ان لوگوں کو مخاطب کرنے سے بھی عام اشتہار کے ذریعہ منع فرمایا ہے پس ہمارے مخالفوں کو کم از کم متانت اور تہذیب کا شیوہ اختیار کرنا چاہیئے اور گورنمنٹ کو ایسے لوگوں کا خیال رکھنا چاہیئے جو ایسی تحریروں سے ایک جماعت کی دل آزاری کرتے ہیں۔

* * *

فہرست آمد چندہ مکان

چودھری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ	۵
مفتی محمد صادق صاحب معرفت مولوی [illegible]	عہ
حکیم فضل الدین صاحب معرفت "	عا
محمد صدیق صاحب سیکرٹری [illegible]	لہر
امام الدین صاحب "	لہر
خیر الدین صاحب "	عہر
منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری "	عہ
محمد یامین صاحب از ورتہ	عہ

قابل توجہ و تعمیل

تمام برادران جماعت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں التماس ہے کہ چونکہ میں حضرت اقدس کی تصدیق میں ایک کتاب لکھ رہا ہوں اور اس میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ لوگوں کے خوابوں اور الہاموں اور کشوف کو بھی درج کتاب کیا جاوے جنکی رو سے حضرت اقدس کو راستباز اور مہدی اور مسیح موعود سمجھنے لگے ہیں۔ لہذا آپ قسم کھا کر سچ سچ لکھ کر میرے پاس قادیان میں بھیج دیں تاکہ اُن کو بغرض شہادت درج کیا جاوے

خاکسار مرزا خدا بخش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

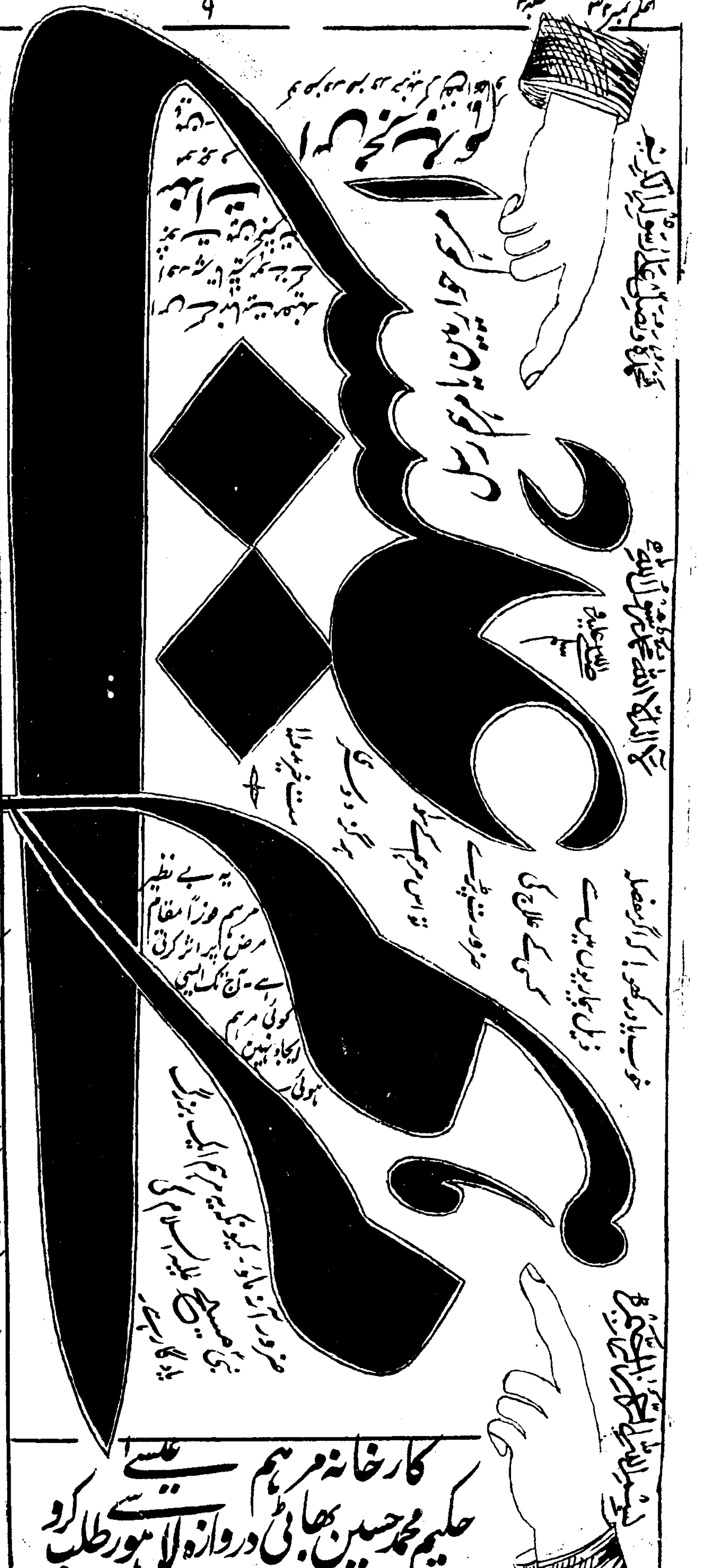
مرہم عیسیٰ
مرہم حواریین یا مرہم رسل

خوب یاد رکھو! کہ اگر مفصلہ ذیل بیماریوں میں سے کسی کے علاج کی ضرورت پڑے تو اس مرہم کے سوا ہرگز دوسری مت خریدو!!

یہ بے نظیر مرہم وہ زود اثر مقام مرض پر اثر کرتی ہے - آج تک ایسی کوئی مرہم ایجاد نہین ہوئی

ضرور آزماؤ - کیونکہ یہ مرہم ایک بزرگ نبی مسیح علیہ السلام کی یادگار ہے -

اس کے نہایت مفید اور پر تاثیر ہونے کے ثبوت مین بکثرت

سندات

موجود ہین -

اس مجرب مرہم

کو ضرور ضرور خرید کر نفع اٹھاؤ

ان مرضون کی واسطے شفا ہے

ہر قسم طاعون - سرطان کے زخم - خنازیر (کنٹھ مالا) گلٹیان - بدھ طرح طرح کے ناسور - زخمون کی کیڑے پڑ لے گندے زخم - پھنسی - پھوڑے گھاؤ - گنج - خارش - تلی کے ورم - طرح طرح کی جلد کی بیماریان - موچ - چوٹون کے زخم - بواسیر کے درد - ہاتھون کا سردی سے پھٹ جانا کانون سے ریم کا بہنا - جل جانا جانورون کا کاٹ لینا - عورات کی خطرناک بیماریان سرطان رحم وغیرہ وغیرہ -

قیمت فی ڈبیہ ۸ آنہ - ۱۲ آنہ - ۱ روپیہ - علاوہ محصول ڈاک -

معزز بھائیو!

کوئی تعجب کی بات نہین مرہم عیسیٰ اسکو اس لئے کہتے ہین کہ صلیب پر کھینچے جانے کے بعد جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بچ گئے تو ان کے صلیبی زخموں پر لگانے کے لئے الہام الٰہی کی بنا پر حواریون نے اس کو طیار کیا تھا - اسی لئے اس کو مرہم حوارئین بھی کہتے ہین •

خدا کا فضل جو مرہم کے رنگ مین اُترا اُس مقدس بشر (مسیح) کے زخمون کے چنگا کرنے مین معجزہ ثابت ہوا - ہر ایک زمانہ کے فاضل طبیبون نے اسکو آزمایا اور اس کی مسیحائی تاثیرات اور چھو تشبیہ کو بلا اختلاف تسلیم کیا - حکماء یورپ بھی اس کے اعجازی خواص کے قائل ہین -

ہم نے کمال محنت و احتیاط سے اسکے بیش قیمت اجزا ممالک غیر سے منگائے ہین خالص یقینی صحیح اور آلائش سے پاک مرہم خاص ترکیب کے ساتھ ہم ہی طیار کرتے ہین -

کارخانہ مرہم عیسیٰ سے حکیم محمد حسین بھاٹی دروازہ لاہور سے طلب کرو

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں ـ نامور ڈاکٹروں ـ والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت "تاریکی چشم دھند جالا پردال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی ـ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ [illegible] جو سال بھر کے لئے کافی ہے [illegible] ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ [illegible] خالص ممیرا فی ماشہ [illegible] مصری سرمہ فی تولہ [illegible] خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے ـ

المشتہر ـ پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب احاطہ

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ یا پردہ اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلا شک و شبہ بشارت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے ـ راقم ڈاکٹر ڈی ـ ایم ـ بی ـ ایم ساگل صاحب بہادر ایم ـ بی ـ ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ـ

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے طیار کیا ہے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم وبوی عمرہ ۴۰ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں جوڑ جوڑ بال نکلے ہوئے تھے اور پر وال پڑے تھے اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی تھی ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا ـ اس کی بینائی میں فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس کے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھی صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا ـ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی ـ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے طیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے [illegible] جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے ـ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند ـ

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے طیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید مبشر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ـ

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے ۵ مارچ ۱۹۰۵ء میں جمع کیا گیا ہے ـ

(کاتبہ) مطبع انوار احمدیہ میں شیخ [illegible] ایڈیٹر و پرنٹر کے اہتمام سے چھپکر بفضلہ تعالیٰ شائع ہوا (جمالی)

رجسٹرڈ ایل نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

جلد ۳ قادیان دارالامن والامان ۲۴ جمادی الاول ۱۳۱۷ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۱۸۹۹ء ۳۵

منشی عبدالحق صاحب لاہوری کے اعتراضات اور حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی طرف سے جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

ساصرف عن اٰیتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق۔

مین مدتون اس مین حیران رہا ہون سمجھئے کہ میرے دل کی ایسی بناوٹ ہی نہ تھی کہ مین جلد اس راز کو پا جاتا اور حیرانی کی زیادہ زحمت نہ اٹھاتا کہ ایک کھلی صداقت کا کیونکر انکار کیا جاتا ہے اور ایک دیکھے ہوئے پرکھے ہوئے راستباز سے اجنبی کی سی کیا سمجھتے۔ بارہا رہ کر مینے اس آیت کو سوچا ہے **وقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون** ۞ مجھے اس سے بڑھکر قوم پر حجت پوری کرنے والی بات نظر نہین آتی۔ یہ حجت سیدھی تیر کی طرح کلیجون کے اندر گئی اور انسانی کانشنس کے آگے دردانگیز اپیل ہے۔ اسی لئے اس کے مقطع مین **افلا تعقلون** لایا گیا ہے حقیقت مین ایک شخص چالیس سال تک اٹھتی ہوئی جوانی کے جوشون اور پرزور جذبات کے ہیجان کے وقت ایک ایسی سوسائٹی مین رہ کر جس مین بے قیدی کی کوئی حد و پایان نہ ہو مسلم امین۔ امون اور متقی ہو۔ حیرت انگیز امر ہے۔ یہ تو صحیح نہ ہوگا کہ گرد و پیش کے نظارون کو اس کا محرک و موثر کہا جائے کہ اس کی پاک تہذیب اور تصفیہ باطنی اور ممتاز سیرت کے وہ باعث ہوئے اس لئے کہ یہ امر مسلم ہے کہ اس کے آس پاس کوئی پاکیزہ منظر اور اس کی تطہر کے لئے کوئی دلکش میدان نہ تھا۔ اور قومی مالوفات اور معاشرت و تمدن کا حال خود عیان ہے۔ پھر یہ بلند پروازی اور بلند حوصلگی اور یہ تقدس اور تطہر اور مالوفات و محبوبات قومی سے یہ بیزاری۔ یہ مہذب اخلاق یہ پرلے درجہ کی راست بازی اور یہ مادی جسمانی چیزون سے کامل انقطاع اور تبتل الے اللہ اگر کسی اندرونی تحریک یا بلفظ دیگر یون کہو اور یہی درست اور اکمل پیرایہ ہے کہ کسی مادی اور مالوف اسباب سے وراء الورا تحریک کا اثر نہین تو کیا ہے دانشمندون اور انسانی حالات کے واقف کارون کے لئے غور کرنے اور اس سے اور زیادہ آگے بڑھنے کے لئے اتنا سامان کافی تھا اور جنہون نے اس جدید دعوت کرنے والے داعی کو قبول کیا ان ہی قرائن کے مدد کی رہبری سے کیا ہے۔ اسی سے تو ان حسن ظن مین سبقت لے جانے والون اور قرائن مرجحہ کی بنا پر قبول کر لینے والون کا نام **صدیق** ہوا۔ خدا کی باتین کیا ہی درست اور پر حکمت ہین **لیہلک من ہلک عن بینۃ و**

یَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْ بَیِّنَۃٍ۔

بہرحال چونکہ ہر مرض کا سبب ضرور ہوتا ہے اس خطرناک مرض کا بھی تو کوئی سبب ضرور ہونا چاہیئے۔ کہ ایک انسان کو رحیم ہر رنگ بات مین معروف و مسلم ہو پھر اُس کا انکار ہی نہیں کیا گیا۔ بلکہ اُس کے استیصال کے لیے ہر قسم کے منصوبے سوچے گئے۔ مین بیخبری کے ایام مین جب کبھی قرآن کریم کی آیت **یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم** پڑھتا مجھے بڑا تعجب آتا کہ باوجود معرفت پھر انکار اور جدال کیا۔ مگر عمر نے یہ معما کھول دیا کہ مختلف قسم کے نہان در نہان امراض کی وجہ سے انسان کا دل سخت ہو جاتا ہے اور یہان تک اس کی حالت ہو جاتی ہے کہ دیکھتے ہوئے نہین دیکھتا اور سنتے ہوئے نہین سنتا۔ اس حالت کو خدا نے ان الفاظ مین بیان فرمایا ہے **خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ وَعَلٰی سَمْعِہِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِہِمْ غِشَاوَۃٌ** ہم اپنے دل کی رقت کو دیکھتے ہین کہ قصداً ادنی سی ایذا کسی کو دینے کی جرات نہین کر سکتا اور اگر کبھی سہواً کوئی درشت کلمہ جوش نفس سے کسی کے حق مین نکل جائے تو پشیمانی سے گھنٹون دماغ کی حالت ایسی رہتی ہے کہ گویا کوئلون کی ایک انگیٹھی ہے جو جل رہی ہے اور پھر ایک ایسے سنگدل انسان کا تصور کرتے ہین جو چند روپیہ بلکہ چند پیسون کے لالچ سے انسان کے پیارے ننھے بچہ کا خون کر دیتا ہے تو حقیقت مین حیرت انگیز مقابلہ نظر آتا ہے۔ مگر باریک بین سمجھ سکتا ہے کہ ہر بات کا سبب ہے۔ یقیناً مبادی ہین جو آخر دل کے اس درجہ تک کی قساوت کے موجب بن گئے۔ مگر خدا کی کتاب نے جو حیرت کی تاریکی سے نکال کر نور کے بلند سطح پر لانے والی ہے راستبازون کے انکار اور ان سے جدال کے مرض کی ایک وجہ بیان فرمائی ہے اور وہ بڑا عجیب روحانی اور قلبی علم ہے اور وہ وہ آیت ہے جسے مین عنوان مین لکھ آیا ہون اس کا مطلب یہ ہے کہ "مین اپنے نشانون (مامور اور مرسل لوگ اور ان کے تائیدی نشان سے ان لوگون کا منہ پھیر دون گا (یعنی سمجھنے اور پہچاننے کی توفیق ان سے چھین لون گا) جو قوم اور ملک مین خواہ نخواہ بڑا بننا چاہتے ہین اور بڑائی کی کوئی اہلیت اور استحقاق نہین رکھتے۔ اس وجہ موجہ مین غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ راستبازون کے انکار کی وجہ کبر ہی ہوا کیا ہے اور کبر کیا ہے کہ ایک شخص خود غصبا بزرگی اور اہلیت کا لباس پہننا چاہتا اور امتیاز کا تاج سر پر دھرنے کی کوشش یا آرزو کرتا ہے مگر خدا نے اس کے باطن کو جھانک کر آسمان کی نگاہ مین اسے مردود و مخذول کر دیا ہوتا ہے۔ ایسا شخص خدا کے مقبول کے قبول عام کو دیکھ نہین سکتا اس کے روز افزون تکریم و تعظیم کو دیکھ کر انگلیان کاٹتا اور اس کی جگہ اپنے تئین بٹھانے کے لئے زمینی منصوبون اور ناپاک حیلہ بازیون سے ریشہ دوانیان کرتا اور آخر الٰہی خذلان کی وجہ سے ناکام رہ جاتا ہے۔ کیا ہی عجیب نقشہ متکبرون کے دل کے سر جوش کا اس آیۃ نے کھینچا ہے۔

وقالوا لولا نزل ھذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم

یعنی مہبط انوار الٰہی ہونے مکلم اللہ ہونے مثیل موسیٰ ہونے مبشر مسیح ہونے اور موعود ابراہیم ہونے کے لئے یہی چھوٹا سا اور کس مپرس آدمی رہ گیا تھا۔ ایک بڑا نامی آدمی منتخب ہونا چاہئے تھا۔ نادان متکبر اور احمق نکتہ چین کو یہ غلطی لگی ہے کہ اس نے اپنے علم و فہم اور اپنے حدس و فراست کو مردم شناسی اور انتخاب کا آلہ سمجھا ہے اور اس پر قیاس کیا ہے کہ تمدن عالم مین لوگون کی رائے سے ایک بڑا آدمی انتخاب کیا جاتا ہے۔ مگر خدا کی حکمت نے انتخابی اصول اور ہی رکھے ہین اور یہ سب کچھ پہلے آسمان پر ہو ہوا جاتا ہے اس لئے ضرور ہے کہ زمین پر زمینی آدمی اس سے نزاع کرین۔

الغرض یہ بڑی مزی کی بات اور لمبی بات ہے اور اس کو چھیڑ کر جانا اصل مقصد سے بہت دور لے جانے کا احتمال رکھتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ میرے پاس حضرت خلیفۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کی ذات پاک کی نسبت چند اعتراض پہنچے ہین ان اعتراضون کو پڑھ کر مین تمیز نہین کر سکا کہ مین ان کو پرانے معترض مولوی صاحب کے دل و دماغ کا نتیجہ کہون یا ایک صوفی مذاق کسی زمانہ کے مصدق حسن ظن کا دعوی کرنے والے منشی **عبدالحق** اکونٹنٹ پینشنر کی طبع عالی کے لطایف تسلیم کرون۔ منشی صاحب خود تو جیسے تھے تھے مگر مین اس بات کے کہنے سے رک نہین سکتا کہ ان کے متکبر دوست سڑی دوست اور خود پسند دوست اور دشمن انبیاء علیہم السلام سے ناواقف دوست کی روح کا اثر ان پر پڑا اور وہ پرظلمت سحب ان کے چارون طرف محیط ہو گئے اور ایک گھٹا ٹوپ اندھیرے مین انھین چھوڑ دیا۔ کاش وہ اب بھی سمجھین اور ایک تاریکی کی روح کی صحبت سے خدا کی حضور مین استعاذہ کرین کہ رحیم خدا ان کی سمجھ کھولدے اور پشیمانی اُنھین پھر اُس کھوئی ہوئی جگہ پر پہنچا دے۔ ان نکتہ چینیون کے جواب مین قلم اٹھانے سے میرا مدعا یہ ہے کہ اس تقریب سے حق کی اشاعت اور حضرت خلیفۃ اللہ کی خوبیون کا اظہار ہو ورنہ

بخدا اب اس سلسلۂ عالیہ کی جڑ ایسی ثابت اور محکم ہوگئی ہے کہ اعدائی منفرد اور متفق کوششون کی آندھیون کا اسے ذرہ بھر کھٹکا نہین رہا اور خدا تعالے کے آسمانی اور زمینی نشانون نے حضرت موعود علیہ السلام کی صداقت کو عالم پر حقایق ثابت شدہ کی طرح مسلم اور آشکار کردیا ہے۔ اور جیسے حضرت کلیم اللہ مسیح موعود علی بصیرۃ بولتے اور کامل یقین رکھتے ہین کہ وہ خدا تعالے کی طرف سے ہین ویسے ہی اُن کے متبع مومن بصیرۃ سے جانتے ہین کہ یہ کارخانہ حق اور صدق ہے اور خود خداوند قادر قاہر اس پرثمر پیڑ کا باغبان ہے اور وہ اس کے لئے جو اس کے کاٹنے کو دوڑے گا خود ہی کافی ہے۔

اب مین ان اعتراضون کو قولہ اقول کے پیرایہ مین لکھتا ہون۔

وباللہ التوفیق

قولہ مرزا صاحب راستباز نہین۔

اقول راست باز کے لفظ کے کوئی خاص اور معین معنے معترض کے دل مین ہون یا مجانب اللہ اور محدث اور مکلم اللہ اور جری اللہ اور مرسل اللہ اور مامور موعود کا مرادف اس لفظ کو ذہن مین رکھتا ہو۔ مین خدا کے فضل اور اس کے روح القدس کی تائید سے علی بصیرۃ کہتا ہون کہ ان سب الفاظ کے مصداق حضرت مرزا صاحب ہین۔ اس مشکل کے سلجھانے کے لئے مین لمبی اور پیچیدہ راہون پر چلنا نہین چاہتا اور نہ مین بڑے بڑے اصول موضوعہ کی پیٹڑیان تیار کرنا چاہتا ہون میرے نزدیک یہ بات بہت جلد طے ہوتی اور ہر قسم کا اختلاف بآسانی فیصلہ پا جاتا ہے۔ ایک ہی معیار ہے جو اس مقام مین یعنی سلسلۂ نبوت اور ان کے اتباع کے سلسلہ مین کھرے اور کھوٹے کے پرکھنے کے لئے ہے وہ ہے

تائید سماوی اور نصرت الٰہی

اگر نفس نکتہ چینی کسی امر کے خفیف کرنے کے لئے آلہ بن سکتی اور اعتراض کسی اہل کا استحقاق چھین سکتا ہے تو اس سے اوپر چڑھ جاؤ اور بتاؤ کون صالحین مین سے تیز طبیعتون کے تیر افگنی کا آماج گاہ نہین ہوا بیخ کنی کے ارادے کرنے والے اور اپنی قوم مین بڑے دوراندیش اور دوربین دشمنون نے راستبازون پر اخلاقی اور روحانی اعتراض ہی نہین کئے بلکہ ان کی وجاہت اور شہرت عام کو داغدار کرنے کے لئے ان کے خانگی امور پر ان کے اہل بیت پر بھی حملے کئے۔ ناشکر گذارون نے شاعر کہا مجنون کہا ساحر کہا کاہن کہا ڈکاندار کہا شہرت طلب بڑائی کا بھوکا پیاسا کہا لوگون کے روپے مار کھانے والا کہا اور یہ کچھ تھوڑا نہ تھا مگر اس سے معلوم ہوا ان کے اندر کی جلن کچھ نکلی اور بڑی دور کی سوجھی اور اپنے نزدیک ہر شکست کے کافی انتقام وتلافی کی سوجھی ماتو کی صدیقہ عفیفہ زوجہ پر افک باندھ دیا اور درحقیقت سارے سلسلہ کو خاک مین ملا دیا تھا اگر خدا کی نصرت نے دستگیری نہ کی ہوتی درحقیقت اندرونی باتون یا اخلاقی باتون کا فیصلہ ہی کون کرسکتا ہے اور لفظی مباحثات نے کب کسی میدان کو خس وخاشاک سے پاک کیا ہے۔ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو لفظ فارقلیط کی جہت سے ماننے کی راہ مین جو ٹھوکرین آپ کے ہم عصر نصارٰی نے کھائین وہی آج ہین لفظون کے لحاظ سے مطلع مخالفون کے نزدیک نہ تو جب صاف تھا نہ اب ہے اور مثیل موسیٰ (علیہما الصلوٰۃ والسلام) مدینہ کے یہود کے لئے اولاً وخصوصاً اور تمام یہودیون کے لئے عموماً مبشر شکل مین ظاہر ہوا اور صاف صاف کہہ دیا عسیٰ ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا وجعلنا جہنم للکفرین حصیرا۔ یعنی اب وقت آگیا ہے کہ خداوند تمھارا خدا تم پر رحم کرے اور تمھین غلامی کے گڑھے سے نکال کر سلطنت کے اوج اور آزادی کے بلند سطح پر پہنچائے اور اگر تم نے اس مثیل موسیٰ کو نہ مانا اور وہی شرارتین شروع کین جو ہمارے راستبازون کے مقابل تم کرتے رہے ہو تو ہم بھی تمھاری سزادہی کے لئے وہی ہتھیار لگائے بیٹھے ہین اور اس نعمت کے ناقدرشناسون کو ہم جہنم مین جھونک دین گے۔ ظاہر ہے کہ یہود مرتے مرگئے اور قریظہ اور نضیر کیسی کیسی ذلتون اور تباہیون کے ہدف بنے مگر ابھی تک اسی پر اڑے بیٹھے ہین کہ مثیل موسیٰ بنی اسرائیل سے ہونا ضروری ہے نہ بنی اسمٰعیل سے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس وقت جن سعیدون کو دولت اسلام کا شرف ملا اور نصارٰی اور یہود سے بہتیرے صدق دل سے مسلمان ہوئے تو کیا یہ الفاظ دو اور دو چار کی طرح ان پر منکشف ہوگئے تھے۔ یہ تو سنت اللہ ہی نہین۔ اور نہ آیندہ قیامت تک کبھی ہوگا کہ پیشگوئیان ہندسی حقایق کی طرح کھل جائین اور موعودین آفتاب کی طرح واضح ہو جائین ورنہ وہ ایمانیات مین سے نہ رہین گے اور خدائے علیم نے وجود رسل کو ایمانیات مین داخل کیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ تائیدات سماویہ اور نصرتہائے الٰہیہ نے جو حضرت احمد فارقلیط مثیل موسیٰ

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شامل حال تھین اور وہی بیّن فارق اور مابہ الامتیاز تھین آپ مین اور دوسرون مین سعید فطرتون کو یقین دلا دیا کہ حضور سرور عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) حق پر ہین اور آپ کے مخالف بطلان پر۔ آج بھی باطل خیالات اور باطل مذاہب کے پیرو اپنے اپنے خیال اور ہوا کی تائید مین تھوڑی تقریرین نہین کرتے۔ ایک ظلم عظیم اور شرک جسیم یعنی انسان کو خدا بنانے اور منوانے کی تائید و اعانت مین نصارے کیا کچھ کر رہی ہین۔ اس بیّن بطلان کی حمایت مین اس اس سرعت اور عنوان کی کتابین اور اس قدر لکھی ہین۔ کہ انکا شمار خدا ہی جانتا ہے۔ مینے خود اوڈیفنسز آف کرسچینٹی کے متعلق بڑی بڑی ضخیم کتابین دیکھی ہین۔ ان باطل پرست نصارے کے پیرو آریہ ایک مردہ اور مخذول کتاب اور تناسخ اور نیوگ جیسے کپکپا دینے والے مسئلہ کی حمایت پر کیسے تلے ہوے اور آفتاب صداقت سید المعصومین امام الاولین و الآخرین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کیسی اہانت کرتے ہین کہ ایک غیور دل سینہ سے تڑپ کر باہر نکل جاتا ہے۔ اب اگر تقریرون اور لفاظیون پہی مدار ہو یا کبھی ہوا ہو تو پھر ظلمت اور نور مین کبھی امتیاز نہین ہوا اور نہ ہو سکتا ہے قرآن کریم نے کیون واقعہ بدر کو یوم الفرقان کہا۔ یہ لفظ بڑی غور کے قابل ہے اور بارہا مسلمانو کو وعدہ دیا تھا کہ ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا یعنی اگر تم اللہ کے لئے متقی بنجاؤ گے تو خدا تم مین اور تمہارے غیر مین ایک فارق امر پیدا کر دے گا۔ اور وہ یوم کیا تھا تھوڑے سے صنادید قریش کا میدان جنگ مین کھیت رہنا معمولاً دنیا مین لڑائیان ہوا ہی کرتی ہین اور دو لڑنے والون مین آخر ایک جیتا ہی کرتا ہے۔ اور یون ایک معمولی و معروف واقعہ ہوا جاتا ہے مگر قرآن جیسی حکیم کتاب نے اس پر ناز کیا اور ثبوت نبوت مین اس پر بڑا زور دیا بلکہ اس کو کل صداقتون کا مدار ٹھیرایا ہے۔ قرآن مجید مین علمی اور نظری دلائل کیا کچھ تھوڑے ہین۔ دنیا مین کوئی کتاب نہین بجز قرآن کے جس کے صفحہ صفحہ مین اپنے دعاوی پر دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ ہون۔ تو بات کیا ہے کہ ان نظری اور علمی دلائل اور حجج کو الفرقان کے نام سے موسوم نہین کیا۔ دلائل نظریہ اور علمی بیان ایک بہت گہری شئے اور بہت تھوڑے ذہنون پر اس کا راز آشکارا ہوتا ہے اور وہ بھی چونکہ ایسا میدان ہے کہ زمانہ کے فلاسفر اور حکما اور علما بھی اس مین اپنی اپنی قدر پر گھوڑے دوڑا چکے ہین۔ اس لیے اُس کا حق ہین ہونا کھل نہین سکتا اور ایک التباس و اشتباہ کی چادر کا پلہ اُس کے کسی نہ کسی رخ پہ ڈھکا رہتا ہے۔ مگر نصرت الٰہی ہمیشہ ایک فارق امر اور بیّن امتیاز ہوا کیا ہے انبیا مین اور مادی حکما اور فلاسفرون مین۔ یہ یارا اور دل گردہ کسی فلسفی اور دوسرے باطل پرست کو نہین ملا کہ تحدی سے کہے اور بے سامانی اور کامل درویشی کی حالت مین کہے اور باسامان اور کافی احتشام والی جماعت کو کہے کہ مین منصور و مؤید ہون گا اور میرے دشمن ذلیل و خوار و نامراد ہون گے۔

خدا کی پہلی کتابین بھی یہی خبر دیتی ہین کہ اُس دن قیدار کی حشمت جاتی رہے گی اور آخر قرآن حکیم نے بھی اسی کو اپنی نبوتون کی صداقت کا معیار ٹھیرایا۔ اگر وہی رسّیان اور عصا کا پھینکنا رہتا اور آگے کوئی بیّن نشان نہ چلتا تو موسیٰ کی نبوت ہو چکی تھی۔

قرآن حکیم نے جس امر مین اپنے نبیؐ کریم کو موسیٰ کا مثیل ٹھیرایا ہے کیا اتنی ہی بات ہے کہ موسیٰ (علیہ السلام) نے رسّیون کو باطل کر دیا اور سوٹے کا سانپ بنا دکھایا۔

بس ایک ہی بات ہے جو پہلے سے کہی گئی تھی انا قد اوحی الینا ان العذاب علیٰ من کذب وتولیٰ۔ موسیٰ (علیہ السلام) نے کس دلیری سے اور کس سامان کے برتے پر اور کس کو کہا کہ مجھکو خداوند خدا نے صاف کہدیا ہے کہ تو میری تکذیب و اعراض پر سزا پائیگا یہی ایک مقام ہے اور بجز ایسی ایک موقعہ ہے جہان ایک دہریہ اور میٹیریلسٹ اور پورا بے باک بھی سر نوا دیتا ہے۔ اُس معصوم بچہ اور بے زبان ننھی سی جان کو کنوئین مین پھینک کر جانے والے اپنے نزدیک کیا ہی خوش نصیب اور کامیاب ہو گئے اور مادی نگاہون مین پورے کامیاب ہو گئے اس لیے کہ انھون نے اپنا ارمان نکال لیا اور ایک رقیب کو میدان سے باہر نکال پھینکا اگر خدا کی نصرت و تائید اُس مظلوم و مہجور یوسف کو مصر کا منصور سردار یوسف نہ بنا دیتی اور پھر اُن ناعاقبت اندیش اکڑنے والون کو ہاتھ باندھے ہوے اس کے سامنے لا کر کھڑا نہ کر دیتی اور ضرور تھا کہ یہ سب کچھ ہوتا اور یون ہی ہونا ضرور تھا اس لئے کہ کتاب پہلے سے کہہ چکی تھی کہ لَتُنَبِّئَنَّهُم بِأَمْرِهِمْ هَٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ یعنی تو یقیناً یقیناً ایسی جگہ اور منزلت پر پہنچے گا کہ سربلندی اور بزرگی کے لہجہ مین تو انھین اُن کے اس ذلیل معاملہ اور سلوک بد کی داستان سنائے گا پر انھین اس وقت پتا نہین کہ یہ کیسے سرنگون اور ذلیل ہون گے۔

اسمٰعیل

اسد اکبر جنگل کے متروک کنوئین مین ایک معصوم بچہ اور اس بھیانک منظر مین ایک ننھی سی جان جو کبھی تو مان کے کنار عاطفت مین اور کبھی پدر کے مردمک چشم مین جاگزین ہے اور وہ جس نے ناز و نعم کی چار دیوار سے کبھی پاؤن باہر رکھا ہی نہین جس کی نسبت عادتاً یہ توقع ہونی چاہیئے تھی کہ بلک بلک کر دم توڑ دیتا اور سسک سسک کر ٹھنڈا ہو جاتا وہ اس قوت اور تحدی کی پیشگوئی کرتا ہے اور ایسی زور آور لہجہ مین بولتا ہے کہ مین ایک وقت عزیز ہو جاؤن گا اور یہ میرے نامہربان بھائی ذلیل ہو جائین گے۔

مادی عقلون پر ناز کرنے والو سوچو اکیلے اکیلے مل مل کر۔ جرمن کے فلاسفرون سے سر ملا کر۔ یورپ کی تیز دوربین لگا کر تمھاری سمجھ مین کوئی سبب آتا ہے کہ وہ بچہ کیونکر بولا۔ کاش بوڑھا سید اور مرحوم سید جو زمین سے لگی ہوئی اور منہ کے بل چلنے والے یورپ کی تقلید مین راہ سے ایک طرف ہٹ گیا تھا اس مین غور کرتا مگر کیونکر کر سکتا اور اسے راہ ہی کیونکر ملتی جب تک ایک صادق کی صحبت اختیار نہ کرتا اور اس نور سے مستنیر نہ ہوتا جو آسمان سے اترتا ہے بہر حال اگر سید اس نکتہ معرفت مین پے لے جاتا تو **وحی** کے بیان مین تحت الثریٰ مین پہنچانے والی ٹھوکر نہ کھاتا کہ "وحی فوارہ کی طرح دل ہی سے نکلتی اور دل پر پڑتی ہے" محض غلط اور خطرناک غلطی ہے۔ وہ بچہ دل کس قدرتی نظارہ اور **فیصلہ مند** اور کس محرکات سے متاثر ہے جو اس قدر یقینی اور قطعی بات کہتا ہے **لتنبئنہم** (لام تاکید اور نون تاکید قائم مقام عظیم الشان قسم اور فوق العادة تاکید کے ہوتا ہے جیسے کبھی ٹلتا ہی نہین ہوتا) اور پھر کتنی مدت مین کیا کیا سامان بنتے اور اس کی موافقت مین بنتے ہین یہان تک کہ اس پیشگوئی کے موافق وہ کامیاب ہوتا ہے اور اس کے مخالف تباہی پر تباہی دیکھتے اور قحط کا عرصہ بنتے آخر قدرت کے زور آور ہاتھ سے دھکے کھاتے ہوئے اسی کے آگے کھڑے کئے جاتے ہین یہ ترتیب ذرات کائنات اور یہ تقلیب نظام عالم کیا اس بچہ کے ہاتھ مین تھی — نہین یہ اس قادر مطلق خدا کی آواز تھی یہ اس کی وحی تھی جس کے ہاتھ مین سارا نظام عالم ہے اور وہ اپنے کامل ارادے اور کامل علم اور کامل قدرت سے ہر وقت اس پر حکمران اور متصرف ہے اور وہ جو ہمیشہ سے متکلم ہے اور ہمیشہ متکلم رہے گا اور وہ جو اپنی ہستی کا پتا آپ ہی اپنے کلام سے دیتا اور کسی حکیم ارضی کے کھوج کھوج مصنوعات سے پتہ لگانے اور اس کا مشکور و مرہون خدا بننے کا کبھی بھی محتاج نہین ہوا۔

الغرض یہی ایک بات ہے جو مذہب حق کی جان ہے یا صاف صاف یون کہو کہ قرآن کریم کا فخر اور امتیازی نشان ہے۔

اگر کسی مذہب مین سب کچھ ہے اور یہی نہین تو کچھ بھی نہین۔ افسوس اسلام کے نادان دوست اس فضیلت کا انکار کرتے ہین۔

اور دوسرے مردہ مذہبون اور کتابون کی طرح اسلام اور قرآن کریم کو پہلون کی قصہ کہانیون اور بچھوڑی ہوئی باتون کا مجموعہ مانتے اور صاف اقرار کرتے ہین کہ نصرتین اور تائیدین پہلے ہو چکین اور برکات اور تاثیرات کسی زمانہ مین تھین اور وہین تک رہین۔ اب صرف مان لینا اور آنکھ بند کر کے چلے جانا ہے۔

افسوس انھین زندہ ایمان یقین بخش ایمان اور گناہ سوز ایمان کی ضرورت ہی محسوس نہین ہوتی۔ اور کبھی سوچتے نہین کہ صحابہ نے تو خدا کو اپنی آنکھون سے دیکھ لیا تھا جب ہی اخلاق کی اس اعلیٰ معراج پر وہ پہنچے تھے پر تم نے کیا دیکھا ہے اور کیا تم مین وہ صحابہ کا سا نور یقین اور قوت ایمان اور گناہ سوز بصیرة ہے۔

اور تعجب آتا ہے کہ **صراط الذین انعمت علیہم** پڑھتے ہوئے یہ اپنے ذہنون مین کیا مدعا اور کیا معنی رکھتے ہین۔ ان پر کیا انعام ہوا تھا اور وہ کیا صراط تھا جس پر چلنے سے وہ برکات انھین ملی تھین۔ اور کونسی صراط اور کیا انعام یہ لوگ چاہتے ہین۔

الغرض خدا کے برگزیدہ اور اس کے مرسل کی عداوت کے سبب سے اسلام کے فخر اور یگانہ امتیاز سے انکار کر بیٹھے ہین۔ اور جس قدر وہ موعود مرسل اس پر زور دیتا اور دعوی سے کہتا ہے کہ مین موید من اللہ اور نصرت یافتہ الٰہی ہون اور مجھے ان نصرتون اور آسمانی نشانون سے پہچانو اور مجھ مین اور غیرون مین یہی بڑا امتیاز اور بین فارق ہے کہ آسمان میری تائید مین بولتا اور زمین میرے صدق پہ گواہی دیتی ہے۔ غرض جس قدر وہ بندۂ خدا اس پر زور دیتا ہے اتنا ہی انھین اس اصول سے بیزاری بڑھتی جاتی ہے تاکہ ثابت ہو جاوے کہ اہل اللہ کی عداوت سے ایمان سلب ہو جاتا ہے۔

آج تیسرے روز کی بات ہے مولوی عبد الواحد غزنوی جو غزنوی جرگہ مین نیک بخت اور ذہین مانے جاتے ہین مولوی نور الدین صاحب کے تعلق کی وجہ سے قادیان مین آئے اور حضرت اقدس (**علیہ السلام**) سے بھی ملے۔ حضرت اقدس نے سنت انبیاء (علیہم السلام) کے اقتدا پر کہ ملاقات خدا کے لئے ہو تاکہ انفاس ضائع نہ ہون

بڑی دل سوزی اور ہمدردی سے جو اس پاک رحیم جماعت کا خاصہ ہے مولوی عبد الواحد کو تبلیغ شروع کی۔ مولوی صاحب چپکے سنا کئے مگر جب حضرت اقدس نصرت و تائید الٰہی کے بیان پر پہونچے تو جھنجھلا کر بول اُٹھے کہ تائید و نصرت الٰہی کوئی معیار نہیں اور مفتری کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں کہ کب اس کے افترا پر خدا کی گرفت پڑے اور آپ لوگ بار بار یہی دعوے کرتے ہیں مگر ہمارے نزدیک یہ کوئی معیار نہیں۔ اور معًا یہ بھی کہہ دیا کہ میں کوئی بحث کرنا نہیں چاہتا اور نہ زیادہ سننا چاہتا ہوں۔

عبد الواحد اس اعتقاد میں اکیلے نہیں بدقسمتی نے چونکہ قوم کو قرآن کریم میں تدبر کرنے سے روک دیا اور نتیجتًا رگی سنن الٰہیہ سے جہالت قوم کے اکثر افراد خصوصًا دینی رہنماؤں کے حصہ میں آگئی ہے اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اس مغالطہ کی چادر کو حقیقت کے خوبصورت منہ سے اٹھا دیا جاوے۔

نصرت الٰہی پر تو کسی قدر میں لکھ آیا ہوں اور یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ اسلام میں یہی کامل اور بڑا معیار ہے اب رہی یہ بات کہ مفتری کو کب پکڑا جانا چاہیئے اور زیادہ سے زیادہ کہاں تک اس کی میعاد ہونی چاہیئے۔ ہمارا دعوی ہے کہ اس کے لئے ہمارے نبی کریم خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ۲۳ برس کی مکی زندگی کامل اور اکمل معیار ہے۔ مکہ میں جناب نبوت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دعوی کیا اور استثنا کی اس آیت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاوے گا یہ تحدی کی واللہ یعصمک من الناس اور ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من احد عنہ حاجزین یعنی خدا تم کو کفار کے ہاتھوں یعنی ان کے قتل کے منصوبوں سے بچائے گا۔ اگر یہ شخص مفتری ہوتا اور کوئی ایک بات بھی جھوٹی اپنی طرف سے ہماری طرف منسوب کرتا تو ہم اسے بڑی مضبوطی اور قوت سے پکڑ کر اس کی رگ جان کاٹ دیتے اور کوئی تم میں سے اسے بچا نہ سکتا۔ یوں آنجناب کا تیرہ برس تک اس خونخوار مقام میں ننگی تلواروں کے مقابل اس پر تحدی دعوی کے بعد معصوم و محفوظ رہنا سنت اللہ ٹھیر گیا کہ دعوے نبوت اور دعوے ماموریت من جانب الٰہیت کے بعد اگر کوئی شخص اس حد تک معصوم و محفوظ رہے اور آسمانی عذاب اور خدا کی گرفت اس پر نہ پڑے تو یقین جانو کہ وہ صادق ہے۔ اور اگر ہم اسے اور زیادہ وسعت دیں اگرچہ حقیقۃً چنداں ضرورت نہیں تو حضور علیہ السلام کے کامل ۲۳ برس کی زندگی کو اسوہ اور معیار قرار دے سکتے ہیں۔ اگر کوئی بخل اور حسد سے اس اصول کو نہ مانے اس لئے کہ حضرت خلیفۃ اللہ مسیح موعود اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں تو افسوس وہ اپنی نادانی سے قرآن کریم کو ایک خطرناک فروگذاشت اور نقص کا داغ لگائے گا۔ اس لئے کہ قرآن کریم نے مہیمن اور کل اختلافوں میں حکم ہونے کے ساتھ ایک محیط دعوی کر دیا ہے اور ہم اپنی استطاعت اور فہم کے موافق اس کو ہر دعوے میں صادق پاتے ہیں۔ تو کس قدر ناقابل عفو غلطی اور افسوس ہوگا کہ مفتریوں اور صادقوں ہی میں اس نے کوئی امر فارق اور مابہ الامتیاز قائم نہیں کیا اور مفتری کے ابطال و استیصال کے بعض پہلو تو بیان کئے اور ایک ضروری اور اہم امر کو قطعًا چھوڑ دیا تدبر کرنے والے خدا کے کلام اور خدا کے فعل سے لطف اٹھاتے ہیں کہ ایک طرف کلام میں واللہ یعصمک من الناس اور ولو تقول الخ دعوی کر دیا اور عملًا مشاہدۃً حضرت دعوے کنندہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو معصوم و محفوظ رکھ کر اپنی سنت پر مہر لگا دی اور یوں قیامت تک صادق اور مفتری کے امتحان کی صاف راہ کھول دی۔ اب ایسی صاف اور واضح حجت کے ہوتے بھی اگر کوئی انکار کرے اور حضرت مرسل اللہ کے ساتھ بغض و حسد کی وجہ سے انکار کرے تو ہم بجز اعراض کے اور کیا کر سکتے ہیں۔

حاصل نصرت الٰہی ہی ایک بڑا معیار حق و صدق ہے۔ میں حیران ہوں اور سمجھ ہی نہیں سکتا کہ قوم کو کیا ہو گیا ہے کم سے کم اتنے میں غور کریں اور اس میں ڈوب کر سوچیں کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کس شعور اور بصیرۃ کے ساتھ اس دعوی پر کھڑے ہیں نہ اب سے بلکہ براہین احمدیہ میں اور پرائیویٹ خطوط میں بھی یہی دعوے پایا جاتا ہے وہ ہے کون سی بات جس نے اتنی مدت تک انہیں قائم رکھا ہے اور دل اس یقین سے بھرا ہوا اور اس لذت سے سرشار ہے کہ وہ منصور و مؤید ہیں۔ اگر کوئی آسمانی پشتی اور دلی بصیرۃ نہ ہوتی تو کبھی دل ڈر جاتا اور اندر ہی اندر ڈوب کر رہ جاتا۔ اپنے اپنے نفوس میں سوچ کر دیکھو کوئی ایک لحظہ کے لئے نصرت و تائید کا دعوے تو کر دیکھے اور نہیں تو تنہائی میں خود اپنے ہی نفس کو تسلی یا مغالطہ دے کر دیکھے اور پھر اپنے اندر جہات ڈال کر دیکھے کہ اندر سے آواز کیا

آتی ہے اور دیکھے اپنا دل خود اپنی صاف صاف تکذیب کرتا ہے۔ بہرحال یہ مسلم امر ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب ۲۲ برس سے متواتر اور متصل یہ دعوے کر رہے ہین کہ خدا کی نصرت میرے ساتھ ہے اور مین من جانب اللہ ہون اور بارہا خدائے عزیز رب العرش کی قسمین خلوت مین جلوت مین عام جگھون مین خدا کی مسجدون مین اور تحریرون مین کھائین اور کپکپا دینے والے پیرایہ مین کھائین ہین اور اس پر عجیب مطابقت و موافقت اور قابل غور کے یہ بات ہے کہ مدتون پہلے جبکہ ہنوز پبلک لائف یا یون کہو کہ دوستی و دشمنی کے نشیب و فراز مین قدم نہین رکھا تھا اپنے مقتدا و مولی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرز پر دعوے بھی کیا **یعصمک اللہ و لو لم یعصمک الناس**۔ یہ کوئی اتفاقی بات نہین اس کشمکش کے برسون پہلے براہین احمدیہ مین یہ الہام درج ہے۔

اب یہان ایک خدا ترس اور مرنے کے بعد مقام الرب سے خوف کرنے والا ٹھہر جاتا ہے اور ضرور ٹھہرنا چاہئے کہ کیا باتین ہین کم سے کم اس کے دل پر رعب پڑتا اور اپنی جیبھ کو دنیا کی طرح چلنے اور اعمال کا سبکفیت کاٹنے سے روکنے پر متوجہ ہوتا ہے کہ یہ کارخانہ یون ہی لغو تو نہین اور یہ نظارہ ہنسی اور استہزا سے تو ٹال دینے کے لائق نہین۔

غرض حضور اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی الہامی لائف سے اپنے مقتدا و مولے (صلی اللہ علیہ وسلم) کی لائف کی عمر پاکر آسمان سے زمین سے ملائکہ سے۔ خدا سے اور مومنین سے گواہی حاصل ہی کہ حضور اقدس اپنے دعوے مین صادق و مصدوق ہین۔

اب پھر مین **منشی عبد الحق** کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ اگر خدا طلبی اور تقوی اور خشیت اللہ کی کچھ بھی بو ان مین باقی رہ گئی ہے تو اس مین غور کرین اور ٹھنڈے دل سے غور کرین۔

اور اگر وہ حضرت اقدس کو کسی اور معنی مین کہتے ہین کہ وہ راستباز نہین ہین۔ اور وہ چھوٹی چھوٹی باتین ان کے دل مین ہین جو بوجہ اپنی خفت و سفاہت و بے وقری کے درحقیقت ایسے نہان معاملات ہوتے ہین کہ اگر کسی کورٹ مین بھی پیش کئے جائین تو فیصلہ نہ پاسکین تو وہ خدا سے ڈرین اور وقار اور متانت اور معاملات دنیا کی واقف کاری کی قوت سے مدد لین کہ ایک طرف اتنا عظیم الشان دعوے اور دوسری طرف وہ کمینہ باتین اور سفیہانہ چلن جو آپ کی چھاتیون پر سانپ کی طرح لوٹ رہا ہے ممکن ہے؟ ایک عامی مسلمان اور متقی مسلمان ایسے رویہ کے اختیار کرنے سے تحاشی کرتا ہے چہ جائیکہ ایک عظیم الشان انسان۔ یہ میری تقلیدی بات نہین مقدس تاریخ بتاتی ہے کہ آپ ایسے دل کے آدمی اور ایسے کم حوصلہ اور تنگ ظرف آدمی پہلے بھی تھے۔

مدینہ مین جب غنائم کے ڈھیرون کے ڈھیر آنے شروع ہوئے اور حساب و کتاب کا نہ کوئی رجسٹر اور نہ کوئی اکونٹنٹ اور اس پر یہ کہ **نحن قوم امیون لا نکتب ولا نحاسب** علی الحساب جتنا جس کی نسبت چاہا دیدیا تو بعض کے دل مین کچھ خیال آگیا۔ رپورٹ ہونے پر صادق قاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اگر ہم عدل نہین کرتے تو پھر اور کون کرے گا اور اگر مین لوگون کے مال پر امین نہین تو لوگون کے ایمان پر کیونکر امین ہو سکتا ہون۔ شاید آپ جیسے باقاعدہ حساب رکھنے والے اکونٹنٹ کو تو حضرت رسالت مآب کا یہ جواب بڑا ہی ناگوار اور خلاف دیانت و امانت معلوم ہوگا اس لئے کہ موجود مشہود خلیفۃ اللہ پر آپ کا یہی اعتراض ہے اور آپ اس اعتراض سے جھکتے نہین اور یہ موجودہ حالت گواہی دیتی ہے کہ اگر آپ اس وقت ہوتے تو ابن سلول سے ضرور ہاتھ ملاتے۔ اگرچہ آپ کو یہ جواب ناپسند ہو مگر واللہ مومن اس سے بڑی لذت اٹھاتے ہین اور ان کی روح قوت و وثوق سے بھر جاتی ہے کہ لاریب **خلیفۃ اللہ** ایسا ہی ہونا چاہئے۔ ایسے بیٹون بھائیون تنگ دلون زر پرستون کے سے حساب کتاب سے کیا کام۔

العزض ایک ہی بات ہے جو مختلف نتیجے پیدا کرتی ہے مومن اسے اور رنگ مین لیتے ہین اور وہی حق پر ہوتے ہین اور منکرین اور محل پر اسے اتارتے ہین۔ یہ ساری باتین آپ کی ہم نے بھی پڑھی ہین۔ اللہ تعالی ربّ العزت گواہ ہے کہ نہ دھڑے بازی کے خیال سے بلکہ خدا کے خوف سے ان مین غور کیا ہے اور آخر افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ آپ لوگون نے خدا جانے کس پنہانی معصیت الٰہی کی وجہ سے اپنے قلوب کو یہان تک سخت کر دیا ہے کہ پست فطرت تنگ حوصلہ ملاؤن کی ٹوٹی ہوئی گھنونی چٹائی پر جا بیٹھے ہین۔

بس ایک ہی راہ اور صرف ایک ہی راہ ہے جسے مین مکرر لکھ آیا ہون اور وہ تائید سماوی ہے اس مین آپ لوگ حضرت خلیفۃ اللہ کا مقابلہ کر لین۔ اور بات بھی بڑی عجیب اور سہل خوب صاف ہوگئی ہے اس لئے کہ اگر حضرت مرزا صاحب آپ کے نزدیک ایسے ہی ہین جیسے آپ الزام لگاتے ہین تو اس میدان مین وہ ضرور ضرور شکست کھائین گے۔ رسالہ بازیون سے کچھ نہین بنتا اگر آپ نے پانچ ورق لکھے تو کوئی اور دس لکھدیگا۔

کیا آپ اس بات کا بھی دلی شعور رکھتے ہین اور کوئی کھٹکا ہے کہ مرزا صاحب اس مقابلہ مین غالب ہو جائین گے تو پھر آپ پر حجت پوری ہو گئی ورنہ دیر کیا ہے آئیے۔ بسم اللہ۔

باقی آئندہ انشاء اللہ

عاجز عبد الکریم سیالکوٹی ۲۸ ستمبر

از قادیان

ایک شیعہ

سے

خط و کتابت

ذیل مین ہم وہ خط و کتابت درج کرتے ہین جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ اور ایک شیعہ صاحب کے درمیان ہوئی ہے۔ جن لوگون نے مولانا صاحب کا اثبات خلافت شیخین کے عنوان والا لیکچر پڑھا ہے۔ وہ خوب سمجھتے ہین کہ مولانا صاحب اہل التشیع کے جملہ اعتراضات کا خاتمہ کر چکے ہین۔ جو اسلوب اور طرز مولانا صاحب نے حضرت اقدس امام ہمام مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کے طرز پر مخالفین اسلام کو جواب دینے کا اختیار کیا ہے وہ ایک مومن قرآن کریم کی عظمت و شان کے شیدا مسلمان کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہے لاریب دنیا مین کل ملل باطلہ کی تردید کے لئے جو ہتھیار امام وقت نے پیش کیا ہے وہ کبھی بھی خطا نہ کرنے والا حربہ ہے وہ کیا ہے؟ قرآن کریم۔

اور یہ واقعی امر ہے کہ اگر قرآن کریم کو قول فصل اور امام اور مہیمن مانتے ہوئے بھی اسی کو نزاعون کا فیصلہ نہین کرتے تو ایک طرح سے شان قرآن مجید کی ہتک کرتے ہین (خدا نہ کرے کہ ہم ان لوگون مین ہون) مولانا صاحب کی ذیل کی خط و کتابت پڑھ کر جو لذت اور حلاوت ہم نے اپنے اندر محسوس کی ہے اور جو فائدہ قرآن کریم کی عظمت کو نگاہ رکھنے کا ہمکو ملا ہے ہم چاہتے ہین کہ دوسرے احباب کو بھی ہو۔ جس اسلوب پر مولانا صاحب نے شیعہ صاحبکو قرآن کریم کے حکم بنانے پر مجبور کیا ہے وہ نیا اور لطیف طرز ہے۔ امید ہے کہ یہ خط و کتابت جہان ایک طرف اہل التشیع کے اعتراضات کا لطیف جواب ہوگی دوسری طرف حضرت مسیح موعودؑ کی کوشش کی خصوصیت کو اسلامی دنیا پر روشن کریگی۔ اور بتلا دیگی کہ اس فرقہ کی نگاہ مین قرآن کریم کی کس قدر عظمت ہے اور یہ حقائق معارف قرآنی بیان کرنے مین یکتائی خود انکی تطہیر قلب کی دلیل ہے۔ لا یمسہ الا المطہرون سے صاف اس امر کی شہادت ملتی ہے۔ اصل جواب شایع کرنے سے پہلے شیعہ صاحب کا خط درج کرتے ہین۔ (ایڈیٹر)

شیعہ صاحب کا خط

مکرم بندہ جناب مولوی صاحب۔ السلام علیکم۔ گرامی نامہ پہنچا۔ آپ کی مہربانی اور حسن ظن کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہون۔ غالباً آپ جناب امیرؑ کی نسبت میرا عقیدہ دریافت فرماتے ہین سو وہ یہ ہے۔ کہ وہ رسول خدا کے وصی مطلق تھے خلیفہ بلا فصل تھے امام برحق تھے اور معصوم تھے۔ الغرض بعد از نبی بزرگ توئی قصہ مختصر۔ اب آپ فرمائیے کہ اس مین حد سے بڑھ جانے والی کونسی بات ہے اگر کوئی ہے تو براہ کرم مطلع فرمایا جاؤن جیسے کہ آپ حضرت اقدس کی جماعت کہلاتے ہین ہم کو حضرت علیؑ کی جماعت ہونے کا فخر ہے اور بموجب حدیث الثقلین کے فرقہ حقہ ہونے کا ناز ہے یہ اور بات ہے کہ شیعون کو خواہ مخواہ ہدف ملامت بنایا جاوے۔

الراقم بندہ غلام مرتضیٰ خان از کھیوڑہ ضلع جہلم

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خان صاحب۔ السلام علیکم۔ مجھے آپ کے خطوط سے آپ کی نسبت گمان ہوا ہے کہ آپ جو صلح لکھتے ہین مگر کیا آپ خلاف طبیعت اور مخالف رسم و عادت سننے پر بھی صبر کر سکین گے درحقیقت کمال حوصلہ ایسے ہی امتحان کے وقت آزمایا جاتا ہے۔ چونکہ ابتدائی سوال آپ کی طرف سے ہے اور آپ نے بقول آپ کے طلب حق کے لئے قدم اٹھایا ہے مجھے خیال کر لینا چاہیئے کہ آپ ٹھنڈے دل سے میری معروضات کو سنین گے اور رسم و عادت کی پیروی کی جوش سے یکبارگی بیزار نہ ہو جائین گے۔ ہان سنیئے آپ جانتے ہین شیعہ سنی کا جھگڑا نیا نہین بہت پرانا ہے اور آسان اور ہلکی سی بات نہین بہت خطرناک زہرہ گداز نزاع ہے۔ اس نزاع سے جو جو واقعات اور حوادث مسلمانون پر نازل ہوئے ہین تاریخون کے صفحے ہنوز خون سے رنگین اور تر ہین۔ خلفائے عباسیہ کی با رونق سلطنت اور شہر بغداد کی خون رلا دینے والی تباہی جس مین ۱۴ لاکھ علماء و فقہا و زہاد بھیڑ بکری کی طرح ذبح کئے گئے۔ علقمی وزیر اور نصیر الدین طوسی کی سازش اور اسی منحوس نزاع کا نتیجہ اور کرشمہ تھا۔ ایرانیون اور ترکون کی خونناک لڑائیان جو آخر دونون سلطنتون کی ضعف اور بالآخر نصاریٰ کے نخچیر لاغر بنا دینے کا باعث ہوئین۔ اسی خانہ برانداز نزاع کا نتیجہ تھین اور یون قومون مین جو کچھ ہو رہا ہے وہ عیان ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ان کے فیصلہ کی کوئی صورت بھی ہے؟ مگر چونکہ یہ نزاع دینی اور ایمانی ہے۔ ضروری ہے کہ کوئی زبردست دینی رہنما ہی اس کے فیصلہ کا متکفل ہو۔ ارضی حاکمون اور مادی پیچون سے تو یہ قضیہ پاک ہوتا نظر نہین آتا تو اب دینی حاکم دو ہی مانے گئے ہین قرآن و حدیث اور شیعون کے نزدیک اس کے سوا بھی جو کچھ ہو۔ احادیث کا یہ حال ہے کہ شیعون کی الگ سنیون کی الگ۔ علاوہ بران اگر وہ حدیثین علوی فریق کی ہین تو تقیہ کے داغ اور احتمال کے سبب سے قابل اعتماد نہین کیونکہ تاریخ بتاتی ہے اور شیعہ اس کے قائل اور گواہ ہین کہ آئمہ اطہار سدا مغلوب اور مظلوم اور مقہور رہے ہین کبھی ان کے پاک مونہون سے جو سنیون کے اکابر کی مدح و ثنا نکلی ہے اور جس سے شیعون کی مستند کتابین خالی نہین تو شیعان پاک نے بڑے وثوق سے اور بڑی صفائی سے اس کی یہ توجیہ فرمائی ہے کہ چونکہ جناب معصوم علیہ السلام کی مجلس پاک مین چند زبردست ناصبی بیٹھے تھے حضرت امام نے ان کے ڈر سے تقیۃً زبان سے وہ تعریف کر دی جو ان کے پاک دل مین نہ تھی۔ ایسا ہی سلیم الفطرت کے نزدیک یہ احتمال بھی ساتھ ساتھ چلتا ہے کہ جو سنیون کے اکابر کی ہجو ان کے مونہون مین دی جاتی ہے وہ ان تیز مزاج دشمنان صحابہ کی تالیف و مدارات کے لئے انہون نے کی ہو جو ہر وقت ان کے حضور مین بیٹھے تھے۔ اسلئے کہ تاریخ افسوس کے ساتھ یہ شکایت کرتی ہے کہ آئمہ اطہار کے شیعان پاک جناب امیر

علیہ السلام سے لے کر آخر تک منہ زور اور سرکش اور آزاد رہے ہین - اور حضرت آئمہ نے ان فتنہ پرداز منہ زورون سے ڈر کر بسا اوقات بہت کچھ کہا اور کیا ہے - یہ وہ احتمال جو درحقیقت واقعہ محققہ اور تاریخی ثبوت سے مزین ہین آئمہ معصومین کے اقوال اور اعمال کی طرف سے ایک محقق کو مایوس کر دیتے ہین -

خود آئمہ اطہار کے جد بزرگوار جناب امیر کا یہ حال رہا کہ وہ ان پر رعب اور کمال عروج پر پہونچے ہوی خلفا کی حضور مین جاتے بیٹھتے مشورون مین شریک ہوتے اور ان کی مہربانیون اور انعامات سے کافی حصہ لیتے -

شیعون کی مستند کتابون مین جناب امیر علیہ السلام کی زبان سے خلفای راشدین کی مداح وثنا مین عجیب الفاظ مذکور ہین - اگر یہ سب کچھ بقول شیعان پاک کے تقیہ (نفاق) کی کارروائی تھی اور باطن مین سخت عداوت و بغض تھا تو ایک غیور عقل پسند انسان سمجھہ سکتا ہے کہ ایسے لوگ انسانی جماعت مین کسی ادنی سی جگہ مین بھی بیٹھنے کے لایق نہین سمجھے جا سکتے چہ جائیکہ ان کو اعتقاد و ایمان کے پاک اور قیمتی امانت سپرد کی جائے اور اگر وہ روایتین صدیقی جماعت کی ہین تو خود شیعون کے نزدیک وہ قابل اعتماد نہین - اس صورت مین بجز اس کے کہ ہم ایک ایسی دست آویز پر فیصلہ کا مدار رکھین جس کی صحت و قابل استناد ہونے مین فریقین سے کسی کو بھی کلام نہ ہو اور جو خدا تعالیٰ کی حفاظت کے مضبوط قلعہ مین جاگزین ہونے کے سبب سے انسانی دست برد اور تطاول سے ہمیشہ مامون و محفوظ رہی ہو اور کیا چارہ ہے وہ قرآن کریم ہے جسکو خود خدائے علیم وحکیم نے نور - کتاب مفصل - ہدی - حاکم - مبین اور مہیمن فرمایا ہے - اس حاکم کے حضور سے جو فیصلہ ہو جائے اسے قطعی سمجھا جائے سورۃ النور مین خدا فرما چکا تھا وعد اللہ الذین آمنوا وعملوا الصلحت منکم لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم الی آخر الآیہ اس سے صاف معلوم ہوا کہ استخلاف خدا تعالیٰ کا وعدہ اور حتمی وعدہ تھا جس کا خلاف ہونا ممکن نہ تھا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ خلیفہ بنانا خود خداوند عالم کا فعل تھا - انسانی تدبیر اور منصوبہ اور سازش کا اس مین دخل نہ تھا - اور اس آیت نے ہمیشہ کے لئے قانون مستمرہ خداوند کریم کا بتا دیا کہ خلیفۃ اللہ ہمیشہ آسمان سے مقرر و منصوب ہو کر آیا کرتا ہے یہ کبھی نہین ہوا اور نہ ہوگا کہ چند یا زیادہ انسان ملکر اپنی رائے و مشورہ سے سماوی تحریک و تائید کے بغیر کسی کو خلیفۃ اللہ بنا دین - ہان چونکہ تمدن عالم مین سلسلہ اسباب سے وابستہ ہے اسباب سے تمسک کرنا لابدی ہوتا ہے لہذا ظاہری صورت شوری و اجتماع کی ایسی ہی واقع ہو اکرتی ہے کہ گویا مادی کمیٹیون اور اجتماعون کی طرح خود اعضائے کمیٹی اپنے لئے پریسیڈنٹ منتخب کر رہے ہین مگر ہوتا وہی ہے جو آسمان پر پہلے مقرر ہو چکا ہوتا ہے - اس لئے کہ خدائے متصرف مدبر بالارادہ کا پہلے ہو چکا ہوا وعدہ اور نفاذ پا چکی ہوئی مشیت انسانی منصوبہ اور نفس کی سوچی ہوئی تدبیر سے ہرائی نہین جا سکتی - اور اس کے پر حکمت کامون اور عجیب نظام کو ضعیف القوی محدود العلم انسان درہم برہم نہین کر سکتا - یہی راز اس آیت کا ہے جو قرآن حکیم مین مکرر آئی ہے وما انتم بمعجزین اور کہین فرمایا ہے وما نحن بمسبوقین یہ ایسی سچی ایمانی فلاسفی ہے کہ ایک مومن بالقرآن یا خدا تعالے کی عادات و سنن کو جاننے والا اس کا انکار نہین کر سکتا بلکہ اس سے لذت اٹھاتا ہے - اب اس خدائی وعدہ کا تحقق اور وقوع کیونکر ہوا اور خدا تعالیٰ کے نظام عالم کے اسباب یا صاف صاف یون کہو کہ آسمانی تائیدات اور الٰہی نصرتون نے کیا جلوہ دکھایا اور کن کی حمایت مین جمع ہوئین - صاف ظاہر ہے -

آپ لکھتے ہین مین جناب علی کو خلیفہ بلا فصل مانتا ہون - ماننے کو آپ سو دفعہ نہین ہزار دفعہ نہین لاکھ دفعہ نہین بلکہ ان گنت دفعہ مانئے مگر یہ تو بتائے کہ اگر آپ لوگ اپنی روح کو مغالطہ نہین دیتے اور ایک نادان بچہ کیطرح بیجان کھلونے اور گوڑیا سے تسلی نہین پاتے تو اور کیا ہے -

تعجب کی بات ہے کہ اگر حواس مین کندی نہین اور مدرکات مین جان ہے تو ایک خلاف واقعہ بے اصل بات سے جی بہلتا کیونکر ہے - جناب صدیق خلیفہ بلا فصل ہوے اور واقعہ مین ہوے اور یقینا ہوے - جناب فاروق خلیفہ ثانی ہوکر اور واقعہ مین ہوے اور یقینا ہوے جناب ذی النورین خلیفہ ثالث ہوے اور واقعہ مین ہوکر اور یقینا ہوے جناب امیر خلیفہ رابع ہوے اور واقعہ مین ہوکر اور یقینا ہوکر یہ تو حقائق ثابتہ اور واقعات متحققہ محققہ ہین اور کسی ایک کو بھی مسلمانون کے مختلف فرقون مین اس واقعی اور عملی ترتیب و نظام سے اختلاف و انکار نہین - اب آپ فرمائے اور یہ قومی تعصب سے ذرا الگ ہوکر فرمائے کہ خلیفہ بلا فصل علی چہ معنی دارد - یہ کوئی تثلیث کی طرح معما ہے جو دوسرے عالم مین کھلے گا یا آواگون کا چکر ہے جس کا بھید آج تک خود ماننے والون پر بھی آشکارا نہین ہوا - اگر یہ عقیدہ آپ لوگون کا تثلیث و تناسخ کی طرح لاینحل اور دل خوش کن مسئلہ ہے - اور چونکہ قوم مان چکی ہے اور عورتین اس لذیذ اعتقاد پر صدق دل اور رقت قلب سے قائم ہو چکی ہین اس لئے اسے پالنا اور ماننا ہی ہے تو مبارک ہمین کچھ تعرض نہین دنیا مین پتھرون کو پوجنے والے عاجز انسان ضعیفہ کے پیٹ سے نکلے ہوے ناتوان انسان کو خدا ماننے والے اور تثلیث جیسی قفل وسواسی سے دل لگانے والے آدمی بھی تو ہین جن کی نسبت خدا کی حکیم کتاب لطیف ریمارک کر چکی ہے

ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم وآباؤکم ما انزل اللہ بھا من سلطان

یعنی تمھارے یہ معبود اور واجب التعظیم بزرگ صرف نام ہی نام ہین جو تم نے اور تمھارے بزرگون نے رکھ لئے ہین خدا کی کتاب اور اُس کے فعل مین ان کے تحقق اور وجود کی کوئی سند نہین - یعنی یہ بے حقیقت اشیا ہین اور یون ہی اسماء ہی ہین انکا واقعی مسمی وجود مین کوئی بھی نہین - وہ جو مین تو یقینا قرآن کے الزام کے نیچے آ چکی ہین اس لئے کہ وہ اُن اسماء موضوعہ مختلقہ کی کوئی حقیقت واقعہ وقوع مین نہین بتا سکین - اور خدا تعالی کی کتاب اور فعل الہی نے انھین سخت شرمندہ کیا ہے - اب آپ عزا سی اور شیعان پاک کے اولین و آخرین سے پوچھکر اور خوب مشورہ لیکر بتائے کہ علی خلیفہ بلافصل ہے ؟ اس کے لئے کتاب اللہ مین کوئی سلطان اور برہان اور کوئی حجت نیّرہ ؟ خدا تعالی کے فعل یعنی واقعہ اور مشاہدہ مین اس کی کوئی سند ؟ خدا تعالی کے کلام نے لاریب اشتراکاً یعنی دوسرون کی شمولیت و تبعیت مین اُن کو خلیفہ کہا اور تسلیم کیا اور خدا تعالی کے ایفاء وعدہ یعنی فعل الہی نے واقعہ اور مشاہدہ مین انکا چوتھا درجہ رکھا - یہی حق و صدق ہے اور یہی خدا کے کلام اور کام سے روز روشن کی طرح واضح و آشکار ہے - اب وہ بلافصل خلیفہ علی خدا کے لئے بتائے کون شخص ہے - اگر نرا اسم ہی اسم اور بلا حقیقت معدوم محض شے نہین تو اور کیا ہے - اگر یہ آپ لکھتے کہ مین جناب علی کو خلیفہ مانتا ہون تو بات درست تھی اور اس مین نزاع ہی کسکو ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ سادہ اعتقاد اور طفولیت کی مانی ہوئی شے کی الفت نے آپکو لفظ بلافصل کی قباحت اور شناعت کی طرف متوجہ نہ ہونے دیا - میرے دوست یہ نظام عالم ایک وجود رکھتا ہے اور خدا تعالی کے نزدیک اسکی حقیقت ہے سوفسطائیون کی طرح وہم و خیال کا کارخانہ تو نہین کہ بود کو نابود اور نابود کو بود مانا جائے خلفائے راشدین کی ترتیب ایک واقعی نظام اور امر متحقق ہے - اس بود کے مقابل نابود شے کو (خدا کے علم مین نابود - خدا کی کتاب مین نابود خدا کے فعل مین بھی نابود) بلافصل کہنا اور اسپر اعتقاد رکھنا سفسطہ اور دیوانگی نہین تو کیا ہے - کیا ہی حسرت ہوگی اُس دن جبکہ حقایق اشیا کما ہی ہی متمثل ہون گی اور ایمانی کیفیات کمیت اور وجود مشہودی کا جامہ پہنین گی - آہ کیا ہی ندامت اور خجالت ہوگی اُسوقت جبکہ ان اپنی ہی نفسونکی تراشی ہوئی باتون اپنے ہاتھونسے گھڑی ہوئی سنگ و گل کے معبودونکا کوئی وجود نہ ہوگا اور ان کے پجاری اور صانع اور خالق حسرت سے ڈھونڈینگے اور چلاتے پھرین گے کہ ای الفا و میگا قادر مطلق خدا یسوع مسیح تو کہان ہے جس کے بھروسے ہم بیٹھے تھے اور اس پر بڑی بڑی امیدین باندھ رکھی تھین اور تجھ اکیلے کے لئے ہمنے سارے راستبازون کو چور ڈاکو پرائی عورتون کو اغوا کرنیوالے اور پورے حرام کار کہا اور مانا - اب تو کہان ہے ہم غلطی سے سمجھ بیٹھے تھے یا سمجھائے گئے تھے کہ تو جلال کے تخت پر باپ کے داہنے بیٹھا ہوگا افسوس یہ خیال بت اور نفس کی تراشی ہوئی بات انہین کہان نظر آوے - وہ خدا کے عاجز سرنگون بندون مین شامل مارے فزع و خوف کے کہین دبکے بیٹھے ہون گے - اسی طرح بلافصل اور کیا ماننے والے اور مسیح کی طرح انکو حقیقی اطرا کرنیوالے اس بلافصلیت کی رتبہ اور درجہ اور اُن اپنی طرفسے دئے ہوئے بڑے بڑے خطابون کے مصداق شخص کو ڈھونڈینگے اور چیخ چیخ کر اور پھوٹ پھوٹ کر روئین گے اور کہین گے ای خلیفہ بلافصل اب تو کہان ہے تیری خاطر ہمنے ایک لاکھ چوبیس ہزار راستبازون - خدا کے قدوسیون - خاتم النبین کے خلیفون احمد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات پر بیعت کرنیوالون اسکی راہ مین سینہ سپر کرنیوالون عسرت کی گھڑیون اور تنہائی کے دقتون مین اس کی جان - ایسے مدد کرنے والون - علماء اسلام کے پھیلانیوالون اور آئمہ اطہار کے محسنون مربیون کو برا کہا غاصب کہا بے ایمان کہا - فاسق کہا اور کیا اور کیا کیا کہا - ہائے اب حقیقت کھلی کہ تو ہمارا فرض کیا ہوا ایک وہمی نام تھا - اور واقعہ مین تیری حقیقت وہ نہ تھی جو ہمنے اور ہمارے خود غرض آباء نے تراشے - درحقیقت بڑی حسرت ہے کہ سارا رونا پیٹنا اور برسون کا ماتم و شیون بیسود ہو چلے جائین اور صحابہ کے سارے مطاعن اور مثالب شماریان گناہ ہونکی شکل مین طوق گردن ہو جائین - میرے دوست اسمین آپ بغور کرین یہ انشا پردازی اور لفاظی نہین - خدا آگاہ اور گواہ ہے کہ مین نے بڑے درد دل سے لکھا ہے اور یہ سب حقایق ہین جو ایک طالب حق کی بصیرت کو بڑھاتی ہین کوئی شخص بے باکی سے یون ہی ہنسی مین اڑادے تو آسان بات ہے - مگر خدا کی کتاب اور خدا کے فعل یعنی کلام اللہ اور صحیفہ قدرت دونو کو اسی طرح مدنظر رکھکر اپنے اعتقاد کا ثبوت دے تو بات ہے -

ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان

آپ اپنے خط مین لکھتے ہین کہ تشیع مین کونسی بیہودہ بات ہے اور کس بات مین شیعہ حد سے بڑھ گئے ہین اور کیون خواہ مخواہ ہم شیعون کو ملامت کرتے ہین - میرے دوست سچائی کا خون کرنا ایک ثابت شدہ واقعہ کا انکار کرنا ایک صریح باطل اور نابود شے کو حق اور بود کا لباس پہنانا - ایک فرضی بات کی خاطر خدا کی ہزارون راستبازون کو کوسنا اور ان پر تبرا بازی کا ہدف ٹھہرانا اور سب و شتم اور بغض و عداوت کو سینہ مین پالنے کو جزو ایمان کہنا اور خدا کے کلام اور کام کے خلاف ایک انسان کو وہ رتبہ دینا جسکا استحقاق خود خدا کی کتاب نے - خدا کے فعل نے - ملائکہ سماوی و ارضی نے اور ایک لاکھ سے زیادہ عباد اللہ الصالحین نے اسکو نہ دیا تھا کیا یہ بیہودگی اور حد سے بڑھنا نہین اور ظلم عظیم نہین تو کیا ہے اور کیا راستباز غیور کا عمل نہین کہ وہ ایسی قوم کو ہر طرح سمجھاوے - مین آپ کو بہت سی باتین کہنا چاہتا تھا مگر بالفعل انہی پر بس کرتا ہون اور دیکھتا ہون کہ آپ مین حق کو سننے کا حوصلہ ہے کہ نہین اگر آپ کی سعادت و رشد نے مجھے حوصلہ دلایا تو انشاء اللہ تعالے اور بھی کام کی باتین سناؤن گا -

والله یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

عاجز

عبدالکریم سیالکوٹی

از قادیان ۳۰ ستمبر ۱۸۹۹ء عیسوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خوب یاد رکھو کہ اگر مفصلہ ذیل بیماریوں مین سے کسی علاج کی ضرورت پڑے تو اس مرہم کے سوا کوئی اور دوائی ہرگز نہ خریدو یہ بینظیر

مرہم فوراً
اثر کرتی ہے
ایسی
ایجاد

بمقام مرض پر
آج تک
کوئی مرہم
نہین ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

مرہم عیسیٰ

یا مرہم رسل یا مرہم حواریین

ضرور آزماؤ کیونکہ یہ مرہم ایک بزرگ نبی کی یادگار ہے اس کے نہایت پرتاثیر اور عجیب و غریب ہونے کی سندات بکثرت موجود ہین

معزز بھائیو!

کوئی تعجب کی بات کرنے کی کوئی بات نہین ۔ مرہم عیسی اس کو اس لئے کہتے ہین کہ صلیب پر کھینچے جانے کے بعد جب حضرت عیسی علیہ السلام زندہ بچ گئے تو آپ کے صلیبی زخموں پر لگانے کے لئے الہام الٰہی کی بنا پر ان کے حواریوں نے اس کو تیار کیا تھا خدا کا فضل جو مرہم کے رنگ مین اترا آخر مقدس بشر کے زخموں کے چنگا کرنے مین معجزہ ثابت ہوا۔ ہر ایک زمانہ کے نامی فاضل طبیبوں نے اس کو آزمایا اور اس کی مسیحائی تاثیرات اور وجہ تسمیہ کو بلا اختلاف تسلیم کیا۔ حکماء یورپ بھی اس کے اعجازی خواص کے قائل ہین ہم نے بڑی محنت اور احتیاط سے اس کے اصل بیش قیمت اجزا ممالک غیر سے منگائے ہین خالص یقینی صحیح اور آلایش سے پاک مرہم صرف ہم ہی طیار کرتے ہین

حکیم محمد حسین

لاہور
بھاٹی دروازہ
سے طلب کرو

ان مرضوں کے لئے شفا ہے

ہر قسم کی طاعون ۔ سرطان کے زخم ۔ خنازیر ۔ گلٹیاں ۔ چوٹوں کے زخم پھنسی پھوڑے ۔ گھاؤ ۔ خارش ۔ گنج طرح طرح کی جلد کی بیماریاں ۔ ہر قسم کے ناسور ۔ پرانے گندے زخم ۔ زخموں کے کیڑے ۔ تلی کے ورم ۔ بواسیر کے درد ۔ ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا ۔ جل جانا کان سے ریم کا بہنا ۔ جانوروں کا کاٹ لینا عورات کی خطرناک بیماریاں سرطان رحم وغیرہ

قیمت فی ڈبیہ ۱۲ ۔ عہ ۔ عما

(علاوہ محصول ڈاک)

ممیری کا سرمہ

مصنفہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون ۔ والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ ۔ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی ۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عا ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ سے ۔ خالص ممیرہ فی ماشہ عسہ مصری سرمہ فی تولہ ہر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہئے ۔ **المشتہر** پروفیسر میاسنگہ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاسنگہ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے پانی بہت جانا دھند سوزش چشم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جالا کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے بیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اس لئے مین بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔

راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - بی - ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

۲ مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میاسنگہ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے مینے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی عمرہ ۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑنے تھے اس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین ان مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا ۔ اس کی بینائی مین اس قدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی ۔ اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورے کلی صحت پائی۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و مشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳ مین نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگہ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جن کی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطہ جن کی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہو اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے ۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر ایم ایل ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگہ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنی زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا ۔ میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے ۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس آئی اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۸۹۹ء مین جمع کیا گیا ہے۔

(کبتہ) انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا (جمالی نعلی)

۱۰ راکتوبر ۱۸۹۹ء

رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اخبار الحکم

قادیان دارالامن والامان مورخہ ۱۰ راکتوبر ۱۸۹۹ء

نظر انصاف

جبکہ مین کئی مرتبہ کی متواتر درخواستون کے بدون کسی صاحب کا نام اخبار جاری نہین کرتا پھر یہ معنی میری سمجھ مین نہین آتی کہ بعض مہربان دوست جبکہ عند الطلب قیمت دینا نہین چاہتے یا اگر اُنسے قیمت طلب پکیٹ کے ذریعہ سے قیمت مانگی جاوے تو پہلی درخواستون کی پروا نہ کرکے لکھدیتے ہین کہ آئندہ اخبار بند کیا جاوے پہلے کیون درخواست کرتے ہین شاید اُن کے خیال مین اخبار الحکم مفت دیا جاتا ہے۔ لہذا ایسے احباب براہ کرم آئندہ کے لئے یاد رکھین۔ کہ اخبار الحکم مفت تقسیم نہین ہوتا خدا کا شکر ہے کہ اس وی پی کے طریق سے ہمکو ایسے نا قدردانون کا پتہ چل گیا جو بدون نیت اخبار لینا چاہتے تھے ورنہ ہم یہ سمجھکر کہ قیمت آجاویگی تعداد خریداران کو دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے اور آخر افسوس ہوتا۔ ضرورت ہوئی تو ان لوگون کے نام معہ زر مطالبہ اور انکی درخواست کے وقتاً فوقتاً درج اخبار کردینگے۔

پھر ہم یاد دلاتے ہین کہ آخر ۱۸۹۹ء تک ساڑھے تین سو روپیہ سے اوپر بقایا موجود ہے جسکو بذریعہ قیمت طلب پیکٹ بقایا دارونکے نام جاری ہین اگر کسی صاحب

تصدیق المسیح

اس عنوان کے تحت مین ہم وہ الہامات وکشوف وقتاً فوقتاً درج کرین گے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تصدیق مین ہمارے بعض دوستون کو ہوئے یا انھون نے دیکھے ہین۔ چنانچہ آج کے نمبر مین دو زبردست اشتہار درج کرتے ہین جو سیالکوٹ اور لاہور سے شائع ہوئے ہین۔ چونکہ حضرت اقدس امام موعودؑ نے عام طور پر اپنے ایسے دوستون کو اطلاع دی ہے کہ وہ اپنے خواب اور کشوف اور الہام خدا تعالے کی قسم کے ساتھ موکد کرکے مخالفون پر حجت پوری کرنے کے لئے شائع کرین۔

اس لئے ہم بذریعہ اخبار اطلاع دیتے ہین کہ جس کسی نے کوئی خواب یا کشف یا الہام حضرت اقدس واحمد کی تصدیق مین دیکھا ہو وہ ہمارے پاس بھیجدین اور اس کو جداگانہ بھی بطور اشتہار شائع کردین۔

اب ہم امید کرتے ہین کہ جناب منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ لاہوری اور ان کے گہرے دوست ان مخالف الہامات کے شائع کرنے مین دیر اور توقف نہ کرین گے جو ان کو ہمارے سید و مولے خلیفۃ اللہ مرسل اللہ مؤید من اللہ امام ہمام انسان کامل نائب خیر الانام صاحب البرہان حجت اللہ آیت اللہ مہدی معہود مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام الی یوم القیام کی نسبت ہوئے ہین۔ کیونکہ اب یہ معاملہ پبلک کے سامنے آچکا ہے۔ اور صادق اور کاذب کی پرکھ کے لئے یہ موقعہ عمدہ ہے۔ اور سچے طالبان حق کے واسطے یہ وقت ہے فقط۔

(ایڈیٹر)

اشتہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لا تکتموا الشہادۃ ومن یکتمہا فانہ آثم قلبہ

نہ چھپاؤ شہادت کو اور جس نے چھپایا تو وہی ہے جس کا دل گنہگار ہوا۔

ربنا آمنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاہدین

اے رب ہمارے ایمان لائے ہم ساتھ اس کی جو تو نے نازل کیا اور تابعداری کی ہم نے اس رسول کی پس لکھ لے تو ہم کو گواہوں میں۔

اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً رسول اللہ

حضرت مسیح موعود کے منجانب اللہ ہونے پر آپکی تصدیق مین ایک سچی شہادت

* * *

میں ناچیز سید امیر علی شاہ ولد سید بہار شاہ ساکن سیدانوالی تحصیل سیالکوٹ اس تحریر کو حضرت امام برحق مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تصدیق وتائید مین ان الہامات اور رویا کی بنا پر جو مجھکو آپ کے منجانب اللہ مسیح موعود اور امام برحق ہوکر دنیا مین نازل ہونے کی بابت ہوئے ہین اور جن پر مین علی وجہ البصیرۃ یقین رکھتا ہون اور خدا تعالی کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ اپنے الہامات اور رویا کو خدا تعالی کی طرف سے جانتا ہون بطور اشتہار شائع کرتا ہون اور خدا تعالے کی طرف سے یقینی علم پاکر یہ شہادت ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہون کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی واقعی وہی مسیح موعود اور مہدی مسعود ہین جو حسب مراد احادیث صحیحہ حضور رسالتمآب حضرت محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم اور اشارات قرآن مجید کلام پاک رب حمید بغرض اصلاح امت محمدیہ علیہ الصلوۃ والسلام ورفع فساد زمانہ موجودہ چودھوین صدی کے سر پر مجدد ہوکر آئے ہین اور مین صدق نیت کے ساتھ مخلوق خدا کے سامنے اقرار کرتا ہون کہ مجھکو یہ الہام اور رویا کی دولت محض بطفیل حضرت مرزا صاحب ایدہ اللہ کے خدا تعالے کی طرف سے ملی ہے اور صرف اسی امام برحق کے قدمون مین حاضر ہونے کی وجہ سے یہ شرف بخشا گیا ہے۔

مین ان فیوض وبرکات کو جو حضرت مسیح موعود کے سلسلہ پاک مین داخل ہونے سے شامل حال عاجز ہوئے ہین بیان نہین کرسکتا وہ الہامات اور رویا جو خدا تعالے کی طرف سے اس عاجز پر وارد ہوئے یا اب ہوتے ہین سلسلہ وار اور تاریخوار میری کتاب یادداشت مین قلمبند موجود ہین۔

مین اس مالک حقیقی کے حضور مین اپنے اس پاک تعلق کے قائم ہوجانے پر وہ سرور پاتا ہون کہ بیان نہین کرسکتا میرے مالک سے میرا یہ تعلق ماہ جنوری ۱۸۹۸ء سے شروع ہوا ہے اور اس وقت سے اب تک برابر مجھکو حضرت مرزا صاحب کے امام برحق ہونے کے کھلے کھلے نشانات ملے ہین۔ مین نے آپ کے مراتب روحانی کو جو دربار رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم مین آپ کو حاصل ہین۔ اپنا کئی رویا مین مشاہدہ کیا ہے اور مجھے دکھلایا گیا ہے آپ کی اس شان کو جو عالم بالا مین آپکو حاصل ہے۔ مین اگر ان سب مشاہدات کو درج کرون تو اشتہار اشتہار نہ رہے بلکہ ایک کتاب ہوجاوے۔ مگر چونکہ اس وقت سے پہلے اس اشتہار کو مخلوق خدا کے سامنے صرف اتمام حجت کے لئے پیش کرتا ہون کہ حضرت مسیح موعود کے امام برحق ہونے پر سچی شہادت ادا کرون۔ اس لئے مین ان مشاہدات مین سے جو کل الہامات اور رویا کو ملاکر تخمیناً دو ہزار پانچسو سے زیادہ ہین اور میری کتاب یادداشت مین بقید تاریخ مسلسل درج ہین بارہ رویا سال رواں کے اندراج سے بطور نمونہ درج کرتا ہون۔

مین امید کرتا ہون کہ مخلوق خدا میری اس تحریر کو امام آخر الزمان **حضرت مسیح موعود مہدی وقت مجدد دوران** کے حق مین ان کی صداقت اور منجانب اللہ ہونے پر ایک شہادت تصور کریگی اور مجھے بجائے خود بھی اس مبارک موقعہ کے ملجانے پر ادا شکر حق کا محل ہے کہ مین اس سچی شہادت کو جو محض خدا کے واسطے ہے ادا کرکے ایک فرض سے سبکدوش ہوا ہون۔

العبد
خاکسار سید امیر علی شاہ ولد سید بہار شاہ
ساکن سیدانوالی تحصیل سیالکوٹ
ضلع سیالکوٹ

۴ر فروری ۱۸۹۹ء بعد از تہجد

(۱) آج بڑی رات سے کہ مین نماز تہجد کو اٹھا بعد فراغت نماز استغفار پڑھتے پڑھتے عالم غنودگی طاری ہوکر سوگیا۔ کیا دیکھتا ہون کہ گھوڑے پر سوار ہون اور کسی طرف کو جارہا ہون۔ محمد حسین میرا پسر میرے ہمراہ ہے ایک دریا کنارون تک بھرا ہوا نظر آیا۔ دریا چنابی مین سے دل مین خیال کرتا ہون کہ اب عبور کیسے ہوگا مگر گھوڑے برابر پانی مین رپ رپ چل رہے ہین ذرا نہین رکتے۔ وہین سے کسی شخص کی آواز آئی کہ آپ پل کے رستہ سے چلکر پار ہوجائین۔ مین نے کہا کہ جو رستہ ہم نے پانا تھا پالیا ہے اب کون ہے جو پلون کی تلاش کرکے سہارا پکڑے گے

دیکھتے رہو اسی رستہ سے گھوڑے پار ہو جاتے ہین یا نہین۔ ہمارے امام نے ہمکو یہی سیدھا رستہ بتایا ہے ہم غیرون کے رستہ پر کیون جاوین اتنے مین حضرت امام ہمام علیہ السلام سامنے نظر آئے۔ خوب صاف ستھری جگہ تھی ہم سب وہان بیٹھ گئے وہان ایک بڑا سا ڈھیر کئی سو من شکر تری کا لگا ہوا ہے جس کو دیکھکر مین متعجب ہو رہا ہون کسی نے پوچھا یہ کیسا ڈھیر ہے اور کس کا ہے مین جواب مین کہتا ہون کہ یہ ڈھیر ہمارے امام ہمام علیہ السلام کی برکات و انوار کا ہے جو میرے سپرد ہوا ہے جس کو حکم ہوگا اس پر تقسیم کرونگا اسی گفتگو مین حضرت امام نے نماز کا اشارہ فرمایا مین اٹھا اور وضو کرکے نماز فجر مین مشغول ہوا اٹھتے اٹھتے یہ الہام ہوا۔ وَاسْئَلُوا اللّٰہَ مِنْ فَضْلِہٖ یعنی مانگو اللہ سے اس کا فضل ۔

۳ر مارچ ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۲) ایک رات مجھکو قیامت کا عالم دکھلایا گیا۔ انوار و برکات کے بھی عجائبات مشاہدہ کیے اور مقامات خوف و خطر بھی دکھلائے گئے وہان ایک کرسی پر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہین اور ایک طرف بہت قریب حضرت مرزا صاحب بھی کرسی نشین ہین۔ باقی اصحاب کبار بھی اپنے اپنے درجہ کے موافق مسند نشین ہین نظر آئے اتنے مین شراباً طہورا کے تقسیم کرنے کا ارشاد ہوا ہے۔ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے فرمایا کہ اول سید امیر علی شاہ کو سب سے زیادہ ایک بڑا سا گلاس پر کرکے دو۔ پسرم محمد حسین جو جماعت دہم [illegible] مین پڑھتا ہے وہان موجود ہے۔ ارشاد ہوا کہ اس کو نصف گلاس شراباً طہورا کا دو۔ جب وہ گلاس اس کو ملا تو پاس سے کسی نے کہا کہ بقیہ دیگر چھوٹے بچون کو بانٹ دو مگر اس نے انکار کیا اور کہا کہ یہ تو مجھے ہی عنایت ہوا ہے مین کسی اور کو کس طرح سے دون۔ پھر کیا دیکھتا ہون کہ ایک جانور جو قد مین گھوڑے سے کم اور خچر سے زیادہ ہے مگر شکل اس کی ہو بہو خچر کی سی معلوم ہوتی ہے موجود ہے۔ محمد حسین پسرم کود کر اس پر سوار ہو گیا ہے اور زور سے دوڑاتا ہوا اس کو لے گیا ہے سواری کی حالت مین شراباً طہورا ابھی بٹ جاتا ہے مین وہان قدمون مین بیٹھا ہوا اس مجلس کے انوار و برکات جو نور و برکت سے معمور ہو رہی ہے مشاہدہ کر رہا ہون اور کل اہل مجلس حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے باادب دم بخود بیٹھے ہین اور طہارت اور تقوے کے بارہ مین ارشاد ہو رہا ہے۔ مین کسی کے آواز دینے پر بیدار ہو گیا۔

۱۱ر اپریل ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۳) آج رات ایک ایسی مجلس پاک منعقد دیکھی کہ جس مین آیات قرآنی کا بیان ہو کر اول درجہ کی تقریرین اور مقالات روحانی ہو رہے ہین اور حضور امام برحق کے سلسلہ پاک کے معتقدین خلق اللہ کو بڑے جوش سے وہ تقریرین سنا رہے ہین اور حضرت امام برحق علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ کرسی نشین ہین۔ سبحان اللہ کیسی قیل و قال احکام اللہ و رسول کی ہو رہی دیکھی کہ جس کا لطف بیان مین نہین آ سکتا۔ ہر ایک چھوٹے بڑے کے دل لذت اور سرور سے بھرے ہوئے ہین اور از بس محظوظ ہو رہے ہین اسی عالم مین یہ الہام ہوا وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ۔ یعنی اور ہم ایسا ہی بدلا دیتے ہین نیکو کارون کو۔ یہ الہام سنکر مین بیدار ہوا تو ابھی تہجد کا وقت تھا نماز مین مصروف ہوا بعد فراغت استغفار شروع کیا پھر غنودگی سی ہوئی اور الہام ہوا عَسٰى رَبِّيْ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَاۤءَ السَّبِيْلِ یعنی امید ہے کہ میرا رب ہادی مجھکو سیدھی راہ دے

۱۸ر اپریل ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۴) آج رات یہ عجیب و غریب نظارہ دیکھتا ہون کہ حضرت امام ہمام علیہ السلام تقوے اور طہارت کا وعظ فرما رہے ہین اور عجیب عجیب کلمات طیبات بڑی جوش سے بیان فرما کر اپنے مریدون کو متنبہ کر رہے ہین اور فرماتے ہین کہ تم سب ہوش کرو اور اتقا کی طرف بہت رجوع لاؤ اور اللہ اور اس کے رسول علیہ الصلوۃ والسلام سے ڈرو اور دل و جان سے سچے اعتقاد کے ساتھ نماز ادا کرو اور عبادت کرو کیا تم نے نہین سنا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۤءِ وَالْمُنْكَرِ یعنی نماز روکتی ہے برے اقوال اور برے افعال سے اور پھر قرآن بار بار منادی کرکے کہہ رہا ہے کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور ایمان لاؤ ساتھ اس کے رسول کے۔ اور ہم دعا کر رہے ہین کہ خدایا خشک ڈالی ہمارے باغ سے کاٹ ڈال۔ جب حضرت کے منہ سے یہ کلمات نکلے تو کل حاضرین مجلس بلند آواز سے گڑ گڑا کر ایسے روئے کہ حواس باختہ ہو گئے پھر فرمایا ہوش کرو اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۤءُ یعنی تحقیق فضل اللہ کے ہاتھ مین ہے دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

۲۴ر اپریل ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۵) آج رات یہ عاجز اپنے آپکو ایک بڑے اونچے پہاڑ پر دیکھتا ہے۔ ایک اونچے ٹیلہ پر جا چڑھا ہون۔ نیچے کی طرف نگاہ کی تو معلوم ہوا کہ اس پہاڑ کے دامن مین ایک بڑا بھاری دریا بہ رہا ہے پانی ایسا صاف و شفاف پاکیزہ ہے کہ باوجود اس بلندی کے چہرہ اور بدن اس مین برابر نظر آتا ہے اور اس ٹیلہ سے پہاڑ کے نیچے تک بہت ہی عمدہ پختہ سیڑھیان بڑی فراخ بنی ہوئی ہین۔ ایک بزرگ مجھے وہان فرماتے ہین کہ ان

سیڑھیون کے رستہ نیچے جاکر اس دریا مین خوب غوطے لگاکر نہاؤ اور غسل کرکے بدن صاف کرلو یہ دریائے وحدت ہے اس مین غوطہ لگانا آپ کے واسطے بڑا ہی ضروری ہے - مین حسب ایمائی بزرگ موصوف دریا کے کنارہ پر گیا ہون دریا بڑا ہی گہرا معلوم ہوتا ہے پانی تو خوب ہی صاف ہے - مگر مین گہرائی سے ڈرتا ہون مجھے غوطہ لگانے سے خوف معلوم ہوتا ہے مگر وہ بزرگ مجھے پیچھے دھکیلتے ہین اور دریا کی طرف رجوع دلاتے ہین مین دریا کے اندر جاکر خوب غسل کیا اور بعد فراغت انہین سیڑھیون کے رستہ پھر پہاڑ پر چڑھگیا ہوان - اللہ اکبر کی آواز کان مین آئی - اور چونک اٹھا - جسم کانپتا تھا - چونکہ تہجد کا وقت تھا وضو کرکے نماز مین مصروف ہوا اور استغفار پڑھنا شروع کیا -

۲۹ اپریل ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۶) آج رات کو ایک مجلس مین ہون ہزارہا مردمان کا انبوہ ہو رہا ہے - ان سب کی نگہبانی اس عاجز کے سپرد ہوئی ہے اس وقت کا سمان عجیب تھا مکان فراخ اور روشنی ایسی کہ باوجود رات ہونے کے ہزارہا لوگ نظر آتے تھے - مین کبھی تو بیٹھ جاتا اور کبھی اٹھکر سب کی طرف نظر ڈالتا تھا - ایک شخص ہندو کو بھی وہان دیکھا - مگر مین ابھی اس کی بابت مین سوچتا ہی تھا کہ کسی نے اس کو اس مکان کے احاطہ سے باہر نکال دیا مین نے پوچھا کہ یہ شخص کیون نکالا گیا تو مجھے جواب ملا کہ اس نے آپ کی شکایت کی تھی اسلئے اس مکان سے خارج ہوا - اتنے مین کیا دیکھتا ہون کہ عالی شان سوارونکی ایک جماعت تشریف لائی - ابھی جماعت پاک کچھ فاصلہ پر ہی تھی کہ خوشبو سے مکان مہک گیا اور دماغ معطر ہوگئے - مین نے دریافت کیا کہ سبحان اللہ یہ خوشبو کی لپٹین اس مکان مین ہمارے اردگرد کہان سے آئی ہین کسی صاحب نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معہ اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین اور نیز حضرت اقدس میرزا صاحب علیہ السلام تمہاری طرف تشریف لارہے ہین - کیا تم نے نہین دیکھا - مین نے عرض کیا کہ خوشبو سے اس وقت معطر تو ہو رہا ہون مگر ابھی تک زیارت سے مشرف نہین ہوا کسی بزرگ نے پاس سے فرمایا کہ تمہارے مکان مین جلوہ فرما ہین دیدار فیض آثار سے شرف حاصل کرلینا - مین اس خوشبو مین ایسا بے خود اور محو ہو رہا ہون کہ ہوش نہین رہی - مین ابھی اسی حال مین تھا کہ کسی نے آواز دیکر جگا دیا - اٹھکر مصروف نماز تہجد ہوا -

۲۷ مئی ۱۸۹۹ء قبل از نماز تہجد

(۷) آج شب کو جناب امام برحق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کی اور آپ کے حضور مین اس عاجز نے عرض کیا کہ یا مولی بہت غم و الم مین ہون جب یوم الحشر کی حالت یاد آتی ہے اور یوم الجزا کی نسبت تصور کرتا ہون تو اس قدر فکر و تردد ہوتا ہے کہ ہوش و حواس قائم نہین رہتے - جناب نے فرمایا کہ خدا اور رسول کی اطاعت دل وجان سے مقدم رکھو - اللہ تعالے کا ارشاد ہے فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ یعنی جس نے تابعداری کی میری ہدایت کی پس نہین خوف ان پر اور نہ وہ غم کھاوینگے - حضرت نے دیگر آیات قرآنی بیان فرماکر مطمئن فرمایا اور ظاہر و باطن کے تزکیہ کی بڑی تاکید فرمائی اسی حالت مین تھا کہ وقت تہجد کا ہوگیا اٹھکر نماز ادا کی اور استغفار مین مشغول ہوا -

۲۴ جولائی ۱۸۹۹ء قبل از نماز تہجد

(۸) آج رات حضرت امام برحق علیہ السلام کی زیارت ہوئی آپ اپنے مواعظ حسنہ سے اپنے خادمون کو مسرور فرماتے ہین کیا ہی مبارک شب تھی - آپ فرماتے ہین کہ اے عزیزو مبارک ہین جو متابعت اللہ ورسول مین اپنا وقت عزیز صرف کرتے ہین واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول مین سرگرم ہین اور شیطان مردود اور اس کی دعوتون سے باز رہتے ہین و لاتتبعوا خطوات الشیطن پر عمل کرتے ہین - جب ان کلمات سے مشرف وممتاز فرما چکے تو مجھے محمد شفیع پسر زادہ خود نظر آیا اور مین نے دیکھا کہ سراپا نور ایک بزرگ اس سے محبت اور پیار کرتے ہین - مجھسے ذرا فاصلہ پر تشریف فرما تھے مین نے کسی سے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہین جو میرے لخت جگر سے پیار کررہے ہین اس کے جواب مین مجھے حضرت امام برحق نے فرمایا کہ آپ نہین پہچانتے یہ آپ کے جد امجد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین - مجھے دیکھ کر ازبس خوشی حاصل ہوئی اور چاہتا تھا کہ اپنے رہنما اور ہادی کے ہمراہ قدم بوسی کا شرف حاصل کرون کہ اتنے مین آواز آئی کہ تہجد کا وقت ہے اور مصروف نماز ہوا اور بعد ازان استغفار اور درود شریف مین مشغول ہوگیا -

۵ ستمبر ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۹) آج مین نے بڑی رات لکر تہجد کی نماز ادا کی اور استغفار پڑھتا پڑھتا سوگیا کیا دیکھتا ہون کہ ایک مکان نفیس مین بیٹھا ہون وہان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معہ اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین و حسنین علیہما السلام تشریف لائے اور آپ نے اصحاب کو ارشاد فرمایا کہ یہ شیرینی جو بہشت کی گولیون کی طرح ہے تقسیم کرو اول امیر علی شاہ کو ہمارے سامنے دو پھر سب کو بانٹو - چنانچہ بارشاد عالی مجھکو بہت سی شیرینی عطا ہوئی اور مین نے کھانی شروع ہوگی - باقی دیگر صاحبان حاضرین کو ملی جنہین محمد علی شاہ اور محمد حسین ہر دو پسران عاجز بھی شامل تھے -

اسمٰعیل

ان کو بھی وہ شیرینی ملی۔ مین بجائے خود بہت شکر گذاری کرتا تھا کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی مہربانی ہے کہ مجھکو یہ نعمت عظمیٰ بخشی اور دیدار فیض آثار سے مشرف و ممتاز فرمایا اسنے مین فجر کی اذان ہوئی اور مین نماز کے واسطے اٹھا۔

۲۱ ستمبر ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۱۰) آج مین نے جناب امام ہمام ہادی انام علیہ السلام کو ایک مجلس منعقد فرماتے ہوئے دیکھا۔ بہت سے معتقدین دوزانو ہوکر باادب خاموش سر جھکائے خدمت عالی مین بیٹھے ہین اور جناب کلمات طیبات سے ہر ایک کے دل کو منور فرما رہے ہین یہ عاجز بھی ان پاک قدسون مین بیٹھ گیا۔ کیا دیکھتا ہون کہ ایک مستاق بیدین مرتد نے جناب پر حملہ کرنا چاہا بلکہ کر دیا۔ ہم سب کھڑے ہو گئے مین نے ایک لاٹھی اٹھا کر اس پر وار کرنا چاہا تو وہ میرے آگے بھاگا مین نے اس کا تعاقب کیا۔ مین یہ چاہتا تھا کہ اس کو مار کر فی السقر کردون۔ مگر فرار ہو کر نکل گیا۔ مین واپس قدمون مین حاضر ہوا۔ حضرت خندہ پیشانی ہو کر فرمانے لگے کہ یہ لوگ ایسے ہی حملہ کرتے ہین اور ۱۵ سال سے کرتے چلے آتے ہین۔ مگر آخر ذلیل و خوار ہون گے بہت سے نشان بھی یہ لوگ دیکھ چکے ہین مگر ان کے دلون کی سیاہی دور نہین ہوتی سب کو دعا کرنی چاہیئے کہ خدا انکو ہدایت کرے اور یہ راہ راست پر آوین لاٹھی سوٹا کرنے سے ان کا درست ہونا ناممکن ہے۔ دعا سے کام لینا چاہیئے ہم سب چپ چاپ سنتے رہے امنا وصدقنا کہتے رہے اتنے مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہان رونق افروز ہوئے سب تعظیم و تکریم مین سرو قد کھڑے ہو گئے جناب رسالتمآب صلعم حضرت امام برحق کی طرف مخاطب ہو کر فرماتے ہین آپ امام مامور من اللہ ہین جو میری امت سے آپ کی بیعت مین نہ ہوگا وہ جہنم کی راہ حاصل کرے گا۔ آپ سمجھانے مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھین۔

۲۳ ستمبر ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۱۱) آج مجھے ایک ایسے مکان کا مشاہدہ کرایا گیا کہ پہلے کبھی اس کا نظارہ نہین ہوا۔ کیا دیکھتا ہون کہ اس مکان مین ایک ترازو آویزان ہے مین نے ایک صاحب سے جو وہان کھڑے تھے پوچھا کہ یہ کیسا مکان ہے اور یہ ترازو کیا ہے انھون نے فرمایا کہ یہ عرش معلی اور یہ ترازو میزان عدل ہے اور جب امام الزمان کی آپ بیعت مین ہین ان کی بردباری۔ تحمل سکوت صبر و شکر ایک پلہ مین رکھا گیا ہے۔ اور جبر و تعدی دشنام دہی و ظلم ظالمان ایک پلہ مین۔ آپ نے دیکھا کہ وہ پلہ جس مین حضرت مسیح موعود کا صبر و شکر اور تحمل و بردباری ہی کس قدر بھاری ہے باوجود اس قدر شدت جور و جفا و صبر و ظلم کے اس امام برحق کا صبر اور تحمل فوق لیگیا ہے اللہ تعالے اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس امام مقبول پر از بس راضی و خوشنود ہین۔ جن صاحب سے میری یہ گفتگو ہو رہی تھی معلوم نہین ہوا کہ وہ کون صاحب ہین۔ مگر جب امام الزمان کا نام آتا ہے تو آنکھین بند کرکے بہت ادب سے سر جھکا کر اسم مبارک لیتے ہین۔ پھر اسی اثنا مین کیا دیکھتا ہون کہ گھوڑے پر سوار ہون اور کسی اور طرف کو جا رہا ہون بارش شروع ہو گئی ہے اور لگاتار مینہ برس رہا ہے کہ زمین خوب تر ہو گئی ہے جاتے جاتے رستہ مین ہی ایک شخص کہ جس کے پاس کچھ بتاشے اور برتن روغن زرد سے بھرا ہوا ہے اور کچھ نقدی۔ مجھے کہتا ہے حضور آپ کی نذر لیکر آیا ہون۔ مین لینے سے انکار کرتا ہون کہ مین اس لایق نہین ہون مگر وہ نہین مانتا اور اصرار کرتا ہے مجبوراً مین خاموش رہا اسی حال مین کسی نے بلند آواز سے اذان دی اور مین بیدار ہو گیا اور نماز مین مصروف ہوا۔

۲۶ ستمبر ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۱۲) آج رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت سواری براق دیدار فیض آثار سے مشرف فرما کر ارشاد فرمایا کہ ۲۳ ستمبر ۱۸۹۹ء کو مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود کی حالت عرش معلی پر مفصلا دیکھ چکے ہو۔ آؤ آج لخت جگر امام حسین علیہ الصلوۃ والسلام کی حالت جو گذر چکی ہوئی ہے عرش منور پر مشاہدہ کرو جب مین حسب الارشاد عالی ہمرکاب چلا تو اس وقت حضرت مرزا صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام و محمد حسین پسرم بھی کہ اسی مہینہ مین بیعت حضرت مثیل مسیح سے مشرف ہو چکا ہے ہمرکاب ہین مین نے عزیز محمد حسین کو جناب رسول اللہ صلعم کی حضور مین پیش کیا کہ اسپر رحم فرما کر دینی دنیوی کامیابی کی سرفرازی بخشی جاوے پھر مینے محمد حسین کو کہا کہ جلد آگے بڑھکر قدمبوسی حاصل کرو۔ چونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار تھے اور ہم اپنے امام برحق علیہ السلام کے ہمرکاب قدمون مین چلے جاتے تھے محمد حسین دوڑا اور رکاب عالی پر سر جھکا کر قدمبوسی کرنے لگا جناب نے براق کو کھڑا کرکے فرمایا کہ یہ پڑھتا ہے خوب استقلال سے محنت کرے اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور پیار کیا۔ پھر آگے کو تشریف فرما ہوئے۔ اور مکان عرش معلی مین جس کی بابت پہلے حضور علیہ الصلوۃ و السلام نے فرمایا تھا پہونچے۔

کیا دیکھتے ہین کہ جناب امام حسین علیہ الصلوۃ والسلام کا صبر و شکر ایک ترازو کے پلہ مین فرشتگان و دیگر مقربان بارگاہ الٰہی رکھ رہے ہین اور دوسرے پلہ مین ظالمان جفاکار کا ظلم و تعدی رکھا جا رہا ہے۔ مگر وہ ترازو ایسا ہے کہ ہر ایک پلہ اس کا گویا ایک منذ کی ڈنڈی

سے ملا ہوا ہے نور ہی نور نظر آتا ہے جس پلہ میں صبر و شکر حضرت امام حسین علیہ السلام کا رکھا جا رہا ہے میں کثرت انوار کے سبب دیکھ نہیں سکتا اور ایسا بیتاب و نوان ہو رہا تھا کہ نظر جمتی نہیں تھی۔ مگر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت امام زمان علیہ السلام و دیگر مقربان درگاہ ان کی کارروائی دربارہ وزن خوب طرح سے نظر آ رہی تھی اور شدت ظلم ظالمان جو ایک پلہ میں رکھا جاتا تھا دیکھکر غم اور خوف طاری ہوتا تھا اور کلیجہ کانپتا تھا اس حال کے نظارہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت سواری براق میں فرمایا کہ دیکھا ظلم ظالمان بد شعار و صبر و شکر لخت جگر امام حسین علیہ السلام اور پھر ساتھ ہی استقلال۔ بھلا کوئی ایسے نازک اور جان گداز موقعوں پر مستقل مزاج رہتا ہے۔ اے میرے عزیزو سب مصائب میں صبر اور شکر کے ساتھ مثل صبر لخت جگر کے ثبات قدم اور استقلال دکھاؤ کہ یہ بڑی بھاری صفت ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یا حضرت اس غلام کا دل منور فرمایا جاوے حکم دیا کہ اسی طرح سے تابعداری مسیح موعود و مہدی مسعود میں کہ جس کے ہاتھ میں تمہارا ہاتھ دیتا ہوں لگے رہو جو ان کے برخلاف ہے ناسمجھ ہے

مطبوعہ مفید عام پریس سیالکوٹ

* * *

اشتہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الا ان حزب اللہ ہم المفلحون [illegible]

[illegible]

[illegible] بخدمت منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ۔ منشی صاحب موصوف کی [illegible] اعلیٰ حضور جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے ساتھ (جنکو خدا تعالیٰ نے ضرورت حقہ کے ساتھ اس صدی کے سر پر مجدد بنا کر مہدی و مسیح موعود کما ارسلنا الی فرعون رسولا کے عہدہ پر مامور فرمایا ہے) حسن ظن رکھکر ان کے دعووں اور الہامات کی اپنے قول و فعل و الہامات سے نہایت اطمینان و استقلال کے ساتھ حمایت و تائید رہے اب تھوڑے عرصہ سے کسی وجہ سے ناراض ہو کر ناحق مخالفت پر کھڑے ہو گئے ہیں اور سوء ظن کو کمال تک پہنچا کر اپنے الہامات کی تفسیر کا رخ بھی ناحق اس مقدس بشر اور اس کی جماعت کے برخلاف پھیر کر ایک ناگفتنی الزام و اتہام کا کفر تک نشانہ بنا رکھا ہے۔ اس سے میری طبیعت میں تحریک پیدا ہوئی اور میں نے اللہ تعالیٰ کی حضور میں اس امر کی حقیقت کے انکشاف کے لئے بہت دعا کی۔ تب سے مجھے اکثر ایسے الہام ہو رہے ہیں جن سے حضرت اقدس کی صداقت و بزرگی اور عند اللہ وجاہت آشکارا ہوتی ہے۔ جنمیں سے چند ایک بطور نمونہ اس جگہ درج کرتا ہوں۔

(۱) ایک رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ مدینہ منورہ میں روضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گیا ہوں اور روضہ کے گرد خیمے نصب ہیں۔ میں نے ایک آدمی سے دریافت کیا کہ یہ خیمے کس کے ہیں اسنے جواب دیا کہ مرزا غلام احمد صاحب کے ہیں۔ یہ (یعنی مرزا صاحب) روضہ کے گرد جھالر لگوا رہے ہیں اس وقت میری نگاہ جھالر پر پڑی۔ جھالر نہایت ہی نفیس جالی دار پڑی تھی۔

(۲) ایک رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ مرزا صاحب کی کتاب نور الحق میرے ہاتھ میں ہے اور اسپر یہ شعر لکھا ہوا تھا ع الحمد [illegible] سنگ آیا ہاتھ چھوٹوں کا سہرا سر پر دھر کر آیا ہا۔

(۳) ایک رات ایک شخص نے مجھے خواب میں کہا کہ وآخرین منھم لما یلحقوا بھم تمہاری ہی شان میں آیا ہے۔

(۴) عیسائیوں کے مقدمہ کے وقت الہام ہوا ولن ترضی عنک الیھود ولا النصرٰی حتی تتبع اھواءھم۔

(۵) مجھے حضرت مرزا صاحب نے ایک کاغذ دیا جس پر لکھا ہوا تھا۔ مرزا صاحب لولوں لنگڑوں کے اچھا کرنے کے لئے آئے ہیں

(۶) ۱۷ ستمبر ۱۸۹۹ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ نہایت ہی خوبصورت گھوڑا مرزا صاحب کی خدمت میں گورنمنٹ نے ارسال کیا ہے اور اس گھوڑے کو دو اہل اللہ لیکر آئے ہیں تب میں نے کہا کہ مرزا صاحب گورنمنٹ کے ایسے سچے خیرخواہ ہیں جس وجہ سے یہ گھوڑا اور ایسی عزت ملی ہے

(۷) آتھم کے ابتلا کے وقت یہ الہام ہوا الحق من ربک فلا تکونن من الممترین۔

اور بہت سے الہام ایسے ہوتے رہتے ہیں جن سے منشی صاحب کا صریح غلطی پر اصرار یا انکار رہنا اور آخر کار اس مقابلہ میں ناکام رہنا واضح ہوتا ہے۔ انمیں سے بطور نمونہ چند الہام درج کرتا ہوں

(۱) کداب ال فرعون والذین کذبوا بایتنا اولئک اصحب النار

(۲) ہم اس کو راستہ میں ہی تہ کر دیں گے) (اس سے یہ مراد ہے کہ حضرت اقدس کے بالمقابل منشی صاحب کو سخت ناکامی نصیب ہوگی جس سے وہ نہایت زیانکار ہوں گے۔

(۳) ایک دفعہ نماز تہجد کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ لوگ ملکر حضرت مرزا صاحب سے بارش کے واسطے دعا کی درخواست کریں تاکہ بارش ہو اور تمام خلقت جو تشنہ لب ہو قحط کی مصیبت سے بچ جاوے۔ حضرت اقدس کے مقابلہ میں مخالفین خود ہی دعا کریں پھر دیکھیں کہ سچا کون ہے تب الہام ہوا۔

(اس دعوٰی کو بھی آگے رکھ لیوینگے)

یہ تمام واقعہ میں نے اپنی اہلیہ کو سنایا اس نے ایک [illegible] کے بعد کہا کہ مجھے کسی شخص نے کہا ہے کہ وہ [illegible] ہم نہیں کہتے کہ الٰہی بخش صاحب [illegible] مفتری و جھوٹے ہیں مگر چونکہ انہوں نے ایک راستباز اور موعود مسیح کا مقابلہ

کیا ہے اس میں مصطفیٰ اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ سے پکارا ہے۔

(۴) ۱۱ اگست ۱۸۹۹ء کی رات کو الہام ہوا۔ [illegible]

بنا بریں یہ حیرت انگیز امر ہے کہ الٰہی الہامات جو ایک ہی سرچشمہ سے جاری ہوتے ہیں کیسے ایک دوسرے کے مخالف ہو سکتے ہیں۔ میں اس امر کے فیصلہ کے لئے خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھکر حلفاً بیان کرتا ہوں کہ میرے مندرجہ بالا الہامات خدا کی طرف سے ہیں۔ میرا افترا نہیں۔ اگر میں افترا کرتا ہوں تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ذلت کا مستوجب ہوں۔ اب میں منشی الٰہی صاحب کی خدمت میں بڑے ادب و انکسار سے عرض کرتا ہوں کہ اگر درحقیقت وہ اس مخالفت پر نیک نیتی سے قائم ہوئے ہیں اور فی الواقعہ ان کے الہامات کا مشار الیہ حضرت اقدس ہی ہیں کوئی اور شخص نہیں۔ اور وہ اپنے آپ کو اس کام میں کامل اطمینان و یقین کے ساتھ سچا سمجھتے ہیں تو خدا کے واسطے خلق اللہ کو اس عظیم فتنہ سے بچانے کے لئے میری صریح حلف کے ساتھ ان الہامات کو جو اُن کی اپنی صداقت اور حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد صاحب کی تکذیب میں ہوئے ہیں بہت جلد بذریعہ اشتہار شایع کردیں اور لکھدیں کہ ان میرے الہامات سے الٰہی منشاء حقیقی طور پر مرزا صاحب کی تکفیر و تکذیب ہے اور ان الہامات میں اور انکی تفسیر میں میرا اپنا کچھ افترا و دخل نہیں ہے۔ اگر میں افترا سے کام لیتا ہوں اور غلطی پر ہوں تو حق و باطل میں کھلی کھلی تمیز دکھلانے کے لئے خدا مجھے رسوا و ذلیل کرے۔ میں امید کرتا ہوں کہ منشی صاحب **فاصدع بما تؤمر** ۔ **بلغ ما انزل الیک من ربک** ۔ **اما بنعمة ربک فحدث** وغیرہ احکام الٰہی کو مدنظر رکھ کر [illegible] ضرور اپنے الہامات شایع کرکے دکھلا دیں گے تا وہ درحقیقت بنی نوع انسان کے سچے ہمدرد و خیر خواہ ہیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

خاکسار

محمد یحییٰ۔ خادم حضرت اقدس مجدد الوقت مہدی و مسیح موعود جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی۔ از لاہور ۱۲ ستمبر ۱۸۹۹ء

ضروری نوٹ

از جانب جناب مرزا غلام احمد صاحب مجدد الوقت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام

آج جبکہ ۱۸ر ستمبر ۱۸۹۹ء کو بروز دوشنبہ خواب میں دیکھا کہ بارش ہو رہی ہے آہستہ آہستہ مینہ برس رہا ہے میں نے شاید خواب میں یہ کہا کہ ہم تو ابھی دعا کرنے کو تھے کہ بارش ہو سو ہو ہی گئی میں نہیں جانتا کہ عنقریب بارش ہو جائے یا ہماری جماعت کے متعلق خدا کی رحمت اور فتح و نصرت کی بارش ہماری جماعت پر ہوگی یا دونوں ہی ہو جاویں ہماری خواب سچی ہے اس کا ظہور ضرور ہوگا دونوں میں سے ایک بات ضرور ہوگی یعنی یا تو خدا تعالیٰ کی مخلوق کیلئے باران رحمت کا دروازہ آسمان سے کھلے گا یا غیر معمولی کوئی نشان روحانی فتح اور نصرت کا ظاہر ہوگا مگر نشان ہوگا۔ نہ معمولی بات ۱ ۔

الہام ۱۹ر ستمبر ۱۸۹۹ء

ایک عزت کا خطاب

ایک عزت کا خطاب

لَكَ خِطَابُ الْعِزَّةِ

ایک بڑا نشان اس کے ساتھ ہوگا

◆

صاحبزادہ سراج الحق جمالی کے مکان کا چندہ

شیخ محمد جان صاحب وزیر آبادی	عا
بابو محمد صاحب کیمپ انبالہ	عا

اشتہار

میلہ مال مویشی و اسپان دیوالی ۲۸ر اکتوبر ۱۸۹۹ء سے شروع ہوکر ۶ر نومبر ۱۸۹۹ء تک امرتسر میں قرار پایا ہے اس لیے مشتہر کیا جاتا ہے کہ مبلغ دو ہزار دس روپے مال مویشی کو مطابق شرایط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کی گئی ہے دیا جاوے گا۔ اور مبلغ چار سو روپیہ گھوڑون کو انعام دیا جاوے گا۔ اگر کسی کو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوا لے۔ مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہیئے ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہونگے اور مادہ گاوان قابل انعام کے دودھ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاویگا یعنی یکم دوم سوم نومبر ۱۸۹۹ء کو دو وقت صبح اور شام دودھ دوہ کر وزن کیا جاویگا اور نیز میلہ اسپان بھی حسب دستور اسموقعہ پر ہوگا فروخت اسپان پر ایک روپیہ فیصدی محصول لیا جاویگا اور واضح ہو کہ سید مویشی منہ جو ٹکٹ بوقت داخل ہوئے احاطہ میں مال کے دیا جاتا ہے وہ بوقت واپسی یعنی باہر نکال لیجانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جاویگا اور خریدار مال کو بابت رسید بطور سند وصولیابی [illegible]

المشتہر

مسٹر جے۔ جی۔ ایسپ صاحب بہادر سکرٹری میونسپل کمیٹی امرتسر۔

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون۔ نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست اور ولایت ہائی کی یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ہے خالص ممیرہ فی ماشہ عسہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچہ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہار ولسے بچنا چاہیئے۔

المشتہر۔ پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ۔ ضلع گورداسپور۔

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شئے نہین ہے اس لیئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لایق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے۔ اس لئے مین بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی ایم سانگی صاحب بہادر ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی۔

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مینے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریض امتہ دیوی مسماۃ بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور۔ پر کیا ہے۔ مریضہ مذکورہ کی آنکھون کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اُس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین اُن مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اُس کی بینائی مین فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی۔ اور وہ اُن اشیاء کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس مرض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۲) مین ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاص کر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر بر جلال گھوش رای بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) مین اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے کے لئے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید ببر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسی کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بینک مین اسی مطلب کے لئے ماہ مارچ ۱۹۰۹ء مین جمع کیا گیا ہے۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان مین شیخ یعقوب علی ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

جلد ۳ | قادیان دار الامن والامان مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۸۹۹ء | [illegible]

قرآن کا خدا

جاننا چاہیے کہ جس خدا کی طرف ہمیں قرآن شریف نے بلایا ہے اس کی اس نے یہ صفات لکھی ہیں۔ هو الله الذی لا اله الا هو عالم الغیب والشهادة هو الرحمن الرحیم ۰ مالک یوم الدین ۰ الملک القدوس السلام المؤمن المهیمن العزیز الجبار المتکبر ۰ هو الله الخالق الباری المصور له الاسماء الحسنی یسبح له ما فی السموات والارض وهو العزیز الحکیم ۰ علی کل شیء قدیر ۰ رب العلمین ۰ الرحمن الرحیم ۰ مالک یوم الدین ۰ اجیب دعوة الداع ۰ الحی القیوم ۰ قل هو الله احد ۰ الله الصمد ۰ لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد ۰ یعنی وہ خدا جو واحد لاشریک ہے جس کے سوا کوئی بھی پرستش اور فرمانبرداری کے لائق نہیں یہ اس لئے فرمایا کہ اگر وہ لاشریک نہ ہو تو شاید اس کی طاقت پر دشمن کی طاقت غالب آجائے اس صورت میں خدائی معرض خطرہ میں رہے گی اور یہ جو فرمایا کہ اس کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں اس سے یہ مطلب ہے کہ وہ ایسا کامل خدا ہے جس کی صفات اور خوبیاں اور کمالات ایسے اعلیٰ اور بلند ہیں کہ اگر موجودات میں سے بوجہ صفات کاملہ کے ایک خدا انتخاب کرنا چاہیں یا دل میں عمدہ سے عمدہ اور اعلیٰ سے اعلیٰ خدا کی صفات فرض کریں تو وہ سب سے اعلیٰ جس سے بڑھ کر کوئی اعلیٰ نہیں ہو سکتا وہی خدا ہے جس کی پرستش میں ادنیٰ کو شریک کرنا ظلم ہے پھر فرمایا کہ عالم الغیب ہے یعنی اپنی ذات کو آپ ہی جانتا ہے اس کی ذات پر کوئی احاطہ نہیں کر سکتا ہم آفتاب اور ماہتاب اور ہر ایک مخلوق کا سراپا دیکھ سکتے ہیں مگر خدا کا سراپا دیکھنے سے قاصر ہیں۔ پھر فرمایا کہ وہ عالم الشہادۃ ہے یعنی کوئی چیز اس کی نظر سے پردہ میں نہیں ہے یہ جائز نہیں کہ خدا کہلا کر پھر علم اشیاء سے غافل ہو وہ اس عالم کے ذرہ ذرہ پر اپنی نظر رکھتا ہے لیکن انسان نہیں رکھ سکتا وہ جانتا ہے کہ کب اس نظام کو توڑ دے گا اور قیامت برپا کر دیگا اور اس کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ ایسا کب ہوگا سو وہی خدا ہے جو ان تمام وقتوں کو جانتا ہے پھر فرمایا هو الرحمن یعنی وہ جانداروں کی ہستی اور ان کے اعمال سے پہلے محض اپنے لطف سے نہ کسی کے عمل کی پاداش میں ان کے لئے سامان راحت میسر کرتا ہے جیسا کہ آفتاب اور ماہتاب اور زمین اور دوسری تمام چیزوں کو ہمارے وجود اور ہمارے اعمال کے وجود سے پہلے ہمارے لئے بنا دیا اس عطیہ کا نام خدا کی کتاب میں رحمانیت ہے اور اس کام کے لحاظ سے خدا تعالیٰ رحمن کہلاتا ہے اور پھر فرمایا کہ الرحیم یعنی وہ خدا نیک عملوں کی نیک تر جزا دیتا ہے کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔

اور اس کام کے لحاظ سے رحیم کہلاتا ہے اور یہ صفت رحیمیت کے نام سے موسوم ہے اور پھر فرمایا **مٰلک یوم الدین** یعنی وہ خدا ہر ایک کی جزا اپنے ہاتھ مین رکھتا ہے اس کا کوئی ایسا کارپرداز نہین جسکو اُس نے زمین و آسمان کی حکومت سونپ دی ہو اور آپ الگ ہو بیٹھا ہو اور آپ کچھ نہ کرتا ہو وہی کارپرداز سب کچھ جزا سزا دیتا ہو یا آیندہ دینے والا ہو اور پھر فرمایا کہ **اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ** یعنی وہ خدا بادشاہ ہے جس پر کوئی داغ عیب نہین یہ ظاہر ہے کہ انسانی بادشاہت عیب سے خالی نہین اگر مثلاً تمام رعیت جلاوطن ہو کر دوسرے ملک کی طرف بھاگ جاوے تو پھر بادشاہی قائم نہین رہ سکتی - اگر مثلاً تمام رعیت قحط زدہ ہو جائے تو پھر خراج شاہی کہان سے آئے اور اگر رعیت کے لوگ اُس سے بحث شروع کر دین کہ تجھ مین ہم سے زیادت کیا ہے تو وہ کون سی لیاقت اپنی ثابت کرے پس خدا تعالے کی بادشاہی ایسی نہین ہے وہ ایک دم مین تمام ملک کو فنا کر کے اور مخلوقات پیدا کر سکتا ہے اگر وہ ایسا خالق اور قادر نہ ہوتا تو پھر بجز ظلم کے اُس کی بادشاہت چل نہ سکتی کیونکہ وہ دنیا کو ایک مرتبہ معافی اور نجات دیکر واپس لیتا تو اُس صورۃ مین اُس کی خدائی مین فرق آتا اور دنیا کے بادشاہون کی طرح ایک غدار بادشاہ ہوتا جو دنیا کے لئے قانون بناتے ہین بات بات مین بگڑتے ہین اور اپنی خود غرضی کے وقتون پر جب دیکھتے ہین ظلم کے بغیر چارہ نہین تو ظلم کو شیر مادر سمجھ لیتے ہین مثلاً قانون شاہی جائز رکھتا ہے کہ ایک جہاز بچانے کے لئے ایک کشتی کے سوارون کو تباہی مین ڈالدیا جائے اور ہلاک کیا جائے مگر خدا کو تو یہ اضطرار پیش نہین آنا چاہئیے پس اگر خدا پورا قادر اور عدم سے پیدا کرنے والا نہ ہوتا تو وہ یا تو کمزور راجون کی طرح قدرت کی جگہ ظلم سے کام لیتا اور یا عادل بنکر خدائی کو ہی الوداع کہتا بلکہ خدا کا جہاز تمام قدرتون کے ساتھ سچے انصاف پر چل رہا ہے پھر فرمایا **اَلسَّلَامُ** یعنی وہ خدا جو تمام عیبون اور مصائب اور سختیون سے محفوظ ہے بلکہ سلامتی دینے والا ہے اس کے معنے بھی ظاہر ہین کیونکہ اگر وہ آپ ہی مصیبتون مین پڑتا لوگون کے ہاتھ سے مارا جاتا اور اپنے ارادون مین ناکام رہتا تو پھر اس بد نمونہ کو دیکھکر کس طرح دل تسلی پکڑتے کہ ایسا خدا ہمین ضرر اور مصیبتون سے چھڑا دے گا چنانچہ اللہ تعالے باطل معبودون کے بارہ مین فرماتا ہے **ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا لہ وان یسلبھم الذباب شیئا لا یستنقذوہ منہ ضعف الطالب و المطلوب ما قدروا اللہ حق قدرہ ان اللہ لقوی عزیز** الجزو نمبر ۱۷ سورہ حج - جن لوگون کو تم خدا بنائے بیٹھے ہو وہ تو ایسے ہین کہ اگر سب ملکر ایک مکھی پیدا کرنا چاہین تو کبھی پیدا نہ کر سکین اگرچہ ایک دوسرے کی مدد بھی کرین بلکہ اگر مکھی کوئی اُنکی چیز چھین کر لیجائے تو انھین طاقت نہین ہوگی کہ وہ مکھی سے چیز واپس لے سکین ان کے پرستار عقل کے کمزور اور وہ طاقت کے کمزور ہین کیا خدا ایسے ہوا کرتے ہین خدا تو وہ ہے کہ سب قوتون والون سے زیادہ قوت والا اور سب پر غالب آنے والا ہے نہ اسکو کوئی پکڑ سکے نہ مار سکے ایسی غلطیون مین جو لوگ پڑتے ہین وہ خدا کا قدر نہین پہچانتے اور نہین جانتے کہ خدا کیسا ہونا چاہئیے - اور پھر فرمایا کہ خدا امن کا بخشنے والا اور اپنے کمالات اور توحید پر دلائل قائم کرنے والا ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سچے خدا کا ماننے والا کسی مجلس مین شرمندہ نہین ہوسکتا اور نہ خدا کے سامنے شرمندہ ہوگا کیونکہ اس کے پاس زبردست دلائل ہوتے ہین لیکن بناوٹی خدا کا ماننے والا بڑی مصیبت مین ہوتا ہے وہ بجائے دلائل بیان کرنے کے ہر ایک بیہودہ بات کو راز مین داخل کرتا ہے تا ہنسی نہ ہو اور ثابت شدہ غلطیون کو چھپانا چاہتا ہے -

اور پھر فرمایا کہ **المھیمن العزیز الجبار المتکبر** یعنی وہ سب کا محافظ ہے اور سب پر غالب اور بگڑے ہوئے کامون کا بنانے والا ہے اور اُس کی ذات نہایت ہی مستغنی ہے اور فرمایا **ھو اللہ الخالق الباری المصور لہ الاسماء الحسنی** یعنی وہ ایسا خدا ہے کہ جسمون کا بھی پیدا کرنے والا اور روحون کا بھی پیدا کرنے والا رحم مین تصویر کھینچنے والا تمام نیک نام جہان تک خیال مین آسکین سب اسی کے نام ہین اور پھر فرمایا **یسبح لہ ما فی السموات و الارض و ھو العزیز الحکیم** یعنی آسمان کے لوگ بھی اُس کے نام کو پاکی سے یاد کرتے ہین اور زمین کے لوگ بھی - اس آیت مین اشارہ فرمایا کہ آسمانی اجرام مین آبادی ہے اور وہ لوگ پابند خدا کی ہدایتون کے ہین اور پھر فرمایا **علی کل شیء قدیر** یعنی خدا بڑا قادر ہے یہ پرستارون کے لئے بڑی تسلی ہے کیونکہ خدا اگر عاجز ہو اور قادر نہ ہو تو ایسے خدا سے کیا امید رکھین اور پھر فرمایا کہ **رب العلمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین اجیب دعوۃ الداع اذا دعان** یعنی وہی خدا ہے جو تمام عالمون کو پرورش کرنے والا رحمن رحیم اور جزا کے دن کا آپ مالک ہے اس اختیار کو کسی کے ہاتھ مین نہین دیا ہر ایک پکارنے والے کی پکار کو سننے والا اور جواب دینے والا یعنی دعاؤن کا قبول کرنے والا اور پھر فرمایا **الحی القیوم** یعنی ہمیشہ رہنے والا اور تمام جانون کی جان اور سب کے وجود کا سہارا یہ اس لئے کہا کہ وہ ازلی ابدی نہ ہو تو اس کی زندگی کے بارہ مین بھی دھڑکا رہے گا کہ شاید ہم سے پہلے

فوت نہ ہو جائے اور پھر فرمایا کہ وہ خدا اکیلا خدا ہے نہ وہ کسی کا بیٹا اور نہ کوئی اس کا بیٹا اور نہ کوئی اس کے برابر اور نہ کوئی اس کا ہم جنس۔

اور یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید کو صحیح طور پر ماننا اور اس مین زیادت یا کمی نہ کرنا یہ وہ عدل ہے جو انسان اپنے مالک حقیقی کے حق مین بجا لاتا ہے یہ تمام حصہ اخلاقی تعلیم کا ہے جو قرآن شریف کی تعلیم مین سے درج ہوا ہے اس مین اصول یہ ہے کہ خدا تعالے نے تمام اخلاق کو افراط اور تفریط سے بچایا ہے اور ہر ایک خلق کو اس حالت مین خلق کے نام سے موسوم کیا ہے کہ جب اپنے واقعی اور واجب حد سے کم و بیش نہ ہو یہ تو ظاہر ہے کہ نیکی حقیقی وہی چیز ہے جو دو حدوں کے وسط مین ہوتی ہے یعنی زیادتی اور کمی یا افراط اور تفریط کے درمیان ہوتی ہے ہر ایک عادت جو وسط کی طرف کھینچے اور وسط پر قائم کرے وہی خلق فاضل کو پیدا کرتی ہے محل اور موقعہ کا پہچاننا اک وسط ہے۔

مثلاً اگر زمیندار اپنا تخم وقت سے پہلے بو دے یا وقت کے بعد دونوں صورتوں مین وہ وسط کو چھوڑتا ہے نیکی اور حق اور حکمت سب وسط مین ہے اور وسط موقعہ بینی مین یا یوں سمجھو کہ حق وہ چیز ہے کہ ہمیشہ دو مقابل باطلوں کے وسط مین ہوتا ہے اور اس مین کچھ شک نہین کہ عین موقعہ کا التزام ہمیشہ انسان کو وسط مین رکھتا ہے اور خدا شناسی کے بارہ مین وسط کی شناخت یہ ہے کہ خدا کی صفات کے بیان کرنے مین نہ تو نفی صفات کے پہلو کی طرف جھک جائے اور نہ خدا کو جسمانی چیزوں کا مشابہ قرار دے یہی طریق قرآن نے صفات باری تعالےٰ مین اختیار کیا ہے چنانچہ وہ یہ بھی فرماتا ہے کہ خدا دیکھتا سنتا بولتا جانتا کلام کرتا ہے اور پھر مخلوق کی مشابہت سے بچانے کے لئے یہ بھی فرماتا ہے کہ **لیس کمثلہ شیٔ فلا تضربوا للہ الامثال** یعنی خدا کی ذات اور صفات مین کوئی اسکا شریک نہین اس کے لئے مخلوق سے مثالین مت دو سو خدا کی ذات کو تشبیہ اور تنزیہ کے بین بین رکھنا یہی وسط ہے غرض اسلام کی تعلیم تمام میانہ روی کی تعلیم ہے سورۃ الفاتحہ بھی میانہ روی کی ہدایت فرمائی ہے کیونکہ فرماتا ہے **غیر المغضوب علیہم ولا الضالین** مغضوب علیہم سے وہ لوگ مراد ہین جو خدا تعالے کے مقابل پر قوت غضبی کو استعمال کر کے قوی سبعیہ کی پیروی کرتے ہین اور ضالین سے وہ مراد ہین جو قوی بہیمیہ کی پیروی کرتے ہین اور میانہ طریق وہ ہے جو انعمت علیہم سے یاد فرمایا ہے۔

غرض اس مبارک امت کے لئے قرآن شریف مین وسط کی ہدایت ہے توریت مین خدا تعالے نے انتقامی امور پر زور دیا تھا اور انجیل مین عفو اور درگذر پر زور دیا تھا اور اس امت کو موقع شناسی اور وسط کی تعلیم ملی چنانچہ اللہ فرماتا ہے **وکذالک جعلنٰکم امۃ وسطا** یعنی ہمنے تمکو وسط پر عمل کرنیوالی امت بنایا ہے اور وسط کی تعلیم تمھین دی سو مبارک وہ جو وسط پر چلتے ہین

خیر الامور اوسطہا

حضرت امام الزمانؑ

◆

حضرت مہدی مسعود و مسیح موعود کی نسبت حضرت میان کوٹھہ والے صاحب کی گواہی

حضرت کوٹھے والے صاحب سے پنجاب کے بہت تھوڑے لوگ ناواقف ہین۔ حضرت مغفور و مبرور کی کفش برداری پر عبد اللہ غزنوی مرحوم کو بھی ناز تھا اور مولوی غلام رسول صاحب مرحوم ساکن قلعہ میان سنگھ بھی آپ کے خدام سے تھے۔ اور اسوقت بہت سے ایسے اچھے لوگ موجود ہین جو اُن سے انتساب پر فخر کرتے ہین۔

مولوی برہان الدین صاحب جہلمی نے کئی بار مجھ سے ذکر کیا کہ وہ جب کوٹھے والے صاحب کی خدمت مین حاضر ہوتے تو صاحب موصوف خلاف عادت انسے بکمال محبت و اکرام پیش آتے۔ مولوی صاحب فرماتے ہین کہ مین دل مین حیران ہوتا تھا کہ اس مین کوئی راز ضرور ہے۔ پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی بات نہان کی نہان رہی مگر جب مین حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بیعت ہوا جب مجھپر کھلا کہ حضرت کوٹھہ والے صاحب اُس نسبت کے سبب سے جو مجھے حضرت مہدی خلیفۃ اللہ علیہ السلام سے میسر آنے والی تھی۔ مجھسے پیار کرتے تھے

آج ہم مولوی برہان الدین صاحب کی فراست کو مبارک دیتے ہین کہ اس نے خطا نہین کی اور مولوی صاحب نے جو کچھ سمجھا تھا درست سمجھا تھا۔

آج ہمارے پاس ایک ثقہ صالح آدمی کی ایسی قسمیہ گواہی پہنچی ہے جو امید ہے بہت سے سعیدوں کی راہ نمائی اور حضرت امام زمان کی شناخت کا باعث اُن کے لئے ہوگی۔

نیک فطرت ضد و تعصب کی تاریکی سے نجات یافتہ مسلمان اس مین غور کرین خصوصاً وہ لوگ جو زبان سے حضرت کوٹھہ والے صاحب کی بزرگی کا اعتراف کرتے ہین وقت کو غنیمت سمجھین اور اس نعمت سے حصہ لینے مین جلدی کرین۔ جبکی ملتی مین ہزاروں ہزار صلحاء و اتقیا مثل کوٹھے والے صاحب کے اس جہان سے رخصت ہوئے۔

اور اے حق کے خلاف مین جلدی کرنے والو اور بیباکی مین حد سے نکلنے والو اب تو خدا سے ڈرو۔ اور گواہی پر گواہی کو رد تو نہ کرتے جاؤ۔ اور اگر تم مین کوئی صلاح و تقوے ہے تو ایسی ہی کوئی گواہی تم بھی

اپنے لئے کہین سے لاؤ۔ وَاِن لَّم تَفعَلُوا وَلَن تَفعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِی وَقُودُھَا النَّاسُ وَالحِجَارَۃُ الآیہ۔

عاجز عبدالکریم از قادیان ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء

اور وہ شہادت یہ ہے

نحمدہ ونصلی ونسلم علی حبیبہ الکریم

بخدمت شریف کاشف رموز نہانی واقف علوم ربانی جناب مرزا احمد صاحب مدظلہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرضداشت اینکہ چونکہ فضیلت پناہ محمد یحیی اخوانزادہ صاحب در خدمت شما مشرف شدہ واپس آمد بارہا بمن اتفاق ملاقاتش افتاد ہر بار کہ ملاقاتش حاصل شدے ذکر جمیل آن جناب و تذکرہ خلق عظیم مولوی نور الدین صاحب بجا بندے بحکم من احب شیئا اکثر ذکرہ ہر وقت برزبانش گفتگوئے شما و دیار شما می بود آخر یک روز در اثنا بحث سخن از **مہدی و عیسی و مجدد** در آمد ناگاہ از زبانم برآمد کہ یک روز مرشد ما حضرت صاحب کوٹھہ والا فرمودند کہ **مہدی موعود** پیدا شدہ است لکن ظاہر نشدہ است اکنون فضیلت پناہ محمد یحیی اخوانزادہ صاحب در پے من شدہ کہ این اخبار بصورت گواہی قسمیہ بقلم خود بنویس پس من بحکم آیہ کریمہ **وَلَا تَکتُمُوا الشَّھَادَۃَ وَمَن یَّکتُمھَا فَاِنَّہٗ آثِمٌ قَلبُہٗ وَلَا نَکتُمُ شَھَادَۃَ اللّٰہِ اِنَّا اِذًا لَّمِنَ الآثِمِینَ۔ وَالَّذِینَ لَا یَشھَدُونَ الزُّورَ۔** گواہی بخدا می دہم کہ پیش از وفات خود حضرت صاحب کوٹھہ والا یک سال یا دو سال یعنی* در سنہ ۱۲۹۲ ہجری یا سنہ ۱۲۸۳ء با خواص خویش نشستہ از ہر باب گفتگو از معارف و اسرار میفرمودند ناگاہ سخن مہدی درمیان آمد فرمودند کہ مہدی موعود پیدا شدہ اما ظاہر نشدہ **واللّٰہ باللّٰہ ثم تاللّٰہ** کہ این راست و درست گفتہ ام نہ بہوائے نفس و یا غرض دیگر لیکن حضار مجلس این سخن را مقصود ے ندانستند کہ مہدی چہ حیثیت دارد و کجا باشد و کی باشد۔ اگر پرسیدہ شدے امید کہ مفصل بیان کردہ بودے اما مجمل باین الفاظ افغانی باین عبارت **چہ مہدی پیدا شوی دی او وخت د ظہوری ندی** ترجمہ مہدی موعود پیدا شدہ لیکن ظاہر نشدہ است فقط و سنہ وفات حضرت موصوف سلخ ذی الحجہ سنہ ۱۲۹۴ ہجری ہست از این عاجز را شوق شرف اندوزی آنجناب از حد زیادہ ہست دعا فرمایند کہ اسباب میسر شوند بخدمت شریف مولانا نور الدین صاحب تحیۃ سلام بشوق تمام قبول باد باقی السلام علیکم و علی من لدیکم دست لرزان ست اگر قصور رفتہ معاف فرمایند زیادہ ادب

راقم

حمید اللہ المشہور بملا صوات

از مقام پھوڑ ضلع ہزارہ علاقہ مانسہرہ یکم ماہ اکتوبر ۱۸۹۹ء۔

* * *

رفیق ہند کا اجرائے ثانی

ہم بڑی خوشی اور مسرت سے اس امر کا اعلان کرتے ہین کہ لاہور کا مشہور و معروف اخبار رفیق ہند جو بعض وجوہات کی وجہ سے بند ہوگیا تھا ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء سے پھر اشاعت پذیر ہوا ہے۔ رفیق ہند کے لائق ایڈیٹر کی زبردست تحریر اور زور قلم اور ملکی معاملات مین انکی مستند رائے کا عموما اعتراف کیا جاتا ہے۔ اس لیے رفیق ہند کے کامیابی مین جہان تک ان اسباب کی رعایت ہو سکتی ہے پوری امید ہے رفیق ہند کا پہلا نمبر ہمارے پاس پہنچ چکا ہے اور ہم نے اس کو اول سے آخر تک بغور پڑھا ہے اس کے مضامین کی نسبت کچھ کہنا تحصیل حاصل ہے۔ رفیق ہند کی شستہ اور شائستہ تحریرین ہمیشہ سے پبلک مین وقعت کی نگاہ سے دیکھی گئی ہین۔ ہم سچ خدا لگتی بات لکھتے ہین کہ چشتی صاحب کے ذاتی مخالفون نے نہین نہین حاسدون نے بھی عموما اس کی تعریف کی ہے۔ اور اردو خوان پبلک اس کو وسیع کرکے یون کہو کہ پولیٹیکل ریفارمر کی خواہشمند دنیا رفیق ہند اور اس کے لائق ایڈیٹر سے خوب واقف ہے اس لئے ہم کو کسی قسم کے جدید انٹروڈیوس کی ضرورت نہین جرنلزم کی فلاسفی چشتی صاحب خوب سمجھے ہوئے ہین اور ان کے وسیع تجربہ نے اس فن مین انکو ایک خاص ملکہ عطا کیا ہے۔ اور مختلف معاملات مین پڑنے سے اس مین اور بھی وسعت ہوگئی ہے اس لئے اب کے رفیق ہند زیادہ مفید ثابت ہوگا۔

رفیق ہند اردو اخباری دنیا کی وقعت قائم کرنے کا ہمیشہ ایک آلہ سمجھا گیا ہے اور اب بھی امید ہے کہ وہ اخباری حیثیت کو جو اکثر ناواقفون کے ہاتھ مین پڑکر کمزور ہو رہی ہے پھر قائم کرنے کی کوشش کرے گا۔ چنانچہ رفیق ہند کے پہلے نمبر ہی کو اگر غور سے پڑھا جائے تو اس مین کریٹسزم کا جو طریق اختیار کیا گیا ہے وہ ہمارے ہمعصرون کو بہت مفید ہو سکتا ہے ہماری رائے مین اگر رفیق ہند کی ان ہدایتون پر جو انھون نے اپنے دستور العمل کے طریق پر بیان کی ہین ایک اخبار نویس اعتماد کرلے اور ہمارے خیال مین کرنا چاہیے تو اس کو ان دقتون اور مشکلات کا موقع نہ ملے جو بعد مین نادہندگان کی تقاضائے

---

* یہ وہ زمانہ ہے جب امام الزمان سلمہ الرحمان نے براہین احمدیہ شروع کی۔ ایڈیٹر

بیکسی اور مصیبت میں پھنس جانے پر کرنی پڑتی ہیں بہرحال ہمارے خیال میں رفیق ہند ایسے اخبار کی ضرورت تھی اور اشد ضرورت تھی - جو چشتی صاحب نے اپنے احباب کے اصرار سے پوری کر دی ہے - ہاں ہم کو اتنا اور کہنا ہے کہا جاتا ہے کہ چشتی صاحب دھڑہ بندی اور پارٹی سپرٹ پھیلانے کے ہمیشہ سے خواہشمند ہیں اس الزام کو گو بے حقیقت ہی سہی چشتی صاحب نے بھی عوام کے خیالات میں ذکر کیا ہے اس لئے امید ہے کہ وہ جیساکہ انہوں نے اپنی پچھلی زندگی (یعنی رفیق ہند کی مسدودی و اجراء سے حال کا زمانہ) میں ثابت کیا ہے رفیق ہند کو پاپولر بنا دیں گے اور دکھا دیں گے کہ اُن کے وعدے **الگذنڈر سکنڈ امپر آف رشیا** کے اس قول کے نیچے کہ عہد نامے توڑنے ہی کے لئے ہوتے ہیں نہ آئیں گے - بالآخر ہمکو اپنے معزز ناظرین سے اتنا اور کہنا ہے کہ چونکہ رفیق ہند کوئی دینی پرچہ نہیں مذہبی معاملات پر بحث کرنا رفیق ہند کے نام اور کام سے دور سمجھا گیا ہے۔

اور باوصفیکہ ہمارے اور چشتی صاحب کے مذہبی معتقدات میں اختلاف رائے ہے تاہم ہم چشتی صاحب کی پولیٹیکل معاملات میں واقفیت کی تعریف کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اُن کو اپنے مقصد میں کامیاب کرے اور وہ تقوی اللہ اور خوف الٰہی کو زیر نظر رکھتے ہوئے کام کریں گے - ایڈیٹر

◆

مہدی آخر الزمان

ہم اور ہمارے مخالف

نمبر چہارم

قابل توجہ گورنمنٹ

عرصہ گذرتا ہے کہ ہم نے اس عنوان سے دو تین مسلسل نمبروں میں اس امر کا اظہار کیا تھا - کہ **مہدی** کا نام پولیٹیکل دنیا میں ہمیشہ خطرناک سمجھا گیا ہے اور جب کبھی کسی بزرگ اور دلیر مسلمان نے مہدی ہونے کا دعوے کیا ہے - اس بات کا خیال گورنمنٹ کو پیدا ہوا ہے کہ مسلمان اب فتنہ و فساد کریں گے اور دنیا میں ایک شورش عظیم برپا ہوگی - چنانچہ ہمیشہ عظیم الشان سلطنتیں ایسے مدعی مہدیوں کو نیست و نابود کرنے کے درپے رہی ہیں - چونکہ آج کل **مہدی آخر الزمان** کا اکثر چرچا ہے اس لئے ہمنے اس مبارک اسلامی پیشگوئی کی حقیقت کو کھول کر بیان کر دیا تھا - اور بتلا دیا تھا کہ مسلمانوں کی غلط فہمی نے اس مبارک پیشگوئی کو دھندلا بنا کر پولیٹیکل دنیا میں ایک مبارک اور امن اور سلامتی کے اکلوتے صلح و عدل کے فرشتہ کو ہیبت ناک بلکہ خونریز وجود قرار دیکر مسلمانوں سے گورنمنٹ کو ایک حد تک بدظن کر دیا حالانکہ آنیوالا **مہدی** یا یہ کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبشر مہدی نہ خطرناک ہے نہ اُس سے کسی قسم کا اندیشہ بلکہ وہ تو عدل اور انصاف سے دنیا کو بھر دیگا جیساکہ ہمارے حضرت مہدی موعود - جناب مرزا صاحب سلمہ ربہ نے کیا اور کر رہے ہیں بہرحال اب ہم ضرورت نہیں سمجھتے کہ ان ساری باتوں کو پھر دُہرائیں - اب صرف چند ایک ضروری باتوں کو خلاصہ کے طور پر بیان کر کے ہم دکھانا چاہتے ہیں کہ موجودہ مدعی مہدویت نے کیا کیا - اور اُس کا وجود کیسا مبارک اور سودمند ثابت ہو رہا ہے

مہدی کے متعلق مسلمانوں کی اعتقادی تقسیم

مہدی کے متعلق مسلمانوں کی اعتقادی تقسیم تین طرح پر ہے ۱ ایک گروہ نے تو سرے سے انکار کیا ہے اور ان لوگوں نے اُن احادیث کو جنمیں مہدی کا ذکر ہے بالکل وضعی اور خلافت حاصل کرنے کے بہانے قرار دیا ہے ۲ دوسرے گروہ نے انکار تو نہیں کیا لیکن اقرار کی بنا کمزور روایتوں پر رکھی ہے ۳ تیسرے گروہ نے اعتراف کیا ہے کہ مہدی کی بشارت صحیح اور یقینی ہے - اول الذکر نے احادیث متعلقہ مہدی کی خوب تنقیح کی ہے اور تاریخ سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کیونکہ بنو فاطمہ - بنو عباس بنو امیہ اور عبد اللہ بن زبیر کے طرفداروں نے اپنے گروہ میں مہدی کے ہونیکی احادیث کو مشتہر کیا تھا بہرحال خواہ کچھ ہی ہو ماننا پڑیگا کہ مسلمان ایک آیندہ آنیوالے امام کے منتظر ضرور تھے اور وہ نہایت شوق سے اُسکی راہ تکتے تھے ہم نے اُن احادیث اور بنو فاطمہ اور بنو عباس وغیرہ خلافت کے دعویداروں اور خواہشمندوں کے خیالات اور مساعی پر بہیئت مجموعی نظر کر کے یہ نتیجہ نکال لیا ہے اور ہمارے اس نتیجہ کے تائید اہل اسلام کے اکثر واجب الاحترام بزرگ جیسے ابن ماجہ اور حاکم وغیرہ نے تائید کی ہے کہ دراصل مہدی اور مسیح ایک ہی شخص ہے دو جدا نام ہیں باعتبار خدمات اور مناصب کے ورنہ نفس الامر میں وہ ایک ہی شخص ہے نہ دو - اور ابن قیم نے اس مسئلہ میں خوب بحث کی ہے کہ جب کہ ابن ماجہ اور حاکم اپنی کتابوں میں اس روایت کو لائے ہیں کہ **لا مہدی الا عیسیٰ** پھر ایسی قوی سندات کے ہوتے ہوئے کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ اُس سے انکار کیا جاوے کہ مہدی اور عیسی ایک ہی شخص کے دو نام ہیں اور احادیث کے مضامین کو اگر یکجائی نظر سے دیکھا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو جداگانہ آدمیوں کے نام نہیں بلکہ ایک ہی شخص ہے صحیح حدیث کا مضمون ہے کہ مہدی حکم اور عدل ہو کر آئے گا نصاریٰ کے غلبہ و اقتدار کے وقت میں - اور لکھا ہے کہ اُس کے آنے سے زمین عدل و انصاف سے اُسی طرح بھر جائے گی جیسے کہ ظلم و فساد سے بھری ہوئی ہوگی -

اب غور کا مقام ہے یہ جو لکھا ہے کہ وہ زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دیگا اور اس وقت زمین ظلم و ستم سے بھری ہوئی ہوگی اس سے نادان کوتہ اندیش لوگون نے یہ نتیجہ نکال لیا ہے کہ وہ جنگ کرے گا اور یہ ہوگا اور وہ ہو گا حالانکہ اس سے کوئی بھی سلیم العقل یہ نتیجہ نہین نکال سکتا۔ ہم اس مضمون کو حضرت اقدس امام زمان جناب مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے کلام سے لکھتے ہین تاکہ عام مسلمانون کو ایک طرف اور گورمنٹ کو دوسری طرف معلوم ہو کہ حقیقت کس کے ساتھ ہے اور کون ہے جو صلحکاری اور امن کا تحفہ لیکر آیا ہے اور گورمنٹ اگر غور سے کام لیگی تو اُسے معلوم ہوجاوے گا کہ اس مدعی مہدویت نے کتنی بڑی خطرناک غلطی کو عوام الناس کے خیال سے دور کرنے مین ہمیشہ کے لئے کامیابی حاصل کی ہے۔

حضرت اقدس نے ایک موقع پر فرمایا کہ یہ جو فرمایا کہ آثار مہدی مین سے ایک یہ بات بھی ہے کہ وہ زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دیگا جیساکہ وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔ اس سے یہ مراد نہین ہے کہ کوئی گورمنٹ ظالم طبع ہوگی نہین نہین ظلم کے معنے ہم قرآن شریف مین دیکھتے ہین کہ کیا ہین قرآن کریم مین ظلم کا اطلاق تین طرح پر ہوا ہے۔ **اولاً** وہ لوگ ظالم ہین جو خدا تعالیٰ کی توحید کو چھوڑ کر شرک کے پنجہ مین گرفتار ہین جیسے فرمایا اِنَّ الشرک لظلم عظیم۔ ثانیاً۔ وہ لوگ ظالم ہین جو انبیاء علیہم السلام کا انکار کرتے ہین اور تکذیب کرتے ہین اور اللہ تعالیٰ کے **ولکن الظلمون بایات اللہ یجحدون** جھٹلاتے ہین **ثالثاً** وہ لوگ ظالم ہین جو حقوق العباد کو تلف کرنے یا غصب کرنے ہین اس کی بہت ہی صورتین ہین کوئی کسی کی آبرو کے حقوق اور کسی کی جان اور مال کے متعلق حقوق کو تلف کرتا ہے۔

غرض ظلم سے یہ تینون قسمین مراد ہین اور کوئی چوتھی قسم ظلم کی آجتک پیدا نہین ہوئی پس اس حدیث نے گویا آنیوالے مہدی یا عیسی موعود کا نشان یہ قرار دیا ہے کہ خدا پرستی اُٹھ جائیگی اور شرک کثرت سے پھیل جائے گا اب دیکھو عیسائی انگ تثلیث پرستی اور صلیب پرستی کے لئے مال و زر پانی کی طرح بہارہے ہین اور ان تھک کوششین کر رہے ہین توحید پرست مسلمانون مین قسم قسم کے شرک پیدا ہو گئے حضرت مسیح کو حی و قیوم قرار دیا اور اُن کے خلق کو خلق اللہ وغیرہ مانا اور بہت سی اور باریک قسمین شرک کی انہین رائج ہین انبیاء کی تکذیب کی حد نہین رہی خود مسلمانون کے گھر مین نیچری لوگون نے الہام اور وحی سے انکار کیا معجزات پر ہنسی اڑائی گویا لوازمات اور اصول نبوت سے انکار کر دیا برہمو ازم کثرت سے اپنے مشن کو پھیلا رہا ہے۔ آریہ لوگ حد التکذیب الرسل پر مُنہ کھولے ہوئے ہین عیسائیون نے تو حد ہی کر دی۔ غرض یہ دوسری قسم بھی کثرت سے پھیل رہی ہے۔ اور تیسری قسم کا تو کیا ہی کہنا ہے جیلخانون کی رپورٹون سے پتہ لگ سکتا ہے کہ زنا بالجبر۔ خون ناحق سرقہ بالجبر وغیرہ کس قدر اتلاف حقوق ہو رہا ہے اور ان چھپی ہوئی بدکاریون اور سیہ کاریون کو علحدہ رکھو غرض جب کہ ظلم کے یہ معنے ہین اور اس کے سوا اور کوئی معنے نہین تو صاف ظاہر ہے کہ **مہدی** اگر اس ظلم سے دنیا کو نجات دیگا اور عدل اور انصاف سے بھر دے **قسط** اور **عدل** کا لفظ صاف بتلا رہا ہے کہ وہ ترازو کی زبان کی مانند ہوگا۔ یا حضرت مسیح کے الفاظ مین یہ تعبیر یون کہو قیصر کا قیصر کو دے گا اور خدا کا خدا کو

اب ضروری ہوا کہ ہم حضرت اقدس **مہدی موعود** کی تعلیم اور رفتار زندگی سے اس امر کو ثابت کرین کہ اُس نے اس ظلم کو **عدل** اور انصاف سے بدل دینے مین کیا کوشش کی اور کہان تک کامیاب ہوا۔ ہم امید کرتے ہین کہ یہ سلسلہ مضامین کا گورمنٹ اور مسلمانون کے لیے بہت مفید ہوگا خدا تعالیٰ ہماری

مدد کرے اور ہمارے
سینہ کو کھولدے تاکہ ہم بات
صفائی سے اسکو
بیان کرسکین
آمین

باقی انشاء اللہ تعالیٰ پانچوین نمبر مین۔

* * *

فہرست چندہ مکان صاحبزادہ محمد سراج الحق صاحب

جماعت لاہور	۵؎
مولوی وزیر الدین صاحب سرہندی	۴ر
مرزا خدابخش صاحب	عہ
ڈاکٹر رشید الدین خانصاحب	۱ر
نبی بخش صاحب رفوگر امرتسر وغیرہ	۲ر

جن صاحبون نے ابھی اس طرف توجہ نہین کی امید ہے کہ اب وہ توجہ کرین گے مکان کی تعمیر شروع ہے۔

رویار صالحہ

اس نام کی ایک مختصر سی کتاب حضرۃ اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کی تصدیق مین منشی محمد اسمعیل صاحب نقشہ نویس دہلی نے لکھی ہے۔ کتاب کا مضمون اس نام سے ظاہر ہے۔ مسیح علیہ السلام کے نزول ثانی فتن دجال وغیرہ امور کے متعلق لطیف بحث کی گئی ہے جو صاحب مفت تقسیم کرنیکے لئے خرید کرین گے انکو فی روپیہ گیارہ کتابین دیجاوینگی ورنہ عام قیمت فی جلد ۲ر بلا محصولڈاک اور اگر کوئی مجلد لے تو ۲ر تمام درخواستین محمد امین مالک مطبع خورشید اسلام دہلی کے نام ہون۔

مطبع خورشید اسلام مین ہر قسم کا کام چھپائی کا صفائی اور [illegible]

ضروری یاد داشت

جو صاحب پیشگی یا عند الطلب قیمت اخبار دینی کو طیار نہین ہین وہ آیندہ درخواست نہ بھیجین اور موجودہ خریدار نہین ہین بھی جو صاحب آیندہ کے لئے رسالت پر طیار نہین ہین وہ بقایا بیباق کرکے اخبار بند کردین۔ منیجر الحکم۔

جلسۃ الوداع

ہم اشتہار للانصار مین لکھ چکے ہین کہ ہماری جماعت مین سے تین آدمی اس کام کے لئے منتخب کئے جائینگے کہ وہ نصیبین اور اس کی نواح مین جائین اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آثار اس ملک مین تلاش کرین۔ اب حال یہ ہے کہ خدا کے فضل سے سفر کے خرچ کا امر قریباً انتظام پذیر ہو چکا ہے صرف ایک شخص کی زاد راہ کا انتظام باقی ہے یعنی اخویم مکرمی مولوی حکیم نور الدین صاحب نے ایک آدمی کے لئے ایک طرف کا خرچ دیدیا ہے اور اخویم منشی عبد العزیز صاحب پٹواری ساکن اوجلہ ضلع گورداسپور نے باوجود قلت سرمایہ کے ۱۲۵ روپیہ دئے ہین اور میان جمال الدین کشمیری ساکن سیکھوان ضلع گورداسپور اور ان کے دو برادر حقیقی میان امام الدین اور میان خیر الدین نے ۵۰ روپیہ دئے ہین۔ ان چارون صاحبون کے چندہ کا معاملہ نہایت عجیب اور قابل رشک ہے کہ وہ دنیا کے مال سے نہایت ہی کم حصہ رکھتے ہین گویا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح جو کچھ گھرون مین تھا وہ سب لے آئے ہین اور دین کو آخرت پر مقدم کیا جیسا کہ بیعت مین شرط تھی ایسا ہی مرزا خدا بخش صاحب نے بھی اس سفر خرچ کے لئے پچاس روپیہ چندہ دیا ہے خدا تعالے سب کو اجر بخشے۔ تاریخ ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو قرعہ اندازی کے ذریعہ سے وہ دو شخص تجویز کئے گئے ہین جو مرزا خدا بخش صاحب کے ساتھ نصیبین کی طرف جائین گے۔ اب یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان عزیزون کی رخصتگی کے لئے ایک مختصر سا جلسہ کیا جائے کیونکہ یہ عزیز دوست ایمانی صدق سے تمام اہل و عیال کو خدا تعالے کے حوالہ کر کے اور وطن کی محبت کو خیر باد کہہ کر دور دراز ملکون مین جائین گے اور سمندر کو چیرتے ہوئے اور جنگلون اور پہاڑون کو طے کرتے ہوئے نصیبین یا اس سے آگے بھی سیر کرین گے اور کربلا معلی کی بھی زیارت کرین گے اس لئے یہ تینون عزیز قابل قدر اور تعظیم ہین اور امید کی جاتی ہے کہ وہ اپنے بھائیون کے لئے ایک بڑا تحفہ لائین گے۔

آسمان ان کے سفر سے خوشی کرتا ہے کہ محض خدا کے لئے قومون کو شرک سے چھڑانے کے لئے یہ تین عزیز ایک سچی کی صورت پر اٹھے ہین اس لئے لازم ہے کہ ان کے وداع کے لئے ایک مختصر سا جلسہ قادیان مین ہو اور انکی خیر و عافیت اور ان کے متعلقین کی خیر و عافیت کے لئے دعائین کی جائین لہذا مینے اس جلسہ کی تاریخ ۱۲ نومبر ۱۸۹۹ء مقرر کر کے قرین مصلحت سمجھا ہے کہ ان تمام خالص دوستون کو اطلاع دون جنکے لئے اس سے بڑھکر کوئی عید نہین کہ جس کام کے لئے وہ اس سردی کے ایام مین اپنے چھوٹے بچون کو چھوڑ کر اور اپنے عیال اور دوستون سے علیحدہ ہو کر جاتے ہین اس مراد کو حاصل کر کے واپس آوین اور فتح کے نقارے انکے ساتھ ہون۔ مین دعا کرتا ہون کہ اے قادر خدا جس نے اس کام کے لئے مجھے بھیجا ہے ان عزیزون کو فضل اور عافیت سے منزل مقصود تک پہنچا اور پھر بخیر و خوبی فائز المرام واپس لا۔ آمین ثم آمین اور مین امید رکھتا ہون کہ میرے وہ عزیز دوست جو دین کے لئے اپنے تئین وقف کر چکے ہین حتی الوسع فرصت نکال کر اس جلسہ وداع پر حاضر ہون گے اور ایسے مسافر عزیزون کے لئے رو رو کر دعا کرین گے۔ والسلام ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء

نظم

خیز تا از در آن یار مرادے طلبیم
بر در دوست نشینیم و کشادے طلبیم
دیر گاہے است کہ بینیم زمین پُر ز فساد
بہ کہ با دست دعا صدق و سدادے طلبیم

* * *

راقم

مرزا غلام احمد

از قادیان ضلع گورداسپور ملک پنجاب۔

(۲) اشتہار

میلہ مال مویشی و اسپان دیوالی ۲۸ اکتوبر ۱۸۹۹ء سے شروع ہو کر ۶ نومبر ۱۸۹۹ء تک امرتسر مین قرار پایا ہے اسلئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ مبلغ دو ہزار دس روپیہ مال مویشی کو مطابق شرائط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کی گئی ہے دیا جاوے گا اور مبلغ چار سو روپیہ گھوڑون کو انعام دیا جاوے گا اگر کسی کو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوا لیوے مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہئیں ورنہ قابل انعام تصور نہین ہون گے اور مادہ گاوان قابل انعام کے دودھ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاوے گا یعنی یکم۔ دوم۔ سوم۔ نومبر ۱۸۹۹ء کو دو وقت صبح اور شام دودھ دوہ کر وزن کیا جاویگا اور نیز میلہ اسپان بھی حسب دستور اس موقعہ پہ ہوگا فروخت اسپان پر ایک روپیہ فیصدی محصول لیا جاویگا اور واضح ہو کہ میلہ مویشی مین جو محصول فیس وقت داخل ہونے احاطہ مین مالک سے لیا جاتا ہے وہ بوقت واپسی یعنی باہر نکالنے جانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جاوے گا اور خریدار مال کے پاس رسید بطور سند وصول یابی قیمت کے رہے گی۔

المشتہر

مسٹر جے۔ جی۔ السپ صاحب بہادر سکرٹری

میونسپل کمیٹی امرتسر

[illegible]

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لیے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۵؍ خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴؍ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ممیرے سرمہ کے اشتہار دہندہ سے بچنا چاہیئے —

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لایق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے مین بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے

راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - بی - ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی -

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے مینے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی عمرہ ۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال اس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین ان مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی مین فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ انھی امراض مذکور سے کلی صحت پائی -

راقم خان بہادر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) مینے ممیرے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاص کر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے -

راقم ڈاکٹر برجلال گھوش صاحب بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

(۴) مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے -

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لئے
مارچ ۱۸۹۹ء مین جمع
کیا گیا
ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے طبع ہوکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

قادیان دارالامن والامان مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء

JULLUNDUR 6 NO 99

غیرت ایمانی

یہ اس خطبہ کا مضمون ہے جو ہماری محسن و مخدوم مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے کسی زبردست تحریک پر ۲۹ر ستمبر ۱۸۹۹ء کے جمعہ مین پنجابی بولی مین بیان فرمایا تھا چونکہ یہ مضمون اپنی اہمیت اور ضرورت کے لحاظ سے شائع ہونا لازم تھا لہذا ہم نے اس کو ساتھ ساتھ اردو زبان مین لکھ لیا اور پھر حضرت مولانا صاحب کی نظر ثانی کے بعد آج درج کیا جاتا ہے۔

ہم کو امید ہے کہ جس غرض اور منشا کے لئے مولوی صاحب نے اس کو بیان فرمایا تھا۔ وہ اس اشاعت سے اور بھی وسعت کے ساتھ پوری ہو سکے گی انشاء اللہ تعالے۔ (ایڈیٹر)

مین آج اپنے دوستون کو چند باتین سنانی چاہتا ہون۔ اُمید ہے وہ دھیان اور فکر سے سُنین گے۔ اور جو موجود نہین ہین اُنکو سنا دین گے۔

میرے عزیزو!

یاد رکھو اللہ تعالے انسان کی ایک حالت کو پیار کرتا ہے۔ اگر وہ حالت اُس کی نہ ہو اور وہ نقطہ اُس کے دل مین نہ ہو تو اگر خواہ سیکڑون ہی باتین اُس مین موجود ہون وہ اللہ تعالے کی قبولیت اور رضا کو من کل الوجوہ حاصل نہین کر سکتین۔ بلکہ مین یہ کہون گا کہ اگر وہ خاص بات جس کا مین ابھی ذکر کرونگا اُس مین نہ ہو تو مجھے اندیشہ ہی ہے کہ دوسری سعادت اور خدا ترسی کی باتون سے اُسے بہرہ ملے۔ پھر وہ بات جو خدا تعالے کی رضا کو پیدا کرتی ہے کیا ہے؟ وہ

غیرت ایمانی ہے

اگر کسی مین سو خوبی ہو۔ نماز روزہ کا پابند بھی ہو دوسری نیکی کے کام بھی کرتا ہو لیکن اگر یہ سعادت اُس کو حاصل نہین تو کچھ بھی نہین اور دوسرے تمام اعمال بجز اس کے کچھ بھی نہین ہون گے کہ رسم و عادت کے طور پر وہ کرتا ہے کہ اُس لذت و سرور سے جو ایک غیور مؤمن ان مین پاتا ہے۔ پس وہ چیز جو خدا کی نظر مین مقبول اور پسندیدہ ہے اور جو انسان کو سچی عبودیت کا شرف دیتی ہے غیرت ایمانی ہے اور غیرت ایمانی سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالے جن چیزون کو پیار کرتا ہے ان سے پیار ہو اللہ کا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام جن باتون کو عزیز رکھتا ہے اُن سے محبت ہو کتاب اللہ پر عمل ہو اور اُس کے خلاف سے بے حد نفرت اور بیزاری ہو۔ دیکھو اگر کوئی آدمی کسی کے باپ یا ماں پر تہمت رکھے

یا بہن یا بیوی پر حرف رکھے تو کیا کشادہ پیشانی اور خوشی کے ساتھ اُس سے ملنا وہ پسند کرے گا ؟ ہرگز نہین۔ یہ غیرت مادی اشیا کی نسبت ہے ایمانی چیزون کی نسبت اس سے بدرجہا زیادہ غیرت ہونی چاہئیے اگر کہین نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہتک ہوتی ہو اور خدا اور اُس کی پاک کتاب سے ہنسی ہوتی ہو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو جب تک اُس مکان سے جہان ایسی باتین ہون اور اُس ناپاک منہ سے جس سے ایسی گستاخانہ باتین نکلتی ہون پوری بیزاری اور کامل نفرت نہو ایمان کی تکمیل نہین ہوسکتی ؟

کس قدر تعجب اور شرم کی بات ہی کہ ہم اپنے رشتہ دارون کی نسبت ذرا بھی ہتک آمیز لفظ سننا گوارا نہین کرسکتے۔ مگر اللہ اور اُس کے پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور تضحیک سنتے ہوئے ہماری پیشانی پر شکن تک نہ پڑے اور پھر مومن کے مومن اور مسلمان کے مسلمان بنے رہین۔ سوچو ! اور پھر سوچو !! میرا یہ منشا نہین کہ ایسے لوگون سے جھگڑا اور فساد کرو۔ ہرگز ہرگز نہین قرآن کریم اور اسلام کا یہ منشا نہین۔ بلکہ اعراض عن اللغو مومن کی شان ہے۔ بیزاری اور نفرت سے یہ مراد ہے کہ ایسے مواقع ومجالس اور ایسے اشخاص کی مخالطت اور اُن کو قلوب مین وقعت دینے سے کلی پرہیز کرو ایسے مکان اور ایسے انسان سے تعلق رکھکر اگر چاہو کہ خدا تعالے کے حضور سچا ایمان لے کر جاؤ ممکن نہین روح سے پاک توفیق چھین جائے گی۔ یاد رکھو مین بڑے درد دل کے ساتھ کہتا ہون کہ ایسا انسان سعادت اور رشد کی ادنےٰ سی بات پر بھی رفتہ رفتہ کاربند نہ ہوسکے گا۔ اور اندیشہ ہے کہ اُسکا ایمان نفاق سے نہ بدل جائے مومن کامل ہان غیور مومن اُسی وقت ہوگا جب کہ اُس کو عدو اللہ اور عدو الرسول سے پوری بیزاری ہو سنو ! خدا کی عزیز اور حکیم کتاب اس بارہ مین کیا فتویٰ دیتی ہے فمن یومن باللہ ویکفر بالطاغوت فقد استمسک بالعروۃ الوثقی لا انفصام لھا الآیۃ یعنی جب تک انسان کا ایمان باللہ اور کفر بالطاغوت پکا اور کامل نہ ہو اُسے حبل اللہ ل نہین سکتی یعنی جیسے ایکطرف اللہ تعالے سے اس کا پختہ رابطہ ہی اُس کے غیر سے یعنی اُس کی نواہی اور مرتکبان نواہی سے کلی بیزاری اور تنفر ہے۔ بعض آدمی ہین جو طبعًا زنا۔ شراب اور فسق و فجور کے خود مرتکب نہین مگر بایہمہ شراب خوار یا زناکار کو برا نہین جانتے اگر کوئی بھلا آدمی ملے تو بھی خیر اور اگر کوئی عیاش اوباش ملجاوے تو بھی۔ غرض اپنے منہ سے آپ کو صلح کل اور ہردل عزیز کہتے ہین اور اپنے مشرب کی خوبی مین کہتے ہین۔

بامسلمان اللہ اللہ بابرہمن رام رام۔ ایسے شریر صلح کل نہین ہوتے اور نہین ہوسکتے۔ ایک میان مین دو تلوارین سما نہین سکتین۔ ظلمت اور نور یکجا اکھٹے نہین ہوسکتے۔ مین بڑے زور سے کہتا ہون کہ ہو نہین ہوسکتا کہ ایک آدمی خدا تعالے اور اس کے پاک رسول اور اُس کی مجید کتاب سے دوستی اور سچا پیار بھی رکھے اور اُس کے دشمنون سے بھی پیار کرے۔

میرے عزیزو !

جو یہان موجود ہو اور جو یہان موجود نہین وہ دوسرون کو سنا دین کہ خدا ایک بات چاہتا ہے اور اگر وہ بات نہین تو ساری محنتین اور کوششین رایگان جانے کا اندیشہ ہے اور یہ وہی غیرت ایمانی ہے جسکا مین ذکر کرتا ہون۔

اس زمانہ مین

جہان طرح طرح کی اندھیانیان اور بے غیرتیان ہر قسم کے فسق و فجور ہو رہے ہین اس کے ساتھ ساتھ ایمانی غیرت بھی بہت کم ہو رہی ہے۔ مین دیکھتا ہون کہ برادریون کے لحاظ سے دنیاداری اور ظاہرداری کے خیال سے شریعت اور شریعت کے حامیون کی ہتک اور تضحیک کی بھی پروا نہین کی جاتی۔

اس مسجد مین بہت سے لوگ ہین جو نمازین پڑھتے ہین اگر یہان نہین تو کسی اور مسجد مین مگر ساتھ ہی سچی غیرت اور ایمانی غیرت۔ اللہ اور اُس کے رسول کے لئے اُن کے دشمنون سے نفرت اور بیزاری اُن مین نہین ہے۔ وہ اُن لوگون کے پاس جاکر بیٹھتے ہین جو خدا اور رسول کی باتون پر ہنسی اڑاتے اور بری باتون سے اُن کو تشبیہ دیتے ہین اُس وقت وہ بھی اُن کے سامنے بیٹھے سنتے اور ہنستے ہین۔ کیا یہ ایمان ہے ؟ کیا یہی اسلام ہے۔ ؟ مین تب سمجھون کہ اگر اُن کی مان بہن کو وہان گندی گالی دی جاوے اور نہایت بیباکی اور خباثت سے انکا ذکر کیا جاوے اور وہ پھر بھی وہان بیٹھے ہوئے ان مین ہان ملاتے رہین۔ خدا کے لئے سوچو ! اور بتلاؤ کہ کیا اگر کوئی تمھاری مان بہن کو گالی دے تم پھر بھی اُن سے خندہ رو مل سکتے ہو ؟ یقینًا کوئی باحیا اور غیرت پسند شریف ایسا نہ کرے گا پھر تم ہی بتلاؤ۔ اگر کوئی ناپاک فطرۃ دہریہ بیدین خدا کے برگزیدون کو معاذ اللہ کتون سے تشبیہ دے۔ اگر تم مین بے ایمانی کی

رگ اور کفر کی بو نہین تو پھر ایسے لوگون سے اختلاط کیون ہے؟

مین قسم کھا کر کہتا ہون اُس ذات پاک کی جس نے حضور مرنے کے بعد جانا ہے۔ کُتّے کے مُنہ سے مُنہ لگانا آسان۔ چند ابیون کی رال اور رتے چاٹنا آسان۔ کسی متعفن سے متعفن اور گھنونی سے گھنونی چیز کا اُٹھالینا آسان۔ مگر مشکل اور بدتر ہے تو وہ اللہ اور اس کے رسول اور اُس کی پاک کتاب کے دشمن کے مُنہ سے کچھ سُننا اور اُس کے ساتھ مل مل کر بیٹھنا اور اُس کے ناپاک سانس سے متاثر ہونا ایسا انسان مجذوم سے بدتر اور کُتّے اور مردار سے پلیدتر اور ناپاک تر ہے۔

اللہ اللہ سوچو تو سہی وہ کیا بات ہی جسنے ایک کنجر کو کنجر بنا دیا۔ وہ کیا چیز ہے جس نے ایک خانگی کو خانگی بنا دیا اور وہ اپنی شرم گاہ کو ہرایک راہ چلتے ہوئے کے آگے چند پیسون پر رکھنے کو طیار ہوگئی۔ یہ وہی بے غیرتی اور حیاسوزی ہی جو ابتدا مین قلیل تھی مگر آخر مین نوبت بدین جا رسید۔

پس یاد رکھو جس دل مین اللہ کی عزت اور اُس کے دین اور شریعت کی عزت نہین وہ دل کنجری اور خانگی ہے اور مین خدا سے پناہ چاہتا ہون کہ ایسا بے عزت اور بے حیا دل ہماری جماعت کے کسی فرد کے سینہ مین ہو۔

میرے دوستو! دل کے کانون سے سنو اور نہ صرف سنو

بلکہ

ایسا غیور دل اور غیور روح پیدا کرو کہ خدا اور اُس کے پاک دین کے خلاف سُننے کی تم مین برداشت اور تحمل نہ ہو۔ اور تمھاری پیشانیون پر

عزت مند مومن

لکھا ہوا ہو۔ اور ایک چمکتا ہوا نور کا شعلہ ہو جو ایسے حیاسوز لوگون کو سیاہ کردے۔

یاد رکھو

کہ وہ مجلس جہان تمھارے پاک و برگزیدہ امام (علیہ افضل التحیات والسلام) کو بُرا کہا جاوے وہان مت جاؤ۔ ورنہ بے عزت ہو جاویگا وہ دل اور بے حیا ہو جاوے گی وہ روح جو ایسی باتین سُننے کا نام تحمل رکھے گی۔ تم خوب جانتے ہو کہ ہر فعل کا پھل ہوتا ہے۔ بے غیرتی پھل بہری (برص) کی طرح تمام روح کو گھیر لیتی ہے۔

تم جو عزت مند کے مطیع اور متبع اور مرید ہو عزت مند بنو۔ اُس کی عزت کا اندازہ کرو۔ برادری سے قطع تعلق کرلیا؟ کیون۔ غیرت ایمانی کا تقاضا یہی تھا؟ بیٹون کی پروا نہین کی کیون؟ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتون پر ہنسی اُڑانے والون کی مکروہ آواز سُننے کی برداشت نہ تھی۔ اس سے بڑھکر کیا عزت ہوگی۔

تم اُس کے مرید ہو پس ایسے ہی غیور بنو۔

تم جو اس پاک جماعت مین داخل ہوئے ہو

یاد رکھو!

کبھی اُس شخص کے پیچھے نماز مت پڑھو جو خدا تعالےٰ کے اس برگزیدہ بندہ اور منتخب امام کو اس کو جسے

خاتم النبیین صلعم نے سلام

اور جسے خود خدا نے چنا اور اپنے ہاتھ سے مسح کیا بُرا کہتا۔ بُرا جانتا یا مداہن ہو۔ یا جہان اُس خلیفۃ اللہ کے خلاف باتین ہوتی ہون جو خدا کی توحید اور جلال اُس کے رسول کی عزت اور عظمت کو قائم کرنے کے لئے اس فسق و فجور کی تیرہ و تار رات مین بدر کامل کی طرح چودھوین صدی کا امام ہوکر آیا ہے۔

سیاہ ہو وہ مُنہ جس مین اسکا شکوہ اور گلہ ہو۔

اور کٹ جائے وہ جیبہ جو اسکی عیب چینی کرتی ہو۔

بالآخر مین پھر کہتا ہون۔ کہ تم اپنے اعمال و افعال سے دکھا دو کہ تم غیور مومن ہو۔

تمھاری نماز اپنی جماعت کے ساتھ درست ہوسکتی ہے اور کسی کے پیچھے نہین ہوتی۔ اگر اپنے احباب نہین کچھ پرواہ نہین اکیلے پڑھو۔

مگر نور کے اعدا اور خلیفۃ اللہ کے مخالفون کی اقتدا ہرگز ہرگز نہ کرو۔

خدا تعالےٰ مجھے اور میرے سارے دوستون کو جو حاضر و غائب ہین غیور مومن بناوے آمین۔

خطبہ

جو حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ نے ۲۰ر اکتوبر ۱۸۹۹ء کو پڑھا۔

سورۃ الدہر کا پہلا رکوع

یہ ایک سورہ شریف ہے جو جمعہ کے دن فجر کی نماز کی دوسری رکعت مین پڑھی جاتی ہے۔

اللہ تعالےٰ اس مین اوّل اپنے ان احسانات کا تذکرہ فرماتا ہے جو مولیٰ کریم نے انسان پر کئے ہین۔ اس تذکرہ کی وجہ یہ ہے کہ اگر آدمی کی فطرۃ اچھی ہو اور وہ سعادت مند ہو۔ فہیم ہو عقل کی مار اُس پر نہ پڑی ہو تو یہ بات ایسے انسان کی سرشت مین موجود ہے کہ جو کوئی اس پر احسان کرے تو محسن کی محبت طبعًا انسان کے دل مین پیدا ہوتی ہے۔ اسی طبعی تقاضائے فطرۃ کی طرف ہمارے سید و مولےٰ محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایما کرکے ارشاد فرمایا ہے

جبلت القلوب علیٰ حب من احسن الیہا یعنی انسانی سرشت مین یہ بات داخل ہے کہ وہ اپنے محسن سے محبت کرتا ہے۔ اسی قاعدہ اور تقاضاء فطرۃ کی وجہ سے اللہ نے قرآن کریم مین یہ طرز بھی اختیار کیا ہے کہ سعادت مندون کو اپنے احسان و انعام یاد دلاتا ہے کہ وہ محبت الٰہی ترقی دیکر کے سعادت حاصل کرین اندرونی اور بیرونی انعامات پر غور کرین اور سوچین تا انکی جناب الٰہی سے محبت ترقی کرے پھر یہ بات بھی انسان کی فطرۃ مین ہے کہ جب انسان کسی سے محبت بڑھا لیتا ہے تو محبوب کی رضامندی کے لئے اپنا وقت اپنا مال اپنی عزت و آبرو غرض ہر عزیز سے عزیز چیز کو خرچ کرنے پر طیار ہو جاتا ہے پس جب خدا تعالےٰ کے احسانات اور انعامات کے مطالعہ کی عادت پڑ جاوے تو اسے اللہ تعالےٰ کی محبت پیدا ہوگی اور روز بروز محبت بڑھے گی۔ اور جب محبت بڑھ گئی تو وہ اپنی تمام خواہشون کو رضاء الٰہی کے لئے متوجہ کرسکے گا اور اس رضاء الٰہی کو ہر چیز پر مقدم سمجھ لے گا۔

دیکھو سب سے بڑا اور عظیم الشان احسان جو ہم پر کیا وہ یہ ہے کہ ہمکو پیدا کیا۔ اگر کوئی دوست مدد دیتا ہے تو ہمارے پیدا ہونے اور موجود ہونے کے بعد اگر کوئی بھلی راہ بتلا سکتا ہے یا علم پڑھا سکتا ہے مال دے سکتا ہے غرض کہ کسی قسم کی مدد دیتا ہے تو پہلے ہمارا اور اس چیز کا اور دینے والے کا وجود ہوتا ہے تب جا کر وہ مدد دینے والے مدد دینے کے قابل ہوتا ہے۔ غرض تمام انعامون کے حاصل کرنے سے پیشتر جو کسی غیر سے ہون پہلا اور عظیم الشان احسان خدا تعالےٰ کا ہے جس نے ہم کو اور اس چیز کو جس سے ہمین راحت پہونچے اور جس نے ہمین راحت پہنچائی اس کو وجود عطا کیا پھر صحت و تندرستی عطا کی اگر ذرا بھی بیماری ہو جاوے تو تمام راحت رسان چیزین بھی راحت رسان نہین رہتین۔ دانت درد کرے تو اس کا نکالنا پسند ہو جاتا ہے آنکھ دُکھ دینے کا باعث بن جاوے تو گا ہے اس کا نکلنا ہی پڑتا ہے۔

برادران جب بیماری لاحق ہوتی ہے تب پتہ لگتا ہے۔ کہ صحت کیسا انعام تھا۔ اس صحت کے حاصل کرنے کو دیکھو کس قدر مال خرچ کرنا پڑتا ہے۔ طبیبون کی خوشامد۔ دعا والون تعویذ ٹوٹکے والون کی منتین غرض قسم قسم کے لوگون کے پاس جنسے کچھ بھی امید ہو سکتی ہے انسان جاتا ہے۔ دواؤن کے خرید کرنے مین کتنا ہی روپیہ خرچ کرنا پڑے بلا دریغ خرچ کرتا ہے۔ ایک آدمی مرنے لگتا ہے تو کہتے ہین دو باتین کرا دو خواہ کچھ ہی لے لو۔ حالانکہ اس نے لاکھون باتین کین۔

چونکہ ان لوگون کو جو احسانات کا مطالعہ نہین کرتے خبر بھی نہ تھی غرض یہ سب انعامات جو ہم پر ہوئے ہین اُن مین سے اول اور بزرگ ترین انعام وجود کا ہے جو اللہ تعالےٰ نے دیا ہے پس اس سورہ شریفہ مین اول اسی کا ذکر فرمایا۔

+هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ۔ انسان پر کچھ زمانہ ایسا بھی گذرا ہے یا نہین؟ کہ یہ موجود نہ تھا۔

میری حالت کو دیکھو اس وقت مین کھڑا بول رہا ہون مگر کیا کوئی تبلا سکتا ہے کہ سواسی برس پیشتر مین کہان تھا؟ اور میرا کیا مذکور تھا۔ کوئی نہین تبلا سکتا یہ جناب الٰہی کا فیضان ہے کہ ایک ذرہ سی چیز سے انسان کو پیدا کیا چنانچہ فرماتا ہے اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ۔ ہم نے انسان کو نطفہ سے بنایا نطفہ مین صدہا چیزین ایسی ہین جنسے انسان بنتا ہے۔

عام طور پر ہم لوگ اُن کو دیکھ نہین سکتے کوئی بڑی اعلیٰ درجہ کی خوردبین ہو تو اُس کے ذریعہ سے وہ نظر آتے ہین پھر بتلایا کہ پہلا انعام تو عطاء وجود تھا پھر یہ انعام کیا فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا خدا ہی کا فضل تھا کہ کان دئے۔ آنکھین دین اور سنتا دیکھتا بنا دیا۔

سارے کمالات اور علوم کا پتہ کان سے لگ سکتا ہے یا نظارۂ قدرت کو دیکھکر انسان باخبر ہو سکتا ہے۔ یہ عظیم الشان عطیے بھی کس کی جناب سے ملے؟ مولیٰ کریم ہی کی حضور سے ملے۔ آنکھین ہین تو نظارۂ قدرت کو دیکھتی ہین۔ خدا کے پاک بندون اس کے پاک صحیفون کو دیکھکر حظ اُٹھاتے ہین۔ کان کے عطیہ کے ساتھ زبان کا عطیہ بھی آ گیا کیونکہ کان اگر نہ ہون تو زبان پہلے چھن جاتی ہے۔ اب اگر ان مین سے کوئی نعمت چھن جاوے تو پتہ لگتا ہے کہ کیسی نعمت جاتی رہی۔ آنکھ بڑی نعمت ہے یا کان بڑی دولت ہے ان عطیون مین کوئی بیماری یا روگ لگ جاوے تو اُس ذرا سی نقصان کی اصلاح کے لئے کس قدر روپیہ۔ وقت خرچ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ مگر یہ صحیح سالم عمدہ بے عیب۔ بے روگ عطیہ اس مولیٰ کریم نے مفت بے مزد عنایت فرمائے ہین۔ یون نظر اُٹھاتے ہین تو وہ عجیب در عجیب تماشا ہائے قدرت دیکھتے ہوئے آسمان تک چلی جاتی ہے ادھر نظر اُٹھاتے ہین تو خوش کن نظارے دکھتی ہوئی افق سے پار جا نکلتی ہے کان کہین کہین دلکش آوازین سن رہے ہین کہین معارف وحقایق تمدنت کی داستان سے حظ اُٹھاتے ہین۔ کہین روحانی عالم کی باتون سے لطف اُٹھا رہے ہین۔ بیشک یہ مولیٰ کریم ہی کا

+ نوٹ دیکھو صفحہ ۶ کالم ۲

فضل اور احسان ہے کہ ایسے انعام کرتا ہے - پیدا کرتا ہے اور پھر ایسی بے بہا نعمتیں عطا کرتا ہے کسی کی ماں - کسی کا دوست - کسی کا باپ وہ نعمتیں نہیں دے سکتا جو خدا تعالیٰ نے دی ہیں - پھر اسی پر بس نہیں فرمائی اِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ ہم نے انسان کو ایک راہ بتلائی - یہی ایک مسئلہ ہے جو بڑا ضروری تھا - ہم پیدا ہوئے سب کچھ ملا مگر کوئی کتنی کوششیں کرے - ہمیشہ کے لئے نہ کوئی رہا ہے نہ رہے گا سارے انبیاء ورسل تمام اولیاء وکبراء ملت تمام مدبر اور بڑے بڑے آدمی سب کے سب چل دیے - پس کوئی ایسا انعام ہو جو ابد الآباد راحت اور سرور کا موجب ہو - اس کے لئے فرمایا اناھدیناہ + السبیل ہم نے ایک راہ بتلائی اگر اس پر چلے تو ابد الآباد کی راحت پا سکتا اس پاک راہ کی تعلیم ہمیشہ ہمیشہ خدا تعالے کے برگزیدہ بندوں کی معرفت ہوئی ہے -

گو خود فطرۃ انسانی میں اس کے نقوش موجود ہیں - بہت مدت گذری جب کہ دنیا میں ایک عظیم الشان انسان اس پاک راہ کی ہدایت کے لئے آیا جس کا نام آدم علیہ السلام تھا - پھر نوح - ابراھیم - موسیٰ عیسیٰ علیہم السلام آئے اور ان کے درمیان ہزاروں ہزار مامور من اللہ دنیا کی ہدایت کو آئے - اور ان سب کے بعد میں ہمارے سید ومولیٰ سید ولد آدم فخر الاولین والآخرین افضل الرسل وخاتم النبیین حضرت محمد رسول رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے - اور پھر کیسی رہنمائی فرمائی کہ ان کے ہی نمونہ پر ہمیشہ خلفاء امت کو بھیجتا رہا حتی کہ ہمارے مبارک زمانہ میں بھی ایک امام اس ہدایت کے بتانے کے لیے مبعوث فرمایا - اور اس کو اور اس کے اقوال کو تائیدات عقلیہ اور نقلیہ - و آیات ارضیہ وسماویہ سے مؤید فرما کر روز بروز ترقی عطا کرتا ہے - اور بتاتا ہے کہ کس طرح الٰہی اقتدار ایک انسان کی حفاظت کرتا ہے اور کس طرح آئے دن اس کے اعدا نیچا دیکھتے ہیں والحمد للہ رب العلمین

ہاں تو پھر خدا کی ایک ممتاز جماعت ہمیشہ اپنے اقوال سے اس راہ کو بتلاتی اور اپنے اعمال سے نمونہ دکھلاتی ہیں - جس سے ابدی آرام عطا ہو - پھر دیکھو کہ انعام الٰہی تو ہوتے ہیں مگر ان انعامات کو دیکھنے والے دو گروہ ہوتے ہیں اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ایک تو وہ لوگ ہوتے ہیں جو ان ہدایات کی قدر کرتے ہیں اور ایک وہ ہوتے ہیں جو قدر نہیں کرتے ہیں - اور ان دستوروں پر عمل درآمد نہیں دکھاتے - ہمیشہ سے یہی طریق رہا ہے ایک گروہ جو سعادتمندوں کا گروہ ہوتا ہے ان پاک راہوں کی قدر کرتا ہے اور اپنے عمل درآمد سے بتلا دیتا ہے کہ وہ فی الحقیقت اس راہ کے چلنے والے اور اس راہ کے ساتھ پیار کرنے والے ہیں اور دوسرے اپنے انکار سے بتلا دیتے ہیں کہ وہ قدر نہیں کرتے - قرآن شریف جب آیا - اور ہمارے سید ومولےٰ رسول اکرم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم اور پھر اپنے کامل اور پاک نمونہ سے ہدایت کی راہ بتلائی - بہت سے نابکار سعادت کے دشمن انکار اور مخالفت پر تل پڑے اور جو سعادت مند تھے وہ ان پر عمل کرنے کے لیے نکلے اور دنیا کے سرمایہ فخر وسعادت اور راحت وآرام ہوئے اور ان کے دشمن خائب وخاسر اور ہلاک ہوئے آخر وہ سعادت کا زمانہ گذر گیا - دور کی باتیں کیا سناؤں - گھر کی اور آج کی بات کہتا ہوں - اب بھی اسی نمونہ پر ایک وقت لایا گیا اور وہی قرآن شریف پیش کیا گیا ہے - مگر سعادت مندوں نے قدر کی اور ناعاقبت اندیش نابکاروں نے ناشکری اور مخالفت -

مگر نادان انسان کیا یہ سمجھتے ہیں کہ انعام الٰہی کی ناقدری کرنے سے ہم سے کوئی باز پرس نہ ہوگی ان کا یہ خیال غلط ہے دنیوی حکومت میں ہم دیکھتے ہیں کہ کسی حاکم کا حکم آجاوے اور پھر رعایا اس حکم کی تعمیل نہ کرے تو سزایاب ہوتی ہے - نہ ماننے والوں کا آرام رنج سے اور ان کی عزت ذلت سے متبدل ہو جاتی ہے - پھر اگر کوئی احکم الحاکمین کی بتائی راہ اپنا دستور العمل نہ بناوے تو کیونکر دکھوں اور ذلتوں سے بچ سکتا ہے -

یاد رکھو کہ حکم حاکم کی نافرمانی حسب حیثیت حاکم ہوا کرتی ہے یہ ذلت بھی اسی قدر ہوگی جس قدر کہ حاکم کے اختیارات ہیں -

دنیا کے حاکم جو محدود حکومت رکھتے ہیں ان کی نافرمانی کی ذلت بھی محدود ہی ہے مگر خدا تعالے جو غیر محدود اختیارات رکھتا ہے اس کے حکم کی خلاف ورزی میں ذلت بھی طویل ہوگی - گو یہ سچ ہے کہ سبقت رحمتی علی غضبی میری رحمت میرے غضب سے بڑھی ہوئی ہے مگر جیسی کہ اس کی طاقتیں وسیع ہیں اسی انداز سے نافرمان کی ذلت بھی ہونی چاہیئے اور ہوگی ہاں بہت سی سزائیں ایسی ہیں کہ انسان انکو دیکھتا ہے اور بہت سی سزائیں ہیں کہ انکو نہیں دیکھ سکتے تو غرض یہ ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ خدا کے قانون اور حکم کی اگر پرواہ نہ کریں گے تو کیا نقصان ہے یا نہیں نہیں خبردار ہو جاؤ - مولیٰ فرماتا ہے اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا - منکروں کو تین قسم کی سزا دیں گے -

ہر ایک انسان کا جی چاہتا ہے کہ میں آزاد رہوں جہاں میری خواہش ہو وہاں پہنچ سکوں پھر چاہتا ہے کہ جہاں چاہوں حسب خواہش نظارہ ہائے مطلوبہ دیکھوں اور آخر جی کو خوش کروں کہیں جانا پڑے تو جاؤں اور کہیں سے بھاگنا پڑے تو وہاں سے بھاگوں اور کسی چیز کو دیکھنا پڑے تو اسے دیکھوں

+ نوٹ دیکھو صفحہ ۶ کالم ۳

بہرحال اپنا دل ٹھنڈا رکھون۔

پس یہ تین عظیم الشان امور ہین۔ اگر کہین جاتا ہے تو منشا ہے کہ دل خوش ہو۔ کسی کو دیکھتا ہے تو اس لئے کہ جان کو راحت ملے۔ نتیجہ بہرحال دل کی خوشی ہے مگر جب انسان خدا تعالے کی نعمتون کا کفر کرتا ہے تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان نعمتون سے محروم ہو جاتا ہے۔

خدا تعالی نے اولاً تین ہی نعمتون کا ذکر کیا ہے عطاء وجود۔ عطاء سمع۔ عطاء بصر۔ ان نعمتون سے اگر کوئی جانی رہے تو کیا سچی خوشی اور حقیقی راحت مل سکتی ہے کبھی نہین۔ پھر خاص الخاص نعمت جو انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ ملی ہے اس کے انکار سے کب راحت پا سکتا ہے؟۔

قانون الٰہی اور شریعت خداوندی کو توڑتا ہے کہ راحت ملے؟ مگر راحت کہان؟ دیکھلو ایک نابکار انسان حدود اللہ کو توڑکر زنا کا ارتکاب کرتا ہے کہ اسے لذت وسرور ملے مگر نتیجہ کیا ہے کہ اگر آتشک اور سوزاک مین مثلاً مبتلا ہوگیا۔ تو بجائے اس کے جسم کو راحت وآرام پہونچاوے۔ دل کو سوزش اور بدن کو جلن نصیب ہوتی ہے قانون الٰہی کو توڑنے والے کو راحت کہان۔؟

پھر اس کے لئے انا اعتدنا للکفرین الی الآیہ یعنی منکر انسان کے لئے کیا ہوتا ہے۔ پاؤن مین زنجیر ہوتی۔ گردن مین طوق ہوتا ہے جنکے باعث انواع واقسام راحت وآرام سے محروم ہوجاتا ہے دل مین ایک جلن ہوتی ہے جو ہر وقت اس کو کباب کرتی رہتی ہے دنیا مین اس کا نظارہ موجود ہے مثلاً وہی نافرمان زانی۔ بدکار قسم قسم کے آرام جسمانی مین مبتلا ہوکر اندر ہی اندر کباب ہوتے ہین اور پھر نہ وہان جا سکتے ہین نہ نظر اٹھا کر دیکھ سکتے ہین اسی ہم وغم مین مصائب اور مشکلات پر قابو نہ پاکر آخر خودکشی کرکے ہلاک ہوجاتے ہین دنیا مین ہدایت کے منکرون اور ہادیون کے مخالفون نے کیا پھل پایا۔

دیکھو ہمارے سید ومولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر جنھون نے اس ابدی راحت اور خوشی کی راہ سے انکار کیا کیا حال ہوا؟ وہ عمائد مکہ جو ابو جہل۔ عتبہ۔ شیبہ وغیرہ تھے اور مقابلہ کرتے تھے وہ فاتح نہ کہلا سکے کہ وہ اپنے مفتوحہ بلاد کو دیکھتے اور دل خوش کر سکتے؟ ہرگز نہیں ان کے دیکھتے ہی دیکھتے انکی عزت گئی۔ آبرو نہ رہی۔ مذہب گیا۔ اولاد ہاتھ سے گئی۔ غرض کچھ بھی نہ رہا۔

ان باتون کو دیکھتے اور اندر ہی اندر کباب ہوتے تھے۔ اور اسی جلن مین چلدیئے۔ یہ حال ہوتا ہے منکر کا۔

جب وہ خدا تعالی کی کسی نعمت کا انکار کرتا ہے تو برے نتائج کو پالیتا ہے اور عمدہ نتائج اور آرام کے اسباب سے محروم ہوجاتا ہے۔

- باقی آیندہ انشاء اللہ تعالی۔

+ نوٹ متعلق صفحہ ۴

انسان پر ہر زمانہ ایسا آتا ہے یا زیادہ وضاحت سے یون کہو کہ ہر ادنی سے ادنی حصہ وقت جو اس پر آتا ہے اس مین انسان پر ایک نیا وقت اور نئی حالت آتی ہے جو پہلے نہ تھی کچھ ذرات اور اشیاء اس مین بڑھتی جاتے ہین اور کچھ اپنی ہستی کا زمانہ پورا کرکے نکلتے رہتے ہین۔ غرض اس آیت پر ایک گہری اور دوربین نگاہ کرنے سے وہ مسئلہ طبیعات کا ثابت ہوتا ہے کہ ہر آن مین یا آن کے بھی ادنی ترین حصہ مین (کیونکہ حین کا لفظ عام ہر اور وہ زمانہ کے ہر چھوٹے سے چھوٹے حصہ پر بولا جاسکتا ہے) ایک نیا جسم انسان اور تمام اشیاء کا ہورہا ہے جو نادان کہتے ہین ہستی سے نیستی نہین ہوتی وہ اس مسئلہ مسلمہ پر غور کرین یہ ہمارا وجود باین ہیئت وحالت جو اب موجود ہے ہمارے وجود مین آنے سے پیشتر کہان تھا بلکہ ہر آن مین جب نیا ہوتا ہے تو کہان سے آتا ہے غرضکہ قرآن کریم کا یہ فلسفہ کیسا سچا اور ثابت شدہ صداقت ہے ہر آن مین انسان اپنی حالت پر غور کرسکتا ہے اور ہر آن ایک نئی بات اس مین پاتا ہے پس اگر غور کرے تو خدا تعالی کے انعامات واحسانات کا کچھ بھی شمار اور اندازہ نہین کرسکتا۔

کیا ہی مبارک ہین وہ لوگ جو اپنے وجود کا مطالعہ کرتے ہین اور یون انعامات الٰہیہ کو دیکھکر اس کی محبت مین سرشار ہوتے ہین۔ (ایڈیٹر)

+ نوٹ متعلق صفحہ ۵

چونکہ ہدایت کے معنے طبعی قوتون کا نشو ونما بھی ہے اس لئے یہ معنے بھی ہوسکتے ہین کہ ان قویٰ بصر۔ سمع۔ وغیرہ مین جو خواص طبعیہ ہین وہ بھی اللہ تعالے نے ہی پیدا کئے ہین اور ہر ایک انمین سے....

......اپنے اس کام مین لگ رہی ہے جس کے لئے وہ پیدا ہوئی ہے اگر ان سے انسان کام نہ لے جس کے لئے وہ وضع ہوئی ہین تو اس کو ان نتائج بد کا منہ دیکھنا ہوگا جو اس سے اگلی آیت مین درج ہین۔

پس ضروری ہے کہ ان قویٰ کی قدر اور شکر کیا جاوے جو صرف ان کو برمحل خرچ کرنا ہے۔ (ایڈیٹر)

اقتباس از مکتوب

مفتی محمد صادق صاحب

آج چودھوین صدی کے سر پر اللہ تعالے کا رسول اس کی طرف سے خلقت کے لئے رحمت اور برکت ہے۔ خدا کی رحمت وسیع ہے اور اس کے ہان بخل نہین اور نہ اس کا

جو ہمارے درمیان موجود ہے بخیل ہے پر کسی کے اپنے ہی عمل خراب ہون تو وہ اپنے آپ کے سوا اور کسی پر ناراض نہ ہو۔

میرے آقا مین جانتا ہون کہ خدا ایک ہے اور اس کے سوا اور کوئی الٰہ (معبود محبوب مطلوب مطاع) نہین۔ اس کو راضی کرنیکا دروازہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اس کے سوا کوئی راہ نہین جو خدا تک جاوے۔ اللہ تعالےٰ کے اس پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانے کے واسطے آج کل سوائے آپ کے کوئی ذریعہ نہین ہر ان جو اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوئے کو نہ مانے گا وہ جہنم مین اوندھا گرے گا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ ایک ہے اور اس کے سوا اور کوئی الٰہ نہین۔ (صادق)

حیدر آباد کی انجمن اتحاد اسلامی

(۱) جو حضرت اقدس کے متبعین کی مجلس ہے نہایت سرگرمی سے اپنا کام کر رہی ہے جیسا کہ اس کے ہفتہ وار جلسون کی رویدادون سے معلوم ہوتا ہے۔

(۲) ہمارے مخدوم شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس جو لندن تشریف لے گئے تھے بخیر بمبئی پہنچے۔ انکا ارادہ سیدھے دار الامان آنے کا تھا مگر انکے عم زاد بھائی کی خبر وفات نے پہلے ان کو گجرات جانے پر بحکم حضرت اقدس مجبور کیا ہے غالباً شیخ صاحب جلسہ الوداع پر تشریف لائین گے۔

(۳) حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب [illegible] کے لئے سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے امید کی جاتی ہے کہ جلسہ پر تشریف لے آئین گے۔

(۴) اتفاق حسنہ سے ڈاکٹر رحمت علی صاحب افریقہ سے تشریف لائے اور مع الخیر واپس رخصت ہوے ڈاکٹر صاحب کے چہرہ سے رشد و سعادت کے آثار نمایان ہین افریقہ مین ڈاکٹر صاحب کی ذاتی نمونہ سے بہت لوگون نے فائدہ اٹھایا خدا تعالےٰ ڈاکٹر صاحب کا سا خلوص۔ محبت۔ استقلال سب کو عطا کرے

(۵) حضرت اقدس نے الہامی پیشگوئی کے متعلق نیا اشتہار شائع فرمایا ہے اگلے آنکہ مین درج کیا جاوے گا انشاء اللہ تعالےٰ

فائدہ ہو تو قیمت واپس لو

مندرجہ ذیل ادویات تجربہ کثیر کے بعد شائع کی جاتی ہین اگر حسب ترکیب استعمال سے فائدہ نہ ہو تو بعد وضع محصول ڈاک قیمت واپس لو سچائی کے لئے یہی کافی امر ہے

(۱) دوائی قوت باہ (داخلی و خارجی علاج) چودہ قسم کی ضعف باہ کا حکمی علاج قیمت علاج خارجی ۵ علاج داخلی عا

(۲) دوائی بواسیر خونی و بادی کے لئے اکسیر ہے عا

(۳) دافع خفقان ہر قسم للعہ

(۴) علاج آتشک سے

(۵) دوائی سوزاک کہنہ و جدید ہر قسم عا

(۶) خضاب سالانہ جو نیل کی طرح لگایا جاتا ہے عہ

(۷) دوائی مصفی خون معہ

مندرجہ بالا ادویات کی قیمت صرف ایک مریض کے علاج کے لئے ہے اگر اس قدر دوائی سے کوئی نقص باقی رہے زاید دوا مفت دیجاوے گی۔

تمام درخواستین بنام حکیم محمد امین خادم مسیح موعود بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور آنی چاہیئین۔

صاحبزادہ صاحب کے مکان کا چندہ

نواب خان صاحب تحصیلدار جہلم عہ

اشتہار

میلہ مال مویشی و اسپان دیوالی ۲۸ر اکتوبر ۱۸۹۹ء سے شروع ہوکر ۶ نومبر ۱۸۹۹ء تک امرتسر مین قرار پایا ہے اس لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ مبلغ دو ہزار روپیہ مال مویشی کو مطابق شرائط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کی گئی ہے دیا جاوے گا۔ اور مبلغ چار سو روپیہ گھوڑون کو انعام دیا جاوے گا اگر کسی کو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوا لے مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہو لے چاہئیں ورنہ قابل انعام تصور نہین ہونگے اور مادہ گاوان قابل انعام کے دودھ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاوے گا یعنی یکم دوم سوم نومبر ۱۸۹۹ء کو دو وقت صبح اور شام دودھ دوہ کر وزن کیا جاوے گا۔ اور نیز میلہ اسپان بھی حسب دستور اس موقعہ پر ہوگا فروخت اسپان پر ایک روپیہ فیصدی محصول لیا جاوے گا اور واضح ہو کہ میلہ مویشی مین جو ٹکٹ فیس وقت داخل ہونے احاطہ مین مال کے دیا جاتا ہے وہ بوقت واپسی یعنی باہر نکال لے جانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جاوے گا اور خریدار مال کے پاس رسید بطور سند وصول یابی قیمت کے رہے گی۔ (دستخط)

المشتہر
مسٹر جے۔ جی۔ ایل
صاحب بہادر سکرٹری میونسپل
کمیٹی
امرتسر

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ عہ رخاص ممیرانی ماشہ عسہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہئے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شئے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اس لئے مین بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورۂ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

۲ مین بڑی خوشی سے ممیرے کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مینے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکون پہنا خورہ خورہ والے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور درد کرتی رہتی تھین ان مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی مین فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پر سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳ مینے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے درد دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برج لال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید پیر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی اسناد مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ ۵۰۰۰ روپیہ انعام دیا جاوے گا [illegible]

(مطبع انوار احمدیہ قادیان مین شیخ یعقوب علی [illegible] شائع ہوا)

رجسٹرڈ ایل ،،

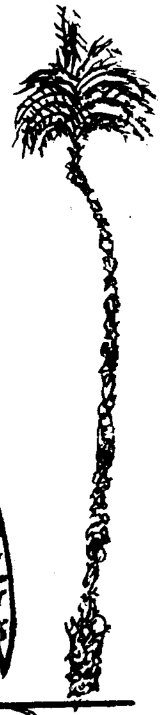

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اخبار الحکم

جلد — قادیان دار الامن والامان مورخہ ۳۱- اکتوبر ۱۸۹۹ء — نمبر

خطبہ (موعظت)

◆

جو
۲۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء حضرت مولٰنا
مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی
نے پڑھا۔

وَمَا کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا کَآفَّۃً ط فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَۃٍ مِّنْہُمْ طَآئِفَۃٌ لِّیَتَفَقَّہُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَہُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَیْہِمْ لَعَلَّہُمْ یَحْذَرُوْنَ ۝

سورۂ توبہ رکوع ۱۵

یہ تو ہو نہیں سکتا کہ کل مومن اللہ تعالیٰ کی راہ مین نکلین اور اپنے وطنون کو چھوڑین - کیون ایسا نہ ہونا چاہیے کہ ہر فرقہ اور جماعت مین سے چند آدمی خدا تعالیٰ کی راہ مین نکلین اور اپنے آرام اور اوطان کو چھوڑ کر **خلیفۃ اللہ** کی خدمت مین آکر رہین اس لئے کہ دین کی سمجھ پیدا ہو اور خلیفۃ اللہ کے مبارک منہ کی پاک باتین سنکر اور اُس سے سبق لے کر اپنی قوم کے پاس واپس جاوین اور اہل غفلت کو ڈراوین اور بیدار کرین شاید وہ خوف کرجاوین۔

مینے بہت غور کی ہے اور میری عمر کا بہت بڑا حصہ اسی غور و فکر مین گذرا ہے اور اللہ علیم اس بات کا گواہ ہے کہ مجھے ہوش کے زمانہ سے یہی شوق دامنگیر رہا کہ خدا کی رضا کی راہین حاصل کرون اور میری بڑی خواہش اور سب سے بڑی آرزو یہی رہی ہے کہ کسی طرح اپنے مولی کریم کو راضی کرون -

حضرت مولوی **نور الدین** صاحب (خدا تعالےٰ اُن پر اپنا بے حد فضل کرے) سے مجھے اللہ تعالیٰ نے ملا دیا - اور اس طرح مجھے دین کی طرف اور قرآن کریم کے معارف اور حقایق طرف توجہ ہوئی - مگر باینہمہ بعض اخلاق ردیہ کی اصلاح نہ ہوئی اور طبیعت معاصی کی طرف اس طرح جاتی جیسے ایک سرکش جانور رسا تڑا کر بے اختیار دوڑتا ہے اور قابو سے نکل جاتا ہے اور میری روح مین وہ سیری اور لذت نہ ہوئی جس کا کہ مین جویان تھا اس مین شک نہین کہ قرآن کریم کے حقایق و معارف مینے حضرت مولانا صاحب کے منہ سے سننے اور بہت فیض اُٹھایا اور مین اعتراف کرتا ہون کہ پختہ مسلمان اور غیور بنگیا لیکن مین نہین جانتا کہ وہ کیا بات تھی جس سے روح مین ایک بیقراری اور اضطراب محسوس ہوتا تھا اور سکون اور جمعیت خاطر جس کے لئے صوفی ترستے ہین میسر نہ آتی تھی اور اس اثنا مین ایک بڑی نازا بات اور ناشدنی گردن زدنی عقیدہ کی پرورش مین بڑا متوجہ تھا اور گویا بغل مین ایک ہبل اور لات کو رکھتا تھا اور دل مین سمجھتا تھا کہ یہ خدا کی رضا کی راہ ہے مگر خدا تعالےٰ نے خوب جانتا ہے کہ اس کے اختیار کرنے مین بھی نیت نیک تھی۔

سید احمد خان صاحب

کے خیالات ۔ ابھی میں ۱۷ یا ۱۸ برس کی عمر کا سادہ لڑکا تھا کہ سید صاحب کے خیالات کے پڑھنے کا مجھے موقع ملا یعنی تہذیب اخلاق جو سید کے خیالات اور معتقدات کا آئینہ تھا میں اُسے شروع اشاعت سے پڑھنے لگا اڑتیس برس کی عمر تک اس میں متوغل رہا سید صاحب کے قلم سے کوئی ایسا خط نہیں نکلا الا ماشاءاللہ جو میں نے نہ پڑھا ہو اُن کی تفسیر کو بڑے عشق سے پڑھتا برابر بیس بائیس برس کا زمانہ معمولی نہیں ایک بڑی مدت ہے اس عرصہ میں بھی میری روح کو طمانینت اور سکینت حاصل نہ ہوئی اور وہی اضطراب اور بیقراری دامنگیر رہتی بلکہ بعض بعض اوقات میں اپنی تنہائی کی گھڑیوں میں ہلاک کرنے والی بے چینی محسوس کرتا اور میں آخر اس نتیجہ پر پہونچتا کہ ہنوز اگر خدا تعالے کو خوش کیا ہوتا اور واقعی خدا تعالے سے سچا تعلق پیدا ہوگیا ہوتا تو ضرور تھا کہ سکینت اور طمانینت کا سرد پانی میرے اُبلتے ہوئے کلیجہ کو ٹھنڈا کرتا ۔ اس خیال سے تزلزل و تذبذب اور پریشانی اور بھی بڑھتی گئی۔

میرے مخدوم مولوی صاحب بھی سید صاحب کی تصانیف منگواتے اور صفات الٰہی کے مسئلہ میں ہمیشہ سید صاحب سے الگ رہے اور میں اُن کے ساتھ ہو کر بھی سید صاحب کی ہر بات کی پیچ کرتا اور کبھی مولوی صاحب مجھ سے اُلجھ بھی پڑتے مگر میں اقرار کرتا ہوں کہ وہ میرے اس جن کے نکالنے میں کامیاب نہ ہوئے۔ **فتوحات ابن عربی** اور **امام غزالی** کی احیاء العلوم کو میں نے کئی بار پڑھا اور خوب غور اور تدبر سے پڑھا مگر میں سچ کہتا ہوں کہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی والا معاملہ رہا شاید میری روح ہی ایسی تھی کہ تسلی نہ پا سکتی تھی یا وہ خیالات واقعی طمانینت کا موجب نہ تھے ۔ مگر اب کہوں گا کہ وہ خیالات ہی یقینا یقینا تسلی بخش راہ نہ دکھا سکتے تھے۔

بہر حال میں اس کو گناہ نہ سمجھتا تھا دل بیقرار رہتا تھا اور ایک دھڑکا لگا ہوا تھا ۔ میں نے کئی بار رویا میں دیکھا کہ بڑے جلتے ہوئے شعلے مارتی ہوئی آگ کے بھٹوں میں اور کوندتی ہوئی بجلیوں میں ڈالا گیا ہوں اور پھر کئی بار بصیرت کی آنکھ سے دیکھا کہ بہشت میں ڈالا گیا ہوں ۔ مگر میں وجوہات اور اسباب کو نہ سمجھتا تھا ۔ اسی بیقراری اور اضطراب میں میری عمر کا ایک بڑا حصہ گذر گیا یہاں تک کہ حضرت مولوی **نور الدین** کے طفیل سے ۔ امام الزمان ۔ نور مرسل اور خلیفۃ اللہ کی صحبت نصیب ہوئی حضرت مولانا نور الدین کو تو بہت برس پیشتر **براہین احمدیہ** کے اشتہار کی ایک پرچہ نے اس نور کا پتہ دیدیا تھا ۔ اور اسوقت ہمارے **آقا و امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام** ابھی گوشہ گزین تھے اور کجدار و مریز دنیا میں ہنوز قدم نہ رکھا تھا۔

غرض مولوی صاحب نے مجھے **امام الزمان** کے متعلق فرمایا چونکہ مولوی صاحب کے ساتھ ایک خاص محبت اور ان پر اعلیٰ درجہ کا حسن ظن تھا میں نے مان لیا مگر وہ بصیرت اور معرفت نصیب نہ ہوئی۔

مارچ ۱۸۸۹ء کا ذکر ہے کہ حضرت **امام** نے بیعت کا اشتہار شائع کیا اور مولوی صاحب لدھیانہ تشریف لے گئے اور مجھے بھی ساتھ لے گئے میں صاف کہوں گا کہ میں اپنی خوشی سے نہیں گیا بلکہ زور سے ساتھ لے گئے ان دنوں میں بیعت کرنے کا اول فخر مولوی صاحب کو ہوا ۔ مگر میں اس وقت بھی اڑ گیا اور روح میں کشائش اور سینہ میں انشراح نہ دیکھ کر رُکا مولوی صاحب کے اصرار اور الحاح سے بیعت کر لی ۔ یہ سچا اظہار ہے شاید کسی کو فائدہ پہونچے اس کے بعد میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے دل و روح میں ایک تبدیلی پیدا ہونی شروع ہوئی میں نے اس دعا کو جس کا میں ایک عرصہ دراز سے جویاں تھا قریب بیقین کیا ۔ میرے دل میں ایک سکینت اُترتی ہوئی محسوس ہوتی تھی اور دل میں ایک طاقت اور لذت آتی معلوم ہونے لگی ۔ یہاں تک کہ ۱۸۹۰ء میں مسیح موعود کے دعوے کا اعلان ہوا ۔ اور اس سال کے آخر میں حضور نے مجھے خط لکھا کہ میں ازالہ اوہام تصنیف کر رہا ہوں اور بیمار ہوں کاپیاں پڑھنی پروف دیکھنی خطوط لکھنے کی تکلیف کا متحمل نہیں ہو سکتا جسطرح بن پڑے آ جائیں ۔ ادھر سے مولوی نور الدین صاحب کا خط آیا کہ حضرت کو تکلیف بہت ہے لدھیانہ جلدی جاؤ ۔ اس وقت میں مدرسہ میں مدرس تھا وہاں سے رخصت لے کر لدھیانہ پہونچا۔

اور میں اقرار کرتا ہوں کہ ہنوز دنیا اور ہوائے دنیا سے میرا دل سیر اور نوکری سے قطعاً بیزار نہ ہوا تھا ۔ اور جو دس پندرہ روپے ملتے تھے اُنھیں غنیمت سمجھتا تھا اور عزم تھا کہ اختتام پر پھر اس سلسلہ کو اختیار کروں گا۔

مگر جب میں تین ماہ تک حضرت اقدس کی صحبت میں رہا اور یہ پہلا موقعہ اتنی دراز صحبت کا ملا ۔ میں نہیں جانتا کہ وہ خیال اور وہ آرزو کدھر گئی ۔ اس قسم کے خیالات سے میری روح کو صاف کر دیا گیا اور میرا سینہ دھویا گیا اور اندر سے

آواز آئی کہ تو دنیا کے کام کا نہین۔ بس پھر کیا تھا۔ تین ماہ کی رخصت کے پورے ہونے ہونے یہ سب خیالات جاتے رہے اور پھر نہ واپس نہ استعفا خدا تعالی نے دنیا کی دلدل سے مجھے بالکل نکالدیا اس وقت سے لے کر سنہ ۱۸۹۳ء تک مجھکو چھ چھ مہینے اور برس تک بھی حضرت اقدس کی صحبت مین رہنے کا اتفاق ہوا۔ اور اب تو ایک سکنڈ اور طرفۃ العین کے لئے بھی میری روح جدائی گوارا نہین کرتی۔ اور ایک خوبصورت اُمید میرے سینہ مین ہے کہ انشاء اللہ میرا جینا میرا مرنا ان ہی پاؤن مین ہوگا۔ اور اگر مین اب یہان سے چند روز کے لئے کہین جاتا ہون تو دل کی آرزو کے خلاف مجبورًا پکڑا جاتا ہون۔

غرض پھر مجھے آپ کی صحبت مین رہنے کا اتفاق ہوا۔ اور اسوقت مجھے معلوم ہوا کہ وہ بڑا ایمان جسکو **سید احمد خان** کے خیالات سے اقتباس کیا تھا وہ روح کو تقوی و طہارت بخشنے والی اور سچی سکینت دینے والی شئے نہ تھی وہ ایک فلسفیانہ اور مترددانہ اور متوہمانہ خوابہائے پریشان کا سرجوش ایمان یا جذبہ تھا ایک ایک وقت مین ان خیالات پر غور کرنے سے میری روح تڑپ تڑپ گئی ہے اور جسم پر لرزہ پڑگیا ہے کہ مین کبھی جس کو صراط مستقیم سمجھتا تھا وہ خدا سے دور ڈالنے والی خطرناک راہ تھی مین راستی سے کہتا ہون اور خدا گواہ ہے کہ ان خیالات کے متعلق حضرت اقدس سے کبھی کوئی مباحثہ نہین ہوا بلکہ صرف اُس کے منہ سے پاک باتین سنتا رہا اور صفات الٰہی اور قرآن کریم کی عظمت اور خوبیوں کے تذکرے سنتا رہا۔ پھر آپ کی زندگی اور تعلیم و عمل نے بتایا کہ خدا کا متصرف اور زندہ ہونا اور متکلم خدا ہونا نہ کسی پہلے زمانہ مین تھا بلکہ اب بھی اُسی طرح پر وہ **حي۔ قیوم۔ متکلم۔** اور **متصرف** خدا ہے۔ ان باتون کو جب سنا نہین نہین دیکھا تو جیسے ایک گھٹا ٹوپ اندھیرے مین چراغ کے آجانے سے ہر ایک چیز قرینہ سے رکھی ہوئی اور سجی ہوئی نظر آتی ہے مینے اپنے اندر ایک روشنی دیکھی اور معرفت کا نور اور بصیرت کا چراغ میرے سینہ مین نظر آنے لگا۔ مین سمجھتا تھا کہ سید احمد خان کے خیالات میرے دلسے نکل سکین گے لیکن آخر خدا تعالی نے محض اپنے فضل سے ان کو ایسا نکالا کہ گویا کبھی تھے ہی نہین **والحمد للہ علی ذلک**

اور اب مین خدا تعالی کو گواہ رکھکر کہتا ہون کہ محض **امام الزمان** کی صحبت کے طفیل سے ان خیالات سے مجھے اس سے کہین زیادہ نفرت اور بیزاری ہے جیسے اور مردار کھانے سے اور مین پھر کہتا ہون کہ یہ شہادت اپنی تبدیلی کی محض اسلئے پیش کی ہے کہ تا کسی سوچنے والے دل اور غور کرنے والی طبیعت کو ہدایت اور نور کی طرف رہبری کرسکے۔ اور یہ بتلایا جاوے کہ کفر اور شرک سے شدید بغض اور نفرت جو ایمانی غیرت کا تقاضا اور نور اور توحید سے محبت ہے اس ایک ہاں اسی ایک انسان کے پاک انفاس کا نتیجہ ہے۔ مین اللہ کے لئے یقین دلاتا ہون کہ کفر اور لوازم کفر سے بغض رکھنا اور اُسے دل مین مردار اور سور سمجھنا یہ ہر ایک انسان کا خاصہ اور ہر ایک کا دل گردہ نہین اور جب تک ایک ہادی اور مرشد ایسا نہ ہو کہ اُسے قلباً شرک سے بیزاری ہو اور اُس کے انفاس طیبہ مین کفر سے بیزاری بخشنے والی پوری تاثیر نہ ہو جب تک انسان معاصی اور کفر اور فسق کی راہون سے بچ نہین سکتا۔ خدا کا شکر ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہمارے آقا و مرشد جانشین محمد احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مرزا **غلام احمد قادیانی** مسیح موعود بھی کفر سے ایسے بیزار ہین اور آپ کی صحبت اور آپ کے کلام سے مستفید ہونے والا بھی کفر سے واقعی بیزار ہو جاتا ہے۔ اور کوئی گدی اور کوئی سلسلہ ایسا نہین جو گناہ سے سچی نفرت دلا سکے اور جسے کفر و شرک سے لڑائی رہتی ہو اگر کوئی ہے تو از راہ کرم بتاؤ۔

میرے دوستو ایک ہی انسان ہے جس کی صحبت مین آج گناہ سے نفرت۔ خدا سے اُلفت۔ رسول سے اُلفت پیدا ہو سکتی ہے۔ یہ ہے میرا حال۔ اور اس کو اس لئے بیان کیا ہے تاکہ میرے دوستون اور بھائیون کو فائدہ اور دوسرون کو سبق ملے۔ باوجود اس کے کہ مین تا باستطاعت **قرآن۔ فقہ۔ حدیث** اور دین کی ضروری کتابین پڑھتا مگر خود بخود بلا مدد و دستگیرے اس منزل تک نہ پہونچ سکا جہان مجھے پہونچنا تھا اور جو میری روح کی تسلی اور اطمینان کے لئے ضروری تھی۔ جب تک کہ مجھے صحبت کا شرف حاصل نہین ہوا۔ اکثر کہتے ہین کہ قرآن اور حدیث کے ہوتے ہوئے کس امام کی ضرورت تھی۔ وہ احمق ہین اور وہ نہین جانتے کہ باوجودیکہ آنکھون مین نور اور کانون مین شنوائی کے پردے موجود ہین لیکن پھر بھی آفتاب اور ہوا کے بدون وہ سن نہین سکتے اور نہ دیکھ سکتے ہین۔

لاریب **قرآن** کریم ایک [illegible] اور حدیث

ی شمع روشن ہے لیکن ایک زندہ نمونہ کار ہے جو قرآن کی طرف لے جا سکے ور قرآن سمجھا سکے۔ اب بھی اس کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسے حضور حامل قرآن علیہ صلوات الرحمن کے عمل کی قرآن کے ساتھ ضرورت تھی۔ کاش لوگ سمجھیں۔ اسی لئے تو خدا کہتا ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰہَ۔ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ تقویٰ اللہ اور ایمان کی حقیقت معلوم کرنی چاہئے بلکہ اپنی زندگی اور روح مین اس کے اثرون کو محسوس اور اس کی کیفیتون سے محظوظ ہونا چاہئے ہو تو امام کی صحبت کا شرف حاصل کرو اور۔ چونکہ سب کے سب نہین آسکتے اس لئے ایسا ہونا چاہئے کہ ہر محلہ اور ہر شہر مین سے ایک یا دو آدمی جو سمجھدار اور فراست اور ملکہ رکھتے ہون اور خدا کی پاک باتون کے سننے کا مذاق رکھتے ہون وہ آئین اور آسمانی علوم سے حصہ لین۔

عزیزو! بڑی ضرورت ہے امام کے پاس بیٹھنے کی۔ اور اس کی باتون کا سننا بڑی بات ہے اگر کوئی اس امر سے بے نیازی ظاہر کرتا ہے تو وہ یاد رکھے کہ خدا تعالےٰ اس سے بے نیاز ہے بے نیاز ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

* * *

بنگر ای قوم نشانہای خداوند قدیر
چشم بکشا کہ بہر چشم نشانی است کبیر

دیکھنے والون کیلئے ایک ور نشان

ذیل مین ہم اخبار چودھوین کے حوالہ سے (جو بجوالہ نیر آصفی رقمطراز ہے) ایک خبر درج کرتے ہین جو **حسین کامی** آفندی کے تغلب چندہ مظلومان کریٹ اور اس کے معتوب سلطانی ہونے کے متعلق ہے۔ ہمارے ناظرین کی یاد سے وہ اشتہار ابھی بھولا نہ ہوگا جو حجۃ اللّٰہ فی الارض امام ہمام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حسین کامی کے عنوان سے شائع کیا تھا۔ جس مین سلطنت روم کے ارکان کی روحانی کمزوری پر اپنی الہامی فراست سے بحث کی ہے۔ اور ناظرین کو یہ بھی یاد ہوگا کہ **حسین کامی** کے اشتہار پر حضرت اقدس کی مخالفت نئی روشنی کے مسلمانون مین حد سے بڑھ گئی تھی۔ چنانچہ چودھوین صدی کے بزرگ نے اسی اشتہار پر سہ

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکان برد

والا شعر پڑھا تھا۔ اور چودھوین صدی نے بھی اپنی طرف سے خوب دھڑلے کے مضامین شائع کئے تھے۔ اور ایسا ہی لاہور کے اخبار ناظم الہند نے بہت بدگوئی کی تھی۔ اور خود اس ناکام حسین کامی نے بھی سب وشتم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تھا۔ آخر چودھوین صدی والے بزرگ نے توبہ کی اور وہ زمرۂ خادمان **حضرت مسیح موعود علیہ السلام** مین شامل ہوا۔ اور ناظم صاحب کو بھی اپنے کئے کی سزا بھگتنی پڑی۔ اور حسین کامی صاحب اب تغلب زر چندہ مظلومان کریٹ کے تغلب مین ماخوذ ہوئے

افسوس ہے کہ اس شخص نے مظلومون پر ظلم کیا اور پھر امانت مین خیانت کی۔

اب ہم کو وہ لوگ بتلائین جنہون نے کامی صاحب کو خوب بنایا تھا اور اسکی تعریف اور خیر مقدم مین مضمون کے صفحے سیاہ کئے تھے کہ اگر اس کی حالت اور بعض دوسرے ارکان دولت عثمانیہ کی حالت حضرت اقدس کو کشفی حالت مین بری نظر آئی اور اسپر آپ نے صاف طور سے کہدیا تو کیا برا کیا مگر کیا اب بھی اس مرد خدا کی صداقت اور راستبازی سے انکار کروگے؟ بہرحال یہ ایک نشان ہے اہل دل لوگون کے لئے مبارک وہ جو اس سے فائدہ اٹھاتے ہین۔

حضرت **اقدس** کا یہ **الہام** عرصہ دراز سے شائع ہوچکا ہے کہ

اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ

جو تیری اہانت کریگا مین اسکی اہانت کرونگا۔ پس ممکن نہین کہ حضرت **اقدس** کی اہانت کے ارادہ سے کوئی اُٹھے اور ذلیل ہوکر نہ بیٹھ جاوے۔

اب ہم وہ خبر مع ریمارک چودھوین صدی درج کرتے ہین اور وہ یہ ہے

* * *

چندۂ مظلومان کریٹ اور ہندوستان

ہمین آج کی ولایتی ڈاک مین اپنے ایک لائق اور معزز نامہ نگار کے پاس سے ایک قسطنطنیہ والی چٹھی ملی ہے جس کو ہم اپنے ناظرین کی اطلاع کے لئے درج ذیل کئے دیتے ہین اور ایسا کرتے ہوئے ہمین کمال افسوس ہوتا ہے: افسوس اس وجہ سے کہ ہمین اپنی ساری اُمیدون کے برخلاف اس مجرمانہ خیانت کو جو سب سے بڑی اور سب سے زیادہ منتظم و مہذب اسلامی سلطنت کے واشنگٹن قونصل کی جانب سے بڑی بیدردی کے ساتھ عمل مین آئی اپنے ان کانون سے

سُننا اور پبلک پر ظاہر کرنا پڑا ہے جو کیفیت جناب مولوی حافظ عبدالرحمٰن صاحب الہندی نزیل قسطنطنیہ نے ہمین معلوم کرائی ہے اُس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حسین بک کامی نے بڑی بے شرمی کے ساتھ مظلومان کریٹ کے روپیہ کو بغیر ڈکار لینے کے ہضم کرلیا اور کارکن کمیٹی چندہ نے بڑی فراست اور عرق ریزی کے ساتھ اُن سے روپیہ اگلوالیا مگر دریافت نہین ہوا کہ وائس قونصل مذکور پر عدالت عثمانیہ مین کوئی نالش کی گئی یا نہین۔ ہماری رائے مین ایسے خائن کو عدالتانہ کارروائی کے ذریعہ سے عبرت انگیز سزا دی جانی چاہیئے۔

بہرحال ہم اُمید کرتے ہین کہ یہی ایک کیس غبن کا ہوگا جو اس چندہ کے متعلق وقوع مین آیا ہو اور جو رقوم چندہ جناب ملا عبدالقیوم صاحب اول تعلقدار لنگسور اور جناب عبدالعزیز بادشاہ صاحب ٹرکس قونصل مدراس کی معرفت حیدرآباد اور مدراس سے روانہ ہوئین وہ بلا خیانت قسطنطنیہ کو کمیٹی چندہ کے پاس برابر پہونچ گئی ہونگی۔

قسطنطنیہ کی چٹھی

ہندوستان کے مسلمانون نے جو گزشتہ دو سالون مین مہاجرین کریٹ اور مجروحین عساکر حرب یونان کے واسطے چندہ فراہم کرکے قونصل ہائے دولۃ علیہ ترکیہ مقیم ہند کو دیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ ہر زرچندہ تمام وکمال قسطنطنیہ مین نہین پہونچا اور اس امر کے باور کرنے کی یہ وجہ ہوئی ہے کہ حسین بک کامی وائس قونصل مقیم کراچی کو جو ایک ہزار چھ سو روپیہ کے قریب مولوی محمد انشاءاللہ صاحب اڈیٹر اخبار وکیل امرتسر اور مولوی محبوب عالم صاحب اڈیٹر پیسہ اخبار لاہور نے مختلف مقامات سے وصول کرکے بھیجا تھا وہ سب غبن کرگیا۔ ایک کوڑی تک قسطنطنیہ مین نہین پہونچائی مگر خدا کا شکر ہے کہ سلیم پاشا ملحمہ کارکن کمیٹی چندہ کو جب خبر پہونچی تو اُس نے بڑی جانفشانی کے ساتھ اس روپیہ کے اگلوانے کی کوشش کی اور اس کی اراضی مملوکہ کو نیلام کراکر وصول رقم کا انتظام کیا اور باب عالی مین غبن کی خبر بھجواکر نوکری سے موقوف کرایا۔ اس لئے ہندوستان کے جملہ اصحاب جرائد کی خدمت مین التماس ہے کہ وہ اس اعلان کو قومی خدمت سمجھکر چار مرتبہ متواتر اپنے اخبارات مین مشتہر فرمائین اور جس وقت اُن کو معلوم ہو کہ فلان شخص کی معرفت اس قدر روپیہ چندہ کا بھیجا گیا تو اُس کو اپنے جریدہ مین مشتہر کرائین اور نام مع عنوان کے ایسا مفصل لکھین کہ بشرط ضرورت اُس سے خط وکتابت ہوسکے اور ایک پرچہ اس جریدہ کا خاکسار کے پاس بمقام قاہرہ اس پتہ سے روانہ فرمائین۔

حافظ عبدالرحمن الہندی الامرتسری
سکہ جدیدہ - دکان صالح آفندی
قاہرہ (ملک مصر)

ایک الہامی پیشگوئی کا اشتہار

چونکہ مجھے ان دنون مین چند متواتر الہام ہوئے ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ عنقریب آسمان سے کوئی ایسا نشان ظاہر کرے گا جس سے میرا صدق ظاہر ہو اس لئے مین اس اشتہار کے ذریعہ سے حق کے طالبون کو اُمید دلاتا ہون کہ وہ وقت قریب ہے کہ جب آسمان سے کوئی شہادت میری تائید کے لئے نازل ہوگی۔ یہ ظاہر ہے کہ جس قدر خدا تعالےٰ کے مامور دنیا مین آئے ہین گو اُنکی تعلیم نہایت اعلیٰ تھی اور اُن کے اخلاق نہایت اعلیٰ تھے اور اُن کی زیرکی اور فراست بھی اعلےٰ درجہ پر تھی لیکن اُن کا خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونا لوگون نے قبول نہ کیا جب تک کہ اُن کی تائید مین آسمان سے کوئی نشان نازل نہین ہوا۔

اسی طرح خدا تعالیٰ اس جگہ بارش کی طرح اپنے نشان ظاہر کر رہا ہے تا دیکھنے والے دیکھین اور سوچنے والے سوچین۔ اور اب مجھے بتایا گیا ہے کہ ایک برکت اور رحمت اور اعزاز کا نشان ظاہر ہوگا جس سے اکثر لوگ تسلی پائینگے جیساکہ ۱۴ر ستمبر ۱۸۹۹ء کو یہ الہام ہوا۔

ایک عزت کا خطاب

ایک عزت کا خطاب

لَکَ خِطَابُ الْعِزَّۃِ

ایک بڑا نشان اسکے ساتھ ہوگا

یہ تمام خدائے پاک قدیر کا کلام ہے جس کو مینے موٹے قلم سے لکھدیا ہے اگرچہ انسانون کے لئے بادشاہون اور سلاطین وقت سے بھی خطاب ملتے ہین مگر وہ صرف لفظی خطاب ہوتے ہین جو بادشاہون کی مہربانی اور کرم اور شفقت کی وجہ سے یا اور اسباب سے کسی کو حاصل ہوتے ہین اور بادشاہ اس کے ذمہ وار نہین ہوتے کہ جو خطاب انھون نے دیا ہے اس مفہوم کے موافق وہ شخص اپنے تئین ہمیشہ رکھے جس کو ایسا خطاب دیا گیا ہے۔ مثلاً کسی بادشاہ نے کسی کو شیر بہادر کا خطاب دیا تو وہ بادشاہ

اس بات کا متکفل نہیں ہو سکتا کہ ایسا شخص ہمیشہ اپنی بہادری دکھلاتا رہیگا بلکہ ممکن ہے کہ ایسا شخص ضعف قلب کی وجہ سے ایک چوہے کی تیز رفتاری سے بھی کانپ اٹھتا ہو چہ جائیکہ وہ کسی میدان میں شیر کی طرح بہادر دکھلاوے لیکن وہ شخص جس کو خدا تعالے سے شیر بہادر کا خطاب ملے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ درحقیقت بہادر ہی ہو کیونکہ خدا انسان نہیں ہے کہ جھوٹ بولے یا دھوکا کھاوے یا کسی پولیٹیکل مصلحت سے ایسا خطاب دیدے جس کی نسبت وہ اپنے دل میں جانتا ہے کہ دراصل وہ شخص اس خطاب کے لائق نہیں ہے اس لئے یہ بات محقق امر ہے کہ فخر کے لائق وہی خطاب ہے جو خدا تعالے کی طرف سے ملتا ہے اور وہ خطاب دو قسم کا ہے **اول** وہ جو **وحی** اور الہام کے ذریعہ سے خدا تعالے کی طرف سے عطا ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک نبیوں میں سے کسی کو **صفی اللہ** کا لقب دیا اور کسی کو **کلیم اللہ** کا اور کسیکو **روح اللہ** کا اور کسی کو **مصطفیٰ** اور **حبیب اللہ** کا ان تمام نبیوں پر خدا تعالیٰ کا **سلام** اور رحمتیں ہوں اور دوسری قسم خطاب کی یہ ہے کہ اللہ تعالے بعض نشانوں اور تائیدات کے ذریعہ سے بعض اپنے مقبولین کی اس قدر محبت لوگوں کے دلوں میں یکدفعہ ڈالدیتا ہے کہ یا تو ان کو جھوٹا اور کافر اور مفتری کہا جاتا ہے اور طرح طرح کی نکتہ چینیاں کی جاتی ہیں اور ہر ایک بد عادت اور عیب ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور یا ایسا ظہور میں آتا ہے کہ انکی تائید میں کوئی ایسا پاک نشان ظاہر ہو جاتا ہے جس کی نسبت کوئی انسان کوئی بدظنی نہ کر سکے اور ایک موٹی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکے کہ یہ نشان انسانی ہاتھوں اور انسانی منصوبوں سے پاک ہے اور خاص خدا تعالے کی رحمت اور فضل کے ہاتھ سے نکلا ہے تب ایسا نشان ظاہر ہونے سے ہر ایک سلیم طبیعت بغیر کسی شک و شبہ کے اُس انسان کو قبول کر لیتی ہے اور لوگوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی یہ بات پڑجاتی ہے کہ یہ شخص درحقیقت سچا ہے تب لوگ اس الہام کے ذریعہ سے جو خدا تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے اُس شخص کو صادق کا خطاب دیتے ✚ ہیں کیونکہ لوگ اس کو صادق صادق کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور لوگوں کا یہ خطاب ایسا ہوتا ہے کہ گویا خدا تعالیٰ نے آسمان سے خطاب دیا کیونکہ خدا تعالیٰ آپ ان کے دلوں میں یہ مضمون نازل کرتا ہے کہ لوگ اس کو صادق کہیں۔ اب جہانتک میں نے غور کیا ہے اور فکر کی ہے میں اپنے اجتہاد سے نہ کسی الہامی تشریح سے اُس الہام کے جس کو میں نے ابھی ذکر کیا ہے یہی معنے کرتا ہوں کیونکہ ان معنوں کے لئے اس الہام کا آخری فقرہ ایک بڑا قرینہ ہے کیونکہ آخری فقرہ یہ ہے کہ ایک بڑا نشان اس کے ساتھ ہو گا لہذا میں اپنے اجتہاد ✱✱ سے اس کے یہی معنی سمجھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس جھگڑے کے فیصلہ کرنے کے لئے جو کسی حد تک پورا ہو گیا ہے اور حد سے زیادہ تکذیب اور تکفیر ہو چکی ہے کوئی ایسا برکت اور رحمت اور فضل اور صلحکاری کا نشان ظاہر کرے گا کہ وہ انسانی ہاتھوں سے برتر اور پاک تر ہو گا۔ تب ایسی کھلی کھلی سچائی کو دیکھکر لوگوں کے خیالات میں ایک تبدیلی واقع ہو گی اور نیک طینت آدمیوں کے کینے یکدفعہ رفع ہو جائیں گے۔ مگر جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے یہ میرا ہی خیال ہے ابھی کوئی الہامی تشریح نہیں ہے۔ میرے ساتھ خدا تعالے کی عادت یہ ہے کہ کبھی کسی پیشگوئی میں مجھے اپنی طرف سے کوئی تشریح عنایت کرتا ہے اور کبھی مجھے میرے فہم پر ہی چھوڑ دیتا ہے مگر یہ تشریح جو ابھی میں نے کی ہے اسکی ایک خواب بھی مؤید ہے جو ابھی ۲۱ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو میں نے دیکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے خواب میں محبی اخویم مفتی **محمد صادق** کو دیکھا ہے اور قبل اس کے جو میں اس خواب کی تفصیل بیان کروں اس قدر لکھنا فائدہ سے خالی

✚ نوٹ اس خطاب کی مثال یہ ہے کہ جیسا کہ مصر کے بادشاہ فرعون نے حضرت یوسف علیہ السلام کو صدیق کا خطاب دیا کیونکہ بادشاہ نے جب دیکھا کہ اس شخص نے صدق اور پاک باطنی اور پرہیزگاری کے محفوظ رکھنے کے لیے بارہ برس کا جیلخانہ اپنے لئے منظور کیا مگر بدکاری کی درخواست کو نہ مانا بلکہ ایک لحظہ کے لئے بھی دل پلید نہ ہوا تب بادشاہ نے اس راستباز کو صدیق کا خطاب دیا جیسا کہ قرآن شریف سورہ یوسف میں ہے **یوسف ایہا الصدّیق** معلوم ہوتا ہے کہ انسانی خطابوں میں سے پہلا خطاب وہی تھا جو حضرت یوسف کو ملا منہ

✱✱ نوٹ جن کے ساتھ خدا تعالیٰ کا معاملہ وحی اور **الہام** کے ساتھ ہو وہ خوب جانتا ہے کہ ہمیں کو کبھی اجتہادی طور پر اپنے الہام کے معنے کرنے پڑتے ہیں۔

بقیہ نوٹ ✱ اس طرح کے الہام بہت ہیں جو مجھے کئی دفعہ ہوئے ہیں اور بعض وقت ایسا الہام ہوتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ اس کے کیا معنے ہیں اور ایک مدت کے بعد اس کے معنے کھلتے ہیں مثلاً ۱۹ ستمبر ۱۸۹۹ء کو خدا تعالیٰ نے مجھ کو مخاطب کر کے اپنا کلام مجھ پر نازل کیا انا اخرجنا لک زروعا یا ابراھیم یعنی اے ابراہیم ہم تیرے لئے ربیع کی کھیتیاں اگائیں گے زروع زرع کی جمع ہے اور زرع عربی زبان میں ربیع کی کھیتی یعنی کنک (گیہوں، و جو وغیرہ کو کہتے ہیں مگر آثار ایسے نہیں ہیں کہ یہ الہام اپنے ظاہر معنوں کے رو سے پورا ہو کیونکہ ربیع کی تخم ریزی کے ایام گویا گذر گئے لہذا مجھ پر صرف اجتہاد سے یہ معنے معلوم ہوتے ہیں کہ تجھے کیا غم ہے تیری کھیتیاں تو بہت نکلیں گی یعنی ہم تیری تمام حاجات کے متکفل ہیں ایسا ہی ایک

نہین ہوگا کہ مفتی محمد صادق میری جماعت مین سے اور میرے مخلص دوستون مین سے ہین جن کا گھر بھیرہ ضلع شاہ پور مین ہے مگر ان دنون مین ان کی ملازمت لاہور مین ہے یہ اپنے نام کی طرح ایک محب صادق ہین مجھے افسوس ہے کہ مین اپنے اشتہار ۴ر اکتوبر ۱۸۹۹ء مین سہواً ان کا تذکرہ کرنا بھول گیا وہ ہمیشہ میرے دینی خدمات مین نہایت جوش سے مصروف ہین خدا ان کو جزاء خیر دے۔

اب خواب کی تفصیل یہ ہے کہ مین نے مفتی صاحب موصوف کو خواب مین دیکھا کہ نہایت روشن اور چمکتا ہوا چہرہ ہے اور ایک لباس فاخرہ جو سفید ہے پہنے ہوئے ہین اور ہم دونو ایک بگھی مین سوار ہین اور وہ لیٹے ہوئے ہین اور انکی کمر پر مین نے ہاتھ رکھا ہوا ہے۔

یہ خواب ہے اور اس کی تعبیر جو خدا تعالیٰ نے میرے دل مین ڈالی ہے یہ ہے کہ صدق جس سے مین محبت رکھتا ہون ایک چمک کے ساتھ ظاہر ہوگا اور جیسا کہ مین نے صادق کو دیکھا ہے کہ اس کا چہرہ چمکتا ہے اسی طرح وہ وقت قریب ہے کہ مین صادق سمجھا جاؤن گا اور صدق کی چمک لوگون پر پڑیگی اور ایسا ہی ۲۰ر اکتوبر ۱۸۹۹ء کو خواب مین مجھے یہ دکھایا گیا کہ ایک لڑکا ہے جس کا نام عزیز ہے اور اس کے باپ کے نام کے سر پر سلطان کا لفظ ہے وہ لڑکا پکڑ کر میرے پاس لایا گیا اور میرے سامنے بٹھایا گیا مین نے دیکھا کہ وہ ایک پتلا سا لڑکا گورے رنگ کا ہے۔ مین نے اس خواب کی یہ تعبیر کی ہے کہ عزیز عزت پانے والے کو کہتے ہین اور سلطان جو خواب مین اس لڑکے کا باپ سمجھا گیا ہے۔ یہ لفظ یعنی سلطان عربی زبان مین اس دلیل کو کہتے ہین کہ جو ایسی بین الظہور ہو جو باعث اپنے غایت درجہ کے روشن ہونے کے دلون پر اپنا تسلط کرلے۔ گویا سلطان کا لفظ تسلط سے لیا گیا ہے اور سلطان عربی زبان مین ہر ایک قسم کی دلیل کو نہین کہتے بلکہ ایسی دلیل کو کہتے ہین کہ جو اپنی قبولیت اور روشنی کی وجہ سے دلون پر قبضہ کرلے اور طبائع سلیمہ پر اس کا تسلط تام ہو جائے پس اس لحاظ سے کہ خواب مین عزیز جو سلطان کا لڑکا معلوم ہوا اسکی تعبیر یہ ہوئی کہ ایسا نشان جو لوگون کے دلون پر تسلط کرنے والا ہو ظہور مین آئے گا اور اس نشان کے ظہور کا نتیجہ جسکو دوسرے لفظون مین اس نشان کا بچہ کہہ سکتے ہین دلون مین میرا عزیز ہونا ہوگا جسکو خواب مین عزیز کے تمثل سے ظاہر کیا گیا پس خدا نے مجھے یہ دکھلایا ہے کہ قریب ہے جو سلطان ظاہر ہو یعنی دلون پر تسلط کرنے والا نشان جس سے سلطان کے لفظ کا اشتقاق ہے اور اس کا لازمی نتیجہ جو اس کے فرزند کی طرح ہے عزیز ہی اور یہ ظاہر ہی کہ جس انسان سے وہ نشان ظاہر ہو جسکو سلطان کہتے ہین جو دلون پر ایسا تسلط اور قبضہ رکھتا ہی جیسا کہ ظاہری سلطان جسکو بادشاہ کہتے ہین رعایا پر تسلط رکھتا ہی تو ضرور ہے کہ ایسے نشان کے ظہور سے اسکا اثر بھی ظاہر ہو یعنی دلون پر تسلط اس نشان کا ہو کر صاحب نشان لوگون کی نظر مین عزیز سمجھا جائے اور جبکہ عزیز بننے کا موجب اور علت سلطان ہی ہوا یعنی ایسی دلیل روشن جو دلون پر تسلط کرتی ہے تو اس مین کیا شک ہی کہ عزیز ہونا سلطان کے لئے بطور فرزند کے ہوا کیونکہ عزیز ہونے کا باعث سلطان ہی ہے جس نے دلون پر تسلط کیا اور تسلط سے پھر یہ عزیز کی کیفیت پیدا ہوئی سو خدا تعالیٰ نے مجھکو دکھلایا کہ ایسا ہی ہوگا اور ایک نشان دلون کو پکڑنے والا اور دلون پر قبضہ کرنے والا اور دلون پر تسلط رکھنے والا ظاہر ہوگا جسکو سلطان کہتے ہین اور اس سلطان سے پیدا ہونے والا عزیز ہوگا یعنی عزیز ہونا سلطان کا لازمی نتیجہ ہوگا کیونکہ نتیجہ بھی عربی زبان مین بچہ کو کہتے ہین فقط

الراقم مرزا غلام احمد از قادیان
۲۲ اکتوبر ۱۸۹۹ء

فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس لو

مندرجہ ذیل ادویات تجربہ کثیر کے بعد شائع کی جاتی ہین اگر حسب ترکیب استعمال سے فائدہ نہ ہو تو بعد وضع محصول ڈاک قیمت واپس لو سچائی کے لئے یہی کافی امر ہے

۱۔ دوائی قوت باہ (داخلی و خارجی) چودہ قسم کے ضعف باہ کا حکمی علاج قیمت علاج خارجی صہ علاج داخلی عہ
۲ دوائی بواسیر خونی و بادی کے لئے اکسیر ہے
۳۔ دافع جریان ہر قسم عہ
۴ علاج آتشک ے
۵ دوائی سوزاک کہنہ و جدید ہر قسم عاقہ
۶ خضاب سالانہ جو تیل کیطرح لگایا جاتا ہے
۷ دوائی مصفی خون معہ

مندرجہ بالا ادویات کی قیمت مقررہ ایک مریض کے علاج کے لئے ہے اگر اس قدر دوا سے کوئی نقص باقی رہے زاید دوا مفت دیجاویگی۔ تمام درخواستیں

حکیم محمد امین کے نام
بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور آنی چاہئین

بقیہ نوٹ ۲ صفحہ ۶ اور دوسرا الہام متشابہات مین سے ہے جو ۴ر اکتوبر ۱۸۹۹ء کو مجھے ہوا اور وہ یہ ہے **قیصر ہند کی طرف سے شکریہ** اب یہ ایسا لفظ ہے کہ حیرت مین ڈالتا ہے کیونکہ مین ایک گوشہ نشین آدمی ہون اور ہر ایک قابل پسند خدمت سے عاری اور قبل از موت اپنے تئین مردہ سمجھتا ہون میرا شکریہ کیسا۔ سو ایسے الہام متشابہات مین سے ہوتے ہین جب تک خود خدا انکی حقیقت ظاہر نہ کرے۔

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی دان میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں و ایان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچے سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کی ہوتا ہے خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۲ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہئے۔

المشتہر۔ پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱- مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے۔ اس لئے مین بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مینے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی عمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اور دکھتی رہتی تھین اُن مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی مین فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) مینے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھندا و غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی اسناد مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کیلئے ۲۹ مارچ ۱۸۹۸ء مین جمع کیا گیا ہے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب کے اہتمام سے طبع ہو کر شائع ہوا

www.alhakam.org

رجسٹرڈ ایل نمبر [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

نمبر ۲ | قادیان دارالامان ۶ رجب ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۰ر نومبر ۱۸۹۹ء عیسوی | جلد ۳

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى

یہ آیت حق اللہ اور حق العباد پر مشتمل ہے اور اس مین کمال بلاغت یہ ہے کہ دونو پہلو پر اللہ تعالے نے اس کو قائم کیا ہے حق اللہ کے پہلو کی رو سے اس آیت کے یہ معنی ہین کہ انصاف کی پابندی سے خدا تعالے کی اطاعت کر کیونکہ جس نے تجھے پیدا کیا اور پرورش کی اور ہر وقت کر رہا ہے اس کا حق ہے کہ تو بھی اس کی اطاعت کرے اور اگر اس سے زیادہ بصیرت ہو تو نہ صرف رعایت حق سے بلکہ احسان کی پابندی سے اس کی اطاعت کر کیونکہ وہ محسن ہے اور اس کے احسان اس قدر ہین کہ شمار مین نہین ہے اور ظاہر ہے کہ عدل کے درجہ سے بڑھ کر وہ درجہ ہے جس مین اطاعت کے وقت احسان بھی ملحوظ رہے اور چونکہ ہر وقت مطالعہ اور ملاحظہ احسان کا محسن کی شکل اور شمائل کو ہمیشہ نظر کے سامنے لے آتا ہے اس لئے احسان کی تعریف مین یہ بات داخل ہے کہ ایسی طور سے عبادت کرے کہ گویا خدا تعالے کو دیکھ رہا ہے اور خدا تعالے کی اطاعت کرنے والے درحقیقت تین قسم پر منقسم ہین۔

اوّل وہ لوگ جو بباعث محجوبیت اور رویت اسباب کے احسان الٰہی کا اچھی طرح ملاحظہ نہین کرتے اور نہ وہ جوش ان مین پیدا ہوتا ہے جو احسان کی عظمتون پر نظر ڈالکر پیدا ہوا کرتا ہے اور نہ وہ محبت ان مین حرکت کرتی ہے جو محسن کی عنایات عظیمہ کا تصور کر کے جنبش مین آیا کرتی ہے بلکہ صرف ایک اجمالی نظر سے خدا تعالے کے حقوق خالقیت وغیرہ کو تسلیم کر لیتے ہین اور احسان الٰہی کی ان تفصیلات کو جنپر ایک باریک نظر ڈالنا اس حقیقی محسن کو نظر کے سامنے لے آتا ہے ہرگز مشاہدہ نہین کرتے کیونکہ اسباب پرستی کا گرد و غبار مسبب حقیقی کا پورا چہرہ دیکھنے سے روک دیتا ہے اس لئے انکو وہ صاف نظر میسر نہین آتی جس سے کامل طور پر معطی حقیقی کا جمال مشاہدہ کر سکتے سو انکی ناقص معرفت رعایت اسباب کی کدورت سے ملی ہوئی ہوتی ہے اور بوجہ اس کے جو وہ خدا کے احسانات [illegible] دیکھ نہین سکتے خود بھی اس کی طرف

وہ التفات نہین کرتے جو احسانات کے مشاہدہ کے وقت کرنی پڑتی ہے جس سے محسن کی شکل نظر کے سامنے آجاتی ہے بلکہ ان کی معرفت ایک دھندلی سی ہوتی ہے وجہ یہ کہ وہ کچھ تو اپنی کوششون اور اپنے اسباب پر بھروسہ رکھتے ہین اور کچھ تکلف کے طور پر یہ بھی مانتے ہین کہ خدا کا حق منعمیت اور رازقیت ہمارے سر پر واجب ہے اور چونکہ خدا تعالے انسان کو اس وسعت فہم سے زیادہ تکلیف نہین دیتا اس لئے ان سے جب تک کہ وہ اس حالت مین ہین یہی چاہتا ہے کہ اس کے حقوق کا شکر ادا کرین اور آیت إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ مین عدل سے مراد یہی اطاعت برعایت عدل ہے ۔ مگر اس سے بڑھکر ایک اور مرتبہ انسان کی معرفت کا ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہین انسان کی نظر رویت اسباب سے بالکل پاک اور منزہ ہوکر خدا تعالے کے فضل اور احسان کے ہاتھ کو دیکھ لیتی ہے اور اس مرتبہ پر انسان اسباب کے حجابون سے بالکل باہر آجاتا ہے اور یہ مقولہ کہ مثلاً کہ میری اپنی آبپاشی سے میری کھیتی ہوئی اور یا میری اپنی ہی بازو سے یہ کامیابی مجھے ہوئی یا زید کی مہربانی سے فلان مطلب میرا پورا ہوا اور بکر کی خبر گیری سے مین تباہی سے بچ گیا یہ تمام باتین ہیچ اور باطل معلوم ہونے لگتی ہین اور ایک ہی ہستی اور ایک ہی قدرت اور ایک ہی محسن اور ایک ہی ہاتھ نظر آتا ہے تب انسان ایک صاف نظر سے جس کے ساتھ ایک ذرہ شرک فی الاسباب کی گرد و غبار نہین خدا تعالے کے احسانون کو دیکھتا ہے اور یہ رویت اس قسم کی صاف اور یقینی ہوتی ہے کہ وہ ایسے محسن کی عبادت کرنے کے وقت اس کو غائب نہین سمجھتا بلکہ اس کو یقیناً حاضر خیال کرکے اس کی عبادت کرتا ہے اور اس عبادت کا نام قرآن شریف مین احسان ہے اور صحیح بخاری اور مسلم مین خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کے یہی معنے سمجھائے ہین ۔

اور اس درجہ کے بعد ایک اور درجہ ہے جس کا نام ایتاء ذی القربیٰ ہے † اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب انسان ایک مدت تک احسانات الٰہی کو بلا شرکت اسباب دیکھتا رہے اور اس کو حاضر اور بلا واسطہ محسن سمجھکر اس کی عبادت کرتا رہے تو اس تصور اور تخیل کا آخری نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک ذاتی محبت اس کو جناب الٰہی کی نسبت پیدا ہو جائے گی کیونکہ متواتر احسانات کا دائمی ملاحظہ بالضرورت شخص ممنون کے دل مین یہ اثر پیدا کرتا ہے کہ وہ رفتہ رفتہ اس شخص کی ذاتی محبت سے بھر جاتا ہے جس کے غیر محدود احسانات اس پر محیط ہوگئے پس اس صورت وہ صرف احسانات کی تصور سے اس کی عبادت نہین کرتا بلکہ اس کی ذاتی محبت اس کے دل مین بیٹھ جاتی ہے ۔ جیسا کہ بچہ کو ایک ذاتی محبت اپنی مان سے ہوتی ہے پس اس مرتبہ پر وہ عبادت کے وقت صرف خدا تعالے کو دیکھتا ہی نہین بلکہ دیکھکر سچے عشاق کی طرح لذت بھی اٹھاتا ہے اور تمام اغراض نفسانی معدوم ہوکر ذاتی محبت اس کے اندر پیدا ہو جاتی ہے اور یہ وہ مرتبہ ہے جس کو خدا تعالے نے لفظ ایتاء ذی القربیٰ سے تعبیر کیا ہے اور اسی کی طرف خدا تعالے نے اس آیت مین اشارہ کیا ہے فاذکروا اللّٰہ کذکرکم اباءکم او اشد ذکرا غرض آیت ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ کی یہ تفسیر ہے اور اس مین خدا تعالے نے تینون مرتبے انسانی معرفت کے بیان کر دئے ہین اور تیسرے مرتبہ کو محبت ذاتی کا مرتبہ قرار دیا اور یہ وہ مرتبہ ہے جسمین تمام اغراض نفسانی جل جاتے ہین اور دل ایسا محبت سے بھر جاتا ہے جیسا کہ ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے اسی مرتبہ کی طرف اشارہ اس آیت شریف مین ہے ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللّٰہ واللّٰہ رءوف بالعباد ۔ یعنی بعض مومن لوگون مین سے وہ بھی ہین کہ اپنی جانین رضاء الٰہی کے عوض مین بیچ دیتے ہین اور خدا ایسون ہی پر مہربان ہے * اور پھر فرمایا بلیٰ من اسلم وجہہ للّٰہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۔ یعنی وہ لوگ نجات یافتہ ہین جو خدا کو اپنا وجود حوالہ کر دین اور اس کی نعمتون کے تصور سے اس طور سے اس کی عبادت کرین کہ گویا اس کو

---

† نوٹ مرتبہ ایتاء ذی القربیٰ متواتر احسانات کے ملاحظہ سے پیدا ہوتا ہے اور اس مرتبہ مین کامل طور پر عابد کے دل مین محبت ذاتی باری تعالیٰ کی پیدا ہو جاتی ہے اور اغراض نفسانیہ کا رائحہ اور بقیہ بالکل دور ہو جاتا ہے حقیقت یہ ہے کہ محبت ذاتی کا اصل اور منبع دو ہی چیزین ہین اوّل کثرت سے مطالعہ کسی کے حسن کا اور اس کے نقوش اور خال و خط اور شمائل کو ہر وقت ذہن مین رکھنا اور بار بار اس کا تصور کرنا ۔ دوسرے کثرت سے تصور کسی کے متواتر احسانات کا کرنا اور اس کے انواع اقسام کی مروتون اور احسانون کو ذہن مین لاتے رہنا اور ان احسانون کی عظمت اپنے دل مین بٹھانا ۔ منہ

* نفس کے بیچنے مین یہ بات داخل ہے کہ انسان اپنی زندگی اور اپنے آرام کو جلال الٰہی کے ظاہر کرنے اور دین کی خدمت مین وقف کر دیوے ۔ منہ

دیکھ رہے ہین سو ایسے لوگ خدا کے پاس سے اجر پاتے ہین اور نہ اُن کو کچھ خوف ہے اور نہ وے کچھ غم کرتے ہین۔ یعنی اُن کا مدعا خدا اور خدا کی محبت ہے اور خدا کے پاس کی نعمتین اُن کا اجر ہوتا ہے اور پھر ایک جگہ فرمایا **یطعمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیما و اسیرا۔ انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاء ولا شکورا۔** یعنی مومن وہ ہین جو خدا کی محبت سے مسکینون اور یتیمون اور قیدیون کو روٹی کھلاتے ہین اور کہتے ہین کہ اس روٹی کھلانے سے تم سے کوئی بدلا اور شکر گذاری نہین چاہتے اور نہ ہماری کچھ غرض ہے ان تمام خدمات سے صرف خدا کا چہرہ ہمارا مطلب ہے

سو اب سوچنا چاہئیے کہ ان تمام آیات سے کس قدر صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف نے اعلےٰ طبقہ عبادت الٰہی اور اعمال صالحہ کا یہی رکھا ہے کہ محبت الٰہی اور رضاء الٰہی کی طلب سچے دل سے ظہور مین آوے مگر اس جگہ سوال یہ ہے کہ یہ کیا عمدہ تعلیم جو صفائی سے بیان کی گئی ہے **انجیل** مین بھی موجود ہے ہم ہر ایک کو یقین دلاتے ہین کہ اس صفائی اور تفصیل سے انجیل نے ہرگز بیان نہین کیا۔

خدا تعالیٰ نے تو اس دین کا نام **اسلام** اس غرض سے رکھا ہے کہ تا انسان خدا تعالیٰ کی عبادت نفسانی اغراض سے نہین بلکہ طبعی جوش سے کرے کیونکہ اسلام تمام اغراض کے چھوڑ دینے کے بعد رضا بقضا کا نام ہے دنیا مین بجز اسلام ایسا کوئی مذہب نہین جس کے یہ مقاصد ہون بے شک خدا تعالےٰ نے اپنی رحمت جتلانے کے لئے مومنون کو انواع اقسام کی نعمتون کے وعدے دئے ہین مگر مومنون کو جو اعلیٰ قسم کے خواہشمند ہین یہی تعلیم دی ہے کہ وہ محبت ذاتی سے خدا تعالےٰ کی عبادت کرین۔ لیکن **انجیل** مین تو صاف شہادتین موجود ہین کہ **یسوع** صاحب کے حواری لالچی اور کم عقل تھے پس جیسا کہ اُن کی عقلین اور ہمتین تھین ایسا ہی اُن کو مذہب بھی ملا اور ایسا ہی یسوع بھی اُن کو ملگیا۔ جس نے اپنی **خودکشی** کا دھوکا کھا کر سادہ لوحون کو عبادت کرنے سے روکدیا +

* * *

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین
این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

* * *

ستارونکی بارش یا آسمانی آتشبازی
اور
حجۃ اللہ فی الارض کی کامیابیونکا نشان

یہ بات عام طور پر مشہور ہے کہ اس مہینہ مین دسوین نومبر سے لیکر سترہ نومبر تک آسمان پر تارونکی بارش ہوگی اور ۱۴۔ نومبر کو تو بہت کثرت کے ساتھ آسمان پر تارون کی آتش بازی کا تماشا نظر آئے گا۔ اس نظارہ کو دیکھنے کے لیے ولایت سے ایک علمی مجمع علم ہیئت کے ماہرین کا دہلی مین آنے والا ہے۔ اس لیے ضروری اور قرین مصلحت ہے کہ ہم اس پر مختصر سی بحث کرین علاوہ ازین چونکہ مشہور جرمن پروفیسر فلب کے خیال کے مطابق ۱۳ر نومبر کو زمین ایک دمدار سیارہ سے ٹکرا جائیگی اور دوسری طرف برج عقرب مین سبع سیارہ کا قران ہوگا اس لئے عام لوگون مین یہ بات مشہور ہے کہ ۱۳ر تاریخ نومبر ۱۸۹۹ء کو قیامت آجائیگی حضرت اقدس حجۃ اللہ فی الارض کے نام بعض آئے ہوئے تعجب انگیز خطوط اس امر کی ضرورت بتلاتے ہین کہ اس پر بھی مختصر سا ریمارک کر دیا جاوے۔

اس آخری حصہ پر تو ہم صرف اسی قدر کہین گے کہ نجوم کا علم اگرچہ تو کسی قدر صحیح ہے مگر احکام قابل اعتبار نہین۔ ظنی اور وہمی ہین۔ پروفیسر فلب نے اپنی اس پیشگوئی کے وجوہات تصریحاً بیان کئے ہین اور بتلایا ہے کہ "بیکلو" نامی دمدار سیارہ زمین سے ٹکرا جائے گا۔ مگر افسوس ہے کہ پروفیسر صاحب منتظم حقیقی کے باقاعدہ ضوابط پر ایمان نہین رکھتے ورنہ اُن کو معلوم ہو جاتا کہ مولا کریم نے ان حادثات سے بچنے کے لئے پہلے سے انتظام کر رکھا ہے۔ بہرحال ۱۳ر۔ نومبر کو لوگ اسی طرح سوئینگے اور اسی طرح اٹھین گے ان کے اس خیال کی تردید کی ہم کو زیادہ ضرورت نہین معلوم ہوتی ہے کیونکہ ابھی بہت سی پیشگوئیان جو خدا تعالیٰ نے **انعمت علیکم نعمتی** کے مصداق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت فرمائی ہین پوری ہونی باقی ہین۔ اور اسلام کے بہت سے کام ابھی ہونے والے ہین۔ ۱۳ر نومبر کو کوئی قیامت نہ آئیگی اور نہ اس کے متعلق ہمارے سید و امام علیہ الصلوۃ والسلام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایما ہوا ہے

ایک سے کہا۔ کہ ستارون کی قرار گاہون کو دیکھو اگر وہ اپنے محل اور موقع سے ٹل گئے ہون تو آسمانی لوگون پر تباہی آئی ورنہ یہ نشان جو آسمان پر ظاہر ہوا ابن ابی کبشہ کی وجہ سے ہے (وہ لوگ شرارت کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن ابی کبشہ کہا کرتے تھے) غرض یہ بات تاریخون اور تفسیرون سے بخوبی ثابت ہے اور قرآن کریم اس پر شاہد ناطق ہے کہ یہ آسمانی آتشبازی کسی عظیم الشان انسان کی بعثت یا اس کی کسی بڑی کامیابی یا اس کے ظہور سے چند سال پیشتر بطور ارہاص کے ظہور مین آتے ہین۔

ابن کثیر یون بھی کہتا ہے کہ دین کے غلبہ کے وقت بھی ایسا ہوتا ہے۔

بہرحال یہ مسلّم اور معقول امر ہے کہ جب کوئی نبی یا وارث نبی زمین پر مامور ہو کر آوے یا آنے پر ہو یا اس کے ارہاصات ظاہر ہونے والے ہون یا کوئی بڑی فتحیابی قریب الوقوع ہو تو ان تمام صورتون مین ایسے آثار آسمان پر ظاہر ہوتے ہین۔

اس قدر اظہار کے بعد اب ہم ایک امر اور کہنا چاہتے ہین کہ جیسا کہ ہم نے کسی اشو مین "نظام شمسی مین تغیر عظیم" کے عنوان سے ایک نوٹ لکھا تھا اس سے بھی متفق اللفظ ہو کر روحانیات کے اہل مذاق نے دنیا مین کسی **مسیحا نفس** انسان کی بعثت کا زمانہ نکالا ہے اور استنباط کیا ہے خود اہل یورپ کے مذہبی مذاق رکھنے والے سائنس دانون نے **اس ستارہ کے دوبارہ طلوع کے وقت جو مسیح کے عہد مین نکلا تھا۔** مسیح علیہ السلام کے نزول پر ان کو متوجہ کر دیا تھا یہان تک وہ شائع کر چکے تھے کہ ہمارا نجات دہندہ آنے والا ہے۔

اہل اسلام کی صحیح احادیث کے موافق مسیح کے آنے کا زمانہ یہی ہے کیونکہ کثرت فسق و فجور و کثرت غلبہ صلیب جو آج سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا اور اس کی وجہ یہی ہے اور باقی تمام آثار پورے ہو چکے اور سب اہل کشف اس مبارک **چودھوین صدی کے مجدد کو** جو دین کو پھر کامل بنانے والا ہے دیکھ رہے تھے جیسے حضرت گلاب شاہ مجذوب کی پیشگوئی حضرت کوٹھہ والہ کی بشارت **نواب صدیق حسن** مرحوم اور حضرت شاہ ولی اللہ رحم کے خیالات اور حضرت **سید نعمت اللہ ولی** کا کشف وغیرہ وغیرہ بیسیون اور صدہا باتین ہین۔

ان سب خیالات کے ہوتے ہوئے پھر ہم کرشمہ قدرت اور دیکھتے ہین کہ ایک مدعی پیدا ہوتا ہی اور وہ دعوے کرتا ہے اور پھر **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** کے زمانہ کے برابر زمانہ پاتا ہے اور یوماً فیوماً ترقی کرتا ہے۔ ہم ان تائیدات اور نشانات پر اس وقت بحث نہین کرین گے جو اس کی تائید اور نصرت مین ظاہر ہو چکے ہین۔ پھر کوئی بتلائے کہ کیونکر انکار ہو۔ یہ چوتھا مرتبہ ہے کہ آسمان نے اپنے نشان کے ساتھ اس کی تائید کی ہے پہلا موقع جو اس کی بعثت کا ابتدائی زمانہ ہے اس موقعہ پر بھی آسمان پر کثرت سے شہاب ثاقب گرے اور یہ ۱۸۸۱ء کا واقعہ ہے جسکو ہیئت دانون نے بالاتفاق غیر معمولی مانا ہے۔

پھر ۲۷ر نومبر ۱۸۸۵ء کی رات کو یہ آسمانی آتشبازی کا نظارہ دیکھا گیا اور بالاتفاق عالمان علم ہیئت ایک لاکھ ستارہ ٹوٹا۔ اور یہ براہین احمدیہ کی اشاعت کا زمانہ ہے چنانچہ خود حضرت اقدس سیدنا **مسیح موعود علیہ السلام** نے اس واقعہ کو بالہام الٰہی اپنے لئے مانا ہے چنانچہ ہم وہ حکایت درج کرتے ہین جو آپ نے آج سے سات برس پیشتر آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۱۰۹ کے حاشیہ مین درج کی ہے اور وہ یہ ہے

حکایت

مجھکو یاد ہے کہ ابتدائے وقت مین جب مین مامور کیا گیا تو مجھے یہ الہام ہوا۔ کہ جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۳۸ مین درج ہے **يا احمد بارك الله فيك ✗ ما رميت اذ رميت ولكن الله رمى ✗ الرحمن علم القران ✗ لتنذر قوما ما انذر اباءهم لتستبين سبيل المجرمين ✗ قل اني امرت وانا اول المؤمنين ✗** اے احمد خدا نے تجھمین برکت رکھدی۔ اور جو تونے چلایا یہ تو نے نہین چلایا بلکہ خدا نے چلایا اس نے تجھے علم قرآن کا دیا تا تو ان کو ڈراوے جن کے باپ دادا نہین ڈرائے گئے اور تا مجرمون کی راہ کھل جاوے یعنی سعید لوگ الگ ہو جاوین اور شرارت پیشہ اور سرکش آدمی الگ ہو جاوین۔ اور لوگون کو کہدے کہ مین مامور ہو کر آیا ہون اور مین اول المؤمنین ہون۔ ان الہامات کے بعد کئی طور کے نشان ظاہر ہونے شروع ہوئے چنانچہ منجملہ ان کے ایک یہ کہ ۲۸ر نومبر ۱۸۸۵ء کی رات کو یعنے اس رات کو جو ۲۸ر نومبر ۱۸۸۵ء کے دن سے پہلے آئی تھی اسقدر شہب کا تماشا آسمان پر تھا

رہے مصائب اور آفات ان کے آنے کی ایک وجہ ہے جو دوسرے وقت ہم بیان کرین گے انشاءاللہ تعالیٰ

اب ستارون کی بارش پر کچھ لکھنا چاہتے ہین۔ کوئی رات ایسی نہین گذرتی جب کہ آسمان پر ایک آدھ ٹوٹتا ہوا تارہ دکھائی نہ دیتا ہو۔ ایسے تارون کو **علماء عرب شہاب ثاقب** اور یورپ کے علماء ہیئت میٹیورس کہتے ہین۔ **Meteors**

شہاب ثاقب کیا ہے؟ اس کے متعلق یورپ کی علمی تحقیقات تو یہ ہے کہ ٹوٹنے والے تارے محض اجسام فلکی ہین جو لوہے اور کاربن سے مرکب ہین جنکا وزن چند سیرون سے لیکر منون تک ہوتا ہے چنانچہ اس وقت پیرس کے عجائب خانہ مین آسمان سے گرا ہوا لوہے کا پتھر ۴ من وزنی موجود بتلایا جاتا ہے اور یورپ کے دوسرے عجائب خانون مین بھی ایسے ٹکڑے رکھے ہوئے ہین ملک اودھ کی ریاست بلرام پور مین بھی ایک ٹکڑا بتلایا جاتا ہے۔

پھر ان کی تقسیم یون کی ہے کہ تارے جو آسمان سے ٹوٹ کر زمین پر گرتے اور لوہے سے مرکب ہوتے ہین انکو Meteorites کہتے ہین اور جو بعض پتھر کے ہوتے ہین aerolites ایروُلایٹ یا ہوائی پتھر کہتے ہین چونکہ یہ مسلم مسئلہ ہے کہ رگڑ سے حرارت پیدا ہوتی ہے اسی طرح پر یہ چھوٹے چھوٹے تارے سورج کے گرد ایسی تیزی سے حرکت کرتے ہین کہ اُن کی رفتار توپ کے گولہ سے دہ چند تیز ہوتی ہے اس لئے ایک حرارت پیدا ہوکر ایک مشتعل آگ پیدا ہو جاتی ہے بعض چھوٹے اجسام تو آسمان ہی پر جلکر فنا ہو جاتے ہین بعض سطح آسمان پر پگھل کر قلیل المقدار رہ جاتے ہین اور اورون کے شامل ہو جانے سے جسامت مین بڑھ جاتے ہین حتی کہ بعض علماء ہیئت کے نزدیک دمدار ستارے ان ہی تارونکا مجموعہ ہین۔

بقیہ

تارے کب ٹوٹتے ہین

کہا جاتا ہے کہ جب برج اسد یا میزان مین آفتاب جاتا ہے اُسوقت کثرت سے تارے ٹوٹتے ہین اور ہر سال ماہ اگست کی ۱۰ تاریخ کو کم و بیش تارون کی بارش ہوتی رہتی ہے۔

لیکن ۳۳ سال کے بعد ۱۴ نومبر کو کثرت سے بارش ہوتی ہے چنانچہ ۱۴ نومبر ۱۸۳۳ء کو جو تارے ٹوٹے اُن کی تعداد ۲ لاکھ ۴۰ ہزار بتلائی جاتی ہے اور ایسا ہی ۱۸۶۶ء مین کثرت سے تارے ٹوٹے اور اب ۱۴ نومبر ۱۸۹۹ء کو کثرت سے بارش ہوگی۔

اس کے علاوہ یہ بھی مانا گیا ہے کہ ۲۷ نومبر کو بھی تارے ٹوٹتے نظر آتے ہین چنانچہ ۱۸۷۲ء اور ۱۸۸۵ء مین کثرت سے تارے ٹوٹے اور کہا جاتا ہے کہ ایک لاکھ تارا ٹوٹتا تھا۔

ان ساری باتون کے علاوہ کبھی کبھی ایسی تاریخون پر بھی تارے ٹوٹے ہین جو باقرار ہیئت دانان کے بالکل غیر متوقع ہوئے ہین چنانچہ تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ مارچ ۱۵۱۱ء اور جنوری ۱۲۳۵ء اور مئی ۱۰۱۱ء مین بھی کثرت سے تارے ٹوٹے تھے۔

بہر حال یہ آسمانی بارش اور شہاب کی آتشبازی اس مین شک نہین کہ اپنے اندر ایک حقیقت رکھتی ہے

اس قدر بیان کے بعد ہم بتلانا چاہتے ہین **کہ ان ستارون کا ٹوٹنا ایک نشان ہے جو ہمارے امام ہمام حجۃ اللہ فی الارض ادام اللہ فیوضہم کی صداقت مین آسمان پر ظاہر ہوتا ہے اور کسی آنے والی عظیم الشان کامیابی کا مقدمۃ الجیش ہے**

قرآن کریم اور احادیث صحیحہ پر غور کرنے اور پھر تاریخ کی ورق گردانی سے یہ امر بپایہ ثبوت پہونچ چکا ہے کہ جب کبھی کوئی نبی یا ملہم من اللہ یا مامور یا وارث علوم انبیاء پیدا ہوا ہے اُس وقت کثرت سے شہاب ثاقب گرتے ہین۔

چنانچہ اہل عرب کے درمیان یہ بات اچھی طرح سے رائج اور مسلم تھی کہ جب کثرت سے تارے ٹوٹتے ہین تو کوئی نبی یا وارث علوم نبی دنیا مین آتا ہے اسی لئے خدا تعالیٰ نے

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى

سے اُن پر حجت پوری کی اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے زمانہ مین اس کثرت سے تارے ٹوٹے۔ کہ لوگون کے دلون مین ڈر اور خوف پیدا ہو گیا جیسا کہ ہم نے اوپر لکھا ہے کہ چھٹی صدی مین یعنی ۵۷۲ء مین بھی ستارون کی بارش ہوئی تھی۔

اور اس امر کو بڑے بڑے مسلمان مفسرون نے اپنی تفسیرون مین لکھا ہے۔ جیسا کہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت کثرت سے شہب گرے تو اہل طائف بہت ہی ڈر گئے اور کہنے لگے کہ شاید آسمان کے لوگون مین کوئی ہنگامہ پڑ گیا ہے تب اُن مین سے

جو میں نے اپنی تمام عمر میں اس کی نظیر کبھی نہیں دیکھی۔

اور آسمان کی فضا میں اس قدر ہزارہا شعلے ہر طرف چل رہے تھے جو اس رنگ کا دنیا میں کوئی بھی نمونہ نہیں تا میں اس کو بیان کر سکوں مجھکو یاد ہے کہ اس وقت یہ الہام بکثرت ہوا تھا کہ **وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ** سو اس رمی کو رمی شہب سے بہت مناسبت تھی یہ شہب ثاقبہ کا تماشا جو ۲۸ ر نومبر ۱۸۸۵ء کی رات کو ایسا وسیع طور پر ہوا جو یورپ اور امریکہ اور ایشیا کے عام اخباروں میں بڑی حیرت کے ساتھ چھپ گیا لوگ خیال کرتے ہوں گے کہ یہ بے فائدہ تھا لیکن خداوند کریم جانتا ہے کہ سب سے زیادہ غور سے اس تماشا کے دیکھنے والا اور پھر اس سے حظ اور لذت اٹھانے والا میں ہی تھا میری آنکھیں بہت دیر تک اس تماشے کے دیکھنے کی طرف لگی رہیں اور وہ سلسلہ رمی شہب کا شام سے ہی شروع ہو گیا تھا۔ جس کو میں الہامی بشارتوں کی وجہ سے بڑے سرور کے ساتھ دیکھتا رہا کیونکہ میرے دل میں الہاماً ڈالا گیا تھا کہ یہ تیرے لئے نشان ظاہر ہوا ہے۔ — تم کلامہ۔

پھر تیسری شہادت **کسوف وخسوف** کے ذریعہ آسمان نے دی جو رمضان ۱۳۱۱ھ کو حسب فرمودہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معینہ تاریخوں میں ظاہر ہوا۔

اس آسمانی شہادت کے بعد آتھم اور لیکھرام کے متعلق وہ زبردست نشان ظاہر ہوئے جنکی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں اور بیسیوں نشان ہیں جو کسوف وخسوف کے زمانہ سے لے کر آجتک ہوئے گویا کہ آسمانی نشان ان زمینی تائیدات کا ایک پیش خیمہ تھا۔

اب یہ چوتھی شہادت ہے جو آسمان ان کامیابیوں سے پہلے بطور بشارت دیتا ہے جو عنقریب ہمارے **امام ہمام** کو اپنے دینی مقاصد یعنی عزت وعظمت اسلام کے قائم کرنے میں ہونے والے ہیں۔

اور یہ امر کہ کوئی عظیم الشان کامیابی کا نشان ظاہر ہونے والا ہے نرا خوش کن لفظ ہی نہیں بلکہ ہمارے یقین میں ایک رسوخ اور پختگی ہوتی ہے جبکہ ہم ان الہامات اور مبشرات پر نظر کرتے ہیں جو آج کل ہمارے سیدنا و مولیٰ **امام ہمام** کو خدا کی طرف سے مل رہی ہیں چنانچہ ایک زبردست **الہام** وہ ہے جو ہم شائع کر چکے ہیں۔ یعنی

ایک عزت کا خطاب
ایک عزت کا خطاب
لَکَ خِطَابُ الْعِزَّۃِ
ایک بڑا نشان اس کے ساتھ ہوگا

پھر یہ الہام

قیصرہ ہند کی طرف سے شکریہ

پھر یہ الہام

آسمان سے دو تخت اترے اور تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا

اور یہ الہام

مبشروں کا زوال نہیں ہوتا۔

اور یہ الہام

+ گورنر جنرل کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آ گیا۔

وغیرہ وغیرہ۔

پھر جب **امام کامل** کی توجہ * اور مصروفیت کی طرف دیکھتے ہیں کہ وہ کس زور شور سے اور جرأت و استقلال سے اپنے تبلیغ کے کام میں لگا ہوا ہے تو بے اختیار زبان سے نکلتا ہے۔ **اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم** *

اور جب ناظرین حضرت اقدس کے اس اشتہار کو جو اواخر اکتوبر میں شائع ہوا ہے پڑھیں گے اور پھر جب تین سال کے اندر **ایک عظیم الشان انسانی ہاتھوں اور منصوبوں سے بالاتر نشان** کے ظاہر ہونے والا اشتہار دیکھیں گے تو اُن کو معلوم ہو جاوے گا کہ کس قدر کامیابی ہونے والی ہے۔ اور جب لوگ حضرت اقدس کے اس فقرہ پر غور کریں گے جو آپ نے اپنی فراست ایمانی سے تین سال کے اندر اپنی جماعت کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچ جانے کے متعلق لکھا ہے تو پھر یہ ایمانی قوت اور بھی طاقت پکڑیگی۔ اور جب حضور اقدس کی کتاب **مسیح ہندوستان میں** جو ایک کھڑا کھڑایا آسمانی حربہ ہے کے مضمون اور اس کے متعلق حضرت اقدس کی مساعی جمیلہ پر نظر پڑے گی تو ان بشارتوں کا زمانہ اور بھی قریب ہی نظر آئیگا اور جب چوتھے موعود مبارک بیٹے کی مبارک ولادت پر خیال کریں گے تو ایک سلیم الفطرۃ انسان پکار اٹھے گا۔

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔

غرض یہ تمام اسباب اور آثار اس امر کی کھلی دلیل ہیں کہ

* اور اصطلاح میں اللہم انصر من نصر غلام احمد علیہ السلام والصلوٰۃ واجعلنا منہم - جلی

+ حدیث شریف کے لفظ [illegible] کا ترجمہ

اظہار صداقت

کا وقت آپہونچا اور آسمان پر ۱۴ / نومبر ۱۸۹۹ء کی شب کو جو ستارونکی بارش ہوگی وہ اسی **مامور** کی کامیابیون کی بشارت کا نمونہ ہے۔

ہم اُمید کرتے ہین کہ ہمارے ناظرین اس مضمون پر پوری توجہ سے کام لینگے۔ اور ۱۴ / ۱۳ / نومبر ۱۸۹۹ء کی شب کے نظارے نہایت مسرت اور جوش سے دیکھتے ہوئے آنے والی کامیابیون کے لئے سجدات شکر بجا لا ئینگے تاکہ خدا تعالے ہم کو بھی ان نشانو کے دیکھنے اور مراتب یقین مین ترقی کا موقع عطا کرے

آمین

صاحبزادہ صاحب کے مکان کا چندہ

جماعت سیالکوٹ کا چندہ معرفت جناب حامد شاہ صاحب سیالکوٹی	۱۵
شیخ غلام نبی صاحب راولپنڈی	۶
سید فضل شاہ صاحب لاہوری	۸/
شیخ نور احمد صاحب جالندھری	۲/
مستری دین محمد صاحب قادیانی	۸/
دوبارہ جماعت لاہور معرفت مولوی محمد علی صاحب ایم اے	۱۴/

ان صاحبون کے نام جنہون نے حضرت امام سے ۲۳ اکتوبر ۱۸۹۹ء سے ۱۲ نومبر ۹۹ء تک بیعت کی۔

(۱) مولوی عبد الصمد صاحب ساکن اونگام ڈاکخانہ سنبڈہ پورہ علاقہ کشمیر
(۲) محمد عالم ولد علم الدین ملک افریقہ شہر ممباسا
(۳) مستری غلام حسین۔ حاجی پورہ سیالکوٹ
(۴) ابراہیم۔ نابھہ دار الریاست
(۵) سلطان علی کمپونڈر راجپوت مہمونوال ضلع ہوشیارپور۔
(۶) محمد ڈار کشمیری افسر کارخانہ قالین محمد شاہ۔ امرتسر۔ کٹڑہ حکیمان
(۷) عمرے شاہ۔ کوٹ دوابیان والہ ڈاکخانہ کڑکن والہ ضلع گوجرانوالہ۔
(۸) محمد یعقوب ولد مولوی محمد سعید قریشی زمیندار ساکن دیپ گران ضلع ہزارہ علاقہ مانسہرہ
(۹) شیخ عطا محمد مستری۔ سیالکوٹ
(۱۰) امداد علی " " ہزارہ خورہ
(۱۱) حافظ الٰہی بخش۔ دنیل پور ضلع گورداسپور
(۱۲) میان محمد مستری۔ صدر پشاور۔ بازار کباڑی سنسر۔
(۱۳) سہتے خان ولد شیر جنگ راجپوت جہیانہ ڈاکخانہ راجپور تحصیل و ضلع ہوشیارپور
(۱۴) مولوی عبد الحمید۔ سیدوالہ ضلع منٹگمری
(۱۵) غلام رسول۔ امرتسر رام گرھی کا کٹڑہ
(۱۶) عطا محمد پٹواری۔ ویجوان ڈاکخانہ بٹار
(۱۷) کریم بخش دھرم کوٹ ضلع گورداسپور
(۱۸) سندھی ہرسیان ضلع " "
(۱۹) نور الدین پٹواری۔ اودھووال ڈاکخانہ قادیان
(۲۰) عطاء اللہ ولد حاکم دین۔ مدگا نوالی ضلع سیالکوٹ
(۲۱) رحیم بخش ولد شیر محمد نابھہ ضلع لاہور تحصیل شرقپور
(۲۲) قادر بخش چوکیدار اودھووال مذکور
(۲۳) رحمت اللہ۔ کھاریان ضلع گجرات
(۲۴) محمد دین خلف علی محمد چاہ جا محمد ضلع منٹگمری ڈاکخانہ
(۲۵) اللہ داد خان نمبردار محلانوالہ ڈاکخانہ تحصیل چنالہ
(۲۶) شیر محمد۔ دنگے ضلع جالندھر
(۲۷) شیخ برکت علی عرائض نویس گڑھ شنکر
(۲۸) شیخ الٰہی بخش تاجر کتب گجرات
(۲۹) محمد ولد ولی داد کھاریان ضلع "
(۳۰) خدابخش پسر محمد حسن عطار لدھیانہ
(۳۱) سردار فضل علی صاحب (رسنید سنگھ)
(۳۲) ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب لاہور
(۳۳) محمد دین ساامرتسر (۳۴) شیخ مرغوب احمد
(۳۵) مولوی عبد اللہ صاحب جستر وال ضلع امرتسر
(۳۶) شاہدین پٹواری ڈیری والہ ضلع گورداسپور
(۳۷) صوفی دین محمد صاحب امرتسر کٹڑہ کرم سنگھ۔
(۳۸) شیخ گلاب دین۔ گھڑیال ضلع امرتسر
(۳۹) دین محمد اودھووال (۴۰) محمد بخش دہرم کوٹ بگا
(۴۱) نواب الدین دھرم کوٹ بگا (۴۲) محمد حسن اوجلہ۔
(۴۳) محمد رشید ولد حکیم حسام الدین سیالکوٹ
(۴۴) محمد سعید (۴۵) ارشاد علی ولد سید خصیلت علی شاہ جوت سیفون
(۴۶) ہوتا ولد عبد اللہ پجو وال ضلع ہوشیارپور
(۴۷) اسد جوایا بھوب والی ضلع گجرات
(۴۸) امام الدین حداد۔ قادیان۔
(۴۹) حافظ کرم الدین ولد حافظ غلام محمد۔ ڈنگہ ضلع گجرات
(۵۰) قاضی فضل حق ولد مولوی عبد اللہ راولپنڈی محلہ سٹی
(۵۱) جلال الدین مدرس مشن سکول قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ
(۵۲) مولوی محمد ابراہیم سپرنٹنڈنٹ پولیس سنگرور
(۵۳) سید عبد القادر پٹیالوی حال محرر کارخانہ انجن سنگرور
(۵۴) سید انعام الرحمٰن ساکن لونی ضلع میرٹھ حال نائب دار وغہ
(۵۵) مرزا سبحان بیگ ولد مرزا احمد بیگ پدرشاہ سراج الحق صاحب جمالی ساکن عادری حال سارجنٹ پولیس نائب جیل سنگرور

فائدہ نہو تو قیمت واپس لو

مندرجہ ذیل ادویات تجربہ کثیر کے بعد شائع کی جاتی ہین اگر حسب ترکیب استعمال سے فائدہ نہو تو بعد وضع محصول ڈاک قیمت واپس لو سچائی کے لئے یہی کافی امر ہے۔

* * *

۱ قوت باہ (داخلی و خارجی) چودہ قسم کے ضعف باہ کا حکمی علاج قیمت علاج خارجی ... قیمت علاج داخلی ع

۲۔ بواسیر۔ خونی و بادی کے لئے اکسیر قیمت ع

۳ دافع جریان ہرقسم للعہ

۴ علاج آتشک ے

۵ دوائی سوزاک کہنہ و جدید ہرقسم ع

۶ خضاب سالانہ جو تیل کیطرح لگایا جاتا ہے

۷ دوائی مصفی خون قیمت

مندرجہ بالا ادویات کی قیمت مقررہ ایک مریض کے علاج کے لئے ہے اگر اسقدر دوا سے کوئی نقص باقی رہیگا تو اور دوا مفت دیجائیگی۔

حکیم

محمد امین مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

خادم امام الزمان علیہ السلام

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا بیل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچے سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ے خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے

المشتہر پروفیسر مہا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار مہا سنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مضافات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے مین بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

۲۔ مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار مہا سنگھ اہلووالیہ نے رکیا ہے مینے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریض مسماۃ اکم دیوی عمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑبال پڑے تھے اس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین ان مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی مین فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

۳۔ مینے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار مہا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطہ جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال تھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴۔ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار مہا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید مہر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کیلئے مارچ ۱۸۹۹ء مین جمع کیا گیا ہے

(مطبع انوار احمدیہ قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے طبع ہو کر بفضلہ شائع ہوا)

www.alislam.org

رجسٹرڈ ایل ۲۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

نمبر ۴۱ قادیان دار الامن و الامان ۱۳ رجب ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۷ نومبر ۱۸۹۹ء جلد ۳

بقیہ خطبہ

حضرت مولنا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ

✻

تتمہ ۲۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء

پھر دوسرے گروہ اِمَّا شَاکِرًا کا ذکر فرمایا کہ شکر کرنے والے گروہ کے لئے کیا جزا ہے اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُهَا کَافُوْرًا بے شک ابرار لوگ کافوری پیالوں سے پئیں گے۔

ابرار کون ہوتے ہیں جنکے عقاید صحیح ہوں۔ اور ان کے اعمال صواب اور اخلاص کے نیچے ہوں اور جو ہر دکھ اور مصیبت میں اپنے تئیں خدا تعالیٰ کی نارضامندی سے محفوظ رکھ لیں۔

خود جناب الٰہی ابرار کی تشریح فرماتے ہیں سورۃ البقرہ میں فرمایا لیس البران تولوا وجوهکم الی الآیہ ابرار کون ہوتے ہیں؟ اوّل جن کے اعتقاد صحیح ہوں کیونکہ اعمال صالحہ دلی ارادوں پر موقوف ہیں دیکھو ایک اونٹ کے ناک میں نکیل ڈالے ہوئے ایک بچہ بھی اُسے جہاں چاہے جدھر لے جائے لئے جاتا ہے لیکن اگر کنوئیں میں گرانا چاہیں تو خواہ دس آدمی بھی ملکر اُس کی نکیل کو کھینچیں ممکن نہیں وہ قدم اٹھا جاوے۔

ایک حیوان مطلق بھی اپنے دلی ارادہ اور اعتقاد کے خلاف کرنا نہیں چاہتا وہ سمجھتا ہے کہ قدم اٹھایا اور ہلاک ہوا۔

پھر انسان اور سمجھدار انسان کب اعتقاد صحیح رکھتا ہوا اعمال بد کی طرف قدم اُٹھا سکتا ہے اس لئے ابرار کے لئے پہلے ضروری چیز یہی ہے کہ اعتقاد صحیح ہوں اور وہ پکی طرح پر اُس کے دل میں جاگزین ہوں اگر منافقانہ طور پر مانتا ہے تو کاہل ہوگا حالانکہ مومن ہوشیار اور چالاک ہوتا ہے اُن اعتقادات صحیحہ میں سے پہلا اور ضروری عقیدہ خدا تعالیٰ کا ماننا ہے جو تمام نیکیوں کی جڑ اور تمام خوبیوں کا چشمہ ہے۔

دنیا میں ایک بچہ بھی جانتا ہے کہ جبتک دوسرے سے مناسبت پیدا [illegible] کی طاقتوں اور فضلوں سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا۔

جب انسان قرب الٰہی چاہتا ہے اور اس کی دلی تمنا ہوتی ہے کہ [illegible]

خاص فضل اور رحمتوں سے بہرہ ور اور برخوردار ہو سکے تو اُسے ضروری ہے کہ اُن باتوں کو چھوڑ دے جو خدا تعالیٰ سے میں نہیں یا جو اُس کی پسندیدہ نہیں ہیں۔

جس قدر عظمت الٰہی دل میں ہوگی اُسی قدر فرمان برداری کے جذبات پیدا ہوں گے اور رذائل کو چھوڑ کر فضائل کی طرف دوڑے گا۔ کیا ایک اعلیٰ علوم کا ماہر جاہل سے تعلق رکھ سکتا ہے۔ یا ایک ظالم طبع انسان کے ساتھ ایک عادل مل کر رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس خدا تعالیٰ کی برکتوں سے برخوردار ہونے کے لئے سب سے ضروری بات صفات الٰہی کا علم حاصل کرنا اور اُن کے موافق اپنا عمل درآمد کرنا ہے۔

اگر یہ اعتقاد بھی کمزور ہو تو ایک اور دوسرا مسئلہ ہے جس پر اعتقاد کرنے سے انسان خدا تعالیٰ کی فرمان برداری میں ترقی کر سکتا ہے وہ جزا و سزا کا اعتقاد ہے یعنی افعال اور اُن کے نتائج کا علم مثلاً یہ کام کروں گا تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کرا برے نتائج پر غور کر کے انسان۔ ہاں سعید الفطرت انسان بری کاموں سے جو اُن نتائج بد کا موجب ہیں پرہیز کرے گا اور اعمال صالحہ بجا لانے کی کوشش یہ کہ دو نو اعتقاد نیکیوں کا اصل الاصول اور جڑ ہیں یعنی اول خدا تعالیٰ کی صفات اور محامد کا اعتقاد اور علم تاکہ قرب الٰہی سے فائدہ اُٹھاوے اور رذائل کو چھوڑ کر فضائل حاصل کرے۔

دوسرا یہ کہ ہر فعل ایک نتیجہ کا موجب ہوتا ہے اگر بد افعال کا مرتکب ہوگا تو نتیجہ بد ہوگا۔ ہر انسان فطرتاً سُکھ چاہتا ہے اور سُکھ کے وسائل اور اسباب سے بیخبری کی وجہ سے افعال بد کے ارتکاب میں سُکھ تلاش کرتا ہے مگر وہاں سُکھ کہاں؟ اس لئے ضروری ہے کہ افعال اور اُن کی نتائج کا علم پیدا کرے اور یہی وہ اصل ہے جس کو اسلام نے جزا و سزا کے لفظوں سے تعبیر کیا ہے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ انسان تجربہ کار اور واقف کار لوگوں کے بتلائے ہوئے مجرب نسخے آرام و صحت کے لئے چاہتا ہے اگر کوئی ناواقف اور ناتجربہ کار بتلاوے تو تامل کرتا ہے۔ پس نبوت حقہ نے جو راہ دکھلائی ہے وہ تیرہ سو برس سے تجربہ میں آ چکی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راحت کے جو سامان بتلائے ہیں اُنکا امتحان کرنا آسان ہے۔

غور کرو اور بلند نظری سے کام لو!! عرب کو کوئی فخر حاصل نہ تھا کس سے ہوا؟ اسی نسخہ سے! کیا عرب میں تفرقہ نہ تھا پھر کس سے دور ہوا؟ ہاں اسی راہ سے!! کیا عرب نابودگی کی حالت میں نہ تھے پھر یہ حالت کس نے دور کی؟ ماننا پڑے گا کہ اسی نبوت حقہ نے!!!

عرب جاہل تھے۔ وحشی تھے خدا سے دور تھے۔ محکوم نہ تھے تو حاکم بھی نہ تھے؟ مگر جب انہوں نے قرآن کریم کا شفا بخش نسخہ استعمال کیا تو وہی جاہل دنیا کے اُستاد اور معلم بنے وہی وحشی متمدن دنیا کے پیشرو اور تہذیب و شائستگی کے پتلے کہلائے۔ وہ خدا سے دور کہلانے والے خدا پرست اور خدا بین ہو کر دنیا پر ظاہر ہوئے۔ وہ جو حکومت کے نام سے بھی ناواقف تھے دنیا بھر کے مظفر و منصور اور فاتح کہلائے۔ غرض کچھ نہ تھے سب کچھ ہو گئے مگر سوال یہی ہے کیونکر؟ اسی قرآن کریم کی بدولت اسی دستور العمل کی رہبری سے۔ پس تیرہ سو برس کا ایک مجرب نسخہ موجود ہے جو اُس قوم نے استعمال کیا جس میں کوئی خوبی نہ تھی اور خوبیوں کی وارث اور نیکیوں کی ماں بنی غرض یہ مجرب نسخہ ہے کہ جس قدر خدا کے قرب اور سُکھ کی تلاش چاہو اُسی قدر محامد الٰہیہ اور صفات باری تعالیٰ پر ایمان لاؤ۔ کیونکہ اسی قدر انسان رذائل سے بچے گا۔ اور پسندیدہ باتوں کی طرف قدم اُٹھائے گا۔

ماحصل کلام ابرار بننے کے لئے مندرجہ بالا اصول کو اپنا دستور العمل بنانا چاہئے میں نے ذکر یہ شروع کیا تھا کہ شاکر گروہ کا دوسرا نام قرآن کریم نے ابرار رکھا ہے اور اُن کی جزا یہ بتلائی ہے کہ کافوری پیالوں سے پئیں گے چنانچہ فرمایا ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجہا کافوراً۔ پہلے اُن کو اس قسم کا شربت پینا چاہئے کہ اگر بدی کی خواہش پیدا ہو تو اُس کو دبا لینے والا ہو۔ کافور کہتے ہی دبا دینے والی چیز کو ہیں۔ اور کافور کے طبی خواص میں لکھا ہے کہ وہ سمی امراض کے مواد ردیہ اور فاسدہ کو دبا لیتا ہے اور اسی لئے وبائی امراض طاعون اور ہیضہ اور تپ وغیرہ میں اس کا استعمال بہت مفید ہے۔ تو پہلے انسان یعنی سلیم الفطرة انسان کو کافوری شربت مطلوب ہے۔

قرآن کریم نے ایک دوسرے مقام پر فرمایا ہے ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنہم ظالم لنفسہ الی الآیہ پھر وارث کیا ہم نے اپنی کتاب کا اُن لوگوں کو جو برگزیدہ ہیں پس بعض اُن میں سے ظالموں کا گروہ ہے جو اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں اور جبر و اکراہ سے نفس امارہ کو خدا تعالیٰ کی راہ پر چلاتے ہیں اور نفس سرکش کی مخالفت اختیار کر کے مجاہدات شاقہ میں مشغول ہیں دوسرا گروہ میانہ رو آدمیوں کا ہے جو بعض حسنات میں خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے نفس سرکش سے یہ جبر و اکراہ لیتے ہیں اور بعض الٰہی کاموں کی بجا آوری میں نفس ان کا

بخوشی خاطر تابع ہوجاتا ہے اور ذوق اور شوق اور محبت اور ارادت سے ان کامون کو بجا لاتا ہے غرض یہ لوگ کچھ تو تکلیف اور مجاہدہ سے خدا تعالے کی راہ پر چلتے ہین اور کچھ طبعی جوش اور دلی شوق سے بغیر کسی تکلف کے اپنے رب جلیل کی فرمان برداری اُن سے صادر ہوتی ہے

(۳) تیسرے سابق بالخیرات اور اعلے درجہ کے آدمیون کا گروہ ہے جو نفس امارہ پر بکلی فتحیاب ہوکر نیکیون مین آگے نکل جانے والے ہین۔

غرض سلوک کی راہ مین مومن کو تین درجے طے کرنے پڑتے ہین پہلے درجہ مین جب بدی کی عادت ہو تو اُس کے چھوڑنے مین جان پر ظلم کرے اور اُس قوت کو دباوے شراب کا عادی اگر شراب کو چھوڑے گا تو ابتدا مین اُس کو بہت تکلیف محسوس ہوگی۔ شہوت کے وقت عفت سے کام لے اور قوائے شہوانیہ کو دباوے اسی طرح جھوٹ بولنے والا یعنی منافق۔ راستبازون کے دشمنون کو بربان چھوڑنے کے لئے جان پر ظلم کرنا پڑے گا۔ تاکہ یہ اُس طاقت پر فاتح ہوجاوین۔

بعد اس کے میانہ روی کی حالت آوے گی کبھی کبھی بدی کے چھوڑنے مین گو کسی وقت کچھ خواہش بد پیدا بھی ہوجاوے۔ ایک لذت اور سرور بھی حاصل ہوجایا کریگا مگر تیسرے درجہ مین ہوکر سابق بالخیرات ہونے کی طاقت آجاویگی اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل وکرم کی بارش ہونے لگے گی اور مکالمہ الٰہی کا شرف عطا ہوگا۔ تو سب سے پہلے ابرار کو کافوری شربت پلایا جاوے گا تاکہ بدیون اور رزائل کی قوتون پر فتحمند ہوجاوین اور اس کے ساتھ ہی فرمایا کہ یہ بدیون کو دبانے دیلنے نیکیون مین ترقی کرتا ہے اور پھر وہ ایک خاص چشمہ پر پہونچ جاتا ہے عینا یشرب بھا عباد اللہ یفجرونھا تفجیرا وہ ایک چشمہ ہے کہ اللہ کے بندے اُس سے پیتے ہین صرف خود ہی فائدہ نہین اُٹھاتے بلکہ دوسرون کو بھی مستفید کرتے ہین اور اُن چشمون کو چلاکر دکھاتے ہین۔

فطرۃ انسانی پر غور کرنے سے پتا لگتا ہے کہ تمام قوی پہلے کمزوری سے کام کرتے ہین چلنے مین بولنے مین پکڑنے مین غرض ہر بات مین ابتداءً لڑکپن مین کمزوری ہوتی ہے۔ لیکن جس قدر ان قویٰ سے کام لیتا ہے اسی قدر طاقت آجاتی ہے پہلے دوسرے کے سہارے سے چلتا ہے پھر خود اپنے سہارے چلتا ہے۔

اسی طرح پہلے تتلا کر بولتا پھر نہایت صفائی اور عمدگی سے بولتا ہے پکڑتا ہے وغیرہ وغیرہ گویا بتدریج نشو و نما ہوتا ہے۔ اگر چند طاقتون سے کام لینے کو چھوڑ دے تو وہ طاقتین مردہ یا نیم مردہ ضرور ہو جاتی ہین یہی معنی ہین جب انسان بدی کی طرف قدم اُٹھاتا ہے تو طاقت کمزور ہو جاتی ہے اور نیکی کے قوے بالکل از کار رفتہ ہوتے ہین یہ کوئی ظلم نہین اگر کسی حاکم کو حکومت دیجاوے اور وہ فرائض منصبی کو ادا نہ کرے تو نگران گورنمنٹ اُس کے وہ اختیارات سلب کر دیگی اور اُسے معزول کرے گی اور اگر اُس حالت کو دیکھتے ہوئے بھی کوئی پروا نہ کرے تو یہ امر عاقبت اندیشی اور عقل کے خلاف ہے کہ سست انسان کے پاس رکھی جاوے ایسے ہی وہ انسان ہے جو ایمانی قویٰ کو خرچ نہین کرتا وہ ابرار کے زمرہ مین رہ نہین سکتا جنکے عقائد حقہ ہین یعنی وہ خدا پر ایمان لاتے ہین۔ جزا و سزا اور خدا کی کتابون اور انبیاء علیہم السلام پر ایمان لاتے ہین پھر اُن وسائط کو مانتے ہین جنکا مقصود اتم فرمان برداری ہے

پھر عمل کے متعلق کیا چاہئے۔ سب سے زیادہ عزیز مال ہے۔ پانچ روپے کا سپاہی یا بھرتیہ کے بدلے مین عزیز جان دیدینے کو طیار ہو ماں باپ اُس روپیہ کے بدلے اپنے عزیز بچہ کو جدا کر دیتے ہین۔ تو معلوم ہوا کہ مال کی طرف انسان بالطبع جھکتا ہے۔ لیکن جب خدا سے تعلق ہو تو پھر مال سے بے تعلقی دکھاوے اور واقعی ضرورتون والے کی مدد کرے مسکینون کو دے جو بیدست و پا ہین رشتہ دارون کی خبر لے کوئی کسی ابتلا مین پھنس گیا ہو تو اُس کے نکالنے کی کوشش کرے مگر سب سے مقدم ذوی القربیٰ کو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذوی القربیٰ کے ساتھ سلوک کرنا **زیادتی عمر کا موجب ہے** یتیمون کی خبر لے پھر جو بیدست مسکین ہین انکی خبر لے۔ پھر جو علم پڑھتے ہین اور خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے پڑھتے ہین اور مصیبت مین مبتلا شدہ لوگون کی خبر لے۔ پس جناب الٰہی کے ساتھ تعلق ہو اور دنیا اور اُس کی چیزون سے بے تعلقی دکھلاوے۔ پھر جناب الٰہی کی راہ مین جان کو خرچ کرے۔

خدا تعالیٰ کی راہ مین جان خرچ کرنے کی پہلی راہ کیا ہے؟ نمازون کا ادا کرنا۔ نماز مومن کا معراج ہے۔ نماز مین ہر قسم کی نیاز مندیان دکھائی گئی ہین۔ غرض کافوری شراب پیتے پیتے انسان اُس چشمہ پر پہونچ جاتا ہے جہان اُسے شفقت علی خلق اللہ کی توفیق دیجاتی ہے

پھر بتلایا کہ جو معاہدہ کسی سے کرین اُس کی رعایت کرتے ہین۔ مسلمان سب سے بڑا معاہدہ خدا سے کرتا ہے کہ مین نیک نمونہ ہونگا۔ مین فرمان بردار ہونگا۔ مین اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے کسی کو دکھ نہ دونگا۔ اور ایسا ہی ہماری جماعت **امام کے ہاتھ پر معاہدہ کرتی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ رنج مین راحت مین عسر یسر مین قدم آگے بڑھاؤنگا۔ بغاوت اور شرارت کی راہون سے بچنے کا اقرار کرتا ہے۔** غرض ایک عظیم الشان معاہدہ ہوتا ہے

نے ایک مختصر سا مراسلہ بغرض اندراج بھیجدیا - اس لئے ہم اس کو ذیل مین درج کرکے سول ملٹری نیوز کے معزز ایڈیٹر سے امید کرتے ہین کہ وہ اس تردید کو بھی اپنے اخبار مین درج کرینگے اور وہ مراسلہ یہ ہے

مراسلہ

جناب مکرم ایڈیٹر صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

۱۵ نومبر ۱۸۹۹ء کی سول ملٹری نیوز لدھیانہ کے ایڈیٹوریل مین مرہم عیسی کے متعلق مرزا صاحب کی مخالفت دو تین ریمارکس دیکھنے مین آئے۔ جنکی تردید کرنا ضروری ہے - مہربانی کرکے ذیل کی چند سطور کو اپنے اخبار گوہر بار مین کسی جگہ درج فرماوین تاکہ عوام پر ایڈیٹر صاحب سول ملٹری نیوز کی راے کی تغلیط منکشف ہوجاوے ایڈیٹر صاحب فرماتے ہین " چونکہ اکثر امراض مین یہ فائدہ دیتا ہے اس لئے حکماے یونان اس کو مرہم عیسی کہتے ہین ،، جس طرح بعض کامل فن اطبا کو عیسی دوران کے لقب سے پکارتے ہین اسی طرح بلحاظ اسکی شفابخشی کے مرہم عیسی سے موسوم کرتے ہین ،،

مین بالوثوق کہہ سکتا ہون کہ ایڈیٹر صاحب کی یہ طبعزاد اور اختراعی وجہ تسمیہ کسی طبی کتاب مین نہین پائی جاتی بلکہ تقریبًا تمام کتابون مین اس مرہم کی وجہ تسمیہ وہی پائی جاتی ہے جو حضرت مرزا صاحب نے ظاہر فرمائی ہے یعنی یہ کہ وہ یہ مرہم عیسی حضرت عیسی علیہ السلام کے واسطے ان کے بارہ حواریون نے بنائی تھی اب چونکہ حضرت عیسی علیہ السلام کے واقعات زندگی مین سے سواے واقعہ صلیب کے کوئی ایسا واقعہ نہین جس مین ایسی سریع التاثیر مرہم کی بالخصوص جو حواریون نے تجویز کی ہو ضرورت آپڑی تھی اس واسطے بلحاظ اس زمانہ کے صلیب اور طریق سزاے صلیب کے درایتًا یہی کہنا پڑتا ہے کہ صلیب پر چڑھاے جانے سے حضرت عیسی علیہ السلام کے ہاتھون پر جو کیلون کے زخم پڑگئے تھے جس کا ذکر انجیل یوحنا باب ۲۴ سے ۳۰ آیت تک ہے - انہین زخمون کے تحلیل اورام اور اندمال اور گوشت رویانیدن کے واسطے حواریون نے یہ مرہم بنائی تھی - اور انہی تعداد کے موافق اس نسخہ مرہم کی بھی بارہ اجزا تجویز کیے تاکہ ان کی غمخواری اور ہمدردی اور تیمارداری کی یادگار صفحہ روزگار پر ہمیشہ مرقوم اور منقوش رہے -

اسی واسطے اس مرہم کے دوسرے نام مرہم حواریین اور مرہم رسل اور مرہم اشلیخا مشہور چلے آتے ہین سلیخا عبرانی لفظ ہے جس کے معنے رسل کے ہین - خدا جانے ایڈیٹر صاحب سول ملٹری نیوز ان مذکورہ بالا نامون کی وجہ تسمیہ کیا نکالین گے

حضرت مرزا صاحب نے سب سے پہلے اس مرہم کا ذکر اپنی کتاب ست بچن کے اخیر مین فرمایا ہے اور وہان اس کے متعلق مفصل بحث فرمائی ہے- اور تقریبًا ۲۰ طبی کتابون کے حوالے تحریر فرمائے ہین جنکے مصنف اہل کتاب - مسلمان - مجوسی - اطبا ہین - منجملہ ان کے راقم نے آج ہی بچشم خود حسب بیان مرزا صاحب ذیل کی کتابون مین اس مرہم کا حال دیکھا -

(۱) قانون بو علی سینا جلد ۳ مطبوعہ مصر ۱۲۹۴ھ صفحہ ۳ سطر ۲۵ در بیان مرہم رسل -

(۲) قرابادین قادری فارسی باب ۲ در ادویہ امراض جلد مطبوعہ نولکشور ۱۳۰۹ھ صفحہ ۹۴ سطر ۶

(۳) قرابادین کبیر فارسی جلد ۲ در بیان نسخ مرہم مطبوعہ عمدۃ المطابع دہلی ۱۲۷۱ھ صفحہ ۴۹ سطر ۶

(۴) علاج الامراض فارسی مقالہ نوزدہم فصل پانزدہم در مرکبات لامیہ و میمیہ مطبوعہ نولکشور ۱۳۰۱ھ صفحہ ۳۹۹ سطر ۱۲ -

بخوف طوالت صرف علاج الامراض کی عبارت ہدیہ ناظرین ہے

مرہم رسل کہ مسمی ست بمرہم سلیخا و مرہم عیسی و اجزاے این نسخہ دوازدہ عدد ست کہ حواریون جہت عیسی علی نبینا وعلیہ السلام ترکیب کردہ اند و براے تحلیل اورام ...... سود دارد ہکذا فی قرابادین قادری فارسی - والسلام

راقم خادم حسین بھیروی

ناظرین سے دو دو باتین

سب سے پہلے ہمکو اپنے ناظرین سے اس امر کی معذرت کرنی ہے کہ بوجہ مصروفیت **جلسۃ الوداع** اخبار وقت پر اشاعت پذیر نہین ہوسکا - علاوہ ازین جیسا کہ ہمارے ناظرین کو معلوم ہے کہ اخبار الحکم کی اشاعت مین دیر اور توقف کا موجب ایک یہ بھی ہوا تھا کہ بوجہ زیادتی اخراجات کچھ عرصہ سے ہم نے اخبار کے طبع کا کام ٹھیکہ پر کرلیا ہوا تھا مگر اس سے اس کے باقاعدہ اشاعت مین ایک نقص پیدا ہوگیا تھا - بنا برین اس نقص کے دور کرنے کے لئے اب پھر ہم نے مستقل انتظام خاص سٹاف پریس کا کرلیا ہے چنانچہ یہ اشو اسی انتظام سے اشاعت پذیر ہوتا ہے - اور امید کی جاتی ہے کہ آیندہ اخبار کے بروقت اشاعت

پھر دیکھا جاوے کہ نفسانی اغراض اور دنیوی مقاصد کی طرف قدم بڑھاتا ہے یا دین کو مقدم کرتا ہے عامہ مخلوقات کے ساتھ نیکی اور مسلمانوں کے ساتھ خصوصًا نیکی کرتا ہے یا نہیں + ہر امر میں خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھے مقدمہ ہو تو جھوٹے گواہوں جعلی دستاویزوں سے محترز رہے دوسروں کو فائدہ پہونچانے کے لئے وعظ کہنا بھی مفید امر ہے اس سے انسان اپنے آپ کو بھی درست بنا سکتا ہے جب دوسرے کو نصیحت کرتا ہے تو اپنے دل پر چوٹ لگتی ہے۔

امر بالمعروف بھی ابرار کی ایک صفت ہے اور پھر قسم قسم کی بدیوں سے رکتا ہے۔ المختصر یفجرونها تفجیرا جب خود بھلائی حاصل کرتے ہیں۔ ظالم لنفسہٖ ہوتے ہیں تو دوسروں تک بھی پہونچاتے ہیں یوفون بالنذر جو معاہدہ جناب الٰہی سے کیا ہو اسکو وفاداری سے پورا کرے اور نیکی یوں حاصل کرے کہ میرے ہی افعال نتائج پیدا کریں گے۔

ایک فلسفی مسلمان کا قول ہے۔

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو

ویطعمون الطعام علی حبه مسکینا ویتیما واسیرا۔ اور کھانا دینے میں دلیر ہوتے ہیں۔ مسکینوں۔ یتیموں اور اسیروں کو کھلاتے ہیں۔ قرآن کریم میں لباس اور مکان دینے کی تاکید نہیں آئی جس قدر کھانا کھلانے کی آئی ہے ان لوگوں کو خدا نے کافر کہا ہے جو بھوکوں کو کہا کرتے ہیں کہ ہمارے ان کو خدا ہی نہ دیتا اگر دینا منظور ہوتا قرآن کریم کے دل سورہ یٰسٓ میں ایسا لکھا ہے وقال الذین کفروا للذین امنوا انطعم من لو یشاء الله اطعمه

آج کل چونکہ قحط ہو رہا ہے انسان اس نصیحت کو یاد رکھے اور دوسرے بھوکوں کی خبر لینے کو بقدر وسعت طیار رہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے یتیموں۔ مسکینوں اور پابند بلا کو کھانا دینا رہے۔ مگر صرف اللہ کے لئے دے۔ یہ تو جسمانی کھانا ہے۔ روحانی کھانا ایمان کی باتیں۔ رضاء الٰہی اور قرب کی باتیں یہاں تک کہ مکالمہ الٰہیہ تک پہونچا دینا اسی رنگ میں رنگین ہوتا ہے یہ بھی طعام ہے۔

وہ جسم کی غذا ہے یہ روح کی غذا

منشا یہ ہو کہ اس لئے کھانا پہونچاتے ہیں کہ انا نخاف من ربنا یوما عبوسا قمطریرا۔ کہ ہم اپنے رب سے ایک دن سے جو عبوس اور قمطریر ہے ڈرتے ہیں۔ عبوس تنگی کو کہتے ہیں قمطریر دراز یعنی قیامت کا دن تنگی کا ہوگا اور لمبا ہوگا۔ بھوکوں کی مدد کرنے سے خدا تعالیٰ قحط کی تنگی اور درازی سے بھی نجات دیدیتا ہے۔

نتیجہ یہ ہوتا ہے فوقهم الله شر ذلك اليوم ولقهم نضرة وسرورا۔ خدا تعالیٰ اس دن کے شر سے بچا لیتا ہے اور یہ بچانا بھی سرور اور تازگی سے ہوتا ہے۔

میں پھر کہتا ہوں کہ یاد رکھو آج کل کے ایام میں مسکینوں اور بھوکوں کی مدد کرنے سے قحط سالی کے ایام کی تنگیوں سے بچ جاؤ گے

خدا تعالیٰ مجھکو اور تم کو توفیق
دے کہ جسطرح ظاہری عزتوں
کے لئے کوشش کرتے ہیں اپنا آبرو
کی عزت اور راحت
کے بھی کوشش کریں
آمین۔

* * *

مرہم عیسیٰ یا مرہم حواریین یا مرہم رسل

مندرجہ بالا نام کی ایک مرہم ہزار ہا طبی کتابوں میں درج ہے اور اس کی وجہ تسمیہ عمومًا یہ بتلائی گئی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیبی زخموں کے اندمال کے لئے تجویز کی گئی تھی۔

چونکہ طاعون وغیرہ امراض میں بھی یہ مرہم مفید ثابت ہوا ہے اس لئے ہمارے ایک مکرم بھائی **حکیم محمد حسین صاحب** لاہوری نے بھاٹی دروازہ لاہور میں مرہم عیسیٰ کا ایک کارخانہ عوام الناس کے فائدہ کی غرض سے اصول تجارت پر جاری کیا۔ اور ہزاروں روپے کے صرف سے اس کے اشتہارات شائع کئے۔

مگر نہیں معلوم حضرات پادری کو اس سے کیا نقصان پہونچا کہ انھوں نے مل ملاکر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کے حضور سے ایسے اشتہارات کی مسدودی کا حکم صادر کرایا۔ ہم کو اس وقت اس امر پر بحث کرنی مطلوب نہیں کہ صاحب موصوف کا یہ حکم کس قدر دور اندیشی اور انصاف پر مبنی ہے کیونکہ عنقریب یہ مقدمہ چیف کورٹ میں پیش ہونے والا ہے۔

مگر ہم کو حضرات عیسائی صاحبان کے فوری جوش پر تعجب آتا ہے کہ وہ جو ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دینے کے مدعی ہیں ؟؟ کیا وہ ایک امر واقعی کو جھٹلا سکیں گے؟ جب کہ اس مرہم کا ذکر مع وجہ تسمیہ ہزار [illegible] طبیہ میں درج ہے۔ وہ کیونکر انکار کر سکیں گے کہ یہ مرہم مسیح علیہ السلام کے صلیبی زخموں کے لئے نہیں بنایا گیا۔ کتب شہادت دے رہی ہیں اور پکار پکار کر بتلا رہی ہیں کہ مسیح علیہ السلام کے زخموں کے لئے اس کا نسخہ طیار ہوا تھا۔

[illegible] سول ملٹری نیوز نام اخبار نے اس کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اور اس میں حضرت اقدس مسیلنا مسیح موعود علیہ السلام کی بیان کردہ وجہ تسمیہ کو غلط بتلایا ہے ہم خود اس کے متعلق لکھنے والے تھے کہ ہمارے ایک مکرم بھائی منشی خادم حسین صاحب بھیروی

مین یہ روک تو نہ رہے گی۔

یہ امر ناظرین سے پوشیدہ نہین ہے کہ جون ۱۸۹۹ء سے جو فرق اخبار کی صورت مین نمایان تبدیلی کی گئی ہے اخراجات مین خاص ترقی ہوگئی ہے اور اب موجودہ انتظام نے اخراجات کو اور بھی بڑھا دیا ہے اس لئے ہم مندرجہ ذیل گذارش کرنے کی جرأت کرتے ہین۔ اور امید کرتے ہین کہ اس کے قبول کرنے مین ناظرین کو کوئی عذر نہ ہوگا بشرطیکہ وہ اخبار کے دلی معاون ہون اور ہمارا یقین ہے کہ ہین اول۔ اخیر دسمبر ۱۸۹۹ء تک جن لوگون کے نام کچھ بھی بقایا ہے وہ بہت جلد ہی بھیجدین۔

دوسرے ہر ایک خریدار اخبار (مفت لینے والے شامل نہین) دو جدید خریدار مع قیمت پیشگی اخیر دسمبر ۱۸۹۹ء تک پیدا کردے۔

تیسرے قدیم خریداران مین جو صاحب اہل ہمت و استطاعت ہین وہ اپنی استطاعت کے موافق امدادی قیمت دین نہ کہ مقررہ قیمت۔

چہارم عام خریدارون سے آیندہ کے لئے ہے ۳ سالانہ قیمت اندرون ہند لی جاوے گی اور یہ عمل درآمد شروع جنوری ۱۸۹۹ء سے ہوگا

پنجم ہمارے مطبع کی مطبوعہ کتب کا کم از کم ایک پورا سٹ خرید لیا جاوے جو عہ قیمت کا ہے بشرطیکہ پہلے سے خرید نہ کیا ہو۔ اور جو قیمت اخبار پیشگی روانہ کرنے والے کو عہ پر دیا جاوے گا۔

ششم کل قیمتین اخیر دسمبر ۱۸۹۹ء سنہ ۱۹۰۰ء کے لئے آجانی چاہئین۔ ورنہ ان بعد بصیغہ ویلیو وصول کی جاوین گی۔

جو صاحب اس سے اتفاق رائے نہ کرین وہ ہم کو اطلاع دین۔ اور جو احباب اس امر کے متعلق کوئی مفید رائے دین گے وہ شکریہ کے ساتھ درج کیجاوینگی

اور ایسا ہی خریداران جدید کے اسمائے گرامی سلسلہ وار توسیع اشاعت الحکم کے عنوان سے درج ہوتے رہین گے۔

◆

جلسۃ الوداع

جلسۃ الوداع جو نصیبین کمیشن کے معزز ممبرون کی روانگی کے لئے دعا کرنے کے واسطے مقرر ہوا تھا۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ نومبر ۱۸۹۹ء کو خوب دھوم دھام سے ہوا۔ جلسہ کی مفصل کیفیت اور رویداد رپوٹ جلسۃ الوداع مین درج ہوگی جو علحدہ شائع ہوگی۔

◆

قبول اسلام

سردار سندر سنگھ صاحب

خلف سردار جیون سنگھ صاحب ساکن دھرم کوٹ بگہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور نے ایک عرصہ دراز کی تحقیق و تدقیق کے بعد ۱۳ نومبر ۱۸۹۹ء کو جلسۃ الوداع کی تقریب پر حضرت اقدس حجۃ الصدق الرحمن انسان آسمانی علیہ السلام کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا۔

سردار صاحب کا نام آنحضرت علیہ السلام نے **سردار شیخ فضل حق** تجویز فرمایا۔ سردار صاحب اس معزز اور مشہور خاندان کے رکن اور تن ہین جس کا تذکرہ سرلیپل گریفن صاحب نے اپنی مشہور "تاریخ رئیسان پنجاب" کے خاندان نمبرے مین ذکر کیا ہے۔

اس سے بڑھکر سردار صاحب کی نجابت اور شرافت کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے جس حوصلہ اور جرأت کے ساتھ سردار صاحب نے اسلام قبول کیا ہے وہ بیشک قابل رشک امر ہے۔ ایک بیش قیمت جایداد اور معزز و متمول رشتہ دارون اور بیوی بچون کو چھوڑ کر محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے اسلام قبول کرنا قابل تقلید اعلیٰ جرأت ہے۔

اور پھر یہ امر اور بھی قابل تعریف ہے جب کہ ہم دیکھتے ہین کہ سردار صاحب نے کل مذاہب کے اصولون کو پورے طور پر تحقیقات کر لینے کے بعد اسلام قبول کیا ہے۔

سردار صاحب کے قبول اسلام کے وجوہات رسالہ فضل حق مین جو خود انھون نے لکھا ہے اور ۱۴ نومبر ۱۸۹۹ء کو ایک جلسہ عظیم مین پڑھ کر سنایا شائع ہون گے۔ جو مفت تقسیم ہوگا۔

ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ سردار صاحب کو استقامت عطا فرماوے اور اورون کے لئے انکو نمونہ بنا دے آمین

◆

غلطی کی اصلاح

پرچہ ۱۰ نومبر ۱۸۹۹ء مین صفحون کی غلطی ہوگئی ہے ۴ صفحہ ۵ کی جگہ ہوگیا اور ۵ صفحہ ۴ صفحہ کی جگہ ہوگیا ناظرین ۴ صفحہ کو ۵ صفحہ سمجھین اور ۵ صفحہ کو ۴ صفحہ سمجھین۔

◆

یاد رہے

کہ اخبار الحکم کا مالی سال اکتوبر ۱۸۹۹ء مین ختم ہوچکا ہے اسلئے جن صاحبون نے ابھی تک زرچندہ نہین دیا ہے بھیجکر کارخانہ کی اعانت فرماوین

والسلام

(مینیجر)

رسالہ اثبات خلافت شیخین

جس کا دوسرا نام خلافت راشدہ ہے

کچھ عرصہ ہوا کہ مندرجہ عنوان رسالہ کی طبع ثانی کا اشتہار ہم نے دیا تھا اور یہ بھی ظاہر کیا تھا کہ حضرت مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے اس مرتبہ اس رسالہ کے ساتھ ایک ضمیمہ بھی لگا دیا ہے جو نہایت لطیف اور قابل غور ہے اس میں کئی دلچسپ مضامین متعلقہ مسائل اہل التشیع درج ہیں اس اشتہار کے ساتھ ہی یہ رسالہ طبع ہونا شروع ہو گیا ہے لہذا پھر اطلاع دیجاتی ہے کہ جو صاحب خریدنا چاہیں بہت جلد درخواستیں بھیجدیں تاکہ طبع ہوتے ہی انکی خدمت میں بھیجدیا جاوے ورنہ پھر ان کو تیسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔ چونکہ آجکل اس فرقہ نے اکثر مقامات پر بہت زور پکڑا ہے اسلئے ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ اس رسالہ کو کثرت سے شائع کریں کیونکہ یہ ایک لاجواب رسالہ ہے جس کا جواب آج تک اہل التشیع سے نہیں ہو سکا۔ اہل دل اور اہل دول احباب متعدد جلدیں خرید کر مفت تقسیم کریں۔

رپوٹ جلسۃ الوداع

جلسۃ الوداع کی مفصل رپورٹ ہم مرتب کر رہے ہیں جس کے مضامین کی صحت اور درستی کا انتظام حسب معمول ہمارے محسن و مخدوم مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی ایدہ اللہ نے اپنے ذمہ لیا ہے یہ رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۹۰۲ء کی رپورٹ سے بھی بڑھ کر قابل قدر و بے نظیر اور اچھوتے مضامین کا مجموعہ ہے اس رپورٹ کی جسقدر اشاعت ہو تھوڑی ہے اس لیئے ہم اپنے قدیم مہربانوں سے امید کرتے ہیں کہ اس رپورٹ کی اشاعت میں دلی امداد سے ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ خریدار درخواستیں جلد بھیجدیں تاکہ ہم اُسی اندازہ پر طبع کا انتظام کریں رپورٹ کی درخواستیں اخیر نومبر تک ہمارے پاس پہونچ جانی چاہئیں۔

فضل حق

یہ اُس مختصر سے پمفلٹ کا نام ہے جو ہمارے مکرم بھائی شیخ سردار فضل حق صاحب (سابق سردار سندر سنگھ صاحب خلف سردار جیون سنگھ صاحب ساکن دھرم کوٹ بگہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور) نے اپنے اسلام کو لانے کے وجوہات پر ۱۲ نومبر ۱۹۰۳ء قبول اسلام کے بعد ایک بڑے جلسہ میں سنایا۔

اس مختصر سے رسالہ میں کل مذاہب پر دلچسپ اور مدلل ریویو کیا ہے اور اسلام کا مقابلہ دوسرے مذاہب سے دکھایا ہے۔ یہ رسالہ مفت تقسیم ہوگا اسکی اشاعت کے لئے جناب شیخ رحمت اللہ صاحب پروپرائٹر بمبئی ہوس نے ۱۴۰۰ جلد کے اخراجات کا ذمہ لیا ہے اور شیخ محمد جان صاحب وزیر آبادی نے عشہ اور ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب نے ایک روپیہ دیا ہے بالفعل ۲۸۰۰ طبع ہوگا جو صاحب مفت لینا چاہیں حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کے نام درخواست مع ٹکٹ آدھ آنہ بھیجدیں۔ اور جو اس کی اشاعت میں دینا چاہیں وہ بھی حضرت مولانا صاحب موصوف کے نام روانہ کریں۔

صاحبزادہ صاحب کے مکان کا چندہ

سید ناصر شاہ صاحب اوورسیئر	۵
قاضی یوسف علی صاحب نعمانی سنگرور	عہ
شاہزادہ جان صاحب سنگرور	۸

حضرت امام الزمان علیہ السلام سے بیعت کرنے والوں کے نام

۱. محمد شفیع ساکن لودھیانہ
۲. مرزا محمد نقی بیگ ولد مرزا عظیم بیگ صاحب مرحوم ساکن سامانہ علاقہ پٹیالہ
۳. حافظ عظیم اللہ شاہ آباد ضلع ہردوئی بازار دوشنبہ
۴. مولوی محی الدین ” محلہ بروا بازار
۵. عبد الحنان مصور۔ پنی علاقہ پشور
۶. سید علی حسن پرگنہ حیندس ضلع علی گڈھ
۷. غلام مصطفی طالب علم جماعت ششم ولد مولوی عبد اللہ خان صاحب دوئم مدرس ہندو کالج پٹیالہ۔ ریاست

فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس لو

مندرجہ ذیل ادویات تجربہ کثیر کے بعد شائع کی جاتی ہیں اگر حسب ترکیب استعمال سے فائدہ نہ ہو تو بعد وضع محصول ڈاک قیمت واپس لے لو۔ سچائی کے لئے یہی کافی امر ہے۔

(۱) دوائی قوت باہ (داخلی و خارجی علاج) چودہ قسم کے ضعف باہ کا حکمی علاج قیمت علاج خارجی عہ قیمت علاج داخلی عا
(۲) دوائی بواسیر خونی و بادی کے اکسیر عا
(۳) دافع جریان ہر قسم للعہ
(۴) علاج آتشک ے ر
(۵) دوائی سوزاک کہنہ و جدید ہر قسم عا
(۶) خضاب سالانہ جو تیل کی طرح لگایا جاتا ہے عہ
(۷) دوائی مصفی خون ۹
(۸) سرمہ نہایت عمدہ عہ

مندرجہ بالا ادویات کی قیمت مقررہ ایک مریض کے علاج کے لیئے ہے اگر اس قدر دوا سے کوئی نقص باقی رہے زائد دوا مفت دیجاویگی تمام درخواستیں

حکیم محمد امین کے نام بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور آنی چاہئیں۔ فقط

بقیہ چندہ مکان صاحبزادہ صاحب

مولوی احمد جان صاحب جالندہری	عہ
قاضی خواجہ علی صاحب لدھیانوی	عا
شیخ عبد الحق صاحب ”	عہ
شیخ شہاب الدین صاحب ”	عہ
محمد حسن صاحب عطار ”	لعہ
مستری عصمت اللہ صاحب ”	۲ر
کرم الٰہی صاحب کانشٹبل ”	۳ر

جنہوں نے ابھی تک توجہ نہیں کی جلدی توجہ فرماویں۔

ممیرا کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

متعدد گورنمنٹ میڈیکل کالج کے پروفیسر دان نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین ۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرکا سرمہ مفید اعلیٰ قسم فی تولہ ہے خالص ممیرہ فی ماشہ عہ۵ مصری سرمہ فی تولہ ۴ محصول ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اشتہار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہئیے

المشتہر پروفیسر میاسنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ - مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جالا کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شئے نہین ہے اسلئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئیے ۔ اس لئے مین بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرکا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم پی ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی

۲ - مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کو فائدہ [illegible] شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے [illegible] اس کا تجربہ اپنی [illegible] زیر علاج مریضہ [illegible] سکتا ہون [illegible] مذکورہ [illegible] آنکھون مین خود بخود دانے نکلے ہوئے تھے اور پپوٹے پر وال پڑتے تھے اس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین ان مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی مین فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی ۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳ - مینے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جن کی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری [illegible] یہ سرمہ نہایت مفید ہے ۔ راقم ڈاکٹر برجلال کھوسلہ رائے بہادر [illegible] ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴ - مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے ۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید سرشاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۹ء مین جمع کیا گیا ہے

حسین شاہ
۲۲ نومبر
۳۵۰

مطبع انوار احمدیہ قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

(رجسٹرڈ ایل نمبر ۷)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب
قیمت سالانہ
پیشگی
۱۲ ر

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب
قیمت سالانہ
پیشگی
سے
۱۲ ر

نمبر ۴۲ قادیان دار الامن والامان ۲۴ - نومبر ۱۸۹۹ء جلد ۳

نور دین

یہ ایک قابل قدر خط کا عنوان ہے جو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ اور جس کو ہمارے محسن و مخدوم حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب ایدہ اللہ بروح القدس نے مولوی ...... صاحب کے نام لکھا ہے [illegible] خط کی اشاعت [illegible] صاحب کی مخالفت [illegible] کو بھی [illegible] اعتراض کی حقیقت معلوم ہو جاوے [illegible] کیا ہے [illegible] حضرت حجۃ اللہ [illegible] الارض جناب مسیح موعود علیہ السلام پر کیا تھا۔

چونکہ یہ گرامی نامہ بہت سے شکوک کو رفع کرنے والا اور تاریکی کے فرزندوں کو نور ہدی دکھانے والا ہے اس لیے ہم اسکا نام نور دین ہی رکھتے ہیں۔

خدا تعالی سے دعا ہے کہ وہ اس خط کے ذریعہ وہ غرض پوری کرے جس کو ملحوظ رکھ کر ہمارے مخدوم نے اس کو لکھا ہے۔

ایڈیٹر

مدارا باسامی کن زحق آشکار
چو ان کجا امد رست تخم بدکار

مولوی صاحب مکرم معظم مولوی کرم دین صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
جناب کو معلوم ہوگا کہ راقم بھی ابتداء سن تمیز سے کہ اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ تک ان علاقوں کو دیکھتا رہا ہے بلکہ ان کو اب تک دیکھتا ہے جنکا سرمایہ فخر و امتیاز نہایت ہی محدود کتابیں اور تھوڑا سا محدود علم ہے بلکہ اگر آیۃ کریمہ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء کے لحاظ پر ان کا امتحان لیا جاوے تو ان کو عالم کہنا اور ان کے چند ملزمات کو علم سمجھنا صحیح نہیں۔

ان کی شامت اعمال سے ان کو ابتدا ہی میں ضرب یضرب ضربا پڑھایا گیا اور یہ خود بھی پڑھاتے ہیں ضارب کی مبتدیانہ لیاقت اور سکت ان میں کہاں تھی کہ کہتے انا ضارب آخر نامردی سے بول اٹھے فھو ضارب۔

آپ کو مجھ سے محبت ہے اور مجھ کو آپ سے اخلاص۔ پس اگر میں بیان یہ فقرہ لکھدوں کہ آخر آپ نے بھی مرزا صاحب پر اور آپ کے صادق [illegible] پر [illegible] کر کے ان [illegible] کی قسمت پر [illegible] فھو ضارب الا انا ضاربا۔

تعجب ہے کہ [illegible] نوجوان اور [illegible]

آ گئے اور ذرہ بھی خیال نہ کیا کہ ایک طرف ایک عظیم الشان دعوے کا مدعی اپنی تحریرین یا مقبل کے حوالہ سے کچھ لکھتا ہے اور دوسری طرف ایک ملا صاحب اُس کی تکذیب کرتے ہین پس نہین کم سے کم مناسب ہے کہ نقل کی تصحیح تو کرلین۔

علم مناظرہ کے ابواب مین آپ صاف پائینگے کہ نقل کے لئے تصحیح کافی ہے آپ تصحیح نقل کر لیتے تو آپ کو دو سخت کھٹکا کا صدمہ نہ پہونچتا۔

جناب من جس باب سے علوم کی ابتدا ہوئی ہے اُس مین صرف یا صا لفظ قتال کے ترتیب [illegible] سے تو اَلضَّرْبُ زدن وَالقِتَالُ کشتن ہی سیکھا پس ہیکلے لئے الف یہ سے اُنھون نے یا تک کیا کیا سیکھا ہوگا۔

مجھے یاد ہے کہ مین جب کم عمر تھا ایک میرے پنڈ دادن خانی دوست نے بڑے فخر اور طمطراق مین آ کر اور بقدر عقل خود عمدہ بات خیال کرکے مجھے کہا کہ مینے ایک صرف ہوائی کی یا بہائی کی ایک شرح پیدا کی ہے اس کا نام (مچھی) ہے اور مچھی پشتو مین بِڑ کو کہتے ہین جسے عام پنجابی لوگ تنبوڑی اور مہذب لوگ زنبور کہتے ہین یہ نہایت عمدہ حاشیہ ہے بات بات پر اعتراض کرتا ہے واہ کیا خوبی ہے۔

جناب من وہ شرح یا اُس کی اور اخوات اُن کی معراج کا پہلا زینہ ہے جس کی سدرۃ المنتہیٰ کا نتیجہ سلیمان کی غایت المرام بھی ہے [illegible] سنا ہے کہ اُس کا اور تکالمہ بھی شائع ہوا ہے غالبًا وہ اُن کا نزول ہوگا۔ والا فلیس للغاینہ غایۃ

ہان میری اس تحریر پر وہ اعتراض کر سکتے ہین مگر جناب فہم والے انشاء اللہ تعالیٰ سمجھہ بھی لین گے کہ ہیچ نیست و اعتراض ہیچ نیست

ایام طالب علمی مین بمقام رامپور (روہیلکھنڈ) طلبہ موجودہ سے سوال کیا گیا کہ میرزاہد رسالہ اور میرزاہد امور عامہ بل ملا جلال جو تعلیم مین ہر کس علم کی کتابین ہین تو ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ گئے۔ یہ صرف خیالی باتون مین جھگڑنے والے کیا کہتے۔ الضرب زدن پر پہونچانے کی سکت تھی مولانا اُن کی بدقسمتی سے یا ان کے ابتلا کے لئے ان کے مختار اور پسندیدہ اُن کتابون مین جنکو یہ قرآن کریم کی جگہ یاد کرتے ہین [illegible] دوست نے ذکر کیا کہ ان کے ہمکتب نے اسی ایک متن کی شرح پر چالیس حواشی کو سبقًا سبقًا پڑھ کر انا ولا غیری کا عہدہ حاصل کیا سبحانک اللھم لا الہ غیرک۔

قرآن کریم کے مخالف لفظ کلمہ کی تعریف کی گو نکل ان لیصطلح کا عذر اُس کے لئے گھڑا جاویگا مگر اذا جاء نہر اللہ بطل نہر معقل اور وہ تعریف قرآن مجید کے مخالف۔ احادیث صحیحہ کے مخالف۔ عامہ اہل اسلام کے مخالف۔

کلمہ کو لفظ مفرد کہا ہے جو صدق کا محتمل نہین ہو سکتا۔ اور قرآن کریم فرماتا ہے تمت کلمۃ ربک صدقا اور رسول رؤف رحیم کا ارشاد ہے اصدق کلمۃ قالہا لبید الا کل شئ ما خلا اللہ باطل۔ پھر عامہ مومنین کا سچا اور پکا قول ہے جب ان کو کہا جاوے پڑھو کلمہ تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے اور پڑھتے

بہر حال قرآن مجید کو ترک کرکے کہان سے کہان جا پہونچے۔ قرآن کی تفسیر بیضاوی سوا پاؤ یا سوا سیپارہ عمل کے لئے نہین بل اس لئے کہ اُس مین علم ادب کے نکات ہین پڑھ لیتے ہین۔

جناب من مینے جب سے حضرت مسیح موعود اور مہدی مسعود و مرسل یزدانی ملہم ربانی مرزا غلام احمد قادیانی سلمہ اللہ کا دامن پکڑا ہے مجھے ان لوگون کے مقابلہ پر لکھنے کے لئے میرے دوست اور احباب نے بار بار مجھے ایماء اور بالآخر صریحًا کہا کہ تو بھی کوئی کتاب لکھ بلکہ بعض ہمارے آشناؤن نے سخت الفاظ سے بھی کہا۔

کل کی بات ہے جب آپکا خط مجھ مولانا الامام علیہ السلام نے دیا تو میرے قابل قدر دوست نے بلند آواز سے فرمایا نور الدین کب لکھو گے اور کب صاحب خط کو جواب ملے گا اُس وقت میرے دل پر جو گذرا اُس کا اظہار و [illegible] کا کام نہین وہ میرے مولی کریم کو معلوم ہے۔ کچھ اپنی پر کچھ اپنے ملاؤن پر عزم کرکے خاموش ہوگیا لکل امرء ما نوی۔

میری خاموشی کا باعث کچھ تو میری کم مایگی کچھ جوش شدید کا عطا نہ ہونا کہ مجھے مجبور ہوکر کام کرنا پڑے اور بڑا سبب یہ ہے کہ انکا جواب وہی (مچھی) کیسی بہت کتابین لکھوانا ہے یہ لوگ ہمیشہ بہادری مین پھنسنا پسند کرتے ہین اور اسی مین خوش ہین۔

غور کرلو۔ گو صرف و نحو ضروری ہین مگر مبادی۔ پھر نہایت خطرناک غلط منطق ہین کہ جو کچھ ہے سو ہے مگر مبادی ہین سے۔ اگر مینے کہا بھی تو یہ مبادی کو غایت پر ناپسند کرکے وقت کو تباہ کرینگے۔

مامور من اللہ تو معذور ہے اس کی باتین نرالی وہ تو اس جماعت کا انسان ہے جو یفعلون ما یؤمرون آخر جناب نے یہی مبادی نے سخت کھٹکا کی دقت اٹھائی۔ آپ سوچتے کہ لو فرضنا بفرض محال او فرض غیر صحیح حوالہ غلط ہے تو اصل بات کیا ہے ایا تاویل الہام مین ملہم کو غلطی ہوتی ہے یا نہین جس کا پتہ ذھب وھلی

اور سفر حدیبیہ ہو لگ سکتا ہے۔

مولوی صاحب! آج کل تو فتن دجال کے باعث بائبل ہر ضلع مین مل سکتی تھی آپ نے تاریخ کی دوسری کتاب کا اٹھارہ ان باب دیکھ لیا ہوتا تو جناب کو کشف الصحیح معلوم ہو جاتا۔ کہ یہ سلیمان کا اعتراض من سلیمان ہے یا نہین۔

کیا خوب ہے جو شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فوز الکبیر مین یہود کے حالات لکھتے ہوئے ان علماء پر متوجہ ہو کر فرماتے ہین اگر خواہی بہ بینی او علماء سو کا نام ہم اور مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تو انکو اعداء ان کے علماء کو نصوص وہین لقب سے ملقب فرماتے ہین۔

جناب نے گو امام الوقت مسیح الزمان لکھ کر السلام علیکم و رحمۃ اللہ لکھا مگر مرزا صاحب کے الفاظ مرسل یزدانی اور ان کے مریدون کے واقعی نہ بطور استعارہ و مجاز بل حقیقت کے طور پر مرسل یزدانی تو جناب نے خود ہی استعارہ و مجاز کے نیچے لانا پسند فرما کر کہا ہے کہ کیون ایسے دھوکے کے الفاظ استعمال مین لائین جاوین۔

جناب من یضلل بہ کثیرا تو اس کتاب کی بھی صفت ہے جو اختلاف مٹانے کو نازل ہوئی۔ اور جس کا نام نور۔ ہدایت۔ رحمت۔ فضل۔ شفا ہے۔ پس اگر نافہم ابتلا مین پڑے تو کیا حرج ہے کیا حتی یمیز الخبیث من الطیب ضروری نہین۔ عبودیت کا اقرار جو ہمارے سید و مولیٰ خاتم النبیین رسول رب العلمین صلی اللہ علیہ وآلہ الی یوم الدین نے فرمایا وہ واقعی اور سچا اور بجا تھا جیسے ایک مامور من اللہ کا مجدد و مرسل یزدانی ہونا سراسر حق اور حقیقۃ پر مبنی ہے مرسل یزدانی کا کہنا خود توحید کا اقرار ہے۔

اس طعن کے بعد کہ مرسل یزدانی کہنا دھوکا دہی ہے حالانکہ خود حضرت مرزا صاحب اپنے آپکو مرسل من اللہ یقین کرتے ہین۔ پھر آپ فرماتے ہین کہ آپ کی تصنیف کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہون یہ ہے العجب۔

آپ کی رویا مین اول ظالموا انفسہم ہے جو آپ اب اسی لفظ کو قرآن مین ایک جگہ ملاحظہ فرماوے۔ ثم اورثنا الکتب الذین اصطفینا من عبادنا فمنہم ظالم لنفسہ۔ الآیۃ

رویا اور خواب پورا صاف بھی نہین کیونکہ اس کا بہت حصہ آپ کے فہم مین نہین آیا۔ اور اس کی مبادی وہ رویا صالحہ بکثرت اور طمہین کی موجود ہین جن کو بطور مشتے از خروار بسبیل ڈاک روانہ کرتا ہون۔

آپ اپنی رویا کو اس سے مقابلہ دو۔

پھر آپ نے سیاہ رنگ بھیڑین دیکھین ہین جو قادیان کی طرف جاتی ہین اور وہ عذاب ہی جو قادیان کی طرف چلا جاتا ہے۔

مولانا اول تو بھیڑین سیاہ گوہ ([illegible]) کھانے والی اور پھر وہ قادیان مین نہین۔ قادیان کی طرف انشاء اللہ تعالے آپ دیکھ لین گے کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا۔ مگر مولانا قادیان کی طرف تو راستہ مین بہت سارے اعداء بھی موجود ہین ہم نے مانا کہ وہ عذاب ہی مگر قادیان مین نہین بلکہ قادیان کی طرف غالبًا لاہور اور بٹالہ راستہ مین ہے وہان کسی پر گرے۔

اگر جناب پسند فرماوین تو میرا منشا ہے کہ آپ اس رویا کو بذریعہ اشتہار شائع فرماوین اس اشاعت کا نتیجہ انشاء اللہ بہت عمدہ ہوگا اور غیب تو وہی عمدہ ہوتا ہے جو لکھ کر عام طور پر سامنے کیا جاوے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ام عندہم الغیب فہم یکتبون۔

آپ کی رویا شائع کی جاوے تو آپکو پتہ لگے کہ پیشگوئیون کا پھیلنا کیسا امر ہے۔

اب مین پھر آپ کے سخت کھٹکے کے باعث پر توجہ کرتا ہون۔ جناب کو شاید بائبل نہ ملے اس لئے باب نقل کرکے خدمت مین روانہ کرتا ہون ذرہ غور کرو کہ وہ بعل کے نبی تھے یا خداوند کے اور وہ روح خدا تعالیٰ کی حضور سے پروانگی لے کر ان انبیاء کے پاس آئے تھے یا بعل سے پھر اس پر استفسار نبی نے بھی پہلے انبیاء کی ہان سے ہان ملائی تھی یا نہین۔ پھر اگر آپ کی تسلی نہ ہو تو جناب مجھے براہ راست اطلاع بخشین تا کہ مین جناب کو اس کی تفسیر معتبر مفسرین کے حوالہ سے مفصل لکھ سکون۔ والامر سہل

مین پھر جناب کو عرض کرتا ہون کہ جناب کثرت دعا اور کثرت استغفار کے بعد بہت تدبر اور غور سے کام لین فاوصیک بتقوی اللہ فقد فاز المتقون۔ وان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون۔ ۵ نومبر ۱۸۹۹ء

تاریخ باب ۱۸

اور یہوسفط نے شاہ اسرائیل سے کہا آج کے دن خداوند کا حکم دریافت کیجئے تب شاہ اسرائیل نے چار سو نبیونکو جمع کیا اور ان سے پوچھا کیا ہم رامات جلعاد کو جنگ کے لئے جائین یا مین باز رہون وے بولے چڑھ جا اور خدا اُسے بادشاہ کے قبضہ مین کر دیگا۔ پھر یہوسفط بولا ان کے سوا خداوند کا اور بھی کوئی نبی ہے کہ ہم اس سے پوچھین شاہ اسرائیل نے کہا کہ ایک شخص میکایاہ بن املہ ہے اس سے ہم خداوند کی مشورت پوچھ سکتے ہین لیکن مین اس سے دشمنی رکھتا ہون کیونکہ وہ میرے لئے نیکی کی نہین بلکہ ہمیشہ بدی کی پیشخبری کرتا ہے تب یہوسفط بولا بادشاہ ایسا نفرماوے۔ سو شاہ اسرائیل نے

شاہ نشین ادہر رکھو

ایک عہدہ دار کو بلا کے حکم کیا کہ املہ کے بیٹے میکایاہ کو جلد حاضر کر اور شاہ اسرائیل اور شاہ یہوداہ یہوسفط سمرون کے پھاٹک کے سامنے اسمین در آنے کی راہ پر ایک کھلیہان مین جا کے اپنے اپنے تخت پر شاہانہ لباس پہنے ہوئے بیٹھے تھے اور سارے انبیاء ان کے حضور نبوت کر رہے تھے اور کنعنہ کے بیٹے صدقیاہ نے اپنے لئے لوہے کے سینگ بنائے اور بولا خداوند یون فرماتا ہے کہ تو ان سے ارامیون کو ایسا ٹھیلیگا کہ انھین نابود کر ڈالے گا۔ اور سب نبیون نے یون ہی نبوت کی اور کہا کہ رامات جلعاد پر چڑھ جا اور کامیاب ہو کہ خداوند اُسے شاہ کے قبضہ مین کر دے گا۔ اور وہ قاصد جو میکایاہ کے بلانے کو گیا تھا اُس سے کہا دیکھ سب انبیاء ایک زبان ہو کے بادشاہ کو خوشخبری دیتے ہین سو کرم کر کے اپنا کلام انھین مین ایک کے مانند کہہ اور تو بھی خوشخبری دے۔ میکایاہ بولا خداوند حی کی قسم جو کچھ میرا خدا مجھے فرماوے گا مین وہی کہونگا۔ سو وہ بادشاہ پاس آیا تب بادشاہ نے اُسے فرمایا میکایاہ ہم لڑنے کو رامات جلعاد پر چڑھین یا مین باز رہون اس نے جواب مین کہا کہ چڑھ جاؤ اور کامیاب ہو اور وے تمھارے ہاتھ مین گرفتار ہون گے۔ پھر شاہ نے اُسے کہا مین تجھے کتنی بار قسم دے کے جتاؤن کہ تو مجھ سے کچھ نہ کہے مگر خداوند کے نام سے وہی جو سچ ہے۔ تب وہ بولا مین نے سارے بنی اسرائیل کو ان بھیڑون کی مانند جو بے چوپان ہون پہاڑون پر بھٹکتے ہوئے دیکھا اور خداوند نے فرمایا کہ کوئی ان کا آقا نہین سو ان مین سے ہر ایک اپنے اپنے گھر سلامت چلا جاوے۔ تب شاہ اسرائیل نے یہوسفط سے کہا کیا مین نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ وہ میرے حق مین نیکی کی نہین بلکہ بدی کی پیش خبری کرے گا۔ اُس نے دوبارہ کہا کہ تم خداوند کے سخن کو سنو مین نے خداوند کو اُسکی کرسی پر بیٹھے دیکھا اور آسمانی سارا لشکر اُس کے دہنے بائین ہاتھ کھڑا تھا تب خداوند نے فرمایا کہ شاہ اسرائیل اخی اب کو کون ترغیب دے گا تاکہ وہ چڑھ جاوے اور رامات جلعاد کے سامنے کھیت آوے تب ایک یون بولا اور دوسرا وون بولا اُس وقت ایک روح نکل کے خداوند کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور بولی کہ مین اُسے ترغیب دونگی پھر خداوند نے فرمایا کہ کس طرح سے۔ وہ بولی مین جاؤنگی اور جھوٹھی روح بنکے اُس کے سارے نبیون کے منہ مین پڑونگی خداوند بولا تو اُسے ترغیب دیگی اور غالب بھی ہوگی۔ روانہ ہو اور ایسا کر۔ سو دیکھ خداوند نے تیرے ان سب نبیون کے منہ مین جھوٹھی روح ڈالی ہے اور خداوند ہی نے تیری بابت بری خبر دی ہے تب کنعنہ کا بیٹا صدقیاہ نزدیک آیا اور میکایاہ کے گال پر ایک تھپیڑ مار کے بولا کہ خداوند کی روح کون سی راہ ہو کے مجھ پاس سے نکلی اور تجھ سے بولی۔ میکایاہ بولا تو اُس دن جب کہ تو اندر کی کوٹھڑی مین گھسے گا کہ چھپ رہے دیکھے گا۔ اور شاہ اسرائیل نے کہا میکایاہ کو پکڑ لو اور اسے شہر کے ناظم امون پاس اور یواس شہزادہ پاس لے جاؤ۔ اور کہو کہ بادشاہ یون فرماتا ہے کہ اس کو قید خانہ مین رکھو اور اُسے تنگ حالی کی روٹی اور تنگ حالی کا پانی دیا کرو جب تک کہ مین سلامت پھر نہ آؤن۔ میکایاہ بولا اگر تو کسی طرح سلامت پھر آوے تو خداوند نے میری معرفت سے کچھ نہین کہا پھر وہ بولا اے لوگو تم سب کے سب سُن رکھو۔ بعد اس کے شاہ اسرائیل نے یہوسفط رامات جلعاد پر چڑھے۔ اور شاہ اسرائیل نے یہوسفط سے کہا مین اپنا بھیس بدل کے لڑائی مین چلونگا پر تو اپنا لباس پہنے رہ سو شاہ اسرائیل نے روپ بدلا اور وے لڑائی مین گئے۔ اور شاہ ارام نے رتھون کے سردارون کو جو اُس کے ساتھ تھے فرمایا تھا کہ شاہ اسرائیل کے سوا کسی چھوٹے بڑے سے جنگ نہ کیجیو۔ اور ایسا ہوا کہ رتھون کے سردارون نے یہوسفط کو دیکھ کے یون کہا کہ شاہ اسرائیل تو یہی ہے سو انھون نے لڑنے کے لئے اُسے گھیرا تب یہوسفط نے دعا مانگی اور خداوند نے اُسکی مدد کی اور خدا نے انھین اُس سے پھرا دیا۔ اور ایسا ہوا کہ جب رتھون کے سردارون نے دیکھا کہ وہ شاہ اسرائیل نہین ہے تو وے اُس کا پیچھا کرنے سے باز آئے اور پھر گئے۔ اور ایک شخص نے بغیر شست باندھے تیر لگایا سو وہ اتفاقاً شاہ اسرائیل کے جوشن کے بندون کے درمیان لگا تب اُس نے اپنے رتھبان کو کہا کہ باگ پھیر اور مجھے لشکر سے نکال لے چل کہ مین زخمی ہوا۔ اور اُس دن جنگ شدید ہوئی اور شاہ اسرائیل ارامیون کے مقابل رتھ پر ٹھیرا رہا اور سورج ڈوبتے ڈوبتے مرگیا۔

پھر اس شخص کو اتنا خیال نہین آیا۔ کہ خود
ایک سکھ کا ملازم ہے اور انہ
من سلیمٰن کا مصداق بنا ہے
تو ایک ملہم کو عیسیٰ بن مریم ماننے مین کیون مشکلات
پیش ہے جناب اخیر پر غور فرماوین کہ
کہان بنیان بعل کا ذکر ہے
اور سلیمان نے کیسا
دھوکا دیا اور
ٹھوکر کھائی
ہے

* * *

اور سفر حدیبیہ پر لگ سکتا ہے۔

مولوی صاحب! آج کل تو فتن دجال کے باعث بائبل ہر ضلع میں مل سکتی تھی آپ نے تاریخ کی دوسری کتاب کا اٹھارہ ان باب دیکھ لیا ہوتا تو جناب کو کمال الصحیح معلوم ہو جاتا۔ کہ یہ سلیمان کا اعتراض مثل سلیمان ہے یا نہیں۔

کیا خوب ہے جو شاہ **ولی اللہ** رحمۃ اللہ علیہ نے فوز الکبیر میں یہود کے حالات لکھتے ہوئے ان علماء پر متوجہ ہو کر فرماتے ہیں اگر خواہی یہ بینی او علماء سو کا نم ہم اور **مجدد الف ثانی** رحمہ اللہ تو انکو اور ان کے علماء کو نصوص و بن لعنت سے ملقب فرماتے ہیں۔

جناب نے گو امام الوقت **مسیح الزمان** لکھ کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ لکھا مگر مرزا صاحب کے الفاظ مرسل یزدانی اور ان کے مریدوں کے واقعی نہ بطور استعارہ و مجاز بل حقیقت کے طور پر مرسل یزدانی تو جناب نے خود ہی استعارہ و مجاز کے نیچے لانا پسند فرما کر کہا ہے کہ کیوں ایسے دھوکے کے الفاظ استعمال میں لائیں جاویں۔

جناب من **یضل بہ کثیرا** تو اس کتاب کی بھی صفت ہے جو اختلاف مٹانے کو نازل ہوئی۔ اور جس کا نام نور۔ ہدایت۔ رحمت۔ فضل۔ شفا ہے۔ پس اگر نافہم ابتلا میں پڑے تو کیا حرج ہے۔ **حتی یمیز الخبیث من الطیب** ضروری نہیں۔ عبودیت کا اقرار جو ہمارے سید و مولیٰ **خاتم النبیین رسول رب العلمین صلی اللہ علیہ وآلہ الی یوم الدین** نے فرمایا وہ واقعی اور سچا اور بجا تھا جیسے ایک **مامور من اللہ** کا مجدد و مرسل یزدانی ہونا سراسر حق اور حقیقۃ پر مبنی ہے مرسل یزدانی کا کہنا خود توحید کا اقرار ہے۔

اس طعن کے بعد کہ مرسل یزدانی کہنا دھوکا دہی ہے حالانکہ خود حضرت مرزا صاحب اپنے آپکو مرسل من اللہ یقین کرتے ہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ آپ کی تصنیف کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں یہ ہے العجب۔

آپ کی رویا میں اول **ظالموا انفسہم** ہے جو آپ اب اسی لفظ کو قرآن میں ایک جگہ ملاحظہ فرماوے۔ **ثم اورثنا الکتب الذین اصطفینا من عبادنا فمنھم ظالم لنفسہ**۔ الا آپکا رویا اور خواب پورا صاف بھی نہیں کیونکہ اس کا بہت حصہ آپ کے فہم میں نہیں آیا۔ اور اس کی مبائن وہ رویا صالحہ بکثرت اور طمہیں کی موجود ہیں جن کو بطور مشتے از خروار بسبیل ڈاک روانہ کرتا ہوں۔ آپ اپنی رویا کو اس سے مقابلہ دو۔

پھر آپ نے سیاہ رنگ بھیڑیں دیکھیں ہیں جو **قادیان** کی طرف جاتی ہیں اور وہ عذاب ہی جو قادیان کی طرف چلا جاتا ہے۔

مولانا اول تو بھیڑیں سیاہ گروہ (قذف) کھانے والی اور پھر وہ قادیان میں نہیں۔ قادیان کی طرف انشاء اللہ تعالے آپ دیکھ لیں گے کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا۔ مگر مولانا قادیان کی طرف تو راستہ میں بہت سارے اعدار بھی موجود ہیں ہم نے مانا کہ وہ عذاب ہی مگر قادیان میں نہیں بلکہ قادیان کی طرف غالباً لاہور اور بٹالہ راستہ میں ہے وہاں کسی پر گرے۔

اگر جناب پسند فرماویں تو میرا منشا ہے کہ آپ اس رویا کو بذریعہ اشتہار شائع فرماویں اس اشاعت کا نتیجہ انشاء اللہ بہت عمدہ ہوگا اور غیب تو وہی عمدہ ہوتا ہے جو لکھ کر عام طور پر سامنے کیا جاوے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ام عندھم الغیب فہم یکتبون**۔

آپ کی رویا شائع کی جاوے تو آپ کو پتہ لگے کہ پیشگویوں کا سمجھنا کیسا امر ہے۔

اب میں پھر آپ کے سخت کھٹکے کے باعث پر توجہ کرتا ہوں۔ جناب کو شاید بائبل نہ ملے اس لئے باب نقل کرکے خدمت میں روانہ کرتا ہوں ذرہ غور کرو کہ وہ **بعل کے نبی** تھے یا خداوند کے اور وہ روح خدا تعالیٰ کی حضور سے پروانگی لے کر ان انبیاء کے پاس آئے تھے یا بعل سے پھر اس راستباز نبی نے بھی پہلے انبیاء کی ہاں سے ہاں ملائی تھی یا نہیں۔ پھر اگر آپ کی تسلی نہ ہو تو جناب مجھے براہ راست اطلاع بخشیں تاکہ میں جناب کو اس کی تفسیر معتبرین مفسرین کے حوالہ سے مفصل لکھ سکوں۔ **والامر سہل**

میں پھر جناب کو عرض کرتا ہوں کہ جناب کثرت دعا اور کثرت استغفار کے بعد بہت تدبر اور غور سے کام لیں **فاوصیک بتقوی اللہ فقد فاز المتقون۔ وان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون**۔ ۵ نومبر ۱۸۹۹ء

تاریخ باب ۱۸

اور یہوسفط نے شاہ اسرائیل سے کہا آج کے دن خداوند کا حکم دریافت کیجئے تب شاہ اسرائیل نے چارسو نبیوں کو جمع کیا اور ان سے پوچھا کیا ہم رامات جلعاد کو جنگ کے لئے جائیں یا میں باز رہوں وے بولے چڑھ جا اور خدا اسے بادشاہ کے قبضہ میں کر دیگا۔ پھر یہوسفط بولا ان کے سوا خداوند کا اور بھی کوئی نبی ہے کہ ہم اس سے پوچھیں شاہ اسرائیل نے کہا کہ ایک شخص میکایاہ بن املہ ہے اس سے ہم خداوند کی مشورت پوچھ سکتے ہیں لیکن میں اس سے دشمنی رکھتا ہوں کیونکہ وہ میرے لئے نیکی کی نہیں بلکہ ہمیشہ بدی کی پیشخبری کرتا ہے تب یہوسفط بولا بادشاہ ایسا نفرماوے۔ سو شاہ اسرائیل نے

شاہ نشین ادھر کو

مکتوب بیعت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بحضور جناب مرشدنا برحق۔ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی دامت فیوضہم وبرکاتہم وظلہم علی رؤس الطالبین۔ الی یوم الدین

ای مسیحا تو ظل سبحانی
مخزن فضل وجود رحمانی
ناصر دین حق بامر اللہ
کاشف سر علم حقانی
ذات پاک تو ہست فیض مناط
باعث رونق مسلمانی

حضرت مسیح موعود ومہدی مسعود۔ ۹۔ نومبر ۱۸۹۹ء کو جو مینے خواب دیکھا ہے وہ ذیل مین گذارش ہے

رویائے صادقہ

ع
بری از خلل خالی از اختلال

مین ایک مسجد کے حجرہ کے اندر کہین باہر سے آکر داخل ہوا ہون اُس حجرہ مین پہلے سے گروہ منکرین بیٹھا ہوا ہی مگر خائف وہراسان۔ لیکن حضور انور مرشدنا ومولانا کی سواری کی آمد آمد ہو رہی ہے۔ مین حضور کے راستہ کی طرف دیکھ رہا ہون کہ خاک قدوم میمنت لزوم حضور کو توتیائے بصر کرون۔ گروہ منکرین سے ایک اُن کا بڑا بولا کہ کیون کھڑے ہو گئے ہو۔ غلام بولا کہ حضرت مہدی مسعود ومسیح موعود قادیان دار الامان سے تمہاری خبر لینے کو تشریف لانے ہین۔ خبردار۔ اور یہ شعر بمبالغہ میری زبان سے نکل گیا۔

بیت

کجاست صوفی دجال شکل ملحد کیش
بگو بسوز کہ مہدی دین پناہ رسید

میری برابر ایک بزرگ سفید ریش بھی کھڑے ہین اور حضور کا راستہ دیکھتے ہین وہ حضرت بزرگ اس شعر کو سنکر اس زور سے ہنسے اور مبارک مبارک کہکر قہقہہ مارا کہ میری آنکھ کھل گئی۔ آدھی رات سے کچھ زیادہ گذر گئی تھی۔ پھر غلام کو نہین آئی۔ حضور اقدس بلاشک وشبہ مسیح موعود اور مہدی مسعود ہین۔ ہرکہ شک آرد ..... گردد۔ یہ اپنا اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب ہی

اب مین ایک گذارش قصیدہ ملا عرض کرتا ہون برائے خدا۔ نہ برائی عطا۔ اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا محمد ومرشدنا احمد وآلہما واصحابہما اجمعین الی یوم الدین

حسین شاہ

م سیر

مطلع اول

(بیان شکایت فلک)

جہان مین سب کی زبان پر ہی یہ مثل مشہور
جو دور ہوتا ہی آنکھون سے ہی وہ دلسے دور
غلط ہی جو کہ یہ کہتے ہین دیکھو دلسے ہی راہ
قبول کرتے نہین اسکو اہل عقل وشعور
رہ محبت والفت جہان سے ہے معدوم
ہین بخت بد سے فلاکت مین اہل دل مجبور
زمانہ بر سر پرخاش ہی خدا کے لئے
تو بیٹھ گوشہ مین گر صلح تجکو ہی منظور
زبان کو بند کر اب الحذر کا ہی یہ مقام
کہ ہر طرف سی بپا ہو رہا ہی شور وشرور
کہین گلو مین نہ تیری پڑے کمند ہوس
کری کہین نہ تجھے آسمان چکنا چور
مگر زر دنیا سی ہی تو ڈانوانڈول
کہ رنگ چہرہ کا تیری جو ہو گیا کافور
نہ رکھ مکدر دل شکر حق تو کر ہر دم
نچھوڑ دامن صبر وسکون کہ ہی یہ دستور
بہانہ اشک الم چشم تر سے [illegible]
کہ جائے دم زدنی [illegible]
بہوش باش کہ دنیا کے سب جھگیڑے ہین
سبب اپنا خدا [illegible] غفور وشکور
خدا کو یاد کر اور دل سی حرص دنیا چھوڑ
کہ بہتری ہی اسی مین اگر تو ہی معذور
نچھوڑ راہ ہدایت جو تجھ مین ہی قوت
نچھوڑ ذکر خدائے کریم تا مقدور
بذکر ایزد باری پڑھون مین وہ مطلع
کہ جسکو سن کے خوش ہو جائین ساری اہل حضور

مطلع ثانی

خدای قادر بیچون وپاک رب غفور
قدیر وباسط وخالق ہو الشکور وصبور
وہ ہی خدائے جہان قادر زمین وزمان
وہی ہے مالک مملوک دو جہان کا ضرور
کوئی نہین ہے شریک اسکا ہی وہ سب سے بڑا
کہ ذکر کرتا ہی اسکا ہر ایک وحش وطیور
تمام سنگ وشجر اور ہر ایک برگ وثمر
اسی کے وصف کا کرتے ہین ہر جگہ مذکور
کہان تلک کرون اس خالق جہان کی ثنا
کہ ہے زبان مری عاجز قلم ہے بے دستور
کرم سے اپنے دیا ہمکو وہ رسول کریم
کہ جسکا نام معظم ہے عرش پر مسطور
محمد عربی [illegible] زمین وزمان
حبیب قادر بیچون شفیع یوم نشور
ہزار دلسی کرین شکر پھر خدائے جہان
کہ اس کے بعد ہوا فضل اسکا اور وفور
شروع چودھوین اور تیرھوین کی آخر
ہوا مسیح ہویدا بفضل رب غفور
ہے قادیان مین وہ مرزا غلام احمد نام
کہ جسکی فیض رسانی سی ہی جہان مشکور
امام مرشد برحق مسیح دریا دل
کریم وفیض رسان ہے غیور ابن غیور
ہی دور تیرگی دنیا مین اس کے مقدم سی
کہ مثل نیر اعظم ہے اب شب دیجور
عجب ہے ذات مقدس مین جلوۂ انوار
کہ جسکی تابش رفعت سی آفتاب ہی نور
ہے اس کے صدر پہ مکشوف علم قرآنی
کہ کان علم کا جوہر ہے وہ نگینہ نور
مطیع دین خدا تابع رسول اللہ
مسیح فخر جہان اور امام فخر دہور
ندا فلک سی یہ آتی ہی سن لو ای لوگو
کہ لاؤ اس پہ تم ایمان خدا کا ہی منظور
نہ مانا جسنے اُسے اپنا پیشوا وامام
گیا وہ دونو جہان سے مرا بکفر کفور*

---

* حضرت اقدس کا الہام نص صریح ہے اور نص صریح کا منکر کافر ہوتا ہے منہ

شکوک مولویوں نے دلوں میں ڈالے تھے
مسیح چرخ چہارم پہ ہیں بعیش و سرور
ہی غار سامرہ میں مختفی مہدی دوران
مدینہ میں وہ نکل کر کرینگے اپنا ظہور
نہ ہی فلک پہ مسیح اور نہ مہدی سامرہ میں
[illegible] موعود دو قائم امر ضرور
مسیح [illegible] ثابت ہی صداقت قرآن سی
کچھ اس میں شک نہیں ہرگز مگر لو دلیل [illegible]
بتا دیا ہیں حضرت مسیح اقدس نے
جو [illegible] کلام خدا میں تھا مستور
[illegible] حضرت اقدس کا سن کے سمجھ گیا
زبان پہ مطلع یہ آیا بجا [illegible] حضور

مطلع ثالث

[illegible] امام [illegible]
[illegible]
[illegible] ہر تری مثال [illegible]
[illegible] ہوا [illegible]
[illegible] کا [illegible] تفصیل
امام [illegible] اور حدیث میں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] عالم ہو خلق اس ہی نفور
[illegible] نکتہ چین [illegible]
[illegible] وہ ہو جاویں سب مقہور
[illegible] ذوالفقار قلم
علی [illegible] ہی ترا نام مصطفی نے ضرور
مٹیں جہان سی باطل اور سب جہال
ترا کلام مقدس ہو ہر جگہ مشہور
کرے [illegible] کسطرح کوئی رد و
دلیل ہیں تیرے دعوی کی لوح پر منشور
میں مدح تری کر سکوں ہی کہاں یہ قدر مری
ہیں ایک بندۂ ناچیز ہوں تو عالم نور
مرید ہوں میں دل و جان سی آپ کا حضرت
نہیں ہی کچھ بھی مجھے خوف شر دشمن و شرور
پھروں میں جنگل و کہسار میں بحال خراب
عزیز دن اور قریبوں سی اپنی ہوں مہجور
وطن سی دور ہوں فکر معاش میں یا [illegible]
فلک [illegible] سی [illegible]
کہاں تلک کروں [illegible] اپنی [illegible] کا
نہ کچھ معاش ہی او بی دلیں میں گھر سی دور
کرو دعا کہ حسن پہونچے اپنے مطلب کو
خراب و خستہ ہی بجان بخاطر رنجور

امابعد یہ خادم نادم حاشیہ بوسان حضور میں ہے لہذا ازراہ ادب عرض کرتا ہے کہ اس کمترین نیاز آگین زمرۂ بیعت کنندگان میں داخل فرمائیں - آفتاب جاہ و جلال روشن رہے

الراقم

قاضی علی حسن ولد حاجی سید اسد علی قوم سید بخاری ساکن قصبہ جیندوس ضلع علی گڑہ [illegible] حال [illegible] بند و بست جہلم ۱۳ نومبر ۹۹ء

امام ہمام علیہ السلام سے بیعت کرنیوالوں کے نام

(۱) عنایت علی خان
(۲) احمد حسن - ساکنان لدہیانہ
(۳) [illegible] - کاسا آباد ضلع ؍؍
(۴) سید احمد الدین کمپونڈر شہر ممباسا ملک افریقہ کلینڈینی ہاسپٹل ریلوی
(۵) منشی علی محمد ساکن بازید پور ضلع جالندھر حال وارد ملک ایسٹ افریقہ یہ گنڈہ ریلوی شٹیشن روئی
(۶) محمد الدین فٹلیر - ملک افریقہ شہر ممباسہ ڈاک خانہ کلاڈینی مقام ہسپتال -
(۷) قمر الدین - حجٹ ضلع لدہیانہ
(۸) نظام الدین - دھرم کوٹ بگا ضلع گورداسپور
(۹) قاضی میر محمد - کوٹ کیلان - ؍؍ گوجرانوالہ
(۱۰) محمد حسین ؍؍
(۱۱) شمس الدین
(۱۲) ولی محمد
(۱۳) عبدالرحمن - کوٹھہ فقیر ضلع جہلم
(۱۴) منشی محمد دین عطار - شاہدرہ - لاہور
(۱۵) مولوی فضل حق - لنگیان والی ضلع گوجرانوالہ ڈاک خانہ گکھڑ -

گورنمنٹ کے لئے ایک مشکل الحل مسئلہ

یہ اس مضمون کی سرخی کا ترجمہ ہے جسکو پایونیر الہ آباد نے اپنے ۲۹ - اکتوبر کے پرچہ میں شائع کیا تھا اور جسکو بعدہ مدراس اسٹانڈرڈ نے اپنے دو نومبر کے پرچہ میں نقل کیا -

پایونیر رقمطراز ہے -

لارڈ کرزن کو ہندوستان کی وائسرائلٹی کا جائزہ لیتے وقت غالباً اس بات کا علم نہ ہوگا کہ اُن سے اس امر کی بھی درخواست کی جائے گی کہ وہ کوئی ایک معیار اُن حریف مذاہب کی صداقت کو جانچنے کے لئے قائم کریں جو اُن کی سلطنت میں وفادارانہ جوش کے ساتھ رائج ہیں - مرزا غلام احمد قادیانی نے جو مسلمانوں کے مجدد ہیں اور جن کے نام سے ہمارے ناظرین واقف ہوں گے اپنے ایک مراسلہ میں جو گورنمنٹ ہند کو اُنھوں نے پیش کیا ہے اور جس کو ابھی حال میں طبع کیا ہی یہ درخواست کی ہے کہ گورنمنٹ کوئی معیار ایسا قائم کرے جس سے صریح اور بیّن طور پر اور بغیر گنجایش شک اور شبہ کے حریف مذہبوں کی صداقت اور فضیلت کا فیصلہ ساری دنیا کے روبرو ہو جائے - مرزا غلام احمد کا یہ مدعا ہے کہ یہ آزمایش دو طور سے ہونی چاہیے - اولاً ہر مذہب کی علما فضلا اپنی کتاب کے روسی اپنے مذہب کی اعلی تعلیم کا ثبوت دیں جس سے اس مذہب کی اخلاقی حالت اور فضیلت کا موازنہ ہو - دوم ہر مذہب کا سرگروہ اپنے مذہب کی صداقت کے ثبوت میں ایک آسمانی نشان دکھلا دے -

تا یہ بات ثابت ہو کہ کس مذہب میں ہنوز الٰہی طاقت اور ربانی عزت باقی ہے۔ البتہ بڑی ہوشیاری اور انتظام کے ساتھ اس آزمایش کی نگرانی ہونی چاہیئے تاؤہ آزمایش انسانی منصوبوں اور دستکاریوں سے محفوظ رہے اور اس وقت گورنمنٹ ایک ایسا فتویٰ جاری کر سکتی ہے جس کے رو سے تمام نیک دل لوگ اُس کے پابند ہو سکتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ یہ صلاح اس اُنیسویں صدی کے اخیر میں کچھ انوکھی سی معلوم ہوتی ہے مگر وہ نیک دلی اور اخلاص کے ساتھ پیش کی گئی ہے تا اس کے ذریعہ وہ تمام شکوک اور اوہام جو دنیا کو منتشر کر رہے ہیں نابود ہو جاویں۔ مرزا صاحب مخلصانہ طور پر ایسا خیال کرتے ہیں کہ اگر کوئی سرکاری فیصلہ اس بارہ میں ناطق ہو تو وہ صلح اور امن اور مختلف مذاہب کے ایک ہونے پر بالکل مؤید ہوگا جو برٹش گورنمنٹ کے لئے برکات کا موجب ہوگا بشرطیکہ گورنمنٹ بھی ایسی ہی رائے قائم کرنے کی طرف مائل ہو۔ بہر حال وہ اس بات پر راضی ہیں کہ انھیں صلیب پر دیا جاوے اگر وہ ایسی آزمایش میں ناکام نکلیں اور اس سے زیادہ کوئی شخص نہیں کر سکتا ہے ہم شوق کے ساتھ دیکھنے کے لئے منتظر ہیں کہ کلکتہ کے بشپ صاحب ایسی آزمایش کا ذمہ ان شروط کے ساتھ اٹھا سکتے ہیں یا نہیں۔

◆

پایونیر کی مندرجہ بالا تحریر کے اقتباس کے بعد اس مسئلہ پر کسقدر روشنی ڈالدینا خالی از منفعت نہ ہوگا کہ گورنمنٹ عالیہ کا ایسی مذہبی معاملات میں توجہ کرنا اور ایسی مذہبی مجالس کا قائم کرنا جنمیں ہر ایک الہامی مذہب کے پیشوا اپنے اپنے مذہب کی صداقت کو دلائل بینہ اور آسمانی شواہد سے ثابت کریں کوئی نئی اور انوکھی بات نہیں ہو سکتی بلکہ قدیم الایام سے دستور چلا آیا ہے کہ ہر مہذب اور شایستہ گورنمنٹ نے مختلف مذہبی مذاکروں کے ذریعہ صداقت کے اصولوں کی اشاعت میں مدد دی ہے۔ اکبر اعظم کے زمانہ میں ہفتہ وار ایک مذہبی مجلس ہوا کرتی تھی جس میں ہر مذہب کے سرگروہ جمع ہوا کرتے تھے۔ ایسا ہی کہا جاتا ہے کہ بکرماجیت کے عہد میں بھی مذہبی چرچے ہوا کرتے تھے اور قیصر روم کے عہد میں جبکہ رومۃ الکبریٰ کی سلطنت زبردست اور مہذب سلطنت سمجھی جاتی تھی ایسی ہی ایک مجلس قائم کی تھی۔ اور ہماری گورنمنٹ عالیہ کے عہد معدلت مہد میں بھی مذہبی آزادی کیوجہ سے مذہبی مباحثات اور مناظرات کی مجلسیں ہوتی رہتی ہیں گو گورنمنٹ انمیں کسی قسم کا پارٹ نہیں لیتی مگر تاہم گورنمنٹ کی طرف سے ممانعت بھی نہیں۔

حضرت اقدس **مسیح موعود** ؑ چونکہ گورنمنٹ عالیہ برطانیہ کے فرمان پذیر اور **وفادار** خاندان کی یادگار ہیں اور جنھوں نے اپنے مذہبی اصول کی بنا پر گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری و فرمان پذیری کی تعلیم کو اپنی شرائط بیعت کا ایک جزو قرار دیا ہوا ہے اور عربی فارسی اردو انگریزی کی بیسیوں کتابوں اور رسالجات کے ذریعہ کوتہ اندیش مسلمانوں کے دل سے اس خیال بد کو نکالنے کی کوشش کی ہے کہ کوئی ایسا مہدی اور مسیح موعود دنیا میں نہ آئیگا جو اگر وہ آتے ہی جنگ و جدل کریگا۔ بلکہ وہ دنیا میں امن اور صلحکاری کو پھیلائیگا۔ گو ایسے مسائل حقہ کی اشاعت پر آپکو سخت مخالفت ہوئی اور ہو رہی ہے مگر وہ برابر انتہائی ان مسائل کی اشاعت میں ہر قسم کی جانفشانی کر رہے ہیں۔ گو یا جسقدر لوگ حضرت مرزا صاحب کے ساتھ ہوتے جاوین گے اسیقدر ایسے خیالات کو خیرباد کہکر صلح اور سلامتی کے فرزند ہو کر گورنمنٹ کے لئے موجب برکت ثابت ہونگے۔ کیونکہ امن پھیلیگا۔ امن عامہ کے پھیلانے کی حضرت مرزا صاحب نے بہت سی تدابیر وقتاً فوقتاً گورنمنٹ کے حضور پیش کی ہیں منجملہ ایک وہ تدبیر تھی جو ایک میموریل کے ذریعہ پیش کی گئی تھی کہ گورنمنٹ مذہبی مناظرات کو حد اعتدال پر لانے کے لئے یا تو دس سال کے لئے ایسے مناظرات بند کر دے یا یہ قانون پاس کرے کہ کوئی فریق اپنے مخالف فریق پر ایسا اعتراض نہ کرے جو خود اس پر ہو سکتا ہو یا اس کی مسلمہ کتب سے خارج ہو غرض یہ ایک ایسی تجویز ہے جس پر اگر دور اندیش گورنمنٹ نے توجہ فرمائی جس کی ہم کو اُمید ہونی چاہیئے تو آئے دن کے مذہبی جھگڑوں کا خاتمہ ہو سکتا ہے

اب پھر اُسی سلسلہ میں وہ درخواست ہے جسپر پایونیر کے مندرجہ بالا مضمون کا اقتباس ہم نے کیا ہے۔ جلد بازوں کے نزدیک ایسی تجویز پر کچھ ہی خیالات ہوں لیکن اگر بغور سے دیکھا جاوے تو اس کی تہ میں بیش قیمت فوائد موجود ہیں جو عام صلحکاری کے اصولوں پر مبنی ہیں۔ اگر لاٹ کرزن نے اپنے عہد کی حیثیت سے نہ سہی عام خیال سے بھی توجہ کی جو ضرور کرنی چاہیئے تو ہم سمجھتے ہیں کہ عام امن کو بڑی ترقی ہوگی اور مذہبی ہنگاموں کے بازار سرد ہو جاوین گے۔ کیونکہ جو اس میدان میں نہ آئین گے پھر اُن کا کوئی حق نہ ہوگا کہ دوسرے مذہب پر اعتراض کر کے دل آزاری کرین اور جو میدان میں اُترین گے وہ بھی آسمانی شواہد سے اپنے مذہب کی صداقت پر مہر کرین گے۔

اور یون عام طور پر **حق** کا اظہار ہو جاوے گا۔ اور **لاٹ کرزن** کے عہد کی بے نظیر اور عظیم الشان یادگار رہ جاوے گی

ہم آیندہ گنجایش نکال کر انشاء اللہ تعالے اس پر بہت کچھ لکھنے کا ارادہ رکھتے ہین

فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس لو

مندرجہ ذیل ادویات تجربہ کثیر کے بعد شائع کی جاتی ہین اگر حسب ترکیب استعمال سے فائدہ نہ ہو تو بعد وضع محصول ڈاک قیمت واپس لو سچائی کے یہی کافی ہے

(۱) قوت باہ (داخلی و خارجی) ہر دو قسم کے ضعف باہ کا حکمی علاج قیمت خارجہ ؎ داخلی عا
(۲) بواسیر خونی بادی کے لئے اکسیر عا
(۳) دافع جریان ہر قسم ...... للعہ
(۴) آتشک .... ے
(۵) سوزاک کہنہ و جدید ..... عا
(۶) خضاب سالانہ جو تیل کی طرح لگایا جاتا ہے ؏
(۷) مصفی خون .... معہ
(۸) آنکھوں کا سرمہ فی تولہ عہ

مندرجہ بالا ادویات کی قیمت مقررہ ایک مریض کے لئے ہے اگر اس قدر دوائی سے کوئی نقص باقی رہے زاید دوا مفت دیجاویگی

حکیم محمد امین۔ بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کے تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا ہیل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچے سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے [illegible] فی تولہ ہے خالص ممیرہ فی ماشہ [illegible] سرمہ فی تولہ [illegible] وقت اخبار کا حوالہ [illegible] نقلی [illegible] چاہئے -

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور +

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ نہایت ضروری ہے

راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - پی - ایم سانگلی صاحب بہادر - ایم - بی - ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی

۲ - میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم [illegible] بعمر [illegible] سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پھر ان پر پڑے تھے اس کی آنکھیں سرخ اور دکھتی رہتی تھیں ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی میں فرق اس قدر آ گیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان - ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جن کی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار ہیں تحقیق استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاص کر ان مریضوں کے واسطے جن کی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے

راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر - ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند -

۴ - میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے - راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاد ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کی نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ ۱۹۰۶ء میں جمع کیا گیا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۲۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

یعقوب علی ایڈیٹر

الحکم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

عام قیمت سالانہ پیشگی ۱۲؍

عام قیمت سالانہ پیشگی ۱۲؍

جلد ۳

قادیان دارالامان ۳۰ نومبر ۱۸۹۹ء

نمبر [illegible]

عفو اور عفو کا محل

والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ

یعنی نیک آدمی وہ ہین جو غصہ کھانیکے محل پر اپنا غصہ کھا جاتے ہین اور بخشنے کے محل پر گناہ کو بخش دیتے ہین - بدی کی جزا اُسی قدر بدی ہے جو کی گئی ہو لیکن جو شخص گناہ کو بخش دے اور ایسے موقعہ پر بخشے کہ اس سے کوئی اصلاح ہوتی ہو کوئی شر پیدا نہ ہوتی ہو یعنی عین عفو کے محل پر ہو نہ غیر محل پر تو اُس کا وہ بدلہ پاویگا - اس آیت سے ظاہر ہے کہ قرآنی تعلیم یہ نہین - کہ خواہ نخواہ اور ہر جگہ شر کا مقابلہ نہ کیا جاوے اور شریرون اور ظالمون کو سزا نہ دی جائے بلکہ یہ تعلیم ہے کہ دیکھنا چاہئے کہ وہ محل اور موقعہ گناہ بخشنے کا ہے یا سزا دینے کا ہے - پس مجرم کے حق مین اور نیز عامہ خلائق کے حق مین جو کچھ فی الواقعہ بہتر ہو وہی صورت اختیار کی جائے بعض وقت ایک مجرم گناہ بخشنے سے اور بھی دلیر ہو جاتا ہے - پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اندھون کی طرح صرف گناہ بخشنے کی عادت مت ڈالو بلکہ غور سے دیکھ لیا کرو کہ حقیقی نیکی کس بات مین ہے آیا بخشنے مین یا سزا دینے مین - پس جو امر محل اور موقعہ کے مناسب ہو وہی کرو - افراد انسانی کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ جیسے بعض لوگ کینہ کشی پر بہت حریص ہوتے ہین یہان تک کہ دادون پرداون کے کینون کو یاد رکھتے ہین ایسا ہی بعض لوگ عفو اور درگذر کی عادت کو انتہا تک پہونچا دیتے ہین اور بسا اوقات اس عادت کے افراط سے دیوثی تک نوبت پہونچ جاتی ہے اور ایسے قابل شرم حلم اور عفو اور درگذر ان سے صادر ہوتے ہین جو سراسر حمیت اور غیرت اور عفت کے برخلاف ہین بلکہ نیک چلنی پر داغ لگاتے ہین اور ایسی عفو اور درگذر کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سب لوگ توبہ توبہ کر اُٹھتے ہین انہین خرابیون کے لحاظ سے قرآن شریف مین

ہرایک خلق کے لئے محل اور موقعہ کی شرط لگادی ہے اور ایسے خلق کو منظور نہین رکھا جو بے محل صادر ہو یاد رہے کہ مجرد عفو کو خلق نہین کہہ سکتے بلکہ وہ ایک طبعی قوۃ ہے جو بچون مین بھی پائی جاتی ہے بچہ کو جس کے ہاتھ سے چوٹ لگ جائے خواہ شرارت سے ہی لگے تھوڑی دیر کے بعد اس قصہ کو بھلا دیتا ہے اور پھر اس کے پاس محبت سے جاتا ہے اور اگر ایسے شخص نے اس کے قتل کا بھی ارادہ کیا ہو تب بھی صرف میٹھی بات پر خوش ہو جاتا ہے پس ایسا عفو کسی طرح خلق مین داخل نہین ہو گا خلق مین اسی صورت مین داخل ہو گا جب ہم اس کو محل اور موقعہ پر استعمال کرین گے ورنہ صرف ایک طبعی قوت ہو گی - دنیا مین بہت تھوڑے ایسے لوگ ہین جو طبعی قوت اور خلق مین فرق کرسکتے ہون ہم بار بار کہہ چکے ہین کہ حقیقی خلق اور طبعی حالتون مین یہ فرق ہے کہ خلق ہمیشہ محل اور موقعہ کی پابندی اپنے ساتھ رکھتا ہے اور طبعی قوۃ بےمحل بھی ظاہر ہو جاتی ہے یون تو چارپایون مین گائے بھی بے شر ہے اور بکری بھی دل کی غریب ہے مگر ہم انکو اسی سبب سے ان خلقون سے متصف نہین کہہ سکتے کہ ان کو محل اور موقعہ کی عقل نہین دی گئی خدا کی حکمت اور خدا کی سچی اور کامل کتاب نے ہرایک خلق کے ساتھ محل اور موقعہ کی شرط لگادی ہے۔

دوسرا خلق اخلاق ایصال خیر مین سے عدل ہے اور تیسرا احسان اور چوتھا ایتاء ذی القربی جیساکہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ الْبَغْیِ یعنی خدا تعالے کا یہ حکم ہے کہ نیکی کے مقابل پر نیکی کرو اور اگر عدل سے بڑھ کر احسان کا موقعہ اور محل ہو تو وہان احسان کرو اور اگر احسان سے بڑھ کر قریبون کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرنے کا محل ہو تو وہان طبعی ہمدردی سے نیکی کرو۔ اور اس سے خدا تعالے منع فرماتا ہے کہ تم حدود اعتدال سے آگے گذر جاؤ یا احسان کے بارہ مین منکرانہ حالت تم سے صادر ہو جس سے عقل انکار کرے یعنی یہ کہ تم بےمحل احسان کرو یا محل احسان کرنے سے دریغ کرو یا یہ کہ تم محل پر ایتاء ذی القربی کے خلق مین کچھ کمی اختیار کرو یا حد سے زیادہ رحم کی بارش کرو اس آیت کریمہ مین ایصال خیر کے تین درجون کا بیان ہے اول یہ درجہ کہ نیکی کے مقابل پر نیکی کی جاوے یہ تو کم درجہ ہے اور ادنیٰ درجہ کا بھلا مانس آدمی بھی یہ خلق حاصل کر سکتا ہے کہ اپنے نیکی کرنے والون کے ساتھ نیکی کرتا رہے دوسرا درجہ اس سے مشکل ہے اور وہ یہ کہ ابتداء آپ ہی نیکی کرنا اور بغیر کسی کے حق کے احسان کے طور پر اس کو فائدہ پہونچانا اور یہ خلق اوسط درجہ کا ہے اکثر لوگ غریبون پر احسان کرتے ہین اور احسان مین یہ ایک عیب مخفی ہے کہ احسان کرنے والا خیال کرتا ہے کہ مینے احسان کیا ہے اور کم سے کم وہ اپنے احسان کے عوض مین شکر یا دعا چاہتا ہے اور اگر کوئی ممنون منت اس کا اس کے مخالف ہوجائے تو اس کا نام احسان فراموش رکھتا ہے بعض وقت اپنے احسان کی وجہ سے اس پر فوق الطاقت بوجھ ڈال دیتا ہے اور اپنا احسان اس کو یاد دلاتا ہے جیسا کہ احسان کرنے والون کو خدا تعالی نے متنبہ کرنے کے لئے فرمایا ہے لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰی یعنی اے احسان کرنے والو اپنے صدقات کو جنکی صدق پر بنا چاہیے احسان یاد دلانے اور دکھ دینے کے ساتھ برباد مت کرو یعنی صدقہ کا لفظ صدق سے مشتق ہے پس اگر دل مین صدق اور اخلاص نہ رہے تو وہ صدقہ صدقہ نہین رہتا بلکہ ایک ریاکاری کی حرکت ہو جاتی ہے - غرض احسان کرنے والے مین یہ ایک خامی ہوتی ہے کہ کبھی غصہ مین آکر اپنا احسان یاد بھی دلا دیتا ہے - اسی وجہ سے خدا تعالی نے احسان کرنے والون کو ڈرایا - تیسرا درجہ ایصال خیر کا خدا تعالی نے یہ فرمایا ہے کہ بالکل احسان کا خیال نہ ہو اور شکر گذاری پر نظر ہو بلکہ ایک ایسی ہمدردی کے جوش سے نیکی صادر ہو جیساکہ ایک نہایت قریبی مثلاً والدہ محض ہمدردی

کے جوش سے اپنے بیٹے سے نیکی کرتی ہے یہ وہ آخری درجہ ایصال خیر کا ہے جس سے آگے ترقی کرنا ممکن نہین لیکن خدا تعالی نے ان تمام ایصال خیر کی قسمون کو محل اور موقعہ سے وابستہ کردیا ہے اور آیت موصوفہ مین صاف فرمادیا ہے کہ اگر یہ نیکیان اپنے اپنے محل پر مستعمل نہین ہون گی تو پھر یہ بدیان ہوجائین گی بجائے عدل فحشا بنجائے گا۔ یعنی حد سے اتنا تجاوز کرنا کہ ناپاک صورت ہو جائے اور ایسا ہی بجائے احسان کے منکر کی صورت نکل آئے گی یعنی وہ صورت جس سے عقل اور کانشنس انکار کرتا ہے اور بجائے ایتاء ذی القربیٰ کے بغی بن جائے گا یعنی وہ بے محل ہمدردی کا جوش ایک بری صورت پیدا کرے گا اصل مین بغی اُس بارش کو کہتے ہین جو حد سے زیادہ برس جائے اور کھیتون کو تباہ کردے اور یا حق واجب مین کمی رکھنے کو بغی کہتے ہین اور یا حق واجب سے افزونی کرنا بھی بغی ہے غرض ان تینون مین سے جو محل پر صادر نہین ہوگا وہی سیرت خراب ہوجائے گی اسی لئے ان تینون کے ساتھ موقعہ اور محل کی شرط لگادی ہے اس جگہ یاد رہے کہ مجرد عقل یا احسان یا ہمدردی ذی القربیٰ کو خلق نہین کہہ سکتے بلکہ انسان مین یہ سب طبعی حالتین اور طبعی قوتین ہین کہ جو بچون مین بھی وجود عقل سے پہلے پائی جاتی ہین مگر خلق کے لئے عقل شرط ہے اور نیز یہ شرط ہے کہ ہر ایک طبعی قوت محل اور موقعہ پر استعمال ہو۔

* * *

خطبہ

جو حضرت مخدوم مولنا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی ایدہ اللہ بروح القدس نے ۲۴۔ نومبر ۱۸۹۹ء کے جمعہ مین پڑھا۔

وَاٰیَۃٌ لَّھُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّیَّتَھُمْ
فِی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ ۝ وَخَلَقْنَا
لَھُمْ مِّنْ مِّثْلِہٖ مَا یَرْکَبُوْنَ ۝
وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْھُمْ فَلَا صَرِیْخَ
لَھُمْ وَلَا ھُمْ یُنْقَذُوْنَ ۝
اِلَّا رَحْمَۃً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰی حِیْنٍ ۝
وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّقُوْا مَا بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ
وَمَا خَلْفَکُمْ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝
وَمَا تَاْتِیْھِمْ مِّنْ اٰیَۃٍ مِّنْ اٰیٰتِ
رَبِّھِمْ اِلَّا کَانُوْا عَنْھَا مُعْرِضِیْنَ ۝

ترجمہ

اور اُن کے لئے بڑا بھاری نشان یہ ہے کہ ہم نے اُن کے آبا و اجداد کو بھری ہوئی کشتی مین سوار کیا اور اُن کے لئے ہم نے اُسی جنس کی ایک چیز پیدا کی ہے جس پر سوار ہون گے۔ اگر ہماری مشیت چاہتی تو اُن کو غرق کر دیتے اور پھر کوئی فریاد رس اُن کو بچا نہ سکتا اور نہ کسی طرح پر اپنی قوت بازو سے مخلصی پا سکتے۔ ہان یہ سب کچھ ہمارا فضل اور رحمت ہے اور اس لئے ہے کہ ایک مدت تک گذارہ کرین۔ جب اُن کو کہا جاتا ہے کہ بچاؤ کرلو اُن سزاؤن سے جو نقد موجود ہین یا کچھ مدت بعد آنے والی ہین تا کہ تم پر رحم کیا جاوے تو اس وعید کو ہنسی مین اڑا دیتے ہین اور یہ کچھ اسی پر موقوف نہین بلکہ اُن کافر نعمتون کی عادت ہوگئی ہے کہ جب کوئی نشان نازل ہوتا ہے یعنی (کوئی مامور بشیر نذیر آجاوے تو اُس کی تبشیر اور انذار سے منہ پھیر لیتے ہین)

ان آیات نے خدا تعالی کی مقتدر متصرف بالارادہ ہستی پر ایک زبردست دلیل بیان کی ہے۔ اور نظام نبوت کی زبردست اصل پر صاف روشنی ڈالی ہے اور ان مین مسئلہ حشر کے اسرار مین سے ایک سر کو آشکارا کیا گیا ہے۔

بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل دونو کے لئے خواہ وہ مکہ کے لوگ ہون یا مدینہ طیبہ کے رہنے والے یہ سب سے بڑا نشان تھا کہ خدا تعالی نے ایک زمانہ مین عذاب کے پانی مین ایک سرکش قوم کو غرق کردیا اور ایک مخلص اور حسن ظن اور صبر سے کام لینے والی راستباز پاک جماعت کو ایک چوبی کشتی کے ذریعہ نجات دی۔

قرآن شریف کے طرز بیان پر غور کرنے والی طبیعتین اور اسرار کلام اللہ مین تدبر کرنے والے سلیم دل ایک لذت پاتے ہین جب وہ آیت لہم کے لفظ پر غور کرتے ہین خدا تعالی نے آیۃ لہم کہہ کر ایک عظیم الشان نشان کا پتہ دیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا وجود خدا تعالی کے الغیب وجود پر ایک بین دلیل ہوتا ہے انکی زندگی کا ہر لحظہ اُن کی ہر حرکت و سکون ایک نشان منتبہ ہوتا ہے اس سے پتہ لگتا ہے اور ایک

دیکھنے والی آنکھ دیکھ سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی حکومت ایک ممیز گورنمنٹ ہے کیونکہ وہ دیکھتی ہین کہ ایک ہی امر اور فعل ایک ہی قانون اولیاء اللہ یعنی خدا تعالیٰ کے مقربین محبوبین کے لئے راحت رسان اور تسلی دہ ہے اور وہی ان کے مخالفین دان اعداء اللہ کے لئے ذلت اور ہلاکت کا موجب ہے اگر یہ تمیز نہ ہوتی تو حقیقت مین وجود باری عز اسمہ کا ثبوت نہ ہوتا اور دنیا مین دہریت اور مادہ پرستی کی خطرناک تاریکی پھیل جاتی

یہی ایک بات ہے جو خدا کے حضور سوز دل اور چشم گریان سے دعا مانگنے والون اور لقاء الٰہی کے پیاسون کو ایک خوبصورت امید دلاتی ہے اور عاصیون شریرون حق کے نافرمانون کے لئے خوفناک دھمکی ہے۔ سورج پرست احمق! یا آتش پرست احمق! اس نکتہ معرفت سے کب لذت پا سکتا ہے۔ مثلاً جس نے سورج کی پرستش خواہ اس کی ظاہری خواص کو دیکھکر خواہ اس کی روشنی اور نورانیت کو دیکھ کر کی ہے اس نے اس حقیقت سے کب سروکار پایا ہے کہ آیا سورج مین تدبیر بالارادہ کی قوت اور تصرف تام کی طاقت بھی ہے یا نہین؟ کیا سورج اپنے پرستار ہی کو فوائد پہنچا سکتا اور مخصوص کر سکتا ہے؟ ہرگز نہین یا اپنے منکرون کو محروم کر سکتا ہے؟ قطعاً نہین پھر جب ایک مخلص اور منکر کے درمیان کوئی تمیز اور تخصیص نہین ہو سکتی تو پھر بتلاؤ کہ وہ کیا چیز ہو سکتی ہے جو ایسے اشیاء کی عبادت اور پرستش کی تحریک کرسکے۔

پس جس چیز نے میرے ایمان مین ایک حلاوت پیدا کی اور جس نے میرے غم وہم کی گھڑیون کو مسرت و انبساط کے دراز اور غیر فانی دنون سے بدل دیا ہے وہ یہی حقیقت ہے جو خدا تعالیٰ کی ممیز گورنمنٹ کو حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود سے دیکھ لیا ہان آنکھون سے دیکھ لیا ہے والحمد للہ علیٰ ذالک

میرے دوستو! یقیناً یاد رکھو کہ خدا ہے اور اس کے سوا نہ زمین پر نہ آسمان پر کوئی اور مدبر بالارادہ ہستی ہے جو اولیاء اور اعداء مطیع اور عاصی مین فرق کرکے قانون ممیز بنا دے

مین ایک بصیرت کے ساتھ کہتا ہون کہ حقیقت مین یہ ایک بڑی لذیذ راہ ہے جو سیرۃ الانبیاء کے پڑھنے سے معلوم ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ ہم نے سیرۃ الانبیاء کے پڑھنے سے اس راہ کا نشان پایا اور خدا کے موعود مسیح کے وجود سے اس کے آثار اور وجود کو دیکھا اور پھر اس کے طفیل سے اپنی ذات مین اس کے ثمرات کا مزہ چکھا اللّٰھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک وسلم

الغرض اس مقام پر غور کرو اور سوچو کہ وہ کیا بات تھی کہ ایسی ایک طوفان سے کئی کروڑ انسان ہلاک ہوتے ہین اور چند مخلص جان نثار راستباز کا ساتھ دینے والون کا گروہ بچ جاتا ہے اسی سے خدا کی ممیز حکومت کا پتہ لگتا ہے خدا تعالیٰ نے جو اپنی اس حکیم و مجید کتاب مین یہ ذکر فرمایا ہے کیا یہ داستان ہے؟ نہین نہین ہرگز نہین بلکہ ان قصص کے اندر ہر وقت ایک متنبہ کرنے والی نصیحت اور سبق موجود ہے۔ مثلاً اسی واقعہ مین خدا تعالیٰ کے طرز حکومت امتیازی کو نہ سمجھنے والے ایک شخص کا جو اولیاء اللہ کے ساتھ سلوک الٰہی کے راز کو نہ جانتا تھا اس رنگ مین ذکر کیا ہے اور اس کے جھوٹے علم اور مادی اٹکل اور زمینی کوششون کے بیکار جانے کا حال بیان فرمایا ہے کہ اس نے کہا مین جبل (پہاڑ) کے ذریعہ بچ جاؤنگا اور دیکھونگا کہ نوح کے خدا کا زور وہان تک بھی پہونچ سکتا ہے اس شخص کے اس پہاڑ کے پناہ کے دعوے نے درحقیقت مادی اور محدود عقل پر ناز اور اعتماد کرنے والون کی قوت و وسعت معلومات اور تجربون کا چربہ اتار کر دکھا دیا ہے۔ مگر اس کے جواب مین عارف باللہ جو خدا تعالیٰ کے حقیقی قانون قدرت سے واقف ہے فرط رحمت سے کہتا ہے کہ اے میرے پیارے بیٹے ایسے خطرناک وقتون مین ہماری معیت اختیار کر اور خدا کے اقتدار کے منکرون کا ساتھ مت دے یہ تیرا کہنا کہ الماء (پانی) سے جبل تجھے بچالے گا درست نہین۔ یہ معمولی پانی نہین کہ انسانی تدبیر اس کے راہ مین بند لگا سکے یہ امر اللہ ہے اور امر اللہ سے کوئی انسانی تدبیر کسی طرح بھی بچا نہین سکتی ایک ہی چیز ہے جو ایسی خوفناک گھڑیون مین حافظ و عاصم ہوتی ہے وہ اللہ کا رحم ہے آخر نتیجہ یہ ہوا کہ مادی پناہ پر اترنے والا بھوکی موجون کا طعمہ بنا اور رحم الٰہی کو ملجاء

و ماوا بنانے والے سلامت رہیگے عرب کے مشرکین بھی اپنے پرزور اور پرقوت رئیسوں کو جبل کہا کرتے تھے اور وہ مخالف رئیس آئمۃ الکفر ضعیف مسلمانوں کے مقابل اپنے تئیں الجبال کہا کرتے تھے اور یہ محاورہ ان کا درحقیقت پرانا محاورہ ہے اسی بنا پر خداوند تعالے فرماتا ہے

تری الجبال تحسبہا جامدۃ وھی تمر مر السحاب

یعنی ان پابرجا پہاڑوں کو ہم راہ سے یوں اٹھا دینگے جیسے بادل اڑتے ہیں اور صاف قاع بنادینگے کہ اسلام کا تارج اور مانع اس دیار میں کوئی نہ رہیگا اس واقعہ اور ان الفاظ سے عبرت دلائی ہے۔ عرب کو کہ تم بھی عنقریب اپنی مخالفت کی وجہ سے تباہ ہونے والے ہو اور تمھارے جبال کچھ کام نہ آئینگے چنانچہ آخر نتیجہ بھی ہوا کہ **نوح ثانی سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم** کے اعدا اسی طرح ہلاک ہوے

مین نے **خلقنا لھم من مثلہ ما یرکبون** مین غور کی میرے دل مین یہ بات لذت اور انکشاف سے پڑی کہ اس مین ویسی ہی دو اور عظیم الشان کشتیوں کی طرف اشارہ ہے جو اسی طرح دیگر ہی وقتوں مین تیار ہونے والی اور اولیاء اور اعداء مین تفریق کرنے والی ہین۔ دوسری کشتی تو **نوح ثانی** ہمارے **سید و مولی صلی اللہ علیہ وسلم** نے تیار کی جس کی طرف مین اشارہ کر آیا ہون

تیسری کشتی **نوح ثالث مسیح موعود مہدی مسعود علیہ السلام** نے تیار کی ہے۔ اسی تیسری کشتی اور اس کے زمانہ کی طرف حضرت **مسیح** اسرائیلی علیہ السلام نے ارشاد کیا ہے جہان اپنے دوبارہ آنے کا نشان بیان فرمایا ہے کہ جیسا **نوح** کے دنون مین ہوا ویسا ہی **ابن آدم** کا آنا بھی ہوگا کیونکہ جس طرح ان دنون مین طوفان کے پہلے کھاتے پیتے بیاہ کرتے بیاہے جاتے تھے اس دن تک کہ نوح کشتی پر چڑھا اور نہ جانتے تھے جب تک کہ طوفان آیا اور ان سب کو لے گیا یعنی ہرایک نوح کی آمد چاہتی ہے کہ اس سے پہلے زمانہ کی حالت نہایت امن اور راحت اور عیش و عشرت کی ہو اور لوگ فسق اور تن پروری کے لوازم کے استیفا کے سبب سے خدا تعالی سے قطعاً غافل ہوگئے ہون۔

غرض مسیح علیہ السلام نے ان الفاظ مین اسی کشتی کی طرف ایما کرتے اور پیش گوئی فرماتے ہین اور قرآن کریم **خلقنا لھم من مثلہ ما یرکبون** کہہ کر ایک زمانے کا پتہ دیتا ہے اور غرض جیسے مین بیان کرچکا ہون مسیح علیہ السلام کے وعدہ کے موافق اور قرآن کریم کی پیشگوئی کے بالکل مطابق **نوح ثالث** آگیا ہے اور اس مین ذرا بھی شک نہین کہ یہ کشتی نوح علیہ السلام کے بعد اولاً **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** نے طیار کی کیونکہ اس پیشگوئی کے اول اور اتم مخاطب اور مشار الیہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہی تھے اور پھر آپ مین ہو کر اس نوح ثالث نے جو مسیح کے الفاظ مین **ابن آدم** یا خود مسیح اور ہمارے ہادی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ مین **امامکم** یا **مسیح موعود** اور مہدی مسعود اور خدا تعالی کے الفاظ مین علاوہ ان نامون کے **نوح** ہے طیار کی ہے۔ یہ کشتی بیعت کی کشتی ہے جس کا اعلان مارچ ۱۸۸۹ء مین لودھیانہ سے دیا گیا غور کرنے کا مقام ہے کہ اگر ان سب باتون مین ایک راز اور **حقیقت** نہ ہوتی تو کیون خود مولی کریم نے اس بیعت کی کشتی کے طیار کرنے کا حکم دیتے ہوے اس کو ان ہی الفاظ مین مخاطب کیا ہے جن الفاظ سے **نوح** کو پکارا تھا۔

ہو سکتا تھا کہ اشتہار بیعت معمولی الفاظ مین لکھدیا جاتا کہ مجھے بیعت لینے کا حکم ہوا ہے لیکن وہ سب جنھون نے اس اشتہار کو پڑھا ہے بتلا سکتے ہین کہ اس مین وہی الہام درج ہے جو کئی ہزار برس پیشتر نوح ابن لامک کو ہوا تھا کہ **ان اصنع الفلک** الآیہ ای نوح ہماری وحی کے موافق اور آنکھون کے سامنے ایک کشتی طیار کر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ آدم سے لے کر اب تک یہ کشتی کی وحی تین ہی شخصون کو ہوئی ہے۔ پس کہان ہے وہ آنکھ جو اس معاملہ کو دیکھے اور کہان ہے وہ خدا ترس دل جو ان خدا کی باتون مین غور کرے۔

کیا سالہا سال اس سے پہلے یہ الہام جو **براہین احمدیہ** مین درج ہے

ایک عجیب شہادت نہیں ڈرو اور شیطانوں اور دلوں کو سنبھالو کب تک ایک صادق کو مفتری کہے جاؤ گے۔

پھر اے دوستو جو اس فلک میں سوار ہوئے ہو اس کی قدر کرو اور خدا تعالیٰ سے ڈرو اور ڈرتے رہو تم پر خدا کی حجت سب لوگوں سے زیادہ پوری ہوگئی۔

تم ہر روز نشان پر نشان دیکھتے ہو اور پھر مانتے بھی ہو چاہیے کہ تمھارے ایمان و اعمال میں بیّن ترقی کے آثار نمایاں ہوں لغویات میں اوقات ضائع نہ کرو متقین تو خدا کے نشانوں کے مطالعہ سے فرصت نہیں ہونی چاہیے۔

نڈر نہ ہو کہ تم ایسا سوار ہوے اب خوف طوفان کیا ہے فلا یأمن من مکر اللہ الا القوم الخاسرون

اگر تقویٰ اللہ نہیں تو ڈر ہے کہ غیرت الٰہی بیچ منجدھار میں کشتی سے باہر نکال پھینکے۔

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ وَ اٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اسماء مبایعین

(۱) غلام مصطفیٰ طالب العلم جماعت ششم پٹیالہ انھوں نے جو حضور مسیح علیہ السلام کی خدمت میں بیعت کا عریضہ لکھا ہے اس کی نقل اس جگہ کی جاتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بعالی خدمت حضور علیہ السلام [illegible] غلام مصطفیٰ طالب العلم جماعت ششم [illegible] ہو چونکہ میرا دلی مدعا ہے کہ مجھ کو حضور کی جماعت بابرکت میں شمار ہووے لہٰذا بندہ ذیل اشعار خدمت عالی میں ارسال کر کے اپنی بیعت اور حضور کے مسیح و مہدی ہونے کا اقرار کرتا ہوں براہ بندہ نوازی میری طرف سے غائبانہ بیعت قبول فرمائی جاوے

قصیدہ

بجناب حضور مسیح علیہ السلام

اے امام وقت حاجت تھی تری آنے کی سخت
وقت پر ہی ہوگیا خالق ہی ہم پہ مہربان
راہیں تیری دیکھتی تھی اور کتنے سال تھے
کرتے تھے تیری تلاش و جستجو خورد و کلان
جو نظر میں دوسروں کی قوم بس ممتاز تھی
دوسری تھی اب سمجھتی اسکو بدتر از بدان
قوم کی کشتی پڑی تھی سخت مہلک ورطہ میں
ناخدا کوئی نہ تھا اور نہ کوئی پاسبان
غیر قوموں نے کیا تھا دین برحق کو ذلیل
دین بچارہ تھا تڑپتا مثل مرغ نیم جان
الغرض جب قوم کی حالت کا یہ نقشہ ہوا
پہنچی اسکی آہ و زاری از زمین تا آسمان
ہوگئیں اسکی دعائیں ساری مقبول خدا
تب کیا خالق نے تجھکو مہدی آخر زمان
تیرے آنے سے ہوئی ہیں برکتیں نازل بہت
تیرے آنے سے پڑی اسلام میں دوبارہ جان
تیرے آنے سے ہوئی ہے کفر کی ہلکی گھٹا
تیرے آنے سے ہوئیں کم جہل کی طغیانیان
تیرے آنے سے بہت پہنچے ہیں ہم کو فائدے
ہوگئے ہیں راز افشا جو کہ ہوتے تھے نہان
تونے ثابت کردیا ہے ناصری کی موت کو
تونے ہی باطل کیا اس کی خدائی کا گمان
اس کی تربت کا پتہ تونے دیا کشمیر میں
جسکا واقف تیری برکت سے ہوا ہندوستان
جسنے ہی کشمیر کے منصب کو دگنا کر دیا
اور ہوئی مشہور عالم کوچہ خانیار خان
تونے نانک کو کیا ہے اہل ایمان میں شریک
تونے ہی باندھا ہے سب سے اچھا چولے کا سمان
پر نہ کی کچھ قدر تیری عالمان قوم نے
کرتے ہیں منسوب تجھسے سیکڑوں گمراہیان
آپ کو کہنا مقدس دوسروں کو دوزخی
کیا یہی ہے آج مولویت کا بڑا بھاری نشان
گرچہ انکی زشت گوئی کی نہایت ہے انتہا
پر ہے تیری صبر و استقلال کا پلہ گران
کیوں نہ ہو تجھکو کیا خالق نے ہے عدل و حکم
گمرہان کا رہنما و تکیہ گاہ بیکسان
تشنگان دین کو تو کوثر فردوس ہے
دشمنان دین کو خنجر تری کلک روان
سیکڑوں مردہ دلوں میں جان تونے ڈالدی
چلتی اس دل پر بہار اب جسپہ چلتی تھی خزان
کلک تیری مثل شمشیر الٰہی بن گئی
جس سے کٹ جاتی ہے فوراً ہر مخالف کی زبان
جو مقام قرب حاصل تجکو ہے روشن ضمیر
کیا قدر اس کی کرے یہ تیرہ دل ہندوستان
گرچہ تحسین کا ہے عالم پر مجھے امید ہے
مجکو لائیں گی تری در پر مری بے تابیان
کر جماعت میں تو اپنی مجکو بھی داخل ضرور
میں سمجھتا ہوں تجھی لاریب مہدی زمان
کر دعا میں مجکو بھی شامل کہ بیمار ہوں
کیوں مسیح کے ہوتے ہوں مجکو بھلا بیماریان
مصطفیٰ اب تھام لے اپنی زبان خام کو
کیونکہ تجکو امتحان کی ہیں بہت تیاریان
گر خدا نے چاہا وہ بھی وقت آئیگا ضرور
تو ہی ہوگا اور مسیح وقت والی قادیان

---

(۲) قاضی حسام الدین صاحب۔ ساکن کوٹ قاضی ضلع گوجرانوالہ
(۳) عبد المجید صاحب (۴) عبد الحمید صاحب (۵) عبد العزیز
ابنائے قاضی حسام الدین ساکن '' '' ''
(۶) اللہ جوایا ماہی گیر '' '' (۷) قاضی محمد عالم صاحب
[illegible] ساکن کوٹ قاضی محمد زاہد ضلع ''
(۸) کریم بخش ساکن [illegible] ضلع گورداسپور حال چوڑی نمبر ۱۴۲۔ ضلع جھنگ ڈاک خانہ روڑی
(۹) شیر محمد سابق شیر سنگھ ولد فتح سنگھ ساکن چکوال ضلع جہلم
(۱۰) علی محمد ساکن کلوسوہل ضلع گورداسپور
(۱۱) ابراہیم '' دھرم کوٹ بگہ '' ''
(۱۲) عبد العزیز عرف خلیفہ کالو لاہور موچی دروازہ
(۱۳) محمد اشرف ساکن بلانی ضلع گجرات
(۱۴) حاجی احمد نمبردار ساکن [illegible] ضلع شاہ پور ڈاک خانہ کوٹ مومن۔

چہ از عنایتہا و نعمتہائے حضرت باری تعالیٰ محروم شدن ترک دنیا و یاد خدا است

ترک دنیا ترک خوراک نیست
ترک دنیا ترک خوش پوشاک نیست
ترک دنیا نیست ترک مال و زر
تارکی ئے ترک فرزند و پسر
تارکی ئے ترک زن ای با ہنر
این نہ ہرگز سنت خیر البشر
این صفات کبریا ای مہربان
از تو ناید کبریائی بیگمان
بندئی پس بندگی را چارہ کن
توبہ با حق ہمسری را چارہ کن
توبہ کن توبہ ازین امر محال
توبہ کن توبہ ازین باطل خیال
بہر خورد و نوش تو صد چیز ہا
کرد پیدا از عنایت کبریا
بہر ہر حاجت ترا ہر چیز داد
شکر حق ہر دم بگو اے بامراد
این نہ دنیا این نہ دنیا ای عزیز
بلکہ دنیا غافلی اے با تمیز
نعمتہای حق مدان دنیای دون
این گہرہا را مگو دنیا نہ این
در حقیقت طعنہ ہا با حق کنی
اینکہ نام نعمتہا دنیا نہی
توبہ کن توبہ ازین کار قبیح
توبہ کن توبہ ز توہین صریح
بندہ را شایان نہ توہین خدا
باز گویم توبہ کن اے باصفا
اے منہ دنیا تو نام فضل ہا
نیست دنیا جود ہای خوش لقا
چیست دنیا از خدا غافل شدن
مولوی روم گفت ای جان من
پس مشو غافل ز یاد کبریا
یاد در ہر کار دار اے باوفا
یاد داری کار دل اے یار من
این نہ کار دست ای غمخوار من
باش در کار و خدا را یاد دار
دست را در کار دارد دل بہ یار
ہست بیکاری بسا بے عزتی
در بدر خواری و از حق غافلی

دست و پایت داد مولی بہر کار
تا بدست آری تو رزقہای ہوشیار
رزق صد نوع آفریدہ بہر تو
تا کنی حاصل خوری ای نیک خو
عقل دادہ رہبر ہر امر و کار
نیز فہم جودہائیش را شمار
بہر شکر و ذکر ای دلبر زبان
گفتگو و ذائقہ را نیز دان
بین چہ صنعت آشکارا میکند
کے تعلقہائے عالم را برد
تاج سرہا تخت خواہد ای عزیز
خواہشت صد گنج ہم ای با تمیز
سینہ شد گنجینہ مہر خدا
پس بیادش خور ہمہ انعامہا
باد خواہد زندگی اے با تمیز
زندگی اسباب خود را ای عزیز
کار حق فہم و باد بر زن قدم
بیہدہ ہرگز مدان این منتظم
بر خلاف قدرت ای دلبر مکن
بر خلاف حق مگو ہرگز سخن
یا تعلقہا سے نفس پلید
گر بریدی پیر باشی من مرید
حق نہ بہر تارکی اسباب داد
بلکہ تا ہر دم شوی زو بامراد
آنچہ گوئی آنکسان رہبان کنند
آنکہ بار گردن خلقت شوند
مال مردم را خورند از مکرہا
جو فروش و در جہان گندم نما
دام تزویر آنکہ قرآن را کنند
نقد ایمان را بہ شیخی ہا دہند
وصل دلبر نیست در لاف و گزاف
ای بلفاظی نہ گردد سینہ صاف
آنچہ گویند آن نہ خود ہرگز کنند
این عجب پیر مغان و رہبر اند
پیش مولی حال شان خواہی تو دید
واقفی از نعرہ ہل من مزید
تو منہ بر گام ایشان گام ہم
من نخواہم دیدنت آنجا بلکم
یاد کن تعلیم پاک مصطفی
آنکہ ما را شد امام و پیشوا
آنکہ تاج انبیاء و اولیاء
آنکہ ماہی چرخ عز و جاہ را
آنکہ گشتہ حجت اللہ بر زمین
کرد اتمام حجج بر جاہلین
من چہ گویم وصف آن شاہ ہدیٰ
خود خدا او را شدہ مدحت سرا
کے پسندید این چنین او تارکی
از شہ ملک عرب گو اے اخی
او نہ ما را امر کرد اے با تمیز
در بدر ما خوار باشیم ای عزیز

گر ہمین تعلیم داد آن مہربان
صدقہ و خیرات و فطرہ یا زکوۃ
نیست در اسلام ہرگز اے اخی
امر ترک مال و زر بودی اگر
این نہ ہرگز امر رب العالمین
این نہ طرز انبیاء و صالحین
از عنایتہای رب العالمین
تو کہ آموختی ای مہربان
ای بہ شیخیہا چرا افتادہ
آنکہ فرعون لعین شد در جہان
یا شدہ شداد نادان خصال
این نمونہ ہا ترا پندی و مثال
تو ز افعال بدان صد پند گیر
نیز قند قند و شہد از زہر دان
در چمن قانون خار و گل ببین
گونا گون حق خلق را پیدا نمود
تو خبیثان را بہ خلق شان گذار
بر خلاف شان ہمیشہ کار کن
آنچہ گوئی خوش جہان بودے اگر
اہل عالم را چرا حق ساختی
ای چرا صد چیز ہا خوش اکلہا
کرد پیدا بہر تو این چیزہا
اختراع خود مگو از حق بگو
خوش خور و خوش پوش ای والا مکان
سیرت درویش آرائی با صفا
از برون چون گل نما ای ہوشیار
دست و پا جنبان بخور رزق حلال
ہر یکی نعمت بخور مسکین نما
گر بہیچا تارک نعمت شوی
این غضب گر نعمت مولی خوری
نیست دنیا نیست دنیا غافلی

پس چرا احکام شرعی زد بیان
حکم ما را شد چرا ای خوش صفات
این چرا فرمود ما را آن نبی
پس چرا احکام دیر ای با ہنر
این نہ ہرگز گفت با شاہدین
این نہ خوی رہبران قوم و دین
کیست کو محروم شد ای نازنین
این نہ ہرگز سنت اسلامیان
ما بدست و ہم ما دل دادہ
باشد و مزود بدای مہربان
یا شدہ قارون بخیل بد مآل
این کجا سوی بد بہای میبرد
قول لقمان ست ای روشن ضمیر
واقف اسرار باش ای مہربان
خوشترین روئیدگی ہم بدترین
قدرت مولی نگر ہم زشت و بد
رحمت مولی ز کار شان برآر
رحمت حق را تو زینسان [illegible]
پس چرا حق ساختی زیر و زبر
با عنایتہا چرا بنواختی
آنکہ خوش خوش میخوری و میخوری
پس مشو محروم از لطف خدا
بہر محرومی کجا شد حکم زو
تخت شاہی بر نشین ای مہربان
گرچہ بیرون صورتت باشد چو شاہ
سینہ از مہرش چو لالہ داغدار
شکر نعمتہا بگو اے باکمال
با فراغت فرض مولی کن ادا
کی بہ بخشش حصہ از رحمت بری
باز از یادش کنی پہلو تہی
یاد ہم آرش کہ انعامش خوری

غفلت از یاد ولی نعمت نہ یار!
غافلی دنیا تو دنیا دور دار

الحکم نمبر ۴۳ جلد ۳ ۳۰ نومبر ۱۸۹۹ء

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

[illegible] میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے [illegible] تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا [illegible] پانی جانا ناخنہ [illegible] ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو [illegible] چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی کبھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک [illegible] قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ [illegible] ممیرے کا سفید سرمہ [illegible] فی تولہ [illegible] خالص ممیرہ فی تولہ [illegible] مصری سرمہ فی تولہ [illegible] اخبار کا حوالہ ضرور دیں [illegible] ممیرے کے سرمہ کے اشتہار [illegible] چاہیے

المشتہر [illegible] مہا سنگھ اہلو والیہ مقام [illegible] ضلع [illegible] پنجاب

اس سے بڑھکر اور کیا شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار مہا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی [illegible] دوا ہے [illegible] پانی جانا دھند [illegible] آنکھ [illegible] ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی [illegible] پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے [illegible] میں جہاں لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔

راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - بی - ایم - سانگلی صاحب بہادر ایم - بی اے سند یافتہ یونیورسٹی

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار مہا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسماۃ [illegible] عمر ۵۴ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی پلکوں میں [illegible] خورد دانے [illegible] اور پروال پڑنے [illegible] آنکھیں [illegible] سرخ اور [illegible] ان میں سے کثرت سے مواد [illegible] تھا اس کی بینائی میں فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے صحت پائی

راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین صاحب ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری [illegible] سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار مہا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری والوں کو یہ سرمہ نہایت مفید ہے - راقم

ڈاکٹر برج لال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار مہا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے کے لئے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے ماہ مارچ [illegible] میں جمع کیا گیا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر

[illegible]

عام سے قیمت سالانہ پیشگی ہے ۳ر
خاص اور معاون جو کچھ لطف فرماویں

[illegible]

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

الحکم

نمبر قادیان دارالامان ۱۰ دسمبر ۱۸۹۹ء مطابق ۶ شعبان المعظم ۱۳۱۷ھ جلد ۳

خطبہ

جو یکم دسمبر ۱۸۹۹ء کو حضرت مولنا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ نے پڑھا

* * *

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد و آلہ اجمعین امّا بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ۔ سورہ ابراہیم رکوع ۵۔

اور جب ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کی حضور یوں دعا مانگی۔ اے میرے پروردگار! اس شہر کو امن والا بنا دے! اور مجھ کو اور میرے بیٹوں کو بتوں کی پرستش سے بچا۔ اے میرے پروردگار اُنھوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کر دیا۔ جو شخص میرے پیچھے ہو لیا وہ مجھ سے ہے اور جس نے میرا کہنا نہ مانا تو غفور رحیم ہی! اے میرے پروردگار میں نے اپنی اولاد میں سے بعض کو ایک وادی میں بسا دیا ہے جس میں کوئی کھیتی باڑی نہیں ہے جو تیرے معزز گھر کے پاس ہے اور یہ اس لئے ہے کہ نماز کو درست رکھیں اور طرح طرح کے پھل اُن کو عطا فرما کہ وہ شکر گذار ہوں۔ سو تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف جھکا اور اُن کو ثمرات عطا فرما کہ وہ قدر دان ہوں میں نے ان چند آیتوں کو آج محض اس غرض سے پڑھا ہے تاکہ اپنے دوستوں اور سننے والوں کو خدا تعالیٰ کی اُس عادت مستمرہ کا نشان دکھاؤں جو اُس کے مرسل و مامور اور راستباز بندوں کے ساتھ جاری ہے۔

ان آیات پر ایک پر غور نگاہ کرنے سے پتہ لگے گا۔ کہ جب خدا تعالیٰ کے راستباز۔ برگزیدہ مامور کسی سرزمین کی طرف توجہ کرتے ہیں تو اس پر خدا تعالیٰ کی کیسی توجہ ہوتی ہے اور وہ زمین کیا سے کیا ہو جاتی ہے؟

اسلام میں بڑا عظیم الشان نمونہ خدا کے انواع و اقسام فضلوں کا سیدنا ابراھیم علیہ السلام کی پاک ذات ہے۔ قرآن کریم میں آپ کا ذکر اس لئے بھی ایک عظمت کے ساتھ ہوا ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے

والد ماجد۔ اور **قریش عرب** کے مورث اعلیٰ ہیں اور وہ بزرگ شخص ہیں جو تاریخی دنیا میں نبوت کا کامل معیار ہیں اور جنھوں نے خدا تعالے کی راہ میں ہر قسم کے ممکن قربانی دکھائی ہے اور خدا کے وعدے سے ان کے گویا بکثرت ہوئے آسمان کے تاروں اور سمندر کے قطروں اور بیابان کی ریت سے ان کی ذریت زیادہ ہوئی۔

ان آیات میں خدا تعالیٰ نے ایک بات یاد دلائی ہے جو ایک عظیم الشان پیشگوئی اپنے اندر رکھتی ہے اور جس کا دامن قیامت تک لمبا ہے ہر زمانہ میں اس کی صداقت کا زندہ ثبوت ملتا ہے۔ سیدنا **ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام** اپنے مولے **سمیع علیم** سے عرض کرتے ہیں کہ میں اپنی اولاد کو اس وادی میں جہاں نہ کسی قسم کی راحت و آسایش کے سامان ہیں آباد کرتا ہوں کہ وہ بھی تیرے محرم اور مکرم بیت کے جوار کے سبب سے مکرم و محترم ہوں اور اس توحید خیز پاک سرزمین میں ان کی روحیں اقامت صلوٰۃ کی طرف متوجہ ہوں اور حقوق الٰہی کے ادا کرنے میں عالم کے لئے نمونہ ہوں اور ساری دنیا ان ہی سے تیری صلوۃ یعنی تیری حقوق کی بجا آوری کا سبق سیکھے اور اس وادی کے خوشگوار پانی اور اس کی قدرتی زرع سے ساری دنیا نئی زندگی پائے سو تو بھی **ناس** (یعنی جنھیں یہ مرکز توحید قدامت کے سبب سے فراموش ہوگیا ہے) کے **فؤاد** (یعنی جو عشق وہوا کا منبع ہے اور جس میں اس بات کی ضرورت ہے کہ اصلی وطن کے یاد سے اس میں اشتعال پیدا ہو جائے -) میں وہ قوت ہوا اور عشق کی ڈالدے کہ اطراف عالم سے دیوانہ وار ان کی طرف دوڑے آئیں۔ اللہ اللہ وہ وقت کیا تھا اور وہ دل کیا تھا اور وہ مقام کیا تھا۔ اس دعا کو دیکھو اور پھر اس دعا کے نتیجہ کی طرف دیکھو۔ وہ وادی غیر ذی زرع جہاں اس وقت **مکہ معظمہ** واقع ہے اس وقت جب کہ ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی بے آب وگیاہ ٹیلوں اور کنکریلے میدانوں کے سوا کچھ نہ تھا۔

اس میں شک نہیں کہ غیر معلوم زمانہ سے خدا کی سب سے پہلی مسجد یہی ہے اور کوئی نہیں بتلا سکتا کہ خدا نے اس کو کب بنایا توریت سے پتہ لگتا ہے کہ جناب **آدم علیہ السلام** بھی یہاں نماز پڑھنے آئے۔ بہرحال جب **ابراھیم علیہ السلام** نے اپنی اولاد کو اس میں بسایا اُس وقت اُس کی جو حالت تھی وہ وادی غیر ذی زرع کے الفاظ سے خوب سمجھ میں آ سکتی ہے **حضرت ابراھیم علیہ السلام** کی دعا سے اُس کی اُس وقت کی حالت کا بخوبی پتہ لگ سکتا ہے یہ جگہ بے آب وگیاہ ویران اور سنسان بنجر زمین تھی۔ جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی ایک بھیانک نظارہ سڑے ہوئے پہاڑوں کا نظر آتا تھا جن پر نہ کوئی درخت اور نہ کوئی سبزہ۔ کوئی ایسا چشمۂ صافی رواں نہیں جو اپنے دلکش اور خوشگوار نظارہ سے قافلہ کو ٹھیرا سکے۔

اس کے دور دور ایک قبیلہ آباد تھا جنکو جرہم کہتے تھے۔ اور اصل تو یہ ہے کہ وہ کونسی بات ہو سکتی تھی جو کسی کو یہاں آکر آباد ہونے کی ترغیب دیتی۔

جیسا میں نے ابھی کہا ہے اس وادی کی کیفیت حضرت ابراہیم کی دعا سے خوب سمجھ میں آتی ہے۔ ظاہری حالت تو یہ ہے کہ وہ بنجر اور ویران ہے۔ لوگوں کا رجوع نہیں کسی قسم کے پھل پھول وہاں میسر نہیں آسکتے۔ خدا تعالے کے نام کی عظمت و جلال کو زندہ کرنے والا بھی وہاں کوئی نہیں۔ اس وقت دو آدمی **ابراھیم اور اسمٰعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام** اس شکستہ مسجد کی تعمیر میں لگے ہوئے ہیں۔

اب غور طلب یہ امر ہے کہ ظاہری حالت تو اُس کی جو تھی وہ تھی اب وہ کونسی بات ہے اور وہ کیا خوبصورت اُمید ہے جس پر یہ دو معمار یا ایک معمار اور ایک مزدور نہایت بشاشت اور مسرت کے ساتھ ان شکستہ دیواروں کی تعمیر میں لگے ہوئے ہیں۔ اور پھر کس قوی دل اور بصیرۃ اور شعور سے کہہ رہے ہیں **ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم**۔ محسن و مولا! جس کے الہام اور القا سے ہم ان دیواروں کو بلند کر رہے ہیں تو ہماری مزدوری قبول فرما

اللہ اللہ کیا دعا ہے اور کیا الفاظ ہیں **انک انت السمیع العلیم**۔ یعنی تو جو ان الفاظ کو جو دل سے نکلتے اور اخلاص سے نکلتے ہیں سنتا جانتا ہے اور پھر **ربنا وابعث فیہم رسولا** مولی کریم اُن میں ایک رسول پیدا کر جس پر تیری وحی متلو نازل ہو اور ایسی کتاب اس کو ملے جو قیامت تک پڑھی جاوے اور یہ گھر توحید کا گھر ہو اور دنیا بھر کے ثمرات سے انکو متمتع کرے۔

اب سے کئی ہزار سال پیچھے نکل جاؤ۔ جب کہ یہ مسجد بن رہی تھی اور باپ بیٹا اس کی تعمیر میں لگے ہوئے تھے اور پھر آج کل جو اس کی حالت ہے اس پر دھیان کرو۔ دیکھو اسی وادی غیر ذی زرع میں

اب کیا ہے جو نہیں ملتا - کوئی پھل کوئی شئے دنیا کی کسی قطعہ پر پیدا ہو بنگال میں ہو یا برہما میں کشمیر میں ہو یا دکن میں شام میں ہو یا یورپ میں غرض کہ روئے زمین کے کسی قطعہ اور حصہ میں ہو مگر **مکہ معظمہ** میں وہ ضرور پہونچے گا -

پھر اس بنجر اور ویران زمین کی طرف لوگوں کے رجوع کو دیکھو کہاں کہاں سے وہاں پہونچتے ہیں حضرت اس مقبول بندہ کے الفاظ میں وہ کیا پاک تاثیر اور جذب تھا جس نے روئے زمین کے دلوں کو مقناطیسی اثر سے کھینچ ہی تو لیا -

فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم

تھوی کا لفظ کیا لطیف ہے یعنی ھوی اس گرنے کو کہتے ہیں کہ کوئی چیز عمودی کڑاڑے سے پہاڑ کی گرے .... اور کوئی چیز راستہ میں اس کو روک نہیں سکتی ایسا ہی دلوں میں کشش ڈالدے کہ بے اختیار ہو کر کھنچے چلے آویں -

اب دیکھ لو - کہ دنیا کے بلاد مختلفہ سے کیسی کیسی تکالیف و مصائب برداشت کرکے کڑی سردیاں جھیلتے ہوئے اور چل چلاتی دھوپ میں وہاں پہونچتے ہیں راستہ کے مصائب اور مشکلات ان کے شوق اور ارادہ کو پست نہیں کر سکتے - یہ بات کیا ہے کہ وہ بے اختیار ہوئے چلے جاتے ہیں ؟

اصل یہی ہے کہ خدائے خالق کی طرف سے ان دلوں میں ایک جنبش پیدا ہو گئی ہے اور یہ نتیجہ ہے اس ابو الملۃ سیدنا **ابراھیم** کی دعا کا علیہ **الصلوٰۃ والسلام** - اس سے معلوم ہوا کہ **دعاء** مقبول الٰہی کیسے سنی جاتی ہے -

بے آب وگیاہ وادی کا صرف **ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام** کی دعا کے موافق آباد ہو جانا یہ ایک نشان نبوت ہے - ورنہ ایک ویران گاؤں جہاں کسی قسم کی دلچسپی اور تجارت اور حرفت کے ذرائع کی وسعت نہ ہو وہاں دنیا بھر کے مشہور اور مرجع خلائق شہروں لنڈن پیرس قسطنطنیہ مصر امریکہ ہند وغیرہ سے لوگ موت کو پسند کرکے جانا راحت اور تسلی کا ذریعہ سمجھتے ہیں - تو اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ بے آب وگیاہ بستی کا آباد ہو جانا اور لوگوں کا اس طرح رجوع ہونا ایک صادق اور مامور من اللہ کا نشان ہوتا ہے -

اب وہ لوگ جو کہا کرتے ہیں کہ کیوں کر کسی راستباز کو شناخت کریں ؟ اور وہ کیا معیار ہے کہ گوشت کی زبان کے کلام کو کلام خدا سمجھیں غور کریں اور خدا کے لئے موت کو پیش نظر رکھکر سوچیں ! کہ **ابراھیم**ؑ بظاہر ایک انسان تھا - آدمیوں کی سی شکل اور شمائل رکھتا تھا مگر ان الفاظ کے اسی طرح پورا ہونے نے قیامت تک جو اس کے منہ سے ایک وقت نکلے یہ ثابت کردکھایا کہ وہ خدائے جلیل کا کلام تھا - عزیزو ! خدا کے لئے سوچ کر دیکھو کہ کیا نبوت کی شناخت کا یہ سیدھا راستہ نہیں ہے ؟ بے شک بیشک یہی ایک راہ ہے یعنی یہ کہ اس کلام میں غیبی اور مقتدر قوت بھری ہوئی ہو اور اس کا ظہور اعجوبہ نما ہو -

میں حق کے کہنے سے ذرا بھی ہچکچاتا نہیں - میں تم سب کو جو یہاں موجود ہیں اس سچائی کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں جس کا لطف مدتوں سوچ سمجھ کر مجھے آیا ہے - اسی قادیان کی طرف دیکھو !

کیا یہ بولنے والا ایسے شہر کا باشندہ نہیں جو اس گاؤں سے ہزار درجہ بہتر اور دلکش نظارے رکھتا ہے ایسا ہی تم دیکھو گے کہ بہت سے آدمی جو اپنے آراموں اور ہزارہا راحتوں کو قربان کرکے یہاں آباد ہو رہے ہیں اور ہزارہا میل کا سفر طے کرکے راستہ کی مشکلات اور تکالیف کو جھیلتے ہوئے آتے ہیں کیا اس بستی کے کسی خوبصورت نظارہ کی وجہ سے ؟ نہیں ہرگز نہیں - بلکہ بات یہی ہے کہ یہ جگہ **مکہ** کی خادم بنی ہے پس اسی نور کی خدمت کی وجہ سے جو **فاران** کی چوٹیوں پر چمکا اور **مکہ** سے نکلا یہ بستی ایک **نور** کے **فرزند** کی وجہ سے مخدوم ہو رہی ہے اس نور کے فرزند کے زیر نظر کیا ہے ؟ وہی جو **ابراھیم** کی دعا تھی **لیقیموا الصلوٰۃ** اس سے میرے روح میں سرور کے ساتھ یہ بات آئی ہے کہ کوئی بستی اور کوئی خاندان اور گھر آباد نہیں ہو سکتا جب تک کہ خدا کی عزت و جلال کا نشان اس میں قائم نہ ہو - **مکہ** کیا چیز تھی ؟ خدا نے جو اس کو روئے زمین کا مرجع بنایا - اس کو **دجال کے فتن** سے ابدالآباد کے لئے محفوظ رکھا اور جہاں **لا الٰہ الا اللہ** کی حکومت رہے گی صرف اس لئے معزز ومکرم ہوا کہ وہاں خدا کا جلال ظاہر ہوا بدبخت ہے وہ جگہ جہاں خدا کے نام کی بے عزتی ہو - دیکھو دنیا میں مشہور و معروف شہر بابل

جہاں کئی کروڑ انسان رہتے تھے آخر بدکاری اُسے کھا گئی ڈیڈسی کے نشانات پر غور کرو۔ اور سوچو کہ جہاں خدا کا جلال نہیں وہاں آبادی ہو نہیں سکتی۔ اور جہاں خدا کے نام کی عزت و عظمت ہو وہ جگہ ویران بھی ہو تو آباد ہو کر دنیا میں محترم قرار پائیگی۔

پس خوب یاد رکھو کوئی دعا، قبولیت کے نشان اپنے اندر نہیں رکھ سکتی جب تک کہ خدا کے جلال کے اظہار کے لئے نہ ہو۔

بیس بائیس سال پیچھے چلو اور دیکھو کہ خدا کے ایک راستباز بندہ کو جو اسی بستی کا نور اور ہادی ہے یہ الہام ہوا تھا وسّع مکانک یأتون من کل فج عمیق۔ اپنا مکان وسیع کر خدا کے مہمان دور دراز ملکوں سے آتے ہیں۔

اس وقت یہ مسکین گمنام کوٹھڑیوں میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس وقت کون کہہ سکتا تھا کہ برما مدراس عراق اور کشمیر اور دور دراز قطعات الارض سے مہمان آئیں گے۔ مگر تم آج دیکھ سکتے ہو کہ وہ جو کچھ براہین احمدیہ میں لکھا گیا تھا کیسا سچ ثابت ہوا۔ اور کسقدر دور دراز حصوں سے محض خدا کی رضا جوئی کے لئے خدا کے مہمان چلے آتے ہیں اور آئے دن مکانات کی وسعت کا الہام کیسا ثابت ہو رہا ہے۔

اس گاؤں کا وہ مشرقی حصہ جو سنڈاس بنا ہوا تھا اور جہاں ہزاروں من پاخانہ پڑا ہوا تھا آج تم دیکھتے ہو کہ وہاں کیا ہے؟ ایک لمبا سلسلہ مکانوں کا دیکھ کر تم سمجھ سکتے ہو کہ وہ آواز خدا کی آواز تھی۔ مگر یہ سب کچھ کیوں ہوا۔ صرف اس لئے کہ غرض یہ تھی لیقیموا الصلوٰۃ خدا کا جلال قائم ہو۔ چونکہ یہ مرد خدا خدا کے لئے اور خدا میں بولا اور بولتا ہے اس لئے خدا نے صلہ کے ظل کے طور پر اس کی بستی کو بھی مومنین کے لئے نشان بنایا کیونکہ خدا کی نعمتیں اور بخششیں اپنا زندہ ثبوت اس سے دیتی ہیں کہ ان کے نمونے سدا قائم رہتے ہیں۔

میں روح اور راستی سے شہادت دیتا ہوں اور جس کی فطرت سلیم اور نیک ہے وہ اس کو بدگمانی سے نہ دیکھے گا۔ میں محض اللہ کے لئے گواہی دیتا ہوں جس کا پاک کلام میرے ہاتھ میں ہے اور جس کے حضور مر کر کھڑا ہونا ہے میں جون ۱۹۰۱ء سے یہاں رہتا ہوں خلوت میں جلوت میں ہر حال میں آدھی آدھی رات تک اپنے امام کی گفتگو سنی ہے میں خوب جانتا ہوں کہ میری روح نے دھوکا نہیں کھایا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ امام کی روح میں خدا کی نصرتیں جس کے ساتھ ہوں خدا کی عزت و جلال کے لئے اُسی طرح جوش اور غیرت ہے جس طرح سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی روح میں تڑپ تھی۔

میں خدائے ذوالجلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ پاک ہادیان عالم کے جوش اور اس کے جوش میں میں نے کوئی فرق نہیں دیکھا تو ممکن ہے کہ خدا ایسے شخص کو ضائع کرے۔ ہرگز نہیں!! اگر وہ کامیاب نہ ہو تو سمجھو کہ پھر کوئی کامیاب نہیں ہوا۔

میں جب اول اول یہاں آیا اس متصل جوہڑ کے ایک بعید کنارے پر ایک جھنڈا گڑا دیکھا۔ میں چونکہ نووارد تھا اس لئے مجھے کچھ معلوم نہ تھا کہ یہ نشان کیسا ہے۔ مگر بغیر کسی زیادہ سوچ کے زحمت اٹھانے کے ظاہری نظارہ نے مجھے سمجھا دیا کہ مکہ کے پڑوس میں لات منات یا سومنات کا مندر ہونا ضرور ہے اور عادتاً یہ معمولی بدعت اور شرارت اور خبث کا نشان ہوگا جیسی اس کی برادری کے بت گاؤں میں دیکھے جاتے ہیں۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ اس گاڑنے والے نے بڑے وثوق سے اسے گاڑا ہے اور چونکہ وہ خدائے غیب الغیب کی قاہرانہ قدرتوں اور اس کی معجزانہ باتوں پر ایمان نہیں رکھتا وہ سمجھتا ہے کہ اس کی شرارت کا منصوبہ چل جائے گا اور آب و گل کے ہاتھ کی بنائی ہوئی بودی عمارت پائداری پکڑ جائیگی اور وہ خدا کے قدوسیوں اور مقبولوں کی طرح ایک نشان ہو جائے گا۔ اور معاً خدا کی برگزیدہ کی کارروائی کو اپنی مکار و غدار نفس کے حیلے سے ملیا میٹ کر دے گا۔ مگر اس نشان کو غیرت الٰہی نے اوندھا کر دیا اور اس مقام پر گاؤں کے ہندو اور چوہڑے موت اور پاخانہ کرتے ہیں اور دور دور سے پاخانہ اور پیشاب روک روک کر لوگ وہاں آتے ہیں کہ اس نشان کو ناپاکی سے شرف اندوز کریں۔

یہ سرسری باتیں نہیں یہ خدا کی باتیں اور عبرت کی باتیں ہیں۔

خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کمینہ بغض اور سفلہ عداوت نے یہ باتیں میرے منہ سے

انہیں ملتا ہیں سمجھے تا حق کے بعض اور منکر کا نصیب سے حصہ نہیں دیا گیا۔ سینئے اور ذرا غور کیجئے کہ وہ سومنات کا مندر جہاں ہندوستان کے بڑے بڑے عزت مند راجوں مہاراجوں کے چھ چھ سو تک تعداد لڑکیاں پجاریوں اور زائروں کی وقف خدمت رہا کرتی تھیں کیوں اس کی اینٹ سے اینٹ بج گئی اور ابرہہ اشرم کا وہ گرجا جو بیت اللہ کی رقابت میں اسنے بنایا تھا ویرانی کے سپہ ستم ہاتھوں کے نذر ہوا اور وہ بڑا بھاری مندر جس کے دیش کو سکندر یونانی جیسے فخر سے نکلا تھا بے نام و نشان ہوگیا۔ اس کا سبب بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ مکان خدا کے جلال اور عزت کے اظہار کے مکان نہ تھے ان کی در و دیوار میں فسق و فجور کا رنگ دیکھ لگا تھا اس لئے غیرت خداوندی نے اس کا نام نشان مٹا ڈالا۔ اور بیت اللہ مسجد حرام کی نسبت دعویٰ کیا گیا ہے کہ اس کا قیام و پائیداری اور اعدا کی دست برد کا ہدف نہ بننا ایک نشان ہوگا۔ **ذلك لتعلموا ان الله يعلم غيب السموات والارض** کہ خدا اسے عالم الغیب کے ہاتھوں کا بنایا ہوا ہے جس کو آسمان و زمین کے انقلاب اور ان کے زیر و زبر کرنے والی گردشیں معلوم ہیں اور وہ خوب جانتا ہے کہ **مکہ معظمہ** پر ان کی حوادث کا کوئی اثر نہ ہوگا۔

اللہ اللہ! اس قدر ظاہرانہ پیشگوئی اینٹ اور پتھر کے مکان کی میں نسبت کوئی مخلوق معمار کرسکتا ہے مگر یہ تعصب خدا کو خصوصاً اس مکان کی نسبت ہوا کیوں اس کا حل ان لفظوں میں ہے **لیقیموا الصلوٰة** یعنی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور توحید کی وہ جگہ ہے اور ساری دنیا نے اس کی چھاتیوں سے دودھ پیا ہے اس **قادیان** کے جو قریب مثال ہمنے دی ہے وہ بے التفاتی کے قابل نہیں ایک آدمی کی شکل نے کیا کیا آرزوئیں اور جوش دل میں رکھکر اور اپنی انکل کی پیشگوئی کی بنا پر اس نشان کو کھڑا کیا تھا اور ایک گروہ کو اپنے گرد جمع بھی کیا تھا۔ مگر اس کی ساری امنگیں خاک میں ملگئیں اور اس کی تمنائیں کوڑے کرکٹ کی ٹوکریوں کے نیچے دب گئیں اور دوسرا حقیقی راستباز اس وقت اگر گمنام تھا تو آج ماہ چہاردہم کی طرح چمکتا ہے اور ہزاروں راستبازوں کے قلوب اس کی محبت سے بھر گئے ہیں اور ایک عالم اس کی طرف کھنچا چلا آتا ہے اس کی وجہ صاف ہے۔

اے قادیان کے مبارک نور اور اے پنجاب کے فخر امام اور ہادی تیری صداقتیں **ابراھیم** کی طرح واضح اور تیرے ثبوت **محمد احمد (اللھم صل علیه وبارك وسلم کما بارکت وسلمت وصلیت علی ابراهیم)** کی طرح نمایاں ہیں جو کچھ خدا کے قاہر اور مقتدر ہاتھ نے ان تمام برگزیدوں کے لئے کیا وہ سب تیرے لئے کیا۔ تو ابد کے لئے نور اور ہدایت آیا ہے۔ زمین تیری تاثیرات سے بھر جائے گی اور تو برومند ہوگا۔ اس لئے کہ خدا اور اس کے فرشتے اور عباد صالحین رات دن تجھ پر سلام بھیج رہے ہیں۔ تیرے حاسد اسی طرح انگلیاں کاٹیں گے اور تیری ترقیاں دیکھ دیکھ کر بریاں ہوں گے جیسے ان پہلے راستبازوں کے ہوئے۔

بڑھ اور پھل اور پھول کہ تیرا پیڑ اب صرصر کے جھونکوں کے زد اور پانی اور باران کے دست برد سے آگے نکل گیا ہے۔ تو **ابراھیم** کا فرزند اور **محمد** کا سچا **غلام** اور نوح کا حقیقی بھائی ہے **علیهم الصلوٰة والسلام** ہاں اس اپنے ناکارہ خادم کے لئے بھی ان گھڑیوں میں لب شفاعت کھول جب کہ تجھ میں اور خدا میں کوئی حائل نہیں ہوتا۔

برادران! وقت ہے اس نعمت کی قدر کرو اور اس نمونہ سے سبق سیکھو۔ خدا ہم سب کو اقامت صلوة کی توفیق دے آمین

* * *

گورنمنٹ کیلئے ایک مشکل الحل مسئلہ

ہم نے اخبار پیونیر کے اس عنوان والے مضمون کا ترجمہ جو دلچسپی سے بھرا ہوا تھا اپنے چند ریمارکس کے ساتھ اشاعت مورخہ ۲۴ر نومبر میں شائع کیا تھا اور امید کی تھی کہ اس پر ضرور کوئی

نکتہ چیں نظر ڈالی جاوے گی حال میں مولوی مرزا صادق علی بیگ صاحب نے اُس کے متعلق اپنے خیالات جریدہ روزگار مورخہ ۹ر دسمبر میں ظاہر کرکے ہماری اُمید پوری کردی جس کے دیکھنے سے ہمیں خوشی بھی ہوئی اور رنج بھی۔ خوشی اس وجہ سے کہ حیدرآباد کی اسلامی جماعت میں ایسے اصحاب بھی پیدا ہوتے چلے ہیں جو اخبارات کی مذہبی تحریرات پر غور کرنے لگے ہیں۔ اور رنج اس وجہ سے کہ محرر مضمون نے وسیع نظر سے کام نہیں لیا ہے منصفانہ بحث اور غیر متعصبانہ نکتہ چینی سے ضرور مابحث فیہا مسائل پر ایک روشنی پڑتی ہے مگر ایسی طرز سے احتراز کرنا لازمی ہے جس سے مسلمہ اصول پر اعتراض لاحق ہو۔

مضمون زیر بحث میں فضیلت و اکملیت مذہب کے ثبوت کے لئے دو صورتیں بیان کی گئی تھیں۔ **اوّلاً** یہ کہ ہر مذہب کے علماء و فضلاء اپنی اپنی کتاب کے رو سے اپنے مذہب کی اعلیٰ تعلیم کا ثبوت دیں جس سے اُس مذہب کی اخلاقی حالت اور فضیلت کا موازنہ ہو۔ مگر اس کے متعلق نکتہ چیں محرر نے یہ رقم فرمایا ہے کہ اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا اس لئے کہ ایک مدت دراز سے اختلاف پڑا ہے اور مباحثے بھی ہوئے اور ہورہے ہیں مگر کچھ فیصلہ نہ ہوا۔ کاتب مضمون کے اس کچھ سے ہمیں نہایت تعجب آرہا ہے کہ کس قدر یقین کے ساتھ وہ ابھی سے فائدہ اور فیصلہ نہ ہونے پر فتوی لگا رہے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ انھوں نے کس مقام سے بحث مباحثے کے مضمون کو اخذ کیا ہے! علماء فضلاء کا اپنی اپنی کتاب سے اعلیٰ تعلیم کا ثبوت دینا ہرگز بحث مباحثے کے مفہوم میں داخل نہیں ہوسکتا۔ جسطرح دو اور دو ۴ روٹی نہیں ہوسکتا۔ اگر ایسے جلسوں سے جن میں ہر مذہب والا اپنے مذہب کی فضیلت کے بیان کرنے کا مجاز ہوتا ہے قطعاً کوئی فائدہ متصور نہ ہوتا تو پھر چکاگو (امریکہ) میں کیوں عظیم الشان مذہبی جلسہ کیا جاتا؟ کیا اہل امریکہ جن کی عقل و دانش کا لوہا سارا جہان مان رہا ہے ایک بالکل ہی فضول کام کر بیٹھے؟ کیا اخباری دنیا کو خبر نہیں کہ اسی جلسہ کی بدولت ہندو مذہب نے سوامی دیوا کننڈا کی وکالت سے اہل امریکہ کو اپنی طرف متوجہ کرلیا ہے اس جلسہ میں ہندو مذہب کی فلاسفی کا بیان ہی تھا جس سے امریکہ میں ایک کایا پلٹ ہوگئی اور اُس کے اعتقادات کی طرف میلان ہوتا چلا جاتا ہے۔

چکاگو کا مذہبی جلسہ تو ایک تاریخی رنگ میں آگیا ہے۔ اٹالی اور فرانس کے جلسوں پر بھی غور کیجئے کیا یہ تمام فضول اور بیہودہ طور پر کئے جارہے ہیں؟ جسقدر ایسے جلسوں سے فائدہ کی اُمید ہے اُس کا ثبوت ہر زمانہ کے مقدسین کے کارناموں سے ملتا ہے۔ مذاہب کے بانی اسی اُمید پر اشاعت کا کام کرتے رہے اور ایسی ساعتوں کے ذریعہ سینکڑوں ہزاروں بندگان خدا کو حق و باطل میں امتیاز کرنے کا موقع بلا حجج و براہین کے پیش کرنے کے بغیر کوئی دعوی قابل سماعت نہیں ہوسکتا اور نہ تشنگان حق کی پیاس بجھ سکتی ہے لہذا اس پہلی صورت کی اہمیت سے انکار نہیں ہوسکتا۔ مسلمانوں کو اپنے سچے مذہب کی اعلیٰ تعلیم افضلیت اور اکملیت کو جس کا دنیا کے دور دور مقاموں میں جہاں کسی اسلامی مشنری کا قدم تک نہیں پہونچا ہے اس پر آشوب زمانہ میں بھی برابر کم و بیش اثر ہوتا رہا ہے۔ دلیل اور برہان کے ذریعہ احسن میں غیر قوم اور مذہب کے لوگوں میں پیش کرنے کا انتظام نہایت ہی ضرور ہے اور اسی کی نسبت **وجادلھم بالتی ھی احسن** ہمارے علیم و خبیر ہادی مطلق کا ارشاد ہے

غرض زیر بحث پہلی صورت سے انکار الٰہی ہدایت سے بدیہی انکار ہے اگر یہ تجویز ٹھہر جائے گی تو سوائے اسلام کے کون مذہب ہوگا جو اس میدان میں قدم جما سکے گا؟ آہ اسکو جلسوں میں رپریزنٹ کرنے والا بھی کوئی ہو۔ جو کوئی اُسے کامیابی کے ساتھ رپریزنٹ کرسکتا ہی کیا وہ قوم کی نگاہ میں قابل وقعت ہوسکتا ہے۔ یا لائق ملامت۔

دوسری صورت یہ بیان کی گئی تھی کہ ہر مذہب کا سرگروہ اپنے مذہب کی صداقت کے ثبوت میں ایک آسمانی نشان دکھلاوے تا یہ ثابت ہو کہ اُس مذہب میں ہنوز الٰہی طاقت اور ربانی قوت باقی ہے۔ مگر صادق علی بیگ صاحب اس کے در جواب یہ تحریر فرماتے ہیں کہ یہ صورت تو ان مفید ہے جو عقل سلیم رکھتے ہیں تخصیص عقل سلیم کی اس جہت سے کی گئی ہے کہ بہت سے نبی پیدا ہوئے اور انھوں نے حقیقی نشانات آسمانی دکھائے لیکن سوائے اُن لوگوں کے

معمولی تعطیل

ہمارے ناظرین اس امر سے خوب آگاہ ہیں کہ ہم ہر سال دسمبر کے آخری ایام میں ایک ہفتہ کی تعطیل کر دیتے ہیں کیونکہ دار الامان میں جلسہ کی وجہ سے اتنی فرصت ہو ہی نہیں سکتی کہ اخبار کا کام ہو سکے علاوہ ازیں سال تمام پر خریداران کا حساب صاف کرنے اور دوسری مصروفیتوں کی وجہ سے ایسا کرنا ضروری ہوتا ہے بہرحال یہ نمبر سنہ ۱۸۹۹ء کو الوداع کہتا ہے۔

اب پہلا پرچہ ۱۰ر جنوری سنہ ۱۹۰۰ء کو شائع ہوگا انشاء اللہ۔ بحولہ وقوتہ

* * *

اطلاع

ہم نے اس سے پیشتر اطلاع دی تھی کہ اکتوبر سنہ ۱۸۹۹ء تک مالی سال ختم ہو چکا ہے اس لئے سنہ ۱۸۹۹ء کے اکتوبر تک جن لوگوں نے قیمت بھیجدی ہے ان کے ذمہ صرف ۸ر مطبع کے اخیر دسمبر تک واجب ہیں۔ پس حسب اطلاع سابق جنوری سنہ ۱۹۰۰ء میں ہم للعہ ۸ر معہ قیمت سنہ ۱۹۰۰ء ایسے ناظرین سے بذریعہ وی پی وصول کر لیں گے اور ایسے طریق پر کل دوستوں سے واجب الطلب قیمت کیلئے اخبار قیمت طلب بھیجا جاویگا جو صاحب اخبار لینا نہ چاہیں یعنی وقت پر قیمت دینے کو طیار نہ ہوں وہ اطلاع دیدیں۔ کیونکہ ایسی مشکلات کی وجہ سے اکثر اوقات اخبار بدیر شائع ہوتا رہا ہے۔ آیندہ اخبار کو باقاعدہ موقت الشیوع بنانے کے لئے ہمارے ناظرین کو اپنے فرائض کی طرف توجہ کی اتنی قدر ضرورت ہے جس قدر وہ ہم کو شکایتی خطوط سے متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔

آخر میں ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے دست و بازو خریدار ترسیل زرچندہ اور خوش معاملہ خریداروں کے پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔

* * *

رسالہ

فیض احمدی

پنجابی زبان میں منظوم — قریب ملتا ہی طبع ہوگا۔

حضرت امام الزمان علیہ السلام سے بیعت کرنیوالوں کے نام

(۱) خلیل الرحمن صاحب ساکن پنجیڑی ریاست جموں
(۲) نیک عالم صاحب 〃 〃
(۳) غریب اللہ صاحب ساکن کلری 〃
(۴) مہردین ساکن دھرم کوٹ بگا ضلع گورداسپور
(۵) قاضی رحمت اللہ صاحب 〃 〃
(۶) نبی بخش صاحب 〃 〃 〃
(۷) اللہ دتا صاحب 〃 〃
(۸) ابراہیم صاحب 〃
(۹) بوڑا صاحب 〃 〃 〃
(۱۰) فضل الدین صاحب ساکن جلہ ضلع ملتان
(۱۱) اللہ بخش صاحب ساکن سیالکوٹ
(۱۲) عبد الواحد صاحب ساکن لودھران ضلع ملتان
(۱۳) احمد الدین صاحب 〃 〃
(۱۴) محمد الدین صاحب - دھرم کوٹ بگا
(۱۵) پیراں دتا صاحب
(۱۶) سید محمد شاہ صاحب مدرس مدرسہ ماچھی واڑہ ضلع لدھیانہ
(۱۷) رحمت علی صاحب پٹواری رائے پور تحصیل پھلور
(۱۸) عبد العزیز ولد خواجہ عالم امرتسر
(۱۹) ملک غلام احمد - دنگام علاقہ کشمیر
(۲۰) میاں صوبا - بہرام پور سٹ ضلع انبالہ
(۲۱) خدا بخش صاحب - جموں۔
(۲۲) فراہیم بن یوسف - توشام ضلع حصار
(۲۳) حفیظ اللہ خالدی - جیند۔
(۲۴) عبد الوحید - لونی ضلع میرٹھ حال سنگرور
(۲۵) شادیخاں راجپوت - جیند
(۲۶) غلام نبی - مجن ضلع شاہ پور تحصیل بھیرہ
(۲۷) عبد الرحمن (ٹھاکر داس نو) گرشیر پور ضلع لدھیانہ
(۲۸) حافظ دل احمد - بی۔ اے۔ ادرانا ضلع شاہ پور
(۲۹) فضل کریم - جہلم - ۳۰ - علی احمد ڈیرہ غازیخاں

* * *

فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس لو

مندرجہ ذیل ادویات تجربہ کثیر کے بعد شائع کی جاتی ہیں اگر حسب ترکیب استعمال سے فائدہ نہ ہو تو بعد وضع محصول ڈاک قیمت واپس لوچائی کے لئے یہی امر کافی ہے۔

(۱) قوت باہ (داخلی و خارجی علاج) چودہ قسم کے ضعف باہ کا حکمی علاج قیمت علاج خارجی ۸ر اور قیمت علاج داخلی - عامر
(۲) بواسیر - خونی و بادی کے لئے اکسیر عار
(۳) دافع جریان ہر قسم ...... ملعہ ر
(۴) علاج آتشک ۵ر
(۵) سوزاک کہنہ و جدید ہر قسم عار
(۶) خضاب سالانہ جو تیل کی طرح لگایا جاتا ہے ...... عہ ر
(۷) مصفی خون کے لئے ... معہ ر
(۸) سواد نزول الماء آنکھ کی ہر ایک بیماری کیلئے نسخہ فی تولہ ... عار

ان ادویات کی قیمت مقررہ ایک مریض کے علاج کیلئے ہے اگر اس قدر دوا سے کوئی نقص باقی رہے زیادہ دوا مفت دیجاویگی۔ **حکیم محمد امین**
مقام بٹالہ ضلع گورداسپور - پنجاب

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

[illegible] انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم دھند جالا پھولا غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچے سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ [illegible] ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ [illegible] خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ [illegible] خرچ ڈاک ذمہ خریدار۔ درخواست کرتے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے ضرور بچنا چاہیئے۔

المشتہر پروپرائیٹر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں۔ جالا کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُن سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لیے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے۔ وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے۔ اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کو فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمرہ ۴۰ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں اُن میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اُس کی بینائی میں فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جن کی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کا سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(پانچ ہزار روپیہ انعام)

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔ جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ ۱۹۲۹ء میں جمع کیا گیا ہے۔

احمدیہ پریس قادیان دارالامن والامان میں شیخ یعقوب علی تراب کے اہتمام سے طبع ہو کر بفضلہ تعالیٰ شائع ہوا